عشق محبت اور جنون
زینب خان

عشق محبت اور جنون (زینب خان)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پورا کمرا اندھیرے میں ڈوبا تھا ہلکی ہلکی کھڑکی سے آتی سورج کی کرن روشنی کے روپ میں کمرے کو نہلا رہی تھی جس سے ہلکی ہلکی چیزیں وضح کر رہی تھی وہ ساکت کھاڑی تھی ہوش تو وہ کھو بھیٹی تھی ابھی ابھی جو باہر سنا وہ کسی زہر کی طرح اسکی روح کو تڑپا رہا تھا وہ پل پل اپنا ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھتی آنسو شدت سے رخسار کو بھگا رہے تھے اس خالی کمرے میں جہاں سوئی بھی گرے تو آواز آئے..

ایک آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی ہوا کا ایک پر جوش جھوکا نے دروازہ تیزی سے بند کر دیا

"کیا ہوا جو چاہتی تھی وہ تو ہو گیا "

کوئی اسے مخاطب کر رہا تھا بہت پاس ہو کر مگر کون ادھر تو اس کے وجود کے علاوہ کوئی موجود نہیں تھا

"کیا ہوا "

ایک بار پھِر آواز کانوں کی سماعت سے ٹکرائی آواز اس کے پیچھے سے آرہی تھی وہ تیزی سے پلٹی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی سامنے اسکا وجود کھڑا تھا وہ خود کھڑی تھی

"تم جو چاہتی تھی وہ ہو گیا جشن مناؤں ہاہاہاہا"

اسکا وجود اس کے مقابل کھرے ہو کر اس پر ہنس رہا تھا

"کک---کون ہو تم "پسینے سے چہرہ بھیگ چکا تھا کانپتی ہوئی آواز نکلی

"وہ پہنچ گیا "اچانک سے سامنے سے اسکا وجود غائب ہو گیا مگر آواز اس کے پیچھے سے آنے لگی وہ دوبارہ تیزی سے پلٹی

"وہ پہنچ گیا موت کے قریب تمہاری جیت ہوئی "

وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی یہ اسکا وجود ہی تھا

"نہیں "اس نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے

"کیا ہوا یہی چاہتی تھی نا تم موت اس کے سامنے کھڑی ہے جشن مناؤ تلیاں بجاؤ تمھارے والفاظ نے کر دیکھایا تمہاری نفرت اس کے عشق سے جیت گئی "وہ اپنے وجود کو یک ٹک دیکھ رہی تھی وہ اسکو سچائی دیکھا رہا تھا

"نہیں سب جھوٹ ہے کچھ نہیں ہوا "وہ کانوں پر ہاتھ رکھتی آنکھیں بند کیے تیزی سے پلٹی اسکی حالت بہت خراب ہو چکی تھی

"موت نے اسے بلالیاالوداع کہو اسے جاکر خوشیاں مناؤ اسکی حالت دیکھو" اس نے تیزی سے آنکھیں کھولی سامنے شیشے میں اسکا عکس اسے ہم کلام تھا۔ وہ پاگل ہو رہی تھی نہیں وہ پاگل نہیں ہو سکتی اس نے بے ساختہ اپنا ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھا

"نہیں یہ نہیں ہو سکتا میں مر جاؤ گی" وہ چیختی چلاتی گرتی چلی گئی۔ آوازیں آنا بند ہو گئی تھی روشنی کمرے میں تیزی سے پھل رہی تھی مگر اسکا دِماغ اسکو بند ہوتا محسوس ہوا آنکھوں میں اندھیرا نظر آیا تکلیف سے سسکیاں نکلی پل بھر میں سب کچھ ختم ہو گیا وہ گر گئی اور کانپتے ہونٹوں سے بامشکل الفاظ ادا کر پائی

"لا اِلٰہ اِلا اللہ محمد رسول اللہ"

★★==========★★

"نئے دنوں کے نئے صفر میں دھیان رکھنا"

"خاموش، چُپ چاپ"

"کچھ نا کہتی ان ساتوں نے سونپ ڈالے"

"نئے تقاضے رفاقتوں کے دھیان رکھنا کے اپنے حصے کے سب تقاضے نباہنے ہیں"

"ساتھ چلتے ہوئے صفر میں ہر ایک دیگر پر چاہتوں کے گلاب لکھنا"

"ورق ورق اعتماد جس میں حرف حرف میں ہو جاںثاری نئے خوشیاں نئے منظر نئی مثالی، نئے حوالے بس ایک ایسی ہی محبتوں کی کتاب لکھنا"

"نئے دنوں کے نئے صفر میں"!!....

لندن میں صبح کی روشنی ہر طرف پھل گئی تھی نیلا نیلا آسمان ہلکا ہلکا سفید ہوتا جا رہا تھا پرندوں کی آوازیں صبح کے اس پر سکون سے نہائے ہوئے منظر کو تر و تازہ بنا رہی تھی خاموشی کا راج تھا چاروں طرف سکون کا ماحول بنا ہوا تھا

وہ چھوٹے چھوٹے قدم چلتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا

ٹریک سوٹ میں مبلوس وہ پچیس سال کا چھ فٹ کا نوجوان دور سے ہی سب کی نظروں کا منظر بن رہا تھا۔ بھوری آنکھیں جس میں کافی کچھ سمایا ہوا تھا کھڑی مغرور ناک پتلے ہونٹ چہرے پر ہلکی ہلکی شیو نرم و ملائم بال اس کے چہرے آرہے تھے اور وہ سکون سے انگلیاں پھیرتا ان کو اپنے چہرے سے ہٹا رہا تھا اور اسکی سنجیدگی اس کے حُسن میں چار چاند لگا دیتی تھی۔ لندن کی اِس حسین صبح میں وہ جوگنگ کے نام پر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا آنکھیں مندے چل رہا تھا ایک کان میں سفید رنگ کا بلُوٹوتھ لگائے ہاتھ جیبوں کے اندر ڈالے سر آسمان کی جانب کئے وہ ایسے چل رہا تھا جیسے سارے رستے اس کو یاد ہو۔ آس پاس سے گزرتی فرنگی لڑکیاں ایک بار تو اس کی طرف ضرور نظر اٹھا کر دیکھتی وہ ایسی ہی شخصیت کا مالک تھا کوئی لڑکی اس کو نظر انداز کر ہی نہیں پاتی تھی لیکن وہ اپنے حسُن سے بے نیاز لا

پرواہی سے لڑکیوں کی دِل کی دھڑکنوں سے گزر جاتا۔وہ چلتے چلتے رک گیا آنکھیں کھولی سامنے ایک بڑے سے پارک کو دیکھ کر ایک ٹھنڈی سانس لی اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا پارک میں داخل ہوا اور ہر بار کی طرح اسی بینچ پر جا کر بیٹھ گیا۔یہ اسکا معامل تھا پچھلے تین سال سے وہ روز سویرے اسی پارک میں آکر اسی بینچ پر نیم دراز ہو جاتا تھا اور گھنٹوں بیٹھ کر سکون پاتا تھا۔اس نے بینچ پر بیٹھ کر آنکھیں موندلی اور سر پیچھے کر لیا کچھ دیر ایسی ہی رہا اچانک کسی بچے کی رونے کی آواز سے اس نے آنکھیں کھولی اور سامنے دیکھا تو ایک بچہ کھڑا اپنی ماں سے کسی چیز کی ضد کر رہا تھا۔وہ انگریز بچہ اپنی ماں سے انگریزی میں ایک ہی بات بولتا اور اسکی ماں انگریزی میں اسے سمجھاتی وہ غور سے اس منظر کو دیکھ رہا تھا اس بچے کی رونے کی آواز سے وہ ایک بار پھر ماضی میں چلا گیا کسی کے رونے کی آواز سے ہی تو اسکی کہانی شروع ہوئی تھی۔اس نے آنکھیں موندی دوبارہ سر پیچھے کیا

"تین سال ہوگئے "آج پورے تین سال گزر گئے تھے ایسا ایک پل بھی نہیں گزرا ہوگا جو اس نے گنا نہیں ہوگا۔ایک ٹھنڈی سانس لی اور دھیرے سے بولا اسکی آواز بھی اسکی طرح رُعب دار تھی اسکی بھاری آواز میں ایک ایسا نشہ تھا جو سننے والے کے کانوں میں رس گُھول دے

★★===========★★

وہ شیشہ کے سامنے کھڑی اپنے آپ کو فخریا انداز سے دیکھ رہی تھی جینز جو فیشن کے نام پر جگا جگا سے پھٹی تھی اس پر شارٹ شرٹ پہنی تھی جو ہر جگا سے پھٹی تھا اس کے چھوٹے اور تنگ کپڑے اسکا جسم ڈھکنے میں ناکامیاب تھے

"کیسی لگ رہی ہوں میں "اس نے اپنے اوٹ پٹانگ بال جن پر طرح طرح کے رنگ ہوئے تھے اسکو پونی میں قید کرتے مسکراتے ہوئے پوچھا

"بے بی واٹ آر یو ڈوئنگ ؟"ایک ادھیڑ عمر کی عورت جو اس سے بھی زیادہ واحیات کپڑے زیب تن کی تھی اسے پونی لے کر پھینکی

"مام واٹز رونگ ود یو"وہ چلائی

"بال کھولوں بے بی"انہوں نے اترا کر اس کے تھوڑی تک آتے بالوں پر ہاتھ پھیرہ

"پلیننگ کیسی ہے "اس عورت نے اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے مسکراتے ہوئے پوچھا

"میری پلیننگ کبھی فیل ہوئی ہے "وہ فخریا آنداز میں مسکرائی

"اب میں دیکھتی ہوں کیسے وہ افراولید کے حسن کے جال میں نہیں پھنستا"اس نے اترا کر فخریا انداز میں کہا۔اسکی ماں بھی مسکرادی کیونکہ ان کو اپنی بیٹی کا معلوم تھا ایسا کوئی شخص پیدا نہیں ہوا جو ان کی بیٹی کو نظرانداز کر سکے اور بات تو اب پیسے کی آگئی تھی اور زندگی میں افراولید محبت صرف پیسے سے کرتی تھی اور اس کے لیے تو وہ ہر حد تک چلی جاتی تھی

★★===========★★

اسکی شاندار گاڑی ایک بڑی سی بِلڈنگ کے سامنے آکر رکی ڈرائیور نے جلدی سے اتر کر اُس کے لیے دروازہ کھولا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا آفس کے اندر داخل ہوا وہ صبح کے مقابلے میں کافی فریش دکھائی دے رہا تھا پینٹ سوٹ میں ملبوس ہمیشہ کی طرح اسکی شخصیت حسین لگ رہی تھی

"گڈمارننگ سر، گڈمارننگ سر" وہ چلتا ہوا لفٹ میں داخل ہو گیا جہاں جہاں سے وہ گزر رہا تھا سب اسکو دیکھا کر کھڑے ہو کر صبح بخیر کہہ رہے تھے اور وہ بس جواباً سر ہلا رہا تھا

لفٹ کھلی وہ اپنے کیبن میں آیا اسکا کیبن بھی اُس کے آفس کی طرح وسیع تھا اُس نے کوٹ اتار کا سیٹ پر ڈالا اور ٹیبل پر پڑی فائلز کے صفحے پلٹنے لگا

"گڈمارننگ سر" ایک انگریز لانگ اسکرٹ اور ٹائی والی شرٹ پہنی کیبن کی اندر داخل ہوئی اور آج کی میٹنگس کی فہرست رٹنے لگی وہ بلاشبہ اسکی سیکیٹری تھی

"اِلا ٹیل میں اباؤٹ ٹوڈے میٹنگ "اس نے بغیر اسے دیکھے فائلز پر نظر جمائے سنجیدگی سے کہا

"یس سر "اس نے ہاتھ میں پکڑی فائل سیدھی کی اور صفحے پلٹ کر اسکو اب سے آدھے گھنٹے کے بعد والی میٹنگ کی معلومات دینے لگی

"اوکے یو کین گو" نظریں اب بھی ہنوز فائل پر مرکوز تھیں

"تھینک یو سر "وہ سر اثبات میں ہلا کر واپس پلٹنے لگی تبھی پیچھے سے اس نے پکارا

"لسن، ویئر اِس آکاؤنٹ فائل؟ "

"ایکچولی۔۔۔ایکچولی سر آئی۔۔۔آئی فورگیٹ "اس نے ڈرتے ڈرتے کہا

"یو کین لیو"اس نے ایک کڑک دار نظر اِلا پر ڈالی پھر دوبارہ نیلی فائل پر وہ اب آہستہ آہستہ صفحے پلٹ کر پڑھنے لگا

"اوکے سر"اس نے سکون کا سانس لیا پھر پلٹنے لگی تبھی وہ دوبارہ بولا

"آفس۔۔۔آئی فائرڈ یو"اِلا کی زُبان حلق میں اٹک گئی اتنی سی غلطی پر اُس بیچاری کو اُس نے نکال باہر کر دیا تھا

"لیو"وہ حیرانگی سے وہاں کھڑی رہی تبھی وہ دوبارہ سختی سے بولا۔وہ ڈر کر باہر نکلی اسکو ہفتہ ہی ہوا تھا اور اُس شخص نے ایک چھوٹی سی غلطی پر اسے کام سے نکال دیا

"ہے برو؟"کوئی اچانک اِلا کے جانے کے بَعد داخل ہوا اور اسکی اجازت کے بغیر دڑھلے سے صرف ایک شخص گُھس سکتا تھا اور وہ تھا حسیب اسکا سب سے قریبی دوست

"شکر ہے آج آفس آنے کی تکلیف کرلی آپنے"وہ تلخی سے بولا

"اوہو بس آپکا دیدار کرنے کے لیے دِل تڑپ رہا تھا" وہ جینس اور کوٹ میں مبلوس اسکی مقابل سیٹ پر بیٹھ گیا

"سو مسٹر حمدان علی حیدر نے ایک بار پھر اپنے آفس سے کسی کو فائرڈ کر دیا" حبیب نے حمدان کو دیکھا کر شوخی سے کہا

"تجھے پتا ہے مجھے لاپرواہ لوگ نہیں پسند" حمدان نے فائلز میز پر رکھ کر کہا

"یار حد ہو گئی اتنی خوبصورت لڑکی تھی" وہ منہ بسورتے ہوئے بناتا بولا

"حبیب تو کب سدھرے گا؟" حمدان ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا اسکی دلکش مسکراہٹ حبیب نے مسکرا کر اسکو دیکھا صرف وہی تھا جو حمدان کے چہرے پر مسکراہٹ لے آتا تھا وہ حمدان کے ماضی سے بھی اچھی طرح واقف تھا

"ایسے مت مسکرا میرا دِل آجائے گا تجھ پر" حبیب ڈراماٹک اندازا میں بولا

تیرا کچھ نہیں ہو سکتا" حمدان تاسف سے نفی میں سر ہلا کر دوبارہ فائل اُٹھانے لگا تبھی حبیب نے اُس کے ہاتھ سے فائل چھینی

"آج نو کام بیکوز ہم لنچ پر جا رہے ہے" حبیب نے ہمیشہ کی طرح کہا

"حبیب میں تجھے پکڑ کر مارونگا کل ہی ڈنر پر گئے تھے" حمدان مصنوعی غصے سے بولا

"ہیں؟ تو کہاں لکھا ہے کے اگر کل ڈنر پر گئے ہے تو آج لنچ پر نہیں جاسکتے؟" وہ بھی حبیب تھا۔ حمدان نے نفی میں سر ہلایا اور اٹھ کر کوٹ اٹھا کر باہر کی جانب بڑھ گیا اور پیچھے حبیب خوشی خوشی چل دیا

"سر آپکی میڈم کے ساتھ میٹنگ" وہاں کے مینجر ڈر کر حمدان سے مخاطب ہوا

"کینسل کر دو" وہ سنجیدگی سے کہہ کر آگے بڑھ گیا اور پیچھے حبیب رک کر اسکو دیکھنے لگا

"جا بیٹے کینسل کر دے" مینیجر حبیب کی بات پر ہنستے ہوئے آگے بڑھ گیا

★★==========★★

پاکستان کے دارل خلافہ یعنی اسلام آباد کا شہر اگست میں بہار اسلام آباد پر بکھرے تھا۔ اس خوبصورت شہر کے ایک پوش علاقے میں ایک عالیشان کھوٹی تعمیر تھی جو دور سے ہی نظر آجاتی تھی وہ عالیشان کوٹھی صرف خوبصورتی میں ہی نہیں اپنے نام سے بھی بہت مشہور تھی

حیدر ویلا کی باہر لگی عظیم تختی اِس کھوٹی کی شان بڑھاتی نظر آتی تھی

دروازے سے گھس کر سیدھے ہاتھ پر ایک بڑا سا لان تھا جہاں جھولا کے ساتھ ساتھ کرسیاں میز کا بھی انتظام تھا جہاں مختلف پھول اور مختلف سبزیوں کے پودے اِس لان میں چار چاند لگاتے تھے

الٹے ہاتھ پر ایک خوبصورت سرونٹ کعاٹر تھا جہاں اِس عالیشان کوٹھی کے کئی سارے ملازم کار ہن تھا

درمیان میں ایک بڑا گیٹ تھا جو ہر وقت کھلا رہتا تھا کیوں کے وہاں چوبیس گھنٹے سکیورٹی گارڈز کا پہرہ تھا اندر آؤ تو ایک بڑا لاونچ تھا جہاں ہر چیز نفاست سے سیٹ تھی خوبصورت ڈیکورشن کے ساتھ قیمتی چیزین بھی لگی تھی دائے طرف سیڑھیاں اپر جاتی نظر آتی تھی سیڑھیوں کا تاقب کرو تو اپر قطار سے کمرے بنے تھے نیچے بھی کمرے تھے

"چچی چچی چچی "ایک خوبصورت سی انیس سال کی لڑکی جو یونیفارم میں مبلوث ہاتھ میں پکڑا برش لیے بالوں کو ہلاتی بھاگتے ہوئے سیڑھیوں سے اتر رہی تھی

"کیا ہوا کیا ہوا "ایک خاتون قیمتی شلوار قمیض میں مبلوس ڈوپٹہ نفاست سے سر پر ٹکائے کچن سے باہر نکلی

"چچی میرے بال بنا دیجیئے مجھے کالج کے لیے دیر ہو رہی ہے "اس نے معصومیت سے کہا

"آو چندا "انہوں نے پیار سے اس کے ہاتھ سے برش تھاما اور اُس کے کمر تک آتے بال پر چلانے لگی

"سائمہ تم کیوں کرتی ہو اِس کے کام بچی تھوڑی رہی ہے اب یہ "

پیچھے سے خاتون کی آواز آئی۔اس لڑکی نے دانتوں میں زبان دبالی اور سائمہ مسکرانے لگی

"بھابھی مجھے اچھا لگتا ہے میری ہی بیٹی ہے "انہوں نے پیار سے اسکا گال چھوا

"لیکن پھر بھی "وہ خاتون سائمہ کی طرح کپڑے اور دوپٹہ سر پر ٹکائی ہوئی تھی

"امی جان بس آخری دفعہ پھر پکا میں خود بنا لونگی "

"ایمان ایمان ؟"سامنے سے چوبیس سال کی لڑکی لگ بھگ بھاگتے ہوئے آئی

"جی شفاء آپی ؟"سائمہ نے اُس کے بال بنا دیئے تھے

"ایمان چلو دیر نہیں ہو رہی "وہ کمیز شلوار میں مبلوث بال جوڑے میں بنائی دوپٹہ سر پر لیتی بولی

"آپ کہاں جا رہی ہے ؟"ایمان نے حیرت سے پوچھا

"میں نے بازار سے کچھ خریداری کرنی ہے "شفاء نے کہا

"لیکن میں آج ڈرائیور کے ساتھ نہیں عماد بھائی کے ساتھ جا رہی ہوں "ایمان نے شرارت سے کہا

"لیکن وہ تو آفس گ ئے۔۔۔"شفاء سائمہ کو دیکھ کر جھینپ گئی اور اپنی بات آدھوری چھوڑ دی

"کیوں تنگ کر رہی ہو میری بچی کو ایمان "سائمہ نے ایمان کا کان کھیچتے ہوئے ڈانٹا

"آسوری چچی اب پکا میں آپکی ہونے والی بہو کو تنگ نہیں کروں گی "ایمان باز کہاں آنے والی تھی۔شفاء کا سر شرم سے مزید جھک گیا

"بیٹا مذاق کر رہی ہے آپ جاؤ ایمان کے ساتھ میں نے رحیم بابا کو بول دیا وہ آپ دونوں کو ڈراپ کر دینگے "حفصہ نے پیار سے کہا

"تھینک یو تائی جان چلیں ایمان" شفاء ایمان سب کو خدا حافظ کہہ کر نکال گئی اور وہ دونوں خاتون مسکراتی رہ گئی

★★==========★★

"واہ واہ کیا حسین موسم ہو رہا ہے لندن کا" حسیب ریستوان کے شیشہ سے باہر دیکھتے ہوئے بولا۔ حمدان کھانے میں مصروف تھا

"اوئے بورنگ میں تجھ سے بات کر رہا ہوں" حمدان حسیب کا باس کہی سے بھی نہیں لگتا تھا یہی ان کی دوستی کا کمال تھا۔ حمدان اب بھی خاموش رہا

"بھول جا ماضی کو کب تک رہے گا ماضی میں اپنے مستقبل پر توجہ دے پوری زندگی پڑی ہے تیری" حسیب سنجیدگی سے گویا ہوا۔ حمدان کے کھاتے ہاتھ رک گئے اور چونک کر حسیب کو دیکھا

"ماضی میں وہ ہے" کتنا درد تھا آواز میں

"اسے بھی بھول جا "

"کوئی سانس لینا بھول سکتا ہے؟" مسکرا کر کہا

تزیہ مسکراہٹ

دلکش مسکراہٹ

تکلیف میں چھپی مسکراہٹ

"تو اپنا بنالے اسے تیرے لیے مشکل تھوڑی ہے اسے ڈھونڈ نا بنالے آپنا "

"کوشش کر چکا ہوں" آہستہ آواز آئی

"ناکام ہو گیا نا" یہ سوال نہیں تھا

"نہیں کھو دیا اسے" پھر سے ماضی میں داخل ہو چکا تھا وہ

"چاہتا کیا ہے؟" حسیب کو سمجھ نہیں آیا

"اسے" پھر سے مسکراہٹ دی گئی

زخمی مسکراہٹ

"نا اسے اپنا بنانا چاہتا ہے نا اسے دور ہونا چاہتا ہے نا اسے بھولنا چاہتا ہے نا آگے بڑھنا چاہتا ہے؟" حسیب چڑ کر بولا۔ کوئی جواب نہیں آیا

"پیار کرتا ہیں نا بہت؟" نفی میں سر ہلایا

"بہت محبت کرتا ہے؟" پھر سے نفی میں سر ہلایا

"عشق کرتا ہوں" آنکھیں مسکرائی

آنکھوں میں نشہ تھا عشق کا نشہ عشق کا خُمار عشق کی عادت عشق کی طاقت عشق کی دیوانگی عشق کی چاہت

کیسی تھی اسکی آنکھیں سمندر جیسی ڈوب طے جاؤ ڈوب طے جاؤ گہری بھوری آنکھیں گہری بہت گہری کیا کچھ نہیں تھا اسکی آنکھوں میں زبان سے زیادہ اسکی آنکھیں بولتی تھی

آنکھوں کا کھیل کھیلتا تھا سامنے والے پر تھا یا تو تاش کی پتوں کے کھیل جیسے بازی لے جاے یا شطرنج کے کھیل جیسے بری طرح مات کھا لے

حسیب خاموش ہو گیا کیوں کے نا تو وہ آج تک اسے سمجھ پایا نا ہی اُس کے عشق کو کیوں کے صرف ایک عاشق ہی ایک عاشق کو سمجھ سکتا تھا

★★==========★★

وہ جانماز پر بھیٹی دعا مانگ رہی تھی بھیگی بھیگی پلکے اس بات کا ثبوت تھیں کہ وہ سچے دل سے دعا مانگ رہی ہے اس نے دعا مانگ کر چہرے پر ہاتھ پہرہ۔ اسکا چہرہ نُور نے بھیگا تھا چھوٹی چھوٹی آنکھیں جس میں سکون چھایا رہتا تھا پتلے ہونٹ جو مسکراہٹ میں خوبصورت لگتے تھے

اس نے سلام پھر کر جانَماز طے کی اور اسٹینڈ پر رکھی اپنے سیا کمر پر آتے بال دوپٹہ سے آزاد کیے

"ایشال باجی ایشال باجی" ایمان تیزی سے کمرے میں داخل ہوئی اور ایشال کو دیکھا جو اپنا دوپٹہ طے کر رہی تھی

"ایشال باجی نماز پڑھ لی؟ "

"جی آپ نے پڑھ لی؟" ایشال نے اُس کے گال پر ہاتھ رکھ کر پیار سے پوچھا

"جی پڑھ لی اچّھا نیچے چلیں دادی جان آپکو بلا رہی ہے" ایمان نے ایشال کا ہاتھ پکڑتے کہا

"اچھا رکو" ایشال نے اچھی طرح حجاب کیا ایمان رک کر اسے غور سے دیکھنے لگی کتنی پیاری تھی وہ ایمان کی پرفیکٹ باجی

"چلیں؟" ایمان کو گم سم سا کھڑا دیکھ ایشال نے مسکرا کر اسکا ہاتھ پکڑا اور نیچے لے گئی۔ ایمان مسکراتی ہوئی اسکے ساتھ چل دی" لیکن ایمان کا دماغ کسی گہری سوچ میں گم تھا

★★==========★★

کراچی میں ساحل سمندر کے کنارے پورا یونیورسٹی کے گروپ کا پچ آیا ہوا تھا آدھی لڑکیاں اور لڑکے سمندر میں ڈبکیاں لگا رہے تھے تو آدھے لڑکے اور لڑکیاں کھانے اور باتوں میں مصروف تھے

وہ پانی کی بلی بنی سمندر کے اندر تھی ہلکی ہلکی بارش شروع ہوگئی اس نے تیزی سے اپنا سر آسمان کی جانب کیا۔ آنکھیں بند کیئے ہاتھ ہوا میں پھیلائے بارش کی بوندے اپنے اپر جزب کرنے لگی۔ جینس اور لانگ شرٹ میں ملبوس کندھے پر آتے بال اس نے کھلے چھوڑ رکھے تھے۔ اس نے چہرہ نیچے کیا اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرہ اور آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولی۔ ہیزل آئیز اسکی بڑی بڑی ہیزل آئیز اسکی خوبصورتی کی سب سے بڑی نشانی تھی گوری رنگت پر سرخ گال پتلی ناک میں چمکتی ہوئی چھوٹی سلور بالی اس کے حسن میں اضافہ کرنے سے باز نا آتی اور گلابی ہونٹ جس کے نیچے بائے طرف ایک چھوٹا سا چھپا ہوا تل تھا جو قریب سے صرف باریکی سے غور کرنے پر نظر آتا تھا گھنی پلکے جو اسکی حزیل آئیز کو مزید حُسین بنا دیتی تھی اُس کے تھیکے نقوش اسکی خوبصورتی کا باعث تھے۔ اچانک کسی نے اسکو آواز دی

"علما؟" اس نے پلٹ کر دیکھا تو سامنے کھڑی ایک لڑکی آواز دے رہی تھی

"ہاں؟" وہ بھی چلائی اسکی آواز بھی اسی کی طرح سریلی تھی

"پانی سے باہر آجاؤ مجھے ڈر لگ رہا ہے" وہ یقیناً اسکی دوست تھی

"ہاہاہاہا اوکے" وہ دھیمہ سا ہنسی اسکی ہنسی بھی مدھوش کر دیتی تھی

"اوہو گندی پوری گیلی ہوگئی ہو" علما کو پورا گیلا دیکھ کر وہ بولی جبکہ وہ ٹاول سے بال سکھانے میں مصروف تھی

"علما کی بچی پکا زخام ہو گا تمہیں" وہ پریشانی سے بولی

"اوہو بے بی فکر نا کرو آئی ایم گڈ" اس نے ہنس کر کہا۔ وہ اسے باتوں میں مصروف ہوگئی مگر اسکو معلوم نا تھا کوئی بہت دیر سے کھڑے اسکو بنا پلک جھپکائے دیکھے جا رہا تھا

★★===========★★

ایک نام کیا لکھا تیرا ساحل کی ریت پہ،

پھر عمر بھر ہوا سے میری دشمنی رہی!!..

پُورا کمرا خاموشی میں قید تھا وہ لڑکی لکڑی کی کرسی پر بھیٹی کھڑکی سے آتی دھوپ کی شعایں کا سہارا لیتی قلم ہاتھ میں پکڑے خالی کاغذ پر تحریر کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر نہ تو قلم ساتھ دے رہا تھا نہ ہی اسکا دِل. کسی بھی طرح آخر کار اس نے قلم کو مضبوطی سے پکڑ کر پہلا حرف لکھنا شرُوع کیا

"ایک شخص سے محبت ہی تو کی تھی پھر کیوں خود سے نفرت سی ہو گئ تھی"

اس نے دل میں سوچا

ایک ٹھنڈی سانس بھری

"میں تو تمہارا نام بھی لکھنا پسند نہیں کرتی" اس نے کالی اِنک والے قلم سے یہ حرف ضبط سے بھری آنکھوں سے دیکھ کر لکھے

"لیکن کیا کروں اپنے دِل میں چھپی تکلیف لکھ کر یہ کاغذ جلانا جو ہے" وہ مزید لکھتی گئی

"کتنی خوش دکھتی ہوں میں شاید دیکھنا بھی چاہیئے میرا حق ہے خوشیوں پر۔۔۔۔ پر نا جانے تمہیں دیکھنے کی چاہ ہو رہی ہے کاش۔۔۔ کاش تُم تڑپ رہے ہو" ظالم آنسو معصوم آنکھوں کی قید سے آزاد ہو چکے تھے

"اتنے سال سے جو نفرت جو آگ جو یاد جو تکلیف اور اور۔۔۔۔" اسکے ہاتھ کنپکپانے لگے

"تمہیں اپنے دِل کے کسی کونے میں پھینکا تھا آج اسے بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کرنے جا رہی ہوں" وہ زخمی مسکرائی

"اب تو نہ مجھے تُم سے نفرت ہے نہ کوئی تعلق کے باعث یاد اب میری زندگی میں تمہارا کوئی وجود نہیں ہے" نہ جانے کیوں ہاتھ اب اسکا رک نہیں رہا تھا

"بہت خوشی ہو رہی ہے سکون مل رہا ہے سالوں سے جلتی آگ بجھ گئی شاید میرے قریب کے پیار دینے والے، اہمیت دینے والوں نے میری لب پر آتی مسکراہٹ جانے ہی نہیں دی وہ لوگ جیت گئے" اب کی بار وہ کِھل کر مسکرائی اُف اسکی مسکراہٹ ستاروں کی روشنی کی مانند رنگ برنگے پھولوں جیسی کھلی کھلی

"خداحافظ ہمیشہ کے لیے" ہاتھ میں پکڑا قلم چھوڑ دیا کاغذ جس پر اسکی خوبصورت خوشخطی جھلملا رہی تھی اسنے اپنے نازک ہاتھوں سے اٹھایا برابر میں پڑا لائٹر بھی اٹھایا شاید پہلے سے ہی وہاں اِس مقصد کے لیے رکھ دیا تھا

کھڑکی کے پاس گئی اور اُس کاغذ کو جلا دیا چہرے پر ایک دلکش مسکراہٹ تھی آنکھوں میں ٹھنڈک تھی کاغذ جل رہا تھا نیلی اور نارنگی آگ پھڑ پھڑا رہی تھی کاغذ پر تحریر کئے جزبات سے بھرے الفاظ ختم ہو رہے تھے وہ آگ اُس کے اندر کی سالوں چلتی آگ کو بُجھا رہی تھی کاغذ جل کر راگ بن چکا تھا

اس نے ایک نظر نیچے پڑی راگ کو دیکھا اپنے پیروں میں پہنے سفید جوتوں سے اُس راگ کو مسل کر واپس مڑ گئی اسکی بے کلی ختم ہو چکی تھی اور وہ ایک نئے مقصد نئی زندگی لے کر اپنی چلتی خوش زندگی میں واپس سوار ہو چکی تھی

مگر دُور کھڑا اسکا مقدر اسکا نصیب مسکرا رہا تھا کیوں کے آگے جو ہونے والا تھا آگے جو زندگی میں ملنے والا تھا آگے جو زندگی میں ہو گا وہ نادان اسے نہ واقف تھی

★★==========★★

ایک دو تین وہ پچھلے پانچ منٹ سے مسلسل لگاتار گھنٹی بجائے جا رہی تھی مگر کوئی دروازہ کھولنے کی توفیق نہیں کر رہا تھا۔ کراچی کے پوش علاقے میں چار منزل کے فلیٹ میں تیسری منزل کے گھر کی بیل پر ہاتھ رکھ کر وہ بھول چکی تھی۔ گلابی رنگ کی کرتی پر سفید

رنگ کا پٹیالا پہنی ڈوپٹا جو سر پر تھا سرک کر نیچے آچکا تھا کندھے پر بیگ ٹانگی تھی چہرہ پسینے میں بھیگ چکا تھا آنکھوں پر کاجل لگائے ہونٹوں پر گلابی لپسٹک گال جو بلش آن کی وجہ سے سرخ نظر آرہے تھے۔ خیر بلاشبہ وہ ایک پیاری لڑکی تھی

"ماہم باجی؟" پیچھے سے کسی نے اسکو پکارا وہ تیزی سے پلٹی

"باجی تالا لگا ہے" اُس گیارہ سال کے بچے نے اُس گھر کے دروازے کی طرف اشارہ کیا جہاں تالا لگا تھا۔ ماہم کا منہ کھل گیا

"اس کا مطلب میں پچھلے۔۔۔۔" اس نے آنکھیں پھاڑ کر اپنی بیوکوفی کا جائزہ لیا پیچھے وہ بچہ ہنس کر اپنے گھر میں گھس گیا جبکہ وہ سکتے میں کھڑی رہی اس نے غصے سے بیگ سے فون نکالا اور نمبر ملایا

★★==========★★

"کین آئی کم؟" اس لڑکی نے دروازے پر کھڑے ہو کر ادھر ادھر کا جایزہ لیتے اترا کر پوچھا

"کم" حمدان نے مصروف سے انداز سے اجازت دی

"تھینک یو فور گیونگ یور ٹائم" وہ ادا سے چلتی اُس کے سامنے آئی۔ حمدان نے ایک نظر اٹھا کر اسکو دیکھا جو آدھے کپڑے پہنے اسکو اپنی طرف متوجہ کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی

"افرا ولید" افراح نے ہاتھ آگے بڑایا حمدان نے ہاتھ بڑا کر مصافحہ کیا

"ویسے آپ کافی ہینڈسم دکھتے ہیں" وہ اسکو اپنی طرف رجھانے کی پوری کوشش کر رہی تھی جو حمدان کی نظر سے چھپ نا سکی مگر حمدان کے لیے یہ تو روز کا تھا

"کام کی بات پر آئے؟" حمدان نے ہر لڑکی کی طرح اسکو بھی بھاؤ نہ دیا

"اتنی بھی جلدی کیا ہے" وہ حمدان کے ہاتھ پر اپنی انگلیاں پھیرتی بولی حمدان نے غصے سے اُس کے ہاتھ کو دیکھا پھر اسکو جو مسکرا کر بال پیچھے کر رہی تھی

"گیٹ آئوٹ" حمدان نے سختی سے کہا

"ایکسیوز میں؟" افرا چونکی

"آئی سیڈ گیٹ آئوٹ فرام ہیر" حمدان چیخا افراح اپنی جگا سے اچھل پڑی

"دیکھو تم اَچّھا نہیں کر رہے ہو ہم بیٹھ کر بات کرتے ہے تم ایک رات۔۔۔" افراح نے اسے ضبط سے سمجھانا چاہا

"سیکیورٹی" حمدان چلایا

"ہائوڈرئے یو اب دیکھو میں تمہارا کیا حشر کرتی ہوں" وہ غصے میں بولتی باہر نکل گئی۔ جبکہ حمدان غصہ سے اس کی پشت دیکھتا رہ گیا

★★==========★★

سفید شلوار قمیض میں ملبوس دوپٹہ طریقے سے سر پر ٹکائ وہ چھبیس سال کی لڑکی اِسٹُول پر کھڑی پھول دیوار پر لگانے کی کوشش کر رہی تھی گوری رنگت گلابی ہونٹ چہرہ میک اپ سے بالکل پاک نظر آرہا تھا اچانک اُس کی فون کی گھنٹی بجی وہ سنبھل کر نیچے اتری اور کال اٹینڈ کی

"کوئی شرم ہوتی حیا ہوتی ہے آداب ہوتے "نہ سلام نادُعا کوئی بنا سانس روکے فر فر بولے جارہا تھا۔اُس کے چہرے پر مسکان آگئی

"میری چنداسانس تو لے لو "

"میں پچھلے ایک گھنٹے سے دروازے کے باہر کھڑی ہوں کہاں ہے آپ لوگ "ماہم نے چِلا کر پانچ منٹ کو آدھے گھنٹے میں تبدیل کیا

"ماہی میں اور امی خالہ کیا آئے ہے تم کال کرتی نا ایک گھنٹے سے کیا کر رہی ہو آپ ؟"وہ نرمی سے بولی۔دوسری طرف ماہم نے سر پر ہاتھ مارا ایک اور بیوکوفی اس کے سامنے آگئی تھی

"آپ لوگ جلدی گھر آئے اور آپی کہا ہے ؟ "

"وہ پکنک پر گئی تھی ابھی دوست کے گھر تھی میری بات ہوئ ہے آتی ہوگی تم سامنے والی آنٹی سے چابی لے لو امی دے کر آئی تھی جب تک ہم لوگ آرہے ہیں "

"ٹھیک ہے جلدی آئے "

"خدا حافظ "اس نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا اور کمرے سے باہر نکل گئی

★★===========★★

ٹیلی ویزن پر اسکی پسندیدہ فلم آرہی تھی وہ مشغول ہو کر کوئی پانچوی بار اس مووی کو دیکھ رہی تھی پجامہ اور ٹی شرٹ میں مبلوث چکور مارتی بے نیازی سے چپس کے ساتھ انصاف کر رہی تھی تبھی دروازے پر بیل بجی وہ برا سا منہ بنا کر اٹھی دروازہ کھولا

چار کمرے ایک لاونج میں وہ چھوٹا ہی سہی خوبصورت سا فلیٹ مشتمل تھا اس کو بڑے سلیقے سے سجایا گیا تھا

"مما آئے "سامنے شلوار قمیض میں مبلوث ادھیڑ عمر کی خاتُون دوپٹہ سر پر ٹکائے بڑی سی شال پہنے اقراء بیگم کھڑی تھی

"نا سلام نا دعا "وہ خفگی سے کہتی اونچی آواز میں سلام کرتی اندر داخل ہوئی

"اوہ سلام میم کہاں ہے ؟ "

"آرہی ہے "

"آگئی میں "پیچھے سے وہ شال اتارتی گھر میں داخل ہوئی

"یار بتا تو دیتی خالا کے گھر جارہی ہے "ماہم اس کے پیچھے پیچھے آئی

"حریم بیٹا یہ رکھ دو "اقراء بیگم نے حریم کو شوپر پکڑائے

"لائے میں رکھ دیتی ہوں" ماہم اس کے ہاتھ سے شاپر لے کر جلدی سے ڈائننگ روم میں چلی گئی

"میم؟" کوئی لڑکی کمرے سے نِکل کر تیزی سے حریم کی طرف بڑھی۔ماہم کے جیسالباس زیب تن کیے بال پونی میں بنائے ابھی سو کر اٹھی تھی

"میری جان کیسی گزری پکنک" حریم اسکو اپنے ساتھ صوفے پر بھیٹاتی پوچھنے لگی

"اٹ واز اوسم اتنامزہ آیااتنامزہ آیاکے بس" وہ پرجوش بولی حریم مسکرا دی آج اسکو اسکی آنکھوں میں ایک الگ خوشی نظر آرہی تھی شاید وہ کرچکی تھی اپنی زندگی کا سب سے مشکل کام حریم اسکے گلے لگ گئی

"علماٹی وی کا والیوم ہلکا کرو" اقراء بیگم اپنے کمرے کی جانب بڑھتی بولی حریم اور علماالگ ہوئے

"میم چائے بناؤ؟" ماہم نے کمرے سے باہر آتے حریم سے پوچھا

"آپ بنارہی ہو تو بنادو" حریم نے پیار سے جواب دیا

"میری بھی چینی ٹھوک کرپتی روک کر" علمانے ٹی وی کا والیوم کم کرتے کہا

"جی نہیں اتنی خوش فہمی مت پالے "

"ماہی بری بات ہے میری بنارہی ہو تو ایماکی بنادو" حریم نے اسے ڈانٹا۔پیار سے سب علما کو ایماپکارتے تھے

"ٹھیک ہے آپی بنادونگی لیکن مجھے یاد ہے پچھلے مہینے کی بارہ تاریخ کو جب شام میں میں نے آپ سے کھانامانگا تھا تو اپنے کہاں تھا خود اٹھواور نکالو" ماہم نے اتنی سنجیدگی سے کہا کہ علما کے ساتھ ساتھ حریم بھی ہنسنے لگی اور وہ برا سامنہ بنائے کچن میں چلی گئی

"شاباش ایسی کام سیکھو سسرال میں جاکے اپنی علما آپی کا نام روشن کرنا" علمانے حریم کو آنکھ مار کر اونچی آواز میں کہا

"ایماپہلے خود کام کرناسیکھ لو پھر میری ماہی کو کچھ کہنا" حریم نے ہمیشہ کی طرح ماہم کے جانے کے بعد پیٹ پیچھے اسکی سائڈلی

"آتاہیں ناان کو مزے سے سونامزے سے کھانامزے سے انجوئے کرنااور مزے سے باتیں بنانا" ماہم نے کچن میں کھڑے علماکی تعریف کے پل باندھ لیے

"ویری گڈ کیپ اٹ اپ" علمابے شرم بن کر داد دینے لگی حریم دونوں کی معامل کی لڑائی دیکھ کر محفوظ ہونے لگی

مہتاب عزیز کی شادی اقراء بیگم سے ہوئی تھی مہتاب عزیز نے اقراء بیگم کے نصیب سے کافی ترقی کرلی تھی اور شادی کے دوسال بعد ہی اللہ نے انہیں بیٹے آحد عزیز سے نوازا تھا پھر تین سال کے بعد اللہ نے انہیں بیٹی حریم عزیز سے نوازا پھر پانچ سال بعد ان کے گھر میں دوبارہ خوشیاں آئی اور انکی ایک اور بیٹی ہوئی علماعزیز اور اس کے دوسال بعد پھر اللہ نے اپنی رحمت دی ماہم عزیز ان کے چاروں بچے انکی گھر کے رونق ہیں مگر پانچ سال پہلے وہ اللہ کو پیارے ہوگئے مگر انکا گھر کو احد نے اچھے سے سنبھالا اب وہ آفس میں ایک اچھی

پوسٹ میں ہے اور حریم اپنی پڑھائی مکمل کر چکی ہے اور وہ ایک بڑے اسکول میں ٹیچنگ کرتی ہے علما یونیورسٹی میں ہے اور ماہم کالج میں ان کا چھوٹا سا گھر خوشیوں پیار اور نوک جھوک سے مکمل تھا

★★==========★★

چاروں طرف رنگ برنگی بتیوں کی روشنیاں جھلملا رہی تھی پاپ میوزک کی آواز اونچی پورے کلب میں گونج رہی تھی ڈانس فلور پر کھڑے لڑکے اور لڑکیاں ایک دوسرے کے ساتھ ڈانس کرنے میں مگن تھے۔ سامنے بار چیئر پر کالی جینس اور نیلی جاکٹ میں بھیٹا نوجوان مشروب پیتے ہوئے سامنے ڈانس فلور کی طرف دیکھ رہا تھا. برابر میں بھیٹا نوجوان اس کے کندھے میں ہاتھ مار مار کر کچھ لڑکیوں کی طرف اشارہ کر کے ہنس رہا تھا وہ صرف مسکرا مسکرا کر لمبے لمبے گھونٹ پی رہا تھا

"ابے تیری طرف آ رہی یار چیک کر اسکو" سامنے سے آدھے کپڑو میں ملبوث لڑکی بالوں میں انگلیاں پھیرتے اس نوجوان کی طرف مسکرا کر بڑھ رہی تھی

"ہائے ہینڈسم کین آئی سٹ ود یو؟" اس لڑکی نے اترا کر پوچھا

"شیور" وہ لڑکا مسکرایا اور برابر میں بھیٹے لڑکے کو اشارہ کیا تو وہ منہ بنا کر اٹھ گیا اور اس کی جگہ وہ لڑکی بیٹھ گئی

"یور گڈ نیم؟" اس لڑکی نے اس کے تھوڑا نزدیق آتے ادا سے پوچھا

"حُنین علی حیدر" حنین نے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اسٹائل سے کہا

"اوہ نائس مائے نیم اِزحنا" حنا نے بے تکلفی سے ہاتھ بڑھایا

"تُم پہلے بھی اتنی خوبصورت تھی یا وقت نے کیا کوئی حسین ستم" حُنین نے اسکا ہاتھ تھامتے اداکاری سے ڈایلوگ کہا۔ اسکا دوست کھڑا محفوظ ہوا یہ تو حُنین کے لیے معاملی بات تھی

"اُف بڑے فلمی ہو" حنا نے بال پیچھے کرتے ہنس کر کہا

"لو بھئی حنین کی گرل فرینڈ کی فہرست میں ایک اور لڑکی کا شامر ہو گیا" اس کا دوست تاسف نفی میں سر ہلاتا ڈانس فلور کی طرف بڑھ گیا۔ حُنین حنا کے ساتھ ٹائم پاس کرنے میں مصروف ہو گیا

ایسی ہی تھا وہ لڑکیاں سامنے سے چل کر آتی تھی امیر خُوش شکل عقلمند کسی چیز کی کمی نہیں تھی. لڑکیوں سے ٹائِم پاس تو اسکا پسندیدہ مشغولا تھا اس کے نزدیق حنین علی حیدر کے پاس سب کچھ ہے سب کچھ اور اس کا یہ غرور اسکو سب سے زیادہ پسند تھا

★★==========★★

پورا کمرا نیم تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا وہ کھڑکی پر کھڑا سگریٹ کے کش لگا رہا تھا ایک دو تین روانگی سے وہ سگریٹ پیئے جا رہا تھا اور دھواں ہوا میں اُڑائے جا رہا تھا ایک بار پھر حسیب کی باتیں اس کے دماغ میں گھوم رہی تھی کتنا بھولنا چاہتا تھا وہ باتیں مگر اسکا ماضی اس کے

سامنے آئینہ کی طرح آجاتا تھا۔اس نے سیگرٹ ایش ٹرے میں رکھی شیشہ کے سامنے آیا اپنی ٹی شرٹ کے بٹن کھولے ٹی شرٹ اتاری اور بیڈ پر پھینکی کھڑکی سے آتی چاند کی روشنی اس کے جسم پر پڑ رہی تھی اسکی باڈی سے صاف پتا چل رہا تھا کہ وہ جم کرتا ہے ہاتھوں کی نسئیں وضع ہونے لگی کیونکہ اب اس نے آنکھیں میچ لی تھی۔آنکھیں کھولی اور شیشہ میں خود کے دائے کندھے کو دیکھا جہاں ایک زخم کا نشان تھا کتنا درد ملا تھا زخم سے نہیں زخم دینے والے سے ایک بار پھر وہ ماضی میں داخل ہو گیا تھا

"وہ دور چلا گیا،

ہم انتظار کرتے رہ گئے،

وہ واپس نہ آیا ہم روتے رہ گئے،

یوں تنہا کر دیا کسی اور کے لیے چھوڑ گیا،

ایک بار پھِر میرے دِل کو توڑ گیا؟

اپنا سایہ میرے پر چھوڑ گیا،

بتاؤں کیسے کروں اس عشق کا قتل جو تجھ کو دیکھتے ہی ہو گیا"~(زینب خان)

اس نے زور سے یہ شعرِ پڑھا اور خود مسکرا دیا

وہ ہر بار اسی شعرِ کو پڑھا کرتا تھا۔اسکا شاعری سب سے پسندیدہ مشغلہ تھا اور کہتے ہیں نہ شاعری عاشق کا اکلوتا سہارا ہوتا ہے جو لفظ زُبان سے ادا نہیں ہو پاتے ان کو ہم کتابوں میں تحریر کر دیتے ہے کبھی شاعری کے نام سے تو کبھی درد دِل کے نام سے "میرا عشق تو...میرا املال تو..میرا درد تو..میری دوا تو" وہ آنکھیں مندے بیڈ پر لیٹ گیا اسکا چہرہ اپنی آنکھوں کے سامنے آیا تو وہ مسکرا کر زیرلب بڑبڑایا

★★==========★★

ہوتی نہیں قبول دعا ترکِ عشق کی

دل چاہتا نہ ہو تو زباں میں اثر کہاں

وسیع لاونج جہاں قیمتی سے قیمتی چیزیں سجائی رکھی تھی پرنٹڈ سفید صوفے پرنٹڈ پردے قالین ہر چیز نفاست سے اپنی جگا پر درست تھیں۔حویلی جتنی باہر سے خوبصورت دکھتی تھی اتنی ہی اندر سے تھیں۔وہ سارے ارد گرد جمع گھیرہ بنائے بھیٹے ایک دوسرے کے سنجیدگی سے چہرے تک رہے تھے۔ساتھ لڑکیاں ایک طرف صوفے پر بھیٹی تھی۔پانچ لڑمے ایک طرف بھیٹے تھے۔ایشال ملازمہ کے ساتھ چائے کپ میں انڈیل کر ایک ایک کو پکڑا رہی تھی

"اتنی سنجیدگی کیوں ماحول میں پھیلی ہے؟"گھر میں ایک پچیس چھبیس سال کالڑکا داخل ہوا پینٹ کوٹ میں ملبوس وہ کافی خوش شکل تھا خیر خوش شکل تو یہاں سارے ہی بھیٹے تھے کوئی کسی سے کم نہیں تھا

"اسلام علیکم اریب بھائی"ایشال نے اریب کو چائے کا کپ پکڑاتے سلام کیا اریب نے بھی جواب دیا

"کوئی بتائے گا آخر حیدر ویلا میں اتنا سریس ماحول کیوں چھایا ہے؟"اریب نے چائے کی چسکی لیتے پوچھا

"دادی جان نے اہم فیصلہ لینے کا سوچ لیا ہے"ایمان ہاتھ باندھے مسکراتی ہوئی بولی

"کیسا فیصلہ؟"اریب نے بھوے سکیڑ کر پوچھا

"ابھی تو فلحال دادی جان دادا جان چچی جان اور تائی امی شادی میں شرکت کے لیے گئے ہوئے ہیں"شفاء سر پر دوپٹہ ٹھیک کرتی بولی

"لیکن صبح فیصلہ سنایا جائے گا"شفاء کے برابر شلوار قمیض میں ملبوس دوپٹہ شانوں پر اچھی طرح پھیلائی حزیرہ بولی

"اور یہ کس کے حق میں فیصلہ سنایا جائے گا؟"اریب ابھی بھی سمجھ نا پایا

"حق میں تو نہیں ہو گا"اریب کے برابر میں بھیٹا لڑکا مسکرتے ہوئے بولا

"اور طلحہ آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہے؟"اریب نے اسے ہاتھ باندھے پوچھا

"کیونکہ ہمیں اندازہ ہے فیصلہ کیا ہو گا"میشال بولی تو سب لڑکیوں نے سر اثبات میں ہلایا

"ایک منٹ کیا فیصلہ ہو گا؟"صبحان نے آگے ہو کر حیرانی سے پوچھا

"بھئی دادی جان تو سزا سنائے گی"حزیرہ چائے کا کپ ایشال کے ہاتھ سے تھامتی بولی

"اور دادی جان کی عدالت میں دی گئی سزا دل دہلانے والی ہوتی ہے"اریشہ بھی بولی

"یہ تو روز کا ہے ٹھیک ہو جائے گی"صبحان موبائل میں مصروف سا بولا

"جی نہیں اس مرتبہ دادا جان بھی حمایت میں ہے"ایمان اریب کے برابر بیٹھتی بولی

"اور وہ سزا کیا ہو گی؟"اریب نے تجسس سے پوچھا

"شادی"سب لڑکیوں نے ایک آواز میں کہا سارے لڑکے چونک گئے

"ہاہاہا اور تمھیں لگتا ہے وہ مان جائے گا"طہٰ نے قہقہ لگائے

"دادی جان کے سامنے کسی کی نا کہنے کی ہمت نہیں ہوتی انکلوڈنگ یو"فریحہ نے اسکی طرف اِشارہ کر کے اترا کر کہا تو وہ نظرانداز کر گیا

"کیا پتا اس نے خود کے لیے کوئی پسند کر لی ہو"اب کی بار ایشال سوچتے ہوئے بولی

"یار سارے مساںل کا حل شادی نہیں ہوتا"اریشہ چڑ گئی تھی

Urdu Novels Ghar

"دیکھو کیا ہوتا ہے کون مخالفت کرتا ہے کون ہتھیار ڈال دیتا ہے" شفاء نے کندھے اچکائے

"اس کی غلطی ہے اب بھگتنا تو پڑے گی" عماد نے کہا

"بس دعا کرو بہینوں ہم میں سے کوئی بلی کا بکرا نا بن جائے" حزیرہ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا کر کہا تو سب ہنس دیئے

"شفاء باجی تو خوشی خوشی راضی ہو گئی میں تو کبھی بھی نہیں ہونگی" لڑکوں کو آپس میں باتوں میں مصروف دیکھتے ہیشال نے دھیمی آواز میں کہا

"کیا پتہ دادی نے تم لوگوں کی بھی آپس میں رشتے کا سوچا ہو تو؟" شفاء شرارت سے بولی

عماد کی نظر اس پر پڑی شفاء کی مسکراہٹ فوراً غائب ہو گئی اور جھیپ کر نظریں جھکالی سب کا قہقہ ایک ساتھ گونجا

علی حیدر صاحب کا مشہور ایک بڑا کروبار تھا جو انہوں نے اپنی محنت سے کامیابی کی سیڑھی چڑھایا تھا ان کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی

تینوں بیٹے کی شادی ان کی اور انکی بیگم ہمیدہ بیگم کی پسند سے غیروں میں ہوئی تھی لیکن انکی بیٹی کی شادی خاندان میں ہوئی تھی

ان کے بڑے بیٹے کا نام فضل علی حیدر ہے جن کی شادی حفسہ سے ہوئی تھی ان کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہیں بڑے بیٹے کا نام اریب علی حیدر ہے جو اپنے دادا کے کروبار میں شامل ہے اس سے پانچ سال چھوٹے بھائی حمدان علی حیدر جو لندن میں خود کا بزنز او نچائی پر لے گیا ہے اس سے پانچ سال چھوٹا بھائی زین علی حیدر تھا جس نے حال میں ہی پڑھائی مکمل کی تھی اور انکی سب سے چھوٹی بیٹی ایمان علی حیدر جو کالج میں ہے

ان کے دوسرے بیٹے کے نام جاوید علی حیدر جن کی سائمہ سے شادی ہوئی تھی ان کے تین بیٹے ہیں اور دو بیٹیاں ہیں سب سے بڑا بیٹا عماد علی حیدر اور اسے چھوٹا حنین علی حیدر جو یونیورسٹی میں ہے اور تیسرا بیٹا جو حنین کے جڑوا تھا حزیفہ علی حیدر جو اپنے بڑے بھائی عماد کی طرح اپنے دادا کے کاروبار میں شامل ہے پھر ہیشال اور فریحہ ہیں جو ہم عمر ہیں

ان کے تیسری بیٹے کا نام عاصم علی حیدر ہے جن کی شادی اسمہ سے ہوئی تھی جن کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں طلحہ علی حیدر طہٰ علی حیدر اور صبحان علی حیدر اور بیٹیاں جو طلحہ سے بڑی تھی اریشہ دوسرے پر صبحان سے بڑی حزیرہ اور شفا تھی جس کی منگنی عماد سے حال میں ہی ہوئی تھی

اب آتے ہے انکی سب سے آخری اور لاڈلی بیٹی پر جن کا نام سفیا ہے ان کی شادی ان کے چچا کے اکلوتے بیٹے طارق سے ہوئی تھی ان کی اکلوتی بیٹی ہے جس کا نام ایشال طارق ہے اس نے اپنی پڑھائی مکمل کر لی تھی اور اسکا چھوٹا بھائی سعد ہے جو اسکول میں پڑھ رہا ہے

علی حیدر صاحب اپنے تینوں بیٹے اور ایک بیٹی کو پیار اور محبت سے سمیٹے اپنی وسیع حویلی میں رہائش پزیر تھے

★★==========★★

"اسلام علیکم" ایک چھبیس ستائیس سال کا نوجوان فورمل کپڑے پہنے گھر میں داخل ہوا

وہ دکھنے میں کافی خوش شکل تھا

"بھائی آ گئے آپ" علما بھاگتی ہوئی آحد سے گلے لگ گئی

"ایما ماہی اور حریم کہاں ہے؟" احد اسکو اپنے سے لگا تا ہوا پیار سے پوچھنے لگا

"وہ کمرے میں ہے میں بلاتی ہوں" علما اندر گئی اور چند پل بعد ماہم اور حریم کے ساتھ واپس آئی

"اسلام علیکم بھائی" دونوں نے ایک ہی آواز میں سلام کیا

"وعلیکم اسلام "

"بھائی آپ کو پتا ہے میں نے آپی اور میم نے آپ کو بہت مس کیا" ماہم اسے گلے لگتے بولی

"اچھا" احد نے اچھا پر زور دیا

"کیسی رہی ٹرپ؟" حریم نے اُس کے ہاتھ سے لیپ ٹاپ کا بیگ لیتے پوچھا

"اچھای تھی کام زیادہ تھا" آحد صوفے پر نیم دراز ہوتے ہوئے بولا

"کھانا لگاؤ؟" حریم نے پوچھا

"نہیں باس کے ساتھ کھالیا تھا ایک کپ چائے بنادو" آحد نے مسکراتے ہوئے کہا حریم سر اثبات میں ہلا کر کچن میں چلی گئی

"بھائی لاہور سے کیا لائے آپ؟" ماہم نے ایکسایٹمنٹ سے پوچھا

"اچھا تو اسلیے یاد کیا جارہا تھا" آحد نے شرارت سے کہا

"اوہو نہیں آپ بتائے؟ "

"پہلے بتاؤں امی کہا ہے؟" احد نے اِدھر اُدھر دیکھتے پوچھا

"وہ سامنے والی آنٹی کیا گئی ہے آپ بتائے نا" ماہم چڑ کر بولی

"کپڑے لایا ہوں دیکھ لینا ابھی صبر کر جاؤ" آحد نے اُس کے سر پر چپٹ مارتے بولا

"ریلی یس" ماہم حریم کو چائے لاتا دیکھ کر جوش سے بولی تو حریم مسکرادی

"اوئے موٹی میرا مطلب ماہی یہ دیکھو کتنی حسین لگ رہی ہے" علما جو کب سے موبائل میں مصروف تھی ماہم کی طرف موبائل کرتی بولی۔ آحد چائے پینے لگا حریم بھی ساتھ بیٹھ گئی

"چھوڑے آپی ہمیں کیا" ماہم نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے

"نہیں یار مطلب حد ہوگئ کل اس کی شادی ہے اور میڈم کو دیکھو" علما گال پر ہاتھ رکھتی تصویر کو بغور دیکھتی بولی

"آ گیا میرا بچہ "اقراء بیگم نے انٹری دی۔ آحد مسکراتے ہوئے کھڑا ہوا

"اسلام علیکم امی کیسی ہے؟"احد نے پیار سے ان کو گلے لگاتے پوچھا

"وعلیکم اسلام میں ٹھیک ہوں تم سناؤ کھانا پینا سہی کیا ہائے دیکھو کتنا دُبلا ہو گیا ہے میرا بچہ بہت کام کروایا ہے لگتا ہے "

"ہاہاہاہا نہیں امی آئے بھیٹے "آحد پیار سے ان کو بھٹاتے بولا۔ علما موبائل میں مصروف تھی

"بس اسم لڑکی کو فکر ہے چَو بیس گھنٹے اِس کے ہاتھ میں یہ فارغ ڈبہ ہوتا ہے سسرال جانا ہے اس کو نام ڈبو یگی دونوں میرا "اقراء بیگم علما کے تیز تیز موبائل پر چلتے ہاتھ دیکھ کر بولی۔ وہی علما کا موبائل ہاتھ سے گرتے گرتے بچا ماہم جو مزے سے بہن کی ڈانت سن رہی تھی آخر میں اپنے آپ کو شمار پا کر ہڑبڑا گئی

"بھائی "علما نے سارے جہاں کی مصعومیت آؐد کو دکھائی

"امی آپ چھوڑیئے یہ باتیں آپ مجھے بتایئے خالا کی طبیعت کیسی ہے؟"احد جان بوجھ کر ہمیشہ کی طرح علما کی سائڈ لے کر بات گھوما گیا

"ویسے بھائی میری پیاری دوست کی بھی خیریت پوچھ لیں "علما نے دانت دکھاتے کہا اس نے چونک کر علما کی طرف دیکھا

"ارے بھئی ایسے تو نہ دیکھے آپ کی اکلوتی منگیتر کی بات کر رہی ہوں "علما مزید بے شرمی سے بولی۔ اقراء بیگم کے گھورنے پر بھی اسے شرم نہ آئی اور ماہم اور حریم اپنی ہنسی چھپانے میں مصروف رہی

"می۔۔۔ میں فریش ہو کر آتا ہوں "آحد جھینپ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا جبکہ یہاں علما اقراء بیگم کے ڈانت ان سنا کر کے اپنی پیاری ہونے والی بھابھی کو آحد کی آمد کی خبر دینے میں مصروف ہو گئی۔ ایک سال پہلے احد کی مگنی علما کی سب سے اچھی دوست سمرہ سے ہوئی تھی اور یہ رشتہ جوڑنے میں علما کا سب سے بڑا ہاتھ تھا آحد نے اپنی ماں کی رضامندی میں اپنی رضامندی شامل کر دی اور خوب دھوم دھڑکے سے دونوں کو ایک ساتھ منسوب کر دیا گیا تھا

★★==========★★

اسلام آباد کی تپتی دھوپ میں لوگوں کے ساتھ لوگوں کے دِل بھی جل رہے تھے گرمی کا زور شدید قسم کا پڑا تھا لیکن اِس پر بھی سب مجبوری میں اپنے کام پر نکلے تھے سورج سنگ دلی سے تپ رہا تھا اپر سے گرم ہواؤں کا زور بھی کم نا تھا۔ وہ ڈارک براؤن چادر میں لپٹی تیز تیز قدم قدم بڑھا کر اپنی منزل پر پہنچنا چاہ رہی تھی پوری چادر سر کے ساتھ ساتھ پورے جسم کو ڈھکنے میں کامیاب تھی وہ چادار سے منہ چھپائے کاندھے پر بیگ لٹکائی تنگ گلیوں سے گزر رہی تھی ہوا کی وجہ سے چادر اڑھ کر اُس کے چہرے سے ہٹ رہی تھی مگر اس نے بہت سختی سے چادر پکڑ کر اپنے چہرے کو چھپایا ہوا تھا۔ بھوری بھوری انکھیں اسکی نظر آ رہی تھی ماتھے پر پسینہ بھی کم نہیں تھا۔ کندھے پر لٹکا بیگ جگا جگا سے پھٹا ہوا تھا جس کو بڑی مشکل سے سوئی دھاگے سے سیا ہوا تھا

وہ ایک کچے مکان کے سامنے جا کر رک گئی اُس نے دروازہ تیز تیز بجایا۔ایک تیرا چودا سال کا لڑکا کریم رنگ کی شلوار قمیض پہنے گلے میں چھوٹا سا کپڑا الٹکائے اُس کے سامنے دروازہ کھول کر کھڑا ہوا

" آگئی تو باجی "اس نے دروازہ کھول کر اسکو اندر لیا

"باجی اتنی گرمی میں کہاں گئی تھی ؟"اُس نے اُس کے پیچھے آکر پوچھا وہ پلنگ پر بیگ رکھ رہی تھی۔ چھوٹا سا وہ کچہ غریب مکان تھا جہاں اندر چھوٹے چھوٹے دو کمرے تھے. باہر صحن میں پلنگ اور ایک غسل کھانا تھا اور چھوٹا سا اور کونے میں رسوئی گھر کی چیزیں رکھی تھی

" سمی ہمارے لیے کیا گرمی کیا سردی ہمیں تو کام پر جانا ہی پڑتا ہے " وہ اپنی چادر اُتار کر سمی سے مخاطب ہوئی۔ وہ بہت خوبصورت تھی دودھ جیسی رنگت پر بھوری بھوری آنکھیں گلابی ہونٹ اور چہرے پر اداسی ہمیشہ کی طرح

"باجی میں دیکھ رہا ہوں آج کل تو بڑی اداس رہتی ہے کیا ہوا سب ٹھیک ہیں نا؟ " سمی نے پریشانی سے پوچھا

"اوئے آگئی تو گھوم پھر کر آوارہ ؟ "اسے پہلے وہ نفی میں سر ہلا کر کچھ جواب دیتی کمرے سے ایک ادھیڑ عمر کی عورت چلاتی ہوئی نکلی

"گھوم پھر کر نہیں آئی میں رخشیدہ سلائی کے کپڑے دینے گئی تھی "اُس نے ناچاہتے ہوئے بھی اُس عورت کو بتا دیا

"اچھا پیسے دے اِدھر " وہ عورت پلنگ کی طرف بڑھی اور اسکا بیگ بری طرح ٹٹولنے لگی

"رخشیدہ خدا کا خوف کر تھوڑے سے پیسے ہے سمی کی کتابیں لینی ہیں میں نے "وہ جلدی سے اُس عورت کی طرف بھاگی

"ارے ہٹ کیا کرے گی کتابیں لے کر دفعہ ہو اور سن تیری ماں کی عمر کی ہوں نام سے نہ پکارا کر "وہ پیسے چھین کر کمرے کی طرف بڑھتی بولی

"ماں کی عمر کی ہے ماں نہیں تو میرے باپ کی دوسری بیوی ہے میری دوسری اماں نہیں میری اور سمی کی صرف ایک ماں تھی جو اللہ کو پیاری ہو گئی "وہ غصے سے چیخی

" تیری زُبان کچھ زیادہ ہی نہیں چل رہی ہاں چل دفعہ ہو جا کر میرے لیے روٹی بنا اور خبادار اپنے لیے یا اس پلے کے لیے بنائی آٹا مفت کا نہیں آرہا ہے ویسی تیرا باپ کچھ کماتا نہیں ہے "وہ بے عزت کر کے کمرے میں آرام کرنے چلی گئی

"تو نے کل بھی میرا اور باجی کا کھانا بند کر دیا تھا اور پیسے بھی لے لیے تھے آج بھی بھوکا مارے گی کیا؟ " سمی اپنی باجی کو تھکا ہارا روٹی بنانے کے لیے جاتے ہوئے دیکھ کر بولا

"او جا اپنے باپ سے لے اور زیادہ زُبان چلائی تو ایک لگاؤ نگی "وہ باہر آکر سمی پر ہاتھ اُٹھانے لگی کے بیچ میں وہ لڑکی آگئی

"نہیں ہاتھ نا اٹھانا "وہ سمی کا بچاؤ کر کے بیچ میں آئی۔ سمی کبھی اپنی بہن کو دیکھتا تو کبھی اپنی سوتیلی ماں کو یہ اُس کے لیے روز کا معامل تھا

"او نمرہ سنبھال ورنہ میرے ہاتھ سے مار کھائیگا یہ" وہ نمرہ اور سمی کو گھور کر اندر چلی گئی

"جاں تو پڑھائی کر میں کچھ کرتی ہوں کھانے کا" نمرہ سنجیدگی سے بولتی واپس روٹی بنانے چلی گئی اور سمی بے بسی سے ناچاہتے ہوئے بھی پڑھنے

★★==========★★

لندن کی تازی صبح میں وہ ٹراوزر اور شرٹ میں مبلوس اپنے بنگلو مین جم کے کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا۔ایک انگریز ملازمہ جوس لے کر اُس کے سامنے آئی اس نے بنا اسے دیکھے جوس پیا اور ساتھ ساتھ کمرے کی جانب بڑھتا رہا وہ بھی ٹرے لے کر چلتی رہی وہ ر کا خالی جوس کا گلاس ٹرے پر رکھا ملازمہ سر ہلا کر چلی گئی اور کمرے میں داخل ہوتا اسے پہلے اسکا فون بج گیا۔اس نے کال اٹینڈ کی

"اسلام علیکم ماں" حمدان کمرے میں جم کے کمرے کے سامنے والے صوفے پر آ بھیٹا

"وعلیکم اسلام میرا بچہ کیسے ہے میرا حمدان؟" حفصہ نے محبت سے بھرے انداز سے کہا

"اللہ کا شکر آپ سنائے آپ کیسی ہیں اریب بھائی کیسے ہے ایمان زین ڈیڈ سب کیسے ہیں؟" حمدان نے سنجیدگی سے کہا لیکن لہجہ میں نرمی تھی

"سب ٹھیک ہے لیکن تمھارے بنا ادھورے ہیں حمدان آ جاو بچے" حفصہ نے ہمیشہ کی طرح اسے پاکستان بلانے کی ضد کی

"دادی جان دادا جان باقی گھر والے کیسے ہیں؟" اور حمدان نے ہر بار کی طرح بات بدل دی

"آ کھیں ترس رہی ہے تمہیں دیکھنے کے لیے" حفصہ کی آواز روہانسی سی ہوگئی۔ حمدان نے آنکھیں میچ لیں

"ماں آفس کا ٹائم ہو رہا ہے بعد میں بات کرتا ہوں خدا حافظ اور پلیز اپنا خیال رکھیے گا سب کو سلام کہے گا" حمدان اپنی ماں کی بے بسی میں ڈوبی آواز اور نہیں سن سکتا تھا

"خدا حافظ" حفصہ نے بے بسی سے فون رکھ دیا کیوں نکہ اس بار پھر وہ ناکام ہو گئی تھی

★★==========★★

ماڈرن سی ادھیڑ عمر کی خاتون صوفے پر بھیٹی ٹی وی کے چینلز بدَل رہی تھی جب کوئی چلاتے ہوئے اندر داخل ہوا

"سارم؟ سارم؟ سارم؟" پینٹ کوٹ میں مبلوس ادھیڑ عمر کے آدمی کچھ کاغزات ہاتھ میں پکڑے غصے سے چلاتے ہوئے گھر میں داخل ہوئے

"کیا ہو گیا ہے منور چلا کیوں رہے ہیں؟" وہ عورت چڑ کر بولی

"فوزیہ کہاں ہے تمہارا لاڈلا بیٹا؟" وہ تقریباً دھاڑے فوزیا معاملے کو سنجیدہ لیتے صوفے سے اٹھ گی ہوگئی

"ہوا کیا ہے سو رہا ہے تھکا ہارا آیا ہے پکنک سے "

"آوارہ گردی کر کے آیا ہے اٹھاؤ اسے" وہ کافی غصے میں دکھ رہے تھے

"مگر۔۔۔" وہ کچھ بولتی اچانک کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز سے منور آور فوزیہ دونوں نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا

★★==========★★

تو محبت سے کوی چال تو چل،

ہار جانے کا ہوسلہ ہے مجھے

"واٹ اباؤٹ داڈیل؟" حمدان تیز تیز قدم چلتے اپنے ساتھ چلتی سیکٹری سے ما معل کے مطابق روانگی سے سوال کر رہا تھا وہ ابھی آفس آیا تھا

"سر داڈیل اِز ڈن" سیکٹری ساتھ ساتھ چلتے ہوئے بولی

"اوکے کینسلڈ داڈیل نائو" اب وہ لفٹ میں داخل ہو چکا تھا

"اوکے کینسلڈ داڈیل نائو" سیکٹری نے بنا حیرانگی دکھائے اپنے کوٹ میں لگی چھوٹی سی مشین کو منہ تک لے جاتے کہا اور ساتھ ہی لفٹ میں حمدان کے ساتھ باہر نکلی

"کانٹیکٹ مسٹر نِک آئی وانا دیسکس ود ہم آباؤٹ ٹومارو میٹنگ" حمدان نے اگلا حکم جاری کیا

"اوکے سر۔۔۔ کانٹیک دا مسٹر نِک" سیکٹری تیز تیز اس کے قدم سے قدم ملاتے واپس مشین میں بولی

"نائو ان ٹین منٹس گو اینڈ لیٹ می انفارم آباؤٹ ویلیس پروجیکٹ" وہ کہتا اپنے آفس کے کمرے میں داخل ہو گیا اور سیکٹری سر اثبات میں ہلا کر واپس مڑ گئی۔ اس نے ابھی فائلز اٹھائی تھی کہ کوئی بنا اجازت لیے اندر داخل ہوا

"ہے بروبیہ لو چالکلیٹس کھاؤ" حسیب نے چالکلیٹس کا ڈبہ حمدان کے سامنے رکھا۔ حمدان نے ڈبے کو دیکھا پھر اسکو جو دانت دکھا رہا تھا پھر واپس کام میں مصروف ہو گیا

"یار بندہ جھوٹے منہ پوچھ ہی لیتا ہے کس بات کی مٹھائی؟" حسیب خفگی سے بولتے بھیٹا حمدان کا ابھی بھی جواب نہیں آیا

"اچھا چھوڑو ویسے بھی میری ایک ڈیل پکی ہونا تیرے لیے کوئی بڑی بات نہیں تیری تو روز کی بات ہے" حمدان اب بھی خاموشی سے مصروف تھا

"سن؟" حسیب تھوڑی دیر کی خاموشی کی بات مخاطب ہوا

"ہمم؟" حمدان نے بغیر اسے دیکھے مصروف سے انداز میں سرسری سے پوچھا

"تو بھول نہیں پایا اسے یہ تیرے عشق کا کمال ہیں نا؟" حمدان کی لال فایل کے سفید صفح پر مرکوز روانگی سے چلتی بھوری نظریں رکی سرسری سی نگاہ حسیب پر ڈالی پھر واپس فائل کو دیکھا۔ فائل بند کی اور دلچسپی سے مسکرایا

"انبلیوبل کوئی کسی سے اتنا عشق کیسے کر سکتا ہے میں نے تو یہ محبت صرف موویز میں دیکھی ہے" حسیب نے یہ کوئی بات ہزار مرتبہ دوہرائی ہو گی

"اگر اس نے موو آن کر لیا ہو تو؟" حسیب ٹھٹکا نظرے حمدان پر گئی جس کی آنکھیں مطمئن تھی

"وہ جتنی بھی مجھ سے دور ہو بے شک تِین سال سے پلٹ کر نا دیکھا ہو تین سال سے نا دیدار ہوا ہو لیکن وہ چاہ کر بھی آگے بڑھ نہیں پائی ہو گی اور یہ بات مجھے سکون دیتی ہے کے وہ میری تھی میری ہے اور میری رہی گی تا قیامت" حمدان کا لہجہ مظبوط تھا

"میں سمجھا نہیں؟" حسیب نے نا سمجھی سے دیکھا کچھ تو تھا جو ٹھٹک رہا تھا

"بھول گیا؟" وہ مسکرایا حسیب کو تجسس ہوا

"ایک مظبوط رِشتہ ہے ہمارے درمیان جس کی ڈور نے ہمیں آج تک باندھ کر رکھا ہے اور آگے بھی باندھ کر رکھے گا جب تک میں چاہوں" آنکھیں مسکرای۔ حسیب کو لگا وہ اپنا توازن کھو بھیٹے گا وہ کیسے بھول گیا تھا اتنی اہم بات

"ت۔۔۔تو پگل تم۔۔۔حمدان تو جانتا ہیں نا تو نے کیا۔۔۔کیا تھا اسے کتنی تکلیف پہنچ رہی ہو گی وہ تجھ سے۔۔۔۔۔" حسیب پریشانی سے بنا رکے بولے جا رہا تھا

"نفرت۔۔۔۔جانتا ہوں اور کر بھی کیا سکتی ہے" اب کی بار ہونٹ مسکرائے لیکن لہجہ طنزیہ تھا

"تو جانتا ہے کے اس کی زندگی برباد ہو سکتی ہے" حسیب کا بس نہیں چل رہا تھا کے وہ زور زور سے چلائے

"وہ میری تھی میری ہے میری رہی گی مائنڈاٹ" حمدان نے چبا چبا کر کہا اور کوٹ اٹھاتا باہر نِکل گیا جب کے حسیب نے بے بسی سے سر ہاتھوں میں لے لیے

"حمدان تو ایک گناہ کرنے جا رہا تھا اللہ نے اس گناہ سے تو بچا لیا لیکن ایک غلطی تو نے کر دی ہے" حسیب کا لہجہ تھکا ہوا تھا۔۔۔وہ حمدان کے گہرے اندھیرے ماضی سے اچھی طرح واقف تھا

★★==========★★

"ہاؤ، ڈیر ہی؟" وہ تیزی سے کمرے میں داخل ہوئی اور ہاتھ میں پکڑا بیگ زور سے دیوار پر مارا

"سمجھتا کیا ہے خود کو؟" وہ کافی میں غصے میں تھی

"مجھے بے عزت کیا ہاں؟" اس نے ہاتھ میں پکڑا موبائل بیڈ پر پھینکا

"میرے سامنے اتنا ایٹیٹیوڈ اٹس اوکے اگر میں نے بھی ذلیل نا کروایا نہ تو میرا نام بھی افرا ولید نہیں" افرا نے شیطانی مسکرہٹ کے ساتھ کہا کیونکہ اس کے ذہن میں اس وقت حمدان علی حیدر کے خلاف منسوبہ بندی ہو رہی تھی

★★==========★★

Urdu Novels Ghar

"صبح بخیر داداجان" ایمان اور اریشہ لان میں اخبار پڑھتے علی حیدر کے پاس آتے مخاطب ہوئے

"کیسے ہیں میرے بچے؟" علی حیدر نے شفقت سے ان دونوں کے سر پر ہاتھ پھیرہ

"بلکل ٹھیک لائے میں اپ کو پڑھ کر سناؤ؟" ایمان علی حیدر کے برابر بیٹھتی بولی

"نہیں میں نے پڑھ لیا ہے میرا بچا" علی حیدر نے اخبار موڑتے ہوئے سامنے رکھی میز پر رکھا

" آج میری بچیا اپنے داداجان کو ناشتے میں کیا کھلا رہی ہے؟" علی حیدر نے پیار سے اریشہ اور ایمان کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا

"کچھ بھی ہو آپ کہیں" اریشہ نے کہا

"ہاں داداجان کہیے کیا کھانا پسند کریگے آپ؟" ایمان پرجوش سی بولی

"جو میری لاڈلیاں مجھے کھلا دے" علی حیدر صاحب خوشگوار موڈ سے بولے

"کیا داداجان ایمان کا جلا ہوا کھانا کھائے گے آپ" صبحان پیچھے سے آکر مسکراہٹ دبائے بولا

"صبحان بھائی ایسا کچھ نہیں ہے" ایمان نے خفگی سے کہا

"بھائی نہیں ہوں میں تمہارا" صبحان نے فوراً کہا

"داداجان؟" ایمان نے معصومیت سے علی حیدر کی جانب دیکھا جو ایمان کے دیکھنے پر صبحان کو گھورنے لگے

"میرا۔۔۔۔مطلب ہے کے اوہ چھوڑے آپ اریشہ اور ایمان کا جلا ہوا کھانا کیسے کھاسکتے ہے؟" صبحان نے بات تبدیل کی۔ علی حیدر محفوظ ہوئے

"داداجان دیکھ رہے ہیں آپ" اریشہ نے خفگی سے کہا

"خبادار نالائق اگر میری بچیوں کی برائی کی" علی حیدر نے فوراً ٹوکا۔ ایمان اور اریشہ نے خوشی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا ساتھ ایمان نے صبحان کو زُبان بھی چڑائ

"آج کی خبر آج کی خبر" سعد بھاگتا ہوا ہمیشہ کی طرح آج نئی خبر لے کر حاضر ہوا

"اب کس کی لڑائی ہوگئ؟" صبحان نے پوچھا

"کس نے کس کی برائی کردی" اریشہ نے پوچھا

"کس کو کس چیز کی اجازَت نہیں ملی؟" ایمان نے بھی پوچھا

"ارے رک جاؤ بچوں سن تو لو ہمارے بچے کی خبر" علی حیدر نے ہنس کر ٹوکا

"داداجان فالتو خبریں ہوتی ہے اِس کے پاس" صبحان نے سعد کا مذاق بنایا جس پر سعد نے اسکو گھورا بھی

"اوہو خبری خبر بتاؤں؟" ایمان نے پوچھا

"ایمان آپی حمدان بھائی کا فون آیا ہوا ہے تائی جان مصروف ہے بات کرنے میں" سعد نے خوشی سے بتایا

"کیا واقعی؟" ایمان اپنی جگہ سے اچھل پری

"ہاں جائے بات کر لیجیے پھر موقع نہیں ملنے والا" علی حیدر نے ہنس کر ایمان کے سر پر چپٹ لگائی "جی دادا جان" وہ سر اثبات میں ہلاتی اریشہ کے ساتھ اندر بھاگ گئی

"ہماری بچی کو پریشان نا کیا کرو" علی حیدر اپنی لاٹھی کے سہارے اٹھتے صبحان کو تنبیہہ کرتے گئے "میں نے کیا کیا؟" پیچھے صبحان مینمناتا ہی رہ گیا

★★==========★★

"یہ لے باہر سے کچھ لے آ" نمرہ نے اپنی گھٹری میں سے کچھ پیسے نکل کر سمی کو پکڑائے

"لیکن باجی تیرے پاس یہ پیسے آئے کہاں سے؟" سمی نے حیرت سے پوچھا

"تھوڑے سے جمع کر لیے تھے تیری کتابوں کے لیے مگر کھانا زیادہ ضروری ہے تو نے کل سے کچھ نہیں کھایا نا جا" نمرہ پلنگ پر پڑا دوپٹہ اٹھاتی بولی

"ٹھیک ہے تیرے لیے بھی لاؤں گا" وہ پیسے قمیض کی جیب میں ڈالتا باہر کی جانب بڑھ گیا

"سن رخشیدہ سے چھپ کر لانا" پیچھے سے نمرہ نے آواز لگائی وہ سر اثبات میں ہلا کر باہر نکل گیا

★★==========★★

وہ یونیورسٹی میں داخل ہوئی اور ادھر اُدھر کا جائزہ لینے لگی روز کے معامل کی طرح سب مصروف تھے کوئی باتوں میں تو کوئی پڑھائی میں. اس نے کالا ٹاپ اور جینس پہنی تھی بال پونی میں بنائے ہوئے تھے ایک ہاتھ میں بیگ لٹکائی بیزاری سے یونیوسٹی کے گارڈن کی طرف بڑھ رہی تھی

دوسری طرف گھاس پر بھیٹی لڑکی اپنے سامنے بھیٹی لڑکی سے باتوں میں مشغول تھی اس نے پانی کی بوتل منہ سے لگائی ہی تھی کہ پیچھے کسی نے زور سے اس کے کمر پر کتاب ماری پانی اُس کے منہ سے فوارے کی طرح نکلا وہ اپنی جگا سے اچھل پڑی

"تم بچو میرے ہاتھ سے" علما بھاری کتاب لیے اُس کے پیچھے بھاگنے لگی اور وہ بیچاری لڑکی آگے آگے بھاگ کر اپنا بچاؤ کرنے لگی جبکہ گھاس پر بھیٹی دوسری لڑکی ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی

"ایماجانِ من کیاہوا؟" وہ گلابی ٹراوزر شرٹ پر ہم رنگ دوپٹہ ڈالے تیز تیز ہانپتی علما سے اپنا بچاؤ کر رہی تھی

"ادھر رکو تم" علما کے غصہ کے آگے اب تک کسی کی چلی تھی کیا؟

"یار پلیز سوری سوری" وہ تھک ہار کر واپس گھاس پر وہ لڑکی جو انکی لڑائی سے لطف انداز ہو رہی تھی اُس کے قریب جا کر گر گئیعلما قہقہ لگاتی تھک کر وہی بیٹھ گئی

"ایما کی بچی یہ کیا حرکت تھی" دوسری لڑکی نے کتاب علما کے سر پر ماری

"ہبا تُم نہیں جانتی اس نے کیا حرکت کی ہے" علما کا غصہ واپس آ گیا

"کیا کر دیا مجھ جیسی معصوم نے؟" اس لڑکی معصوم سا چہرہ بنایا

سمرہ معصومیت کو بدنام مت کرو" علما منہ بناتی بولی

"اچھا بابا نہیں کرتی بتاؤں ہوا کیا ہے؟" سمرہ ٹھیک سے بھیٹتی بولی

"کل رات سے فون پر فون میسیج پر میسیج کر رہی ہوں سم پر ہی نہیں سارے اکاؤنٹس پر کر دیئے مگر نا تو تُم اون لائن ہو کہی اور نا ریپلائے دے رہی ہو" علما نے اصل وجہ بتائی

"یار کل رات میرا موبائل خراب ہو گیا ہے ابھی ہبا کو بھی میں نے یہی بتایا"

"ہاں اس کا موبائل گر گیا تھا" ہبا نے تصدیق کی

"تو اپنی ممی کے نمبر سے اطلاع تو دے دیتی "

"یار میرے چچا کو الہام ہوا تھا کے تیرے میسجز آ رہے ہے" سمرہ غصے سے بولی

"پوائنٹ" ہبا نے چپس کا پیکٹ کھولتے کہا

"ایک منٹ رات کو کیا کیڑا کاٹا تھا آپ کو؟" سمرہ بڑی عزت سے بولی جس سے ہبا ایک بار پھر گلا پھاڑ کر ہنسنے لگی

"آپ کے فیانسی کل رات کو تشریف لے آئے ہیں بھابھی جی" علما نے بھی اسی کے انداز سے کہا

"ریلی؟" ہبا حیران ہوئی

"اچھّا" سمرہ نے گھاس توڑتے ہوئے سنجیدگی سے کہا علما اور ہبا نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا

"بہن کچھ شرما ہی لیتے ہے" ہبا نے علما کے ہاتھ سے چپس کا پیکٹ بچاتے ہوئے کہا

"شرماؤ بھئی ہبا کی خواہش پر" علما نے چپس کھاتے ہنستے ہوئے کہا

"اچھا یہ لو پھر" سمرہ نے شرمانے کی اداکاری کی

"بہت ہی بر اشر ماتی ہو رہنے دو" ہبابیگ اٹھای اٹھی ہوئی بولی

"کہاں؟" علمانے ہاتھ جھاڑتے پوچھا

"کلاس کا ٹائِم ہو گیا ہے "

"اوہ شٹ پانچ منٹ لیٹ ہو گئے ہیں سر فروق جان لے لیں گے " علما اور سمرہ نے ایک ساتھ کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی اور گھوڑوں پر سوار ہوتی کلاس کی طرف بھاگی

★★==========★★

اچانک دروازہ کھلا فوزیا اور منور نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا بنیان اور ٹروزر میں ملبوس ایک نوجوان نیند میں انگڑائی لیتے ہوئے باہر آیا

"واٹ ہیپنڈ ڈیڈ کیوں شور مچایا ہوا ہے" وہ نیلی بنیان میں انگڑائی لیتا لاپرواہی سے صوفے پر آ کر نیم دراز ہو گیا جہاں کچھ دیر پہلے اسکی ماں بھیٹی تھی

"سارم پچھلے ہفتے ہی تم نے لاکھ روپے آکاؤنٹ سے نکالے تھے اور کل رات ڈیڑھ لاکھ روپے" منور اپنے ہاتھ میں پکڑا اپیپر ٹیبل پر پھینکتے ہوئے چیخے

"اوہو ڈیڈ آرام سے بولیں میں یہی بھیٹا ہوں" سارم نے کان میں انگلی ڈالتے بیزاری سے کہا

"پیسے پیڑ پر لٹکے ہیں؟ محنت سے کماتا ہوں اور تمہارا بیٹا اڑا دیتا ہے "

"تو اور کس لیے کماتے ہے بیوی بچوں کے لیے تو کماتے ہیں دیکھیے میرے بیٹے کو تنگ مت کریئے" فوزیہ اپنے بیٹے کے برابر بیٹھ کر اس کو اپنے سے لگاتی بولی

"ڈیڈ میں نے تو دو لاکھ نکالنے تھے پھر سوچا چلو پچاس ہزار چھوڑ دیتا ہوں۔۔۔ چھوڑیے چل کرے ما م جلدی سے بریک فاسٹ لگوائے "

"تم ماں بیٹے ایک دن پچھتائوں گے پیسے کی کوئی قدر ہی نہیں ہے" منور چلاتے ہوئے باہر نکال گئے جبکہ فوزیہ اور سارم ان سنا کر کے ٹیبل کی طرف بڑھ گئے۔ سارم کے موبائل میں میسیج کی ٹون بجی سارم رُکا اور میسیج کھولا

"ابے وہ اپنی ہی نکلی" اُس کے دوست کی طرف سے میسیج موصول ہوا

"کیا مطلب؟" اس نے ریلائے میں بھیجا۔ تھوڑی دیر بعد ایک اور میسیج وصول ہوا جس کو پڑھ کے سارم کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی

"آئی ایم کمنگ ڈارلنگ۔۔۔"وہ زیرِ لب بڑبڑای

★★===========★★

"مما مما؟"علما یونیورسٹی سے تھکی ہاری گھر میں اقراء بیگم کو آوازیں لگاتی داخل ہوئی

"کیا ہوا لڑکی آتے ہی شور مچا دیا"اقراء بیگم کچن سے باہر نکل کر آئی

"کتوں والی بھوک لگ رہی ہے کھانا دے دیں"وہ بیگ صوفے پر پھینکتی ہوئی بولی

"پہلے اپنی زُبان کو درست کرو اور دوسرا ابھی کھانا تیار نہیں ہوا صبر کرو کم از کم آدھا گھنٹہ "اقراء بیگم واپس کچن میں جاتی بولی

"ہائے اللہ آدھا گھنٹہ جب تک تو میری نمازِ جنازہ ہو جائے گی"علما سر پر ہاتھ مارتی بولی

"توبہ کرو لڑکی کیا بکواس منہ سے نکال رہی ہو یا اللہ ایسی اولاد میرے ہی نصیب میں لکھی تھی "

"ہاہاہاہا میری دیسی مام اتنی حسین اولاد آپ کے نصیب میں آئی ہے اپ کو تو شکرانے کے نفل پڑھنے چاہئیں"علما شرارت سے بولی۔۔م۔اقرء بیگم تاسف سے نفی میں سر ہلاتی باورچی خانے کی طرف بڑھ گئی

"ماہی کی بچی"ماہم بریانی کی پلیٹ ہاتھ میں پکڑی کمرے سے باہر نکلی۔علما کی نظر میں آتے ہی علما زور سے چِلائی

"ہائے اللہ آپی کیا ہو گیا؟"ماہم دِل پر ہاتھ رکھتی بولی

"یہاں میرا حشر بھوک سے نڈھال ہو رہا ہے اور تُم بریانی کے مزے لوٹ رہی ہو ادھر دو"عللما نے ماہم سے بریانی چھینی چاہی ماہم نے تیزی سے پلیٹ پیچھے کی

"ارے میری پیاری آپی آپ کیسے کھا سکتی ہے یہ تو برابر والی رابعہ کے گھر سے آئی ہے اور آپ کو تو رابعہ سخت بری لگتی ہے آنٹی لگتی ہیں نا"ماہم مزے سے کہہ کر صوفے پر بیٹھ کر بریانی کے ساتھ انصاف کرنے لگی

"ناپسندیگی اپنی جگا اور کھانا اپنی جگا ادھر دو موٹی ساری نا کھا جانا"علما ماہم سے بریانی کی پلیٹ چھین کر کھانے لگی

آپی ایسا لگ رہا دس سال سے آپ کو کھانے کو کچھ نہیں ملا جو لنگر سمجھ کے ٹوٹ رہی ہے"ماہم قہقہ لگاتی بولی۔علما نظر انداز کر کے اپنے انداز سے کھائے جا رہی تھی

"اسلام علیکم ایما آ گئی تُم کیسا رہا دن؟"حریم جانماز طے کرتی باہر آئی

"ہائے میم بڑا ہی برا رہا سوچ کر نکلتی ہوں شاہ رخ خان مل جاتا ہے ماہی کی شکل جیسا"علما نے ایک آنکھ دبا کر ماہم کو چڑایا

"کِیا مطلب ہے میری شکل کا میں آپ کو لڑکا دکھتی ہوں؟"ماہم جل کر بولی

"تُم مجھے لڑکی بھی نہیں دکھتی"علما کہاں باز آنے والی تھی

"ایک تو میری بریانی کھا رہی ہے اور اوپر سے۔۔۔ اللہ کرے اللہ کرے آپ کی شادی ہو جائے اور مجھے سکون ملے" ماہم غصے سے جل کر بولی اور اسی پل علما کی چہرے پر آئی مسکراہٹ فوراً سمٹ گئی دِل میں ایک درد سا اٹھا یادِ ماضی نے آنکھوں کے سامنے قدم رکھا۔ حریم کی کیفیت مختلف نا تھی

"ارے کہاں جا رہی ہو؟" علما پلیٹ رکھ کر اٹھنے لگی تو حریم چونک گئی

"میرا پیٹ بھر گیا روم میں جا رہی ہوں آرام کرنے" علما سنجیدگی سے بولتی کمرے میں چلی گئی وہی ماہم منہ کھولے دیکھنے لگی

"ان کو کیا ہوا؟" حریم نے ماہم کو گھورا اور ماہم کو حیران چھوڑ کر علما کے کمرے کی طرف بڑھ گئی

★★===========★★

"ابے حنین کیا موبائل میں لگا ہے پڑھ لے ایگزامز قریب ہے ورنہ فیل ہو جائے گے" اویس حنین کے کندھے کے جھنجھوڑتا بولا جو کب سے کرسی پر بھیٹے کانوں میں ہینڈ فری لگائے موبائل پر مصروف تھا۔ وہ لوگ اِس وَقت حنین کے دوست فیضان کے گھر میں تھے

"کسی میں اتنی ہمت جو مجھے فیل کرے" حنین کانوں سے ہینڈ فری نکالتے لاپرواہی سے بولا

"اوئے سر کاشف کی نگرانی میں ہونگے ہم چیٹنگ کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا" اویس بُک ہاتھ میں لے کر بیڈ پر نیم دراز ہوتے بولا

"سر کاشف یار نام سے ہی خوف آتا ہے" فیضان اپنا چشمہ ٹھیک کرتے بولا

"اوئے چمپو تجھے آتا ہو گا حنین کو نہیں" عظیم نے ہنستے ہوئے کہا

"یار یہ پیسہ کس چیز کا نام ہے" حنین نے مسکراتے ہوئے سب کے حیرانی والے تاثرات دیکھے

"کیا مطلب؟" اویس تقریباً چیخا

"آپ رشوت دیں گے؟" فیضان حیرانگی سے اپنا چشمہ ٹھیک کرتے بولا

"ویسے چمپو تجھ میں تھوڑی سی تو عقل ہے" حنین میں مسکراتے ہوئے کہا

"بیٹا تو کیا سمجھ رہا ہے تو پیسے دیگا اور تو پاس ہو جائیں گا" اویس بولا

"میں سر فیضان کو تھوڑا سا پیسہ کھیلاؤنگا اور وہ آزادی سے ہمیں پیپر دیکھنے دیں گے" حنین دونوں ہاتھ سر کے پیچھے رکھتے بولا

"ابے اگر پاس ہونے کا ایک پرسنٹ بھی چانس ہو گا تو تیری اِس حرکت سے وہ بھی چلا جائے گا" اویس بولا

"بہت ہی بولتے ہو تم لوگ سارے مُجھ پر چھوڑ دو" حنین کرسی سے اٹھتے بیزاری سے بولا

"ہاں بھئی چھوڑ ان باتوں کو آ کہی گھومنے چلتے ہیں" عظیم گاڑی کی چابیاں حنین کو پھینکتے ہوئے بولا

"چلو آج میری طرف سے ڈرنک" حنین چابی کو کیچ کرتے بولا

"میں۔۔۔میں نہیں جاؤنگا آپ تینوں ہی جائے فیضان اپنا کالر دورست کرتے ڈر کر بولا

"تجھے کوئی لے کر بھی نہیں جارہا" اویس ہنستے ہوئے بولا

"ہاں وہاں پہ تو ہاٹ ہاٹ لڑکیاں آئیگی تجھے لے جا کر اپنی بے عزتی کروانی ہے؟" عظیم جیکٹ سہی کرتے ہنستے ہوئے بولا جبکہ فیضان برا سا منہ بنا گیا

"چلیں؟" حنین نے کہا تو ساتھ تینوں اپارٹمینٹ سے باہر نکل گئے

★★==========★★

"میم کی ایما؟" حریم پیار سے علما کی طرف بڑھی۔علما جو بیڈ پر ہاتھوں میں سر چھپائے بھیٹی تھی حریم کی آواز سے سیدھی ہوئی

"بھول جاؤ پرانی باتوں کو" حریم اسے گلے لگاتی بولی

"کاش اِتنا آسان ہوتا" علما ہاتھوں کی لکیرے دیکھتی گم سم سی بولی۔اسکی ہاتھوں کی لکیروں میں تھا اسکی زندگی صاف لکھی تھی

قربان جاآوں اس شخص کی ہاتھوں کی لکیروں پر،

جس نے تجھے مانگا بھی نہیں اور اپنا بنالیا

"محبت ہیں نا اسلیے اور ایک مظبوط ڈور بھی" حریم نظرے جھکا کر بولی۔آخری الفاظ پر کڑوہ سچ قبول کیا گیا

"بلکل نہیں محبت کا لفظ میرے لیے بے معنے ہے میں نے سب کچھ ختم کر دیا ہے میم میں صرف نزدیق کے رشتوں سے اور اللہ سے بے پناہ محبت کرتی ہوں جب ہی آج اتنی خُوش ہوں" علما کی آنکھوں میں قید آنسو حریم کو دِکھ چکے تھے

"اگر میں نے اُس بے معنے احساس کو اپنے اندر دفن رکھا ہوتا تو آج آپ کی علما آپ کے سامنے زندہ نہیں بھیٹی ہوتی" اسکی آواز روہانسی سی ہوگئی

"لیکن جو مظبوط ڈور۔۔۔" حریم پریشانی سے بولی۔ہمیشہ سے اسکی یہی پریشانی یہی خوف مضبوط ڈور کا تھا

"نہیں ایسا کچھ نہیں ہے میں مر جانا پسند کرونگی مگر وہ بکواس کچی ڈور کبھی قبول نہیں کرونگی" علما واپس ڈپریشن میں جارہی تھی۔حریم فوراً گھبرا اگئی

"بس یہ موزوں ہم نے پچھلے تین سال پہلے اُٹھایا تھا اور کل ہی ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکا ہے اگر ان باتوں کی تمھارے دِل میں جگا نہیں ہے تو تمہاری زُبان اور یاد میں بھی نہیں ہونی چاہئے" حریم اُس کے چہرے پر محبت سے ہاتھ پھیرتے کہا

"جی" علما فرمانبرداری سے سر ہلا کر اسے گلے لگ گئی۔ حریم اُس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتی اُس کے گال پر پیار کرنے لگی۔ لیکن ہمیشہ کی طرح ایک بات ذہن میں کھٹکنے لگی

"میم؟" آہستہ آواز آئی

"جی میم کی جان؟" حریم اُس کے سر چومتے بولی

"آپ کے پاس سے لڑکے والی فیلنگ آرہی ہے ایسے مت رومینس والا چپکے کچھ کچھ ہوتا ہے حریم عزیز تُم نہیں سمجھو گی" علما اتنی سنجیدگی سے بولی کے حریم ہنسنے لگی

"بتاؤں میں ابھی" حریم اسکو مارنے اُس کے پیچھے بھاگی اور وہ آگے آگے

"اچھا سوری" وہ ہاتھ جوڑ کر مسکراہٹ دبائے بولی

"ہاہاہاہا آجاو" حریم نے پیار سے اسکو اپنے ساتھ بیڈ پر بھٹایا

"میم قسم سے اگر آپ لڑکا ہوتی اور اجنبی ہوتی نا میں پکّا آپ سے ویواہ کرتی" علما نے ڈراماٹک انداز میں کہا

"ویواہ؟ "

"شادی ڈارلنگ" علما نے ایک آنکھ دبائی

"بتاؤں میں ابھی بدتمیز" حریم نے اُس کے سر پر چپٹ لگائی

"کوئی شرم ہوتی ہے، کوئی حیا ہوتی ہے، کوئی آداب ہوتے ہے" ماہم دروازے پر کھڑی غصے سے چیخی۔ علما اور حریم تیزی سے اُٹھی

"وہاں مجھے ٹینشن کا شکار کر کے یہاں لیلیٰ مجنوں والے ڈرامے ہو رہے ہیں" ماہم نراضگی سے بولی

"اوہو میری جان آجاؤ" حریم اسے اپنے سے لگاتی بولی

"اوئے موٹی بریانی تو نہیں کھائی نا؟" علما واپس اپنے انداز میں آگئی

"ارے ٹینشن کے مارے میں نے پوری کھالی "

"ہائے منحوس" علما غصے سے چیخی

"میم دیکھیں گالی دے رہی ہے "

"ایما" حریم ڈانٹنے کے انداز سے بولی

"کوئی بات نہیں کھانا بن چکا ہوگا چلو آجاؤ کھانا کھالیتے ہیں" حریم ان دونوں کو اٹھاتی بولی وہ دونوں ایک دوسرے کو منہ چڑاتی اُس کے پیچھے چل دی

ایسی ہی تھیں وہ تین لڑتی جھگڑہ کرتی تھیں مگر تینوں میں پیار بھی اتنا تھا حریم علما کی بہن کے ساتھ اسکی بیسٹ فرینڈ بھی تھی ایسی کوئی بات نہیں تھی جو حریم کو نا معلوم علما کا موڈ وہ ایک منٹ میں ٹھیک کر دیتی تھی ایسی ہی اپنی زندگی میں مست تھی وہ تین لیکن زندگی آگے کیا رخ لینے والی تھی اس بات سے ہمیشہ کی طرح بے خبر تھیں

★★==========★★

وہ رات کو تھکا ہارا گھر میں داخل ہوا تھا اپنی جیکٹ صوفے پر پھینک کر وہ کچن کی طرف بڑھا تھا۔ آدھی رات کو حیدر ویلا میں ہر طرف سناٹا تھا سب سو رہے تھے۔ اسے بھوک کی طلب ہوئی تھی دوستوں کے اتنے اسرار پر بھی اس نے کچھ نہیں کھایا تھا اور سر میں درد تو ندا نے اپنی گھر میں کی گئی پارٹی کے حوالے سے بتا بتا کر کر دیا تھا اِسی سب اثنا میں وہ کچن میں داخل ہوا ادھر اُدھر نظری گھمائی۔ رات کے اس پہر سارے ملازم بھی داداجان کے حکم پر سرونٹ کواٹر چلے جاتے اور صرف فجر کی آذان پر آتے ابھی فجر کی آذان کو دو گھنٹے تھے لیکن جب تک حنین علی حیدر اپنی بھوک برداشت نا کر سکتا تھا۔ وہ ادھر اُدھر نظریں گھما ہی رہا تھا پیچھے سے کسی نے وسیع کچن کی بتیاں جلائی۔ حنین نے چونک کر دیکھا تو پیچھے کھڑی اسکی ماں سائمہ ہاتھ باندھے کھڑی خفگی سے اسے گھور رہی تھی

"اوہ تھینک گاڈ مام آپ آ گئی پلیز کچھ کھانے کو دیں بھوک لگ رہی ہے" حنین کچن کی ٹیبل پر بیٹھتے جیب سے موبائیل نکالتے بولا

"کیوں رات کو جس کے پاس تھے کھلایا نہیں اس نے؟" سائمہ کے لہجے میں تنز تھا

"یار مام میرا موڈ نہیں تھا دوستوں نے۔۔۔۔" حنین کی بات سائمہ نے درمیان میں کاٹ دی

"حنین وقت دیکھا ہے تُم نے شکر کرو امی جان کی طبعیت ناساز ہے ورنہ جو فیصلا تمھارے لیے وہ کرنے جا رہی تھی وہ کر بھی چکی ہوتی" سائمہ ایک بار پھر اسے سمجھانے لگی تھی

"اُف پہلے کیوں نہیں بتایا دادی جان کی طبعیت ٹھیک نہیں ہے میں مل لونگا" وہ موبائیل میں مصروف سا بولا

"بیٹا کم از کم اپنے بھائیوں سے ہی کچھ سیکھ لو عماد کو ہی دیکھ لو کتنا۔۔۔۔" وہ کچھ بولتی حنین نے بیزاری سے بات کانٹی

"اوہ پلیز مام ابھی نہیں پلیز آپ کچھ دے رہی ہے تو بتائے ورنہ میں باہر جا رہا ہوں" وہ اپنی جگا سے اٹھتا بولا

تُم پاگل تو نہیں ہو گئے ابھی تو آئے ہو اِس لڑکے سے بحث کرنا ہی بیکار ہے" وہ سر جھٹکتی ہوئی آگے بڑھی اور کھانا نکالنے لگی حنین نے بھی ہمیشہ کی طرح ان سنا کر کے کھانے میں مصروف ہو گیا

سائمہ نے افسوس سے بیٹے کی جانب دیکھا نا جانے انکا یہ بیٹا کب سدھرے گا "شاید میری ہی تربیت میں کوئی کمی رہ گئی تھی" انکی انکھوں سے ایک آنسو نکلا تھا

★★==========★★

حمدان آفس میں بھیٹا کام میں مصروف تھا جب ہلکی سی ناک ہوئی

"کم ان" اس نے بغیر سر اٹھائے اجازت دی۔ دھیرے سے دروازہ کھلا اور ایک لڑکی اندر داخل ہوئی اس لڑکی نے ایک نظر دیوار پر لگے سی سی ٹی وی کیمراز کو دیکھا اور مسکرای. لیڈیز پرفیوم کی خوشبو سے حمدان نے سر اُٹھایا تو حیرت اور غصے کے ملے جولے تاثرات واضح ہوئے

"تُم یہاں کیا کر رہی ہو سیکور۔۔۔" وہ چیخنے والا تھا کے افرا نے ٹوک دیا

"نہیں میری پہلے پوری بات تو سن لیجئے" وہ کافی تمیز سے بولی

"کہو تمھیں پاس صرف ایک منٹ ہے" وہ گھڑی پر نگاہ ڈالتے سرد لہجے سے بولا

"آئی ایم سوری اس دن کے لیے میں بس اپ اتنے ہینڈ سم۔۔۔" اسکی بات پوری ہونے سے پہلے کاٹ دی گئ

"کام کی بات پر آؤ میرے پاس اپنی تعریف سنے کے لیے فالتو وقت نہیں ہے" حمدان علی حیدر کو اپنے حُسن سے لار پر وہ رہنے کی عادت تھی

"بس سوری کہنا تھا لیکن اپ اگر ایک اور چانس۔۔۔" وہ کہتے کہتے اس کے قریب آئی

"گیٹ آوٹ" حمدان دھاڑا لیکن اس نے ڈرنے کے بجائے اپنے بازو کی آستین کو زور سے کیھچا کے وہ پھٹ گئ۔ حمدان نے حیرت سے دیکھا۔ اس نے دوسری آستین کے ساتھ بھی ایسا کیا پھر بال بھی بیگاڑنے لگی

"واٹ آر یو ڈوئنگ" وہ چیخا۔ وہ اپنے کپڑے پھاڑ رہی تھی اور اپنی حالَت بھی خراب کر رہی تھی۔ لیکن حمدان کو نظر انداز کرتی افرا زور زور سے رونا شُروع ہونے لگی۔ شور سن کر سارا اِسٹاف حمدان کے آفس میں گُھس آیا

"واٹ ہیپنڈ سر" سب ایک آواز میں بولے۔ افرا کی حالَت کو دیکھ کر سب ششدر رہ گئے

"میڈم آر یو فائن" ایک کولیک نے بڑھ کر اسے اپنا مفلار دیا

"نو ہی اِس ٹرائینگ تو کلوز میں" حمدان کی حیرت سے آنکھیں پھٹ گئی کتنا صاف جھوٹ بولا تھا اس نے کوئ لڑکی اتنا بھی گر سکتی ہے

"واٹ؟"

"واٹ آر یو سیئنگ؟" سب کا ایک ساتھ شور بلند ہوا

"آر یو آوٹ آف یور مائنڈ؟" حمدان دھاڑا کر غصہ سے آگے آیا

"لک پلیز ہیلپ می" اس نے حمدان کی حرکت نوٹ کر کے اور مدعہ بنایا۔کسی کو یقین نہیں آرہا تھا۔اچانک پولِس اندر داخل ہوئی۔اِس مرتبہ حمدان کے ساتھ ساتھ افرا بھی چونکی اس نے تو پولس کو بلایا ہی نہیں تھا لیکن اگلے ہی پل چہرے پر چھپی مسکان آئی شاید اس کا کام آسان ہو چکا تھا

"ہو کالڈ دی پولس؟" حمدان سب کی طرف دیکھ کر غصے سے غرایا

" آئی کالڈ دیم" اچانک دروازہ کھلا سب دروازے کی طرف متوجہ ہوگئے جبکہ حمدان حیران رہ گیا

★★==========★★

وہ کالی پینٹ اور نیلی شرٹ میں ملبوس دوستوں کے ساتھ آئس کریم پارلر آیا ہوا تھا۔سٹائلش سے ڈریسنگ سے دیکھ کر لگتا تھا کے وہ امیر گھرانے سے تعلق رکھتا ہے۔ہاتھ میں آئس کریم پکڑے وہ اپنے ٹیبل کی جانِب بڑھ رہا تھا جب کسی لڑکی سے زبردست ٹکر ہوئی اور ساری آئس کریم اسکی شرٹ اور جوتے پر گر گئی

" اندھے ہو کیا دیکھ کے نہیں چل سکتے؟" سامنے کھڑی لڑکی سفید اور ہری کرتی جینس میں ملبوس بال اونچی پونی میں باندھے غضب کا غصہ ناک پر جمائے اسے خورخار نظروں سے گھور رہی تھی

"اوہ میڈم غلطی خود کی ہے اور الزام مجھ پر" وہ بھی غصے سے بولا

"اندھے کے ساتھ جھوٹے مکار اور فریبی بھی ہو" اس سامنے کھڑی لڑکی کا جو دِل میں آرہا تھا وہ بول رہی تھی

" دیکھیے اپنی حد میں رہیے ایک تو میرے برانڈڈ شوز اور کپڑے خراب کر دیے اپر سے مُجھ پر ہی چڑھ رہی ہے" اس نے اپنے آپ کو نیچے سے اوپر تک دیکھا اس وقت وہ آیس کریم میں نہایا ہوا تھا

" آئے ہائے وڈا آیا برانڈڈ تم جیسے امیر بڑے باپ کے بگڑے بیٹے ہوتے ہے جو خوبصورت لڑکیوں سے ٹکرانے کے بہانے ڈھونڈتے ہیں" سامنے والی ہرگز کم نہ تھی

"اوہ مس۔۔۔کِس خوبصورت لڑکی کی بات کر رہی ہے شکل دیکھی ہے اپنے اپنی طوطی جیسی لگتی ہے" اس نے ماہم کو نیچے سے اوپر دیکھتے کہا۔ایک تو خود کی غلطی اپر سے سوگز کی زبان وہ لڑکی اسے سخت زہر لگ رہی تھی

"تُم نے اپنی شکل دیکھی ہی لنگور" وہ چیخی

"یار زین کیا ہو گیا ہے؟" سامنے سے ایک لڑکا اس کی طرف فکرمندی سے بھاگ کر آیا

"یار پتا نہیں کوئی طوطی جیسی دکھنے والی لڑکی پیچھے پڑ گئی ہے" زین نے غصے سے کہا

"اے طوطی کِس کو کہا لنگور" ماہم کی آواز اور بلند ہوگئی

"دیکھو اپنی آواز نیچے رکھ کر بات کرو نوکر نہیں ہوں تمہارا "

"ہاہاہاہاہا اتنی اوقات بھی نہیں ہے تمہاری کے ماہم عزیز تمہیں اپنا نوکر رکھیں" وہ ہنستی ہوئی بولی

"دیکھو۔۔۔۔" زین کچھ بولتا اسکا دوست بول پڑا۔ کیونکہ لوگ جمع ہونے لگے تھے

"آئی ایم سوری مس پلیز ایکسکیوز می" وہ بڑی تمیز سے مخاطب ہوا

"ٹھیک ہے صرف تمہاری وجہ سے جا رہی ہوں ورنہ اِس لنگور کا منہ نوچ کر جاتی" ماہم غصے سے پلٹ کر جانے لگی

"ہاں ڈاین جو ٹھہری" شکر سے ماہم نے اتنے شور میں سنا نہیں ورنہ واقعی وہ منہ نوچ لیتی

"یار کیا مصیبت ہے" زین اپنے کپڑے اور جوتیں دیکھ کر غصے سے بڑبڑایا۔ زین کے مطابق اس طوطی جیسی لڑکی کی وجہ سے اسکا اچّھا خاصا دن خراب ہو چکا تھا

★★==========★★

"آئی کالڈ دیم" اچانک دروازہ کھلا سب دروازے کی طرف متوجہ ہو گئے جبکہ حمدان حیران رہ گیا

"حسیب" حمدان حیران ہوا

"ہاں میں نے ہی بلایا ہے" وہ قریب آیا

"اریسٹ ہر" حسیب نے پولِس کی جانِب دیکھتے کہا۔ افرا نے چونک کر سر اُٹھایا۔ پولِس کی ایک انگریز عورت اثبات میں سر ہلاتی ہوئے افرا کی جانِب بڑھی

"نو واٹ آر یو ڈوئنگ میڈم آئی ایم ناٹ گلٹی ہی از پلیز اریسٹ ہم" وہ گھبرا کر کبھی حمدان کی طرف دیکھتی تو کبھی حسیب کے مسکراتے چہرے کو

"گائیز لیٹ می ٹیل میں ون تھنگ ویری کلئیرلی افرا ولید ٹرائنگ ٹو رُوب حمدان علی حیدر انفیکٹ شی ہیز براوو پلاننگ دیتس وائے شی ڈفویس سی سی ٹی وی کیمرا زبٹ آئی نیو ہر پلاننگ دیتس وائے آئی ہڈ نلی فکسڈ سال کیمرا ز ان دس روم دیٹس دا وڈیو دس اِز پروؤ اگینسٹ ہر شی اِس ٹوٹلی فیک" حسیب نے اپنا موبائیل کھول کر سب کو تھوڑی دیر پہلے منظر کی وڈیو دکھائی۔ سب غصے سے افرا کو دیکھنے لگے جب کے پولِس اسے لے جانے لگی۔ حمدان کے چہرے پر اطمینان اتر آیا

"دیکھ لونگی میں تُم لوگوں کو اور حمدان علی حیدر میں واپس آوٴ گی بدلہ لینے اور اِتنا بڑا بدلہ لونگی کے تُم یاد رکھو گے" وہ غصے سے پگل ہو رہی تھی آج تک اتنی ذلت کا سامنا اس نے نہیں کیا تھا اور پولِس اسے پکڑ کر لے جا رہی تھی افرا ولید کی شکست کے ساتھ توہین ہوئی تھی

افرا کے جانے کے بَعد سارے لوگ معزرت کر کے اپنے اپنے کام میں مصروف ہو گئے جبکہ حمدان ابھی تک حیران کھڑا حسیب کو گھورے جا رہا تھا

"یار مانتا ہوں ہینڈ سم ہوں اِتنا بھی مت گھور" حسیب نے شوخی سے بالوں میں ہاتھ پھیرہ

"یہ سب کیسے کیا؟" حمدان ابھی بھی شاک میں تھا

"جب مجھے تم نے افرا کے متعلق بتایا تھا تو میں نے اس کے متعلق معلومات ڈھونڈی تھی اور جب جا کے پتہ چلا کے وہ امیر لوگوں کو پھنسہ کر پراپرٹی لوٹنے میں کافی ماہر ہے اور جس طرح تو نے اِس کو باہر نکالا تھا وہ اِس کا بدلہ 100 ٪ لینے آ گئی بس میں بھی تیار تھا" حسیب نے معمولی سے انداز میں ساری کہانی بتائ

"امیزنگ" حمدان مسکرایا

"بس آپکی صحبت کا اثر ہے" حسیب نے ایک آنکھ دبائ تو وہ مسکرا دیا اب افرا ولید کا قصہ ختم ہو چکا تھا ان کے مطابق

★★==========★★

وہ ہال میں بھیٹی تھی گرے رنگ کا غرارہ اور لمبی قمیض زیب تن کئے سفید بالوں پر دوپٹہ ٹکائ ہاتھ میں کنگن کرسی پر بھیٹی تھی انکی شخصیت بہت ہی پر کشش تھی آس پاس کچھ خاتون ان کے ارد گرد تھی پل پل لوگ آ رہے تھے اور سر جھکا کر مل رہے تھے ایسی ہی تھا ان کا رعب لیکن انکی نظر کافی دیر سے ایک لڑکی پر رکی تھی جو لال ٹخنو پر آتی فروک پہنے اچھی طرح دوپٹہ لیے سامنے ایک بزرگ عورت سے بڑے تہذیب اور پیار سے مل رہی تھی وہ بہت پیاری تھی اور آس پاس کھڑی لڑکیاں جو تیار ہوئ لاپرواسی زور زور سے ہنس رہی تھی ان سے بہت مختلف تھی

"یہ کَون ہے بہو" انہوں نے اپنی ضعیف آواز مگر مضبوط لہجے سے سنجیدگی سے پوچھا۔ برابَر میں بھیٹی خاتون نے چونک کر انکی نظر کا تاکب کیا تو سامنے اس لڑکی کو پایا جو کسی بُزُرگ عورت کے قدموں میں بھیٹی ان سے باتیں کر رہی تھی

"یہی کی ہو گی کوئی امی جان" سائمہ نے تہذیب سے جواب دیا

"ہماری ملاقات کروایں اسے" نظریں اب بھی اس لڑکی پر مرکوز تھی جو کسی بات پر مسکرا رہی تھی

"جی بہتر" سائمہ نے اثبات میں سر ہلایا

★★==========★★

"تجھے معلوم ہے فضل انکل کا رات کو میرے پاس فون آیا تھا" حسیب اِس وقت اس کے کیبن میں موجود اس کے سامنے براجمان تھا۔ حمدان کے لیپ ٹاپ پر کام کرتے ہاتھ رک گئے نگاہ اٹھا کر حسیب کو دیکھا جو سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا

"کیوں نہیں چلا جاتا پاکستان ترس رہی ہے تیری فیملی تجھے دیکھنے کے لیے پانچ سال سے یہاں ہے تو" حسیب نے ایک بار پھر اِس موزوں پر بات کی

"تو وجہ جانتا ہے" حمدان نے مصروف سے انداز سے کہا

"ریلی وہ پاکستان میں رہتی ہے اِس کا مطلب تو پاکستان نہیں جائے گا تجھے تو یہی بھی معلوم نہیں ہے کے وہ اب پاکستان میں رہتی بھی ہے یا نہیں زندا ہے یا نہی۔۔۔۔" حسیب کی بولتا منہ حمدان کی خوخار نظریں دیکھ کر رکا

"اگر اسکو کچھ ہو جاتا نا تو میرے تیرے سامنے زندہ نہیں بھیٹا ہوتا اگر اسکی سانسیں بند ہوتی تو میرا دِل دھڑکنا بند ہو جاتا" کتنا مان تھا اِس آواز میں کتنا بھروسا تھا۔ حسیب نے بمشکل اپنا تھوک نگلا

"میرا مطلب وہ نہیں تھا آئی ایم سوری" حسیب جانتا تھا یہ اسکا موزوں حمدان کے لیے کتنا نازک ہے

"تو سن کیا پتہ وہ پاکستان میں نا ہو یا اگر ہو بھی تو کہی دوسرے شہر کہی بھی ہو سکتی ہے۔۔۔ تو کیوں نہیں جا رہا پاکستان "

"حسیب مجھے ڈر ہے کے اگر وہ میرے سامنے آ گئی تو میرا اعشق میرے جزبات میرے بس میں نہیں ہونگے میں اسکو اپنا بنا لو نگا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے" اسکی زبان بس اتنا کہہ سکی لیکن اسکی آنکھیں بہت کچھ بیام کر رہی تھی ایک ڈر کی لہر اُس کے اندر آئی اور حسیب کے اندر بھی۔ تھوڑی دیر خاموشی کا راج ہو گیا

"اچھا خیر کچھ کھلا ہی دیں بھوک سے میرے پیٹ میں چوہے دوڑ رہیں ہیں" حسیب نے ماحول کا تناؤ کم کرنے کی کوشش کی

"بُھوکا انسان" حمدان نے انٹر کام اٹھاتے نفی میں سر ہلایا

★★===========★★

ایشال کچن میں کھڑی چائے بنا رہی تھی جب طلحہ داخل ہوا "میرے لیے بھی ایک کپ" اس نے مسکرا کر کہا

"ضرور" ایشال نے اس کے لیے بھی ایک کپ چائے چڑھائی

"اور کیسی ہو؟" طلحہ سلپ پر اپنی کمر ٹکاتے ہاتھ باندھے پوچھا

"ایک سوال تم بار بار کیوں کرتے ہو جیسے لندن میں رہتے ہو" ایشال نے مسکرا کر کہا۔ لندن میں رہنے والے نے میری خیریت پوچھی ہو گی؟ اچانک وہی سوال دِماغ میں گونجا "شاید" دِل نے جواب دیا

"بس ایسی" طلحہ نے کاندھے اچکائے۔ نظریں ایشال کے حِجاب میں بندھے نورانی چہرے پر تھی جو کسی گہری سوچ میں کھڑی تھی۔ شاید گہری سوچ میں وہی ہو گا۔ ایک درد بھری آواز طلحہ کے کانوں کے سماعت ٹکرائی

"ایشال چائے" چائے ابلنے لگی تھی طلحہ نے اونچی آواز میں کہا تو وہ اپنی سوچوں کے سمندر سے باہر آئی۔ سر جھٹک کر چائے نکال کر ایک کپ طلحہ کو پکڑایا اور ایک کپ خود تھاما۔ دونوں خاموشی سے چائے کے گھونٹ بھرنے لگے تھے۔ بات بھی کیا کرتے اگر اس کے سامنے وہ کھڑا ہوتا تو شکوے کرتی ضرور ایشال نے مسکرا کر سوچا

"کس کے لیے مسکرایا جا رہا ہے" طلحہ نے چائے کا گھونٹ بھرتے بظاہری شرارت سے کہا

"بس ایسی" ایشال نے طلحہ کی طرح کاندھے اچکا کر معصومیت سے کہا۔ طلحہ کے چہرے پر مسکراہٹ چمکی

"چائے اچھی بنِی ہے" طلحہ نے چائے کا کپ سلپ پر رکھتے نرمی سے کہا

"جانتی ہوں" ایشال نے مسکرا کر کہا اور باہر کی جانِب چل دی

"ہمیشہ کی طرح" پیچھے سے طلحہ کی آواز آئی. وہ اندازہ نا کر سکی چائے کا کہا یا معلومات کا۔۔۔وہ سر جھٹک کر چلی گئی۔ پیچھے طلحہ کی نظریں وہی پر اٹک گئی جہاں سے وہ گئی تھی

★★===========★★

زندگی میں ہر مشکل دیکھی تھی بچپن سے لے کر آج تک صرف اور صرف تکلیفوں کا سامنا کیا تھا ماں تھی تو اِتنا پیار ملا تھا باپ شُرُوع سے ہی نالہ رہتا تھا ایک بھائی تھا جو چھوٹے موٹے کام کر لیتا ہے ماں بھی بیچاری بیماری میں اللہ کو پیاری ہو ہی گئی جس عمر میں لڑکیوں کو خواب دیکھنے چاہئے اس عمر میں ہر صبح ایک نئی پریشانی کے ساتھ حاضِر ہوتی تھی ماں کے جانے کے بَعْد باپ نے دوسری عورت سے شادی کر لی جو باپ کے بَعْد رہی سہی قسر بھی دونوں بہن بھائیوں پر پوری کر دیتی تھی وہ بہت سمجھدار تھی سنجیدہ طبعیت کی مالک سمجھداری سے سوتیلی ماں کے ہر ظلم ستم ہر طعنے برداشت کر لیا کرتی تھی اب صرف ایک ہی انسان تھا جسے وہ پیار کرتی تھی اور وہ تھا اسکا چودھا سال کا بھائی جو اپنی عمر سے بڑھ کر بڑا ہو گیا تھا غریبی تو تھی ہی تھی لیکن بے سکونی بھی اتنی تھی۔ اپنے ڈربے جیسے کمرے میں پلنگ پر لیٹی وہ نیچے لیٹے سمی کو دیکھ رہی تھی جو سو رہا تھا کتنا کچھ سوچا تھا اس نے سمی کے متعلق خود تو دسوی کے بَعْد پڑھ نا سکی سمی کو ہی اعلی تعلیم دلوائے گی لیکن وہ جاہل نہ تھی کافی کچھ معلومات تھی اس کو جتنا وہ دین سے قریب تھی اتنا ہی دونیاوی تعلیمات کا شعور تھا ابّا سے چُپ چُپ کر گھر لا کر کیتابیں پڑھتی تھی۔ وہ انہی گہری سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی جب باہر سے ایک بار پھر آوازیں آنے لگی. وہ لڑنے کی آوازیں تھی اس کا باپ اور اسکی سوتیلی ماں جو اس کے مطابق سوتیلی ماں کہنے کی بھی لائق نہیں تھی آج بھی لڑ رہے تھے۔ اسکا باپ راتوں کو گھر میں نشے کی حالت میں گھستا اور رخشیدہ کا خرچا مانگتی وہ چلاتا سامنے سے وہ بھی چلاتے کھری کھری سناتی۔ وہ اسکی ماں کی طرح بالکل نہیں تھی

اسے آج بھی وہ دن یاد تھا جب دال میں نمک تیز ہونے کی وجہ سے اس کے باپ نے کمرے میں لے جا کر اسکی ماں کو اتنا مارا اتنا مارا تھا کے اسکی ماں کے سر سے خُون بہنے لگا تھا اور معصوم ڈری سہمی نو سال کی نمرہ روتے ہوئے اپنی ماں سے لپٹ جاتی تھی۔اس کے ہونٹ پر طنزیہ مسکرہٹ آئی۔عورت کو پاؤں کی جوتی سمجھنے والا اسکا باپ اپنی دوسری لے آئی عورت سے باتیں سن رہا تھا دن بع دن پیسے کی کمی ہوتی جارہی تھی اس کا باپ نشے میں تھوڑا سا کمایا ہوا بھی پیسہ اڑا دیتا اور رخشیدہ جو دوسرے مردوں کی ساتھ چکر چلا کر پیسے بٹورتی تھی وہ خود کھاتی نمرہ اور سمی اپنا بڑی مشکل سے خود گزارہ کر رہے تھے۔لیکن نمرہ نے اپنے رب کا شُکر ادا کبھی کرنا نہیں چھوڑا تھا

لڑائی کی آوازیں مسلسل آرہی تھی برتنیں پھینکنے کی آوازیں بھی۔نمرہ نے چادار سر تک اڑھ کر کروٹ لی اور سو گئی شاید اِس ماحول میں سونے کی وہ عادی ہوگئی تھی کیونکہ یہ اس کے لیے روز کا معامل تھا

★★==========★★

دیکھ کر دلکشی زمانے کی
آرزو ہے فریب کھانے کی
اے غمِ زندگی نہ ہو ناراض
مجھ کو عادت ہے مسکرانے کی
ظلمتوں سے نہ ڈر کہ رستے میں
روشنی ہے شراب خانے کی
آ ترے گیسوؤں کو پیار کروں
رات ہے مشعلیں جلانے کی
کس نے ساغر عدمؔ بلند کیا
تھم گئیں گردشیں زمانے کی

"شکر ہے تم لوگوں نے گھر کی حالت درست رکھا" اقراء بیگم گھر کا جائزہ لیتی ماہم اور علما سے بولی جو حریم سے ایسے چپکی تھی جیسے وہ دو سال بعْد آئی ہو۔اقرء بیگم اور حریم شادی میں ایک دن کے لیے گ ۓ اسلام آباد گئی تھیں

"کیا مطلب ہے مما آپکا؟" علما منہ بنا کر بولی

"سمجھدار کو اشارہ کافی ہے" آحد ایک آنکھ دبا کر شرارت سے بولا

"بھائی آپ تو چُپ ہی رہے اپنے ویسے بھی بہت تنگ کیا ہے" ماہم خفگی سے بولی

"ارے کیا تنگ کر دیا بچارے نے؟" حریم حیران ہو کر بولی

"ارے رات کو میں اور آپی کچن میں کھڑی میکرونی بنا رہی تھی پیچھے سے اتنی بری طرح ڈرایا کے اُف میری تو جان ہی نکل گئی تھی"

ماہم نے دِل پر ہاتھ رکھے رات کا واقعہ بتایا

"بھائی اپنے میری گڑیا کے ساتھ ایسا کیا" حریم مصنوعی ناراضگی سے بولی

"ارے آدھی رات کو عجیب حرکتیں کرتی ہے یہ دونوں "

"انکی آدھی رات نہیں انکی صبح ہو رہی ہوتی ہے اور رات تو انکی صبح چھ سات بجے شروع ہوتی ہے" اقراء بیگم نے ڈپٹتے کہا جس پر وہ دونوں بے شرم بن کر دانت دکھانے لگی

"اچھا خیر یہ سب چھوڑو بیٹا حریم آپ اندر جاؤ میں نے بھائی سے کچھ بات کرنی ہے" اقراء بیگم بولی تو آحد ماہم اور علما حیرانی سے حریم کی طرف دیکھنے لگے جو بات سمجھ کر بیگ اٹھا کر کمرے میں چلی گئی

"ہیں آج سے پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا" ماہم نے حیرانگی سے کہا

"جی بولئے امی کیا بات ہے؟" آحد کو معاملے کی سنجیدگی سمجھ آنے لگی

"تم تینوں میری بات غور سے سنو" اقراء بیگم ان تینوں سے مخاطب ہوئی جو الجھ کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے تھے

★★===========★★

وہ صحن کی جھاڑو لگا رہی تھی تبھی دروازہ زور زور سے بجنے لگا. اس نے پلنگ سے چادر اٹھائی اچھی طرح سر پر اوڑھی اور دروازہ کھولا لیکن سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ کر چونک گئی

"اریبہ تو؟" نمرہ نے حیرانگی سے اسکو اندر لیا

"ہاں میں ابھی رخشیدہ کو جاتے دیکھا جب ہی موقع پا کر آ گئی" اریبہ سر سے چادر اتارتی بولی

"آ جا پانی پی" نمرہ نے اسے ٹوٹے پوٹے پلنگ پر بھٹایا

"نہیں تو بس چادر اڑھ ہم چل رہے ہے "

"لیکن کہاں؟ "

"بازار "

"مگر کیوں؟ "

"میری دس دن بعد شادی ہو جانی ہے تو تھوڑا سا وقت اپنی اکلوتی سہیلی کے ساتھ نہیں بتا سکتی ویسے بھی کچھ خریداری کرنی ہے اماں نے اتنی مشکل سے پیسے دیئے ہیں" اریبہ خوشی سے بولی

"دیکھ تو چلی جا میں نہیں جا رہی" نمرہ نے منع کرنا چاہا

"دیکھ آج کوئی نا نہیں سننے والی ویسی بھی وہ پاگل عورت گھر پر نہیں ہے رات تک آئے گی جب تک چلتے ہیں نا" اریبہ نے ضد کی

"چل ٹھیک ہے لیکن ایک دو گھنٹے میں لوٹ جائے گے" نمرہ نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اریبہ نے خوشی سے اثبات میں سر ہلایا اور وہ دونوں چادریں اڑھ کر نکل گئی۔ اگر نمرہ کو معلوم ہوتا آج کیا ہونے والا ہے تو وہ کبھی نہیں جاتی

★★===========★★

"حریم کے لیے شادی کے درمیان رشتہ آیا ہے "

"کیا؟؟؟؟" علما ماہم ایک ساتھ چلائ

"اچھا لیکن اِس میں بڑی بات کیا ہے؟" آحد نے معمولی سے انداز میں پوچھا کیونکہ اِس کے تینوں بہنوں کے رشتے آتے رہتے تھے

"اِس بار میری رشتے میں دلچسپی ہے" اقراء بیگم تینوں کی حیرانگی والی شکل دیکھ کر بولی

"کیسا رشتہ ہے؟" آحد نے پوچھا

"بہت بڑا خاندان ہے بہت رئیس ہے لڑکا بہت پڑھا لکھا ہے اسلام آباد میں بہت بڑا بزنس ہے صرف اسلام آباد میں ہی نہیں لندن میں بھی کافی اچھے لوگ ہیں" اقراء بیگم نے تفصیل سے بتایا

"آپ کا کیا مطلب ہے میم شادی ہو کر اسلام آباد جائے گی نیور" علما ایک دم کھڑی ہو گئی

"علما پہلے پوری بات سن لو بھیٹو" آحد نے اسکو بھٹایا تو وہ منہ بنا کر واپس بھیٹ گئ

"ان کی دادی نے حریم کو شادی میں ہی پسند کیا ہے اور اپنے سب سے بڑے پوتے کا رشتہ مانگا ہے" ماہم پریشانی سے علما کی طرف دیکھتی جو آحد کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اقراء بیگم نے ساری تفصیلات بتائی جس کو سن کر صاف واضح تھا کے حریم کے لیے بہترین رشتہ آیا ہے

"جوائنٹ فیملی ہے دو بھائی اور ایک بہن ہے" اقراء بیگم نے ایک بار پھر بتایا

"بہت اچھے لوگ ہے بیٹا پورا خاندان ان کے آگے پیچھے تھا سب نے اپنی بیٹیوں کے لیے خود سے رشتے دیئے ہے مگر انہوں نے پتہ نہیں کب ہماری حریم کے پسند کر لیا" اقراء بیگم مزید بولی

"ٹھیک ہے آپکا فیصلہ کیا ہے؟" آحد نے اپنی ماں سے بنا دیر کیے پوچھا علما اور ماہم کا مزید منہ کھل گیا

"میری طرف سے تو ہاں ہے دیکھا بلا خاندان ہے "

"مما؟؟" علما چلائی

"کیا مما تم نہیں چاہتی تمہاری بہن کا گھر اچھی جگا بسے؟" اقراء بیگم خفگی سے بولی

"لیکن اتنی جلدی کیا ہے وہ بھی اتنی دور اور ہم نے تو لڑکا دیکھا بھی نہیں ہے" ماہم بولی

"تصویر میں دیکھ لو جہاں تک ملنے کی بات ہے تو وہ خود رشتہ لے کر آئیگی جب سب سے مل لینا" اقراء بیگم نے کہا

"ٹھیک ہے لیکن ملنے کے بعد میرا اور ماہی کا فیصلہ ہو گا" علما اپنی جگا سے کھڑی ہوتی بولی

"منظور ہے" آحد نے مسکرا کر کہا۔ اقرہ بیگم نفی میں سر ہلا کر آحد کو رشتہ کے حوالے سے بتانے لگی تھیں

★★==========★★

"اوئے حزیرہ کان لگا کر کیوں کھڑی ہو؟" حزیرہ کو ہمیدا بیگم کے کمرے کے باہر کھڑا دیکھ کر میثال نے حیرت سے پوچھا

"یار اندر بڑوں کی ایک میٹنگ چل رہی ہے" حزیرہ نے دھیرے سے کہا

"وہ تو ہمیں بھی معلوم ہے" میثال نے بھی اسکی نقل اُتار کر دھیمے سے کہا

"ڈفر ابھی اندر اریب بھائی کو بھی بلایا ہے" حزیرہ نے اس کی سر پر چپٹ لگاتے کہا

"تو؟" میثال نے نا سمجھی سے اسے دیکھا

"تم گدھی کی گدھی رہنا" حزیرا کو اسکی عقل پر افسوس ہوا

"یار بتاؤں نا؟ "

"افو بے وقوف ہمیشہ بڑوں کی میٹنگ ہوتی ہے مگر اِس بار اریب بھائی کو بھی اندر بلایا ہے مطلب کوئی سنگین معاملا ہے "

"کیا معاملا ہو سکتا ہے؟" میثال سوچنے لگی

"شاید اریب بھائی سے ہی ریلیٹڈ ہو "

"ہاں دیکھو کیا ہوتا ہے چلو سب کو خبر دیتے ہے "

میثال حزیرہ کا بازو پکڑے گھسیٹتی ہوئی لے گئی

★★==========★★

وہ معمول کے مطابق یونیورسٹی کی کینٹین میں بھیٹی چپس کے ساتھ انصاف کر رہی تھی گھڑی گھڑی موبائیل کی اسکرین پر وقت دیکھتی اور بیزاری سے واپس ایک چپس منہ میں ڈال دیتی وہ اس وقت سمرہ اور ہبا کا انتظار کر رہی تھی جو لیٹ تھی

"ہیلو"اچانک کوئی بے تکلفی سے اس کے سامنے والی کرسی پر آکر بیٹھ گیا پہلے تو اس کو حیرانی ہوئی مگر بعد میں غصہ بھی آیا

"یہ میری اور میری دوستوں کی جگا ہے "

"تو آج سے میں بھی آپ کا دوست"وہ لڑکا بے تکلفی سے بولا

"دیکھیئے"وہ انگلی اٹھا کر تنبیہ کرنے لگی

"پلیز آپ دیکھیئے یہاں کوئی کرسی خالی نہیں اور مجھ جیسے معصوم کا بھوک سے مارے برا حال ہو رہا ہے ویسے آپ کو کھاتا دیکھ کر مجھے اندازہ ہو رہا ہے کے آپ کھانے کی شوق رکھتی ہے تو اپنے اس شوق کے خاطر مجھے سکون سے بیٹھ کر کھانے دیجیئے"اس کے اِس انداز سے علما ہنسنے لگی

"گڑ ون "

"ویسے آپ اتنا پیارا ہنستی ہے یا آج کوئی خاص دن ہے ؟ "

"اہم میرے لیے روز ایک خاص دن ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہئے آخر ہر ایک دن اِیک نیا آغاز ہوتا ہے"اس نے خود سے سوال اور خود سے جواب دیا

"واقعی آپ خود خاص ہے"سامنے بھیٹے شخص نے اسے اپر سے نیچے تک غور سے دیکھا

"جی ؟"علما کو عجیب لگا

"کک۔۔۔کچھ نہیں آپ کولڈرینکس لینگی ؟ "

"جی نو تھینکس "

"ارے یہ کیا بات ہوئی آپ کو لینا تو پڑے گا "

"لیکن۔۔۔۔"علما کچھ کہتی وہ اٹھ کر کولڈرینک لینے چلا بھی گیا جبکہ وہ اس کی پشت دیکھتی رہ گئی

"یہ لیجیے"کچھ دیر بعد اس نے کولڈرینکس سامنے رکھی

"ویسے آپ میرا نام نہیں پوچھینگے؟"

"علما عزیز آپکا نام کون نہیں جانتا یونی کی سب سے پاپولر گرل جو ہے "

"ریلی؟"علما اپنی تعریف پر مسکرائی۔ایسی تعریفیں وہ روز بٹورتی تھی

"اور آپ کا نام؟ "

"سارم منور" سارم منور نے ہاتھ آگے بڑھایا جسے علما نے خوش دلی سے تھام لیا۔ میسیج کی ٹون کو سن کر علما نے موبائل پر ہبا کا میسیج پڑھا تو مسکرا دی

"میں چلتی ہوں میری دوستیں آگئی ہے اور سی یو سون" وہ اٹھ کر کہتی چلی گئی

"ویری سون" سارم منور مسکرایا تھا

★★==========★★

کمرے میں سارے بڑے موجود تھے اریب ایمان اور زین کمرے میں داخل ہوئے اور ایک ساتھ سب کو سلام کیا سب نے ایک آواز میں جواب دیا

"اپنے بلایا سب خیریت" اریب نے سامنے بیڈ پر بیٹھتے پوچھا سب کے چہروں پر سنجیدگی چھائی تھی

"بیٹا تمہاری دادی جان نے اب تمہاری شادی کے بارے میں سوچ لیا ہے" شلوار قمیض میں ملبوس پُر عظیم شخصیت کے مالک علی حیدر صاحب ہمیشہ کی طرح مسکراتے ہوئے بولے۔ وہ شوخ طبیعت کے ملک تھے جبکہ ان کے بر عکس ہمیدہ بیگم سنجیدہ طبیعت کی ملک تھیں

"اریب بھائی کی شادی" ایمان جوش میں زین کی طرف دیکھتی بولی

"تم دونوں بھائی بہن ہو اسیلیے تمہارا اِس فیصلے میں ہونا ضروری ہے" حفصہ نے کہا

"بیٹا تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟" جاوید علی حیدر نے اپنے بھتیجے سے پوچھا

"چاچو جان میں۔۔۔۔" اریب کو سمجھ نا آیا یہ سب اچانک تھا

"بیٹا جو دِل میں کہو آپ اِس گھر کے سب سے بڑے بیٹے ہو اور ہم چاہتے ہے کے آپ کے لیے پیاری سی بہو لے آئیں" سائمہ میٹھے لہجے سے بولی

"چچی یہ سب اتنا جلدی۔۔۔" اریب نے ہچکچاتے ہوئے سب کی طرف دیکھا

"آپ بتاؤں بیٹا آپ شادی کے لیے تیار ہو؟" عاصم علی حیدر نے سنجیدگی سے پوچھا

"جی جیسی آپ لوگ کی مرضی" اریب بڑوں کے سامنے منع کر ہی نہیں سکتا تھا اِس گھر کے سارے بچے بڑوں کی عزت اور فیصلوں کا مان رکھتے تھے ایسی ہی تربِیت کی گئی تھی

"ماشاءاللہ یہ تو بہت اچھی بات ہے" اسمہ نے مسکراتے ہوئے سب کی طرف دیکھ کر کہا

"ہم نے تمہاری لیے لڑکی کا انتخاب کر لیا ہے" پہلی بار گفتگو میں سامنے علی حیدر کے برابر بھیٹی غرارہ اور لمبی قمیض زیب تن کیے دوپٹہ سر پر لیے اجرک شانوں پر لپیٹی ہمیدہ بیگم بولی

"جی؟" اریب نے چونک کر کر زین کی طرف دیکھا جو سر جھکائے اپنی ہنسی روکنے کی کوشش کر رہا تھا

"اریب کل امی جان اور ابو جان حفسہ اور تمہاری چاچو کے ساتھ شادی میں شرکت کرنے گئے تھے "

فضل علی حیدر جو کب سے خاموش تھے اب بولے

"جی" اریب نے سر اثبات میں ہلایا

"وہاں امی جان نے ایک پیاری سی لڑکی کا انتخاب کیا ہے اس گھر کے سب سے بارے پوتے کے لیے "

فضل علی حیدر نے اپنی بات مکمل کی

"جی بہتر" اریب نے ایمان کی طرف دیکھا جو خوشی سے چیخنے کے قریب تھی

"یہ اسکی تصاویر ہے" حفسہ نے تصویر ایمان کو پکڑای جس نے فوراً تھام لی

"واؤ امی جان یہ بہت پیاری ہے" ایمان زور سے چِلائی سب کے چہروں پر مسکراہٹ آگئی سوائے اریب کے جو سر جھکائے جوتوں کو دیکھ رہا تھا

"لاؤں میں بھی تو دیکھوں اپنی ہونے والی بھابھی کو" زین اتنی دیر چُپ بیٹھ ہی نہیں سکتا تھا اس نے ایمان کے ہاتھ سے تصویر چھینی جس پر ایمان نے منہ ہی منہ میں اس کو سنایا

"واہ اریب بھائی آپکی تو لاٹری لگ گئ" زین نے جھک کر اریب کے کان میں سرگوشی کی تو وہ گھور کر رہ گیا

"میرا مطلب بہت ہی پیاری ہے میری ہونے والی بھابی" زین نے اس کی گھوری اور سب بڑوں کی طرف دیکھ کر بات سنبھالی۔ اریب نے تصویر کو نہیں دیکھا تھا

"اگلے اتوار ہی نے سائمہ اسمہ اور گھر کی بچیاں رشتہ لے کر جاینگے" حفسہ نے زین کے ہاتھ سے تصویر لیتے کہا

"نام کیا ہے" ایمان نے جوش سے پوچھا

"رہتی کہاں ہے؟" زین نے بھی پوچھا

"کراچی میں" سائمہ نے مسکراتے ہوئے کہا

"اور نام؟" ایمان نے پوچھا

"حریم عزیز" ہمیدا بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب مسکرا دیے لیکن اریب خاموش تھا اس کے سر پر مانو بمب پھوٹا تھا

★★==========★★

"اسلام علیکم حریم باجی" ہبانے گھر میں داخل ہوتے ہوئے سب سے پہلے حریم سے سلام کیا

"وعلیکم اسلام" حریم نے مسکرا کر جواب دیا

"اسلام علیکم حریم" سمرہ حریم کے گلے لگی

"وعلیکم اسلام کیسی ہو گھر میں سب کیسے ہے؟ "

"الحمدللہ سب ٹھیک ہے آنٹی کہاں ہے؟" ہبا اور سمرہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوتی بولی

"وہ ماہم کے ساتھ باہر گئی ہے"

"آگئی تم دونوں" علما دونوں کے گلے لگتی بولی

"جی آگئے" ہبا اور سمرہ صوفے پر بیٹھی

"تم لوگ بھیٹو میں آتی ہوں" حریم نے کچن کا رخ کر لیا

"چلو سیلفیی لیتے ہیں ورنہ حالت بری ہو جائے گی" علما نے موبائیل نکالتے کہا۔ تو وہ تینوں تصویریں لینے لگی

"سمرہ پوز" علما نے سمرہ کی طرف کیمرہ کیا تو وہ بال اپر کر کے پوز بنانے لگی

"علما میری بلیک جیکٹ دیکھی ہے؟" اچانک کوئی کمرے میں داخل ہوا۔ سمرہ تیزی سے پلٹی اور آحد کو دیکھ کر دوپٹہ جو صوفے پر پڑا تھا تیزی سے اُڑھا

"ہاں بھائی وہ غلطی سے میں نے دوسرے والے کبٹ میں رکھ دی تھی" علما معمولی انداز سے بولی۔ سمرہ اور آحد ایک دوسرے کو دیکھ کر جھینپ گئے تھے

"اسلام علیکم آحد بھائی" ہبا نے سلام کیا

"وعلیکم اسلام" آحد نے مسکرا کر سلام کیا اور واپس چلا گیا۔ علما اور ہبا جے قہقہگائے جبکہ سمرہ شرم سے پانی پانی ہو رہی تھی

"تم لوگ گروپ اسٹڈی کر رہی ہو یا پارٹی؟" حریم ہاتھ میں جوس کی ٹرے لیتی داخل ہوئی

"بس مکس" ہبا نے ہنس کا کہا

"کھانا کھا کر جاؤ نگی تم دونوں" حریم نے کہا تو علما نے سر اثبات میں ہلایا

"ایک شرت پر اگر آپ نے خود اپنے ہاتھ سے کورمہ بنایا تو" سمرہ بولی تو علما اور ہبا کے منہ میں پانی آگیا حریم کے ہاتھ میں ذائقہ تھا ہر کوئی اس کے ہاتھ کے بنائے ہوئے کھانے کا دیوانہ تھا

"ڈن" حریم نے تالی بجا کر کہا پھر تینوں خوش ہو گئی

"چلو اب پڑھائی کر لو پھر مووی دیکھے گے تب تک ماہی بھی آ جائیگی" حریم نے مسکرا کر کہا تو تینوں نے جوش سے سر اثبات میں ہلایا۔ حریم کمرے سے نکل گئی

"چلو پہلے بھوکیوں جوس پی لو" عُلما نے اپنا گلاس ہاتھ میں اٹھا کر بیگ سے کتابیں نکالی تھیں

★★==========★★

"کدھر جا رہی ہو؟" ماہم غصے سے کلاس کی جانب بڑھنے لگی تو اسکی دوستوں نے پریشانی سے پوچھا

"یار اٹس اوکے اس نے بس ایسی کہا ہے مجھے لڑکے اکثر ایسی چیپ باتیں کہہ دیتے ہیں" اس کی دوست نے بات ہوا میں اڑا ہی

"اسے کیسے کہہ دی کالج کا ہیرو بنا پھر رہا ہے اگر میں نے منہ توڑ نا دیا نا تو میں بھی ماہم عزیز نہیں" ماہم غصے سے آستینیں موڑنے لگی۔ اس کی دوستوں نے گھبرا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا

"ماہی چھوڑو نا پچھلی بار ہی ایک لڑکے سے تیری لڑائی ہو گئی تھی پرنسپل نے کتنی بری طرح ڈانٹا تھا" اسکی ایک دوست نے ڈر کر کہا

"ہاں بھئی رہنے دو تمہیں تو بچپن سے ہی لڑکوں کو مارنے کا شوق ہے" اس کی دوست نے گھبرا کر کہا

"تم لوگ تو ڈرتی رہو میں نے بھی اس چھچھڑ گنجو کی چٹنی نا بنا دی نا تو فائینل تک سکون نہیں ملے گا" ماہم ارادے کرتی غصے سے بولی

"یا اللہ ماہم تیرے شوہر کا اللہ ہی ملک ہے" ساری دوستوں کا قہقہ ایک ساتھ ابلا لیکن ماہم کی کھا جانے والی نظریں دیکھ سب خاموش ہو گئی

"چلو کلاس لیتے ہیں" سب ایک ساتھ کھڑی ہو کر کلاس کی جانب بڑھ گئی جبکہ دبی دبی مسکراہٹ سب کے چہروں پر تھی سوائے ماہم کے جس کا چہرہ بری طرح پھولا ہوا تھا

★★==========★★

نمرہ اور اریبہ بس سے اتر کر بس اسٹینڈ پر دوسری بس کا انتظار کر رہی تھی کیونکہ ان کو بس تبدیل کر کے بازار پہنچنا تھا دونوں نے چادر اُڑھی تھی لیکن نمرہ نے ساتھ ہمیشہ کی طرح اپنا منہ بھی چھپایا ہوا تھا۔ اریبہ وقفے وقفے سے کچھ نا کچھ باتیں کر رہی تھی لیکن وہ خاموش رہنے میں اتفاق کر رہی تھی نمرہ آنکھیں چھوٹی کر کے سڑک پر تیزی سے چلتی گاڑیوں کو دیکھ رہی تھی اور آس پاس اپنے اپنے کاموں میں مصروف لوگوں کو تبھی اسکی نظر سامنے سڑک پار کرتی ضعیف بُڑھیا پر پڑی جو لاٹھی کے سہارے کانپتی ادھر اُدھر دیکھ کر سڑک پار کرنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن سڑک پر چلنے والی گاڑیاں تیزی سے نکلے جا رہی تھی اور ان کو آگے بڑھنے کا موقع فراہم نہیں کر رہی تھی۔ نمرہ کو اچانک ڈر لگا وہ ان کو سڑک پار کروانے کے غرض سے اریبہ کو ایک منٹ کا کہہ کر روڈ پار کرتی

جلدی سے دوسری طرف گئی اور اُس بڑھیا کے پاس جانے ہی والی تھی کے ایک لڑکا بھاگتے ہوئے انکی طرف آیا نمرہ چونک کر سائڈ پر ہوگئی۔ نمرہ نے پہلی بار کسی لڑکے کو غور سے دیکھا ہوگا۔ مہنگے مہنگے کپڑے اور جوتیں پہنے نیلی رنگ کی قمیض پر کالے رنگ کی جگا سے چھٹی چھٹی فیشن کے مطابق پینٹ پہنا چھوٹے نفاست سے بال سیٹ وہ کافی خوش شکل تھا۔ نا جانے نمرہ اسکی طرف دیکھنے میں اتنی محو ہوگئی کے اسکو اندازہ ہی نہیں کے اس کے چہرے سے چادار ہٹ چکی ہے

"آیئے میں آپکو روڈ کراس کروادوں" اُس لڑکے نے ان کا بازو پکڑ کر آگے چلایا ایک نظر نمرہ پر ڈالنا وہ نا بھولا وہ لڑکا چند ثانیے نمرہ کو دیکھتا رہا وہ خوبصورت تھی۔ بھوری بھوری آنکھوں میں وہ اٹک سا گیا تھا اور نمرہ اسکی سیاہ آنکھوں میں وہ دونوں ایک دوسرے کو اِس شور میں یک ٹک دیکھ رہے تھے۔ اچانک بس کے ہورن کی آواز سے نمرہ اور وہ لڑکا چونکا اور واپس دُنیا میں آئے۔ وہ لڑکا نمرہ کو نظر انداز کرتا اُس بُڑھیا کو سڑک پار کروا کر ایسے منظر سے غائب ہوا جیسے تھا ہی نہیں۔ نمرہ ہوش کی دُنیا میں آئی اور اپنے چہرے کو چھپاتے فوراً اریبہ کی طرف بڑھی جو غصے سے اسے دیکھ رہی تھی

"کہا تھی تم جانتی ہو بس چھوٹ گئی ہماری"

"میری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی گھر چلو" نمرہ کھوئے ہوئے خیالات میں بولی۔ اریبہ نے چونک کر اُس کے چہرے کا جائزہ لیا جو چادار سے ڈھکا تھا

"سب ٹھیک ہے؟" اریبہ نے پریشانی سے پوچھا

"ہاں سب ٹھیک ہے گھر چلیں؟" نمرہ نے التجائی نظروں سے اسے دیکھا تو وہ سر اثبات میں ہلاتی رکشہ روک کر اُس میں بیٹھ گئیں۔ لیکن پورا راستہ نمرہ کے خیالات میں وہ لڑکا تھا وہ کیسے ایک نا محرم میں کھو گئی تھی شاید اللہ نے جب ہی نا محرم کو دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اب کون جانے وہ اُس کے حِصار سے نکال پائے گی یا نہیں آگے نمرہ کے لیے کافی کچھ تھا

★★==========★★

وہ رات کروٹے بدَل رہی تھی ایک ہفتہ گزر چکا تھا اس واقع کو۔ لیکن اس لڑکے کے خیال سے باہر انے کا وہ نام نہیں لے رہی تھی اتنی کوشش کر رہی تھی وہ اسکو بھلانے کی مگر وہ بار بار اسکی آنکھوں کے سامنے آجاتا۔ نمرہ کے چہرے پر مسکراہٹ آنے لگی تھی اور وہ خود اپنی حرکت پر شرمندہ ہو رہی تھی وہ اسکو جانتی تک نہیں تھی بلکہ نام تک نہیں جانتی تھی اور وہ اس لڑکے کے حصار میں قید ہوتی جا رہی تھی وہ بھی خوشی خوشی ایک چاہ ہو رہی اسے دوبارہ ملاقات کی اسے جاننے کی۔۔۔ ہاں اسے وہ پسند آیا تھا بہت پسند آیا تھا لیکن لیکن وہ اسے کیوں پسند آرہا تھا؟ جس طرح اس نے اس بوڑھی کی مدد کری ایسے یا اس کی شخصیت میں ہی کچھ ایسا تھا کیا وہ خوبصورت لڑکی اس لڑکے کی خوبصورتی سے اٹریکٹ ہوئی تھی یا اس کے نیک عمل سے وہ پہچان نہیں پا رہی تھی۔ لیکن مسکراہٹ

چہرے پر تھی۔رخشیدہ کی روز روز کی چیخم پکار سے بھی اسے کوئی فرق نہیں پڑھ رہا تھا وہ ہر وقت سڑک پر ملنے والے انجان شخص کے خیالات اپنے دِل میں چھپا کر رکھتی تھی۔وہ خوش رہنے لگی تھی وہ کافی خوش رہنے لگی تھی

"تو کیا کروں چوری کروں یا ڈاکا ڈالوں؟" اچانک باہر سے اس کے انعام کی چیخنے کی آواز آئی۔ضرور آج بھی رخشیدہ سے دیر رات لڑائی ہو رہی تھی

"تو کھانا کہاں سے کھائے ہاں رات بھر کہاں مرا ہوتا ہے تو نشے کی عادت چھوڑ دے میں بول رہی ہوں" رخشیدہ بھی ٹکر کی زُبان چلا رہی تھی

"دیکھ اپنی بکواس بن کر ورنہ ماروں گا تجھے" اس کے ابا کی آواز اور بلند ہو گئی تھی۔نمرہ نے آنکھیں میچ لی

"ہاتھ اٹھا کے دکھا مار اس دن کے لیے شادی کی تھی تو نے ہاں وہ تو مر گئی منحوس اور اپر سے اپنے دونوں بچے میرے سر پر چھوڑ گئی" رخشیدہ بلاوجہ باپ کی طرح نمرہ اور سی پر آ گئی تھی۔نمرہ سے اپنی ماں کے متعلق برداشت نہیں ہو رہا تھا لیکن وہ چاہ کر بھی باہر جا کر کچھ کہہ نہیں سکتی تھی ورنہ ابا اس کو مارتا۔اسے یاد ہے ایک مرتبہ اپنی ماں کا دفاع کرنے کے چکر میں اس کے ظالم اور بے حس باپ نے اسکا ہاتھ جلا دیا تھا وہ پوری رات روئی تھی

"جا یہاں سے نِکل میرا دماغ ناخراب کر" وہ چیختے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا پیچھے کھڑی رخشیدہ زور زور سے چلانے لگی

"لائے میں مر گئی اللہ غارت کر تجھے کتے کی موت مرے تیرے بچے سڑک پر آ جائے" رخشیدہ نے اپنی بد دعاؤں کی گھڑی کھول لی تھی۔نمرہ نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے وہ ضبط کرنا جانتی تھی ہاں وہ جانتی تھی ضبط کرنا

★★==========★★

"ماشاءاللہ کتنے اچھا خاندان ہیں نا؟" اقراء بیگم نے آحد سے پوچھا جو ماہم کے ساتھ ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھا۔آج حریم کو سسرال والے دیکھ کر چلے گئے تھے

"جی یہ تو ہیں کافی اچھے لوگ ہیں" آحد نے اپنی رائے دی

"دادی بڑی ہٹلر تھی" علا مزے سے بولی جو نیچے بیٹھ کر حریم سے بالوں میں تیل کی مالش کروا رہی تھی

"تم چُپ کرو تمھیں تو میں بتاؤں دونوں کانا پھوسی کر رہی تھی ان بچیوں نے بھی یہ بات نوٹ کی تھی دیکھا تھا آحد کتنی پیاری بچیاں تھی تہذیب سے سر جھکائے بھیٹی تھی اور ایک میری یہ دونوں ہیں" اقراء بیگم نے اپنا غصہ نکالا

"یار مما حد ہی ہو گئی" ماہم منہ بنا کر بولی

"مہیں ماہم ان کو تو شروع سے ہی دوسروں کے بچّے پسند آتے ہیں اپنے بچوں کی تو قدر ہی نہیں ہے" علما خشک آنسو پوچھتے دہائی دیتی بولی

"چُپ کرو ڈرامے باز" حریم نے اسکا سر زور سے ہلایا

""ارے بھئی آرام سے بس اتنی تیز کرے سکون مل جائے" علما نے ٹوکا تو وہ ہنس دی

"پھر آحد کِیا جواب ہیں؟" اقراء بیگم سنجیدہ ہوئی

"یہ کِیا بات ہوئی جواب تو میرا اور آپی کا ہونہ ہے" ماہم نے پھر سے ناک گھسائی

"ہاں تو کیا جواب ہے تم دونوں کا؟" آحد نے پوچھا

"باقی سب تو سہی تھی خاص کر حفصہ سائمہ اور اسمہ آنٹی لڑکیاں بھی سہی تھی باقی کا پتا نہیں اور ہاں خاص ہٹلر دادی تھوڑی۔۔۔۔"

علما کہتے کہتے ٹہری اور ماہم کی طرف دیکھا جو اسکی بات سے سو فیصد اتفاق کر رہی تھی

"اور بھئی مجھے تو سب سے ضروری اریب بھائی سے ملنا ہے اگر وہ پسند آئے تو ٹھیک ہے" علما اور ماہم نے اپنا فیصلا سنایا

"ویسے اریب سے تو مجھے بھی ملنا ہے" آحد نے بھی اتفاق کِیا۔ حریم خاموشی سے علما کو تیل لگا رہی تھی

"پھر ٹھیک ہیں میں ان سے اریب کا کہونگی" اقراء بیگم بولی

"ہاں ورنہ شادی کی رات جب میم کا گھونگھٹ اُٹھے تو کوئی عجیب سا دکھنے والا شخص سامنے ہو" علما ہنستے ہوئے مزاق میں بولی

"اب گھونگٹ کا ٹرینڈ نہیں ہے" ماہم بولی

"تم سے کسی نے پوچھا؟" علما نے مسکراہٹ دبائے کہا

"بھائی؟" ماہم مصنوعی غصے سے آحد کی طرف دیکھتے چیخی

"ایما تنگ مت کرو" آحد نے اسکا ساتھ دیا

"ٹھیک ہے بھئی آپ دونوں ٹیم اور ہم دونوں ٹیم کیوں میم؟" علما نے تالی کے لیے حریم کی طرف جوش سے ہاتھ بڑھایا

"یس چلو ہو گیا" حریم نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر تیل کی بوتل لیے کھڑی ہو گئی

★★==========★★

لاؤنج میں سارے لوگ جمع تھے ہمیدا اور علی حیدر ایک طرف بھیٹے خاموشی سے ہمیدا بیگم کو سن رہے تھے

"کیسی لگی آپکو حریم امی جان؟" حفصہ نے پوچھا

"ہم پیاری ہے بچی" ہمیدا بیگم نے کہا

"ارے واہ مطلب ہماری بیگم کو کوئی پسند آیا مطلب بہت ہی پیاری بچی ہو گی" علی حیدر صاحب مسکرا کر بولے

"تو پھر کیا ارادہ ہیں؟" فضل علی حیدر نے پوچھا

"ابھی لڑکی والوں کی طرف سے فون آیا ہے وہ اریب نے ملنے چاہ رہے تھے" حفصہ نے بتایا

"اچھی بات ہے بھابھی لڑکی والے ملنا چاہیے آپ اریب کو کچھ لڑکیوں کے ساتھ بھیج دے کراچی" جاوید علی حیدر نے مسکرا کر کہا

"ہمم یہی کروں گی امی جان آپ آج رات ہی اریب نے اِس متعلق بات کرے گا" حفصہ حمیدا بیگم سے مخاطب ہوئی

"ہاں بہتر" وہ دھیمے بولی پھر حفصہ سائمہ اور اسمہ علی حیدر صاحب اور اپنے اپنے شوہر کو ان کی معلومات دینے لگی جس سے وہ بھی ان کی طرح متاثر ہوئے تھے

★★==========★★

وہ آج بھی اس کے انتظار میں کھڑا تھا بظاہر تو وہ اپنے دوستوں سے باتوں میں مصروف تھا لیکن واقفے واقفے سے نگاہ اسکو تلاش کرنے میں دوڑ رہی تھی

"اوئے کہاں کھویا ہوا ہے؟" حسن نے اسکا کندھا جھنجوڑا

"مجھے پتہ ہے آج کل موصوف علما عزیز کے پیچھے ہیں" حفیظ شوخی سے بولا

"ابے وہ یونیورسٹی کی پاپولر گرل وہ تو تجھ جیسے کو منہ بھی نہیں لگاتی" ظفر کی بات سن کر سارم نے اسے کڑی نظروں سے گھورا

"تو ہمارا جوان کسی کو منہ لگاتا ہے کیا یونیورسٹی کی آدھی سے زیادہ لڑکیاں مرتی ہے لیکن ہمارے جوان کو تو پکنک پر علما عزیز جو آنکھ بابا گئی کیوں؟" فراز نے شوخی سے اس کے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا۔ سارم جواب میں کچھ کہتا سامنے سے علما اپنی دو دوستوں کے ساتھ ہنستی ہوئی آتے دکھی وہ فوراً سیدھا ہو گیا

"اوہ مائے گاڈ یار مجھے اتنی ہنسی آ رہی ہے کیا نامونا پن کیا تھا ہم نے" علما کسی بات پر سمرہ اور ہبا سے ہاتھ پر ہاتھ مار تیقہقہ لگاتی آگے بڑھ رہی تھیں

"اسلام علیکم" وہ تینوں پرجوش باتوں میں مصروف تھیں تبھی سامنے سے سارم نے آکر تہذیب سے سلام کیا

"ارے آپ وعلیکم آسلام" علما نے خوش دلی سے جواب دیا۔ وہی ہبا حیران ہوئی لیکن سمرہ کا منہ بن گیا

"آج لیٹ نہیں ہو گئی آپ؟" سارم ان تینوں کے ساتھ چلتے چلتے بات کرنے لگا جبکہ سامنے کھڑے اس کے دوست حیرانگی سے سارہ منظر دیکھ رہے تھے۔ ان کو معلوم نہیں تھا کے سارم کی ملاقات علما سے پہلے بھی ہو چکی ہے

"ہاں ایک سین۔۔۔ایک منٹ آپ میرا انتظار کر رہے تھے" علما اپنی ہنسی پر قابو کرتی ان تینوں کے ساتھ مزا یہ واقع بتاتی لیکن اس کے سوال پر چونک کر سوال کیا

"اگر سامنے والی شخصیت آپ ہوں تو انتظار تو بنتا ہے" سارم نے کافی شوخی سے دِل پر ہاتھ رکھ کر لائن ماری جس پر علما نے مسکرنے پر اتفاق کیا ہبا کا مزید منہ کُھل گیا اور سمرہ کو غصہ چڑھا

"خیر۔۔۔اور سنائے" سارم نے سمرہ کی آگ بگولہ شکل کو نظر انداز کرتے پوچھا جو اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھی

"میں ٹھیک اللہ کا کرم ہے آپ سنائے" علما نے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے خوش دلی سے جواب دیا

"بس آپکو دیکھ لیا سکون آگیا" سارم نے ایک بار پھر سمرہ کے بقول گھسی پیٹی لائن ماری تھی۔سامنے کھڑے اس کے دوست سارم کو دیکھ محفوظ ہوئے تھے۔بے شک وہ لڑکیوں کو پٹانے کا ہنر جانتا تھا لیکن سامنے بھی علما عزیز تھی

"آخر لڑکوں کو کیوں لگنے لگتا ہے اپنی بے تکلفی سے سامنے کھڑی لڑکی کو اپنے حصار میں لے لینگے ہر لڑکی ایک جیسی نہیں ہوتی" سمرہ نے درمیان میں آکر تنز کا تیر چَلایا جو نشانے پر لگا تھا کیونکہ سارم کے چہرے کے زاویے بگڑے تھے

"سمرہ؟" علما نے چونک کر اسے گھورا

"میں تو صرف جرنل بات کر رہی تھی" وہ معصومیت سے مسکرای

"خیر میں چلتا ہوں کیری آن پھر ملاقات ہوگی" سارم نے علما کے آگے ہاتھ بڑھایا علما تھامنے ہی والی تھی کے ہبا نے تھام لیا

"کی بلکل" ہبا کی حرکت سے جہاں علما اور سمرہ حیران ہوئی تھی وہی سارم محفوظ ہوا تھا وہ جانتا تھا یونیورسٹی کی ساری لڑکیاں جو اس پر مرتی تھی اس میں ہبا کا بھی شمار تھا۔وہ ہبا کی حرکت نظر انداز کر کے چلا گیا علما ہبا اور سمرہ بھی آگے بڑھ گئ

★★==========★★

"یہ کیا حرکت تھی علما؟" گرائونڈ میں آکر سمرہ نے زور سے بیگ رکھا اور علما پر تقریباً چلائی

"آرام سے" ہبا نے آنکھیں دکھائی اور علما کے برابر میں بیٹھ گئی

"کیا حرکت کر دی میں نے "

"تم نہیں جانتی سارم منور کیسا ہے؟" سمرہ کا غصہ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا

"ہاں ہینڈ سم اور سب کا کرش" ہبا نے ایک ٹھنڈی آہ بھری

"تم چُپ کرو اور علما تمہیں پتا ہے اتنا امیر باپ کا بگڑا ہے اور جن لڑکوں کے ساتھ رہتا ہے وہ بھی اسی کی طرح ہے ہر دوسری لڑکی سے تو وہ فلرٹ کرتے پایا جاتا ہے" سمرہ کو وہ شروع سے پسند نہیں تھا

"تو اِس میں لڑکیوں کا فالٹ ہے" ہبا نے چپس کا پیکٹ کھولتے علما کی طرف بڑھایا جس پر علما نے بے تکلفی سے کھایا

"تم دونوں میری بات سریسلی لے بھی رہی ہو ہر وقت کھاتی رہتی ہو" سمرہ چیخی

"اُف سمرہ مجھے سمجھ نہیں آرہا تم بلاوجہ غصہ کیوں کر رہی ہو میری بس ہیلو ہائے ہے اور باقی لڑکوں سے بھی ہے بس دیٹس اٹ" علما نے بیزاری سے سمجھایا

"لیکن وہ اچھا لڑکا نہیں ہے پتا نہیں کس نظر سے تمہیں دیکھتا ہو" سمرہ سے بھی اسے سمجھایا

"آئے ہائے کاش اس نظر سے ہمیں بھی کوئی دیکھے" ہبا نے علما کے کندھے پر گرتے ٹھنڈی آہ بھری۔ علما نے بھی ساتھ قہقہ لگائے جبکہ سمرہ غصے سے کتابیں اٹھائے پیر پٹخ کر واپس چلی گئی تھی

★★==========★★

اریب کے ساتھ شفاء فریحہ اور عریشہ کراچی آئی تھی کیونکہ ان کی ضد کے مطابق پچھلی بار حزیرہ ایشال میثال اور ایمان نے اپنی ہونے والی بقول ان کے بھابھی کو دیکھ لیا تھا۔ اریب کے کراچی آنے کے ایک اور مقصد تھا جو میٹنگ تھی اس نے کراچی میں ہی رکھوائی تھی ابھی وہ میٹنگ فارغ کر کے واپس اریشہ فریحہ اور شفاء کو لے کر ریسٹورنٹ پہنچ گیا تھا جہاں پر حریم سے ملنا تھا۔ وہ چاروں اِس وقت ارد گرد نظر دوڑا رہے تھے انہیں کراچی تو پسند آیا تھا لیکن اپنا شہر اپنا شہر ہوتا ہے اسیلیے اسلام آباد کی بھی بات ان کے لیے الگ تھی

"اسلام علیکم" اچانک انکی ٹیبل پر ایک نوجوان لڑکا آیا

"آحد" آحد نے اپنا نام بتا کر ہاتھ آگے بڑایا جسے اریب میں خوش دلی سے تھام لیا سب کھڑے ہو گئے لڑکیوں نے بھی سلام کِیا

"اسلام علیکم" آحد کے پیچھے پیچھے دو لڑکیاں آئی جو شاید آحد کی ہی بہن تھی فریحہ نے اندازا لگایا

"علما" علما نے شفاء کے آگے ہاتھ بڑایا نیلی ٹی شرٹ اور جینس میں مبلوس دوپٹہ مفلر کی طرح گردن میں لپیٹے اونچی پونی بنائے وہ بلاشبہ ہیزل آیز والی لڑکی بہت خوبصورت تھی

"شفاء" شفاء نے خوش دلی سے ہاتھ ملایا

"ماہم" ماہم نے بھی شفاء کے آگے ہاتھ بڑایا علما اب فریحہ اور شفاء سے مل رہی تھی

"اسلام علیکم" ایک اور لڑکی چل کر ٹیبل کی طرف آئی اور بغیر کسی شک کے سب نے اسکو حریم ہی پہنچانا۔ شلوار قمیض پہنے دوپٹہ سر پر اڑھے وہ بہت ہی سادہ اور پیاری تھی اریب کی نظر اس پر سے ہٹنے کا نام نہیں لے رہی تھی

"حریم" حریم نے تھوڑا جھجک کر شفاء سے کہا جو اسے مسکرا کر دیکھ رہی تھی خیر پہلی نظر میں حریم ان کو پسند ضرور آئی تھی

Urdu Novels Ghar

"آئے بھیٹے" اریب نے ہوش میں آنے کے بعد بھیٹنے کو کہا سب بیٹھ گئے

"آپ لوگ ہمارے مہمان ہیں آپ لوگ آرڈر کیجیے" آحد نے مسکرا کر کہا معلما اور ماہم نے سامنے بھیٹی تین لڑکیوں کو غور سے دیکھا شلوار قمیض میں ملبوس اچھی طرح شال لپیٹی شفاء اور اریشہ کے سر پر دوپٹہ تھا جبکہ فریحہ نے پونی بنائی ہوئی تھی وہ ساری پیاری ضرور تھیں۔ آحد کی بات پر اریب مسکرایا اور اپنے برابر بھیٹی لڑکیوں کو آرڈر کرنے کا کہا تو انہوں نے بس کولڈ رنک سے اتفاق کیا

"ایسے کیسے آپ لوگ بریانی کھائے کراچی آئے اور ہماری بریانی نا کھائے ناممکن سی بات ہو گئ" ماہم مزے سے بولی سب مسکرا دیئے پھر آحد نے آرڈر لکھوایا اور بات کو آغاز کیا آحد اریب سے کچھ سوال جواب کر رہا جس کا اریب خوش دلی سے جواب دے رہا لیکن وقفے وقفے سے نظر آحد کے برابر بھیٹی معصوم سی حریم پر جا رہی جو علما ماہم کے ساتھ فریحہ اریشہ اور شفاء سے باتوں میں مصروف تھی اریب نے نوٹ کیا وہ علما اور ماہم کے برعکس کم بولتی ہے اور مسکرانے پر زیادہ اتفاق کرتی ہے

"آپ کی مگنی ہوئی ہیں نا" علما نے شفاء سے پوچھا

"جی میرے بھائی عماد بھائی سے ہوئی ہے" شفاء کی جگا فریحہ نے جواب دیا

"شاید اب اریب بھائی آپ کو اور میم کو اکیلے بات کر لینی چاہیے" ماہم معمولی سے انداز میں بولی تو حریم کے ساتھ ساتھ فریحہ اریشہ شفاء اور اریب بھی چونکے

"جی؟" اریشہ نے نا سمجھی سے دیکھا

"ماہم کے کہنے کا مطلب ہے ہم لوگ پُرانے زمانے کے خیالات رکھتے نہیں ہے اور شادی سے پہلے بات چیت درمیان میں بہت ضروری ہیں" آحد نے بات سنبھالتے کہا

"جائے آپ لوگ تھوڑا گھوم کر آئے تب تک ہم کھانا کھاتے ہیں" علما نے ویٹر کو کھانا سرف کرتے دیکھتے مسکرا کر کہا۔ حریم نے نفی میں سر ہلا کر علما کو دیکھا جو صفائی سے نظر انداز کر رہی تھی حریم کو ویسے ہی اتنی شرم اور جھجک ہو رہی تھی۔ اریب نے ہاتھ کے اشارے سے حریم کو آگے جانے دیا تو وہ سر جھکا کر آگے بڑھ گئی جب کے پیچھے اریب چل رہا تھا

★★==========★★

"کیا کرتی ہیں آپ؟" اریب نے بات کی شروعات کی

"میری اسٹڈی کمپلیٹ ہو چکی ہیں میں بس ٹیچنگ کرتی ہوں" حریم نے بنا سر اٹھائے کہا

"میرے متعلق کچھ نہیں پوچھینگی؟" اریب نے اس کے جھکے سر کو دیکھتے کہا۔ حریم اور گھبرا گئی اسے ویسے ہی سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا بات کریں وہ گھبرا کر انگلیاں مڑورنے لگی

"چلیں میں خود بتا دیتا ہوں میں ابو جان کے ساتھ بزنس سنبھلتا ہوں چھوٹی بہن سے بہت محبت کرتا ہوں چھوٹے بھائی کی شرارتوں پر پردہ ڈالتا ہوں اور اپنے دوست جیسے بھائی کو بہت مس کرتا ہوں" اریب نے مزے سے کہا حریم نے اپنی مسکراہٹ دبائی

"میں اگر آپ کے انداز سے بتاؤں تو میں اپنی امی اور بہن بھائی سے بہت پیار کرتی ہوں اور یہی میری دُنیا ہیں" اریب نے حریم کی آنکھوں میں اپنے اپنوں کی محبت پڑھ کر مسکریا۔ تھوڑی دیر خاموشی دونوں کے درمیان حایل ہو گئی

"کیا میں آپکو پسند آیا؟" اریب نے دفعتاً سوال کیا

" جی؟" حریم نے چونک کر سر اُٹھایا

"جی؟" اریب نے سوالیہ نظروں سے دیکھا

"لگتا ہے آپ کافی خاموش طعبیت اور شائے ہیں" اریب نے مسکرا کر کہا

"میں آپ کو پسند آیا یا نہیں وہ مجھے نہیں پتا لیکن آج میں اس پل کا شکر گزر ہوں جب میں نے آپ کی تصویر نہیں دیکھی تھی"

اریب ٹہرا حریم نے نا سمجھی سے دیکھا

"اگر میں آپ کی تصویر دیکھ لیتا تو یہ پہلی بار میں آپ کو دیکھنے کا خوبصورت منظر میری آنکھوں میں قید نا ہوتا" اریب نے مسکرا کر کہا۔ حریم نے شرم سے اپنی پلکے جھکالی اور سر پر اپنا دوپٹہ سہی کرنے لگی۔ اریب نے صرف ظاہری نہیں بلکہ اسکی آنکھوں میں ایک حیاد یکھی تھی جو ہر لڑکی کی آنکھوں میں ضروری ہوتی ہے آخر حیا ہی تو انسان کا اصل گہنا ہوتا ہے۔ اریب کو ہمیشہ سے وہی لڑکی اپنے شریک حیات کی روپ میں چاہیں تھی جو اپنی آنکھوں میں حیا اور دوسروں کے لیے عزت لے کر گھومتی ہو اور بھی بہت ساری خوبیاں تھی حریم میں جو اریب کے دِل کو چھو گئی تھی وہ بلاشبہ پہلی ملاقات میں اریب کے دل میں اتر گئی تھی

★★==========★★

اریب شفاء عریشہ اور فریحہ اسی رات کو پہلی فلائٹ لے کر اسلام آباد آ چکی تھے ابھی وہ ساری نوجوان نسل کے ساتھ جمع تھے

"بھائی آئی کانٹ ویٹ بتائے آپ کو کیسی لگی؟" سعد نے بے تابی سے پوچھا

"ہاں بھائی کیسی لگی آپکو میری ہونے والی بھابھی؟" ایمان نے بھی جوش سے پوچھا

"یار لڑکیوں تم لوگ ہی کچھ بتا دو میں نے تو ایک بار بھی دیکھا ان کو" زین بہت اکتایا ہوا تھا اس کے بھائی کی شادی اور وہی نہیں ملا

"جھوٹے دیکھ تو لیا تھا" میشال بولی

"تصویر میں دیکھا تھا ملا تو نہیں نا اور ناہی ان کی بہنوں میرا مطلب ان کے گھر والوں سے" سب کے گھورنے پر وہ بہنوں کے آگے بڑھا

Urdu Novels Ghar

"ہاں یار ایمان تم ہی بتادو کیسی ہیں ہونے والی بھابھی؟" صبحان بھی باقی سارے لڑکوں کی طرح جوش میں تھا

"بہت بہت بہت بہت پیاری" ایمان نے پیاری پر زور دیا

"کیوں اریب بھائی؟" حزیرہ نے اریب کو چھیڑنا چاہا

"ایسی کوئی بات نہیں ہے" اریب حزیرہ کی نظروں سے گھبرایا

"مطلب حریم باجی پیاری نہیں ہے؟" اریشہ حیران ہوئی

"میرا مطلب وہ نہی۔۔۔" اریب اور گھبرا گیا

"ارے جائے جائے سب مطلب طحہ جانتے ہو کیسے ایسے گھور گھور کر دیکھ رہے تھے" فریحہ نے ہمیشہ کی طرح طحہ کو مخاطب کیا جس پر سب نے اپنی مسکراہٹ دبائی اور ہمیشہ کی طرح طحہ نے فریحہ سے دس فیٹ دور رہنے کی وجہ سے نظر انداز کیا۔ فریحہ کا منہ ہی بن گیا

"اچھا بہنیں کیسی تھیں؟" زین نے بات دوسری طرف جاتے دیکھ فوراً کہا

"اوئے شرم کر" اریب نے گھورا

"میرا مطلب بھائی میرے پیارے بھائی کیسے تھے" وہ صاف صاف پلٹا

"اچھے تھے بہت سب ہی اچھے تھے کافی پیاری فیملی تھی ہنسمک سی" شفاء نے مسکرا کر کہا

"چلو بھئی شفاء کو پسند آگئی ڈن ہے" عماد نے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا شفاء جھینپ گئی جبکہ سب ہنس دیے

"خیر۔۔۔اب تو جواب کا انتظار رہے گا" ایشال نے پہلی بار کہا

"جی اور اچھا ہی ہو گا" ایمان ایشال کے گلے لگتی لاڈ سے بولی

" انشاءاللہ" ایشال نے پیار سے اسکا ماتھا چوم کر کہا سب مسکرا دیئے

★★==========★★

گئے موسم میں جو کھلتے تھے گلابوں کی طرح

دل پہ اتریں گے وہی خواب عذابوں کی طرح.....

سامنے صرف روشنی نظر آرہی تھی اور وہ اندھیرے میں کھڑی تھی پسینے سے چہرہ بھیگ چکا تھا آنکھیں گری ہوئی تھی قدم لڑکھڑا رہے تھے چھبن ہو رہی تھی چلنے کی ہمت نا رہی تکلیف ہی تکلیف تھی پیر میں چھالیں پڑ چکے تھے وہ کسی بھی طرح اس روشنی کے پاس جانا چھارہی تھی لڑکھڑا کر وہ آہستہ آہستہ قدم بڑھارہی تھی اِس گھپ اندھیرے میں صرف گھٹن ہو رہی تھی اور سامنے روشنی کو دیکھ کر اس روشنی کی طرف جانے کی چاہ ہو رہی تھی آخر کسے اندھیرے میں رہنے کا شوق ہے سسکیاں منہ سے نکل رہی تھی مگر وہ ہمت

نہیں ہار رہی تھی لیکن نا جانے کیوں روشنی پیچھے ہوتی جا رہی تھی اس کا ایک قدم روشنی کو اندھیرے میں منتقل کر رہا تھا اس کے دِل کسی نے زور سے جکڑ لیا گھٹن کی وجہ سے سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی چکر بھی آ رہے تھے خوف کا سایہ ارد گرد منڈلا رہا تھا روشنی کم ہوتی جا رہی تھی وہ اب تیز تیز قدم پھولی سانسیں لے کر بڑھ رہی تھی روشنی پیچھے ہوئے جا رہی تھی وہ اب رَو رہی تھی وہ اب بھاگنے لگی تھی وہ چیخ رہی تھی چلا رہی تھی مگر روشنی ختم ہوتی جا رہی تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے مکمل اندھیرا ہو گیا اسکی بچی کچی سانسیں بند ہو گئی دِل کی دھڑکن نے دھڑکنا چھوڑ دیا نہیں۔۔۔۔۔ نہیں اسکی آواز حلق سے کانٹوں کی طرح نکل رہی تھی اس کے جسم میں چبھن ہو رہی تھی دِل بھاری ہو رہا تھا نہیں۔۔۔۔۔ نہیں

"نہیں" وہ چیختی ہوئی نیند سے جاگی۔ کمرے میں اندھیرا تھا اس نے مطلب۔۔۔ مطلب خواب دیکھا تھا وہ ایک برے خواب کے زیرِ اثر تھی

"کیا ہوا ایما" برابر سے کسی کی اچانک آواز آئی

"اماں" اسکی سانس بحال نہیں ہوئی تھی اس نے ارد گرد دیکھا رات کا پہر تھا اچانک کسی نے کمرے کی روشنی جلائی

"ایما کیا ہوا؟" کوئی اس کے گال تھپتھپا رہا تھا

"میم آپی کو کیا ہوا ہے" پیچھے کھڑی پریشان ماہم رونے والی ہو گئی تھی

"کچھ نہیں پانی لاؤں" حریم کے کہنے پر ماہم جھٹ سے پانی لائی

"ایما میری جان پانی پیو" حریم نے اسے پانی پلایا

"میم" وہ روتے ہوئے خوف و ہراساں اس کے گلے لگ گئی

"کچھ نہیں ہوتا برا خواب تھا کلمہ پڑھو" حریم نے دلاسہ دیا

"ماہی آپ سو جاؤ علما آپ میری گود میں لیٹ جاؤ" حریم نے اپنی گود میں علما کو لٹا کر اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرنے لگی اور علما بھی جلد نیند کی آغوش میں واپس چلی گئی

"میم آپی کو اکثر ایسا کیوں ہوتا ہے؟" ماہم علما پر کچھ پڑھ کر پھونکنے لگی

"میں نے بتایا تھا نا ماہی ایما خواب میں ڈر جاتی ہے" حریم نے بس اتنا کہا۔ ماہم بھی واپس سو گئی اور ایک بار پھر حریم ماضی میں چلی گئی آخر اس ایک واقع کی وجہ سے علما کے اندر کا ڈر ختم نہیں ہوا تھا اتنی کوشش کے بعد بھی اسے خواب آنا نہیں ختم ہوئے تھے حریم نے ایک لمبی سانس کھینچی۔ آخر وہ کسی قصوار ٹھرائے کیونکہ اس نے تو ایک پہلو دیکھا تھا

★★==========★★

لندن کی صبح کا سورج کچھ نئی زندگی کی رخ کی جانے والے موڑ کے ساتھ طلوع ہوا تھا ایک عجیب سا سکون تھا اس صبح میں جیسے طوفان سے پہلے کا سکون ہوتا ہے۔ صبح کے چھ بج چکے تھے اور وہ معامل کے مطابق بنا دیر کیے لندن کی قریبی مسجد نماز ادا کرنے نکل گیا تھا۔ نماز ادا کرنے کے بعد وہ جوگنگ پر جانے کے لیے ٹریک سوٹ پہنے کمرے میں گھسا تھا لیکن ایک احساس ہوا پرفیوم کی مہک آئی جو ہرگز اس کی نہیں تھی اس نے چونک کر نظر اٹھا کر بیڈ کی جانب دیکھا تو کوئی کمبل منہ تک تانے بے خبر سو رہا تھا اس کے ماتھے پر شکن نموودار ہوئی ابھی جب وہ نماز کے لیے اٹھا تھا تب وہ اکیلے تھا اب کون ہیں ملازم بھی نیچے اپنے کام میں مصروف تھے۔ وہ دبے دبے قدم چلتا بیڈ کے قریب آیا اور ایک جھٹکے سے کمبل ہٹایا اور لیٹے وجود کو دیکھا حیرانگی کا جھٹکا لگنا جایز تھا

★★==========★★

"زین؟" حمدان نے آنکھیں پھاڑ کر سوئے ہوئے بے خبر اپنے چھوٹے لاڈلے بھائی کو دیکھا۔ آنکھیں ترس گئی تھی ان تین سال سے اس کی اکثر فون بات ہو جایا کرتی تھی جدید دور کی آسائش کے باوجود وہ ہمیشہ فیس تو فیس بات نہیں کرتا تھا ایک ڈر تھا دِل میں کہی اپنوں کے دیکھ کر اسکا ارادہ نا بدَل جائے دل نا پگھل جائے اور آج پورے تین سال بعد اپنے چھوٹے بھائی کو دیکھا جو آج بھی ویسا ہی تھا جیسا تین سال پہلے تھا

"کک۔۔کون ہے چور۔۔۔۔۔چور اللہ" زین ہڑبڑا کر اٹھا اور بند آنکھوں سے حمدان کی طرف گھبرا کر دیکھا۔ حمدان کے چہرے پر مسکان آ گئی۔۔۔وہ آج بھی ویسی ہی مست تھا

"بھائی کہی میں خواب تو نہیں دیکھ رہا ہیں؟ سویا تو میں پاکستان میں تھا اٹھ لندن میں گیا ہوا؟" زین نے آنکھیں رگڑ کر دیکھا جبکہ حمدان سنجیدگی سے ہاتھ باندھے اسکو بغور دیکھ رہا تھا

"یار اس عمر میں لڑکیوں کے حسین خواب آنے چاہئیے اور مجھے خوبصورت لڑکوں کے آ رہے ہیں استغفار" اس کی نوٹنکی پھر سے شروع ہو چکی تھی حمدان نے اپنی مسکراہٹ دابای

"حمدان؟" کسی نے اس کو پیچھے سے آواز لگائی وہ چونک کر پلٹا حیرانگی نے آنکھوں پھر اپنی جگا بنالی تھی۔ اس کے سامنے اس کا بڑا بھائی اور پیچھے حسیب کھڑا تھا

"اریب بھائی؟" حمدان نے بے یقینی سے دیکھا

"میرے بھائی کیسا ہے؟" اریب جوش سے اس کے گلے لگا چند ثانیہ وہ گلے لگے رہے ایو مشنل ماحول چھانے لگا

"آپ دونوں تو بچھڑی ہوئی محبوبہ کی طرح مل رہے ہے مجھ ہینڈسم کو بھی پوچھ لو یار؟" زین نے ماحول کا تناؤ کم کرتے شوخی ماری

"کیسا ہے؟" حمدان اسے گلے ملتے بولا تینوں بھائی کو ایسے ملتے ہوئے دیکھ کر حسیب نا بولے ایسا ہو ہی نہیں سکتا تھا

"یار مجھے یہ برومینس دیکھ کر رونا آجائیگا" حسیب آنکھوں میں آنسو صاف کرتا اداکاری سے بولا تینوں کے قہقہ ایک ساتھ لگے

"کیسا لگا سپرائز" زین یک دم چیخا

"بہترین" حمدان نے داد دی

"یار خدا کے واسطے بھائی تھوڑی مہمان نوازی کرے بھوک پیاس سے برا حال ہو رہا ہے" وہ معصومیت سے بولا

"چلو آؤ ناشتہ کرتے ہے" حمدان مسکراتے ہوئے تینوں کو ساتھ کمرے سے نکل گیا

★★==========★★

وہ چاروں اس وقت حمدان کے وسیع ڈائنگ روم میں بھیٹے چائے کی چسکیاں بھر رہے تھے تبھی اریب حمدان سے مخاطب ہوا جو زین اور حسیب کی کسی موزوں پر بحث دیکھ کر مسکرا رہا تھا

"حمدان ہمارے یہاں آنے کا مقصد کچھ اور بھی ہے" اریب نے چائے کا کپ ٹیبل پر رکھتے ہوئے نرمی سے بات کا آغاز کیا

"کیا؟" حمدان نے معمولی انداز سے پوچھا۔زین اور حسیب بھی ان دونوں کی طرف متوجہ ہو گئے تھے

"ایک خبر ہے" اریب شاید اپنے آپ کو تیار کر رہا تھا۔زین اریب کی جھجک دیکھ کر فوراً حمدان سے مخاطب ہوا

"اریب بھائی کی شادی کی خبر" زین نے سنجیدگی سے اطلاع دی حمدان نے چونک کر اریب کو دیکھا کہی طرح کے چہرے پر تاثرات آئے اور گئے۔حیرنگی۔۔۔شرمندگی۔۔۔افسوس۔۔۔خوشی سب کے ملے جلے تاثرات نمایاں تھے

"سب کچھ بہت جلدی میں ہوا" اریب حمدان کے چہرے کا بغور جائزہ لیتے مدہم لہجے میں گویا ہوا

"ہمم میں سمجھ رہا ہوں" اس کو اس وقت بہت شرمندگی ہو رہی تھی وہ اتنا دور ہو گیا تھا اپنے بہن بھائیوں سے۔حسیب کو حمدان کی کیفیت محسوس ہوئی

"بس ایک ہفتہ بھی نہیں لگا اتنی جلدی سب ہوا ہے" زین نے وضاحت دی

"نام کیا ہے؟" چہرے پر سجائی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا گیا

"حریم" اریب نے مسکرا کر کہا ساتھ میں حمدان کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آگئ

"اہوووووو" زین اور حسیب نے ایک ساتھ شوخی سے نعرہ لگایا اریب فوراً جھینپ گیا

"خیر ابھی تک میں ملا نہیں ہوں لیکن ہو نسٹلی بھائی شی اِز ویری پریٹی اور میں آپ کو سب بتاتا ہوں" زین کی گاڑی شروع ہو چکی تھی اور اسکی گاڑی سب کچھ بتانے پر ہی ختم ہوئی

"ویل ابھی تک اریب بھائی نے ان کی بہنوں کا نام نہیں بتایا" اس نے نہایت افسوس کا اظہار کیا

"شرم کر" اریب نے اپنے پیچھے سے تکیہ اٹھا کر اس پر مارا جو سیدھا نشانے پر گیا

"تو پھر حمدان علی حیدر اپنے بھائی کی شادی میں آئے گا تو نا؟" اریب نے لہجے میں اجنبی پن کا شمار خاص طور پر کیا تھا جس کا حمدان کو اچھی طرح اندازہ ہوا۔ پھر سے سنجیدگی ماحول میں چاہ گئی۔ تین سال سے حمدان نے دوری رکھی تھی چاہے کچھ بھی ہو جائے پاکستان کی شکل نہیں دیکھے گا لیکن ابھی سب بے صبری سے اس کے جواب کے منتظر تھے

خاموشی

خاموشی

خاموشی

"ایسا ہو سکتا ہے حمدان علی حیدر کے بھائی کی شادی ہو اور حمدان علی حیدر شرکت نا کرے؟" ارادہ مضبوط تھا لیکن لہجہ کمزور چہرے پر مسکراہٹ تھی لیکن انکھوں میں اداسی درد تکلیف۔ سب حیرانگی سے حمدان کا منہ تکنے لگے آج تک جو نہیں ہو پایا وہ پل بھر میں ہو گیا تھا

"حمدا۔۔۔" حسیب نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے لیکن حمدان کے نفی میں سر ہلانے سے حیرانگی سے واپس بند کر دیا

"اوئے ہوئے آئی کانٹ بیلیواٹ" زین کے چلانے پر سب اپنی کیفیت سے باہر آئے

"سریسلی" اریب حیرانگی اور خوشی سے بڑبڑایا

"تو پھر کل ہی نکلتے ہیں کیوں حسیب بھائی؟"

زین کی خوشی ٹھکانے پر نہیں تھی

"آف کورس" حسیب صرف اتنا ہی بولا وہ ابھی تک شاک کے آلم تھا اور حمدان صرف خاموش کسی گہری سوچ میں ڈوبتہ جا رہا تھا

ڈوب تا جا رہا تھا۔۔۔ ڈوبتا جا رہا تھا۔۔۔ ڈوبتا جا رہا تھا

★★==========★★

مہتاب ہاؤس میں اس وقت خوشیاں ہی خوشیاں تھی ہر کوئی تیاری میں مگن تھا علما اور ماہم نے حریم کی خوشی میں ہاں کی تھیں بلاشبہ اریب پرفیکٹ میچ تھا۔ اچھا خاصا گھر سجا گیا تھا اقراء بیگم اور احد کی خوشی دن با دن بڑھتی جا رہی تھی علما ماہم اور حریم کی دوستیں روز چکر لگا رہی تھی ایک شادی والا ماحول ابھی سے قائم ہو چکا تھا

"مما کس بات کی ہاں؟" ماہم اقراء بیگم اور احد کے پاس آئی جو کوئی بات کر رہے تھے

"بیٹا تمھارے ابو نے تمھارے لیے کچھ سیٹ تیار کروائے تھے بس وہی بینک سے نکوا کر وہ کیا کہتے ہے تم لوگوں کے آج کے زمانے کی طرح والے سٹایل میں تبدیل کروانا ہے" اقراء بیگم مے بتایا۔ حریم اور آحد بابا کے زکر پر افسردہ ہو گ ئے تھے۔ چند ثانیے خاموشی ہو گئی لیکن ماہم کے چلانے پر خاموشی ٹوٹی اور ساتھ ہی احد حریم اور اقراء بیگم دونوں ہی چونک گئے تھے

"کیا ہوا کہاں ہے؟" ماہم کی چیخنے کی آواز سے علما اور حریم بھاگتے ہوئے آئے علما نے ہاتھ میں ڈنڈی پکڑی تھی اور ڈر کر دیواروں پر کچھ ڈھوڈنے لگی

"کیا؟" ماہم نے کنفیوزن سے پوچھا

"چھپکلی؟" علما ڈنڈا آگے کر بولی

"نہیں تو" ماہم نے نفی میں سر ہلایا

"تو چلا کیوں رہی تھی ماہی؟" حریم نے نا سمجھی سے دیکھا

"اوہ ہاں میم میری نا سینڈل ٹوٹ گئی ہے بارات میں پہنے والی" ماہم افسوس سے بولی وہی اقراء بیگم نے سر پر ہاتھ مارا جبکہ آحد ہنس دیا

"واٹ؟" علما نے منہ کھول کر حیرانگی سے پوچھا

"ہاں" ماہم روتی صورت سے بولی تو علما بھی شور مچاتے ہوئے اچھل پڑی

"بڑی سینڈل پر اچھل رہی تھی اچھا ہوا جلانے کا بڑا شوق ہیں نا"

"بھائی" ماہم نے آحد کی طرف روتی صورت بناتی دیکھا تو آحد نے علما کو گھورا

"ان کی بری نظر لگی ہو گی"

"شٹ" علما نے کچھ یاد آنے پر سر پر ہاتھ مارا

"کیا ہوا؟" سب ایک زبان میں بولے

"شاپنگ کے لیے لیٹ ہو رہے ہے سمرہ اور ہبا ویٹ کر رہی ہو نگی چلو میم ماہی وہی سے چپل خرید لینا" علما جلدی سے باہر بھاگی اس کے پیچھے پیچھے ماہم بھی

"چلیں امی ہم آتے ہے" حریم مسکراتی ہوئی سر جھٹک کر چادر اڑھتے بولی

"جاؤ اللہ کی حفظ و امن میں "

"خدا حافظ" حریم کہہ کر نکل گئی

Urdu Novels Ghar

"یہ ان لوگوں کا کوئی پچاسوی بار چکر ہو گا اور ہر بار ان کی شاپنگ ختم نہیں ہوتی تھی" اقرہ بیگم خفگی سے بولی جبکہ آحد بہنوں کی طرف داری کرنے کیلیۓ آج بھی حاضر تھا

★★==========★★

"امی جان امی امی؟" اریشہ بھاگتے ہوئے اسمہ کے کمرے میں آئی

"کیا ہوا لڑکی گھوڑے پر کیوں سوار ہو؟" اسمہ خفگی سے بولی وہ اس وقت ایشال کے ساتھ بیڈ پر پھیلاۓ شادی کے سامان پر کچھ کام کر رہی تھی

"حمدان بھائی آرہے ہیں" اریشا تقریباً چیخی تھی

"کیا؟" اسمہ خوشی سے اپنی جگاسے اٹھی اور ایشال کو لگا اسے سننے میں غلط فہمی ہوئی ہے اسکی دل کی دھڑکن تیز تیز چلنے لگی

"جی جلدی چلیں" اریشہ ماں کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے گئی جبکہ ایشال کچھ دیر تک سن بھیٹی رہی پھر اپنی دھڑکن پر قابو کرتی باہر کی طرف بھاگی لیکن اندر آتی ایمان سے ٹکرا گئی

"اوہ آرام سے بھائی آرہے ہیں چوٹ لگالے گی تو کیسے چلے گا؟" ایمان دانت دکھاتی بولی ایشال نے نظریں جھکالی اور ایمان کو سائیڈ کرتی اپنی دھڑکنوں پر قابو پاتی کمرے کی طرف بھاگی جبکہ ایمان پیچھے ہنستی رہ گئی۔ حمدان کے لیے ایشال کے احسسات بچپن سے ایک کزن سے بڑھ کر تھے اور یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں تھی

★★==========★★

"کیا ہوا حنین کہاں کدھر کھوۓ ہو؟" سامنے بھیٹی لڑکی نے حنین کے سامنے چٹکی بجا کر اپنی طرف متوجہ کیا۔ حنین نے چونک کر سامنے بھیٹی لڑکی کو دیکھا جو چہرے پر مسکرہٹ لیے وائن کا گلاس پکڑے اسے دیکھ رہی تھی

"ہوں کچھ نہیں" حنین نے ٹالنا چاہا

"اوہ پلیز شیئر ود میں ڈارلنگ؟" ندا نے ادا سے اسکا ہاتھ دبا کر کہا

"آج ایک لڑکی کو دیکھا" حنین کھوئی ہوئی سوچ میں بولا

"تو کونسا بڑی بات ہے" ندا نے ناک سے مکھی اڑھائی

"وہ بہت الگ تھی چادار میں لپٹی اسکی بھوری آنکھوں میں کچھ تھا میں پزل سا ہو گیا تھا" حنین ڈوبی ہوئی سوچ سے بولا۔ ندا نے حیرانگی سے اسے دیکھا

"اُف حنین کیا ہو گیا ہے تم کب سریس ہوئے ایسی ویسی لڑکیوں کو لے کر پلیز فور گیٹ اٹ" ندا اپنی جگا سے اٹھ کر اس کے پاس آکر بیٹھ گئی اور اس کے قریب آنے لگی

"ندا آج نہیں" حنین دور ہوا پتا نہیں اسے کیا ہوا تھا وہ خود کنفیوزڈ تھا

"اُف حنین ایک کام کرو یہ وائن پیو ڈارلنگ" ندا نے وائن کا گلاس اس کو بڑھایا۔اس نے ایک نظر ندا کے میک اپ سے بھرے چہرے کو دیکھا پھر وائن کے گلاس کو اور سر جھٹک کر ایک ہی سانس میں پی لیا

"اب کیسا فیل ہو رہا ہے" ندا اس کی شرٹ کے بٹن پر ہاتھ پھرتی بولی

"گڈ" حنین مسکرایا اور ندا کے بالوں میں ہاتھ ڈال دیے وہ بھول چکا تھا آج کا واقع لیکن اسے معلوم نہیں تھا کے اب سے اس کی زندگی میں کیا کچھ ہونے والا ہے

★★==========★★

چند دن سے علما یونیورسٹی نہیں آئی تھی اور اس کی اصل وجہ آدھے سے زیادہ لوگوں کو معلوم تھی لیکن صرف ایک ہی شخص کو معلوم نہیں تھی اور وہ تھا سارم منور جو ہونیورسٹی کی شکل دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتا وہ صرف علما کے لیے یونیورسٹی روز آرہا تھا۔اسے لگا آج بھی مایوسی ہاتھ آئے گی لیکن اس کے برعکس ہوا علما یونیورسٹی آج آئی تھی۔تھوڑی دیر اس کو سب کے ساتھ باتیں کرتا دیکھ وہ رک گیا لیکن موقع ملتے ہی وہ فوراً اسکی طرف گیا

"ہائے" وہ بے تکلفی سے علما کی سامنے والی کرسی پر بھیٹا

"اوہ ہیلو" علما جو سر جھکائے کاپیس پر نشان بنا رہی تھی چونک کر سر اٹھایا

"اتنے دنوں سے کہاں ہے آپ؟" سارم فوراً اصل مدعے پر آیا

"بس دراصل بڑی بہن کے رشتے کی بات چل رہی تھی اس میں مصروف تھی" علما نے مسکرا کر جواب دیا

"اچھا کیا ہوا پھر؟" اس نے دلچپسی سے پوچھا

"الحمدللہ رشتہ طے ہو گیا ہے اب بس جلد ہی شادی ہے" علما کے لہجہ خوشی سے لبریز تھا مگر دکھ کا سایا بھی چہرے پر تھا

"اوہ مبارک ہو" سارم نے ہاتھ آگے بڑھایا جس کو علما نے تھام لیا لیکن جس طریقے سے سارم نے اس کا ہاتھ پکڑا علما کو عجیب لگا اس نے جھجھک کر ہاتھ پیچھے کیا۔پھر خود ہی اپنے ہاتھ ملانے پر خود کو ملامت کرنے لگی

"تو پھر یونیورسٹی تو نہیں آینگی؟"

"یونیورسٹی آکر جھاڑو پوچھا تھوڑی کرنا ہے" اس نے ہنس کر جواب دیا

"کیا مطلب ؟ "

"ارے بھئی سمرو کیشنس پڑ جائے گے چند دنوں میں" علما نے اسے یاد دلایا جس پر اس نے سر اثبات میں ہلا کر علما کو گھورا جبکہ وہ تھوڑا خفیف سی ہوئی ناجانے کیوں اسے سارم کی نظریں اپنے اپر عجیب لگتی تھی شاید سمرہ سہی کہتی ہے یہ اچھا لڑکا نہیں ہے

"شادی میں بلاینگی ؟" سارم کی آواز سے وہ اپنے خیالوں سے باہر آئی اور چونک کر دیکھا

"جی۔۔۔؟" اس کو اس کی بے تکلفی اچھی نہیں لگی تھی

"کچھ نہیں مزاق کر رہا ہوں میں چلتا ہوں" سارم کو اندازہ ہوا کے علما کچھ کچھ اندازہ کرنے لگی ہے اس نے یہاں سے جانے میں عافیت سمجھی۔ علما نے اسے روکا بھی نہیں بلکہ شکر ادا کیا اور اسکا دور تک تاقب کیا سچ کہتے ہے لڑکیوں کو اللہ نے اتنی صلاحیت دی ہوتی ہے کے اپنے اپر اٹھنے والی نظروں کا اچھی طرح اندازہ کر سکتی ہیں اب وہ فیصلہ کر چکی تھی کہ سارم سے وہ دور رہے گی

★★==========★★

ایشال اپنے کمرے میں بھاگتے ہوئے آئی پھولی پھولی سانسیں بحال کرنے لگی مسکراہٹ چہرے سے جانے کا نام نہیں لے رہی تھی دل ابھی بھی زور و شور سے دھڑک رہا تھا

"پانچ سال ہوگئے تمہیں دیکھے ہوئے دان" وہ اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں میں چھپاتی بولی پھر بیڈ کی طرف بڑھی تکیے کے نیچے سے ایک تصویر نکالی جس میں حمدان اور ایشال کا بچپن مسکراتے ہوئے دِکھ رہا تھا تصویر کچھ یوں تھی کے ایشال چھوٹی سی بچی دو پونی بنائے فراک پہنے لولیپوپ منہ میں لیے کیمرے کی طرف دیکھ رہی تھی وہ کسی پکنک پوائنٹ پر تھے اور برابر میں بھیٹا اس کے جتنا بچہ اس کی ایک پونی پکڑیں شرارت سے زُبان نکالے ہوا تھا ایشال نے تصویر پر ہاتھ پھیرہ ماضی کا ایک حسین منظر آنکھوں کے سامنے لہرایا وہ پانچ سال کی بچی آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتی بیڈ کے کونے پر آئی اپنے پیارے معصومیت سے بھرے چہرے کو جھکایا تو آنکھوں میں نمی اتر آئی

"دان کیوں رو لہے ہو؟" وہ معصومیت سے اپنے ہم عمر بچے سے بولی جو سر گھٹنوں پر رکھے رونے میں مصروف تھا

"آئی لائک یور ٹوائے بٹ ماما کہتی ہے وہ عشو کا ہے" وہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے موٹے آنسو پوچھتے ہوئے بولا

"تو توی بات نہیں جو میرا ہے وہ تم۔۔ھ۔ ارا میرا توئے لے لو" اس چھوٹی سے بچی نے چٹکی میں حل نکالا

"ریلی؟" وہ یک دم خوشی سے چیخا

"یش" اس نے مسکرا کر معصومیت سے سر ہلایا

"تھینکیو یو آر دا بیسٹ کزن عشو" وہ بچہ اس کے جھپٹ کر گلے لگا

"آئی لویو" اس بچی نے اپنے چھوٹے ہاتھوں سے اپنا معصوم چہرا چھپا کر کہا

"میں بھی 65432 بہت بہت سارا" وہ بھی خوشی سے جھوم کر بولا اور دونوں ہنس دیئے

"آئی لو۔۔۔" حال میں لوٹ کر ایشال نے واپس شرما کر اپنا چہرہ دوبارہ ہاتھوں میں چھپا لیا جبکہ باہر کھڑی ایمان کے چہرے پر یہ منظر دیکھ کر مسکراہٹ آگئی اور مسکراتی ہوئی نفی میں سر ہلا کر آگے بڑھ گئی

★★==========★★

وہ کھڑکی پر کھڑا اپنے ٹراوزر کی جیبوں میں ہاتھ ڈالیں لندن کی رات کا جائزہ لے رہا تھا جب حسیب اس کے برابر آکر کھڑا ہوا۔ حسیب نے بنا اسکو دیکھے سگریٹ کا پیکٹ کھولا ایک سگریٹ اسکی طرف بڑاھی اس نے بھی بغیر دیکھے سگریٹ تھامی حسیب نے لائٹر سے پہلے اپنی سگریٹ جلائی پھر اس کی طرف بڑھایا اس نے سگریٹ ہونٹوں پر دبا کر لائٹر سے جلائی پھر لائٹر پھینک کر اپنے منہ سے دھواں نکالا نظریں ابھی بھی کھڑکی سے باہر چلتے منظر پر مرکوز تھیں

"آر یو شیور؟" وہ کچھ دیر بعد حمدان سے مخاطب ہوا۔ حمدان نے بغیر اسکو دیکھے سر اثبات میں ہلایا

"تین سال سے اپنے آپ کو آپنوں سے دور رکھا صرف اور صرف اس کی وجہ سے اپنی ضد کی وجہ سے اپنی تکلیف کی وجہ سے اور آج اچانک اتنا بڑا فیصلہ" وہ ابھی حیرانگی میں مبتلا تھا

"حسیب میں پہلے سے ہی کافی شرمندہ ہوں اریب بھائی کے سامنے اب میں اور آپنوں کو اذیت نہیں دینا چاہتا" حمدان کا لہجہ ٹوٹا ہوا تھا دل میں ایک الگ چبھن تھی

"سہہ لوگے؟" اس نے حمدان کی طرف دیکھتے کہا

"اپنا عشق سے دور رہ کر زندہ ہوں یہ تکلیف تو سہہ ہی سکتا ہوں" حمدان مسکریا حسیب نے ایک لمبی سانس بھری

"سب بہت خوش ہونگے فائنلی تین سال بعد حمدان علی حیدر پاکستان اپنے ملک کی سرزمین پر پاؤں رکھے گا" حسیب نے مسکرا کر کھڑکی سے باہر کی طرف دیکھتے کہا سگریٹ وہ رکھ چکا تھا وہ سگریٹ نہیں پیتا تھا بس کبھی کبھار حمدان کی وجہ سے

"بس دعا کرو" اس کی جانب دیکھا

"کیا؟" حسیب نے چونک کر اس کی بھوری آنکھوں دیکھی جو درد سے بھرپور تھیں

"وہ مجھے نا ملے کیونکہ اگر وہ میرے سامنے آئی تو میں اپنے جنون اپنے عشق کو اپنے دل میں اور زیادہ دیر دفن نہیں کر پاؤنگا" خوف تھا اسکی خود کی آنکھوں میں حسیب کے جسم میں خوف کی لہر دوڑی تھی

"حمدان" اس نے کچھ کہنا چاہا

"دُنیا ادھر سے اُدھر ہو جائے لیکن میں اپنے عشق کو پا کر رہوں گا میں خود بھی اپنے آپ کو روکنے میں ناکام ہو جاؤ گا بس دعا کرو اور میں یہی نہیں چاہتا کے اسکی نفرت میرے عشق سے ہار جائے "

"تمھیں یقین ہے کہ وہ تم سے واقعی نفرت کرتی ہو گی؟" اس کو اس کے مضبوط لہجے پر شک ہوا

"اس کے میرے سے کہے آخِری الفاظ میرے آج بھی کانوں میں گونجتے ہیں اور وہ زہر کند الفاظ میری روح کو آج بھی ایسے تڑپاتے ہیں جیسے اس وقت تڑپائے تھے جیسے اس وقت اس کے دیا ہوا زخم پر تڑپا تھا" کتنی تکلیف میں تھا وہ سامنے والے کو اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ اندر کس کدھر بکھرہ ہے۔۔۔ٹوٹا ہے حسیب کچھ کہے بغیر کمرے سے باہر چلا گیا آخر وہ کیسے برداشت کر سکتا تھا کہ وہی حمدان علی حیدر جو اپنے عشق کو تصور کیے بغیر ایک پل نہیں جی پاتا وہی اسے بد دعا کے روپ میں بے حس دعا کی درخواست کر رہا ہے صرف اور صرف اس کی خوشی کے خاطر کیا وہ واقعی پاگل ہے اس کے پیچھے کیا اس کے عشق کو ذرا سا بھی اندازہ نہیں ہو گا کیا واقعی اس کا عشق اسے نفرت کرتا ہو گا کیا واقعی ان دونوں کے درمیان اتنا مضبوط رشتہ ہونے کے باوجود اس دونوں کے احساسات میں زمین آسمان کا فرق ہو گا حسیب کا دماغ میں ہزار سوال جنم لے رہے تھے حمدان نے گہری سانس بھر کر سگریٹ کا ایک لمبا کش لگایا اور منہ سے سفید دھواں نکالا آنکھیں تکلیف سے میچ لی واقعی میں ایسا ایک پل نہیں جو اس کی یاد میں حمدان علی حیدر نا گزارے

میں تمھیں روز یاد کرتا ہوں،

کیا تمھیں ہچکیاں نہیں آتی؟

★★===========★★

"میم؟" علما لاڈ سے حریم کے پاس آئی اور گلے لگتی اس کے ساتھ چھپٹ کر لیٹ گئی

"جی میم کی جان؟" حریم نے اس کے بالوں میں محبت سے ہاتھ پھیرہ

"کیا سوچ رہی ہیں؟" اس نے سر اٹھا کر پاؤٹ بنایا. جس پر حریم مسکرائی

"کچھ نہیں"

"ماضی سے نکل آئے ماضی تو میرا ہے لیکن میں نکل آئی آپ کیوں نہیں نکل آتی مجھے ہمیشہ سے سمجھاتیں آئی ہے لیکن ہر پل خود کی سوچ تلخ ماضی کی سیر کرنے میں مصروف رہتی ہے" علما اس کی بانہوں میں لیٹ کر ناراضگی سے بولی

"ہم چاہ کر بھی اس واقع کو نہیں بھلا سکتے اور یہ تم بھی جانتی ہو ایما تم زندگی میں آگے چاہ کر بھی نہیں بڑھ سکتی ہو جانتی ہو نا کیا ہوا تھا؟" حریم نے ہمیشہ کی طرح اس بار بھی علما کو وہ کڑوی سچائی دکھائی جس کو وہ سوچنا بھی گوارہ نہیں کرتی تھی

"بس کرے میم بس کرے میں واپس ڈپریشن میں نہیں جانا چاہتی ہوں آپ جانتی ہے میں کتنی مشکل سے ڈپریشن سے نکلی ہوں میرے لیے وہ واقع اور میرا تلخ ماضی کوئی معنے نہیں رکھتا" علما اچانک اس سے دور ہٹی اور ضبط سے بولتی باہر نکل گئی حریم نے پریشانی سے آنکھیں موندلی کیسے حل کرے وہ یہ معاملا یہ معاملا اس کے ہاتھ سے باہر تھا اور آگے کا سوچ سوچ کر حریم کو اپنے پیروں سے زمین کھسکتی محسوس ہوتی تھی

★★==========★★

اپنے ہونے کی خبر دو مجھے

تنہا ہوں کوئی شجر دو مجھے..

"بھائی؟" موبائل کے اسپیکر سے اس کی بہن کی چہکتی آواز۔۔۔ میٹھی آواز۔۔۔پیاری آواز گونجی تھی حمدان نے آنکھیں موندی ایک خوبصورت احساس نے اسے گھیر لیا

"جی گڑیا؟" اس کا لہجہ شہد سے بھی زیادہ میٹھا تھا

"مجھے آپ کی بہت ساری ساری یاد آرہی ہے جلدی آجائے یہ بات میں نہیں بولونگی کیونکہ یہ میں ہمیشہ کہتی ہوں" اخری جملے پر خفگی کا اظہار کیا گیا حمدان کو اپنی معصوم ایمان پر ڈھیروں پیار آیا

"آپ کل آرہے ہیں نا؟" ایک دم سے آواز تبدیل ہو کر جوشیلی ہو گئی۔وہ مسکرایا

"بھائی کیا لائے اپنی گڑیا کے لیے؟" مسکرا کر شفقت سے پوچھا

"آپ بس خود آجائے میرے لیے وہی بہت بہت بڑا گفٹ ہے" معصومیت سے بھری چہکتی آواز کے ساتھ جواب دیا گیا۔۔۔کتنا سکون مل رہا تھا حمدان کو اس کی آواز سن کر

"اچھا اتنی سمجھدار ہو گئی میری گڑیا" اس نے پیار سے مسکرا کر پوچھا

"بھائی کی گڑیا ہمیشہ سے ہی سمجھدار ہے مگر امی جان او ہو بھائی آپ بس آئے مجھے آپ سے بہت سارے لوگوں کی شکایت کرنی ہے" وہ اچانک بولتے بولتے کچھ یاد کرتے خفگی سے بولی

"ٹھیک ہے میں آجاؤ پھر اپنی گڑیا سے سب کی شکایت سنونگا اور ایک ایک کی خبر لونگا"

"خبر تو آپ کی بھی ہو گی۔۔۔ہاہاہا اوکے اب میں رکھتی ہوں آپ آجائے نا اس کے لیے بہت ساری تیاری کرنی ہے خدا حافظ" ایمان نے الوداعی کلمات کہہ کر فون رکھ دیا۔ریسیور ہاتھ سے رکھتے ہوئے وہ دھیرے دھیرے چلتا اپنے آفس کی کھڑکی میں آکھڑا ہو گیا جہاں اردگرد نظر آتی بلندو بالا شاندار عمارتیں اور نیچے سڑک پہ بھاگتی دوڑتی ہنگامہ خیز زندگی معامل کا منظر پیش کر رہی تھی مگر نا

جانے کیوں تین سال کے طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی یہ منظر اِس کے لیے ہی اجنبی اور پرایا تھا جتنا کے پہلے روز محسوس ہوا تھا۔ بھوجل سانس فضا کے سپرد کرتے ہوئے اِس نے اپنی نظروں کا زوایا بدلہ تھا اور غور سے کچھ فاصلے پر موجود پارک میں لگے اُونچے اُونچے سرخ زرد دار اور نارنگی پتوں سے ڈھکے درخت کو تکنے لگا تھا جن میں خوبصورتی وہ واحد شہ تھی جس نے اس اجنبی ماحول میں ہمیشہ اس کے دل و نظر کو مسحور کرتے ہوئے اپنایت کا احساس بخشا تھا مگر آج اس خوبصورت منظر میں بھی اسے کوئی کشش کوئی رعنائی محسوس نہیں ہو رہی تھی جب ہی کچھ لمحے انہیں بے باک نگاہوں سے تکنے کے بعد اکتا کر وسیع گلاس کے دوسری جانب دھری آرام دالیدر چیئر پر آکر گر گیا اور پاکستان جانے کے لیے خود کو اندر ہی اندر تیار کرنے لگا تھا

★★==========★★

"کیا ہو گیا ہے کیوں سر پر چکر کاٹ رہے ہو؟" رخشیدہ تنگ آکر پلنگ سے اٹھی چکر کاٹتے ادھیڑ عمر انعام سے بیزاری سے پوچھا

"پچاس ہزار قرضہ چڑھ گیا ہے چودھری صاحب کا جوئے میں" وہ پریشانی سے زمین پر اکڑو بیٹھ گیا

"لو بھئی مجھے تو پہلے سے معلوم تھا تیرے جوا کی عادت روڈ پر لائیگی اور وہ بڈھا چودھری صاحب خود پچاس کا ہو چکا ہے لیکن بخشنے ہر گز نہیں والا روڈ پر لا کر مارے گا" راخشیدہ کا غصہ آسمان کو چھو گیا تھا

"او چپ کر ویسی سوچ سوچ کر دماغ پھٹا جارہا ہے اپر سے تیری بکواس" وہ دھاڑا

"ہاں ہاں میں ہی تو ہوں جو ہر وقت بک بک کرتی رہتی ہوں کتوں کی طرح رلا دیا ہے یہ تو وہی بات ہو گئی دھوبی کا کتا نا رہا گھر کا نا گھاٹ کا" وہ کوستی سر پکڑ بیٹھ گئی

"سن" تھوڑی دیر بعد واپس رخشیدہ نے اسے مخاطب ہوا

"بک "

"نمرہ کو چودھری صاحب کو دے کر بدلے میں پیسے معاف کروا دے" اس کے شیطانی دماغ میں ترکیب سوجی

"وہ پاگل تو نہیں ہو گئی تو" وہ چیخا

"تو پاگل ہو گیا ہے سڑک پر آئینگے اگر دو دن میں پیسے نا دیئے تو سڑک پر آجاینگے" رخشیدہ پھر سے غصے سے چیخی اسے پہلے وہ کچھ بولتا اپنا نرم لہجہ کرتی پھر سے بولی

"ذرا غور کر نمرہ کو چودھری صاحب کے حوالے کر دیتے ہے وہ شادی کریگا ویسے بھی ایک نا ایک دن تو اسکو بیاہنا ہی تھا نا اگر چودھری صاحب کو بیاہ گے تو ساری عمر عیش کرینگے گھر بیٹھ کر مفتے کی روٹیاں توڑیگا" رخشیدہ نے چال بازی سے سامنے بھیٹے شخص کو پھنسانا چاہا

"پتا نہیں پگل ہو گئی ہے تو" وہ گھبرا کر کھڑا ہوتا ہوتا باہر نکل گیا

"سوچنا ضرور" پیچھے سے رخشیدہ نے آخری مہرا پھینکا اور ایک مسکراہٹ دی اس کے لیے اس فیصلے کے بعد آسانی ہی آسانی ہو گی
"واہ رخشیدہ واہ" اس نے خود کے کندھے کو تھپتھپا کر کر شاباشی دی تھی

★★==========★★

علما کلاس کی طرف بڑھ رہی تھی جب اچانک اس کے ہاتھ میں پکڑے موبائل کی ٹون بجی اس نے میسیج کھولا تو ان نون نمبر سے میسیج آیا ہوا تھا میسیج کچھ یوں تھا کہ "لائبریری میں آکر ملو" علما کو عجیب لگا پھر اسے اپنی ایک دوست آمنہ کا خیال آیا کیونکہ وہ اکثر اسکو کبھی کینٹین اور لائبریری میں بلاتی تھی آمنہ کا نمبر اسے مسڈ ہو گیا تھا وہ سمجھی یہ آمنہ کا ہی نمبر ہے وہ موبائل بیگ میں ڈالتی لائبریری کی طرف بڑھ گئی

★★==========★★

آج وہ چند چیزیں لینے گلی کے بازار آئی ہوئی تھی نمرہ نے دکان دار سے ایک پاؤ چاول خریدے اور چادر سے چہرے کو ڈھانپے گھر کی جانب تیز تیز قدم بڑھنے لگی تبھی اسے محسوس ہوا گلی کے نکڑ کا پان والا اس کے پیچھے پیچھے آرہا ہے نمرہ کی رفتار اور تیز ہو گئی وہ ایک تپلی گلی سے گزرنے لگی جب وہ پان والا اس کے سامنے آ گیا
"اوہو کہاں کی سواری ہے" وہ پان والا اس گلی کا ہی تھا اور نمرہ کو جانتا تھا کیونکہ نمرہ اکثر چاول لینے دکان پر آتی تھی نمرہ نے چادر کو مضبوطی سے پکڑا اور اسے نظر انداز کرتی آگے بڑھنے لگی
"اپنا چہرہ تو دکھا دو بے تاب ہو رہا ہے نومی آپ کے لیے جانے من" نومی کا یہ کہنا تھا نمرہ نے زور دار تھپڑ اس کے گال پر رسید کیا اور غصے سے آگے بڑھنے لگی تب ہی نومی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا
"چلو اس بہانے چھوا تو ہمیں" وہ نہایت ہی چھچھورا اور گھٹیا شخص تھا یہ بات پوری گلی کو معلوم تھی اور اس کی ہاتھ پکڑنے کی حرکت سے نمرہ کا غصے سے چہرہ سرخ ہو گیا وہ پلٹ کر کچھ کرتی اتنے میں انعام آ گیا
"ابا" وہ جلدی سے انعام کے پیچھے چھپ گئی آخر ایک بیٹی کا اپنا باپ ہی محافظ ہوتا ہے
"تجھے تو میں دیکھ لونگا نومی۔۔۔ اور تو چل" انعام اس کو تنبیہ کرتے نمرہ کے ہاتھ گھسیٹ کر گھر تک لے آیا جبکہ پیچھے نومی اسکو بڈھا کہہ کر واپس اپنی پان کی دکان کی طرف چلا گیا

★★==========★★

وہ لائبریری میں داخل ہوئی تو پوری لابریری میں کوئی بھی موجود نا تھا علما کو عجیب لگا پھر سر جھٹک کر کرسی پر بیٹھ کر آمنہ کا انتظار کرنے لگی جبھی پیچھے سے کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا علما کرنٹ کھاتی سیدھی ہوئی اور سامنے کھڑے نوجوان کو دیکھ کر حیران رہ گئی

"ہیلو" سارم نے مسکرا کر ہاتھ آگے بڑھایا

"ہائے آپ یہاں؟" علما نے ہاتھ تھامتے ہوئے حیرانگی سے ارد گرد نظر دوڑائی

"میں نے ہی آپ کو یہاں بلایا ہے" سارم نے علما کا ہاتھ چھوڑتے کہا

"جی آپ نے؟" اس کو حیرانگی ہوئی مسلسل ارد گرد دیکھتی لیکن لائبریری سنسان پڑھی تھی علما کو عجیب سا ڈر محسوس ہوا

"علما مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے" سارم نے دو قدم پیچھے ہٹ کر ایک لمبی سانس بھری

"کہیے سب خیریت" وہ کرسی سے ہٹ کر اس کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی دل بے چین سا ہو رہا تھا۔ سارم نے پینٹ کی جیب سے لال رنگ کی چھوٹی سی ڈبیہ نکالی اور علما کے سامنے کر کے اسے کھولا اندر ایک چھوٹی سے انگھوٹی تھی

"ول یو میری می؟ "

"جی؟" وہ دم بخود رہ گئی

★★==========★★

وہ کمرے میں داخل ہوا اور چھوٹے چھوٹے قدم چلتے کبٹ تک آیا اپنا سفری بیگ نکالا اور دو چار کپڑے اور کچھ ضرور سامان رکھنے لگا دراز کھول کر کالی فائل نکالی تو اس کے نیچے رکھی کسی الٹی تصویر پر نظر پڑی حمدان نے آہستہ سے تصویر اٹھائی اور اسکو پلٹا چہرے کے سنجیدہ تاثرات زخمی مسکراہٹ میں تبدیل ہو گئے ماضی کی یہ تصویر میں قید منظر آنکھوں کے سامنے آیا تصویر کچھ یوں تھی ہرے بھرے باغ میں ٹریک سوٹ میں مبلوس لڑکی اونچی ہائی ٹیل پونی باندھے ایک ہاتھ میں موبائل پکڑے تصویر بناتے ہوئے مسکرا رہی تھی جبکہ اس کے پیچھے حمدان ٹریک سوٹ میں مبلوس جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس کی طرف دیکھ کر دھیرے سے مسکرا رہا تھا حمدان کے چہرے پر تکلیف۔۔۔یاد۔۔۔عشق۔۔۔افسوس سارے تاثرات نمایاں تھے وہ تصویر کو اپنے لبوں کے قریب لایا اور آنکھیں مندے نرمی سے اپنے لب تصویر پر رکھ لیے

اچانک کسی نے اس کے ہاتھ سے تصویر لی حمدان نے چونک کر سر اٹھایا تو حسیب سنجیدگی سے کھڑا تھا اس نے دل ہی دِل میں شکر کیا کہ حسیب ہی تھا ساتھ اس نے رخ مور لیا شاید وہ اپنے آنکھوں کی نمی دکھا کر کسی سے ہمدردی بٹورنے کا شوق نہیں رکھتا تھا حسیب نے

تصویر کو بغور دیکھا اور مسکرایا یہ خوبصورت اور پیاری لڑکی معصومیت سے بھری تھی حسیب کو واقعی حمدان کی پسند پر ناز ہوا تھا وہ لڑکی سترہ اٹھارہ سال کی لگ رہی تھی آخر تین سال پرانی تصویر تھی

"اب وہ کیسی ہوگی" یہ سوال حسیب کے دماغ میں بھی آیا جو سوال ہر پل حمدان کی سوچوں میں گھومتا ہے حسیب نے سر جھٹک کر واپس حمدان کی طرف تصویر بڑھائی جسے اس نے خاموشی سے پکڑ کر بیگ میں رکھ دی

"حمدان؟" حمدان بیگ کی ذپ بند کرنے مصروف تھا تبھی آہستہ سے حسیب نے مخاطب کیا

"ہمم" سرسری سا جواب آیا البتہ نظریں ابھی بھی دیکھنے سے گریز کر رہی تھیں

"کچھ خاص یاد ہے؟" حسیب کا سوال کس کی طرف تھا حمدان کو معلوم تھا اب وہ کیا بتائے یاد اس نے تو اس کو حفظ کرا تھا اس کے کہے الفاظ اس کی کہی نظریں اس سب حمدان کو یاد تھا لیکن۔۔۔یاد تو اسے کیا جاتا ہے جس کو بھولا جاتا ہے نہیں ہرگز یہ سچ نہیں تھا حمدان کے لیے کیونکہ جو آپ کے دِل میں ہوتے ہیں جو آپ کو خود سے زیادہ عزیز ہوتے ہیں ان سے آپ دوری اختیار نہیں کرسکتے اور اگر درمیان دوریاں آجائے تو انکی یاد آپ کو ہر پل ستاتی ہے اور وہ تو حمدان کا عشق ہے پھر اسکو نا یاد کرنا یہ تو ناممکن سی بات ہے

"اور تو پرانی باتیں یاد نہیں۔۔۔ مگر ہاں اس کے ہونٹ پر تل ہوا کرتا تھا" حمدان نے مسکرا کر خالی دیوار کو گھورتے ہوئے کہا اچانک اسکا چہرہ تصور میں آیا ہونٹوں پر تل اُف اسکا وہ تل حمدان کا پسندیدہ تھا اس کے حُسن میں چار چاند لگانے والا وہ چھپا ہوا روٹھا ہوا شرماتا ہوا تل جو دکھنے سے بعض رہتا تھا

"واہ" حسیب بھی حمدان کو گہری سوچ میں اداسی سے مسکراتا ہوا دیکھتے مسکرایا کیونکہ حمدان بہت کم مسکراتا تھا اس کی مسکراہٹ تو جیسے غایب ہی رہتی اف یہ عشق اسکی مسکراہٹ بھی چھین لیتا ہے حسیب نے سوچا عشق نہیں عشق سے دوری یہ سچائی تھی

جو تم نے کبھی کیا ہی نہیں

وہ عشق مجھے اداس رکھتا ہے

★★==========★★

"جی میں آپکو پسند کرتا ہوں کیا آپ مجھے ایک موقع دینگی؟" سارم معمولی سے انداز سے بولا کوئی جھجھک نہیں تھی

"آپ ہوش میں تو ہے؟" علما کی آواز بلند ہوکر لائبریری میں گونجی

"میں آپ کے حسن میں بے ہوش ہوچکا ہوں" سارم نے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ لیے اس کو اوپر سے نیچے تک گھورا

"ایکسکیوزمی" علما کو عجیب سی لہر اپنے جسم میں محسوس ہوئی

"اپنی اوقات میں رہیے"

"میری اوقات ابھی آپ نے جانی ہی کہاں ہے" وہ دو قدم اس کے نزدیق آیا

" آئی ریجکٹ یور پرپوسیل تھینک یو" شکریہ کے الفاظ چباچبا کر بولتی میز سے بیگ اٹھا کر غصے سے نکل گئی

"میں تو تمہیں پا کر رہوں گا ڈارلنگ" سارم نے عجیب طرح کے قہقے لگائے جبکہ باہر سارا منظر دیکھنے کہ بعد سارم کے دوست سارم کو دیکھتے ہوئے اندر داخل ہوئے تھے

★★==========★★

رات کے گہرے سائے کو تکتی وہ گہری سوچ میں تھی آج صبح جو یونیورسٹی میں ہوا وہ سب زہن میں گردش کر رہا تھا

"کولڈ ڈرنک؟" وہ کھوئی ہوئی تھی جب حریم دو کولڈ ڈرنک کے گلاس لے کر آئی تو وہ چونکی

"اس وقت؟" اس نے کولڈ رینک کا گلاس تھامتے حیرت سے پوچھا

"ہاں بھائی لایے ہیں ویسی بھی ابھی گرمی ہے پی لو ورنہ سردی آنے کے بعد مما نہیں پینے دینگی اور ہم تو ہے ہی دیوانے" حریم ہنس کر بولی علما اپنی میم کو ہنستا دیکھ کر مسکرای جب سے اس کا رشتے طے ہوا تھا حریم کے چہرے پر مسکراہٹ رہتی تھی

"کہاں کھوئی ہو؟" حریم نے گلاس لبوں سے لگاتے پوچھا

" کہی نہیں" وہ نفی میں سر ہلا کر واپس کالے آسمان میں جھانکنے لگی

"ایما کیا ہوا ہے؟" اچانک گہری نظروں سے دیکھ سنجیدگی سے پوچھا

"کچھ نہیں ہوا" وہ مسکراتی ہوئے گھونٹ بھرنے لگی

"میری شادی کا دکھ ہے؟" وہ دُکھی لہجے میں بولی علما نے چونک کر اسے دیکھا پھر نفی میں سر ہلاتی بولی

"نہیں کچھ اور بات ہے بس "

"مجھ سے شیئر نہیں کرو گی؟ "

"میم میں نے بتایا تھا نا ایک یونی فرینڈ ہے سارم منور" سارم کا ذکر اس نے صرف ایک دو بار ہی کیا تھا

"ہاں تو اس کا کیا؟" حریم گلاس سایڈ چھوٹی میز پر رکھتی بولی

"ہی پرپوسڈ می" علما نے معمولی سے انداز سے کہا اور لمبے لمبے گھونٹ بھرنے لگی نظریں سڑک پر چلتی گاڑیوں پر تھی جو رات کے آدھے پہر پر بھی ہواؤں سے باتیں کر رہی تھیں

"کیا؟" اس کو حیرت کا جھٹکا لگا

"ہمم" علما نے گلاس خالی کر کے پاس رکھی چھوٹی سے اسٹول پر رکھا

"آر یو آؤٹ آف یور مائنڈ؟" حریم ہوا کے باعث چہرے پر آتے بالوں کو ہٹاتی تقریباً بے یقینی سے چیخی

"اس میں اتنا اوورری ایکٹ کرنے کی کیا بات ہے" اس کو خاصی چڑ ہوئی

"تم۔۔۔ ایما تم۔۔۔ ایک منٹ تم نے ہاں کر دی؟" دل میں آتے وسوسوں کو زُبان پر لائی

"نہیں" حریم نے سکون کا سانس لیا

"اچھا نہیں لگتا مجھے عجیب نظروں سے دیکھتا ہے"

"اسکی جگا اگر کوئی اور بھی ہوتا جو تمہیں اچھا لگتا تو ہاں کر دیتی" حریم کو ایک اور وسوسیں نے گھیر لیا

"پتا نہیں" اس نے کندھے اچکائے

"تم کسی بھی کو ہاں نہیں کر سکتی ہو؟" حریم نے ضبط سے اسے یاد دلایا

"اور میں کیوں کسی کو ہاں نہیں کر سکتی" کیا وہ بھول گئی تھی یا جان بھوج کر انجان بن رہی تھی حریم کو سمجھ نا آیا

"تم جانتی ہو کے کس وجہ سے تم کیوں کسی پر پوزل کو اکسیپٹ نہیں کر سکتی"

"کیوں میرا حق نہیں ہو خوشیوں پر کیوں میں نہیں زندگی میں آگے بڑھ سکتی ہاں کیوں وجہ بتائے مجھے؟" علما کو شدید برا لگا تھا

"کچھ ہے کہنے کو؟" اس نے اس کی حزیل آئیز میں جھانک کر کہا دونوں واقف تھے کہ وہ کس متعلق ہم کلام ہیں لیکن ایک انجان بننے کی ناکام کوشش کر رہی تھی

"نہیں" آنسوؤں کے پھندے کو حلق میں پھنسا کر مضبوط لہجے میں کہا

"میں نہیں مانتی۔۔۔ میں نہیں چاہتی وہ سب ایک نایٹ مئیر تھا ٹ واز آنلی رسٹ میموری ان مائی لائف" سچ کڑوا ہوتا ہے ہاں سچ کڑوا ہوتا ہے علما کو احساس ہو رہا تھا لیکن یہ سچ نہیں یہ جھوٹ ہے یہ سچ اس کے لیے معنے نہیں رکھتا

"ہمارے ماننے یا نا ماننے چاہے یا نا چاہے سے کچھ نہیں ہو گا کیونکہ تم دونوں کے رستے ایک دوسرے سے جڑے ہیں تم دونوں ایک ہو اور یہ سچائی تمھارے انکار کرنے سے تبدیل نہیں ہو جائے گی" حریم نے اسکو جھاڑ پلائی لیکن علما کو فرق نہیں پڑا شاید وہ چاہتی ہی نہیں تھی کے اس کو اس شخص سے جڑی کسی بات سے فرق پڑے کیوں کے اس کی نظر میں اس کا کوئی وجود نہیں ہے

"میں بھی دیکھتی ہوں کون مجھے آگے بڑھنے سے روکتا ہے" غصے سے بلبلاتی آگے بڑھنے لگی لیکن حریم کی آواز پر اس کے قدم خود با خود رک گ ئے

"تمہارا مذہب ہے تمہیں روکنے والا" تیزی سے پلٹ کر مسکرتی ہوئے کہا البتہ آنکھوں میں نمی تھی۔ علما کے پاس کچھ کہنے کے الفاظ نا تھے ایک بار پھر وہ اس معاملے میں لاجواب ہو گئی تھی وہ تو کسی کے سامنے کسی صورت حال میں لاجواب نا ہوتی تھی لیکن اِس معاملے

میں وہ کیوں کچھ نہیں کہہ پاتی تھی کیا یہ مسئلہ اسکی زندگی کا سب سے بڑا مسئلہ تھا جو اسکی زندگی کو برباد کر دے آج اس شخص کے لیے نفرت پہلے سے کہی زیادہ بڑھ گئی تھی نہیں وہ نفرت نہیں کر سکتی اس کا تو کوئی وجود ہی نہیں ہے لیکن لیکن اس نے اس کو ایسی عزیت دے دی تھی ایسی سچائی دے دی تھی جس کو وہ چاہ کر بھی تبدیل نہیں کر سکتی تھی کیا قصور تھا اسکا ایک بار پھر یہ جملہ دل میں آیا

★★==========★★

صبح سے زور وشور سے تیاریاں چل رہی شادی کی تو البتہ تیاریاں عروج پر تھی ہی مگر حمدان کے تین سال بعد گھر آنے کے لیے سب کے چہرے چمک اٹھے تھے۔ حمدان زین اریب اور حسیب ایئرپورٹ سے نکل چکے تھے وہ کسی وقت بھی گھر پہنچنے والے تھے سب ان لوگوں کی راہ دیکھ رہے تھے حفسہ کو یاد تھا جب وہ بزنز کے لیے اتنی ضد کر کے لندن گیا تھا تو وہ کتنا روئی تھی وہ تو اس کے لیے جان سے بھی زیادہ پیارا تھا صرف اسی کے لیے نہیں وہ سب کے دلوں میں ایک الگ محبت اور مقام رکھتا تھا۔ گاڑی کے ہارن کے آواز سے حفسہ اپنی سوچوں سے باہر آئی اور دروازہ تک آئی۔ زین اور اریب داخل ہو چکے تھے اور سب سے سرسری سامل رہے تھے
وہ گاڑی سے نیچے اترا اپنے ملک کی سرزمیں پر وہ قدم ایئرپورٹ پر رکھ چکا تھا لیکن اپنے علاقے میں اپنے گھر کے سامنے قدم رکھ کر سکون ملا اس نے گاڑی سے اتر کر ایک بھرپور نگاہ اپنی وسیع کھوٹی پر ڈالی جو پیلے پھولوں سے سجی تھی اریب کی شادی کی تیاریاں واقعی میں عروج پر تھیں۔ کتنا خوبصورت تھا اسکا آبائی گھر۔ وہ سنجیدگی سے اریب اور زین کے پیچھے چہرے سے سن گلاسز اتارتے اندر داخل ہوا۔ سب کی نظریں حمدان پر پڑی۔ نیلی کوٹ پینٹ میں بال نفاست سے سیٹ کیا چھ فٹ سے نکلتا قد بھوری آنکھیں جس میں نشہ رہتا تھا وہ آج بھی اتنا ہی خوبصورت تھا اور وہ اس وقت سیدھا سیدھا ایشال کے پیچھے کھڑی نیلی کپڑوں میں نیلے حجاب میں بندھی ہلکا سا میک اپ میں حمدان کے لیے کھڑی ایشال کے دِل میں اتر رہا تھا
"میرا بچہ "سب سے پہلے حفسہ اس کے پاس آئی اور اس کے گلے لگی تین سال بعد اپنی ماں کے گلے لگنا فون پر آتی غمگین آواز صرف سننا اور ان کو دیکھنے اس نے ملنا ان کو سننا ان سے کہنا ان کے لمس محسوس کرنا اِس وقت ایک بیٹے پر کیا گزر رہی تھی وہ صرف حمدان ہی بیان کر سکتا تھا۔ اپنوں سے ملنے کی خوشی ایک الگ حیثیت رکھتی ہے، ان سے ملنے کا جنون، ان کو دیکھنے کی چاہ ہی نرالی ہوتی ہے اور اگر ان سے بچھڑے کئی سال بیت جائے تو یہ ایک تڑپ بن جاتی ہے جو ہر گزرتی شام میں یادوں کے بننے سے سیراب ہو کر پروان چڑتی ہے پھر اچانک جب آپ کا انتظار ختم ہو جائے تو آپکی یادوں کے سمندر کو ساحل ملنے کو ہے تو اس وقت دِل کی جو کیفیت ہوتی ہے، وہ لفظوں میں بیان نہیں کی جا سکتی
"اسلام علیکم ماں کیسی ہے؟" حمدان اپنے آپ کو بالکل توڑنا نہیں چاہتا تھا لیکن ماں کی آنکھوں آنسو دیکھ کر اسکی بھوری آنکھوں میں نمی جائز تھی

"کیسا ہے میرا حمدان" فضل علی مسکرتی ہوئے آئے حمدان نے چونک کر انہیں دیکھا جو آنکھوں میں نمی لیے اس کے پر جوش گلے مل رہے تھے باپ کا گلے لگنا ان کو اپنے اپر فخریا نگاہوں سے دیکھنا حمدان کو کتنا اچھا لگ رہا تھا

"بیٹا دادی دادا جان" حفصہ نے اسے الگ ہوتے ہوئے ہمیدہ بیگم اور علی حیدر کی طرف اشارہ کیا جو مسکراتے ہوئے صوفے پر بھیٹے تھے لیکن ہمیدہ بیگم سر جھکائے سنجیدگی سے بھیٹی تھی خفگی صاف واضح تھی۔ حمدان محفوظ ہوا

"اسلام علیکم دادا جان کیسے ہے؟" وہ پر جوش ان نے ملا

"کیسا ہے میرا شیر بچہ" دادا جان کا وہ بچپن سے شیر بچہ ہی رہا ہے حمدان دِل کھول کر مسکرایا۔ سب کھڑے آنکھوں میں نمی لیے اس خوبصورت منظر کو دیکھ رہے تھے

"بھائی" ایمان بھاگتی ہوئی اسے لپٹی حمدان نے اس کے سر پر بوسہ دیا اور پیار سے دونوں ہاتھوں کو اس کے گالوں پر رکھا

"کیسی ہے میری گڑیا"

"بالکل اچھی اور بہت پیاری" ایمان آنکھ دباتی ہنستے ہوئی بولی۔ سب کا قہقہ گونجا

"اِس میں تو کوئی شک نہیں" حمدان نے اپنی چھوٹی سی گڑیا کو نیچے سے اپر تک دیکھا جو کافی بڑی ہوگئی تھی۔ باری باری حمدان سب سے پر جوش ملا۔ پھر سعد کی طرف آیا

"کیسا ہے میرا کرکٹر؟" حمدان کو آج بھی یاد تھا سعد کو وہ بچپن سے کرکٹ سیکھاتا تھا

"آپ کا کرکٹر بھئیا میچ جیت کر آیا ہے آج" سعد نے اپنے اسکول نے ہونے والے آج کے میچ کے متعلق بتایا "ارے واہ" حمدان نے مسکرا کر اس کے بال بگاڑے

"آپ کا کرکٹر اب خبری بننے کی جاب بھی کر رہا ہے" صبحان مزے سے بولا تو سب ہنس دئے "واقعی؟" حمدان نے مصنوع حیرانگی دکھائی تو سعد ہنس دیا

"کیا بھیا"

"ایشال کیسی ہو" پیچھے کھڑی حمدان کو یک ٹک دیکھتی ایشال سے پوچھا وہ بری طرح چونکی وہ اسے مخاطب تھا تین سال بعُد کتنا طویل عرصہ تھا اسکی آواز سنے۔ سامنے کھڑے طلحہ نے نظریں جھکالی

"الحمدللہ۔۔۔ک۔۔۔یسے ہیں آ۔۔۔پ" ایشال اٹکتی ہوئی بولی

"میں بھی ٹھیک" حمدان نے مسکرا کر جواب دیا وہ آج بھی ویسی عشو تھی۔سب لوگوں اِس منظر کو دیکھ دبی دبی مسکرائے سوائے طلحہ کے جو اپنے جوتوں کو دیکھنا زیادہ ضروری سمجھ رہا تھا لیکن اِس بات سے سب ہی انجان تھے سوائے علی حیدر کے جو طلحہ کو اس بات پر گہری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ایمان کھنکھاری تو حمدان نے اس کی جانب دیکھا جبکہ ایشال اس کی شرارات پر مزید سر جھکا لیا

"بیٹا دادی جان کافی خفا ہے" حمدان کی سائمہ چچی نے ہمیدہ بیگم کی طرف اشارہ کیا

"ہاں اور منانا تھوڑا مشکل ہے" اسمہ مسکراہٹ دبائے بولی

" تھوڑا نہیں چچی جان پورا بولے" حنین نے مزے سے ایک آنکھ دبا کر کہا وہ بھی یہاں موجود تھا آخر اس کے حمدان بھائی جو آئے تھے لندن سے حمدان سنجیدگی سے ہمیدہ بیگم کی طرف بڑھا اور ان کے گھٹنوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر ان کا جھکا چہرہ اٹھایا

" دادی جان آپ کا حمدان آ گیا" حمدان نے پیار سے اپنی پیاری دادی جان کو مخاطب کیا ایک پل کو ہمیداہ بیگم کا دِل اس کی آواز سن کر پگھلا لیکن دوسرے ہی پل اپنا ناراض ہونا یاد آکر واپس منہ موڑ لیا

" کوئی دادی اپنے پوتے سے ناراض رہ سکتی ہے بھلا؟" حمدان نے مسکرہٹ دبائے کہا

"معاف کر دی جیے نا" اس نے بچوں کی طرح کان پکڑ کر کہا سب ایک دم مسکرائے حفصہ نے دِل نے اپنے پوتے کی بلائے لی اتنا سمجھدار اور سنجیدہ طبیعت کا مالک حمدان علی حیدر اپنوں پر جان چھڑکتا تھا اِس سے کوئی ناواقف نا تھا

"بہو ہم کمرے میں جا رہے ہے کوئی پریشان نا کرے رات تک" ہمیدہ بیگم اٹھتی بولی پاس کھڑی ذلیخہ انکی نوکرانی نے سہارا دیا

" یہ آپ کے لیے تھا بھئیا" فریحہ ہمیدہ بیگم کے جانے کے بعد حمدان سے بولی

" جانتا ہوں" حمدان اٹھتے ہوئے مسکراتے بولا

" بہت مشکل ہے دادی جان کو منانا" اریشہ نفی میں سر ہلاتی بولی

" ہاں بچارے بھئیا" حزیرہ کو اپنی پیارے بھئیا پر ترس آیا

" کوئی بات نہیں وہ تو میں منالونگا" حمدان نے مسکرتے ہوئے کہا

" اِس میں کوئی شک نہیں" طحہ نے حامی بھری

" وہ تو ہے ایسا کوئی کام نہیں جو میرے بھائی سے نا ہو" ایمان فخریہ انداز سے پونی جھٹکتی ہوئی بولی تو اس کی معصومیت پر حمدان جی بھر کر مسکرایا

" کیوں ایشال باجی؟" ایمان نے مزید ایشال کو چھیڑتے ہوئے کہا سب کا قہقہ ایک ساتھ بلند ہوا لیکن حمدان نے نا سمجھی سے دیکھا

"کچھ نہیں بھائی آپ دماغ پر زور نا ڈالے "زین نے اس کا شانہ تھپکتے ہوئے کہا سب کا دوبارا ایک ساتھ قہقہ گونجا جبکہ ایشال کا دل چاہا وہ یہاں سے بھاگ جائے

"مجھے تو بھول ہی گئے سب "اچانک کوئی اندر داخل ہوتے خفگی سے بولا

"ارے حسیب بیٹا آؤ "حفصہ حیران ہو کر اس کی طرف بڑھی

"ماشاءاللہ ماشاءاللہ آجاؤ بیٹا "اسمہ اور سائمہ بھی اسے ملی

"اوہو آپ کہاں تھے حسیب بھئیا؟ "حزیفہ نے حیران ہو کر پوچھا

"یار ایک کال رسیوڈ کرنے گیا تھا لیکن یہاں دیکھ کر لگتا ہے حمدان میا کے آنے سے رونق لگ گئی ہے " حسیب حمدان کے چہرے کو بغور دیکھتے بولا جس پر مسکراہٹ جانے کا نام نہیں لے رہی تھی حسیب نے دِل میں الحمدللہ کیا

"ارے برخوردار میرا شیر بچہ جو آیا ہی تین سال بعد "علی حیدر نے حمدان کو اپنے سے لگاتے کہا

"اسلیے یہ وقت خفگی ظاہر کرنے کا نہیں ہے "عاثم علی حیدر نے ہنس کر کہا آشارہ اپنی لاڈلی ماں پر تھا سب نے قہقہ لگایا۔ حسیب سب سے پرجوش ملا

"چلو بھئی بیٹا اتنا لمبا سفر کر کے آئے ہو تم لوگ جاؤ جا کر فریش ہو اور جاؤ حسیب حمدان "حفصہ نے کہا

"ہاں بیٹا چلو "سائمہ نے بھی پیار سے کہا

"یہ کیا بات ہوئی چچی جان میں بھی تھکا ہارا آیا ہوں مجھے کسی نے ایک بار بھی فریش ہونے کا نہیں کہا "زین کی ہمیشہ کی ناراضگی دیکھ کر سب ہنسنے لگے

"ایسا کچھ فنی نہیں کہا میں نے "زین کو اریب اور حسیب کے دانت کچھ زیادہ ہی برے لگے تھے

"تم خود فنی ہو "حنین نے مسکرہٹ دبائے کہا پھر سے سب ہنسے لگے علی حیدر نے اپنے خاندان کو ہنستا مسکراتا دیکھ دِل ہی دِل نے اللہ کا شکر ادا کیا

"اچھا بھئی میرے بچے کو تنگ نا کرو جاؤ سب فریش ہو جاؤ پھر ڈھیر ساری حمدان سے باتیں بھی کرنی ہیں نا "اسمہ نے مسکرتے ہوئے کہا

"ہئے چچی جان آپ بیسٹ ہے "زین ان کے جوش سے گلے لگتے پیار سے بولا پھر سب اپنے اپنے کمروں کی جانب چل دیئے

★★==========★★

انعام نے نمرہ کو گھر لا کر زور سے زمین پر پٹھکا نمرہ کچھ بولتی وہ ایک دم اس کے پاس آیا اور اس کے بال پکڑ کر دھاڑا

"اپنا منہ کالا کر رہی تھی تو؟" انعام کی بات سن کر نمرہ حیران رہ گئی

"نہیں ابّا۔۔۔" اس نے کچھ کہنا چاہا

"رک تجھے تو بتاتا ہوں" اس نے نمرہ کو بالوں سے گھسیٹ کر کھڑا کیا اور ماچس اٹھائی اور جلا کر نمرہ کے جسم پر رکھ دی نمرہ تڑپ کر رہ گئی

"ابّا چھوڑ" نمرہ روتے ہوئے چیخنے لگی

"نہیں بتاتا ہوں تجھے زبان سو گس کی ہو گئی ہیں نا" وہ ڈنڈا اٹھا کر لایا اور نمرہ کو زور زور مارنے لگا پانچ منٹ تک مارتے مارتے جب وہ خود تھک گیا تو ایک طرف ڈنڈا اچھینک کر کمرے میں چلا گیا

"باجی باجی کیا ہوا؟" سمی جو ابھی ابھی داخل ہوا تھا نمرہ کو زمین پر درد میں پڑا دیکھ بھاگتا ہوا اسکی طرف آیا

"ک۔۔۔کچھ نہیں" نمرہ نے اٹھنا چاہا لیکن درد کی وجہ سے ناکام ہو گئ

"باجی ابّا نے پھر سے مارا" سمی نے نم آنکھوں سے نمرہ کے جسم پر نیلے نیل دیکھے جو ڈنڈے کے مارنے کے باعث ہو گئے تھے

"میں ٹھیک ہوں سمی" نمرہ نے مسکرانے کی ناکام کوشش کی

"نہیں باجی اِس بار تو تجھے جلایا بھی ہے" سمی اب آواز سے رونے لگا تھا کیونکہ نمرہ کے کندھے پر جلنے کے نشان تھے۔ نمرہ نے بے بسی سے سمی کو گلے لگالیا اور زمین پر بھکری چاول کے دانو کو دیکھا جو اس کے احساسات کی طرح بکھر چکے تھے وہ تو ہر بار اپنے باپ کو محافظ سمجھتی تھی لیکن اسکا باپ کسی درندے سے کم نہیں تھا

اس کا باپ بھی ان لوگوں میں شمار ہوتا تھا جو عورتوں پر ہاتھ اٹھانا فرض سمجھتے تھے جو آسانی سے بیوی تو کبھی بیٹی کو مار پیٹ لیتے تھے افسوس ہے ایسے لوگوں کی سوچ پر جو عورت کو اپنے پیر کی دھول سمجھتے ہیں آخر عورت کا مقام یہ ہر گز نہیں ہے ان لوگوں کا ناہی دین کا ڈر ہوتا ہے ناہی عورت کی بد دعا کا لیکن کیا عورت پر ظلم کرنا ایک ریت بن چکی ہے جبھی اگر عورت اپنے حق کے لیے آواز اٹھائے تو اسے یہ کہ خاموش کروا دیا جاتا ہے کہ مرد ہے وہ وہ کچھ بھی کر سکتا ہے باپ ہے وہ تمھارا یا شوہر کتنی غلط ہے یہ سوچ اپنے حق کے لیے آواز اٹھانا تو ہمارا حق ہے لیکن نمرہ تو مجبور ہے ہر اس بیٹی کی طرح جو مجبور ہوتی ہے کیا نمرہ جو بچپن سے ظلم و ستم سہتی آرہی ہے وہ اپنی ماں کی طرح خاموشی سے سہتی رہے گی یا ظلم و ستم کی حدیں پار ہوتا دیکھ وہ کوئی ٹھوس قدم اٹھائے گی اور ہر خاموش لاچار مجبور عورت کو ایک مثال بن کر دیکھائے گی نمرہ کی زندگی میں تو بہت اتار چڑھاؤ اور بہت سے راز ہیں دیکھنا یہ ہے کہ اس کی زندگی اب اسکو کیا کچھ دکھانے والی ہے

★★==========★★

وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا تین سال بعد وہ اپنے کمرے میں آیا تھا کمرا ویسے ہی تھا جیسے تین سال پہلے چھوڑا تھا فرق اتنا تھا کے دیواروں پر لگا کالا رنگ تبدیل کروا کر کتھئی کروا دیا تھا جو بہت جچ رہا تھا کمرے میں گھستے ہی سامنے کنگ گول سائز بیڈ تھا اور اس کے پیچھے ہی حمدان کی بڑی تصویر دیوار پر لگی تھی جس میں وہ گرے پینٹ کوٹ میں کھڑا آنکھوں پر سن گلاسس لگے ایک ہاتھ میں موبائل کان سے لگائے مسکرا کر کیمرے کی طرف دیکھ رہا تھا منظر لندن کا تھا۔ بیڈ کے برابر میں بڑے بڑے فانوس لگے تھے سیدھے ہاتھ پر باتھ روم تھا باتھ روم کے سیدھے ہاتھ پر اسٹڈی ٹیبل اور ایک کرسی تھی اور اس کے برابر ہی اندر چھوٹا سا کپڑوں کا کمرہ تھا جہاں دیواروں کے اندر الماریاں لگی تھی الٹے ہاتھ پر صوفے اور ٹیبل تھا بیڈ کے الٹے ہاتھ پر بڑی سی کھڑکی جو اسلام آباد کا منظر پیش کر رہی تھی اس کے برابر سے ہوتے کونے میں ڈریسنگ ٹیبل تھی جہاں کافی سارے برانڈڈ پرفیوم جو حمدان استعمال کرتا ہے جینڈس پرفیوم تھے دیواروں پر لگے رنگ جیسے خوبصورت قالین اور پردے تھے اسکا کمرا کافی وسیع تھا

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا بیڈ کی طرف آیا کوٹ اتار کر بیڈ پر پھینکا اور بیٹھ گے پھر بھیٹے بھیٹے لیٹ گیا چھت پر پھنکے کو کہی دیر تک تکتا رہا اسے لگا تھا بہت عجیب کیفیت ہو گی مگر یہاں اپنوں کو دیکھ کر سکون مل رہا تھا چلو اسے تھوڑا سا تو سکون ملا ورنہ وہ تو سکون لفظ ہی اس کے عشق نے غارت کر دیا تھا

"عشق" وہ زیرِ لب بڑبڑایا ایک ٹھنڈی سانس بھری اٹھا اور کبٹ سے کپڑے نکالتا باتھ روم میں گھس گیا

★★===========★★

وہ کالی پینٹ پر آدھی آستینوں کی سفید شرٹ پہنے ایک ہاتھ سے موبائل کان میں لگائے وہ کسی کو ہدایت دیتا دوسرے ہاتھوں سے بالوں میں ہاتھ پھیرتا سیڑیوں سے نیچے اُتَر رہا تھا اور شاید سامنے کھڑی لڑکی کے دِل میں بھی آج وہ تین سال بَعْد اسے جی بھر کے دیکھ رہی تھی آج بھی وہ ایسی تھا رُعب دَار شخصیت کا مالک سنجیدگی چہرے پر مزید بڑھ گئی تھی لیکن کچھ تو بدلہ تھا اسکی بھوری آنکھوں میں اس نے غور سے اسکی آنکھوں کو دیکھا ہاں اسکی بھوری آنکھوں میں سکون کی جگا اُداسی نے لے لی تھی اسکی بھوری آنکھوں میں بے چینی۔۔۔ اُداسی۔۔۔ تکلیف۔۔۔ ڈر کیا کچھ نہیں سماں گیا تھا ان تین سالوں میں سامنے کھڑی لڑکی کی آنکھوں میں نمی اُتَر آئی

"اوکے مجھے خبر کرتے رہنا" اس نے سر ہلا کر موبائل کان سے ہٹایا تو نظریں سامنے کھڑی ایشال پر پڑی جو کب سے اسے ہی گھور رہی تھی حمدان اس کی طرف دیکھ کر دھیرے سے مسکرایا

"کیسی ہو ایشال؟" اس نے قریب آکر نرمی سے پوچھا کیسی ہو یہ دو لفظوں نے ایشال کے دل کو دھڑکا دیا تھا اسکا دل چاہا وہ اپنے درد دل کا حال بیان کر دے اس شخص کے سامنے جس پر وہ بچپن سے دِل ہار بھیٹی ہے جس کا اپنے نام کے آگے نام بچپن سے لگاتی آرہی ہے جس کی محبت سی بنی تصویر اسکی آنکھوں کے سامنے بچپن سے قائم ہے

"ایشال؟" حمدان نے ایک بار پھر پکارا۔ وہ اس کی نشیلی آنکھوں کے گہرے سمندر سے باہر نکل کر حالِ دُنیا میں تشریف لائی

"میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں؟" نظریں اس نے جھکالی کیونکہ وہ چاہ کر بھی اس بھوری آنکھوں میں دیکھنا گوارہ نہیں کر سکتی تھی ورنہ شاید حمدان اسکی آنکھوں میں چھپے اسکے پیار کو دیکھ لے لیکن لیکن وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی غلط تھی

"میں بھی بس ٹھیک ہی ہوں" حمدان کی دھیمی آواز پر اس نے چونک کر سر اٹھایا اور اس کی چہرے کو بغور دیکھا جو لبوں پر پھیکی مسکراہٹ لیے ارد گرد دیکھ رہا تھا ایشال کے دِل کو کچھ ہوا

"مجھے نہیں لگتا" اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا حمدان نے چونک کر اسکی طرف دیکھا جس نے دوبارہ گھبرا کر نظریں جھکالی

"تم آج بھی چھوٹی عشو ہو" حمدان نے مسکرا کر کہا ایشال کے لب بھی بے ساختہ مسکرائے عشو یہ نام اس کے منہ سے سنا کتنا اچھا لگا رہا تھا

"آپ بھی تو ویسی ہی ہے" ایشال نے دھیرے سے کہا

"اچھا میری معلومات میں اضافہ ہوا" ایشال نے واپس سر اٹھا کر اسکو دیکھا پھر نا سمجھی سے نفی میں سر ہلایا حمدان اس کے نا سمجھنے پر بولا

"مجھے تو لگا کے میں جانتا ہی نہیں ہوں اب "

"کس کو؟" اس نے بھوئے سکیڑ کر پوچھا

""خود کو" حمدان نے پھیکی مسکرہٹ دی ایشال کے دِل کو پھر کچھ ہوا آنکھوں میں نمی اُتر آئی کیا وہ غلط تھی کیا واقع میں اسکا دان اُداس ہے حمدان واپس پلٹ کر چلا گیا اور اس نے اسے اِس طرح دیکھا جیسا وہ اس کی زندگی سے جا رہا ہے پھر خود کی تکلیف بخشنے والی منفی سوچ کو جھٹک کر واپس مڑ گئی

★★==========★★

کہاں ملے گی مثال میری میری ستم گری کی
کہ میں گلابوں کے زخم کانٹوں سے سی رہا ہوں

اللہ اَکبر، اللہ اَکبر,

لا اِلہ اِلا اللہ

مسجد میں بھیٹا قبلے کی طرف رخ کیے وہ اپنے مضبوط ہاتھ اٹھائے اللہ سے روبرو تھا

"یا اللہ مجھے معاف کر دے۔۔۔۔میں جانتا ہوں میں نے اس کو تکلیف دی ہے درد دیا ہے لیکن میرے مولا میں کیا کروں کیا واقعی عشق آپ کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم کر دیتا ہے کیا میں نے جو کچھ بھی کیا وہ سہی ہے کیا میرے ماضی میں کیے گئے ایک فیصلے کی وجہ سے اسکی زندگی تو برباد نہیں ہوئی ہو گی؟" وہ تڑپ کر اللہ کی بارگاہ میں آنسو بہا رہا تھا وہ انگنت سوال کر رہا تھا لیکن اسے جواب موصول نہیں ہو رہا تھا وہ اپنے سوال کے جواب مانگ رہا تھا لیکن اس کو مایوسی مل رہی تھی لیکن وہ نہیں جانتا تھا اللہ اس کے سوالوں کے جواب بہت جلد دینے والا ہے اس کے سوالوں کے جواب بہت جلد ملیں گے۔ہم انسان ایسے ہی ہوتے ہیں اللہ سے شکوے کرتے ہے ناشکرا پن کرتے ہے اللہ ایسا کیوں ہوا اور جواب نا ملنے کی صورت میں مایوس ہوتے ہے لیکن ہم نہیں جانتے ہمیں کہی نا کہی جواب ضرور ملتا ہے لیکن ہم کبھی غور نہیں کرتے اللہ کے ہر کام میں مصلیحت ہوتی ہے۔وہ کچھ دیر سجدے میں رہا پھر اٹھا چہرہ پر ہاتھ پھیرہ اور جگا سے اٹھ گیا اور جانے کے لیے مڑا کے کسی بزرگ کی آواز سنائی دی

"بیٹا؟" وہ پلٹا تو دیکھا پلر سے ٹیک لگائے سفید شلوار قمیض سفید داڑھی سر پر سفید ٹوپی پہنے ہاتھ میں موٹے تصبیح کے دانے پکڑے اسکی طرف دیکھ رہے تھے۔حمدان ادب سے چلتا ہوا ان کی طرف آیا انہوں نے اس کو بھیٹنے کا اشارہ کیا حمدان بھی خاموشی سے بیٹھ گیا اور سر جھکا لیا

"دکھ بتا؟" انہوں نے پہلا سوال یہی درفیات کیا حمدان نے چونک کر سر اٹھایا پھر آنکھیں موند لی ایک لمبی سانس فضا کے سپرد کی پھر آنکھیں کھولی

"وہ مجھ سے دور ہے" حمدان نے بس اتنا کہا وہ بھول گیا تھا کے وہ کسی اجنبی سے مخاطب ہے۔بزرگ کے چہرے پر مسکراہٹ آئی حمدان پزل سا ہوا

"کیوں؟" انہوں نے پوچھا

"شاید میری غلطی کی وجہ سے" حمدان نے دِل کا حال بتایا

"عشق کا مارا ہے؟" ان کے سوال پر حمدان نے ایک بار پھر چونک کر ان کو دیکھا اور دھیرے سے سر اثبات میں ہلایا

"عشق سے کیا ملا؟" سوال مختصر تھا

"مایوسی" جواب بھی مختصر تھا

"مایوس کیوں ہوتے ہو بچہ ایسی کونسی چیز ہے جو تیرا رب کے ہاں نہیں ملتی" حمدان نے ان کو بغور دیکھا ان کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں

"مانگ چکا ہوں "

"ملی؟ "

"معلوم نہیں "

"چاہتا کیا ہے؟ "

"معافی "

"صرف معافی؟"حمدان رکا پھر مسکرا کر بولا

"چاہتا تو بہت کچھ ہوں لیکن معافی مل جائے یہی بہت ہے"حمدان کی نظریں جھک گئی

"عشق کیا ہے؟"اچانک نم آنکھیں اٹھا کر لرزتی آواز سے پوچھا سامنے بیٹھے بزرگ محفوظ ہوئے

"بیٹا۔۔۔"بزرگ نے گہری سانس لی پھر بولنا شروع کیا

"عشق دو طریقے کا ہوتا ہے پہلا مالک حقیقی اور اس کے نبی سے اور دوسرا کسی شخص سے "حمدان پر نظریں لائے جو بے صبری سے دیکھ رہا تھا

"کسی شخص سے متوجہ ہونا اس کے حِصار میں قید ہوتے چلے جانا اس کی پسند ناپسند کا خیال کرنا اس کی اچھی بری باتوں پر دھیان دینا اپنا وقت اس کے لیے بِتانا اسے بے پناہ چاہنا عشق کی ابتدا ہے"حمدان توجہ سے ان کی باتیں سن رہا تھا

" آہستہ آہستہ اپنے اوپر اسکو ترجیح دینا اسکا جنون سوار کر لینا اس پر مر مٹ جانا اس کے لیے سب کچھ تباہ کر دینا۔۔۔یہ خطرناک معاملا ہو جاتا ہے"حمدان نے غور کیا ان کے لب مسکرائے

"پھر کیا کرنا چاہئے جنون عشق کو کیسے ضبط کرنا چاہئے میں نہیں مانتا صبر آ جاتا ہے لوگ دلاسہ دیتے ہے لیکن بچھڑنے والا تو دُنیا ہوتا ہے آپ کی"کتنی تڑپ تھی اس کی آواز میں سامنے بیٹھے بزرگ نے اسکی جلتی آنکھیں دیکھ کر مسکرائے

"بہت جلد جواب مل جائیگا"ان کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور حمدان حیرانی میں مبتلا

"چلو فی امان اللہ"وہ اٹھے حمدان بھی ان کے ساتھ اٹھا انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرہ اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے چلے گئے جب کے حمدان ان کی پشت دیکھتا رہ گیا ایک سکون تھا جو حمدان علی حیدر کو محسوس ہوا تھا

★★===========★★

چوڑیوں اور پایلوں کی جھنکار میں اور کھلاہٹوں کی کھنک شامل ہو کر ایک دلکش سی ترنگ پیدا کر رہی تھی مہندی'ابٹن اور تازہ پھولوں کے گجروں کی مہک نے ماحول کو کافی ہت تک مسحور کن بنا رکھا تھا حریم کو سرخ دوپٹے کی چھاؤں میں بھٹایا ہوا تھا کمرے کی ایک دیوار کی طرف جھولا رکھا تھا جس پر حریم بھیٹی تھی جھولے کو گلاب اور موتیوں اور گیندے کے پھولوں سے سجایا تھا اِس جھولے

میں دلہن کے علاوہ دو اور لڑکیوں کی بھیٹنے کی جگا تھی جو دلہن کے دائے بائے بیٹھ کر مہندی یا پھر تیل وغیرہ لگانے کی رسم کر رہی تھی اور پل پل میں اریب کے نام سے چھیڑ نانا بھول رہی تھی جس کو سن کے حریم کا چہرہ ٹماٹر کی طرح ہو رہا تھا اور فضا میں لڑکیوں کا قہقہ گونج رہا تھا

"بھئی ہٹو سائڈ ہو سب" اچانک لڑکیوں کے اِس جھرمٹ میں کچھ لڑکے بھی آ گئے تھے

"اوہ بھئی کہاں گھسے آرہے ہو؟" ارجا تقریباً چِلائی تھی

"کیا کیا کہاں گُھس رہے ہو سائڈ ہو" فیضان نے بڑے رعب سے کہا جس پر عرجا اور باقی لڑکیوں کو کوئی اثر نہیں پڑا تھا

"بھئی ہم تو اپنی بہن کو اُبٹَن لگانے آئے ہے" جنید نے اونچی آواز میں با قاعدہ علان کیا تھا جس پر صرف ہی حریم مسکرائ

"کیوں نہیں لگاؤ لگاؤ" اِرم بھابی نے لڑکوں کی ٹیم کا ساتھ دیا تھا

"کیا بھابی" ماہم نے ناگواری سے لڑکوں کو دیکھا اور اٹھ کر ایک سائڈ پر ہو گئی ارے بھئی اتنے ہٹے کٹے لڑکوں کی جگا جو بنانی تھی سب لڑکے ارد گرد بیٹھ کر حریم پر اُبٹَن لگانے لگے انکی شرارتوں سے پل پل سب کا شور گونج رہا تھا

"بچوں چلو بہت مستیاں ہو گئی اب بڑوں کو رسم کرنے دو اور لڑکیوں جاؤ کل مہندی اور نکاح ہے تیاریاں کرو اپنی اپنی" شازیہ خالہ نے اندر داخل ہوتے ہی سب کو حکم جاری کیا تھا حریم علما اور ماہم کی دوستیں سائڈ پر ہو کر ان لوگوں کی ویڈیو بنانے میں مصروف تھیں جبکہ ساری کزنیں لڑکوں کا خوب ساتھ دیتی دکھائی دے رہی تھیں

"ارے ارے گروپ سیلفی تو ہوئی نہیں" علما یک دم چِلائی سب نے علما کی طرف دیکھا وہ بال کھولے سفید پیلے اور لال چھوٹے چھوٹے پھولوں سے بنا بارِیک تار کا تاج پہنے سب کی طرح پیلے کپڑوں میں تھی، سفید اور گلابی رخسار پر بے ترتیب لگی ابٹن اس کی جلد کو کھلا رہی تھی وہ بلاشبہ پرستان سے آئی ہوئی پری لگ رہی تھی

"یس" تصویر کا سنتے ہی سب نے شور مچایا اور لڑکوں میں سے ایک لڑکے نے تصویر بنا کر یہ یادگار پل قید کیا

"فاہد جلدی سے مجھے سینڈ کرو" علما نے فاہد کے کان میں سرگوشی کی تھی فاہد کو لگا اسے پوسٹ کرنی ہو گی اسلیے اس نے کر دی لیکن پاس بھیٹی سمرہ کو دال میں کچھ کالا لگا

"تمھارے خرافاتی دماغ میں کیا چل رہا ہے" سمرہ اور ہبا قریب آکر اسے رازداری سے پوچھنے لگی

"اریب جیجو" علما نے زُبان نکال کر ایک آنکھ دبائی پہلے تو سمرہ کو سمجھ نا آیا لیکن ہبا کا جب علما کے ساتھ قہقہ بلند ہوا تو اسے ساری کارستانی سمجھ آگئی تھی

★★==========★★

وہ اپنے کمرے سے نکل کر باورچی خانے میں آچکا تھا باورچی خانے میں کھڑی سایمہ جو میشال شفا اور حزیرہ کے ساتھ دوپہر کے کھانے کا بندوبست کر رہی تھی اس کو دیکھ حیران ہوئی

"بیٹا آپ یہاں کچھ چاہیے تھا تو ذلیخہ سے کہہ دیتے" سایمہ نے ساتھ کھڑی برتن دھوتی ذلیخہ کی طرف اشارہ کرتے کہا

"ارے نہیں آنٹی چل" وہ پانی پیتے بولا

"بس ایک کپ چائے ملے گی؟" حسیب نے میشال سے پوچھا

"جی ضرور" وہ سر اثبات میں ہلاتی چائے کا پانی ابالنے لگی

"اور بتاؤ بیٹا کیسی جا رہی ہے زندگی؟" سایمہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا

"بس آنٹی مام ڈیڈ تو اس دنیا میں رہے نہیں بچا میں اکیلا تو بس اچھی سی گزر رہی ہے" حسیب سلپ پر بھیٹتا بولا

"شادی کا کیا ارادا ہے؟" حزیرہ جو پھل کاٹ رہی تھی چھری چھوڑ کر شرارت سے پوچھنے لگی

"بس ایک اچھی سی لڑکی کی تلاش ہے" حسیب دونوں ہاتھ اٹھاتے سوچتے ہوئے بولا

"کیوں لندن میں کوئی نہیں ملی؟" شفا نے ٹشو سے ہاتھ پوچھتے حیرانی سے پوچھا

"کیا خاک ملی" حسیب بد مزا ہوا۔ اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا تھا وہ تینوں ہنسی تھی جبکہ سایمہ مسکراتی رہ گئی

"تو کوئی بات نہیں حسیب بھای پاکستان میں ڈھونڈ لیں" میشال نے چائے کا کپ اسکو پکڑاتے کہا

"ہاں یہاں کوئی کم تھوڑی ہے" حزیرہ فخریا انداز سے بولی

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے بس دیا کرو کسی حور جیسی سے ملاقات ہو جائے "

"ضرور" میشال نے مسکراتے کہا

"ویسے حسیب تمہیں کیسی لڑکی چاہیں؟" شفا نے دیگچی میں کبگیر چلاتے پوچھا

"بس کوئی معصوم سی پیاری بھولی" حسیب نے شوخی سے اپنی پسند بتائی۔ سب ہنسنے لگے

"چلے اچھی بات ہے" حزیرہ بولی

لڑکا بھی معصوم ہونا چاہیں" سایمہ نے حسیب کا کان پکڑتے پیار سے کہا

"ارے ارے بس آنٹی مجھ سے معصوم تو کوئی ہے نہیں"

"آنٹی نہیں حمدان کی طرح چچی کہو" سایمہ نے مسکرا کر اسے ٹوکا

"ہاہاہاہا او کے چچی جان" حسیب نے مسکرا کر کہا تو سب مسکرا دیے

★★==========★★

آج پھر نمرہ اریبہ کے ساتھ کام سے باہر نکلی ہوئی تھی۔ نمرہ سنجیدگی سے چہرہ چادر میں چھپائے ہاتھ میں گھڑی پکڑے پاس چلتی اریبہ سے کچھ بات کرنے میں مصروف تھی

"نمرہ تو ادھر رک میں چھیتی آئی" اریب نمرہ کو سڑک پر کھڑا کر کے سامنے ایک دھوبی کی دکان کی طرف بڑھ گئی جب کے نمرہ کھڑی ارد گرد کا جائزہ لینے لگی اچانک اسے پیاس کی طلب ہوئی سامنے پانی کا ہینڈ پمپ لگا دیکھ نمرہ ادھر اُدھر دیکھتی روڈ پار کر کے اس طرف جانے لگی جب دفعتا تیزی سے ایک مہنگی ترین سفید گاڑی اسے ٹکرای شکر کے گاڑی میں بھیٹی لڑکی نے سہی وقت پر بریک لگ لیا تھا لیکن پھر بھی نمرہ کی ٹانگ میں چوٹ آ گئی تھی وہ کرہا کر نیچے بھیٹی سڑک پر ایس پاس رش نہیں تھا تو کوئی جمع نہیں ہوا تھا اچانک گاڑی کا دروازہ کھلا اور ایک لڑکی باہر آئی۔ سفید سکرٹ پر سفید چھوٹی بغیر استینوں والی کھلی قمیض پہنے بال تو اس کے تھے ہی نہیں لڑکوں کی طرح بمشکل گدی پر آ رہے تھے گلے میں کالی چین پہنے وہ کافی ماڈرن لڑکی تھی جو نمرہ کو ایک آنکھ نہیں بہائے بلکے وہ تو اسکا لباس دیکھ کر ہی حیران تھی اس نے آج تک اتنی بے حیائی نہیں دیکھی تھی

"اوہ گاڈ ہاؤ ڈرے یو" وہ اس کو اٹھانے کے بجائے اُلٹا اس پر غصے سے انگریزی میں چلانے لگی۔ نمرہ نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا

"کیا ہوا ڈارلنگ" دفعتا گاڑی کا دوسرا دروازہ کھلا نمرہ نے چادر جو منہ سے ہٹ چکی تھی مردانہ آواز سن کر اس نے واپس منہ چھپایا اور اٹھنے کی کوشش کی

"حنین دیکھو نا یہ گرل میری کار کے آگے آ گئی" اس کا غصہ پل بھر میں غائب ہو چکا تھا اور منہ بنا کر لاڈ سے اس کے جیسے ہم رنگ کپڑے پہنے نوجوان سے بولی نمرہ کی جیسی نظر حنین پر پڑی وہ ساکت ہو گئی۔۔۔ یہ تو وہی تھا جو ایک ہفتے سے نمرہ کے ہوش و ہوس میں قائم تھا یہ تو وہی شخص تھا جو نمرہ کی آنکھوں سے اوجھل ہونا گوارہ نہیں کر رہا تھا نمرا کے چہرے پر مسکراہٹ آئی اور وہ پوری قوت سے اٹھی

"اوہو ڈارلنگ تم اپنا موڈ کیوں خراب کرتی ہو ان جیسے لوگوں کو وجہ سے" حنین نے حکارت سے چادر میں لپٹی نمرہ کو دیکھا نمرہ تو اسکی بات سن کر ہکا بکا رہ گئی تھی

"ان لوگوں کا تو کام ہی یہی ہوتا ہے ہم جیسے امیر لوگوں کو گاڑیوں کے سامنے آنے کا" حنین مزید بولا اس کا ایک ایک لفظ نمرہ کے عصاب ڈھیلے کر رہا تھا۔ یہ وہ تو نہیں تھا جو نمرہ نے اس دن دیکھا تھا یہ تو کوئی اور تھا

"بٹ ڈارلنگ" وہ منہ بنا کر بولی تو حنین نے ہاتھ کے اشارے سے روکا

"یہ لو اور چلتی بنو" حنین نے جیب سے اپنا والٹ نکال کر ہزار ہزار کے نوٹ نکالے اور نمرہ کی طرف بڑھائے نمراہ کی آنکھوں میں آنسو اُتر کر چادار میں جذب ہوئے

"اُف حونی یہ نخرے دیکھائے گی چھوڑو خود تو عجیب چادار میں ہے اتنی گرمی میں مجھ سے نہیں رہا جا رہا باہر چلو واپس" اس لڑکی نے اکتا کر نمرہ کو اوپر نیچے تک ایسے دیکھا جیسے وہ خلائی مخلوق ہو لیکن نمرہ کی نظریں حنین پر اٹکی تھی اسے یقین نہیں آ رہا تھا

" اوکے چلو" وہ اس لڑکی کو کمر سے پکڑ کر واپس گاڑی میں لے گیا اور زن کرتی گاڑی اس کے برابر سے گزر گئی لیکن وہ ساکت وہی کھڑی رہ گئی۔ صرف ایک نام ذہن میں گھوم رہا تھا" حنین"

★★==========★★

حیدر ویلا کا ماحول بھی عزیز ہاؤس سے مختلف ہرگز نا تھا بلکے پورا گھر مہمانوں سے بھرا ہوا تھا ساری لڑکیاں ڈھولک کی تاپ میں تالیاں بجاتی شادی کے گانے میں مصروف تھی سارے لڑکے کاموں میں مصروف تھے جبکہ گھر کے بڑے انتظامیت میں مصروف نظر آرہے تھے۔ اریب اتنے منع کرنے کے باوجود ابٹن لگوا کر کمرے میں داخل ہوا تھا اور شرٹ اُتار رہا تھا تبھی دروازہ بجا

" آجائیں" دروازہ کھول کر حمدان داخل ہوا تھا اریب فوراً مسکرایا

" ارے حمدان آؤ نا "

"بھائی یہ" حمدان نے اریب کو اوپر سے نیچے تک دیکھا تھا جس پر جگا جگا پیلے ابٹن لگا تھا

" یہ امی نے کچھ سنتی ہی نہیں ہے اور یہ دیکھو ایمان اور زین کی ہرکتوں کو بال تک نہیں چھوڑے" اریب چڑ کر ملسلسل بول رہا تھا جبکہ حمدان مسکراہٹ دبائے اپنے بھائی کو دلچسپی سے دیکھ رہا تھا

" حمدان کیا ہوا؟" اریب کا اس کو یک ٹک دیکھنا عجیب لگا

" کچھ نہیں بس دیکھ رہا ہوں شادی کی کافی خوشی ہے" حمدان مسکراہٹ دبانے میں ناکام ہو گیا جس پر اریب اور چڑ گیا پھر دونوں ہنسنے لگے

" آئی مسڈ یو" اریب سنجیدہ ہوتے بولا حمدان نے آنکھوں سے ہامی بھر کر" آئی مس یو ٹو" کہا اریب اس کے جیسی ہی گلے لگنے آیا حمدان بول پڑا

" آ۔۔۔آ۔۔۔ابھی نہیں آپ ہاتھ لے لیں" حمدان دو قدم پیچھے ہوتے بولا اریب کی مسکرہٹ اور گہری ہوئی

"اپنی شادی میں کیا کرو گے ؟" اریب شوخ سے بولا تھا لیکن حمدان کے چہرے کی مسکرہٹ کو غائب ہوتے ہوئے لمحہ نہیں لگا تھا چہرے پر کئی رنگ آئے تھے گئے تھے لیکن اریب کے موبائل نے اس کو اپنی طرف موتوجہ کر لیا تھا جسکے اریب اس کے تاثرات دیکھ نا سکا تھا اریب نے بھویں سکیڑے کر موبائل کو دیکھا پھر مسکراہٹ پھلتی گئ چہرہ کھل سا گیا تھا

"اوہو بھئ کس بات پر ٹماٹر ہو رہے ہو؟" حذیفہ اور صبحان ایک ساتھ کمرے میں داخل ہوئے تھے

"ہمیں بھی تو دیکھنے کو ملے" حذیفہ نے ایک دم اسکا موبائل چھینا جب کے بے چارہ اریب منع کرتا رہ گیا

"اہووو" حذیفہ کا اوہو پر کافی زور تھا

"دیکھ رہے ہو حمدان بھیا بھابھی کی تصویر دیکھی جا رہی ہے" حذیفہ نے کافی اونچی آواز میں کہا۔ حمدان کی بھویں اٹھ گئی جبکہ اب شور بلند کرنے کی باری صبحان کی تھی

"سالی صاحبہ نے بھیجی ہے ارے واہ" صبحان اوور ایکٹنگ کرتے بولا

"اوہو بھابی کی تو مسکرہٹ تھمنے کا نام لے رہی" حذیفہ نے کافی شوخ سے کہا اریب مسکرتی ہوئے نفی میں سر ہلا کر رہ گیا

"یہ دیکھیں حمدان بھائی" صبحن نے موبائل حمدان کے آگے کیا ہی تھا حمدان کی نظر موبائل پر پڑتی کے کسی نے چھین لیا

"اللہ اللہ" اریشہ اور ایمان تقریباً چیخی تھی

"وائو بھابی واہ ہر کزنس" اریشہ بالوں کی لٹیں پیچھے کرتی تصویر کو دیکھتی بولی۔ منظر کچھ ایسا تھا حریم شرماتے ہوئے کیمرہ کی طرف دیکھ رہی تھی اور اس کے ارد گرد لڑکے لڑکیاں الگ الگ اسٹائل بنائے کیمری میں دیکھ رہے تھے حریم کے بالکل برابر ماہم جو حریم کی طرف پھولوں کا تاج اور ڈریسنگ کی تھی وکٹری کا نشان دے رہی تھی اور علما جو حریم کے بائے ہاتھ پر بھیٹی پاوٹ بنا رہی تھی

"وائو یہ کون ہے" ایمان سمرہ اور ہبا کی طرف اشارہ کرتی بولی جو شور مچانے کا پوز دے رہی تھی

"ہو نگی کوئی کزن یا دوست" اریشہ نے سوچتے ہوئے کہا

"ادھر دو کیا جائزہ لینے لگی ہوں تم دونوں" صبحان نے کیمرہ چھینا وہ دونوں غصہ پی کر رہ گئی تھی

"آپ بھی ادھر دے دیں بھائی صاحب" اریب نے صبحان کے ہات سے موبائل چھین کر ایمان اور اریشہ کا بدلہ اتارا تھا

"ہاہاہاہاہا" اریشہ ایمان کی ہنسی چھوٹی تھی جبکہ صبحان جل کر اریب کی طرف دیکھتا رہ گیا جو بیڈ پر موبائل پھینک کر باتھ روم تک گھس گیا تھا

"بھائی" ایمان چہکتی ہوئی حمدان کی طرف مڑی لیکن اس کو وہاں نہ پا کر حیران رہ گئی

"ہیں ابھی تو یہی تھے کہاں گئے" وہ چاروں سوچتے رہ گئے

★★==========★★

Urdu Novels Ghar

"بچاؤ مجھے کوئی تو بچالو" علما چیختی چلاتی بیڈ پر چڑھتی نیچے کھڑی حریم سے بچنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی جو ہاتھ میں پکڑے تکیہ لے کر غصے سے اس کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑی تھی جبکہ ارد گرد بھیٹی لڑکیوں کا ہنستے ہنستے برا حال تھا

" کمینوں ہنس ہنس کر مر جاؤ گی یہ نہیں ایک مظلوم کو بچالو" علما کبھی اس طرف ہو رہی تھی تو کبھی اس طرف

"ادھر رکو تم تمہیں تو آج میں چھوڑوں گی نہیں" حریم انان فاناً غصے میں لال ہو رہی تھی

" آئی ایم سوری" اس نے باقاعدہ کان پکڑنے لگی لیکن اِس وقت حریم پر کوئی اثر نہیں پڑھ رہا تھا

"سوری کی بچی ان کو تصویر کیسے بھیجی" یقیناً حریم کو علما کی حرکت کا علم ہو چکا تھا

"سوری نہیں اقراء کی بچی" وہ معصومیت کی ساری حدیں پار کرتی بولی جس پر سب کا قہقہ ایک اور بار ابلا

"ایما اچھا نہیں مارو نگی شرافت سے نیچے آجاؤ" حریم نے ضبط سے کہا

"نہیں میرا ٹرسٹ اشو ہے" وہ رونی صورت بناتی بولی سب پھر ہنسنے لگے

"ویسے حریم ان کا ریلائے تو سن لو" سمرہ چہکتی ہوئی موبائل پر نظریں جمائے بولی تو حریم کے ہاتھ سے تکیہ گر گیا وہ وہی جم کر کھڑی ہو گئی

★★==========★★

"امی جان کیا ہوا آپ کافی کھوئی کھوئی نظر آ رہی ہے؟" اسمہ دودھ کا گلاس لیتی اندر داخل ہوئی تو حمیدا بیگم کو کھویا ہوا پایا

"امی جان وہ۔۔۔" حفصہ اور ان کی بیٹی صفیہ بھی آئی لیکن اپنی بات ادھوری ہی چھوڑ دی

"کیا ہوا؟" حفصہ نے سائمہ کی طرف دیکھ کر پوچھا

"پتا نہیں "

"امی جان آپ کے کہنے پر طارق نے ایشال کے لیے جو رشتہ آیا تھا اس کو انکار کر دیا" صفیہ نے جان بوجھ کر اونچی آواز مسکراتے ہوئے کہا۔ حفصہ اور سائمہ نے حیرانگی ایک دوسرے کی طرف دیکھا

"کیسا رشتہ؟" حفصہ نے پوچھا

"ایشال کے لیے طارق کے ہاں سے آیا تھا بھی لیکن امی جان نے منع کروادیا" صفیہ نے ایسے بتایا جیسے جتا رہی ہو

"امی جان اپنے کے ایشال رشتے کو منع کیوں کروایا؟" اسمہ نے پوچھا تو سب نے ان کی طرف ایسے دیکھا جیسے انہوں نے کچھ غلط کہہ دیا

"تم نہیں جانتی بہو؟" حمیدا بیگم سخت آواز میں اسمہ کو گھورتی بولی

"جی؟"اسمہ کو سمجھ نا آیا

"ایشال بیٹی ہمارے حمدان کو پسند کرتی ہے"ہمیدا بیگم نے کہاتو صفیہ اور حفسہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرادی

"واقعی میں ناواقف تھی"اسمہ کو حیرانگی ہوئی"حمدان کی طرح"صفیہ بڑبڑای لیکن ہمیدا بیگم کے دیکھنے پر جلدی سے بولی

"میرا کہنا کے مطلب حمدان توناواقف ہے میری عشو کی پسند سے وہ تھوڑی مانے گا"

"ایسی بات نہیں ہے صفیہ باجی ویسی بھی ہماری ایشال لاکھوں میں ایک ہے کون ماں نہیں ہوگی جو ایشال جیسی بیٹی کو اپنے بہو بنانا پسند نہیں کریگی"حفسہ نے مسکرتے ہوئے کہاتو وہ سر اثبات میں ہلاتی رہ گئ

"لیکن حمد۔۔"اسمہ کی بات ہمیدا بیگم کی بات نے کاٹ دی

"حمدان انکار کرے یا اقرار ایشال کا رشتہ حمدان سے ہی ہوگا بس اریب کے ولیمہ پر دونوں کی مگنی رکھ دو"ہمیدا بیگم کے کہنے پر جہاں اسمہ اور حفسہ چونکی تھی وہی صفیہ خوشی سے پھولی نہیں سمائی

"سو بسم اللہ "

"لیکن۔۔۔"حفسہ نے کچھ کہنے چاہا

"لیکن ویکن کچھ نہیں میں نے اپنے بیٹے اور داماد سے بات کرلی ہے تم لوگ تیاریاں کرو"ہمیدا بیگم نے فیصلہ سنایا

"جی"حفسہ نے مسکرتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا

"اورہاں حمدان کو خبر کردینا"وہ سنجیدگی سے کہتی تصبیح پڑھنے لگی تو وہ تینوں سر اثبات میں ہلاتی باہر نکل گئ

★★==========★★

وہ لڑکھڑتے قدم اس کچے مکان میں داخل ہوئی تھی اور سمی کا سہارا لیتی مشکل سے پلنگ میں بھیٹی تھی ناچاہتے ہوئے بھی اسے سمی کو حادثے والی بات بتانی پڑی تھی لیکن دل ودماغ میں اِس وقت ایک ہی شخص منڈلارہا تھا جس کا ہفتوں سے تصور کرکے چہرے پر مسکرہٹ آجاتی تھی آج اس شخص کا اصل روپ دیکھ کر اسے خود سے گھن آرہی تھی وہ اس شخص کی محبت میں مبتلا ہوگئ تھی جس سے اسکا کوئی جوڑ ہی نہیں ہے

"باجی پانی"سمی کی آواز پر اس نے چونک کر سر اٹھایا اور سمی کو دیکھا جو اسٹیل کا کٹورا ہاتھ میں پکڑے اس کی جانب پریشانی سے کیا ہوا تھا اس نے آنسو کڑے ضبط کرکے کٹورا لے کر پانی کے گھونٹ پیے

"اوہ نمرہ کھانا بنا آتا ہی ہوگا تیرا آوارہ ابا"اچانک کمرے سے رخشیدہ کی آواز پر دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا

"باجی کی طبیعت ناساز ہے اسکی ٹانگ پر چوٹ آئی ہوئی ہے وہ ٹھیک سے چل بھی نہیں پا رہی ہے" سمی نے اونچی آواز میں کہا۔اچانک لکڑی کا دروازہ کھلا اور انعام داخل ہوا

"بتاؤں ابھی تجھے بڑی قینچی کی طرح زُبان چل رہی ہے" رخشیدا سر پر دوپٹہ باندھتی تیزی سے کمرے سے نکل کر آئی

"دیکھ رہا ہے کیسے تیرے بچے زُبان چلاتے ہے مجھ سے" انعام کو دیکھتے ہی رخشیدہ بھڑک اٹھی

"اوہ سمی ادھر آ" انعام ویسی ہی برے موڈ میں گھر میں داخل ہوا تھا اور گھر کی چِک چِک دیکھ کر ہمیشہ کی طرح سمی اور نمرہ پر غصہ اتارا سمی کو پکڑا اس نے دو تھپڑ لگائے نمرہ نے اٹھنا چاہا مگر دَرد کی وجہ سے پلنگ سے اٹھنا مشکل ہو گیا

"دفعہ ہو یہاں سے" سمی کو تھپڑ مار کر انعام نے اس کو دھکا دیا اور پلنگ کی طرف آ گیا

"اوہ اٹھ ہر وقت آوارہ پھرتی رہتی ہے جا جا کر کھانا بنا بھوک لگی ہے" نمرہ کو بھی دھکا دیتا ہوا وہ پلنگ پر گلے سے چھوٹا رومال نکلتے ہوئے بولا

"ابّا میری ٹانگ۔۔۔۔" نمرہ دَرد سے بولی

"اوہ چُپ کر بہانے بازی بالکل ماں پر گئی ہے وہ بھی اِس طرح کی آوارہ تھی کام سے تو جان نکلتی تھی جا مر جا کے" اونچی آواز میں بولتا نمرہ کے بال پکڑے اور ایک طرف دھکیلا نمرہ کی آنکھوں میں تکلیف سے نمی اُتر آئی لیکن اپنی تکلیف کو ہمیشہ کی طرح نظر انداز کر کے اٹھتی لڑکھڑاتی باورچی کھانے کی طرف گئی سمی بے بسی سے اپنی بہن کو دیکھتا رہ گیا

"دماغ خراب کر رکھا ہے گھر میں تھکا ہارا آؤ اور ان کے چوچلے بازی نہیں ختم ہوتے آئندہ ایسی بکواس کی تم دو پلو کو تو ماں کے پاس پہنچا دونگا" دھاڑتے ہوئے بولتا وہ کمرے میں گُھس گیا جبکہ پیچھے رخشیدہ کی چِک چِک پھر سے شروع ہو چکی تھی نمرہ نے اپنی تر آنکھیں میچ لی

★★==========★★

وہ صوفے پر بھیٹا سگرٹ کے کش لگ رہا تھا تبھی دروازہ اچانک کھلا اور حفصہ اندر داخل ہوئی اس نے جلدی سے عیش ٹرے پر سگرٹ بُجھا کر رکھی اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا

"ماں آپ یہاں کوئی کام تھا مجھے بلوا لیتی" اس نے مسکرانے کی کوشش کی

"کیوں میں اپنے بچے کے کمرے میں بغیر کام کے نہیں آ سکتی" حفصہ نے مصنوعی خفگی دکھائی

"اور وہ بھی ایسا بچہ جس کو اسکی ماں تین سال سے پیار کرنے کے لیے ترٹپ گئی" حفصہ کی آنکھوں کے نمی آ چکی تھی حمد ان کا دِل بھاری ہو گیا اس نے کبھی نہیں چاہا تھا کے اسی وجہ سے اس کے اپنوں کو کسی قسم کا دکھ پہنچے

"ماں میں نے آپکو بہت یاد کیا" وہ انکی گود میں سر رکھ کر آنکھیں مندے لیٹ گیا حفسہ اپنے حمدان کی بچپن کی عادت کو آج بھی دیکھ کر مسکراتی ہوئی اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگی حمدان کو سکون ہی سکون مل رہا تھا

"کتنے دن کے لیے آئے ہو؟" حفسہ نے بمشکل اپنا لہجہ مضبوط رکھا

"بھائی کی شادی تک" حمدان کی آنکھیں بند تھی لیکن ہونٹ بھینچ لیے تھے دونوں ایک دوسرے کی کیفیت سے واقف تھے

"سب کچھ ہی تو ہے ہمارے پاس اللہ کا دیا پھر کیوں لندن کے بزنز میں اپنا وقت بتا رہے ہو واپس آجاؤ اپنوں کے پاس اپنوں کو ضرورت ہے تمہاری" حفسہ نے ہر بار کی طرح یہی بار کہی لیکن حمدان کو اِس بار انکا لہجہ خاصی ٹوٹا ہوا لگا

"ماں پلیز" حمدان یک دم اٹھ کر بیٹھ گیا اور ان کا چہرہ اپنے ہاتھوں کی پیالی بنا کر لیلیے

"آپ نے ہی تو ہمیں بچپن سے صبر سکھایا ہیں نا"

"لیکن اب صبر نہیں ہوتا بیٹا تم جانتے ہو تمھارے بغیر میں نہیں رہ سکتی"

"اور میں اس کے بغیر" حمدان بڑبڑیا۔ اب وہ کیا بتاتا اپنوں سے دور نہیں وہ تو خود سے دور رہتا ہے

"حمدان؟" حفسہ نے پکارا

"جی؟" وہ چونکا

"کیا ہوا بیٹا ایسی کیا بات ہے جو اپنی ماں سے چھپائی ہوئی ہے؟" حفسہ کو کچھ مشکوک لگا

"کچھ نہیں۔۔۔بس امی مجھے تھوڑا وقت اور چاہیئے" اس نے بمشکل خود کو سنبھالا

"لیکن..." وہ کچھ بولتی اچانک دروازا کھلا اور بھاگتی ہوئی ایمان حمدان کے پیچھے آکر چھُپ گئی جبکہ حمدان اور حفسہ الجھ سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے

"بھائی مجھے بچالیں" ایمان کی دبی دبی آواز آئی

"کدھر ہے ایمان امی جان ایمان آئی ہے؟ ایمان باہر آؤ" زین بھاگتا ہوا اندر داخل ہوا اور حمدان کے کمرے کا جائزہ لیا۔ حمدان اور حفسہ کو سمجھنے میں دیر نا لگی

"کیا ہوا زین؟" حمدان نے پوچھا

"بھائی اِس نے میرے نئے سفید کرتے پر مہندی لگادی اور اب مجھ سے بھاگ رہی ہے" زین غصے سے منہ بنا کر بولا

"تو کیا ہوا کرتا ایمان سے زیادہ قیمتی ہے؟" حمدان نے اس کا کان پکڑ کر کینچھا

"یییں بھائی آئی لویو" اچانک پیچھے سے ایمان چہکتی ہوئی باہر نکلی اور حمدان کے گلے میں بانہیں ڈال دی

"بھائی یہ غلط ہے آپ ہمیشہ اسکی سائیڈ لیتے ہیں" زین نے مصنوعی خفگی سے کہا حفصہ مسکراتی ہوئی اپنے بچوں کی شرارتے دیکھ رہی تھی

"تو کیوں نالے میں بھائی کی لاڈلی ہوں اور ویسی بھی میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا میرے ہاتھوں پر مہندی لگی تھی بس وہی غلطی سے لگ گئی" ایمان معصومیت سے بولی

"کیوں بھائی میں سچ کہہ رہی ہوں نا" ایمان نے لاڈ سے اپنے مہندی سے بھرے ہاتھ آگے کیا

"بلکل گڑیا" حمدان نے زین کا کان چھوڑ کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا ایمان نے اسی وقت سے زین کو زُبان چڑایا جس سے وہ اور جل گیا

"اٹس ناٹ فیر امی جان" وہ فوراً ماں کے پاس آگیا

"ہاں سہی کہہ رہا ہے میرا بیٹا حمدان کیوں ایمان کو بگاڑ رہے ہو بچی نہیں رہی اب وہ" حفصہ نے ہمیشہ کی طرح اپنے چھوٹے لاڈلے بیٹے کی طرف داری کی اب کی زُبان چڑانے کی باری زین کی تھی

"ماں چاہے ایمان کتنی بڑی ہو جائے میری تو گڑیا ہی رہے گی" حمدان ایمان کو پیار سے سر پر چپت مارتے بولا تو وہ مسکرا دی

"آئی لو یو مائی ہینڈسم بھائی" ایمان پر جوش بولی سب کے قہقہ ایک ساتھ گونجے سوائے حمدان کے جس نے ہمیشہ کی طرح مسکرانے پر اتفاق کیا جبکہ حفصہ نے دل ہی دل نے اپنی بچوں کی خوشیاں دیکھتی بالائی ئے لی

★★===========★★

"اس جیسا کوئی معصوم کہاں ہو گا اس جیسا کوئی حسین بھی کہاں ہو گا" سمرہ کی جگاہبا نے موبائل میں گھس کر لہک لہک کر پڑھا تھی اور پھر ایک ساتھ اوہ کا نعرہ بلند ہوا تھا حریم سرخ ہو کر شرمانے لگی علما حریم کو شرماتا دیکھ اپنی شامت کو بھلا کر بیڈ سے نیچے اُتر کر نعروں میں حصہ لے رہی تھی

"بھئی باتیں تو انڈیرک ضرور لیکن رومینٹک ہو رہی ہے" حوریہ (کزن) حریم کو سنانے میں اونچی آواز میں بولی تو سب کا ایک بار پھر اوہو کا نعرہ بلند ہوا تھا

"ابھی سے یہ حال ہے موصوف کا شادی کے بعد۔۔۔۔ "

دانیا کی بات حریم نے غصے اور شرماہٹ کے ملے جلے تاثرات سے روک دی تھی

"بس بھی کرو" حریم بولی تو سب کا پھر اوہووو پھر بلند ہوا

"اور علما تمہیں تو میں بتاتی ہوں" حریم یاد آنے پر پھر سے علما کی طرف بڑھی تھی جو بھاگ کر کمرے سے باہر نکلی تھی پیچھے سب لڑکیوں کا قہقہ جاری رہا تھا

★★==========★★

"ایشال اور میں ؟" حمدان کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا

"ہاں" حفصہ نے تحمل سے جواب دیا

"ماں آپ یہ کیا کہہ رہی ہے ایشال کو میں اپنی بہن مانتا ہوں" حمدان کو شاکڈ لگا تھا اسے یقین نہیں آ رہا تھا کے ہمیدا بیگم نے حمدان اور ایشال کے رشتے کی بات اٹھائی اور تو اور پورا گھر خوشی خوشی رضامند ہے خاص طور پر ایشال

"بہن ماننے سے کوئی بہن نہیں ہو جاتا" فضل علی حیدر کمرے میں داخل ہوئے

"میں۔۔۔" حمدان نے بے بسی سے حسیب کی طرف دیکھا جو خود حیرانگی سے حمدان کو دیکھ رہا تھا۔ حمدان اپنے عشق کے علاوہ کسی اور کا تصور بھی کرنا گوارہ نہیں کرتا تھا اور یہاں سیدھے سیدھے بات مگنی پر پہنچ گئی تھی

"بس تمہاری اور ایشال بیٹی کی بات طے ہوئی کل اریب کی مہندی ہے اور اب کوئی سوال جواب یا انکار ہامی میں سنا نہیں پسند کرونگا" فضل علی حیدر اپنا فیصلہ سنا کر جیسے آئے تھے ویسی ہی واپس چلے گئے. حفصہ بھی ان کے پیچھے واپس چلی گئی جبکہ حمدان ساکت کا ساکت ہی کھڑا رہ گیا

"حمدان حوصلہ۔۔۔" حسیب نے کچھ کہنا چاہا

"نہیں حسیب نہیں تو جانتا ہیں نا میں اس کے علاوہ کسی اور کا سوچ بھی نہیں سکتا وہ میری سانسوں میں ہے میری ساتوں میں ہے میرے دِل میں ہے میرے دھڑکن میں ہے میرے ہواسوں پر ہے میرے خیالوں میں ہے" حمدان بنا رکے بولے جا رہا تھا یہاں تک کے چہرہ سرخ ہو چکا تھا حسیب اس کی کیفیت سمجھ رہا تھا

"حسیب یہ کیسے ہو سکتا ہے میں۔۔۔ میں نہیں کر سکتا یہ گناہ ہے میرے لیے" وہ دھپ کر بھیٹا اور اس نے دونوں ہاتھوں سے چہرے چھپا لیا شاید وہ اپنے آنسو روکنے کی کوشش کر رہا تھا حسیب بے بسی ولاچاری سے اسے دیکھتا رہ گیا وہ چاہتے ہوئے بھی اپنے دوست کے لیے کچھ نہیں کر پا رہا تھا

"ہم جلد ہی مشکل کا حل نکال لینگے" حسیب نے دلاسہ دیا حمدان نے چونک کر سر اٹھایا

"میں ایشال سے بات کرونگا" اس کو دھارس ملی تھی اسے کہی نا کہی یقین تھا یہ فیصلہ ایشال پر بھی تھوپا گیا ہو گا مگر اسکو معلوم نا تھا یہی فیصلہ ایشال کی زندگی کا سب سے خوبصورت فیصلہ تھا

★★==========★★

شاپنگ مال وہ حریم کی شادی کی شاپنگ کرنے سب لڑکیوں کے ساتھ آئی ہوئی تھی۔ وہ ہاتھ میں بھاری شاپر پکڑے فوڈ کورٹ کی جانب بڑھ رہی تھی پلے ایریہ سے رک جاو دِل دیوانے چل رہا تھا اور باہر بارش زور و شور سے ہو رہی تھی وہ گانے کا مزہ لیتے لیتے چل رہی تھی جب کسی شخص سے زور سے ٹکرای ہاتھ سے شوپر تو گرے ہو گرے لیکن وہ خود بھی بری طرح گرنے والی تھی لیکن سامنے والے شخص نے اسکو بچالیا اور وہ اسکی بانہوں میں جا گری اسی وقت دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا

رک جاو دِل دیوانی

پوچھو تو میں ذرا

لڑکی ہے یا جادو

خوشبو ہے یا نشہ

سمرہ غصے سے سارم کی طرف دیکھ رہی تھی لیکن ایک پل کو ہی سہی دونوں کو عجیب سا احساس نے گھیرا تھا دونوں احساسات کو جھٹک کر سیدھے ہوئے

"مووی چل رہی ہے یہاں کوئی؟" آس پاس کے لوگ مسکرتے ہوئے انہیں دیکھ رہے تھے سمرہ نے غصے سے سب کو دیکھ کر کہا سب فوراً اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے

"اور تم مسٹر ہائوڈرئے یو یو چی ہاں میں تمہاری ایری غیری لڑکیوں کی طرح نہیں ہوں جن کو تم آئی لو یو بول دو تو وہ اپنی جان نچھاور کر دے" سمرہ دبی غصے سے سارم سے بولی سارم نے تحمل سے سنا پھر اس کے چُپ ہونے پر بولا

"کتنا بولتی ہو تم "

"میرا منہ ہے میں کم بولو یا زیادہ تمہیں اسے کیا" سمرہ کو سارم کی بات پسند نا آئی تھی

"توبرا ہے مہربانی مجھ سے مخاطب ہو کر نا بولے" سارم نے ہاتھ جوڑ کر تنزیہ کہا

"کیوں تم ہوتے کون ہو جو تم سے مخاطب ہوتے ہوئے میں خوف کھاؤ "

"سمرہ میں آپکا اِس لیے لحاظ کر رہا ہوں کیوں کے آپ علما کی دوست ہے آئی سمجھ؟" وہ اس کو زہے نشیی کروا رہا تھا یا خود کو وہ سمجھ نا پایا۔

"علما خبادار اپنے غلیز منہ سے میری علما کا نام بھی پکارا منہ توڑ دنگی تمہارا دور رہو اسے۔۔۔ تمہارے غلیظ ارادوں سے میں واقف ہوں پیچھے چھوڑ دو اس کا وہ کوئی ایری غیری لڑکی نہیں ہے جو تمہاری محبت میں پاگل ہو جائے گی وہ علما عزیز ہے" سمرہ کی بات سے سارم نے اپنا غصہ ضبط کیا تھا

"آ حد رائٹ آپ احد عزیز کی فیانس ہیں نا علما عزیز کی بھابھی ہے نائس تو میٹ یو" سارم نے تنزیہ مسکرتے ساتھ ہاتھ آگے بڑھایا سمرہ اس کی بات سمجھ نا سکی تھی ہاتھ کو نظر انداز کر کے وہ پلٹ کر جانے لگی

"وہی احد عزیز جو آپکا فیانس تو لگتا بھی نہیں ہے اس کے ساتھ نہیں آیا شاپنگ پر او ہو بے چارہ کی قسمت خراب آپ کے پلے زبردستی باندھ دیا گیا" سارم نہیں جانتا تھا اس کے الفاظ سامنے والی لڑکی پر کیا اثر چھوڑ رہے تھے سمرہ نے اپنے آنسو بمشکل روکے اور شاپر پکڑتی لمبے لمبے قدم اٹھاتی واپس چلی گئی۔ سارم بھی مسکرتے ہوئے واپس پلٹ گیا

★★==========★★

"علما خبادار اپنے غلیز منہ سے میری علما کا نام بھی پکارا منہ توڑ دنگی تمہارا دور رہو اسے۔۔۔ تمہارے غلیظ ارادوں سے میں واقف ہوں پیچھے چھوڑ دو اس کا وہ کوئی ایری غیری لڑکی نہیں ہے جو تمہاری محبت میں پاگل ہو جائے گی وہ علما عزیز ہے" سمرہ کی بات سے سارم نے اپنا غصہ ضبط کیا تھا

حیدر ویلا میں شادی کی تیاریاں عروج پر تھی وہ لوگ نکاح کے لیے کراچی پہنچ چکے تھے اور ایک شاندار ہوٹل میں رہائش پزیر تھے مہندی سے پہلے نکاح تھا پھر مہندی بارات اور ولیمہ رکھا گیا تھا ہر طرف شور ہی شور تھا سب خوشی خوشی کاموں میں مصروف تھے کل مہندی آ پہنچی تھی اور سب کا جوش بڑھتا جا رہی تھی

"بھائی بھائی" ایمان بھاگتی ہوئی حمدان کے کمرے کی طرف آئی جہاں وہ اریب سائمہ حفسہ اور حزیفہ کے ساتھ بھیٹا تھا

"جی گڑیا؟ "

"بھائی کل مہندی ہے اور میری سینڈل ٹوٹ گئی مجھے نئی سینڈل چاہیئے" ایمان روتی ہوئی صورت بناتی بولی

"تو کیا ہوا ایمان دوسری چپل پہن لینا ویسی بھی مہندی کے بعد اسلام آباد ہی جانا ہے باقی کی ساری شادی وہی ہو گی" حفسہ نے ٹوکا

"او ہو تائی جان ہماری ایمان کو ناڈانٹے" حزیفہ مسکرتے ہوئے بولا۔ ایمان فوراً خوش ہو گئی

"بھائی ہم شاپنگ پر چلے میں ڈرائیور کے ساتھ چلی جاتی مگر یہاں کراچی کا ہمیں کچھ نہیں پتا اور امی جان بھی اکیلے جانے نہیں دینگی" حفسہ دوبارہ کچھ کہتی حمدان بول پڑا

"ٹھیک ہے گڑیا چلو حزیفہ ایمان کو سینڈل دلا کر لائے" حمدان علی حیدر جو ہر وقت سخت مزاج رہتا تھا چھوٹی سی چھوٹی بات پر اپنی سیکیٹری کو آفس سے نکالنے والا آج اپنوں کے ساتھ اسکا الگ انداز نہایت ہی میٹھا اور مختلف تھا

★★==========★★

علما سمرہ سویرا زینیہ (کزن) اور ماہم کھاپی کر شاپنگ بیگس اٹھائے مال سے باہر نکل رہے تھے علما کی نظر بار بار سمرہ کے بجھے بجھے چہرے پر پڑ رہی تھی

"کیا ہوا سمرہ؟" علما نے آخر کار پوچھ ہی لیا

"ہوں کچھ نہیں" سمرہ نے بات ٹال دی۔ علما بھی خاموش ہو گئی کیونکہ وقت اور جگا دونوں مناسب نہیں تھے

"یار یہ بارش افو جلدی سے کال ملاؤ سویرا اباجی کہاں رہ گ ئے منیب بھائی؟" ماہم اونچی آواز میں بولی

"ہاں ہاں بس آرہا ہے میسج آیا ہے" سویرا موبائل کو دیکھتی بولی۔ علما اور زینیہ باتوں میں مصروف تھیں جبکہ سمرہ نظارہ دیکھنے میں مصروف تھی وہ لوگ ابھی تھوڑا اندر تھے اسیلیے بارش سے بچے ہوئے تھے لیکن بارش کی بوندیں ان پر پہنچ ضرور رہی تھی

"اوہ آگیا منیب چلو" وہ چاروں منیب کی گاڑی دیکھ کر فوراً آگے بڑھی جو گاڑیوں کی قطار میں پیچھے کھڑا آہستہ آہستہ آگے آرہا تھا اچانک علما رک کر بولی

"میرا میک اپ والا شاپر رہ گیا "

"اوہ شٹ یار" سب ایک آواز میں بولے

"کوئی بات نہیں تم لوگ جا کے بھیٹو اندر فوڈ کورٹ میں ہو گا جہاں ٹیبل پر ہم بھیٹے تھے میں ابھی لائی" وہ سب کو کہہ کر واپس مال کے اندر چلی گئی جبکہ وہ تینوں اثبات میں سر ہلا کر جلدی سے گاڑی میں بیٹھ کر علما کا انتظار کرنے لگے

★★==========★★

"ہمارے شہر آجاؤ صدا برسات ہے
کبھی بادل برستے ہیں کبھی آنکھیں ہیں "

"واؤ کراچی کی بارش" ایمان کھڑکی سے باہر ہاتھ نکال کر بارش کی بوندیں اپنے ہاتھ پر لے رہی تھی حزیفہ بھی اس کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گیا تھا لیکن حمدان کے دل میں ایک ہی آواز بار بار کھٹک رہی تھی

"بارش اُف بارش مجھے بہت پسند ہے یہ گیلی مٹی کی خوشبو یہ ٹھنڈی بوندیں ان کو اپنے اندر جذب کرنے کا احساس بیان سے باہر ہوتا ہے کبھی اِس بارش کو محسوس کرنے کی کوشش کرنا" تین سال پہلے کی اس کی کہی بارش کے متعلق رائے اس کا ایک ایک لفظ حمدان کو باخوبی یاد تھا اس کے تو کہے ہر لفظ حمدان کو حفظ تھے

وہ اسکو اِس قدر حفظ کر چکا تھا

وہ خود کو بھول گیا تھا

وہ اسکو اِس قدر حفظ کر چکا تھا

وہ لاکھوں کے ہجوم میں اسکو پہچان سکتا تھا

وہ اسکو اِس قدر حفظ کر چکا تھا

ہزار چہروں میں اسکا حَسین چہرہ کی شناخت رکھتا تھا

وہ اسکو اِس قدر حفظ کر چکا تھا

سو آوازوں میں بھی اسکی سوریلی آواز جان گیا تھا

وہ اسکو اِس قدر حفظ کر چکا تھا

اس کے لمس کی خوشبو محسوس کرتے وہ اسکی زلف اسیر اہو چکا تھا

وہ اسکو اِس قدر حفظ کر چکا تھا~(زینب خان)

"بھائی چلیں دیر ہو رہی ہے" ایمان کی اونچی آواز سے وہ اپنے عشق کے سمندر سے غوطے کھا کر باہر نکلتا اپنے ہوش و ہوس قابو میں رکھ کر اس کے شہر میں اترا ہاں یہ اسکا ہی تو شہر تھا۔ حزیفہ ایمان کا ہاتھ پکڑے مال کے اندر لے گیا تھا وہ بھی اندر پہنچ رہا تھا بارش کا زور کم ہو چکا تھا بس بوندہ بندی اسے بھیگا رہی تھی وہ اندر کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کے برابر میں سے کسی لڑکی کا کندھا اسکو چھوتا ہوا گزرا حمدان وہی ٹھٹک گیا اور شاید وہ لڑکی بھی وہ خوشبو اس کو آرہی تھی کچھ تو تھا اس لڑکی میں وہ بے تابی سے پیچھے مڑا اس لڑکی کی اسکو پشت دکھای دی جامنی رنگ کی شرٹ پر جامنی رنگ کی جینس پہنی تھی بال پونی میں قید تھے ہاتھ میں ایک شاپر تھا اور وہ اس کی طرف پشت کیے وہی ساکت کھڑی تھی

ٹپ۔۔۔ٹپ۔۔۔۔ٹپ

سارا شور ایک طرف بارش کی بوندوں کی اواز ایک طرف ان دونوں کے درمیان حایل تھی

مانا کے تیری دید کے قابل نہیں ہوں میں

تو میرا شوخ دیکھ، میرا انتظار دیکھ

حمدان نے ہاتھ آگے بڑھا کر اسکو اپنی طرف کرنا چاہا لیکن ایمان کی آواز سے اس کے ہاتھ ہوا میں ہی رک گئے

"بھائی چلیں" ایمان بھاگتی ہوئی اس کے پاس آئی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر مال کے اندر لے گئی حمدان کو ایک پرانا احساس محسوس ہوا جیسے

اِس احساس کو وہ بہت عرصے سے پہچانتا ہو

"شاید وہم ہو گا" وہ بھی سر جھٹک کر ایمان کے ساتھ چل دیا

★★==========★★

وہ بے نیازی سے شاپر اٹھائے منیب کی گاڑی کی طرف بڑھ رہی تھی جس میں وہ سارے اسکا انتظار کر رہے تھے دل دل ہے میں شکر ادا کر رہی تھی کہ اس کا بیگ سلامت تھا وہ بارش کی بوندوں کا مزا لیتی مسکراتی ہوئی چل رہی تھی جب اس کے بقوُل کسی اندھے سے ہلکی سی ٹکر ہوئی لیکن اگلے ہی لمحے وہ وہی ساکت کھڑی ہو گئی اس شخص کے پاس سے آنے والی خوشبو بہت تیز تھی اور جس فراگرانس کی خوشبو اس کے نتھنے کو چھو رہی تھی اس پرفیوم کو وہ اچھی طرح پہچانتی تھی علما نے بمشکل تھوک نگلا شاید وہ شخص ابھی بھی کھڑا تھا وہ اپنی غلط فہمی دور کر سکتی تھی وہ پلٹ کر دیکھ سکتی تھی لیکن نا جانے اس کے پاؤں کسی زنجیر میں بند گئے تھے کے دماغ اسے پلٹنے کی گستاخی کرنے کی اجازت نہیں دے رہا تھا لیکن دل کر رہا تھا وہ پلٹے وہ کچھ پل ایسی ہی دل و دماغ کے درمیان کی جنگ کی لپیٹ میں کھڑی رہی اچانک اسکی کانوں میں ایک لڑکی کی آواز ٹکرائی

"بھائی چلیں" وہ شاید اس شخص کی بہن تھی اور وہ خوشبو آہستہ آہستہ اسے دور ہوتی گئی علما نے سکون کا سانس لیا پتا نہیں کیا تھا شاید ایک پرانا احساس محسوس ہوا تھا علما سر جھٹک کر گاڑی کی طرف بڑھ گئی کیونکہ اسے ہزار کام تھے آخر کل حریم کی مہندی تھی اور ساتھ ہی اسکی زندگی کا نیا موڑ

★★==========★★

علما حریم کی گود میں سر رکھ کے لیٹی تھی۔ اندھیرا کمرے میں تھا کھڑکی سے آتی چاند کی روشنی ان دونوں کو چُھپکے سے دیکھ رہی تھی۔ حریم پیار سے اس کے بال سہلا رہی تھی

"ایما؟" حریم نے اس کے خالی ہاتھ دیکھ کر پکارا

"جی؟ "

"آپ نے مہندی نہیں لگوائی؟" حریم کو حیرت کا جھٹکا لگا

"نہیں میم میں کل آپ کے ساتھ پارلر میں" علما کھوئے کھوئے سے اندازِ میں بولی

"لیکن میں تو صبح جلدی جاؤنگی پارلر کل وقت تھوڑی ہو گا ویسے بھی دوپہر کو نکاح اور شام کو فنکشن ہے" حریم نے مسکراہٹ دبائے علما کو چھیڑا وہ اچھی طرح جانتی تھی علما صبح جلدی نہیں اٹھتی تھی

"میم میں اٹھ جاونگی آخر میری بہن کی شادی ہے کوئی معمولی بات تھوڑی ہے" علما خفگی سے کہتے کہتے فخریہ انداز میں بولی

"ایما؟" کچھ دیر بعد حریم نے اچانک علما کو پکارا جو سر جھکائے آنسو روکنے کی ہمت کر رہی تھی

"جی؟" علما نے اپنا چہرہ اٹھایا تو اس کی آنکھیں آنسو سے تر ہو رہی تھی حریم کے دل کو کچھ ہوا

"نہیں میم کی جان میم آپ کو آنسو میں نہیں دیکھ سکتی" حریم نے فوراً آگے بڑھ کر اس کے آنسو صاف کیے

"میں کیسے رہونگی آپ کے بغیر جب میں ایسا سوچتی ہوں نا تو میرا سانس گھٹنے لگتا ہے" علما ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولی۔ شادی کی تیاریوں میں وہ دن بھر اتنا مصروف تھی کے ایک دوسرے کا دل کا حال بتانے کا وقت ہی نہیں ملا

"نہیں میری جان" حریم بھی رونے لگی پھر ایک دم آنسو صاف کر کے بولی

"ایما وعدہ کرو" حریم نے ہاتھ آگے بڑھایا علما نے نا سمجھی سے دیکھا

"کبھی بھی کمزور نہیں پڑو گی ہمیشہ ثابت قدم رہو گی بڑے سے بڑا طوفان بھی تمھارے اعتماد کو نہیں ہلا سکے گا بڑے سا بڑا ڈر خوف تکلیف تمہیں رونے پر مجبور نہیں کریگی" حریم کے الفاظوں کا مطلب صاف تھا علما نے بے بسی سے حریم کو دیکھا

"میں نہیں۔۔۔۔" وہ بھیگی آواز میں کچھ کہتی حریم نفی میں سر ہلا کر پھر بولی

"نصیب میں جو لکھا ہے وہی ہو گا صرف آنسو تمھارے اللہ کے سامنے بہنے چاہئیے ہمت رکھنی ہے تمیم کی ایما کے اندر اتنی برداشت ہے کے وہ ہر کسی مشکل کا سامنا بنا خوف کے کریگی ہر مشکل ہر پریشانی ہر دکھ سے لڑیگی کبھی کمزور نہیں پڑے گی" حریم بولتی جا رہی تھی اور علما سنتی

"بولو ایما کروں گی مجھ سے وعدہ؟" حریم نے ہاتھ آگے کیا علما نے چہرے سے آنسو صاف کیا

"ایما یاد رکھنا یہ وعدہ کبھی ٹوٹنا نہیں چاہئیے" علما نے سر اثبات میں ہلا کر اپنا نرم و ملائم ہاتھ حریم کے ہاتھ پر رکھ دیا دونوں مسکرای

"میم؟"

"جی میم کی جان؟" حریم نے اس کے لٹ کان کے پیچھے کرتے پوچھا

"بہت عجیب سا محسوس ہو رہا ہے ایسا لگ رہا ہے کچھ ہونے والا ہے زندگیاں بدلنے والی ہے ہماری زندگی بدلنے والی ہے کچھ بہت بڑا ہونے والا ہے" علما نے اپنے دل کی بات کہی حریم ٹھٹکی اسے بھی تو یہی محسوس ہو رہا تھا لیکن اسے علما کو سمبھالنا تھا

"ایما میرا وعدہ یاد رکھنا" حریم نے بس اتنا کہا دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگی۔ کل بہت کچھ ہونے والا تھا ایک نئے سرے سے کہانی شروع ہونے والی تھی

★★==========★★

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں,
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں
"مہندی کی یہ رات مہندی کی یہ رات،
آئی مہندی کی یہ رات سجائی سپنوں کی بارات "..

مہندی کے مشہور گانے کی سوریلی آواز گونج رہی تھی سب کے تمکتے چہروں پر مسکراہٹ سجی تھی پورا ہال جگمگا رہا تھا ہر طرف خوشبو بیکھرے تازہ تازہ پھول سٹیج کی طرف جھولے میں لگے ہوئے تھے مہمانوں کا رش بڑھتا جا رہا تھا رات کے اس نو پہر کو مہندی کا فنکشن شروع ہو چکا تھا جس کا اختتام ہر شادی کی طرح صبح فجر کی آزان تک ہی ہونا تھا جہاں جہاں نظر دوڑاو سب تیار تھے بچیں بھاگ کر کھیل کھیلنے میں مصروف تھے تو بزرگ بڑوں سے باتیں کرنے میں ایسی میزوں پر جگا جگا نوجوانوں لڑکے لڑکیاں کا ٹولا بھیٹا خوش گپیوں مصروف تھا تو کوئی تصویریں بنانے میں۔۔۔ہال کو پوری خوبصورتی سے سجایا ہوا تھا

ہر رنگ اس کے گھیر والے شرارے میں بسا تھا اس کا بھاری شرارہ کسی رنگ برنگی پتنگ کی طرح لگ رہا تھا جس میں چھوٹے چھوٹے شیشوں کے کام بھی ہوئے تھے اسے تھوڑی اپر اسکی قمیض تھی تنگ آستینیں پوری ہتھیلی تک تھیں بال جو گردن سے نیچے آنے لگے تھے انہیں کھلا چھوڑ کر بلوڈرائے کر لیا تھا جس کی وجہ سے ایک خوبصورت اسٹائل بخش رہے تھے انہی پر ماتھا پٹی لگائی ہوئی تھی کانوں میں پہنے جھمکے بھی پیارے لگ رہے تھے خوبصورت چہرے پر طریقے سے میک اپ ہوا تھا ہیزیل آئیز کو مزید بڑا بنایا گیا تھا وہ بلاشبہ حسین نظر آ رہی تھی وہ مسکرا کر ساتھ کھڑی گرے غراروں میں کھڑی لڑکیوں کے ساتھ فوٹو گرافی کروا رہی تھی آج ساری لڑکیوں کی تھیم گرے غراروں کی رکھی گئی تھی اور سارے لڑکوں کی تھیم جامنی کرتا پجامہ بس علما ماہم کے کپڑے الگ تھے جو حریم کی بہن ہونے کا ثبوت پیش کر رہی تھیں

"ایما ایما؟" ارجا تقریباًبھاگتے ہوئے آئی

"ہوں؟" علما رک کر اسے پوچھنے لگی

"وہ حریم بلاں رہی ہے اور سنو میٹھایوں کے تھال کہاں رکھوانے تھے آحد بھائی پوچھ رہے ہے کہہ رہے ہے تمہیں دیئے تھے" ارجا نے اطلاع دی اور ساتھ ہی سوال کیا

"وہ فیضان کی گاڑی میں رکھیں ہے" علما نے کہا تو وہ سر اثبات میں ہلاتی جیسے آئی تھی ویسے چلی گئی جبکہ علما اپنا بھاری شرارہ اُٹھاتی برایڈل روم کی طرف بڑھ گئی

★★==========★★

"ایشال باجی ایشال باجی" میشال بھاگتے ہوئے ایشال کے پاس آئی جو مہندی میں جانے کے لیے کپڑے نکال کر تیار ہونے جا رہی تھی اس کے ارد گرد ایمان اور باقی لڑکیاں بھی کھڑی تھیں

"آپ کا اور حمدان بھائی۔۔۔۔" میشال کی اونچی آواز ایمان نے کاٹی تھی

"جانتے ہے مشی آپی ایشال باجی میری بھابی بننے والی ہے" ایمان ایشال سے چپت لگاتی بولی ایشال شرماتے ہوئے مسکرا دی

"اوہو حمدان بھائی اور عشو کی جوڑی تو خوب جمع گی" اریشہ ایشال کے کندھے پر کندھا مارتی شوخی سے بولی ایشال اور شرما دی

"ہاں کیوں نہیں آخر محبت جو اتنی ہے" فریحہ نے آنکھ دبائی وہ ساری ایشال کو چھیڑنے میں مصروف تھی جب ہی حفصہ اور سائمہ داخل ہوئی

"خبادار اگر میری بہو کو کسی نے تنگ کیا" حفصہ کی آواز پر ایشال شرماتی ہوئی مسکراہٹ لیے اس کے کندھے کے پیچھے چھپ گئی

"اہووو بہووہ بھی ابھی سے" حزیرہ نے اہوو پر زور دیا سب ہنس دیے

"چلو بچیوں جلدی سے تیار ہو جاو پھر نکلنا بھی ہے" سائمہ نے حزیرہ کے سر پر ہاتھ پھرتی سب کو بولا تو سب نے سر اثبات میں ہلایا

"ہاں جلدی سے ایشال باجی آپ کو تو آج کسی پر بجلیاں جو گرانی ہے" ایمان ابھی بھی بعض نا آئی سب کا قہقہ ایک ساتھ بلند ہوا جبکہ ایشال شرما کر باتھ روم گھس گئی

★★==========★★

"نمرہ نمرہ؟" انعام کی پکارنے پر وہ دوپٹہ گلے میں اُڑھتی جلدی جلدی باہر آئی

"جی ابّا؟" وہ ان کے پلنگ کے نیچے ان کے پیروں کے پاس بیٹھ گئی

"بیٹی تجھ سے بات کرنی ہے" انعام کی آواز اچانک دھیرے وہ بھی نمرہ کو مخاطب کرتے ہوئے نمرہ حیران رہ گئی تھی انعام نے اسکو کندھے سے اٹھا کر اپنے برابر میں بھٹایا نمرہ ابھی بھی اتنی ہی حیران تھی بھلا آج سے پہلے ابّا اتنا نرم ہونا یہ بات واقعی میں ہزم کرنے والی نہیں تھی

"بیٹی میں نے اور تیری ماں نے کچھ فیصلہ کیا ہے" انعام نے نرمی سے کہا نمرہ نے چونک کر سامنے پلنگ پر بھیٹی رخشیدہ کو دیکھا جو ہونٹوں پر زھریلی مسکراہٹ لیے بھیٹی تھی نمرہ کا زوروسے دِل دھڑکنے لگا

"کیسا فیصلہ ابا؟" وہ چاہے جتنی بھی نفرت کرتی ہو لیکن اسے اسکی ماں نے بچپن سے بڑوں کا ادب اور عزت کرنا باخوبی سکھایا تھا لہذا وہ اپنا باپ سے بھی اتنے ظلم و ستم کے باوجود عزت سے پیش آتی تھی تھا تو باپ ہی نا اور جس لہجے میں وہ بات کر رہا تھا باپ کے پیار کی ترسی نمرہ کا دل اچھل کر حلق میں آگیا تھا آنکھوں میں نمی بھی اتر آئی تھی

"میرا بیٹی ہم نے تیری شادی کا فیصلہ کیا ہے" نمرہ پر منو بم پھوڑا گیا تھا وہ اپنی جگا سے اچھل پری

"ل.. لیکن ابّا میں بوجھ تو نہیں ہوں اور میں نے نہیں ابھی کرنی شادی" نمرہ نے آنسوں کا پھندا پھنسا کر بمشکل اپنی بات رکھی

"اواو تو ساری زندگی صاحبہ کو یہاں پڑے رہنا ہے ہاں مجھے تو پہلے سے معلوم تھا گلی میں چکر ہے اس کا" رخشیدہ کے سراسر جھوٹے الزام سن کر وہ لب کاٹتی رہ گئی

"تو چُپ کر رخشیدہ میں اپنی بیٹی سے بات کر رہا ہوں" باپ کے یہ کہنے کی دیر تھی اور نمرہ پگھل گئی

"نا بیٹی رونا نہیں ہے بس اب تو خوشی کی دیر ہے میں نے تیرے لیے بڑا امیر رشتہ ڈھونڈا ہے راج کریگی راج" انعام مسکراتے ہوئے بولا

"اور ہمیں بھی کروائینگی" آخِری بات صرف سوچی اور چہرے پر غلیظ مسکراہٹ آگئی

"ابّا میں۔۔۔" نمرہ بہت کچھ کہنا چاہتی تھی حنین حنین حنین یہ نام اس دِل و دماغ میں گھوم جارہا تھا اس نے آج سے پہل شادی بیا کے بارے میں نہیں سوچا تھا لیکن حنین کو دیکھ کر جو محبت دِل میں پنپی تھی اسے اسکی غلیظ حرکت دیکھ کر بھی دبانا مشکل ہو گیا تھا

"ٹھیک ہے ابّا لیکن کس سے" وہ کیسے راضی ہو گئی وہ نہیں جانتی تھی شاید حنین کا تصور اپنے دِل و دماغ سے نکالنے کے لیے اور ابّا کے اتنے میٹھے لہجے سے نمرہ کمزور پڑ رہی تھی

"چودھری صاحب سے "

"اب۔۔۔۔ ابّا تو۔۔۔۔ تو پاگل ہو گیا ہے چودھری صاحب پچاس یا پچپن سال کا ہے تو میرے سے کس۔۔" نمرہ ششدرہ میں رہ گئی تھی اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اسکا باپ اسے ایسی عزیت دینے کے بارے میں سوچ سکتا ہے

"تو تو کیا سمجھتی ہے ہاں تیرے لیے گھوڑے پر بیٹھ کر راج کمار آئیگا جتنی اوقات ہے اتنا ہی بک" رخشیدہ غصے سے پلنگ سے کھڑی ہوئی

Urdu Novels Ghar

"ابّا تو جانتا ہیں ناوہ کتنا بڑا ہے مجھ سے اور وہ اچھا آدمی نہیں ہے پہلے ہی تین بیویاں مر گئی ہے وہ جو ارہ وہ گندی نظر سے۔۔۔۔" وہ رونے لگی تھی ہاں اسے نے کبھی باقی لڑکیوں کی طرح کسی پرنس چارمینگ کہ خواب نہیں دیکھے تھی لیکن ایسا بھی نہیں سوچا تھا وہ کچھ آگے بولتی انعام کا زوردار تھپڑ ایک بار پھر اس کے دودھ جیسے رخسار پر نشان چھوڑ گیا

"بس اور خشیدہ اور بکواس نہیں سنا اسکا پرسوں ہی نکاح ہے اس کے دو جوڑی باندھ اور پھینک یہاں سے میں چودھری صاحب کو اطلاع کرکے آتا ہوں" انعام بے ہس بن کر نمرہ پر نظر ڈال کر باہر نکل گیا جبکہ رخشیدہ نظر انداز کرکے کمرے میں چلی گئی نمرہ جانے کتنی دیر اسی جگہ روتی رہی اسکو معلوم نا ہوا تھا

★★==========★★

"ایک منٹ" حمدان حنین اور فریحہ کے ساتھ اندر کی جانب بڑھ ہی رہا تھا کے کچھ یاد آنے پر رکا

"کیا ہوا؟" حنین نے پوچھا

"میرا فون گاڑی میں رہ گیا ہے میں لے کر آتا ہوں تم لوگ جاؤ" وہ واپس مڑنے لگا

"میں بھی چلتی ہوں حمدان بھیا" فریحہ جانے لگی حمدان نے روک دیا

"نہیں فریحہ آپ اندر جاؤ" حمدان نے ارد گرد دیکھا علاقہ تھوڑا سنسان لگ رہا تھا تو اس نے حنین کی طرف اشارہ کیا تو وہ سر اثبات میں ہلا کر بہن کی طرف بڑھ گیا

"آؤ فریحہ" حنین فریحہ کو لے کر اندر چلا گیا تو وہ گاڑی کی طرف بڑھ گیا جو گاڑی کچھ دور کھڑی تھی۔ علی حیدر اور ہمیدا بیگم اریب کے ساتھ پہلے داخل ہوئے تھے اور ان کے پیچھے ان کے سارے گھر والے ساری لڑکیاں اور لڑکے ایک لائن میں کھڑے ہو گئے ان کے استقبال کے لیے جبکہ سارے بڑے ہاتھ میں پھولوں کا ہار لیا سب کا استقبال کر رہے تھے لڑکوں نے سارے کالی شلوار قمیض اور ساتھ شال لی تھی جبکہ لڑکیوں کے الگ الگ رنگ کے کپڑے تھے سب مسکراتے ہوئے ایک دوسرے کے گلے لگ رہے تھے اور خوش دلی سے سب سے مل رہے تھے اریب کو سٹیج پر لاکر جھولے میں بٹھا دیا گیا تھا اب بس حریم کی انٹری باقی تھی

"اسلام علیکم" ایشال مسکرا کر علما کے گلے لگی

"وعلیکم اسلام" علما بھی خوش دلی سے ملی جو نیلے رنگ کے حجاب میں ہلکا سا میک اپ کیے بہت خوبصورت لگ رہی تھی ساتھ ہی ایشال بھی علما کو دیکھنا نا بھولی تھی

"آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں" ایشال نے اسکو اوپر سے نیچے تک دیکھ کر کہا تو وہ مسکرا دی

"آپ بھی" علما کے جواب پر وہ بھی ہنس دی

اگر اسکو معلوم ہوتا کے علما آگے جا کر اس کے لیے کیا ثابت ہو گی تو وہ کبھی علما سے ہنس کر بات کرنے پر کھڑی نا ہوتی لیکن وہ دونوں آنے والے پل سے بے خبر مسکراتے ہوئے حال احوال درفیات کر رہے تھیں جبکہ دور کھڑا طلحہ ایشال کی مسکراہٹ دیکھ کر مسکرا رہا تھا جب کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا

"جی؟" طلحہ نے چونک کر دائے جانب دیکھا تو علی حیدر مسکراتے ہوئے اسکو دیکھ رہے تھے پتا نہیں انکی مسکراہٹ میں کیا تھا طلحہ جھینپ گیا

"چلو برخوردار" وہ طلحہ کے ساتھ فضل علی حیدر کی طرف چل دیئے جو آحد سے کھڑے مل رہے تھے

★★==========★★

علما ہاتھ میں پھولوں کی پلیٹ پکڑے برائڈل روم کی طرف بڑھ رہی تھی جب اسے سارم منور ٹیبل کے قریب موبائل میں مصروف نظر آیا وہ حیران رہ گئی

"یہ یہاں کیا کر رہا ہے؟" وہ حیرانگی سے اسکی طرف گئ سارم نے سامنے کسی کو کھڑا دیکھ چونک کر سر اٹھایا تو چہرے پر ایک مسکراہٹ آگئی "ارے آپ" سارم نے اسکو اوپر سے نیچے تک دیکھا وہ قیامت ڈھا رہی تھی

"آپ یہاں" علما نے حیرانگی سے کہا

"میں نے بلایا ہے" ہبا کی آواز پر دونوں نے مڑ کر دیکھا تو وہ کتھئ غرارے میں مسکراتے ہوئے انکی طرف آئی علما اور حیران رہ گئی

"تم نے؟ "

"ہاں میں نے" ہبا نے اسکی طرف دیکھتے کہا پھر چہرہ موڑ کر سارم کو دیکھا جو علما کو باغور دیکھ رہا تھا

"میں جانتی ہوں آپ دونوں کے درمیان لڑائی ہوئی ہے اور ہم تو دوست ہے اسیلیے ایما اور سارم آپ دونوں اپنے درمیان صلح کرلے ویسی اتنا خوشگوار اور خوشی کا دن ہے" ہبا مسکراتی جوش سے بولی علما کا دِل چاہا اسے تیسری منزل سے نیچے پھینک دے اس نے دل ہی دل میں ہبا کو سنہیرے الفاظ سے نوازا تھا۔ ہبا یہ کہتی علما کے تاثرات دیکھ کر تھوک نگلتی پلٹ گئی

"آئی ایم سوری فور دیٹ ڈے میں بالکل نہیں چاہتا تھا کے اس بات کا اثر ہماری دوستی سے پڑے" سارم نے جلدی سے معذرت کی

"ایک منٹ ہماری دوستی کب سے ہو گئی؟" علما نے چونک کر اسے غصے سے گھورا

"ابھی سے" سارم کے پاس جواب موجود تھا

"ویل مبارک ہو" وہ مزید بولا

" تھینکس ویسی آپ ہی گئے ہو کھانا کھا کے جائے گا۔۔۔۔انجوئے" علما زبردستی مسکرائی اور واپس پلٹ کر چلی گئی جبکہ سارم کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی

....

وہ کالی شلوار قمیض میں ملبوس چوڑی کسامت پر براؤن شال لیے بھوری آنکھیں نیچے کیے چلتا ارد گرد سے بے خبر جہاں لڑکیاں اسکو دیکھے جا رہی تھی کیونکہ وہ تھا ہی ایک شاندار پرسنیلیٹی کا مالک اپنے حسن سے بے نیاز حمدان علی حیدر سنجیدگی سے ہمیشہ کی طرح آگے بڑھ رہا تھا جب ایک شخص سے ہلکی سی ٹکر ہوئی

"سوری" حمدان نے چونک کر دیکھا تو سامنے سفید شلوار قمیض میں ملبوس کالی اپنے اپر شال ڈالے سارم منور ناگواری سے دیکھ رہا تھا

" آرام سے" وہ دونوں ہاتھ اپر کر تا حمدان پر بھرپور نظر ڈالے اس کے کندھے کے پاس سے گزر گیا جبکہ حمدان سر جھٹک کر واپس آگے بڑھ گیا تھا

★★===========★★

وہ کب بھوجل قدموں سے کمرے میں آئی اور مسلسل روتے روتے آنکھ لگ گئی اسے معلوم نا ہوا رات کے ڈھائی بجے اسکی آنکھ کھلی اور وہ جھٹ سے اٹھی نیچے دیکھا تو سمی معصوم سو رہا تھا اس نے دوپٹہ پہنا حلق خشک ہونے کے باعث پانی پینے کے لیے باہر آئی رات کی تاریک میں کتے بھوکنے کی آواز کے علاوہ کوئی آواز نہیں تھی اس نے کٹوری میں پانی نکالا اور آہستہ چلتی کمرے کی طرف بڑھی لیکن بر بر کمرے سے اپنے باپ کی آواز سن کر وہی قدم ٹھہر گئے

"ہاں نمرہ کو میں نے بیچ دیا ہے اور معلوم ہے چودھری صاحب نے پیسے کتنے دیئے؟ "

" کتنے؟" رخشیدہ کی لالچی آواز آئی

"پورے تین لاکھ روپیہ" انعام کی پرجوش آواز آئی

نمرہ کو ایک بہت بڑا دھچکا لگا اس کے ہاتھ سے کٹورا گرا اور سارا پانی بھی کٹوری کی آواز سے انعام اور رخشیدہ باہر ساکت کھڑی نمرہ کی طرف متوجہ ہو گئے

"چھپ چھپ کے باتیں سن رہی ہے ہماری" رخشیدہ تیزی سے باہر آئی اور اسکو کندھے سے جھنجھوڑا

"ایک باپ نے اپنی بیٹی کو بیچ دیا" نمرہ حیرانگی افسوس سے ملے جولی تاثرات سے غمگین آواز سے دھیرے سے بولی

"ہیں کیا بڑبڑا رہی ہے" رخشیدہ کے پلے نا پڑا

"ہٹ تو مجھے ابّا سے بات کرنی ہے نمرہ اچانک زور زور رونے لگی اور رخشیدہ کو دھکا دے کر انعام کی طرف لپکی

"ابّا ابّا میں تیرے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں تو مجھے مار پیٹ جو کرنا ہے کر مگر مجھے دُنیا کے درندوں کے ہاتھ نا سونپ" نمرہ ہاتھ جوڑ کر زارو قطار رو رہی تھی

"ناٹق بعض" رخشیدہ منہ بنا کر بولی اور پلنگ پر بیٹھ کر روٹی سالن میں ڈبو کر مزے سے کھانے لگی

"ابّا خدا کے واستے میری عزت نا بیچ" انعام ان سنا کر کے دوسری طرف منہ کر لیا جبکل نمرہ اس کے پیروں پر بھیٹی ہاتھ جوڑ کر زارو قطار رو رہی تھی

"ابّا تو سن رہا ہیں نا" نمرہ نے انعام کو جھنجوڑا انعام نے ناگواری سے دیکھا

"ابّا ایک بیٹی اپنے باپ کے آگے عزت کی بھیک مانگ رہی ہے یہ ظلم نا کر مجھے اپنے ہاتھوں نا بیچ یہ دُنیا بہت بری ہے ابّا میں مر جاؤنگی"

وہ اب ہچکیوں سے رو رہی تھی رخشیدہ نے حیرانی سے دیکھا آج تک نمرہ اتنی بری طرح نا روئی تھی

"او اور روٹی کھا عیش کر" رخشیدہ چہرے پر زھریلی مسکراہٹ لیے نمرہ سے بولی

"تو بھی ایک عورت ہے رخشیدہ تو کیسے کر سکتی ہے اگر اسکی جگا تیری بیٹی ہوتی تو؟" نمرہ ہچکیوں سے روتی بولی دودھ سے گورا چہرہ سرخ ہو چکا تھا

"او بند کر اپنی بکواس جب تیرا باپ اپنی بیٹی کی فکر نا کرے تو بھلا میں کون ہوتی ہوں آج کل صرف پیسہ ضروری ہے" رخشیدہ کی بات سن کر ایک بار پھر منت بھرے لہجے سے انعام کو نمرہ نے پکارا

"ابّا نا کر" انعام نے نظر انداز کیا

"ابّا میں تیری بیٹی ہوں" وہ زور سے چیخی رخشیدہ نے چونک کر دیکھا وہی انعام نے اسے بھی اونچی آواز میں اسے دکھا دے کر کہا

"نہیں ہے تو میری بیٹی رستے سے اٹھایا تھا تیری ماں گلناز نے" الفاظ تھے یا خنجر گھپے جا رہے تھے نمرہ حیرت سے آنکھیں پھاڑی دیکھ رہی تھی وہی رخشیدہ بھی کھانا چھوڑ کر کھڑی ہو گئی

"ابّا تو جھوٹ بول رہا ہیں نا" ایک امید کی کرن جاگی نمرہ نے پیار سے ٹوٹے ہوئے لہجے میں پوچھا

"نہیں تو بیٹی نہیں ہے ہماری سڑک پر سے تجھے گلناز اٹھا کر لائی تھی جب تو تین سال کی تھی میرے منع کرنے کے باوجود تیرا خرچہ اٹھا کر اس نے پالا ہے تجھے تو میرا خون نہیں ہے پتا نہیں کس کی گندی اولاد ہے" بیس سال کا سب سے بڑا سچ نے نمرہ کو ہلا کر رکھ دیا تھا وہ کچھ کہنے کے قابل نا رہی بس ہکا بلکہ انعام کو دیکھ رہی تھی

★★==========★★

"مہندی کی رسم پہلے میں کروں گی" ایمان کب سے حفصہ کو صرف یہی بات بولیں جا رہی تھی اور وہ کب سے اسے سمجھائے جا رہی تھی

"بیٹارسم پہلے اماں جان کریں گی"حفصہ نے اس کے تھوڑی پر ہاتھ رکھ کر پیار سے کہا

"نہیں۔۔۔"ایمان کی بات صبحان کی آواز پر رک گئی تھی

"آپ بھی تائی جان کس کو سمجھ رہی ہے"صبحان مزے سے بولتا آیا

"بیٹااب تم ہی سمجھاؤ"حفصہ نے نفی میں سر ہلاتے کہاتو وہ مسکرادیا

"تائی جان تائی جان آپکو تایا جان بلارہے ہے"سعد کی اطلاع پر وہ تیزی سے فضل علی حیدر کی جانب بڑھ گئی جو اپنے بھائی اور بھابھیوں کے ساتھ کھڑے انکی راہ دیکھ رہے تھے

"امی جان"ایمان نے بے بسی سے آواز لگائی

"اب میں کیا بتاؤں تائی جان کو ایمان کو سمجھانا مطلب بھینس کے آگے بین بجانا"صبحان افسوس سے بولتا اس کے سامنے آیا اسے ایمان کو تنگ کرنے میں مزہ آتا تھا

"کیا مطلب اپنے مجھے بھینس کہا صبحان بھائی"ایمان چونک گئی

"بھائی کون بھائی؟"صبحان نے آگے پیچھے دیکھا

"آپ بھائی اور کون"ایمان نے شہادت کی انگلی سے اسکی طرف اشارہ کیا تو وہ سلگ کر رہ گیا

"کتنی بار کہاہے تمہیں بھائی نہیں ہوں تمہارا "

"بھائی بھائی بھائی"ایمان چباچبا کے بولتی اس کے پاس سے گزر گئی جبکہ وہ ایمان ایمان کرتا رہ گیا۔صبحان کو ایمان شروع سے ہی پسند تھی اور یہ بات بھی ڈھکی چھپی نہیں تھی بس ایک ایمان ہی تھی جس کو اس بات کی خبر نہیں تھی اور وہ صبحان کا چڑانا دل پر لے جاتی تھی

★★==========★★

"مہندی لگا کے رکھنا ڈولی سجا کے رکھن

لینے تجھے گوری آینگے تیرے سجنا"ہال میں گونجتے گانے سنتی گنگناتی ہبا آگے بڑھ رہی تھی تب ایک انجانی آواز پر رکی

"ایکسکیوزمی؟"پیچھے کسی مرد کی آواز تھی وہ پلٹی اس کے تو نارمل تاثرات تھے لیکن دیکھنے والا کچھ پل اسکو تکتا رہا

"جی؟"اس نے چٹکی بجا کر اسے متوجہ کیا

"جی آپ کا نام؟"حسیب نے پہلا سوال نام کا کیا جس کو سن کر ہبا کے تیور بدلے

"کیوں آپ نے ٹھیکہ رکھاہے ہر لڑکی سے اسکا نام جانے کا؟ "

"ایسا نہیں ہے میں۔۔۔۔" وہ خود اپنی حرکت پر یک دم شرمندہ ہو گیا تھا پھر اپنی شرمندگی چھپا کر بولا

"میں تو بس ایسی پوچھ رہا تھا "

"آیندہ یہ ایسی ویسی میرے ساتھ مت کیجیے گا "

"آپ پھر ملینگی اس کا مطلب ؟" حسیب مسکراہٹ دیئے بولا ہبا کو پھر غصہ آیا

"ہبا نام ہے میرا اور ہبا ہر کسی سے نہیں ملتی" پتا نہیں وہ اسکو کیا جتانا چاہ رہی تھی پھر ایک دم سے اپنی بات پر چونکی اور چونک کر حسیب کو دیکھا جو اسکا نام سن کر اطمینان سے مسکرا رہا تھا

"واقعی میں آپ معصوم یا پھر بے وقو۔۔۔۔" حسیب نے اپنی بات ہبا کی خونخوار نظریں کو دیکھ کر رک گئ اور کندھے اچکا دیئے

"ایڈیٹ" ہبا غصے سے بولتی واپس مڑ گئی

"سنیئے تو مس ہبا؟" حسیب نے مسکراہٹ دبائے آواز دی

"مر گئی ہبا" ہبہ اپنے آپ کو کوس رہی تھی

"اللہ نا کرے" پیچھے حسیب کو بری لگی اسکی بات مگر اسکو کہاں فکر وہ کب کی جا چکی تھی اور حسیب صرف مسکرا کر رہ گیا تھا

★★===========★★

"ماہی جاؤ ایما بلا کر گئی ہے تمہیں سب کو بلا رہی ہے وہ حریم کی انٹری شروع کر رہے ہیں" ارم بھابی کا کہنا تھا اور ماہم جو بھوک کے مارے پاپ کارن کھا رہی تھی پاپ کارن کی تھیلی وہی چھوڑ کر بھاگی تھی

"ارے رکو کینڈلس اور سامان۔۔۔۔" اِرم بھابی نے ٹیبل پر پڑے شاپرز کو چھان کر پوچھا

"ہاں وہ آپی کی دوستیں لے گئی تھیں" ماہم جلدی سے بولتی بھاگی تھی لیکن کسی شخص سے ٹکرا کر دو قدم پیچھے ہوئی

"اندھے ہو کیا؟" سامنے والے سے وہ ضرور بری طرح ٹکرائی تھی سر پر ہاتھ رکھے وہ کھری کھری سنانے کے موڈ میں تھی جب سامنے نوجوان کی بات سن کر تپ گئی

"اندھی تو لگتا ہے آپ ہے بھاگ تو ایسے رہی ہے جیسے شادی نہیں فٹبال کا میدان ہو" شاید سامنے کھڑے نوجوان کی بھی لگی تھی جو ماتھا سہلا کر غصے سے بولا تھا ماہم نے غصے سے سر اٹھایا تو شدید حیرانگی اور غصے آنکھوں میں بھر آیا سامنے کیفیت سامنے والے کی بھی مختلف نہ تھی

"تم" وہ دونوں ایک ساتھ چیخے حزیرہ جو قریبی میز پر صفیہ سے کچھ بات کر رہی تھی دونوں کو دیکھ کر حیرانگی سے انکی طرف بڑھی

"تم دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہو؟" حزیرہ نے حیرت سے پوچھا

"اوطوطی تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"زین نے اسکو اپر سے نیچے تک دیکھ کر کہا جو شرارہ میں ملبوث بال کھولی ماتھاٹیکہ لگائی اچھی طرح تیار ہوئی تھی

"اوئے لنگور یہ جو بتیس دانٹ ہیں نا جبڑے میں ان کو توڑ دونگی اب ایک بار بھی طوطی کہا"ماہم کا غصے سے پارا ہائی ہو چکا تھا جبکہ حزیرہ حیرت سے ان دونوں کی طرف دیکھ رہی تھی

"ہاہاہاہا توڑ کے دیکھاؤ"زین نے چہرہ آگے کیا

"طوطی طوطی طوطی طوطی اب طوطی کو طوطی نہیں کہونگا تو لڑکی کہونگا؟"وہ مزے سے اسکو جلا رہا تھا اور وہ جلتی جا رہی تھی

"میں تمہیں۔۔۔"ماہم نے غصے سے مکے کی شکل بنائی اور زین کی طرف کی ہی تھی کے حزیفہ آ گیا"رک رک جائے"حزیفہ نے جلدی سے آ کر ماہم کو ٹھنڈا کرنا چاہا جس کا مکا ابھی بھی ہوا میں تھا

"ماہم ریلکس"حزیرہ تھوڑا ڈر کر بولی ماہم نے ایک کاٹتی نظر زین پر ڈالی جو کالر جھاڑ رہا تھا اور آنکھیں گھماتی سائڈ سے ہو کر نکل گئی

"یہ سب کیا تھا؟"حزیفہ اور حزیرہ ایک آواز میں زین پر تقریباً چیخے

"تم دونوں ایک دوسرے کو پہلے سے جانتے ہو؟"حزیرہ نے حیرانگی سے پوچھا

"ہاں وہ آئس کریم پارلر میں بد قسمتی سے ٹکرا گئی تھی ایک نمبر کی جاہل بد تمیز اور منہ پھٹ لڑکی ہے مینٹل"زین غصے سے بڑبڑایا اسکا اچھا خاصا موڈ بد مزہ ہو گیا تھا

"زین"حزیفہ سے آنکھیں دکھائی

"ایک منٹ آپ لوگ اسکو جانتے ہیں؟"زین نے چونک کر حزیرہ اور حزیفہ کی جانب دیکھا

"ہاں حریم بھابی کی چھوٹی بہن ہے ماہم"حزیرہ نے بتایا زین کے سر پر بم پھٹا

"کیا؟"وہ زور سے چلایا

"آہستہ تم تو ایسے ری ایکٹ کر رہے ہو جیسے تم جانتے ہی نہیں"حزیفہ نے ناگواری سے کہا

"میں واقعی نہیں جانتا اس ڈاین کو"

"زین"ایک بار پھر حزیفہ نے تڑی دی تو وہ خاموش ہو گیا

"اب لحاظ کرو ذرا اگر تائی جان کو معلوم پڑ گیا تو تمہاری خیر نہیں"حزیرہ نے اسے وارننگ دی

"میں نے کیا بد تمیزی کی وہ خود ہی"وہ منمنایا

"ہیں؟"حزیفہ نے الجھن سے اسے دیکھا

"کچھ نہیں" وہ منہ بنا کر سامنے کھڑے طہٰ کی طرف چلا گیا جو اسکو اشارے سے بلا رہا تھا

"پاگل" حزیرہ نے اسکی پشت دیکھتے نفی میں سر ہلایا تھا

★★==========★★

"آحد ان سے ملو یہ ہے حمدان علی حیدر یعنی کے میرا چھوٹا بھائی" حمدان جیسی اس طرف آیا اریب جو آحد کے ساتھ کھڑا بات کر رہا تھا حمدان کو دیکھ کر اسکا تعارف کرا وایا آحد نے حمدان کو غور سے دیکھا تھا وہ واقعی ایک باکمال شخصیت کا مالک تھا

"اسلام علیکم" احد نے جوش سے ہاتھ ملایا بدلے میں حمدان بھی مسکرا کر ملا

"یہ بھائی ہے" اریب نے جھجک کر حریم کا نام نہیں لیا حمدان اور آحد دونوں بے ساختہ مسکرائے "ہاں سالے صاحب جو ٹھہرے"

اچانک کسی لڑکی کی آواز آئی آحد پیچھے مڑا تو ماہم ایشال کے ساتھ کھڑی تھی

"میں سالی ہوں" ماہم نے مسکرا کر جوش سے کہا

"آپکی نہیں اریب بھائی کی" ساتھ میں اس نے یہ جملہ بھی ڈالا اریب اور آحد کا قہقہ گونجا ایشال اور حمدان مسکرائے

"ماہی ماہی کدھر کب سے سب ویٹ کر رہے ہیں انٹری۔۔۔" ہبا کی جلد بازی میں چلتی زبان جو حمدان اور اریب کو دیکھ کر لگا تھا

"اوہ اسلام علیکم" ہبا نے مسکرا کر الجھن سے حمدان کو سلام کیا جس کا اس نے جواب ایسے دیا تھا کے کسی کو آواز نا آئی

"یہ دوست ہے" ماہم نے رسمی تعارف کروایا اور ہبا کا ہاتھ پکڑ کر پلٹ گئی ایشال کی نظارے کب سے صرف حمدان پر اٹکے تھے کالی شلوار قمیض پر براؤن شال گلے میں ڈالے ہاتھ میں رسٹ واچ پہنے بالوں پر ہاتھ پھیر کر وہ موبائل پر بات کرتے اس کے پاس سے گزر گیا تھا ایشال اس کے پاس سے آنے والی مہک کو آنکھیں بند کر سونگھ رہی تھی جب ہی تیز گانے کی آواز سے چونکی

"کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہو گا" اس نے لب کاٹنے سوچا وہ آج حمدان کے لیے تیار ہوئی تھی نیلا غرارہ میں نیلا حجاب اور میک اپ وہ کرتی نہیں تھی لیکن آج سجی سنوری وہ صرف حمدان کے لیے تھی وہ اپنی سوچ پر خود ہی شرما کر پلٹ گئی جبکہ دور کھڑے طلحہ جو اسکو جی بھر کر دیکھ رہا تھا اس کے یوں شرما کر پلٹتے پر ایک ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گئے کیونکہ اسے کہی نا کہی معلوم تھا کے وہ کیوں شرمائی ہے اور کس کے لیے

"پیار بھی ہو حجاب میں حسن بھی ہو حجاب میں یہ تو،

خود آشکار ہو یہ مجھے آشکار کر"

★★==========★★

حمدان کی لندن سے کال آگئی تھی اس نے کال اٹینڈ ہی کی تھی کے روشنیاں بند ہو چکی تھا اور اچانک سے شور برپا ہوا تھا وہ سمجھ گیا تھا کے لڑکی کی انٹری زور و شور سے ہو رہی ہے اس نے فی الحال کال منتقع کر لی تھی اور موبائل اپنے کالے کرتے کی جیب میں رکھ کر وہ باہر کی جانب بڑھا تھا کے باہر سکون سے بات کرنے میں آسانی ہو گی اسے ویسے بھی اس سب چیزوں میں کوئی دلچسپی نہیں تھی وہ ہمیشہ سے تنہائی پسند رہا تھا ابھی اسکا باہر جانا تھوڑا مشکل ہو گیا تھا کیونکہ باہر سے ہی حریم کی انٹری ہو رہی تھی تو وہ رک کر انتظار کرنے لگا کے یہ لوگ تھوڑا آگے بڑھے تو وہ باہر نکلے گا ہے باہے نظر سب پر پڑی جہاں پر سب زور و شور سے بھنگڑے ڈال رہے تھے لڑکے لڑکیاں لڈیاں ڈال رہے تھے اسکی نظر حریم پر پڑی جو سر جھکائے مسکراتی ہوئے بھیٹی تھی اسے واقعی حریم اپنی بھابی کے روپ میں اچھی لگی تھی نظر اریب پر پڑی تو اسے حریم کی جانب کیے ہوا مسکراتا دیکھ وہ بھی مسکرا دیا وہ دونوں واقعی ایک دوسرے کے ساتھ اچھے تھے مسکرتی ہوئے نظر دوبارہ حریم کی طرف آئی تو اس کے برابر کھڑی کالے چشمے میں ماہم پر پڑی جو سب سے بے گانی بھنگڑا ڈال رہی تھی اسے وہ واقعی بڑی معصوم لگی حمدان کے لب اور مسکرائے اچانک ہی نظر ماہم سے تھوڑی دور لڑکی پر پڑی جس نے اب چشمہ اُتار لیا تھا اور دو تین لڑکے اور لڑکیوں کے ساتھ لڈی ڈالنے میں مصروف تھی

لیکن ایک منٹ اور اسکی وہ حزیل آئیز... یہ حزیل آئیز حمدان ساکت ہو کر رہ گیا تھا مسکراہٹ لبوں پر غائب ہو گئی کئی طرح کے تاثرات چہرے پر واضح ہو گئے نظریں اس لڑکی کے چہرے کا طواف کر رہی تھی جو سب سے بے گانی اپنی ہی دھن میں تھی یہ چہرہ یہ نقوش یہ آنکھیں یہ لڑکی یہ حمدان زندگی میں نہیں بھول سکتا تھا وہ ایک بار خود کو بھول سکتا تھا لیکن اِس لڑکی کو نہیں حمدان وہی پر جم گیا ہکا بکا دیکھتا دیکھتا دیکھتا ہی رہا وہ اِس کے تصور میں پچھلے تین سال سے جی رہا تھا پچھلے تین سال سے اسکی دوری برداشت کر رہا تھا پچھلے تین سال سے اِس کے خوابوں میں جیتا آرہا تھا یہی تو تھی اس کا عشق اس کا جنون اسکی چاہت اس کا پاگل پن اس کا خمار اسکی دیوانگی حمدان کو اپنا آپ ایک پھڑ پھڑاتی آگ میں جلتا ہوا محسوس ہوا اسکی نگاہیں ساکت وجود کے ساتھ صرف اس لڑکی کے چہرے کا طواف کر رہی تھی آس پاس سب دھندلا تھا صرف اس لڑکی پر نظریں مرکوز تھی جو پچھلے تین سال سے اسکی رگ رگ میں ڈوبی ہوئی تھی اسکا عشق

"راہ دور عشق میں روتا ہے کیا

آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا"

★★==========★★

"تیرا حسن ہو میرا عشق ہو،

تو پھر حسن و عشق ہو

کبھی میں ملوں کبھی تو ملے

کبھی ہم ملے ملاقات ہو

کبھی تو ہو چپ کبھی میں ہوں چپ

کبھی دونوں ہو ہم چپ چاپ

کبھی گفتگو کبھی تزکرے

کوئی زکر ہو کوئی بات ہو

کبھی وسل ہو تو دن کو ہو

کبھی ہجر ہو تو وہ رات ہو

کبھی میں تیرا کبھی تو میری

نہ زمین کوئی نہ فلک کوئی

نہ وجود ہو نہ ہی زات ہو

صرف تیرا حسن ہو میرا عشق ہو

کبھی ہم ملیں ملاقات ہو

سب کے قہقہ ایک ساتھ گونجے تھے ساری لڑکیاں اور لڑکے دائریں بنا کر بڑوں کے پاس بھیٹے انتاشری کھیل رہے تھے حریم کے سسرال والے جا چکے تھے اور اب رات بھر فنکشن چلنا تھا ابھی کچھ دیر بعد اسٹینڈاپ کومیڈی کا بھی پلان تھا مشہور کومیڈنس آنے والے تھے آج رات محفل جمانے کا خوب پروگرام تھا حریم بھی اقراء اور آحد کے ساتھ کرسی پر بھیٹی سب کی باتوں میں حصہ لے کر ہنس رہی تھی اچانک علما کو کچھ یاد آیا تو اپنے برابر بھیٹی فضا سمرہ اور ہبا سے کچھ بولتی کھڑی ہوئی

"کہاں ؟" آحد نے اسے کھڑے دیکھ پوچھا وہ سمجھا وہ باہر جا رہی ہے کیونکہ باہر علاقہ پورا سنسان تھا "ٹیبل کی طرف" علما نے ڈانس فلور کے قریبی میز پر اشارہ کیا تو وہ سر اثبات میں ہلا کر واپس مصروف ہو گیا وہ ٹیبل پر گئی اور بہت سارے بیگس اپنے گھر کے بیگس چھانے لگی لیکن تبھی موبائل نظر نہیں آیا

"یار موبائل کہاں رکھ دیا؟" وہ اکتا گئی اسے ویسے ہی جلدی تھی

"موبائل شاید گاڑی میں ارے ہاں" یاد آنے پر وہ وہی سے ہال سے باہر نکل گئی جبکہ کسی کو خبر نہیں تھی سب اپنے میں مصروف تھے

★★==========★★

"حمدان کدھر ہے؟"عاصم علی حیدر نے فضل علی حیدر سے ارد گرد نگاہ دوڑاتے پوچھا

"یہی ہمارے ساتھ تو آیا تھا"فضل علی حیدر نے بھی ادھر ادھر نظارے دوڑائی تبھی برابر سے گزرے حسیب کو پکارا جو موبائل پر لگا کمرے کی طرف جارہا تھا وہ لوگ ابھی ابھی ہوٹل آئے تھے

"حمدان کدھر ہے بیٹا؟"فضل علی حیدر نے پوچھا

"انکل وہ تو۔۔۔"حسیب رکا اسے معلوم نہیں تھا حمدان کہاں ہے

"ہاں وہ ذرا باہر ہے"حسیب نے بہانہ بنایا

"اچھا"فضل علی حیدر عاصم علی حیدر کے ساتھ واپس چلے گئے تو اس نے جلدی سے حمدان کو کال ملائی

"آپ کا ملایا ہوا نمبر اِس وقت بند ہے براہے مہربانی کچھ دیر بعد کوشش کیجیے"حمدان کی آواز کی جگا جب یہ آواز سنی تو حسیب کو اچھنبا ہوا حمدان بہت کم فون بند رکھتا تھا

"یہ کہاں چلا گیا؟"وہ حیران ہوا اور اونچی دیوار پر لگی بڑی سی گھڑی کو دیکھا جو رات کے ایک بجا رہی تھی

★★==========★★

وہ سست روی قدم اٹھاتی کمرے میں آئی اور پلنگ پر بیٹھ کر رونے لگی

"مطلب وہ اتنے سالوں سے جس کو ماں باپ سمجھتی آرہی تھی وہ تو اس کے اصل ماں باپ ہی نہیں تھے"وہ سسکیوں سے رونے لگی

"اماں تجھ سے یہ امید نہیں تھی"اس نے تو اپنی زندگی میں سب سے زیادہ اپنی ماں کو چاہا تھا لیکن جب آپکو اتنے سالوں بَعْد معلوم ہو کے وہ آپکی سگی ماں ہی نہیں تھی تو کیسا گزرے گا آپ پر نمرہ کی حالت بیان کررہی تھی

"کون ہے میرے ماں باپ اور کیوں مجھے سڑک پر چھوڑ گئے"اپنے سگے ماں باپ کے لیے نفرت ابل رہی تھی آخر کون اپنی تین سالا بیٹی کو سڑک پر چھوڑ جاتا ہے اِس دنیاوی درندوں کے حوالے لیکن اپنی ماں جو اسکی ماں تھی ہی نہیں آج اسکا بہت بڑا احسان محسوس ہورہا تھا اس نے اتنی غریبی اور ایسے شوہر ہونے کے بعد بھی نمرہ کو سب سے بڑھ کر چاہا تھا وہ روتے روتے پلنگ پر لیٹ گئی اور اپنی ماں سے ہم کلام ہوگئی۔وہ کئی گھنٹے تک ملسلسل روتی رہی فجر کی اَذان پر سمی کی آنکھ کھلی۔نمرہ نے بچپن سے سمی کو نماز کا پابند بنایا تھا کیونکہ وہ خود بھی پابند تھی سمی وضو کے لیے اٹھا لیکن نمرہ کو پلنگ پر لیٹے سوجی آنکھوں کے ساتھ اوپر کا چھجا تکتے دیکھ سمی کو حیرانگی ہونا باعث تھی کیوں کے اِس وقت تو نمرہ وضو کے لیے اٹھ جاتی تھی

"باجی؟"سمی نے پکارا لیکن کوئی جواب نا آیا

"باجی"سمی نے ہاتھ سے اسے ہلایا تو وہ بری طرح چونکی

"سمی "اس نے سمی کو دیکھا جو نیند نے آنکھیں مسل رہا تھا نمرہ تو اسکو اپنا بھائی سمجھتی تھی بچپن سے سمی کا کتنا خیال رکھا تھا اپنی ماں کے بَعد سمی ہی تھا جس کے وہ سب سے بڑھ کر چاہتی تھی۔وہ کچھ دیر سمی کا چہرہ تکتی رہی

"باجی کیا ہو گیا تیری طبیعت تو ٹھیک ہے؟" سمی نے پریشانی سے پوچھا

"ابّا نے تو پھر نہیں مارا؟" سمی جلدی سے بولا تو نمرہ نے آنسوؤں کا گھونٹ بھر کر سانس بھری۔وہ سمی کے سامنے بالکل کمزور نہیں پڑھنا چاہتی تھی

"کچھ نہیں بس ایسی تو سو جا" وہ جلدی سے کروٹ بدل کر لیٹ گئی جبکہ سمی وہی حیرانگی میں کچھ دیر کھڑا رہا تھا

★★===========★★

وہ باہر آکر خود پچھتا رہی تھی علاقہ واقعی سنسان تھا جیسے تیسے کر کے وہ تھوڑی دور کھڑی گاڑی پر پہنچی لیکن کیا دیکھتی ہے گاڑی لوک تھی "اوہ شٹ ڈفر چابی لانا بھول گئی" اس نے خود کو ملامت کی

"اُف کیا مسئلہ ہے" وہ اکتا کر مڑی دو قدم ہال کی طرف رخ کر کے سڑک پر مڑی ہو گی کے پیچھے سے کسی نے اسکی کلائی پکڑی. علما کی سانس آٹک گئی

"بھوت اللہ "اسکی جو منہ میں اس وقت صورت آرہی تھی پڑھ پڑھ کے بڑی مشکل سے پیچھے مڑی تھی لیکن سامنے کسی شخص کو دیکھ کر سکون کا سانس لیا سر جھکایا اور پھر جھٹکے سے اٹھایا تو اسے لگا اسکی سانسیں رک چکی ہے

★★===========★★

"واہ آج کتنا مزہ آیا نا اور حریم بھابی کتنی خوبصورت لگ رہی تھی اور کتنا شاندار استقبال ہوا تھا اور حریم بھابی کی انٹری تو لاجواب تھی" میثال یہ کوئی بات دسوی مرتبہ دوہرا رہی تھی لیکن ہر بار جوش مزید بڑھ رہا تھا

"بس کر دو اتنا بھی کوئی اچھا کام نہیں تھا" فریحہ نے آنکھیں گھمائی

"تمہیں تو کوئی چیز اچھی ہی نہیں لگتی سڑو کہی کی" اریشہ تکیہ ایک طرف پھینک کر میثال کے پاس آ بھیٹی فریحہ نے اسے گھورا تھا

"کاں اور انکی بھینیں کتنی پیاری لگ رہی تھی نا" ایمان سوچتے ہوئے بولی

"ہمم ماشاء اللہ" اریشہ نے استغفار کیا

"مجھے تو ہال کی ڈیکوریشن بہت پسند آئی تھی" شفا اپنی دوپٹے کی پنیں کھولتی بولی

"صرف ڈیکوریشن؟" حزیرہ ایک آنکھ دباتی اسکو کندھا مارتی شوخی سے بولی

"میرا مطلب عباد بھائی تو۔۔۔" حزیرہ نے اپنی بات روک کے شفاء کے لال چہرہ کا جائزہ لیا تھا

"استغفار حزیرا کتنی بعد لحاظ ہو گئی ہو تم" شفاء نے خفگی سے اسے گھورا

"ہیں میں نے کیا بدلحاظ بات کر دی؟" حزیرہ کو واقعی حیرانگی ہوئی تھی

"اثر تو پڑے گا" فریحہ نے بال ایک طرف جھٹکتے کہا

"کیا مطلب؟" میثال نے پوچھا

"مطلب دیکھا نہیں ان کے ہاں لڑکیاں کیسی تھیں" فریحہ نے پھر سے آنکھیں گھمائی

"کیوں ان کے سر پر سینگھ تھے؟" حزیرہ نے کہا اسے فریحہ کی بات قطعی پسند نہیں آئی تھی

"توبہ ہے فریحہ آپی آپکو تو کوئی پسند آتا بھی ہے یا نہیں" ایمان کو بھی برا لگا

"پسند ہے تو" اریشہ مسکراہٹ دبائے بولی فریحہ نے اسے پھر گھوری سے نوازا تھا پھر سب کا ایک ساتھ قہقہ گونجا تھا

★★==========★★

کالی شلوار قمیض پر براؤن شال ڈالے بھوری نشیلی مسکراتی آنکھوں میں چند قطرے شاید آنسو کے تھے لب پر مسکراہٹ تھی وہ اور کوئی شخص نہیں حمدان علی حیدر تھا وہ حمدان علی حیدر جس کا سایہ پچھلے تین سال سے اس کے سر پر منڈلا رہا تھا وہ حمدان علی حیدر جس کا نام تک لینا اسے گوارہ نہیں یہی سے اندازہ لگا لو کتنی نفرت ہے اس شخص کے لیے اس کے نرم دِل میں حمدان مسکراتا ہوا نم آنکھوں اِس کالی اندھیری رات کے سائے میں اپنے عشق کو دیکھ رہا تھا

اِس کا رنگ آج بھی بہت شفاف تھا، گال بہت سرخ جیسے دودھ، رنگ ہلکا گلابی اور جہاں قطرے گاڑے ہو رنگ تیز آتیشی گلابی ہونٹ جیسے ہر عنابی رنگ لگایا ہو بڑی بڑی آنکھیں جیسے سرخ سنہیری زعفرانی رنگ بھیگ کر گھل مل گیا ہو سیا جھالرے پلکیں سیا بھویں اور سیا بال مناسب قد اور بے حد متناسب جسم وہ اسے اتنے سال بعد غور سے مطمئن ہو کر دیکھ رہا تھا آنکھیں ترس گئی تھی اور سامنے کھڑی لڑکی مجسمہ بنی یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی وہ بے حد کھل کر مسکرا رہا تھا

"جب وہ مسکراتا ہے تو کائنات رقص کرتی ہے"

کوئی دور سے آواز علما کے کانوں میں اسکی کھلتی مسکراہٹ دیکھ کر کانوں میں گونجی

"علما" حمدان کے لب سے اسکا نام نکلنا تھا ہاں یہی تھی اس کا عشق اسکی دُنیا علما ہوش کی دُنیا میں اس کے پکارنے سے آئی تھی۔ اور ایک جھٹکے سے دور ہوئی حمدان اچھبنا سا ہوا

"نہیں" آنسو نے بنا کسی کی پرواہ کیے رفتاری سے بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں سے بہنا شروع کر دیا تھا وہ نفی میں سر ہلاتی قدم با قدم پیچھے ہو رہی تھی

"نہیں نہیں نہیں" وہ اپنے نازک ہاتھ ہونٹوں پر مسلتی نظریں زمین پر گاڑتی پھر سامنے کھڑے شخص کو دیکھتی خوف کی ایک لہر اسکی جسم میں دوڑی تھی

"علما" حمدان اسکی کیفیت سے ناواقف الجھن سے اس کے پاس آیا

"نہیں" وہ چیخی اس سنسان سڑک پر صرف وہ دونوں تھے اس چاند کی روشنی کے سائے میں ان دونوں کی تین سال بَعد ہونے والی ملاقات کا منظر چل رہا تھا اسی چاند کے سائے میں جو ایک کے عشق اور ایک کی نفرت کا گواہ تھا

"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا" وہ باقاعدہ رونے لگی تھی پیچھے قدم کرتے کانوں میں پہنے جھمکے بالوں میں لگائی ماتھا پٹی کی آواز اِس خاموش سڑک پر گونج رہی تھی اس کے قدم لڑکھڑا رہے تھے

چلنے کا حوصلہ نہیں رکنا محل کر دیا

عشق کے اِس سفر نے تو مجھ کو نڈھال کر دیا

"علما" اس نے تیسری بار اسکا نام پکار کر تھوڑا قریب جا کر اسکا کندھا ہلکا سا چھوا تھا وہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہوئی

"نہیں پلیز پلیز مجھے مت چھو پلیز مجھے جانے دو مجھے نہیں رہنا میں نہیں قید ہونا چاہتی میرا کیا قصور ہے پلیز" وہ روتے روتے ہچکیوں پر آ گئی تھی اور جو وہ کہہ رہی تھی حمدان پر قیامت کی طرح گزر رہا تھا اسکا عشق جسے وہ خود سے بڑھ کر چاہتا ہے وہ اسے خوف کھا رہا تھا وہ اسے دور ہو رہا تھا وہ اسکی وجہ سے بری طرح رو رہا تھا حمدان کی آنکھوں سے آنسو کی ایک بوند ٹپکی تھی

"علما پلیز ادھر آؤ میں میں حمدان تم جانتی ہو میں نے کیسے گزارے ہے یہ سال یہ سال نہیں صدیاں تھی ایسا ایک پل بھی نہیں تھا جس میں تمہارا تصور میری آنکھوں کو چھو کر نا جائے" اسکی آواز میں درد تھا تکلیف تھی بے بسی تھی لیکن کس کو فکر تھی علما کچھ سننے سے قاصر تھی وہ بس خوف کھاتی پیچھے ہوتی جا رہی تھی

"میری بات۔۔۔" حمدان کی بات علما نے چیخ کر کاٹی تھی

"نہیں پلیز جانے دو مجھے نہیں واپس کیسے آ سکتے ہو نہیں" وہ چہرہ ہاتھوں میں لیے رونے لگی اور خوف سے دو قدم پیچھے ہوئی تبھی ایک گاڑی تیزی آئی

"علما سنبھل کر" حمدان کی چیخ بلند ہوئی

تجھے کھونے سے ڈر لگتا ہے

اب تو رونے سے ڈر لگتا ہے

لیکن گاڑی میں بھیٹے شخص نے سہی وقت پر بریک لگایا تھا جب ہی علما بال بال بچی اچانک گاڑی کا جھٹ سے دروازہ کھلا اور حسیب باہر آیا

"حمدان تو کہاں؟" وہ بولتے بولتے رکا حمدان کی طرف دیکھا جو ہوش کھو بھیٹا تھا مڑ کر علما کی جانب اپر سے نیچے تک دیکھا شرارے میں ملبوس تیار ہوئی علما کی بری حالت ہوگئی تھی اور وہ ملسلسل رو رہی تھی۔ حسیب کو لگا اس نے پہلے کہی اسکو دیکھا ہے

"علما" حمدان کی کنپکپاتی آواز آئی حسیب نے چونک کر حمدان کو دیکھا اور اسکو ایک پل نہیں لگا سب سمجھنے میں مطلب حمدان کا عشق اس کے سامنے کھڑا ہے حسیب نے غور سے علما کا جائزہ لیا

"مجھے پلیز پلیز یہاں سے لے چلے پلیز" علما روتے ہوئی حسیب کے پیچھے چُھپ گئی. حمدان کے اپر کیا گزر رہی تھی صرف وہی جانتا تھا

"پلیز مجھے اسے بچا لیں" وہ چھوٹے بچے کی طرح روتی ہوئی حسیب نے فریاد کر رہی تھی

"علما میری زندگی۔۔۔" حمدان آگے بڑھا لیکن نیچے کانچ پڑا ہونے کے باعث شیشہ اسے چُب گیا اور اس کے پاؤں سے خون بھنے لگا لیکن کس کو فکر تھی

"علما تم۔۔۔۔" وہ مزید آگے بڑھتا بولنا چاہا لیکن حسیب نے روک دیا

"حمدان جا تو" حسیب نے کہا

"حسیب میری علما" وہ پاگل ہو رہا تھا اسکا جنون اس پر ہاوی ہو رہا تھا

"حمدان تو ایک بار پھر کھونا چاہتا ہے" حسیب نے اسکی طرف دیکھتے کہا حمدان کے بڑھتے قدم رک گئے جنون پاگل پن سب تھم گیا

"جا تو" حسیب چلایا لیکن وہ اپنی جگا سے نہیں ہلا

"چلیں آپ میں آپکو گھر چھوڑ تا ہوں" علما آنکھیں بند کیے ملسلسل رَو رہی تھی حسیب نے اسے احتیاط سے گاڑی میں بٹھایا اور خود بیٹھ کر گاڑی آگے بڑھا دی جبکہ حمدان وہی زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا خون روانگی سے بہے رہا تھا مگر تکلیف شیشہ کی چھبنے کی نہیں تھی کیونکہ یہ کچھ بھی نہیں تھا اس پر جو حمدان پر گزر رہی تھی وہ باقاعدہ رونے لگا تھا اتنا مظبوط ہو کر بھی وہ رَو رہا تھا کیا وہ آج پھر ٹوٹ گیا تھا؟ کالے رات کے سائے سوالیہ نظروں سے اس شخص کی حالت کو دیکھ رہے تھے

بے وجہ نہیں روتا عشق میں کوئی غالب

جسے خود سے بڑھ کے چاہا ہو وہ رلاتا ضرور ہے

اور جواب بھی شاید انکو مل چکا تھا

★★==========★★

"جب کوئی بات بگڑ جائے جب کوئی مشکل آجائے تم دینا ساتھ میرا او ہم نوا" ساری لڑکیاں لڑکوں کے مقابلے میں بھیٹی اپنی سوریلی آواز سے گا رہی تھی لیکن حریم کا دل گھبرا رہا تھا اس نے ارد گرد علما کو دیکھنے کے لیے نظر دوڑای تو وہ کہی نہیں دکھی حریم نے جھک کر فضا (کزن) کے کان میں سرگوشی کر کے پوچھا

"ایما کہاں ہے؟ "

"وہ تو موبائل لینے گ۔۔۔۔" فضا بولتے بولتے رکی اور چونک کر میز کی طرف دیکھا لیکن علما کہی موجود نہیں تھی وہ ایک دم کھڑی ہو گئی سب نے سوالیہ نظروں سے دیکھا

"علما کہاں ہے؟" فضا بولی تو سب نے چونک کر ارد گرد نگاہ دوڑائی اور سب ہی پریشانی سے کھڑے ہو گئے

"وہ تو ٹیبل تک گئی تھی نا" ماہم نے پریشانی سے کہا

"بیٹا دیکھ کر آؤ" اقراء بیگم گھبرا کر آحد سے بولی وہ باہر کی طرف جانے کے لیے مڑا ہی تھا کہ حسیب آتا دکھائی دیا سب نے حیرت سے اسے دیکھا

"وہ علما کو میں نے گھر چھوڑ دیا ہے" حسیب نے کہہ تو دیا لیکن سب حیرانگی سے دیکھنے لگے

" لیکن آپ تو چلے گئے تھے نا؟" سمرہ نے الجھن سے پوچھا

"ہاں اور علما گھر؟" ہبا کو سمجھ نا آیا سب پریشانی سے اسکی طرف دیکھ رہے تھے اور وہ سوال کا جواب نا بنے پر سب کی سوالیہ نظری دیکھتا رہ گیا

"وہ۔۔۔ وہ ہاں وہ انکی طبیعت ٹھیک نہیں تھی میں۔۔۔ میں والٹ بھل گیا تھا وہی لینے آیا تھا تو وہ چکر کھاتی یہی مین گیٹ پر دکھی تو میں نے پوچھا انہوں نے گھر چھوڑنے کا کہہ دیا" حسیب نے بڑی مشکل سے بات بنائی تھی سب کے چہروں پر اور پریشانی آ گئی

"میری بچی کیسی ہے؟" اقراء بیگم گھبرا کر آحد کی طرف دیکھتی بولی

"اب ٹھیک ہے وہ وہ ریسٹ کر رہی ہو گی میں نے سوچا میں اطلاع دے دوں"

" چلیں امی ہمیں گھر چلنا چاہئے ایما اکیلے ہو گی" آحد بولا تو حریم اور ماہم نے سر اثبات میں ہلایا حسیب سب کا شکریہ بٹورتا واپس چلا گیا اسے حمدان سے ملنا تھا جب کے اس رات کا سب نے یہی اختتام کر دیا اور اپنے اپنے گھر کی راہ لے لی

★★==========★★

"اوئے تو نے پہلے تو کبھی نا بتائی یہ بات؟" نمرہ کے کمرے نے نکلنے کے بعد رخشیدہ تیزی سے پلنگ سے اتری تھی اور انعام سے حیرانگی سے پوچھا

"کیابتاتا زندگی حرام کرر کھی پہلے اسکی ماں نے کرر کھی تھی تب اسے جان چھوٹی تو اِس نے حرام کر دی" انعام گلے میں رومال نکل آتا بولا

"اے یہ بات سچی ہے؟" رخشیدہ کو ابھی بھی یقین نہیں آرہا تھا

"نہیں جھوٹ بول رہا ہو" انعام ناگواری سے بولا

"نہیں نہیں یقین آگیا" رخشیدہ فوراً بولی

"میں چودھری صاحب سے مل کر نکاح کا بول کر آتا ہوں" انعام چپل پیر میں گھسا کر رومال کاندھے پہ ڈال کر باہر نکل گیا جبکہ رخشیدہ خوشی سے جھوم رہی تھی

"اب آیانا اونٹ پہاڑ کے نیچے ہاہاہا" وہ بہت عجیب ہنسی تھی

★★==========★★

وہ بوجھل قدموں سے کب اپر آئی کب دروازہ کھولا کب کمرے میں آئی اسے معلوم ناپڑا اسکا دماغ سن پڑ گیا تھا لیکن دل زور و شور سے دھڑک رہا تھا

"علماعلماعلما" حمدان کی پریشانی میں ڈوبی آواز اسکی کانوں کی سماعت ٹکرای ایک دم سے وہ جوش میں اٹھی پردے لگائے دروزا بند کیا اور اپنے سنگل بیڈ کے کون میں آکر سر گھٹنوں میں لے کر ڈَر کر کانپنے لگی سن بھیٹی وہ سامنے دیوار کو گھورتی رہی آنکھیں لال ہو چکی تھی بال خراب ہو چکے تھے ماتھا ٹیکہ جھمکے سب کہاں گرے اسے معلوم نا تھا پورا رستہ بھی وہ ایسے بیٹھ کر سسکیاں بھرتی آئی تھی جبکہ وقفے وقفے سے حسیب اسکی طرف دیکھ رہا تھا اسے پانی کی بوتل بھی اس نے اسکی طرف بڑھائی تھی لیکن کوئی جواب نا ملنے پر اس نے واپس ڈیش بورڈ پر رکھی وہ بنا کچھ کہے سنے گاڑی سے اُتَر کر اپارٹمنٹ میں گھس گئی تھی وہ ابھی بھی بھیٹی آنسو بہارہی تھی لیکن خاموش آنسو اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ جس شخص کی آواز سنا وہ گوارہ نہیں کرتی وہ شخص تین سال بعد اس کے سامنے آکر یوں کھڑا ہو گا قسمت ایسے ملوائے گی اسکے اس ماضی کے آشق سے

★★==========★★

وہ گنگناتا ہوا گھر میں داخل ہوا لیکن سامنے اپنی ماں کو ٹھیلتے ہوئے دیکھ کر رک گیا

"کیا ہوا اماں سوئی نہیں" وہ سوفے پر آکر نیم دراز ہوا

"سارم تم کہاں تھے تمہیں پتا ہے مسز افشاں کا فون آیا تھا "

فوزیانے پریشانی سے کہا

"کون؟"سارم نے لاپرواہی سے اپنے کھوسے اتارتے پوچھا

"سونی کی مام"انہوں نے چڑ کر کہا

"تواس میں اتناہائپر ہونے کی کیابات ہے"لاپرواہی اب بھی لہجے میں تھی

"ارے وہ کہہ رہی تھی تم نے ان کی بیٹی کو چیٹ کیااور ان کی بیٹی تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی وہ خودخوشی کرلے گی شکر کرو میں نے فون اٹھایاورنا تمہارے ڈیڈ کے نمبر پر کال آئی تھی "

"ڈرامے ہیں سب پہلے خود چل کر آتی ہے ایسی لڑکیاں پھر زرا سے دن گزارلو اس کے بعد بندے کی دلچسپی ختم ہوجاتی اور ایسی لڑکیاں چاہتی ہے میں شادی کروں ان جیسی سے"سارم کا موڈ بگڑ چکا تھا

"ہاں ویسے بات تو تم ٹھیک کہہ رہے ہوان کی ہی بیٹی خراب ہو گی چلو تم ٹینشن مت لو میں دیکھ لونگی"فوزیہ نے سوچتے ہوئے کہا

"کافی ملے گی؟"سارم سرپرہاتھ رکھ کر بولا تو فوزیہ سر اثبات میں ہلا کر کچن کی جانب چلی گئ

★★==========★★

"جی آنٹی؟"حسیب گاڑی چلارہاتھاجب حفصہ کی کال اسے آئی

"بیٹاحمدان آپ کے ساتھ ہے؟"دوسری طرف سے حفصہ کے پوچھے جانے والے سوال پر حسیب کو سانپ سونگھ گیا تھااسے خود نہیں معلوم تھاحمدان کہاں ہے

"حمدان گھر نہیں آیا؟"وہ بڑبڑایا

"کیا؟"دوسری طرف سے حفصہ کی آواز پر وہ چونکا

"ہوں۔۔۔کچھ نہیں میں میرے ساتھ ہی ہے وہ بس کراچی گھوم رہے ہے آنٹی آنے میں دیر ہوجائے گی"اس نے ناچاہتے ہوئے بھی لہجے میں شوخی لانے کی کوشش کی

"اچھا"حفصہ مطمئن ہوئی

"چلو ٹھیک ہے خیر سے آنا صبح کل اسلام آباد کی واپسی بھی ہے"وہ دوسری طرف مسکراتی ہوئی بولی

"ہوں جی"حسیب نے خداحافظ کہہ کر فون رکھ دیااور اب حمدان کو مسلسل فون ملاتے گاڑی سڑک پر گھمانے لگا

★★==========★★

وہ لوگ گھر آ چکے تھے اور اقراء بیگم اور آحد علما حریم اور ماہم کے کمرے کی طرف بڑھنے لگے کے حریم نے روک دیا

"بھائی امی آپ لوگ سو جائے ویسی آپ سب تھک گئے ایما بھی سو رہی ہو گی میں اسکا خیال رکھ لونگی" حریم مسکراتے ہوئے بولی

"لیکن۔۔۔ چلو ٹھیک ہے اسکو دوائی بھی دے دینا دودھ کے ساتھ" اقراء بیگم مطمئن ہو گئی کیونکہ وہ جانتی تھی حریم نے شروع سے ہی ماہم اور علما کا خیال رکھا ہے

"یاد سے" آحد اس کے سر پر ہلکی سی چپت مار کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ حریم مسکرا دی

"مما کے ساتھ سونے کی آج باری میری ہے" ماہم جمائی لیتی اقراء بیگم کے کمرے کی طرف بڑھ گئی جبکہ حریم مسکرتی ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھی دروازہ کھلا اور کمرے میں اندھیرا تھا

"ایما؟" حریم نے آہستہ سے آواز لگائی کیونکہ بیڈ خالی تھے

"نہیں" سسکیوں کے ساتھ علما کی آواز پر حریم کے قدم جم گئے وہ بیڈ کے کونے کی طرف بڑھی اور علما کو ایسی حالت میں دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے

"ایما؟" وہ جلدی سے اسکی طرف بھاگتی ہوئی آئی

"ایما کیا ہوا؟" حریم نے اسکا گال تھپتھپایا

"ایما فیور ہے اپ کو تو میری جان" علما گرم ہو رہی تھی حریم کی حالت بگڑنے لگی "میم" علما دھاڑے مارتے ہوئے حریم سے چپٹی اور حریم کی سانسیں آٹک گئی

"ای۔۔۔یمما کے۔۔کیا ہوا میری جان" حریم بمشکل دھیرے سے بولی

"بولو کیا ہوا" وہ چیخی اس کے رونے کے ساتھ اب حریم بھی رونے لگی تھی

"میم وہ آ گیا واپس میم وہ آ گیا" علما روتے ہوئے چیخی

"ک۔۔کون میری جان؟" حریم کو اندازہ ہو رہا تھا لیکن وہ اپنا اندازہ غلط کرنا چاہ رہی تھی

"حمدان علی حیدر" علما روتے ہوئے چیخی اسے الگ ہوئی حریم وہی ساکت ہو گئی

"کک۔۔کیا؟" حریم دم بخود رہ گئی

"ہاں میم وہ واپس آ گیا وہ کیوں آیا میں کیا کروں گی مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے میں۔۔۔۔ میں مر جاؤنگی" وہ اپنے ہوش و ہواس کھو رہی تھی بخار سے وہ ویسے تپ رہی تھی اور اب اس کے ذہن پر سوار ہو چکا تھا

"ایما کام ڈاؤن" حریم نے اسے گلے لگایا لیکن وہ پھڑ پھڑاتی چڑیا کی طرح نکل گئی

"میم پھر سے ماضی اپنے آپ کو دوہرائے گا" وہ ڈری سہمی سسکیوں کے ساتھ بول رہی تھی حریم آواز سے رونے لگی اسے اپنی ایما کی یہ حالت اب تین سال بعد پھر سے نہیں دیکھی جا رہی تھی

"ایما ہوش میں آؤ" حریم اسکا گال تھپتھپا کر چیخی اور اسے مضبوطی سے اپنے سے لگالیا علما ابھی بھی پتہ نہیں کیا کیا بڑبڑائی جا رہی تھی لمحے گزرتے گئے علما کی آواز ہلکی ہلکی ہوتی گئی اور پھر آنا بند ہو گئی حریم نے چند ثانیے اپنے سے لگا کے رکھا پھر ہلکا سا الگ کیا تو وہ سو گئی تھی حریم نے شکر ادا کیا اور اسے بیڈ پر لٹایا کمبل اوڑھایا اور آنسو پوچھتے اس کے سرہانے بیٹھ کر اس کے سر پر پیار کیا پھر اس بال سہلانے لگی جبکہ اب علما نیند کی آغوش میں سفرے ماضی کا سفر کرنے پروان چڑھ گئی تھی

★★==========★★

ہزاروں سال سفر کر کے پھر وہی پہنچے،

بہت زمانہ ہوا تھا ہمیں زمین سے چلے

(تین سال پہلے)

نیلا آسمان ہوتا جا رہا تھا۔لندن کی اقتدار پر چمکیلی صبح اتری تھی۔شروع کے جون کے دن تھے لیکن زیادہ گرمی نہیں تھی۔صبح کے سات بجے کا وقت تھا. صبح کا یہ منظر ہر صبح کی طرح سکون کا احساس بخش رہا تھا لیکن کچھ تو تھا اس صبح میں جو کافی دل دھڑکا رہا تھا لندن کا یہ ہرا بھرا پارک آج بھی اس کی روز معامل کی جاگنگ کے لیے حاضر تھا۔وہ جاگنگ کر کے اب بینچ پر آکر تھکا ہارا بھیٹ چکا تھا اور اپنی پھولی سانسیں بحال کر رہا تھا جب کسی کے رونے کی آواز اس کے کانوں میں آئی اتنی صبح صبح کے منظر میں ابھی ایکا دکا لوگ ہی تھے تو یہ انجانی رونے کی آواز کہاں سے آ رہی تھی اس نے سرسری سی نظر ارد گرد دوڑائی تو سامنے بینچ پر بھیٹی لڑکی نظر آئی۔نیلے ٹراوزر اور آدھی استینوں کی شرٹ میں ملبوث بال اونچی پونی میں باندھے سفید چہرہ لیے رو رہی تھی اب رو کر چھوٹی سی ناک اور رخسار گلابی ہو رہے تھے وہ چند ثانیے اسکو بغیر پلکیں جھپکائے دیکھتا رہا وہ اسکو اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا تھا اور اسکو دیکھ کر پلکیں جھپکانا بھول جانا تو پہلی ملاقات سے آم سی بات ہو گئی تھی۔وہ ایسی شخصیت کا بلکل مالک نہیں تھا جو دوسروں کے معاملوں میں اپنی ناک گھسائے نا وہ کسی کے معاملے میں بولتا تھا اور نا ہی کسی کو اسکے معاملے میں بولنے کی اجازت تھی۔مگر آج پتا نہیں کیوں سامنے بھیٹی اٹھارہ انیس سال کی لڑکی کی جانب اس چوبیس سال کے نوجوان کے پیر اٹھ رہے تھے

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا بینچ پر بھیٹی لڑکی کی طرف آیا جو ابھی بھی رو رہی تھی کسی کے وجود کے احساس سے اس لڑکی نے نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے ٹریک سوٹ میں ملبوث بھوری آنکھوں والے نوجوان کو پایا وہ لڑکی پزل سی ہوئی اسکی آنکھیں بہت گہری تھی سامنے کھڑے شخص کی کیفیت بھی ہیزل آیز کو دیکھ کر مختلف نا تھی "یس؟" پہلا لفظ اسے مخاطب کا یہی تھا۔وہ چونکا تھا

"وائے آر یو کرائینگ ؟" پتا نہیں کیوں ایک انجان سے پوچھ رہا تھا وہ اسے خود معلوم نہ تھا

" آیم۔۔؟" اسنے آپنی شہادت کی انگلہ اٹھا کر خود کی طرف کی اور سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔اس لڑکی کو شاید حیرانی نے گھرا تھا

"یس اینی پرابلم؟" لہجہ نرم کیوں تھا؟سوال اب بھی خود سے تھا

"مائے آیسکریم" اپنی برابر میں پڑی بے ترتیب آیسکریم کی طرف۔اشارہ کیا جس کی حالت نا قابل تھی شاید وہ نیچے گری تھی لیکن رزق کے احترام سے بینچ پر رکھ دی تھی وہ اشارہ کر کے ایک بار پھر رونے لگی تھی

"آیسکریم؟" اس نے کافی حیران ہو کر اسکی گری آیسکریم کو دیکھا اور پھر اسکے روتے چہرے کو یعنی وہ آیسکریم کا سوگ منا رہی تھی

"ریلی؟" وہ مسکرایا تھا

" آپ ہنس رہے ہے؟" وہ اسکی مسکراہٹ دیکھ کر تپ گئ لیکن جلدی میں بولنے والی اردو کو لندن میں رہتے سامنے شخص کو دیکھ کر سہی کیا" آئے مین آر یو لافنگ واٹس فنی؟" اسنے جلدی سے انگریزی میں ترجمہ کیا

وہ شخص اسکی اردو سن کر چونکا مگر اگلے پل کھل کر مسکرایا" مجھے اردو آتی ہے" وہ مسکرا کر بولا سامنے بھیٹی لڑکی حیران ہوئ اور اسکو اپر سے نیچے تک دیکھا۔

" لے پہلا بولنا تھا فضول میں انگلش بول کر اپنا منہ دُکھایا میں نے" اسنے آنکھیں گھمائ وہ شخص اسکے انداز پر ہنسا تھا رونا اور غصہ ہونا غایب ہو چکا تھا

"میری آیسکریم" اگلے ہی پل دکھ یاد آنے پر وہ واپس بینچ پر بھیٹ کر دکھ سے چلائ آس پاس سے گزرتی انگریز عورت نے چونک کر اسے دیکھا تھا اس شخص نے معزرت خواہ نظروں سے اس عورت کو دیکھ تو وہ مسکرا کر "اٹس اوکے" والے انداز سے آگے بڑھ گئ

"آیسکریم کے لئے کون روتا ہے؟" اب لہجہ میں چڑ آگئ تھی

"ہیں تو آیسکریم کے لیے نہیں روئے گے تو کسی محبوب کے لیے آپنے قیمتی آنسو بہاو؟ ارے آپ جانتے بھی ہیں آیسکریم لڑکیوں کے لئے کسی جانو مانو شونا جانو سے کم تھوڑی نا ہوتی ہے" وہ جزبات میں آکر اس پر کھڑی ہو کر سنانے والے انداز سے بول رہی تھی جبکہ اس شخص کو اس باتونی لڑکی کی چند باتیں سر کے اپر سے گزرتی محسوس ہوئ

"ہائے میری آیسکریم۔۔ابھی گرنا تھا تجھکو بھی زرا سا چکھنے تو دیتی" وہ آیسکریم کی طرف دیکھتی بولی "ضرور۔۔" آنسو جلدی سے صاف کیے "ضرور اس بچے کی نظر لگی ہو گی دیکھ تو ایسے رہا تھا جیسے زندگی میں آیسکریم اسے نصیب ہی نا ہوئ ہو" وہ تھوڑی دیر پہلے کا واقع یاد کرتی بولی جب ایک بچہ فٹ بال پکڑے اسکی آیسکریم کو گھورتا ہوا جا رہا تھا اور بدلے میں اس نے زبان چڑھائ تھی

سامنے کھڑے شخص کو اب پچھتاوہ ہو رہا تھا یہاں اس کے پاس آکر وہ کتنا بولتی تھی اور فضول بولنے میں تو اس نے شاید پی ایچ ڈی کر رکھی تھی وہ نفی میں سر ہلا کر واپس مڑنے لگا جبھی وہ پکاری

"ہائے "اسنے ہاتھ آگے کیا شاید اسکا ایسکریم کا سوگ ختم ہو چکا تھا اس شخص نے اسکے ہاتھ کو دیکھا پھر اس کے چہرے کو جو سفید دانت دکھا رہا تھا پھر نظر انداز کر کے اپنی بینچ کی طرف بڑھنے لگا

"ارے او مسٹر "وہ دو قدم بھاگتے ہوئے آئ تھی

"نام تو بتاتے جاؤ" وہ مسکرا کر بولی۔اس نے پھر نظر انداز کیا

"علما عزیز"وہ جلدی سے اسکے سامنے آئی اور مسکرا کر فخریہ انداز میں اس لڑکی نے اپنا نام بتایا تھا وہ کچھ پل رکا پھر سر جھٹک کر اسکے سایڈ سے نکل گیا جبکے علما منہ پھلا کر رہ گئ "مسٹر ایروگینٹ "یہ پہلا لقب تھا جو اسکو علما کی طرف سے ملا تھا

★★==========★★

"میم میم "وہ آوازیں لگاتی اس گھر کے اندر داخل ہوئ سفید اور ہلکے نیلے رنگ کا کومبینیشن دے کر اس گھر کو رنگ کیا گیا تھا لندن کی گلی میں وہ چھوٹا سہی لیکن خوبصورت گھر مقام تھا"جی میم کی جان؟"حریم چھوٹی سی سیڑھیاں عبور کرتی آئ

"ناشتا بھوک لگ رہی ہے"وہ کہتے ساتھ دیوار پر لگی ایل ای ڈی کھول کر بھیٹ گئ

"اوہ ایک تو تمہیں یہ جاننگ کا شوخ کہاں سے چڑھ گیا "

حریم فرج سے دودھ نکال کر گلاس میں انڈیلتی بولی

"بس لندن آکر چڑھ گیا"وہ ہنس کر بولی"اوہ یہاں تو ہمارے دیسی چینل آئے نہیں رہے"ریموٹ پٹخ کر اس نے دودھ کا گلاس تھاما

"بس چند دن میں ہی شوخ پورا کر لو پھر واپس ہی جانا ہے "

حریم واپس کچن میں آکر انڈا تلنے لگی

"ابھی نہیں ابھی تو میں اپنی انیہ کے ساتھ رہو نگی"سامنے سے سفید پجامہ اور ہلکی گلابی گھٹنوں سے اپر آتی شرٹ میں ملبوث سفید بالوں والی عورت کو آتے دیکھ علما ان کے گلے لگتی بول

"یس بلٹل"انہوں نے اس کے سر پر پیار کرتے کہا

"بلٹل نہیں بلکل"علما نے سمجھایا۔انکی اردو ٹھیک نہیں تھی۔حریم مسکرائ ہمیشہ علما انکی اردو ٹھیک کرتے کرتے تھک جاتی تھی

"انیہ آپ کے لیئے کافی بناوں؟"حریم نے پوچھا"شیور ڈارلنگ"انہوں نے اثبات میں سر ہلایا

"کم انیہ لیٹس پلے بیڈ منٹن" وہ جوش سے اٹھ کر زنیشہ کو لے کر چھوٹے سے باغیچے چلی گئی تھی "پہلے ناشتہ کر لو ایما" پیچھے حریم ہمیشہ کی طرح آوازیں لگاتی رہ گئی۔ زنیشہ مہتاب عزیز کی منہ بولی بہن تھی اور وہ لندن میں رہائش پزیر تھی ان کے شوہر کا انتقال ایک ایکسیڈنٹ میں ہو گیا تھا ان کا ایک بیٹا تھا جو آرسٹیلیہ میں رہائش پزیر کام کے سلسلے میں تھا علما اور حریم کی کوئی پھپھوں نہیں تھی لہزا زنیشہ انکی پھوپھوں کے روپ میں دوست جیسی تھی زنیشہ کی اتنی زد پر اقرء بیگم نے حریم اور علما کو لندن کچھ دن ان کے ساتھ رہنے کے لیے بھیجا تھا اور ویسے بھی چند دن بعد وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے بیٹے کے ساتھ آرسٹیلیہ شفٹ ہونے والی تھی اور حریم اور علما واپس اپنے وطن لوٹ جانی تھے

★★===========★★

وہ آج پھر معامل کے مطابق جاگنگ پر نکلا تھا دوڑتے دوڑتے اسے کسی کے پکارنے کی آواز آئی مگر وہ نظر انداز کرتا دوڑے جا رہا تھا

"ہو۔۔۔ ہو۔۔۔ اوئے مسٹر ایرو گینٹ؟" کوئی بری طرح پھولی سانسیں لے کر اسکے قریب آیا۔ س نے چہرہ موڑنے کی زحمت کی تو کل والی ایسکریم والی لڑکی پھولی سانسیں بحال کر رہی تھی

"یہ پھر آگئی" وہ بڑبڑاتا ہوا واپس دوڑنے لگا جبکہ پیچھے کھڑی لڑکی منہ بناتے ہوئے مشکل سے اس کے ساتھ دوڑنے لگی

"کتنا تیز دوڑتے ہو بھئی وفتار کم کرو ایک بچاری معصوم سی لڑکی کا کچھ تو خیال کرو مسٹر ایرو گینٹ" وہ اسکے ساتھ دوڑتے سانسیں بحال کرتی بولی "واٹ؟" مسٹر ایرو گینٹ کے نام سے پکارنے پر وہ خاصہ چڑ گیا تھا ایک اچٹی نظر اس پر ڈالی اور پھر رفتار تیز کر دی

"اپنا نام تو بتا دو" وہ واپس اسکے ساتھ دوڑتے ہوئے پوچھنے لگی۔ اس نے نظر انداز کیا

"کنجوس نام بتانے کے پیسے نہیں جاینگے میں نے لڑکی ہو کر بتا دیا اور تم لڑکے ہو کر نہیں بتا رے ایسا لگ رہا ہے میں کوئی آوارا سڑک چھاپ غنڈا ہوں جو ایک شریف لڑکی سے اسکا نام پوچھنے کی گھٹیا حرکت کر رہا ہے" وہ سوچتے ہوئے بولی۔ اس نے رک کر اس لڑکی کو دیکھا جو جانے کیا سوچ کر بڑبڑا رہی تھی "میں غنڈا تو نہیں ہوں" وہ خود سے سوال اور خود سے جواب کر رہی تھی اور اسکی باتیں سن کر اسکو اسکی دماغی حالت پر شک ہوا

"خیر مٹی پاؤ تم نام بتاؤ؟" اس نے جیسے اپنی سوچوں کو جھٹک کر پھر وہی سوال کیا "واہ یہ تو شعر ہو گیا واؤ علما جینئیس" اس نے اپنے بے تکے شعر پر خود کو داد دی تھی وہ شخص اسے دیکھتا رہ گیا

"نام بتاوں؟" وہ پھر نام بتاوں کی مالا جپنے لگی تھی اس نے ٹھنڈی سانس بھری پھر جان چھڑانے والے انداز میں اپنا نام بتایا

"حمدان علی حیدر" اس نے بس اتنا کہا اور واپس دوڑنے لگا۔ جبکہ علما کھڑی اس کے نام کو تجزیہ کر رہی تھی

"خیر نام میں کیا رکھا ہے کام میں رکھا ہے" وہ اسکے ساتھ واپس دوڑتی ہوئی بولی تو حمدان کو غصہ آگیا

Urdu Novels Ghar

"ابھی نام نام کر رہی تھی اب نام بتا دیا تو نام میں کیا رکھا ہے اور تم اتنی بکواس لاتی کہاں سے تمہیں زندگی میں اور کوئی کام نہیں ہے میرے پیچھے کیوں پڑی ہو ہاں؟" وہ کافی سخت لہجہ میں بولا تھا۔ علما نے بمشکل اپنا تھوک نگلا۔ اسکے غصہ سے علما کو پتا نہیں کیوں خوف آ رہا تھا

"س۔ سوری" اسکی آنکھوں میں نمی آ گئی تھی۔ وہ سر جھکا کر واپس سست قدم اٹھاتی مڑ گئی۔ جبکہ حمدان کے دل کو کچھ ہوا تھا

★★==========★★

"یہ مٹنگ ہماری ڈن ہو گئی ہے کل کی فلایٹ سے اٹلی نکلنا ہے "

سامنے بھیٹا حسیب اسے سفید کاغذات پر لکھے کچھ چیزیں سمجھا رہا تھا لیکن حمدان غایب دماغی سامنے دیوار کو گھور رہا تھا

"حمدان پھر نکل رہا ہے نا آج رات تو؟" حسیب نے ایک بار پھر پوچھا لیکن حمدان نے سنا نہیں تھا "حمدان؟" حسیب کو چڑ ہوئی "ہوں ہاں؟" وہ چونکا

"کیا ہو گیا ہے کہاں کھویا ہے؟ "

" کہیں نہیں بس سر میں درد تھا" اس نے بہانا بنایا

"ٹکٹ بک کرواؤں؟" حسیب نے موبایل اٹھاتے سرسری سا پوچھا

"نہیں حسیب میٹنگ کینسل کر دو میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے "

حمدان نے پھر بہانا گڑا

"ہیں حمدان علی حیدر جو سخت سے سخت بخار میں بھی میٹنگ اٹینڈ کرنا نا بھولے آج ہلکے سے سر میں درد سے اتنی بڑی اور ضروری مٹنگ کینسل؟" حسیب کا حیران ہونا جایز تھا

"حسیب پلیز" وہ ابھی کسی سے بھی بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھا "اچھا چل میں اٹینڈ کر لیتا ہوں اسی بہانے اٹلی کی حسیناؤں سے ملاقات ہو جائے گی" حسیب سوچتے ہوئے شوخی سے بولا "تیرا کچھ نہیں ہو سکتا" حمدان نے نفی میں سر ہلایا

"ہاں لیکن میری ایک شرت ہے" حسیب نے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا

"جانتا ہوں چل آ کر اؤں لنچ" حمدان مسکراتے ہوئے بولا تو وہ بس واہ واہ کرتے رہ گیا اور وہ دونوں ہنستے مسکراتے نکل گئے

★★==========★★

"سو ناظرین آپکو خبر کر رہے ہیں علما عزیز کے لیے آج بہت بڑی مہربانی ہوئی ہے یعنی حریم عزیز نے علما عزیز کے لیے چاینز بنایا ہے وہ بھی اپنے پیارے پیارے ہاتھوں سے جی ہاں ناظرین آپ کو سننے میں بلکل غلطی نہیں ہوئی اور یہاں علما عزیز اپنے پسندیدہ کھانے کو

دیکھ کر پاگل ہونے کو آئی ہے لیکن اس رشوت کے بدلے کیا کام کروانا چاہ رہی تھی علما عزیز سے یہ جاننے کے لیے بنے رہے شکریہ "وہ موبایل کا کیمرہ اپنی طرف کیے اپنی نیوز کی ویڈیو بنا کر فارغ ہوئی تو ٹیبل پر رکھے گرما گرم چائینز پر کیچپ کی آدھے سے زیادہ بوتل خالی کر کے وہ کھانے میں مصروف ہو گئی جبکہ سامنے بھیٹی خاموش حریم نفی میں سر ہلاتی رہ گئی

"ایما حد ہو گئی ٹھیک سے کھاؤ کیا بچوں کی طرح کھا رہی ہو؟ "

حریم اسکے منہ پر لگی کیچپ اور شرٹ پر گرے نوڈلس دیکھ کر ڈانتی بولی لیکن کس کو فکر تھی وہ مست صرف اور صرف کھانے میں لگی تھی

"اف اس لڑکی کا کیا کروں میں یہ لاین سہی مارتی ہے تمھیں مما" حریم اٹھ کر کیبنٹ سے ٹشو نکالتی خفگی سے بولی

"سوتے ہوئے شیر اور کھاتی ہوئی علما کو کبھی پریشان نہیں کرتے دونوں کا انجام خطرناک ہوتا ہے" وہ نوالہ کانٹے سے منہ میں ڈالتی ڈایلاگ بولی جس کو سن کر حریم نے اپنا سر پیٹ لیا

"رات کو کونسی مووی دیکھ لی تھی" وہ ٹشو سے اسکی شرٹ کو صاف کرتی بولی تو وہ ہنس دی

"ہے چایلڈ یہ کیا کر لی ہو؟" زنیشہ جو ابھی ابھی فریش ہو کر کمرے سے باہر نکل کر علما کے گلے لگنے والی تھی اسکو اس طرح دیکھ کر حیرت سے پوچھنے لگی

"کر لی نہیں انیہ کر رہی" علما نے انہیں سمجھایا "یس یس سیم"

"اور میں کر نہیں کھا رہی ہوں ایم ایٹنگ" علما منہ میں نوالہ ڈالتی مزے سے بولی

"ایسے کوئی کھلتا ہے مائے ڈیر چایلڈ" انہوں نے ہنس کر پوچھا

"کھلتا نہیں کھاتا "

" کھاتا "

" کھاتا نہیں کھاتا پہلے بولے کھا پھر تا" علما کھانا چھوڑ کر انہیں اردو سمجھانے لگی جبکہ حریم ہنستے ہوئے سامنے صوفے پر بھیٹ گئی

"یس یس سیم" انہوں نے لاپرواہی سے کہا

"اوہ آپ بھی نا" وہ واپس سر کھپا کر اپنا کھانا کھانے لگی

"اوکے اینی ویز ہری اپ چایلڈ ہمیں شوپنگ پر جانا ہے" زنیشہ نے حریم اور علما کو اطلاع دی "ہاں بس میں تیار ہوں انیہ ایما کا تیار ہونا باقی ہے" حریم نے اپنا بیگ ٹٹولتے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا کر واپس علما کو دیکھا جو کھانے میں پوری طرح مصروف تھی۔ وہ ہنس دی

★★==========★★

Urdu Novels Ghar

وہ پہلی بار لندن کے کسی مال میں آئی تھی اور اب اسکی تصویریں اور حیرت دونوں ختم نہیں ہو رہی تھی

"میم وہ دیکھیے کتنا امیزنگ ٹیڈی بے یر ہے" وہ سامنے کھلونوں کی دکان کی طرف اشارہ کر کے بولی تو حریم نے صاف انکار کیا

"نہیں ویسے بھی چند چیزیں لے لی ہے کافی ہے اور ادھر پتا ہے کتنی مہنگی چیزیں اور ویسے بھی یہ گھر میں تمھاری اور ماہی کی ڈھیروں گڑیاں پڑی ہے بڑی ہو جاؤ اب" حریم نے اسے لیکچر سنا دیا تھا جس کو اس نے ایک کان سے سنا اور ایک سے نکالا تھا منہ بنائے وہ اسکے ساتھ چلنے لگی

"یہ آپ لوگ انیہ کے کراکری کا سامان لے رہے ہیں میں بور ہو رہی ہوں میں گھوم کر آتی ہوں" وہ چڑ کر بولی اپنی پسند کی چیزیں نا لینے پر اسکا منہ بن چکا تھا

"نہیں ساتھ رہو ہمارے" حریم نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا

"چائلڈ جانے دو اٹس اوکے اور اس کے پاس موبائل ہے تو "

زنیشہ سے اجازت ملنے پر وہ خوش ہو گئی

"ہاں میم پلیز میں بھی جب تک گھوم لوں" اس نے منت بھرے لہجے میں کہا تو حریم نے نہ چاہتے ہوئے بھی اجازت دے دی

"موبائل اپنے پاس رکھنا اگر کوئی بلائے تو جانا مت کسی چیز کا نقصان مت کرنا اور۔۔۔" وہ ہدایت دیتی رہ گئی مگر وہ کب چلی گئی اسے اندازہ ہی نا ہوا "پوری بات نہیں سنتی یہ لڑکی انیہ" وہ خفگی سے بولی "اہو بچی ہے کم یہ بتاؤ کیسے لگ رہے ہیں؟" زنیشہ مسکراتی ہوئی اسے کپ کے سیٹ کے پاس لے گئی تو وہ سر جھٹک کر ان کے ساتھ بڑھ گئی

★★==========★★

"یہ تو شاپنگ پر کیوں لے آیا؟" انٹرس سے اندر داخل ہوتے حمدان نے خاصے برے موڈ میں کہا "یار اٹلی جا رہا ہوں تھوڑا شاپنگ تو بنتی ہے" حسیب کا لہجہ ہمیشہ کی طرح شوخ تھا

"پہلی بات تو میٹنگ کے لیے جا رہا ہے گھومنے نہیں اور دوسری بات شاپنگ وہاں جا کر بھی ہو سکتی تھی "

"اوہ ہر چیز میں کیڑے نکانا تیرے آدت ہے؟" حسیب چڑ کر بولا۔ حمدان نے کندھے اچکا دیے

"ہائے ہنی؟" پاس سے گزرتی شارٹ اسکرٹ اور شرٹ میں انگریز لڑکی کو پکارا تو اس نے چونک کر حسیب کو دیکھا "اوہ ہیلو" وہ اسے ملی "ہاؤ آر یو" حسیب نے حیران ہونے کی ایکٹنگ کی "ایم فائن واٹ اباوٹ یو؟" اس نے جواب تو حسیب کو دیا لیکن پیچھے بیگانے کھڑے حمدان سے اسکی نظریں نہ ہٹی کالی جینس اور سفید شرٹ میں وہ خوبصورت شخص اپنے نرم و ملائم بالوں کو ماتھے پر آنے سے پیچھے کر رہا تھا۔ چھ فٹ سے نکلتا قد چوڑی جسامت مردانہ نین نقش افف وہ کتنا خوبصورت تھا وہ انگریز اسے ہی دیکھتے جا رہی تھی اور حسیب کو لگا یہ بھی ہاتھ سے گئی

"حمدان میں اب ہنی کے ساتھ تھوڑا گھوم لوں تو؟" حسیب نے منت بھرے لہجہ میں کہاں تو حمدان نے چڑ کر نظر اس آدھے کپڑے پہنے والی انگریز پر ڈالی پھر حسیب پر "تجھے تو میں بعد میں دیکھتا ہوں جا" اس نے غصہ سے کہا

"ہائے آئی لو یو برو" وہ جوش میں بولتا واپس انگریزن کی طرف مڑا

"لیٹس گو ہنی" حسیب اس انگریزن کے ساتھ چلا گیا جبکہ حمدان نے سوچا اب وہ آہی گیا ہے تو گھر والوں اور خاص کر ایمان کے لیے کچھ لے لے

★★==========★★

وہ ایلی ویٹر سے اپر فلور پر آئ اور آس پاس کا نظارہ کرتی گھومنے لگی جب کسی سے ٹکرائ۔ گرتے گرتے وہ بچی تھی کسی نے سہی وقت پر اسے تھام لیا اسنے جلدی سے آنکھیں کھولی تو سامنے حمدان علی حیدر کو پایا جو کھویا ہوا اسے بنا پلک جھپکائے دیکھے جا رہا تھا

"سوری" وہ جلدی سے اسے دور ہوئ

"اٹس اوکے"۔ حمدان نے مسکرا کر کہا علما نے پہلی بار اسکی مسکراہٹ دیکھی۔ اسکی مسکراہٹ کتنی کھلتی تھی ایک آغوش میں لے جانے والی مسکراہٹ ایسی مسکراہٹ جسے دیکھ کر آپکے لب خود بہ خود اسکی مسکراہٹ کی پیروی کرے

"جب وہ مسکراتا ہے تو کائنات رقص کرتی ہے"

ایک آواز تھی جس نے علما کے کانوں کو چھوا تھا

"کہاں؟" حمدان نے اس کے سامنے چٹکی بجائ تو وہ ہوش میں آئ "کہیں نہیں سوری" اسے حمدان کا سخت لہجہ یاد تھا جبھی واپس تیز تیز قدم چل کر جانے لگی

"ارے ارے علما؟" اس نے پہلی بار اسکا نام پکارا علما چند ثانیے رک گئ "آیم سوری میں اس وقت غصہ ہو گیا تھا" حمدان نے جلدی سے معزرت کی "اٹس اوکے" وہ ایک دم کھل کر مسکرائ حمدان بھی مسکرا دیا

"شاپنگ کرنے آئے ہو تم؟" وہ تم پر کب آ گئ تھی۔ حمدان نے سر جھٹک کر مسکراہٹ دی

"نہیں فٹ بال کھیلنے" حمدان نے الٹا جواب دیا لیکن اس پر اس نے الٹا سوال کیا

"ییں یہاں فٹ بال بھی کھیلا جاتا یے؟" اس نے حیرت سے آس پاس دیکھا۔۔ حمدان چونکا

"یہاں مطلب تم یہاں پہلی دفعہ آئ ہو"

"ہاں تو میں تو پاکستان کراچی میں رہتی ہوں یہاں میری پھوپھی کا گھر ہے" اس نے مزے سے بتایا۔ حمدان نے اثبات میں سر ہلایا

"شاپنگ ہو گئ؟" علما نے پوچھا

"نہیں ابھی تو نہیں چلو اچھا ہے تم مجھے مل گئی اکیلی مجھے اپنی چھوٹی بہن کے لیے کچھ لینا تھا تو لڑکیوں کی پسند کا مجھے اندازا نہیں تم ہی ہیلپ کروادو" حمدان نے مسکرا کر کہا "شیور" علما نے فوراً ہامی بھر لی اور اسکے ساتھ کھلونے کی دکان میں آ گئی

"واؤ" علما منہ کھولے سب دیکھ رہی تھی پھر حمدان کی موجودگی کے احساس سے اپنے آپ کو کنٹرول کیا

"بتاؤ کیا اچھا اس سب سے؟" حمدان نے پوچھا تو وہ جھٹ سے بولی

"یہ ٹیڈی بے یر" وہ ایک بھالو کے قریب آئی جو واقعی میں بہت پیارا گلابی رنگ روئی والا وہ بہت بڑا تھا علما کے گھٹنوں تک آتا تھا علما نے اسے حریم کے ساتھ پہلی نظر میں پسند کر لیا تھا

"ہمم" حمدان نے اسکی طرف دیکھا جو آنکھوں میں چمک لیے اس بھالو کو دیکھ رہی تھی

"وچ پرایز اس دس؟" اس نے شاپ کیپر سے پوچھا

"اٹس ہنڈریڈ ڈالر" اس نے آرام سے انداز میں بتایا

"واٹ؟" علما چلائی "اوکے پیک دس" حمدان نے حکم دیا

"ارے نہیں نہیں ارے پاگل ہو گئے ہو تم اتنا مہنگا لوٹ رہے ہیں" وہ حیرانی سے بولی۔ حمدان حیران ہوا "کوئی بات نہیں" حمدان کے لیے واقعی کوئی بڑی بات نہیں تھی وہ اس پوری شاپ کو بھی خرید سکتا تھا لیکن اسی بات سے علما بے خبر تھی "ابھی مما ہوتی نا دس ڈالر پر لے آتی" وہ سوچتے ہوئے بولی۔ علما کا دھیان کہی اور دیکھتے حمدان نے شاپ کیپر کو کچھ اور بھی کہا تھا جس کو سن کر اثبات میں سر ہلا کر چلا گیا جبکہ حمدان پیمنٹ کرنے۔ علما "بھلائی کا تو زمانا ہی نہیں رہا" کہتی دوکان سے باہر آ کر منہ بنا کر کھڑی ہو کر حمدان کا انتظار کرنے لگی

"آہاں" حمدان ہاتھ میں دو شاپرز پکڑ کر باہر نکلا اور ایک شاپر علما کی طرف بڑھایا "یہ کیا ہے؟" علما نے کنفیوشن سے پوچھا اور اندر جھا کا تو وہی گلابی بھالو تھا

"یہ آپ پکڑے یہ آپ کی بہن کے لیے ہے" علما نے بے دلی سے شاپر آگے بڑھایا

"میں نے اسکے لیے گڑیا لے لی" حمدان نے مسکرا کر کہا

"یہ تمھارے لیے ہے میری طرف سے" حمدان نے تحمل سے کہا مگر علما بری طرح چونکی

"میرے لیے؟" اس نے خوشی سے اپنی طرف اشارہ کیا حمدان مسکرا کر اثبات میں سر ہلانے لگا

"نہیں نہیں میں اسے کیسے لے سکتی ہوں" اسکی خوشی دو سیکنڈ میں ہی ختم ہو گئی

"مجھ سے کیوں نہیں لے سکتی؟" حمدان نے بھویں اٹھا کر پوچھا

"کیوں نکہ تم انجان ہو میرے لیے اور میری بہن کہتی ہے انجان لوگوں سے کوئی چیز نہیں لیتے" اس نے اٹل لہجہ میں کہا۔ حمدان مسکرایا

"لیکن اگر آپ میرے دوست بن جائے تو میں دوست کے ناطے یہ گفٹ سمجھ کر لے سکتی ہوں" اگلے پل اس نے جوش سے حل نکالا آخر اسے یہ ٹیڈی بیر جو چاہیں تھا

"ٹھیک ہے اگر اسے تم میرا دیا ہوا گفٹ رکھ لو گی تو ٹھیک ہے "

حمدان نے مسکرا کر کہا تو وہ یاہو کا نعرہ لگا کر اچھل پڑی

"اچھا اب میں چلتی ہوں ورنہ میری بہن مجھے جان سے مار ڈالے گی" وہ ہنستی ہوئی کہتی چلی گئی جب کے پیچھے حمدان اسکی اونچی پونی دیکھتا رہ گیا۔ یہ انکی پیاری دوستی کی شروعات تھی وہ سر جھٹک کر حسیب کو کال ملانے لگا

★★==========★★

"ایما؟" حریم نے بیڈ پر بھیٹی بے نیاز کانوں میں ہینڈ فری لگائے گانے سنتی علما کو پکارا "ایما؟" حریم کی آواز آتی بھی تو کیسے فل والیوم میں وہ کسی اور ہی جہاں میں تھی

"ایما؟" حریم نے اسکی ہینڈ فری کھینچی تو وہ چونکی

"اف کیا ہے؟" علما کو سخت چڑ ہوئی۔ گانے بند کرتی وہ اٹھ کر سیدھی طرح بھیٹی "اف کی بچی آواز نہیں آ رہی" حریم ڈانٹتے ہوئے بولی "اوبو یسلی "

"یہ اتنا بڑا ٹیڈی بیر کہاں سے آیا" حریم نے بیڈ پر رکھے شوپر سے نکلے ٹیڈی بیر کی طرف اشارہ کیا

"اوہ یہ" علما چونکندہ ہوئی "وہ۔۔وہ میں نے آپکو بتایا تھا نا مسٹر ایروگینٹ ام میرا مطلب ایک لڑکے سے میری ملاقات ہوئی پارک میں اس نے ہی دیا ہے از افرینڈ" علما نے نا چاہتے ہوئے بتایا

"تم پاگل ہو ایسی ہی کسی اجنبی سے تحفہ لے لیا اور کس حق سے دیا ہے اس نے مجھے تو۔۔مجھے تو ضرور کچھ غلط لگ رہا ہے واپس کرو ابھی کے ابھی" علما کی توقع کے عین مطابق حریم کا ری ایکشن تھا

"میم پلیز وہ بہت اچھا ہے اور اسکی بہن بھی ہے اس نے تو مجھے بس ایسی ہی دے دیا میم پلیز رکھنے دیں لندن کی یاد تو رہ جائے گی پلیز" وہ التجا کرتی کھڑی ہوئی اور منت بھرے لہجے سے حریم کی طرف دیکھتی بولی

"چایلڈ حریم" زنیشہ کی آواز آئی

"بس اب تم دیکھو میں یہ پہلی اور آخری دفعہ ہے اور میرے سے کل پیسے لے جانا اور جتنا ہوا ہے اسکا واپس کر دینا" وہ غصہ سے کہتی بھالو نیلے بیگ میں رکھ کر باہر نکل گئی جبکہ علما بکہ بکہ پیسوں والی بات سوچتے رہ گئی "سو ڈالر" علما نے نیلے بیگ کی طرف دیکھتے کہا۔

"چھوڑوں ابھی بھول جاینگی مییم" پھر اطمینان سے واپس لیٹ گئی۔ واقع میں حریم کو بھول جانا تھا اور ویسا ہی ہوا حریم دوسرے کاموں میں اتنا مصروف ہوئی کہ نیلے بیگ میں پڑے بھالو کی طرف دیھان ہی نا گیا اور اسی بات کا علما نے فایدہ اٹھایا اور اب اسے یہ بھالو پاکستان جا کر ہی اس کالے بیگ سے نکالنا تھا تاکہ ماہم کو جلا کر وہ اس کے ساتھ کھیل سکے

★★==========★★

آج پہلی بار حمدان حسیب کو سی اوف کرنے کے لیے ایرپورٹ آیا تھا حسیب کی حیرت ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی

"حمدان تیری طبیعت واقع میں خراب لگ رہی ہے" حسیب اس کی طرف دیکھتے بولا

"حسیب بہت بے چینی ہو رہی ہے پتا نہیں کیوں خیر اپنا خیال رکھنا" جانے حمدان کو کیوں بے چینی ہو رہی تھی وہ ناواقف تھا

"حمدان ایسا لگ رہا ہے میں تیرا شوہر ہوں اور تو میری بیوی جس کا دل گھبرا رہا ہے اور وہ کہہ رہی ہے سینے نہ مت جایے " حسیب نے عورتوں کی اداکاری کر کے کہا

"بکواس نہ کر "

"اف حمدان میں تو اس دن کا انتظار کر رہا ہوں جب تیری شادی ہو اور تو جب باہر ملک جائے تو تیری بیوی ایسے کہے ہائے اور پھر تو یعنی تیرے بچوں کا جب میں چاچو بنوں تو۔۔۔۔" حسیب کی چلتی حمدان کے مطابق بکواس کو حمدان کی گھوری نے روکا تھا

"ایسے نہ دیکھ واقع بیوی والی فیلنگ آ رہی ہے" وہ مصنوعی شرارت سے بولا

"کیا چیز ہے تو" حمدان نے نفی میں سر ہلایا لیکن نہ جانے کیوں ایک لڑکی کا چہرہ آنکھوں کے سامنے آیا تھا آخر کیوں؟

"چل ٹینشن مت لے پلین کریش نہیں ہو گا" حسیب نے مستی میں کہا تھا لیکن حمدان نے پھر سے گھوری سے نوازا

"دادی جان کہتی ہے سفر میں نکلتے ایسی باتیں نہیں کرتے" حمدان نے ٹوکا تو حسیب کا قہقہہ بلند ہوا

"یار ہاہاہاہا تو کتنا شریف لگ رہا ہے بلکل ممی ڈیڈی بوائے "

"ہو گیا تیرا اب نکل یہاں سے فلایٹ کا ٹایم ہو گیا" حمدان نے کہا تو حسیب اس کے گلے لگ کر بیگ اٹھا کر مڑنے لگا پھر رکا اور حمدان کو سنجیدگی سے دیکھا جو مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا

"ہمیشہ ایسی رہنا یہ مسکراہٹ چہرے سے جانی نہیں چاہیے" پتہ کیوں وہ کہہ رہا تھا کیا وہ جانتا تھا کہ یہ مسکراہٹ تھمنے والی ہے زندگی بدلنے والی ہے حمدان بدل جائے گا یہ مسکرانے والا حمدان کہی کھو جاے گا حسیب اور حمدان ایک دوسرے کو سنجیدگی سے دیکھنے لگے

"کافی لڑکیوں کی جان ہے یہ قاتلانہ مسکراہٹ مسٹر حمدان علی حیدر" شوخی لہجہ میں لے کر اپنے انداز میں حسیب بولا تو دونوں کا قہقہ ابلہ یہ وہ آخری وقت تھا جب ان دونوں نے ساتھ میں قہقہ لگائے تھے جب حمدان دل کھول کر ہنسا تھا

دونوں آنے والے وقت سے انجان نکل گ ئے حسیب اٹلی اور حمدان واپس گھر بغیر یہ جانے کہ حمدان اب حمدان نہیں رہنے والا زیادہ دیر

★★==========★★

وہ جاگنگ پر معامل کے مطابق آیا تھا لیکن اس بار خلاف معامل نظریں نہ چاہتے ہوئے بھی ادھر ادھر بھٹک کر کسی کا چہرا کھوجنے میں تھی لیکن ابھی تک وہ آئی نہیں تھی۔ وہ انکھیں بند کئ ے جاگنگ کرنے لگا جب نسوانی آواز کانوں میں پڑی

"اوئے دوست "حمدان کے پیچھے آواز آئی۔ کوئی اسکو پکارتا اس کے مقابل آنا چاہ رہا تھا لیکن حمدان کی بھاگنے کی رفتار تیز تھی۔ حمدان کے چہرے پر مسکراہٹ آئی اور بناجتائے خود بہ خود رفتار ہلکی کردی تاکہ وہ اس کے مقابل آسکے

"ہائے "وہ ہانپتی ہوئی اس کے سامنے آئی دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے جھک کر وہ پھولی ہوئی سانسیں بحال کرنے لگی

"یااللہ تم اولمپک میں میڈل ویڈل جیتے ہوئے ہو۔۔اتنی تیز رفتار خرگوش کو بھی پیچھے چھوڑ دیناہے تم نے "وہ بے یقینی سے اپنی تیز چلتی تنفس ٹھیک کرتی بولی

"ایکسکیوزمی؟"حمدان کو اپنا معازوانہ خرگوش سے بلکل پسند نہیں آیا تھا

"لے تو اور کیا"وہ سیدھی کھڑے ہو کر ہاتھ جھاڑتی بولی۔ حمدان نے نفی میں سر ہلایا جیسے کہ رہا ہو "اس سے بندا بحث نہیں کر سکتا"۔ وہ واپس دوڑنے لگا علما بھی ساتھ ساتھ دوڑنے لگی

"ویسے تم نے بتایا نہیں تم کیا کرتے ہو؟"وہ ساتھ دوڑتی ہوئی پوچھنے لگی۔ حمدان نے نظر انداز کیا"ایروگینٹ کہی کا"علما کو اسکو نظر انداز کرنا قطعی پسند نہیں آیا تھا۔ حمدان کا فون وایبریٹ ہوا تھا اس نے کان میں لگے بلوتھوتھ کا بٹن دبایا اور ایک دم رک گیا

"ہیلو۔۔یس گو اینڈ چیک مسٹر چاؤ نجی میٹنگ ٹائم"اس نے دوسری طرف کسی کو حکم دیا۔ علما بھیٹی پانی کی بوتل منہ سے لگائی تھی۔ تین گھونٹ میں پانی پیا پھر کھڑی ہوئی ڈھکن بند کرتی حمدان کو دیکھنے لگی جو سنجیدگی سے دوسری طرف سے بولے جانے کا منتظر تھا

"ناین پی ایم"حمدان نے دوسرے طرف شخص کی بات دوہرائی اور اب اسے وقت دیکھنا تھا ہاتھ میں گھڑی وہ پہنا نہیں تھا ظاہر سی بات ہے وہ ٹریک سوٹ میں مبلوز جاگنگ کے لیے وہ یہاں موجود تھا موبایل جیب میں تھا اس سے پہلے اسکا ہاتھ جیب میں جاتا نظر اسکو سامنے کھڑی لاپرواہ علما پر پڑی جس کی نازک کلائی میں گھڑی تھی مطلب وہ جاگنگ کرنے گھڑی پہن کر آئی تھی وہ بھی ٹریک سوٹ میں حمدان نے نفی میں سر ہلایا اور اسکی کلائی پکڑ کر اٹھا کر اسکی گھڑی میں ٹائم دیکھنے لگا

"اوکے ایل کم آفس ان ٹوہارس" اسکی گھڑی میں وقت دیکھ کر وہ بولا اور پھر دوسرے ہاتھ سے پلو تھو تھ کا دوبارہ بٹن دبایا۔ پھر کال سے فارغ ہو کر علما کی طرف دیکھا جو اسکے ہاتھ پکڑنے کی حرکت پر منہ کھولے اسے یک ٹک دیکھ رہی تھی

"کیا؟" حمدان نے بھویں اٹھائی۔ علما کی کلائی ابھی بھی حمدان کی گرفت میں تھی "م۔۔ میرا ہاتھ" وہ کافی جھجک کر بولی ہاتھ اتنی مظبوطی سے نہیں پکڑا گیا تھا علما چاہتی تو جھٹکے سے چڑھوا لیتی لیکن ساری بات چاہتی ہی کی تو تھی

"اوہ" احساس ہونے ہر اس نے ایک جھٹکے سے کلائی چھوڑ دی پھر پتا نہیں سر جھکا لیا کچھ عجیب محسوس ہوا تھا اسے کوئی انجانا احساس نے گھیرا تھا سامنے والی کی کیفیت مختلف ہر گز نہ تھی۔ دونوں کے درمیان خاموشی تھی دونوں اپنی جگہ پزل تھے

"ارے یہ چاؤمین کون تھے" اچانک یاد آنے پر علما نے چونک کر سر اٹھا کر حمدان سے پوچھا حمدان اتنی دیر سنجیدہ خاموشی کے بعد اسے دیکھنے میں گھبرایا تھا مگر اپنی کیفیت کو چھپا کر اس نے علما کے سوال پر غور کیا

"چاؤمین؟" علما کے بگاڑے نام پر حمدان کا جاندار قہقہ لگا تھا۔ علما نے منہ بنایا

"تم نے ہی تو کہا میٹنگ دیکھو کسی چاؤمین سے" علما کو اسکا ہنستا دیکھ وضاحت دیتی بولی

"ہاہاہاہاہا" حمدان کا قہقہ جاری تھا یہاں تک کے آنکھوں سے آنسو نکل آئے تھے لیکن علما کا بنا منہ دیکھ کر اس نے اپنے آپ کو کنٹرول کیا

"اوکے ریلیکس" وہ علما کو غصہ میں دیکھ کر ہنسی دبائے بولا تو وہ مسکرائی۔ معصوم مسکراہٹ حمدان نا جانے کھویا تھا اس مسکراہٹ میں

"تم چائنیز کا بزنز کرتے ہو اوہ تو تم نوڈلز بیچتے ہو" علما نے سوچتے ہوئے کہا حمدان بری طرح چونکا۔ یعنی اتنی سال کی محنت اتنے بڑے بزنزمین کو اس نے نوڈلز بیچنے والا بنا دیا تھا

"بڑی کمائی ہے اس میں تو مجھے تمھاری شوپنگ دیکھ کر اندازا ہوا ویسے کتنا کما لیتے ہو۔۔۔ زرا مجھے بھی تو بتاؤ ویسے میں تمھاری دوست ہونے کے ناتے تم سے نوڈلز تو خرید ہی سکتی ہوں لکھو میرا اورڈر پورے دس نوڈلز پیک پتا ہے مجھے چائنیز بہت پسند ہے" وہ ملسلسل سامنے والے کے تاثرات کو نظر انداز کیے اپنی ہی دھن میں بول رہی تھی جبکہ سامنے کھڑا حمدان بیچارگی سے اپنے آپکو نوڈلز والا بنتے دیکھ رہا تھا

"میں نوڈلز۔۔۔۔۔" اس نے اپنی سچائی بتانی چاہی

"ارے کوئی بات نہیں ویسے بھی کوئی کام چھوٹا بڑا نہیں ہے تو کیا ہوا تم لوگوں کے گھر جا جا کے نوڈلز بیچتے ہو آخر اپنے کاروبار میں محنت تو کر رہے ہو" علما کو لگا وہ جھجھک رہا ہے۔ حمدان کا اس وقت شدت سے اپنا سر پیٹنے کا دل چاہ رہا تھا

"کیا چیز ہو تم" وہ حیرت سے بولا لیکن علما نے سنا نہیں پہلے وہ خود کی چلتی گاڑی تو روک لے

"اچھا اب میں چلتی ہوں بائے" وہ جلدی سے بول کر تقریباً بھاگی جبکہ حمدان چند ثانیے وہی کھڑا رہا

"نوڈلز والا" کیا لقب تھا جو اسے اس عظیم لڑکی سے ملا تھا

★★==========★★

"ایما اچھا ہے تم آ گئی" علما کو اندر داخل دیکھتے حریم بولی

"کیوں؟" اس نے پوچھا

"ہم لوگ بس دو دن بعد ہی نکل رہے ہے انیہ پرسوں نکل جائینگی ہم اس کے ایک دن بعد۔ تمہارا جو کمرے میں ہر جگہ سامان پھیلا ہے اسے سمیٹنا شروع کر دو ویسی ہی شوپنگ کے بعد بہت سامان ہو چکا ہے" حریم چائے بناتی مصروف سے انداز میں بولی

"ہیں ابھی اتنی جلدی کیوں بھئی نہیں" علما جلدی سے حریم کے پاس آ کر بولی

"کیا جلدی نہیں ایک مہینہ کے لیے آئے تھے بس"

"بھئی ابھی ابھی تو میں پارک جانے لگی ہوں اتنا مزا آتا ہے اور یہاں لندن واؤ پھر پو قع ملے یا نا ملے" علما کی دوستی ابھی تو حمدان سے ہوئی تھی اور وہ نہیں چاہتی تھی اس کو اتنی جلدی الودع کہنا

"تو میں نے کہا تھا آخر کے دنوں میں جاؤ شروع کے دنوں میں لندن جو گھومنا تھا اور ہمارا گھر نہیں ہے یہ اور۔۔۔۔" وہ اور کچھ سمجھاتی ٹیلیفون بج اٹھا وہ ٹیلی فون اٹھا کر بات کرنے لگی

"ارے مما ہاں بس دو تین دن تک آ جائینگے۔۔۔جی۔۔انیہ میں بات کرواتی ہوں" وہ اقرء بیگم سے بات کرتی زنیشہ کے کمرے میں چلی گئی جبکہ علما افسوس سے گھر کو دیکھنے لگی

"ائی مس یو لندن" اسکی روتی صورت ہو گئی تھی

★★==========★★

اگلی صبح وہ بوجھل قدموں سے چل کر پارک میں داخل ہوئی منہ اسکا بنا ہوا تھا وہ سست قدم چل کر بینچ پر بھیٹ کر ہاتھوں کو گالوں پر پیالی کی صورت میں رکھ کر کسی سوچ میں ڈوب گئی جب ہی کسی کی آہٹ پر اس نے سر اٹھایا تو سامنے حمدان کو مسکراتا ہوا پایا

"اسلام علیکم" حمدان نے پرجوش انداز سے سلام کیا علما نے ایک نظر اسے دیکھا پھر واپس سامنے دیکھ کر سوچ میں ڈوب گئی آج حمدان کا موڈ اچھا تھا لیکن علما کا موڈ بلکل اچھا نہیں تھا حمدان کو حیرت ہوئی جس لڑکی کی زبان کو بریک نہیں لگتا تھا آج وہ بات کرنے کے موڈ میں ہی نہیں۔ حمدان لمبی سانس لے کر اس کے برابر میں بھیٹ گیا

"آج موسم اچھا ہے لگتا ہے بارش ہو گی" وہ علما کو بچے کی طرح اس سے باتیں اگلوانا چاہ رہا تھا لیکن اس نے بھی کچھ نا بولنے کی قسم کھائی ہوئی تھی

"اوئے دوست؟" حمدان نے اپنا کندھا اس کے کندھے پر مارا "ہمم" علما نے جواب دیا

"کیا ہوا ہے؟" چہرا جھکا کر پوچھا گیا۔ "کچھ نہیں" منہ بنا کر جواب آیا

"جب لڑکیاں کچھ نہیں کہے تو سمجھ لو کچھ تو ڈیفینٹلی ہوا ہے" حمدان نے اندازا لگایا

"اچھا اپنا آرڈر کب لو گی" خاصی مصنوعی سنجیدگی دکھا کر پوچھا۔ اب بھی جواب نا آیا

"ناشتا کیا؟" اچانک مختلف سوال کیا۔ علما نے چونک کر دیکھا پھر نفی میں سر ہلایا "کیوں؟"

"میں نے بھی نہیں کیا چلو آؤ کرتے ہیں" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا ہوا لیکن اس بار کسی نے بھی دیھان نہیں دیا

"کہاں؟" علما نے حیرانگی سے پوچھا

"وہاں" حمدان نے اشارہ کیا۔ پارک سے تھوڑا دور ایک شاندار ریستوان تھا

"لیکن وہاں تو بہت مہنگا ہو گا" علما نے حیرت سے پوچھا۔ حمدان اسکی معصومیت پر مسکرایا "اس نوڈلز والے کے پاس اتنے پیسے ہیں کے وہ آپکو کھلا سکے" حمدان نے جھک کر سینے پر ہاتھ رکھا۔ علما مسکرائی اور ساتھ ساتھ اسکے پارک سے باہر نکل کر ریستوان کی طرف جانے لگی

"ویسے تم اتنے ہینڈسم ہو نوڈلز والے کہی سے لگتے نہیں ہو۔۔نہ"

علما حیرت سے اسے نیچے سے اپر دیکھتی بولی۔ حمدان مسکرایا

"تمھاری کوئی گرل فرینڈ ہے؟" نیا سوال آیا

"نہیں" سادا سا جواب آیا

"لے کیوں؟" علما کو حیرانگی ہوئی

"میں ان فارغ کاموں سے دور رہتا ہوں" انداز لاپرواہ تھا ہمیشہ کی طرح

"ایروگینٹ" علما بڑبڑائی۔ اب وہ لوگ ریستوان کے اندر آچکے تھے "سرپلیز کم" حمدان علی حیدر کو دیکھ کر ریستوان کا اونر خود آیا تھا۔ دراصل حسیب کے ساتھ حمدان یہاں ایک دوبار آچکا تھا اور وہ اتنا بڑا ابزنز مین تھا کہ لندن میں لوگ اسے پہچانتے تھے اسکی عزت بہت تھی بس ایک ہی لڑکی تھی جو اسے نوڈلز والا سمجھی بھیٹی تھی

"ہیں یہ لوگ تو ایسے ری ایکٹ کر رہے ہے جیسے مسٹر ایروگینٹ پتا نہیں کیا ہو" علما کو حیرانگی ہوئی۔ وہ لوگ گلاس ونڈو کے پاس ٹیبل پر آگ ئے تھے

"تھینکس" حمدان نے علما کے لی ئے کرسی کھینچی تھی وہ شکریہ کرتی بھیٹی تو وہ سامنے کرسی کھینچ کر مسکراتے ہوئے بھیٹ گیا

"ایک بات تو بتاؤ؟" ویٹر اب کہی طرح کے لوازمات ٹیبل پر سجا رہا تھا" ہمم" ویٹر کے جانے کے بعد حمدان اب پوری طرح اسکی طرف متوجہ ہوا

"یہ سب تمھیں جانتے ہیں لگتا ہے تم نے یہاں پر بھی نوڈلز بیچے ہیں لیکن مجھے کچھ تو کھٹک رہا ہے سیدھے سیدھے بتاؤں بات کیا ہے بیکوز ایک نوڈلز والے کے لی ئے اتناوی آئی پی ٹریٹمنٹ نہیں ہوتا" وہ کانٹے میں انڈا اچھسا کر منہ میں ڈالتی مزے بولی

"دراصل بات یہ ہے مس علما میں بزنز مین ہوں ہمارا برنز ہر طرف پھلا ہے مین اسلا آباد میں ہیں جہاں میرے بھائی ڈیڈ اور چاچو سنبھالتے ہیں اور یہاں لندن میں میں نے کھڑا کیا ہے" وہ آم سے انداز میں بتا کر براؤن بریڈ کا پیس اٹھا رہا تھا۔ علما جس نے جوس کا گھونٹ بھرا ہی تھا کھانسے لگی تھی

"تم ٹھیک ہو؟" حمدان فکر مند ہوا "ہاں؟" علما نے تھوک نگلا اتنے بڑے بزنز مین کے ساتھ وہ کیسا رویہ رکھتی آئی ہے "سوری" اس نے جلدی سے معزرت کی

"ارے اس میں سوری کی کیا بات ہے ہم تو دوست ہیں نہ اور وہ کیا کہتے دوستی میں تھینک یو نو" حمدان نے سوچا

"دوستی میں نو تھینک یو اور نو سوری" علما جھٹ سے بولی

"ازیکلی" حمدان مسکرایا اور کافی کا گھونٹ بھرا

"ویسے دوست تم نے مجھ سے جھوٹ کہا کہ تم نوڈلز والے ہو "

علما مصنوعی خفگی سے بولی۔ "ایک منٹ ایک منٹ میں نے کب کہا یہ تم نے خود ہی مانا تھانا؟" حمدان کو حیرانگی وہ فوراً پلٹ گئ تھی

"اب۔۔۔ت۔۔۔تو تو تم مجھے کریکٹ نہیں کر سکتے تھے" علما نے گھبرا کر کہا "میڈم آپ نے آج سے پہلے کسی کی سنی ہے جواب سنے گی" حمدان نے پوچھا تو وہ جھیپ گئ۔ اچانک باہر بادل برسنے لگے علما فوراً باہر کی طرف بھاگی

"علما علما کہاں؟" حمدان کپ رکھ کر اس کے پیچھے بھاگا جو ریستوان سے نکل کر تھوڑی دور کھڑی ہو کر بارش میں بھیگنے لگی تھی۔ "آؤ" وہ حمدان کو بھی بلانے لگی تو اس نے صاف منع کر دیا

"بارش اُف بارش مجھے بہت پسند ہے یہ گیلی مٹی کی خوشبو یہ ٹھنڈی بوندیں ان کو اپنے اندر جذب کرنے کا احساس بیان سے باہر ہوتا ہے کبھی اِس بارش کو محسوس کرنے کی کوشش کرنا "

Urdu Novels Ghar

وہ دونوں ہاتھ پہلائے آسمان کی جانب کری زور زور سے حمدان سے مخاطب تھی یوں اچانک بارش پر گھر سے نکلے لوگ جلدی سے اپنے اپنے گھر کی طرف روانا تھے کوئی کسی چھتے کے نیچے بھیگنے سے بچنے کی کوشش کر رہا تھا توکسی کے ہاتھ میں چھتری تھی آہستہ آہستہ سڑک خالی ہو چکی تھی بارش کا زور تیز ہو چکا تھا آسمان پر کالے بادل کا پہرا تھا اور وہ بھیگ رہی تھی بھیگے جا رہی تھی

حمدان کھڑا اسے بنا پلک جھپکائے دیکھ رہا تھا وہ آنکھیں مندے دونوں ہاتھ پہلائے پارش کی بوندوں کو اپنے اندر جزب کر رہی تھی اہستہ اہستہ ساتھ گھوم بھی رہی تھی۔ حمدان کے قدم خود بہ خود اسکی جانب ہونے لگے وہ آہستہ آہستہ اسکی طرف بڑھنے لگا۔ وہ اگر ہوش و حواس میں ہوتا تو آگے کا جان کر ہی اپنے آپکو روک دیتا لیکن یہ تو عشق کی ابتدع تھی

وہ اب علما کے مقابل آکر کھڑا ہو گیا علما پلٹ کر اسکی طرف ہوی پلٹنے سے بال جھٹکے اور اسکی بوندیں حمدان پر لگی حمدان نے آنکھیں پل بھر میچی وہ خود بھیگ چکا تھا اس نے علما کو غور سے دیکھا۔ گھنی گھنی پلکیں بھیگ چکی تھی اس میں سے پانی بہ رہا تھا کسی آبشار کی طرح رخسار لال ہو چکے تھے چہرا بوندوں سے مسلسل تر ہو رہا تھا بارش تھمنے کا نام نہیں لے رہی تھی نہ ہی حمدان کی دھڑکنے

عشق کیسے ہوتا ہے؟ عشق کا جون کیسے سر چڑھتا ہے؟ عشق کی ابتدع میں کیسا محسوس ہوتا ہے کیا احساس پنپتا یے؟ یہ سارے سوالوں کے جواب اس کے جزبوں میں تھے عشق ہو رہا تھا وہ سامنے کھڑی لڑکی جو ہیزل آیز سے اسکو یک ٹک دیکھ رہی تھی دونوں کی آنکھیں مل رہی تھی دونوں کی دھڑکنیں تیز دوڑ رہی تھی عشق ہو رہا تھا اور وہ ہونے دے رہا تھا جزبات سر چڑھ چکے تھے اس نے چڑھنے دیے تھا دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہو گئ تھی اس نے ہونے دی تھی

وہ اسکی گہری سمندر جیسی بھوری آنکھوں میں ڈوب رہی تھی ڈوبتی جا رہی تھی وہ ڈوب رہی تھی وہ ڈوب چکی تھی کیا تھا ان آنکھوں میں کوئی جادو کوئی کشش وہ چاہنے لگی تھی ان آنکھوں کو اور اس شخص کو جو اس کے زلف اسیر اہو چکا تھا کب ہوا کیسے ہوا کیوں ہوا کچھ نہیں جانتی تھی بس ایک شخص کو جانتی تھی جو اس لمحے اس کے دل میں بس چکا تھا

آنکھ سے دور نہ ہو دل سے اتر جائے گا

وقت کا کیا ہے گزرتا ہے گزر جائے گا

دونوں کی کیفیت ایک جیسی تھی فرق تھا تو بس اتنا تھا ایک محبت میں ڈوبا تھا تو ایک عشق میں آشق بن چکا تھا دونوں کا انجام کیا تھا دونوں کو معلوم نہیں تھا بس معلوم تھا تو بس ایک احساس محبت یا عشق دونوں نے لیا تھا رس

★★==========★★

"پہلے دوستی، پھر محبت اور پھر بلاوجہ کی نفرت،

بڑی ترتیب سے ایک شخص نے تباہ کیا مجھے"

وہ سونے کی کوشش کر رہا تھا لیکن آج جانے نیند نہیں آ رہی تھی بار بار خیال علما کا رخ کر رہے تھے آج جو وہ علما کو دیکھ کر کھویا تھا اس کا صاف صاف مطلب اسے پتا تھا لیکن وہ مان نہیں رہا تھا دل و دماغ کی جنگ میں نیند کا قدم رکھنا ناممکن ہی ہو گا اوپر سے آج آخری علما سے ہوئی بات اسے ملسلسل پریشان کر رہی تھی۔ وہ چھت کو تکنے لگا

"اچھا اب میں چلتی ہوں" بارش تھم چکی تھی اور اب وہ لوٹنے کو تھی

"لیکن ایک منٹ۔۔۔" حمدان اپنی کیفیت سے باہر آیا چاہ کر بھی اسکی طرف نظریں نہ اٹھائی

"تم کس بات سے پریشان تھی؟" حمدان کو علما کا بنا ہوا منہ یاد تھا

"ارے وہ" اس نے سر پر ہاتھ مارا

"وہ تو ہم چند دن میں واپس جا رہے ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے" وہ افسردگی سے بولی۔ حمدان نے چونک کر سر اٹھایا اس کو لگا اسکی سانسیں رک گئی

"اچھا اب میں چلتی ہوں بائے" علما جلدی سے واپس مڑ چلی گئی جبکہ حمدان کی دیر تک اسی جگہ پر کھڑا رہا تھا

خیال سے باہر آ کر وہ تھوڑا سا اٹھا اپنی پشت بیڈ سے لگائی ہاتھ بڑا کر سوئچ دبایا کمرے کی ساری بتیاں جل گئی اب کمرہ روشن تھا بلکل اس طرح جس طرح علما نے اسکی زندگی روشن بنا دی تھی۔ وہ مسکرایا۔ لیکن اگلے پل سنجیدہ ہو کر منہ پر ہاتھ پھیرا اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا کرے

"لڑکی کیا چیز ہو تم" اس نے بڑبڑا کر انکھیں موندلی

★★===========★★

"آکچھوووووو" وہ اتنی زور سے چھینکی کے پاس بھیٹی زنیشہ اپنی جگہ سے اچھل پڑی "بلیس ہو" زنیشہ سوپ میں چمچ ہلاتی بڑبڑائی

"کہا تھا میں نے کہا تھا لیکن میری سنتا کون ہے نکل گئی میڈم" حریم ہاتھ میں کپڑے میں پکڑی پتیلی لائی جس میں کھولتا ہوا پانی تھا اور دھوا نکل رہا تھا "آؤ سٹیم لو" وہ سختی سے بولی اس وقت وہ علما سے خفا تھی

"اکچھوووووو" علما پھر ہاتھ میں پکڑا رومال لال ہوتی ناک کے پاس لے کر گئی اور چھینکی کمبل میں لپٹی وہ بیمار نظر آ رہی تھی

"آلام سے چایلڈ" زنیشہ نے فکر مندی سے کہا "آلام ن۔۔۔نہ۔۔۔ نہیں آرام" علما زکام میں دبی آواز سے اردو ٹھیک کرنے لگی

"ہاں سیم" زنیشہ پریشانی سے بولی

"میڈم کو ہیروئنوں کی طرح بارش میں نہانا ہے یہ کوئی ناول چل رہا ہے کہ بارش میں کھڑی ہو کر بند اس نہا رہی ہو" حریم اسے ملسلسل سنا رہی تھی اور وہ دانتوں میں زبان دبائے سن رہی تھی

"ویٹ واٹ از بند اس؟" زنیشہ نے کنفیوزن سے ہوچھا علمانے "کچھ نہیں" والا اشارہ کیا تو انہوں نے اثبات میں سے ہلا دیا

"یہ لو تم سوپ پیو" وہ آگے بڑھ کر علما کو سوپ پلانے لگی۔ علمانے پیا تو وہ پیچھے ہوئی

"اب بیمار نہیں ہوگی تو کیا ہوگا جب خیال نہیں آیا صرف ذد خود کی ذد کرنی ہے" حریم نے اسکا کمبل منہ تک لیا اور اسے سٹیم دلوائی

"زدی لڑکی" کمبل ہٹا کر وہ خفگی سے بولی "سوری" علمانے کان پکڑ لیے "واٹ از زدی لڑکی؟" زنیشہ پھر کنفوزن سے بولی

"سٹر بن" علمانے بتایا "اوہ"

"چلو یہ سوپ ختم کرو اور فوراً سونے لیٹو" وہ زنیشہ کے ہاتھ سے سوپ لیتی اسے زبردستی پلانے لگی "جی" علمانے بھی دل مار کے پھیکہ سوپ پینے میں ہی آفیت سمجھی

★★==========★★

آج اسکی علما سے ملاقات نہیں ہوئی تھی اور یہ ایک دن ایک مہینے جیسا محسوس ہو رہا تھا

"گٹ مارنگ سر" سیکرٹری کیبن میں آئی تو وہ اپنی سوچ سے باہر آیا

"گڈ مارنگ" اس نے ہمیشہ کی طرح مسکراتے جواب دیا بس چند دن کی مسکراہٹ

"سر مسٹر چاؤ نجی از ریڈی ٹو ورک وداس" اس نے مسکراتے ہوئے خوشخبری دی۔ اتنے بڑے چاینہ کے بزنزمین سے ڈیل پکی ہوگئ تھی بڑی بات تو تھی ہی

"ارے یہ چاؤ من کون تھے" کسی کی آواز کانوں میں آئی حمدان کے چہرے پر مسکراہٹ آگئ

"سر مے آئے گو؟" سیکرٹری نے اجازت مانگی

"تم چاینز کا بزنز کرتے ہو اوہ تو تم نوڈلز بیچتے ہو" حیرت بھری آواز کانوں میں پھر آئی

"سر؟" مستقل مسکراتے حمدان کو سیکرٹری نے آواز لگائی۔ اسے لگا ڈیل کی خوشی سے سر اتنا مسکرا رہے ہیں

"سر؟"

"اوہ یس" حمدان چونکا

"کین آئی گو؟ "

"یس شیور" وہ جلدی سے بولا تو وہ نکل گئی جبکہ حمدان علما کے متعلق ہی سوچنے لگا

"کیا ہوگیا ہے مجھے؟" وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھامتے ہوئے بولا

"عشق ہوگیا ہے؟" اپنے اندر سے آواز آئی

"ع۔۔عشق نہیں میں نہیں مانتا"جواب دماغ نے دیا

"کیوں تجھے عشق نہیں ہو سکتا؟"خود کی عدالت میں حاضر تھا وہ

"لیکن اس لڑکی سے کیسے"کمزور سوال تھا یا جواب معلوم نہیں

"کیوں عشق تو کسی سے بھی کہی بھی ہو سکتا ہے"جواب مضبوط آیا

"یہ عشق نہیں ہے بس ایک اٹریکشن ہے"انکار کیا گیا

"اپنے دل سے پوچھ کیا یہ عشق نہیں ہے؟"خود نے جواب دیا۔وہ بے بسی سے اٹھا کوٹ اٹھایا اور کیبن سے نکل گیا ابھی اسے اکیلے وقت کی ضرورت تھی

★★==========★★

"چایلڈ میں کل چلی جاونگی"زنیشہ آنکھوں میں آنسو لیے بولی

"اوہ انیہ ہم فون پر بات کری نگے نا"علما نے جلدی سے ان کے انسو صاف کیے

"لیکٹن۔۔۔"انہوں نے کچھ کہنا چاہا لیکن علما نے انکی بات کاٹ دی

"لیکٹن نہیں لیکن"

"لیٹکن"

"اہو بولے لے"

"لے"

"کن"

"کن"

"یس لیکن"علما خوش ہوئ"لیٹن"زنیشہ نے بھی خوشی سے کہا اور یہ گیا علما کا ہاتھ سر پر"اہو انیہ لیکن"

"یس سیم"زنیشہ نے مسکراتے کہا تو وہ بے بسی سے دیکھنے لگی"ہاہاہاہاہا"حریم کا قہقہ لگا

"کیا میم"علما نے منہ بنایا پھر مسکرا کر زنیشہ کے گلے لگ گئ"اف انیہ میں نہیں ہو نگی تو آپکی اردو کو کون ٹھیک کرے گا"علما نے نہایت افسوس سے کہا

"تو ابھی کون سا تیر مار لیا؟"حریم نے ہنس کر کہا۔علما نے پھر منہ بنا کر اسے گھورا

"مائے چایلڈ ائ ول مس ہو"زنیشہ نے ایک ہاتھ سے علما کے رخسار کو ہاتھ لگایا اور دوسرے ہاتھ سے حریم کے

"وی ول مس یوٹو" وہ دونوں گلے لگی

"چلو آج انیہ ٹم دونوں کو اپنے ہاتھ سے پیزا بنا کر کھلائے گی" زنیشہ نے کہا تو وہ دونوں خوش ہو گئ "ہپی" علما کا نعرہ لگا وہ تینوں ہنس دی

★★==========★★

"کیا چیز ہو لڑکی تم تمہیں کس نے اجازت دی میرے دل میں یوں دندناتے گھسنے کی؟" وہ مصنوعی خفگی سے خود سے بڑبڑایا

"یہ عشق نہیں آسان بس اتنا سمجھ لیجیے ایک آگ کا دریا ہے جہاں ڈوب کے جانا ہے" مشہور شعر دوھرایا۔ پھر نفی میں سر ہلایا

"جھوٹ میں نہیں مانتا عشق نہیں ملتا یا آگ کے درپے جیسا ہوتا ہے اب اپنی مثال لے لو تم حمدان علی حیدر کا عشق ہو جس کو وہ کل ہی اپنا بنا لیگا پھر دنیا کی کوئی طاقت ہمیں الگ نہیں کر سکے گی" کتنا غرور تھا کتنا مان تھا کتنی خوش فہمی تھی لیکن جلد ہی سب ہر پانی پھرنے والا تھا جلد ہی عشق کی حقیقت سامنے آنے والی تھی جلد ہی چہرے کی مسکراہٹ غایب ہونے والی تھی

"تم صرف میری ہو صرف حمدان علی حیدر کی" ایک ایک لفظ پر زور دیا

"اب صرف تم میں اور خوشیاں" مان تو بھرا تھا لہجہ میں اور یقین تو پختہ

"امی جان آپکی بہو آرہی ہے" پاس پڑے فون کو دیکھتے وہ مسکراتے بڑبڑایا جہاں ابھی تھوڑی دیر پہلے حفصہ سے خوش دلی سے بات ہوئی تھی

"سر ڈنر" اچانک دروازے پر نوکر کھڑا نظر آیا

"اوہ آیم کمنگ" وہ مسکراتا ہوا اس کے ہمراہ نکل گیا آنے والے وقت سے بے خبر جہاں عشق کی حقیقت بے صبری سے انتظار کر رہی تھی اسکا

★★==========★★

صبح کی مدھم مدھم روشنی ہر سو پھیلی دن کے آغاز کی نوید سنا رہی تھی۔ لان میں لگے دیسی بدیسی پھولوں پودوں کی مہک ہر سو پھیلی ہوئی تھی۔ بڑا پر کیف و دل پزیر منظر تھا۔ وہ ٹریک سوٹ میں ملبوث ایکسر سایز و جاگنگ سے فارغ ہو کر ایک طرف آویزاں گرین شیڈ کے نیچے آراستے ٹیبل اور کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ وجیہہ چہرے کی سرخ و سپید رنگت سے مساموں سے پسینے کے قطرے موتی موتیوں کی مانند جڑھ رہے تھے۔ وہ گہری گہری سانسیں لیتا ہوا کرسی کی بیک سے سر ٹکائے بھیٹا تھا۔ اس کی بھوری آنکھیں اپر اڑتے پرندوں پر تھی جو لان میں نصب اونچے سر سبز شاداب درختوں پر قایم گھونسلوں کے مکین تھے اور تلاش رزق کے لیے پروازیں جاری تھی۔ انگریز ملازم ٹاول اور فریش جوس کا گلاس دے کر چلا گیا تھا وہ پسینہ خشک کر کے گھونٹ گھونٹ جوس

پیتا ہوا دل چسپی سے پرندوں کی پرواز دیکھتا رہا تھا۔ اس دوران سورج نے بھی آمد کا نقارہ بجا دیا تھا۔ فضا کا نیم اندھیرا سورج کی سنہری شعاعوں سے چمک اٹھا تھا صبح پوری طرح بیدار ہو کر چھا گئی تھی۔ وہ باتھ لینے کے بعد سیدھا پارک کی جانب نکلا تھا

آج اسے اپنے عشق کو پانا تھا اپنے عشق کو اپنا بنانا تھا کتنا سکون کتنا خوبصورت ماحول کے ساتھ وہ پرجوش نکلا تھا لیکن جتنے سکون اس صبح کی فضا کے سکوت میں چھایا تھا یہ ڈھلے بھی ایسے گا یہ کسی کو معلوم نا تھا

★★==========★★

وہ حریم سے چھپ کر جاگنگ پر نکلی تھی ویسے بھی آج آخری دوسرا دن تھا پرسوں انہوں نے نکل جانا تھا اور آج زنیشہ نے آر سٹیلہ

وہ یہ سب سوچتی ہوئی پارک میں داخل ہوئی

"ہنہہ مجھے بارش پسند ہے اس میں مجھ معصوم کی کیا غلطی اور بیمار ہو گئی تو اس میں بھی میری غلطی ہوتی ہے مما کہتی ہے سوتی نہیں جبھی بیمار ہوئی ہو بھائی کہتا ہے باہر کا کھایا جبھی بیمار ہوئی ہو مطلب ساری غلطی میری ہی ہے" وہ دوڑتے ہوئے بڑبڑا رہی تھی

"جیسے میں بیماری کے گھر جاتی ہوں اور دروازہ کھٹکھٹاتی ہوں ارے اسلام علیکم بیماری جی آپ آئی نہیں جلدی آجائے دراصل آپ کے بغیر میں رہ نہیں سکتی ہنہہ" وہ خود سے مسلسل بولے جا رہی رہی تھی جب کسی کے ہنسنے کی آواز آئی وہ چونک کر پلٹی تو دیکھا حمدان اس کے ساتھ دوڑتے ہوئے مزے سے اسکی باتیں سن کر ہنس رہا ہے۔ وہ ایک دم رکی

"آپ کیا مہنگہ ٹوتھپیسٹ استعمال کرتے ہیں؟" چبا چبا کر پوچھا۔ حمدان نے نا سمجھی سے دیکھا

"کیوں نکہ جب دیکھو اپنے دانتوں کے جوہر دکھاتے رہتے ہے "

منہ بنا کر اپنے انداز سے کہا گیا۔ حمدان کا بے ساختہ قہقہ ابلا

"اچھا اچھا اوکے ریلیکس" اس نے اسکا پھولا منہ دیکھ کر ہنسی قابو کی

"اچھا اچھا اوکے" اسکی نقل اتارتی وہ واپس دوڑنے لگی۔ حمدان مسکراہٹ دبائے اس کے ساتھ دوڑنے لگا

"اچھا یہ تو بتاؤں آج کس بات پر اتنے دانت نکل رہے ہیں" علما نے بھویں اٹھا کر پوچھا۔ "بس ایک خاص بات ہے" حمدان نے مسکرا کر سوچتے کہا

"ہیں کیا خاص بات جلدی بتاؤں مجھے کیورسٹی ہونے لگی ہے" ایک دم رک کر وہ ایکسایٔنمنٹ سے پوچھنے لگی

"آہاں ایسے نہیں" اس نے سر کو دائے اور بائے موڑا "تو کیسے؟" علما نے بھی اسکی نقل اتار کر پوچھا

"شام کو" وہ کھل کر مسکرایا

"ہیں؟ "

"ہاں شام کو آنا تمیں کچھ سرپرائس دینا ہے" علما حیرت میں پڑ گئ "ہیں سپرایس واؤ" وہ یک دم خوش ہوئ

"لیکن کہاں آنا ہے؟" اس نے پوچھا

"میرا ڈرایور تمہیں پک کرلے گا" وہ مسکرا کر بولا

"لیکن۔۔۔"۔اسے جھجھک ہوئ

"لیکن ویکن کچھ نہیں اور ویسے بھی پرسوں تو تم چلی جاؤ نگی اپنے دوست کی آخری بات نہیں مانو گی؟" حمدان کے لہجے میں منت تھی۔

وہ سانس روکے اس کے جواب کا منتظر تھا "علما آج ہماری زندگی کا سب سے بڑا فیصلہ ہونا ہے پلیز منع مت کرنا" لب کاٹتے وہ اسکی رضامندی کا منتظر تھا

"اوکے" اس نے کچھ پل دل و دماغ کی جنگ کے بعد ہامی بھر لی۔ حمدان کے چہرے پر خوشی دیکھنے کی لایق تھی

"تھینک یو سو مچ" وہ ایکسایٹمنٹ سے بولا تو علما ہنس دی "مسٹر ایرو گینٹ واہ" اس نے سوچا صرف

"خیر چلو ایک سیلفی لے لیتے ہے یاد گار" علما نے مسکراتے کہا تو حمدان نے اثبات میں سر ہلا دیا

"لاؤ اپنا موبایل نکالو؟" علما نے ہاتھ بڑھا کر فون مانگا تو اس نے ہنستے ہوئے اسے موبایل پکڑایا تو علما نے مسکراتے ہوئے تصویر لی لیکن حمدان تصویر میں اسے مسکراتے ہوئے دیکھتا آیا تھا

★★===========★★

شیشہ میں کھڑے اپنے عکس کو دیکھا اس نے بلیک گاؤن پہنا۔ تھا میک اپ سے چہرا بلکل پاک تھا بالوں کو برش کر کے جوڑا بنالیا تھا لیکن اس پیارے اور معصوم چہرے پر پریشانی و ضح تھی "انیہ کیا ہوا میم کہاں ہے" زنیشہ کمرے میں داخل ہوئ تو اس نے جلدی سے پوچھا

"یو کین گو ایزیلی حریم چایلڈ اپنے روم میں پیکنگ کر رہا ہے کل نکلنا ہے نا تم لوگوں کو" زنیشہ نے بتایا

"تھینک یو انیہ بس میں تھوڑی دیر میں گئ اور تھوڑی دیر میں آئ ویسے بھی اپ بھی رات تک جا رہی ہے تو ابھی باتوں میں لگائے رکھے گا اور کہہ دیگا میں اپنے روم میں سو رہی ہوں "

علما نے اپنی پلیننگ بتائ "یس یس تم جاؤ انجوائے"

"بڑا برا لگ رہا ہے میم سے فرسٹ ٹائم جھوٹ کہہ کے بٹ۔۔۔" گاڑی کے ہارن کی آواز پر وہ چونکی "گو" زنیشہ نے جلدی سے کھڑکی کی طرف دیکھا "کار آ گئ ہے"

"اوکے بائے میں بس یوں گئ اور یو آئ" وہ ڈریسنگ ٹیبل سے موبائل اٹھاتی زنیشہ سے مل کر تقریباً بھاگی

★★===========★★

وہ پورے راستے یہی سوچتی آئی تھی آخر سرپرائز کیا ہوگا راستہ بھی چند منٹ کا تھا۔اچانک گاڑی اپنی مطلوبہ جگہ پر رکی۔وہ اتری۔ ڈرائیور نے ایک کارخانے جیسی جگہ پر جانے کے لیے اشارہ کیا تو وہ اثبات میں سر ہلاتی اندر چلی گئ

اندر جیسی داخل ہوئ تو ہر طرف اندھیرا پایا۔علما کو ڈر لگنے لگا چاروں طرف اندھیرے سے اسکا دم گھٹنے لگا بمشکل آواز نکالی "حمدان کہاں ہے آپ؟" جب زرا سی دیر میں کوئ جواب نا آیا تو وہ واپس باہر بھاگنے کے لیے مڑی تو ایک دم بتیاں کھل گئ اتنی روشنی سے علما کی آنکھیں چندیہ گئ۔آنکھیں ٹھیک سے کھول کر دیکھا تو منہ کھلا رہ گیا

پوری وسیع جگہ پر لال رنگ کی بتیاں لگی تھی ہر طرف دل والے غبارے بھرے پڑے تھے اس کے پیروں درمیان میں گلاب کے پھولوں سے بڑا دل بنایا ہوا تھا۔وہ خوشگوار حیرت سے آہستہ آہستہ آگے بڑھی اور ادھر ادھر دیکھتے اس بڑے سے دل کے اندر انجانے میں آگئ

"واؤ" علما کی جیزیل آیز چمک گئ تھی

"دیکھو عشق کا خمار چھڑا ہے،

نیا نیا ہے دل کو چھو گیا ہے

دیکھو عشق کی باتیں کرنا چاھتا ہوں،

میں اسکو اپنی راتیں دینا چھاتا ہوں

دیکھو عشق میں فنا ہونا چھاتا ہوں،

میں اس کے تصور میں جینا چھاتا ہوں

دیکھو عشق کی چادر اڑھنا چھاتا ہوں،

میں اس کے لیے جنون کی آگ میں جلنا چاہتا ہوں~(زینب خان)

حمدان شعر پڑھتے ہوئے اسکے سامنے آیا۔علما نے اسے دیکھا۔کالے پینٹ کوٹ میں مبلوث وہ کتنا جچ رہا تھا وہ مسکرایا تو علما بھی مسکرا دی

"واہ حمدان میاں آپ تو شعر و شاعری کرنے لگے کیا خوب کہنے ہیں آپ کے" علما نے اسے داد دی۔وہ مسکراتا ہوا چل کر اس کے پاس آیا

"ویل یہ سب تو بہت اچھا ہے لیکن سپرائیس کیا ہے یہ تھا سپرائیس؟" علما نے اردگرد دیکھتے پوچھا

"جس طرح میرے دل میں داخل ہوئی ہو اس طرح اس دل میں بھی داخل ہو گئ" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ علما کو اچھبنا ہوا اس نے نیچے دیکھا تو وہ واقع میں اس بڑے سے دل میں حمدان کے ساتھ کھڑی تھی

"میں کچھ سمجھی نہیں؟" وہ مسکرایا۔ اور جھک کر ایک گھٹنے پر بھیٹ گیا۔ جیب سے ایک چھوٹی سی ڈبیہ نکالی۔ علما کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی۔ اور ڈبیہ کھولی تو ہیرے کی انگھوٹی نکلی

"جب سے تمہیں دیکھا دل میں ہلچل مچ گئ ہے کبھی دھڑکنیں رک جاتی ہے تو کبھی تیز رفتاری سے دوڑنے لگتی ہے تمھاری باتیں تمھارا مسکرانا تمھاری آنکھیں اور۔۔۔۔

سانسیں علما کی رک چکی تھی

اور ایک پل گزرا

اور دو پل گزرا

اور تین پل گزرا

"اور یہ ہونٹوں میں چھپا ننھا سا تل سب کچھ نشہ کی طرح چڑھ گیا ہے" علما لڑ کھڑا کے دو قدم پیچھے ہوئ

"ہاں علما عزیز حمدان علی حیدر آپ پر قربان ہو چکے ہے ہاں حمدان علی حیدر علما عزیز سے دلو جان سے عشق میں مبتلا ہو چکے ہے ہاں حمدان علی حیدر علما عزیز کے ہو چکے ہیں"

لفظ تھے یا جھٹکے علما حیرت سے انکھیں پھاڑ کر دیکھ رہی تھی کیا کیفیت اسکی اسکو خود معلوم نہیں تھی سب کچھ دھندلہ پڑ گیا تھا نظر میں تھا تو ایک شخص جو سر جھکائے ایک گھٹنے پر بھیٹے انگھوٹی آگے کیے اس کے ہاں یا نا کا بے صبری سے منتظر تھا

چہرے پر کوئ گھبراہٹ تاری نہیں تھی آخر حمدان علی حیدر کو اپنے آپ پر اپنے عشق پر یقین بھروسہ سب تھا

اچانک موبائل وایبریٹ ہوا علما چونک کر اپنی کیفیت سے باہر آئ اس نے دھیرے سے اٹھا کر موبائل پر نظر ڈالی تو ایک اور جھٹکا لگا اسے لگا وہ بے ہوش ہو جاینگی۔ اسے زنیشہ کی طرف سے میسج موصول ہوا تھا کے "حریم سیڑھیوں سے گر گئ ہے"

"کہو علما؟" علما کے جواب نا دینے پر حمدان نے سر اٹھا کے دیکھا تو علما سن کھڑی اسے دیکھ رہی تھی

"علما؟" حمدان نے پکارا

"نام مت لو میرا" وہ آچانک چیخی

"تمھیں شرم نہیں آتی میں نے اپنا دوست سمجھا اور تم اتنے گھٹیا نکلو گے میں نے سوچا بھی نہیں تھا مجھے پرپوز کرنے کی ہمت بھی کیسے ہوئ" وہ پوری قوت سے چلائ۔ حمدان حیران ساکت ہو گیا

"ریجیکٹ کرتی ہوں تمھیں اور تمھارے پرپوزل کو" وہ تیزی سے کہہ کر واپس مڑنے لگی "علما میں تم سے عشق۔۔۔" حمدان نے کچھ کہنا چاہا "ارے بھاڑ میں گیا تمھارا عشق جھوٹے مکار دھوکے باز انسان" وہ غصہ سے کہتی تیزی سے نکل گئی جب کے حمدان وہی مجسمہ بنے کھڑا رہا

"تم صرف میری ہو صرف حمدان علی حیدر کی "

اپنی کہے الفاظ کانوں میں گونجے

★★==========★★

وہ واپس اسی گاڑی میں بھیٹ کر پورا راستہ روتے ہوئے آئی تھی حریم کیسی ہو گی یہی فکر کھائی جا رہی تھی وہ گاڑی سے اتر کر اندر گھر بھاگی تو دروازے پر ہی زنیشہ مل گئی

"انیہ میم کیسی ہے" وہ روتے ہوئے بولی

"شی از فاین "

"نہیں مجھے ان سے ملنا ہے" وہ روتے ہوئے اندر حریم کے کمرے کی طرف بڑھنے لگی

"اوہو چایلڈ شی از ابسلوٹلی فاین یو فرسٹ گو اینڈ چینج یور ڈریس ورنہ حریم کو ڈاوبٹ ہو جایگا "

"ٹھیک ہے" وہ بھاگتے ہوئے کمرے میں گئی اور کچھ ہی دیر میں گھر کے آم کپڑے پہن کر حریم کے کمرے کی طرف گئی

"میم کیا ہوا" وہ روتے ہوئے بڑھی تو حریم نے حیرت سے دیکھا۔ پیچھے زنیشہ بھی داخل ہوئی

"انیہ آپنے اس کو کیوں اٹھا دیا" حریم نے حیرت سے پوچھا

"آپ یہ بتائے آپ کیسی ہے" علما نے اسکا پیر دیکھا جہاں سفید پٹی بندھی تھی

"میں بلکل ٹھیک ہوں بس زرا سی لگی ہے" حریم نے مسکراتے ہوئے اسکے گال پر ہاتھ رکھا تو وہ اس کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ آج کا واقع الگ زہن میں گردش کر رہا تھا

"کیا ہوا ایما؟" حریم کو عجیب لگا "کچھ نہیں بس آپ اپنا خیال رکھا کریں" علما نے جلدی سے آنسو صاف کر کے بات سنبھالی

"میری جان" حریم نے اس کے گال پر پیار کیا

"سسٹرز لو ختم ہو گیا تو کوئی انیہ کی طرف بھی دیھان ڈے ڈے" زنیشہ نے ہنس کر کہا تو وہ دونوں بھی ہنس دی

"ڈے ڈے نہیں دے دے" علما نے پھر سہی کیا

"اہو چاہلڈ سیم چلو مجھے سی آف نہیں کرو گی میری فلایٹ کا ٹائم ہونے والا ہے "زنیشہ نے ہاتھ میں بندھی گھڑی دیکھتے کیا تو وہ دونوں جھٹ سے اٹھ گئ۔ پھر تھوڑا رو کر بڑی مشکل سے زنیشہ کو بائے کیا اور یہاں انکا سفر ختم ہوا اور وہ ہمیشہ کے لیۓ آرسٹیلیہ روانہ ہو گی

اب وہ دونوں اپنے کمرے میں تھی

"چلو ایما انیہ تو چلی گئ ہمیں بھی کل نکلنا ہے "حریم نے سارے بندھے سامان پر ایک نظر ڈالتے کہا

"ہمم "علما نے بس سرسری سا کہا۔ حریم باہر نکل گئ تو علما اٹھ کر کھڑکی پر آ گئ اور حمدان کے متعلق سوچنے لگی۔ اسے کتنا برا لگ رہا تھا حمدان کو اتنا برا بھلا کہ کے حریم کی پریشانی کی وجہ سے وہ جلد بازی میں کتنا برا بھلا کہ آئ تھی

اور اس نے تو اسے پرپوز کیا تھا۔ کیا وہ حمدان کو پسند نہیں کرتی؟ سوال خود سے تھا

"پسند۔۔۔"اس نے سوچا آنکھیں مندی۔ حمدان کی گہری بھوری آنکھیں آنکھوں کے سامنے آئ اسکا مسکراہٹ اسکی باتیں

"پسند میں تو محبت کرتی ہوں "اچانک دل کی بات زبان نے ادا کی اس نے بے ساختہ منہ پر ہاتھ رکھا

کیا وہ واقع حمدان سے محبت کرتی ہے؟

دل نے ہامی بھری

کیا وہ واقع حمدان کے ساتھ رہنا چاہتی ہے؟"

دل نے ہامی بھری

"کیا وہ واقع اپنی پوری زندگی اس شخص کے حوالے کرنا چاہتی ہے؟

اس بار بھی دل نے استفسار کیا۔ وہ ایک دم خوش ہوئ یعنی حمدان اسے عشق کرتا ہے اور وہ محبت ہاں وہ اس خوبصورت شخص کی محبت میں مبتلا ہے ہاں وہ اس کے بغیر جینے کا تصور نہیں کر سکتی۔ لیکن۔۔۔ لیکن اس نے تو اس شخص کو صاف انکار کر دیا اسکے احساسات کو ٹھیس پہنچائ۔ علما نے آنکھیں میچ لی اسے تکلیف ہوئ تھی غصہ آرہا تھا۔ لیکن شاید کبھی کبھار حالات اپکو مجبور کر دیتے ہے۔ وہ بھی حالات کے ہاتھ مجبور تھی

"نہیں میں کل ہی جانے سے پہلے جا کے حمدان سے معافی مانگ کر اس کو اپنی محبت کو ثبوت دیدونگی اس کے دیے ہر امتحان کو پار کر کے اپنی سچی محبت ثابت کر دونگی "اس نے ٹھان لی

وہ میرا ہے اور علما اسکی" وہ اب مسکرائی تھی اور اس چاند کو دیکھا تھا جو اسکی محبت کی گواہی دے رہا تھا تو دوسری طرف کسی کے عشق کی مگر کون جانے تقدیر میں کیا لکھا تھا امتحان تو تھا لیکن وہ نہیں جو یہ نا سمجھ لڑکی سمجھ رہی تھی بلکے اسے بھی بڑا وہ انجان تھی ہمیشہ کی طرح بے گانی آنے والے کل سے انجان

★★==========★★

میری آنکھوں میں جو خون اترا ہے,

تیرے عشق کا جنون چڑھا ہے

پوری آستینوں کا پنڈلیوں تک آتا لال گاؤن پر بال جوڑے میں بنائے آنکھوں میں کاجل ہونٹوں پر لال لپسٹک اس نے اپنی تیاری کو شیشہ میں دیکھا اور خود ہی شرما گئ آج وہ اس شخص سے اپنی محبت کا اظہار کرنے جارہی تھی مسکراہٹ تھی تھمنے کا نام نہیں لے رہی تھی وہ بیڈ پر آئ پیروں میں ہیل پہنی سائڈ پر پڑا گلاب کے پھولوں کا گلدستہ اٹھائے وہ کھڑی ہو گئ۔ حریم سو رہی تھی وہ آج جان بوجھ کر حریم کے اٹھنے سے پہلے نکلی تھی اگر اسکے جانے کا بعد بلفرظ حریم اٹھ گئ تو وہ جاگنگ پر گئ ہے یہ سمجھ لے گی اور ویسے بھی واپس آکر تو حریم کو سب بتانا ہی ہے۔ مسکرا کر گلدستہ اٹھائ وہ نکل گئ

وہ پارک میں داخل ہوئ تو حمدان کو ڈھونڈنے کے لیے نظر گھمائ

"کیا وہ آیا ہو گا؟" زہن میں وسوسہ ایا۔ سر جھٹک کر وہ بینچ کی طرف بڑھنے لگی ابھی پورے طریقے سے آسمان نیلا بھی نہیں ہوا تھا اور وہ خوبصورت اور معصوم لڑکی تیار ہوئ اکیلے ہاتھ میں لال پھولوں کا گلدستہ پکڑی اگے بڑھ رہی تھی

ا

چانک کسی کے پیچھے ہونے کا احساس ہوا وہ جیسی ہی پلٹی سامنے کسی انگریز شخص نے رومال اسکے منہ پر مظبوطی سے رکھ دیا وہ پھڑ پھڑاتی ہوئ اس کے چنگل سے نکلانا چاہی لیکن اس ہٹے کٹے شخص سے دور نا ہو پائ۔ رومال میں بے ہوشی کی دوا ہونے کے باعث آنکھوں کے سامنے اندھیرا آیا وہ جلد ہی بے ہوش ہو گئ۔ گلاب کا گلدستہ ہاتھوں سے گر کر بکھر چکا تھا اور اب علما کو بے ہوشی کی حالت میں دو تین بندے گاڑی میں جلدی جلدی بٹھا رہے تھے۔ پھول بکھر چکے تھے لال پھول بے دردی سے کسی کے جزباتوں کی طرح بکھر گئے تھے

★★==========★★

سر بھاری ہو رہا تھا وہ آہستہ آہستہ ہوش کی دنیا میں آ رہی تھی آنکھیں دھیرے دھیرے کر کے کھولی دھندلا دھندلا نظر آ رہا تھا بے ساختہ ہاتھ سر پر گیا اب آنکھیں آہستہ آہستہ کھل گئ تھی۔ یاد آنے پر وہ جھٹکے سے اٹھی آس پاس نگال دوڑائی تو وہ ایک کمرے میں تھی اور بیڈ پر لیٹی تھی۔ وہ کرنٹ کھا کھا کر بیڈ سے اٹھی کمرے پر نظر ڈالی۔ پورا کمرا تقریباً خالی تھا کوئی فرنیچر نہیں تھا اور نہ کوئی کھڑکی تھی بس براؤن رنگ کا ایک دروازہ تھا اور بس ایک بیڈ تھا جس پر وہ لیٹی ہوئی تھی وہ تیزی سے دروازے کی طرف بھاگی لیکن دروازہ لاک تھا۔

"کوئی ہے؟" وہ چیخی

"پلیز مجھے یہاں سے باہر نکالو" وہ رونے لگی تھی۔

"یا اللہ میں کڈنیپ تو نہیں ہو گئ" وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئ پھر جلدی سے اٹھی اور واپس دروازہ پیٹ کر آوازیں لگانے لگی کئ دیر تک وہ روتے ہوئے نکلنے کی کوشش کرتی رہی لیکن ناکام ہو گئ نا ہی دروازہ کھلا اور نا ہی کسی کا جواب آیا وہ روتے روتے تھک ہار کر دیوار کے ایک کونے میں خوف سے بھیٹ گئ اب اس کے ساتھ کیا ہونے والا تھا؟ کون ہیں یہ لوگ؟ اس کے ساتھ کیا کرینگے؟ یہ سوال اسے مزید خوف زدہ کر رہے تھے وہ سمٹی ایک کونے میں روتے روتے بھیٹ گئ

★★===========★★

"ایما؟" حریم بالوں کا جوڑا بناتی سیڑیوں سے نیچے آتی علما کو آوازیں دینے لگی "ایما؟" لیکن پورا گھر خالی تھا۔ اس نے علما کا کمرہ دیکھا تو وہاں کوئی نہیں تھا

"شاید جوگنگ پر گئ ہو گی آتے ہی میڈم کو بھوک لگنی ہے کچھ بنا دوں" وہ مسکراتی ہوئی سر جھٹک کر کچن میں ناشتہ بنانے چلی گئ

★★===========★★

دوپہر کے وقت ہو گیا تھا لیکن اسے معلوم نہیں تھا اچانک کسی کے پیروں کی چاپ سنائی دی وہ جلدی سے چوکندہ ہوئی یا تو یہ کوئی مسیحہ بھی ہو سکتا ہے اور شاید کڈنیپر بھی وہ چوکندہ ہو گئ لیکن خوف کے مارے اپنی جگہ سے نہیں ہلی اور سمٹ کر بھیٹ گئ۔ دروازہ کی آواز نے خاموشی میں ڈوبے کمرے کو جگایا باہر سے آنے والی روشنی علما کی آنکھوں میں چبی اس نے آنکھیں میچ لی دروازہ بند ہوا علما نے جھٹ سے آنکھیں کھلی حیرت نے آن گھیرا۔ نیلی جینس پر سفید دھاریوں والی شرٹ پہنیں حمدان علی حیدر کھڑا تھا

علما تیزی سے اٹھی اور بھاگتے ہوئے اس کے پاس آئی

"""حمد۔۔ حمدان شکر تم آگ ئے مجھے یہاں کوئی زبردستی لے آیا ہے پلیز جلدی سے یہاں سے بھاگ چلتے ہے" وہ روانگی سے کہتی اس کا ہاتھ پکڑ کر دروازے کی طرف لے جانی کی کوشش کر رہی لیکن وہ سپاٹ چہرہ لیا صرف علما کو دیکھے جا رہا تھا ہمیشہ کی طرح بغیر پلک جھپکائے "کیا ہوا چلو" علما اس کو بت بنا دیکھ جھنجھلا کر بولی۔ وہ خاموش رہا

"کیا ہوا کچھ تو بولو؟" وہ ارد گرد نگاہ دوڑاتی پریشانی سے بولی پھر ایک دم چونکی اور چونک کر حمدان کو دیکھا چند ثانیے اسکی بھوری آنکھوں میں ڈوب کر باہر نکلی ہاتھ جھٹکے سے چھوڑا۔ حمدان نے پہلا تاثرات دیا نیچے ہاتھ کو دیکھ کر

"نہیں" علما نفی میں سر ہلاتی دو قدم پیچھے ہوئی اسے کچھ سمجھ آ رہا تھا "تم۔۔ تم نے مجھے قید؟" وہ لڑکھڑاتی زبان سے بس اتنا ہی پوچھ پائی

"ہاتھ کیوں چھوڑا میرا" حمدان اس کے سوال کو نظر انداز کر کے اپنے ہاتھ کو دیکھتے آہستہ آہستہ اس کے قریب قدم بڑھاتے بولا

"پہلے ریجیکٹ کر دیا اب ہاتھ چھوڑ دیا کیوں؟" وہ کہاں گم تھا کس دنیا میں تھا علما کو اندازہ نہیں ہو رہا تھا وہ بس بے یقینی سے اسکی حالت دیکھ رہی تھی

"بولو؟؟؟؟؟" وہ ایک دم دھاڑا۔ علما اپنی جگہ سے اچھلی

"عشق کرتا ہوں تم سے کیسے نہیں کرتی تم مجھ سے" اس نے اچانک علما کا بازو دبوچا۔ علما کی چیخ بلند ہوئی

"کہو؟ کسی کے عشق کا صلہ ایسے دیتے ہے؟" وہ جنون میں آ کر اپنے عشق کو درد دے رہا تھا۔ علما کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہو گئے "حمدان پلیز ہوش میں آؤ" علما روتے ہوئے اسکا وحشی روپ دیکھتے بولی

"ہوش میں؟" اس نے پوچھا علما نے اثبات میں سر ہلایا "ہاہاہاہا" اس نے قہقہ لگائے خوفناک قہقہ کمرے میں گونجے علما کے اندر خوف کی لہر آئی "ہوش ہی تو کھو بیٹھا ہوں اور تم کہتی ہو ہوش میں آؤ واہ" وہ مسکراتے ہوئے بولا لیکن مسکراہٹ میں عجیب کشش تھی کچھ خوفناک مسکراہٹ

"جھوٹا مکار دوکھے باز یہ سب کہا تھا نا؟" اچانک چہرے کے تاثرات میں سختی آ گئی علما نے تھوک نگلا

"بولو؟" وہ چیخا اور اسکے گال دبوچے "آ آ آ آ علما دبی دبی چیخی۔ پھر ایک جھٹکے سے چھوڑا وہ تھوڑا پیچھے جا کر گری "ہاں کہاں تھا کہاں تھا" اچانک اٹھی آنسو صاف کیے "تم پاگل ہو گئے ہو پاگل ہو تم علاج کرواؤ اپنا نفرت ہے مجھے تم سے گھٹیا انسا۔۔۔" وہ اور کچھ کہتی حمدان نے جھٹکے سے اسے اٹھایا اور دیوار پر لگایا علما کی سانسیں رک گئی۔ اب ان دونوں کے درمیاں فاصلہ نہیں تھا علما نے حمدان کی تیز چلتی تنفس محسوس کی بہت قریب سے

"اتنی خوبصورتی" اس نے اس کے چہرے پر آتی لٹ کو اپنی شہادت کی انگلی سے اس کے کان کے پیچھے کیا علما کو گھن ہونے لگی اس نے اپنا چہرا دوسری طرف موڑ لیا

"چھوڑو مجھے" وہ پھڑ پھڑاتی چڑیا کی طرح خوف سے اس جنگلی انسان کے چنگل سے نکلنا چاہ رہی تھی لیکن اس مضبوط انسان کے سامنے اٹھارہ انیس سال کی نازک لڑکی کچھ بھی نہیں تھی

"مجھے ہاتھ مت لگانا" وہ روتے ہوئے چیخی اور حمدان جو کچھ اور ہی روپ لیا ہوا تھا اس کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا

"تیار ہو جاؤ" وہ دھیرے سے بولا مگر نزدیق ہونے کے باعث آواز آسانی سے پہنچ گئ علما نے چہرہ موڑ کر اسکی طرف کیا وہ اس کے بے حد قریب تھا پتا نہیں کیوں علما نے اپنی سانسیں روکی

"تم صرف میری ہو صرف حمدان علی حیدر کی" اتنا کہا اور اسکا گال تھپتھپا کر وہ باہر نکل گیا جبکہ علما کئ دیر تک اسی پوزیشن میں کھڑی رہی اور دیوار سے لگ کر وہی گر گئ اور تیز تیز رونے لگی "گھن آتی ہے مجھے اپنے آپ سے آپنے وجود سے میں سے اس شخص سے محبت کی جو میری نفرت کے بھی قابل نہیں ہے کیوں کیا بھروسہ کیوں کی محبت" وہ روتے ہوئے تیز آواز میں اپنے آپ کو کوس رہی تھی لیکن کاش یہ باتیں وہ شخص سن لیتا تو اتنا کچھ بگڑ نہیں جاتا

★★==========★★

ٹیبل پر ناشتہ سجائے وہ کب سے علما کی راہ دیکھ رہی تھی مگر دوپہر ہو گئ علما نہیں آئ اب حریم کو پریشانی نے گھیر نا شروع کر دیا

" کبھی اتنی دیر تو نہیں لگاتی یہ لڑکی " وہ پریشانی سے ٹہلتی ہوئ بولی

"یا اللہ میرا دل کیوں گھبرا رہا ہے پلیز اللہ میاں ایما کی حفاظت کرنا" وہ دعا مانگنے لگی پھر کچھ سوچ کر سٹال اٹھایا گلے میں لپیٹا اور باہر نکل گئ

★★==========★★

"علما عزیز ولد مہتاب عزیز حمدان علی حیدر ولد فضل علی حیدر سے بما حق مہر سکا راج ال وقت پچاس لاکھ اپنے نکاح میں قبول ہے ؟" مولوی صاحب کی آواز سن صوفے پر بھیٹی علما کے کانوں میں پڑی اس نے ڈر کر دوپٹے کے پلو پکڑ لیا پھر نظریں اٹھا کرنا چاہتے ہوئے بھی حمدان کو دیکھا جو سر جھکائے سنجیدگی سے بھیٹا تھا تین گواہ بطور تین لوگ تھے کون تھے کیوں تھے علما کو کچھ نہیں معلوم تھا اسے تو دوپٹہ پکڑا کر باہر لا کر بھٹا دیا گیا تھا۔ حمدان نے اپنے اپر نظریں محسوس کر کے سر اٹھایا تو علما کی جسم کی ریل کی ہڈی میں سنسنی لہر دوڑ گئ اسکی آنکھوں میں رعب تھا اس نے بھویں اٹھائ جیسے کہ رہا ہو "انتظار کس بات کا؟ "

"نہیں میں نہیں کرونگی نکاح" علما نے سوچا مگر اگلے پل کمرے میں تھوڑی دیر پہلے کہی ہوئ دھمکی یاد آ گئ

نکاح کا سن کر لاکھ انکار کرنے کے بعد جب یہ کہا گیا تھا پیروں کے نیچے سے زمین کھسک گئ "تمھاری بہن بھی ہیں نہ کیا ہو اگر تمھاری بہن کو کچھ ہو جائے ؟" یہ حمدان کا پوچھا گیا سوال نے علما کی دنیا ہلا دی تھی حریم تو علما کی دنیا تھی ان کے گھر کی سب سے پیاری میم اس کے بغیر تو اس کا گھر یا وہ جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا

"میم اگر مجھے آپ کے لیے جان دینا کا موقع ملے تو میں ایک پل نہیں لگاؤں گی" اپنی کہی ہوئی بات کانوں میں گونجی کتنا چہک کر کہا تھا جواب میں حریم نے نوٹنکی کہہ دیا تھا۔ہاں وہ اپنی میم کے لیے جان تک دے سکتی ہے پھر یہ نکاح کیا ہے وہ بھی ایسا نکاح جس کو علما نا کبھی مانے گی

"قبول ہے قبول ہے قبول ہے" مضبوط لہجے کے ساتھ کہا۔سب مبارک بعد سامنے بھیٹے شخص کو دینے لگے لیکن وہ بت بنی بھیٹی رہی صرف ایک خیال تھا دماغ میں حریم کہاں ہو گی؟

★★==========★★

وہ پریشانی سے گھر لوٹی پورے پارک میں دیکھ لیا تھا مگر علما کا کچھ اتا پتا نہیں تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کرے کہاں ڈھونڈے موبایل بھی گھر میں تھا پاکستان بھی کال نہیں کر سکتی تھی سب وہاں پریشان ہو جاینگے

"میں اتنی لاپرواہ بہن کیسے ہو سکتی ہوں ایما کہاں ہو گی کس حال میں ہو گی سب میری غلطی ہے اسے تو یہاں کے بارے میں زیادہ معلومات بھی نہیں ہے یا اللہ میری جان" حریم بری طرح رونے لگی تھی شام ہونے کو آئی تھی وہ پولس میں بھی کمپلین نہیں کر سکتی تھی کیوں نکہ نا تو وہ کچھ جانتی تھی اور ناہی چوبس گھنٹے سے پہلے کوئی رپورٹ لکھتا

"یا اللہ میں کیا کروں" وہ دونوں ہاتھ چہرہ میں چھپا کر رونے لگی پھر کچھ یاد آنے پر اٹھی آنسو پچھے اور وضو کرنے کمرے میں چلی گئ اسے اللہ سے اسکی حفاظت کی دعا مانگنی تھی

کہتے ہیں نا جب سارے راستے بند ہو جاتے ہے تو ایک راستہ ہوتا ہے اور وہ جاتا ہے سیدھا اپر یعنی اللہ پاک کی طرف جب کچھ سمجھ نہ آیے تو اس پر چھوڑ دو اس سے مانگو کیوں نکہ وہ اطا کرنے والا ہے

★★==========★★

وہ بیڈ پر بھیٹی جانے کتنی دیر تک جب رو رو کر تھک گئ تو نظر آٹھا کر ارد گرد دیکھا وہ یہاں سے کیسے نکلے اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا اچانک دروازہ کھلا اور مسکراتا ہوا احمدان اندر داخل ہوا

"اسلام علیکم بیگم صاحبہ" لہجے میں خوشی تھی شوخ تھا مسکراہٹ چہرے سے جا نہیں رہی تھی جاتی بھی کیسے اسکا عشق اسکا ہو گیا تھا وہ علما عزیز علما حمدان بن چکی تھی یہ احساس کتنا سہانا تھا کوئی حمدان سے پوچھتا

"کر لی اپنی ضد پوری مل گیا سکون ہو گئ اپنی انا کی تسکین؟ "

علما غصہ سے اٹھ کر اس کے پاس آئ

"بتاؤ ہو گئ میں تمھاری؟ ہاں؟" کہو؟" حمدان کی مسکراہٹ تھم گئ اور حیرت سے اسے دیکھا

"نہیں مسٹر حمدان علی حیدر یہ نکاح علما عزیز کو حمدان علی حیدر سے نہیں جوڑ سکتا اور اگر تم ایسا سوچتے ہو تو بھول ہے تمھاری" وہ نفی میں سر ہلا کر اکڑ کر بولی مگر نا جانے انسو چاہ کر بھی نہیں تھم رہے تھے۔ حمدان غصہ ضبط کر کے خاموشی سے واپس باہر چلا گیا لیکن جس طرح وہ تیزی سے دروازہ بند کر گیا اسکی آواز سے علما اچھل پڑی

" نفرت ہے مجھے تم سے تمھارے وجود سے اور اپنی اس بیکار محبت سے" وہ روتے ہوئے بولی

★★==========★★

پورا کمرا نہیں بلکہ بار لگ رہا تھا شیشہ پر ہر طرح کی بوتلے رکھی تھی مہنگی سے مہنگی ڈرنکس سجی رکھی تھی اور وہ بار چیر پر بھیٹا اس خالی کمرے میں چھوٹے سے گلاس میں ایک برانڈ بوتل انڈیل رہا تھا جس کی آواز پورے کمرے مٙیں گونج رہی تھی۔ اس نے وہ زہر یعنی شراب پیا پھر پیا پھر پیا ایسے کرتے کرتے وہ ایک بوتل خالی کر گیا۔ وہ اتنا پاگل ہو گیا تھا جنون اس قدر سوار ہو گیا تھا کہ حلال اور حرام میں فرق ہی نہیں رہا

"نہیں مسٹر حمدان علی حیدر یہ نکاح علما عزیز کو حمدان علی حیدر سے نہیں جوڑ سکتا اور اگر تم ایسا سوچتے ہو تو بھول ہے تمھاری"

علما کی آواز کانوں میں گونج رہی تھی وہ اسکی منکوحہ تھی کتنا خوبصورت احساس تھا لیکن علما کے الفاظوں نے سب پر پانی پھیر دیا اس نے غصہ سے ہاتھ میں پکڑا گلاس فرش ہر پوری قوت سے پھینکا اور وہ ٹوٹ کر کانچ کے ٹکروں میں بکھر گیا۔ وہ اٹھا اور اس کمرے کی طرف نکلا جہاں علما موجود تھی

★★==========★★

رات کے سائے ڈھل گئے تھے رات ہو چکی تھی اور وہ دونوں اس گھر میں اکیلے تھے ہاں اس نے علما کا کڈنیپ کروا کر اس گھر میں لایا تھا تا کہ وہ اسکو اپنا بنا سکے جنون کی آگ نے اندھا کر دیا تھا سہی غلط حرام حلال سب دھندلا پڑتا جا رہا تھا اس نے لمبے لمبے ڈگ بھرتے دروازہ کھولا تو علما جو بیڈ کے ایک کونے میں گھٹنوں میں منہ چھپائی بھیٹی تھی چونک کر ہوئی

"ہیلو۔۔۔" آواز میں کپکپاہٹ تھی علما تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھی

"اتنا سب کچھ سننے کے بعد۔۔۔" علما اس کے پاس آ کر اسے دوبارا نفرت سے کھری کھری سنانے لگی لیکن حمدان نے آگے بڑھ کر اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ دی

"یہ تل سب سے خوبصورت ہے" علما کے سیدھے ہاتھ پر نیچے کی جانب چھپا ہوا تل حمدان سے کبھی نہیں چھپا حمدان نے اپنی شہادت کی انگلی سے اس تل کو ہلکا سا چھوا اور علما کرنٹ کھاتی پیچھے ہوئی

میں کہوں کس طرح یہ بات اس سے،

تجھ کو جانم مجھی سے خطرہ ہے

"تم نے شرا۔۔" علما نے اس کی لال آنکھوں کو دیکھا اور پھر شراب کی بو کو سونگھ کر اسے متلی ہونے لگی۔ حمدان شراب بھی پیتا ہے

حیرت سے اس سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ دیا

"نشہ یہ تھوڑی ہے نشہ تو عشق کا ہے" حمدان اپنی بھوری آنکھیں جو انگاروں میں تپ رہی تھی گہری آنکھیں جھپکاتے ہوئے بولا

"یہ جنون ہے نشہ تو یہ خمار ہے یہ دیوانگی ہے یہ چاہت ہے "

علما کے قریب آتے ہوئے وہ مسکراتے ہوئے بول رہا تھا

"دور ہٹو مجھ سے گھن آرہی ہے مجھے" علما غصہ سے دور ہوئی۔ حمدان کا" گھن "لفظ سن کر برداشت سے باہر ہو گیا

"گھن آرہی ہے" وہ تیزی سے آگے بڑھا اور ایک جھٹکے سے علما کو اپنے قریب کیا۔ آنکھوں میں انگاریں تھے "چھ۔۔۔ چھوڑوں" علما ڈرتے ہوئے بولی۔ لیکن حمدان کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ آگئ حرام نشہ کی حالت میں شیطان حاوی ہو گیا

وہ علما کے اور قریب ہونے لگا علما کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا حمدان ہوش میں نہیں تھا وہ کچھ بھی کر سکتا تھا وہ نشہ کی حالت میں تھا۔

علما سارے خیال بھول گئ بس ایک بات ذہن میں آرہی "عزت" اسے اپنی عزت کی پرواہ تھی ایک لڑکی کے لیے عزت سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتا وہ خوف کے مارے کپکپانے لگی مگر اس وقت اسے کو اپنی عزت کی رکھوالی کرنی تھی آخر ایک اکیلی لڑکی کو اپنی حفاظت کرنی تھی۔ وہ چڑیا کی طرح پھڑ پھڑا رہی تھی اسی اثنا میں اسے حمدان کی جیب میں پسٹل نظر آئ اسے یاد آیا نکاح کے وقت حریم کی دھمکی دیتے وقت بھی وہ جیب سے پستل نکال کر کھیل رہا تھا

علما کو کیا کرنا تھا اسے معلوم تھا کاکروچ سے ڈرنے والی لڑکی آج اپنی عزت کے لیئے ہر ڈر کو پار کر جائے گی اس نے تیزی سے پوری قوت کے ساتھ حمدان کو دھکا دیا حمدان لھڑکڑا کر پیچھے گرا جیب سے پستل بھی ساتھ گری علما نے بجلی کی رفتار سے پستل اٹھائی اور کپکپاتے ہاتھوں سے اس کی نالی حمدان کی رخ کی

"میر۔۔۔ میرے ق۔۔ قریب مت آنا" روتے ہوئے وہ چیخی۔ حمدان کو پہلے تو دھکے کی وجہ سے غصہ آیا پھر نازک لڑکی کے ہاتھ میں پستل دیکھ کر اس کا قہقہ ابلا۔ علما نے نفرت سے اسے دیکھا

"چلاؤ" حمدان جیسے مزے سے نشے کی دھن میں سینے پر ہاتھ باندھے کر دلچپسی سے اسے دیکھنے لگا

"میں واقع میں چلا لونگی" دل رفتاری سے بھاگ رہا تھا

"چلاؤ؟" وہ اکسا رہا تھا شاید۔ اب وہ ایک۔۔ دو قدم اہستہ اہستہ اس کی طرف آنے لگا اور وہ پیچھے پیچھے

"آیسکریم کے لئے کون روتا ہے؟" آواز آئی کانوں میں۔ نظر انداز کی

"ابھی نام نام کر رہی تھی اب نام بتا دیا تو نام میں کیا رکھا ہے اور تم اتنی بکواس لاتی کہاں سے تمہیں زندگی میں اور کوئی کام نہیں ہے میرا پیچھے کیوں پڑی ہو ہاں؟" ٹر گر دبایا

"ہم آج موسم اچھا ہے لگتا ہے بارش ہو گی" مضبوتی سے پکڑ لیا

ایک۔۔۔وہ مسکراتا ہوا اسکے قریب آ رہا تھا

"نہیں فٹ بال کھیلنے"

دو۔۔۔وہ انکھیں بند کیے پیچھے ہو رہی تھی

"جب لڑکیاں کچھ نہیں کہے تو سمجھ لو کچھ توڈیفینٹلی ہوا ہے"

تین۔۔۔اور یہ دبا دیا

"آآآآ" آواز آئی گولی کی بھی اور کسی کے چلانے کے بھی علما نے جھٹ سے آنکھیں کھولی تو دیکھا وہ لہولہان نیچے فرش پر گر گیا تھا لیکن۔۔۔لیکن اس کے بازو پر گولی لگی تھی۔ علما نے پہلی بار اتنا خون دیکھا وہ بھی اس نے کسی کو گولی ماری تھی وہ وہی ساکت ہو گئی ہاتھ سے بندوق گر گئی۔ چند ثانیے وہ حمدان کو ایسی درد میں دیکھتی رہی جب زوردار بجلی کڑکنے کی آواز سے وہ چونکی۔ اسے اسے یہاں سے کسی بھی طریقے سے بھاگنا تھا وہ باہر دروازے کی طرف لپکی

"ع۔۔۔علم۔۔علما" حمدان اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میں مر جاؤنگا" کتنا درد کتنی تکلیف تھی لہجے میں۔ علما رکی پلٹی اور لال آنکھوں سے اس شخص کو دیکھتی بولی

"خدا کرے" مسکراہٹ بھی تھی لیکن زہرکند حمدان نے بے یقینی سے اسے دیکھا بازو کا درد تو پتا ہی نہیں چل رہا تھا بس اسکے عشق کے کہے گیے الفاظ تڑپانے کا جو ہنر رکھتے تھے

"نفرت کرتی ہے علما عزیز اور زندگی بھر کرتی رہے گی تم ایک جنگلی وحشی انسان ہو میری زندگی کے وہ صفحہ ہو جس کو میں پھاڑ کر پھینک دونگی کبھی نہیں ملونگی تم سے کبھی بھی نہیں" یہ وہ آخری الفاظ تھے جو علما نے کہے تھے وہ تیزی سے بھاگ کر باہر نکل گئی جبکہ حمدان وہی ساکت رہ گیا خون مسلسل بہہ رہا تھا علما کے الفاظ کانوں میں گونج رہے تھے وہ رو رہا تھا ہاں وہ پہلی دفعہ رویا تھا

یہ دل تھا جو سہ گیا،

وہ بات ایسی کہہ گیا،

کہنے کو پھر کیا رہ گیا،

اشکوں کا دریہ بہہ گیا

★★==========★★

بجلی کی کڑکتی آواز کے ساتھ کھڑکی کے پٹ ہوا کے تیز جھوکے کے باعث زور سے ہلے تھے جانماز پر حریم جس کی ہلکی سی آنکھ لگ گئ تھی بری طرح چونک کر اٹھی اس نے ادھر ادھر دیکھ رات ہو چکی تھی مگر باہر ملسلادھار بارش کا زور تھا وہ جلدی سے اٹھی اور کھڑکی بند کی علما کی یاد آتے ہی وہ رونے لگی

"ایما کو تو بجلی کڑ کرنے سے ڈر لگتا ہے اور باہر تو۔۔۔" وہ روتے ہوئے خود سے ہم کلام ہوئ "بس بہت ہو گیا" وہ اب اور برداشت نہیں کر سکتی تھی جتنی بھی صبر کرنے والی حریم کا بہن کے معاملے میں صبر جواب دے گیا تھا وہ تیزی سے اتر کر نیچے آئ اور ٹیلی فون کی طرف بڑھی

"میں ابھی بھای اور مما کو بتا دیتی ہوں پتا نہیں کہاں ہو گی ایما" وہ روتے ہوئے نمبر ڈائل کرنے لگی مگر یہ کیا کوئ فون اٹھا نہیں رہا تھا ایک۔۔دو۔۔ تین وہ مسلسل نمبر ٹرائے کرتی رہی پھر تھک کر چھوڑ دیا

"یہ سب کیا ہو گیا ایما!!!!" وہ بری طرح رونے لگی تھی برابر میں پڑا موبایل اٹھایا جس کے وال پیپر میں علما اور ماہم حریم کے ساتھ کھڑی مسکرا رہی تھی۔ حریم اور شدت سے رونے لگی اور موبائل اپنے سے لگا لیا

★★==========★★

وہ بھاگ رہی تھی بھاگ رہی تھی جیسے تیسے کر کے اس سنسان سڑک پر صرف بھاگ رہی تھی کالی رات، طوفانی بارش خوفناک بجلیاں وہ نازک لڑکی کا دل ڈوبتا جا رہا تھا اتنا کچھ ہوا تھا صبح سے لے کر اب تک اور ابھی ابھی تو اس نے اپنے ہاتھوں سے گولی چلائ تھی کیسے کر لیا اس نے؟ اپنی زندگی میں کبھی کسی کو نقصان پہچانے کا سوچا بھی نہیں تھا وہ بس ننگے پیر بھاگ رہی تھی صرف اس چھوٹے سے گھر سے بھاگ رہی تھی

بھاگتے بھاگتے کچھ دیر گزر گئ بس اب اسکی ہمت جواب دے رہی تھی آنکھیں ٹھیک سے کھولی بھی نہیں جا رہی تھی وہ وہی گر گئ اس نے کسی مدد کے لیے ارد گرد نگاہ دوڑائ تو تھوڑی دور روشنی نظر آئ علما کو تھوڑی دھارس ہوئ وہ بڑی مشکل سے اٹھ کر اس روشنی کی طرف جانے لگی بارش کا زور کم ہو گیا تھا لیکن وہ پوری بھیگ چکی تھی

روشنی جیسے جیسے قریب آتی گئی تو اسے معلوم ہوا یہ کوئی چھوٹی سی مارٹ ہے جس کو ابھی دو آدمی بند کرنے جارہے علما کو یہ موقع نہیں گوانا تھا اس نے ان سے مدد مانگنی تھی لیکن جانے کیوں بھروسہ نہیں ہو رہا تھا شاید جب آپکا بھروسہ اور دل ٹوٹتا ہے تو ہر انسان سے یقین اٹھ جاتا ہے وہ یہ سوچتے ہوئے دھیرے دھیرے آگے بڑھ ہی رہی تھی جب کسی ضعیف شخص کی کانوں میں آواز آئی

"لڑکی؟" کسی عورت کی آواز تھی علما تیزی سے پلٹی۔ نارنگی سویٹر پر کالی پیروں تک آتی اسکرٹ پہنے اسٹول کو سر پر اڑھے لیکن ہلکے ہلکے سفید بال نظر آرہے تھے ہاتھ میں چھتری پکڑے اور دوسرے ہاتھ میں دو شوپرز پکڑے وہ اسے دو قدم کی دوری پر کھڑی تھی۔ دکھنے میں وہ انگریز لگ رہی تھی لیکن وہ اردو بول رہی تھی یہ حیرت کی بات تھی

"ج۔۔جی؟" علما کپکپاتے ہونٹوں سے نا سمجھی سے بولی

اس عورت نے اس کو اوپر سے نیچے تک غور سے دیکھا پھر گہری سانس لی "بکھرے بال پھیلا کاجل سوجی ہوئی آنکھیں لگتا ہے محبت کی ہے" انہوں نے مسکرا کر کہا تھا تنزیہ مسکراہٹ علما حیران رہ گئی اور ایک نظر اپنی حالت کے خیال سے بے ساختہ ہاتھ چہرے کو چھوا یہی تو حالت ہو رہی تھی اسکی

"نہیں یہ جھوٹ ہے۔ میں نے نہیں کی محبت کسی سے؟" آنسوں کا پھندہ گلے میں پھسہ کر کہا

"ہم وہ ہیں جو آنکھوں میں جھانک کہ سچ جان لیتے ہیں محبت ہے اس لیے تیرے جھوٹ کو سچ مان لیتے ہیں "

بڑے ہی تحمل سے مسکرا کر کہا اور اس کے قریب آئی کندھے پر ہاتھ رکھا "ابھی تو امتحان ہے یہ محبت آسان نہیں ہے بس کبھی خود کو ٹوٹنے مت دینا" انہوں نے اتنا کہا اور اس کے پاس سے گزر کر چلی گئی

علما وہی ٹھٹک کر کھڑی ہو گئی اسے ایسا محسوس ہوا کہ وہ بہت کچھ سمجھا گئی ہے اسے ان سے بات کرنی تھی وہ تیزی پلٹی لیکن وہ بہت دور پیدل جاتی دکھائی دے رہی تھی علما دل چاہا بھاگ کر جائے آواز دیں ان کو روکے پوچھے وہ کون ہے لیکن پتا نہیں کیوں ان کی پشت دیکھتی رہ گئی وہ اور وہ چند ثانیے میں ہی آنکھوں سے بوجھل ہو گئی ہارن کی آواز سے وہ آنسو پوچھتے ہوئے مڑی لیکن دور سے تیزی سے گاڑی سے آتی دکھائی دی علما زور دار آواز میں چیخی دونوں ہاتھوں سے اسکی ہیڈ لائیٹس کی روشنی جو آنکھوں میں چب رہی تھی دونوں ہاتھ چہرے کے آگے لے آئی مگر۔۔ مگر کسی نے سہی وقت پر گاڑی روک دی

گاڑی کا دروازہ کھلا اور کوئی نکلا علما کو لگا وہ حمدان ہو گا مگر کسی عورت کی آواز سے علما نے جھٹکے سے ہاتھ ہٹائے تو ایک عورت اور عنقریب علما کی جتنی لڑکی پریشانی سے اس کی طرف آرہی تھی علما نے سکون کا سانس لیا

"ہے؟ آر ہو فاین آیم سوری" غلطی علما کی تھی لیکن پھر بھی وہ عورت معزرت کرنے لگی علما نے جلدی سے آنسو پوچھ کر نفی میں سر ہلایا "اٹس اوکے آیم فائن" وہ بس اتنا کہہ سکی

"واٹ آر یو ڈوئینگ ہیر؟" اس انگریز لڑکی نے ارد گرد دیکھتے پوچھا بارش اب تھم چکی تھی بس بوندا باندی ہو رہی تھی

" آیم لوسٹ آئی فور گیٹ مائے وے" علما نے بس اتنا کہا اور آنکھیں بیچ لی شاید وہ آنسو کنٹرول کرنا چاہ رہی تھی

" اوہ دس از ویری سیڈ ویر از یور ہاؤس ٹیل می دا ایڈرس آیل ڈروپ یو" وہ عورت کافی اچھی تھی اس نے جلدی سے علما کو آفر کی جس میں ہاں کرنے کے لیے علما نے زرا بھی دیر نہیں لگی اسے اپنی میم کے پاس پہنچنا تھا

تھوڑی ہی دیر میں وہ گاڑی میں بھیٹ گئ انہوں نے پتا پوچھا اور علما کو یاد تھا اس نے بتا دیا انگلیاں مڑورتی وہ کافی خوف زدہ لگ رہی تھی اسے ڈر تھا کہی حمدان حریم تک یا گھر تک نہ پہنچ گیا ہو اسے جیسے تیسے کر کے پاکستان جانا تھا واپس اپنوں کے پاس اسے یاد آیا آج ہی ان دونوں کی فلائیٹ تھی کچھ گھنٹے بعد وہ لوگ گھر کے آگے تھے سفر میں انہوں نے علما کو پانی بھی پلایا تھا اور تھوڑی بہت بات ہوئی تھی نام پوچھنا وغیرہ گاڑی سے اتر کر علما نے تہے دل سے ان دونوں کا شکریہ کیا وہ دونوں علما کے لیے اس رات کسی فرشتے سے کم نہیں تھی علما نے خدا کا شکر ادا کیا کہ جس نے یہ وسیلہ بھیج دیا

وہ ان کو الودع کر کے جلدی سے گھر میں گھسی مگر یہ کیا گھر کا دروازہ کھلا تھا علما کو حیرانی ہوئی اور ڈر بھی پتا نہیں حریم کہاں ہو گی کتنی پریشان ہو گی وہ بھاگتے ہوئے اندر داخل ہوئی تو سامنے ہی صوفے ہر حریم کو پایا جو سر گھٹنوں میں رکھی بھیٹی تھی

"میم" اس نے آواز دی حریم نے جھٹکے سے سر اٹھایا اور بھاگتی ہوئی علما کے پاس آئی اور گلے لگی کئی دیر تک وہ گلے لگے روتی رہی پھر الگ ہوئی حریم نے علما کو بٹھایا اور پانی پلایا

"کہاں تھی تم اور یہ کیا پہنا ہے اور یہ حالت اور تم رو کیوں رہی ہو کچھ ہوا ہے بتاؤ ایما میرا دل ڈوبا جا رہا ہے؟ تم ٹھیک ہو؟" حریم پریشانی سے ان گنت سوال کرنے لگی

" آپ ٹھیک ہے؟" علما نے الٹا سوال کیا" مجھے کیا ہونا ہے تم بتاؤں پتا ہے میں کتنی پریشان ہو گی تھی میں پولس میں۔۔۔" حریم کی بات علما نے اسے گلے لگ کر کاٹ دی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اندر کا سارہ غبار نکلنے لگا حریم حیرت میں رہ گئ

"ایما میری جان کیا ہوا ہے بتاؤ؟" حریم بھی ساتھ رونے لگی

"میم سب کچھ ختم ہو گیا وہ۔۔ وہ دوبارہ آ جائیگا جلدی چلے یہاں سے جلدی میں میں نے ان ہاتھوں سے گولی نہیں" وہ ہوش کھو بھیٹی تھی

"ایما کیا ہو گیا ہے؟" وہ چیخی

"میم آپ مجھے مارے" علما روتے ہوئے اسے الگ ہوئی اور اس کے ہاتھوں سے اپنے آپ کو زبردستی تھپڑ مارنے لگی حریم نے زبردستی اپنے ہاتھ کھیچے

"پاگل ہو گئی ہو کیا ہوا ہے؟" حریم نے چیختے ہوئے اسے جھنجھوڑا اور پھر علما نے روتے روتے نکاح والی بات کے علاوہ الف سے یہ تک ساری بات بتائی جس کو سن کر حریم اپنی جگہ پر ساکت ہو گئی

★★==========★★

ایر پورٹ پر جہاز کے لینڈ ہوتے ہی حسیب نے ایک پر سکون سانس خارج کیا۔ کہنے کو وہ صرف تین دن کے لیے بزنس ٹرپ پر اٹلی گیا تھا اور یہ تین دن کا ٹرپ بھی ہر لحاظ سے نہایت کامیاب ثابت ہوا تھا پھر بھی حسیب کو واپس لندن آنے کی ایسی جلدی تھی جسے کسی چھوٹے بچے کو اسکول سے گھر آنے کی جلدی ہوتی ہے۔ ایر پورٹ کے باہر ہمیشہ کی طرح اس کا ڈرائیور گاڑی کے ساتھ موجود تھا۔ چابی اس کے ہاتھ سے لے کر خود ڈرایونگ سیٹ سنبھال لی اور اسے ٹیکسی سے گھر آنے کا حکم دے کر خود گاڑی بڑھا لی
اسے کسی بھی طریقے سے اپنی جگہ پہنچنا تھا جو فون پر سنا تھا وہ حسیب کے ہوش اڑانے کے لیے کافی تھا وہ گاڑی کو ہواوں سے باتیں کے اپنے جزباتوں پر مشکل سے قابو پاتا اپنی منزل پر تھا

★★==========★★

"میم آپ خاموش کیوں ہے مجھے آپکی خاموشی سے خوف آرہا ہے کچھ تو کہیے مجھے ماریے ڈانٹیے کچھ تو" وہ حریم کو ساکت کاموش دیکھتی روتے ہوئے بولی
"میم مجھے اپنے آپ سے گھن آرہی ہے میں کتنی بری ہوں" وہ سر جھکائے ہچکیوں کے ساتھ روتی بول رہی تھی اور حریم خالی خالی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی
"چلو ہماری فلایٹ کا ٹائم ہو گیا ہے" اچانک حریم آٹھی اور اہر بیگ لینے کمرے میں گئی علما بھی جھٹکے سے اٹھی اور اس کے پیچھے پیچھے
"میم مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے" وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی
"خاموش" حریم نے مڑ کر اونچی آواز میں کہا تو وہ سہم گئی
"بلکل خاموش کچھ نہیں ہو گا تمھیں میں ہوں نا جاؤ کپڑے تبدیل کرو ہم نکل رہے ہیں" حریم نے سپاٹ تاثرات سے کہا علما کے پاس اسکی بات ماننے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا اور اچھا ہیں نا وہ نکل جائے یہاں سے اس شخص کے آنے سے پہلے علما کو پہلے ہی خوف تھا وہ جلدی سے گئی منہ پر چھیٹے ماری کپڑے تبدیل کیے گھر کی بتیاں بجھا کر گھر کو بند کر وہ اپنے دو تین بیگس اٹھائے ایر پورٹ نکل گئے اور وہاں سے وہ واپس اپنے وطن لوٹ گئے لیکن سارے سفر میں علما روتے ہوئے آئی اور حریم اسکو سنمبھالتے۔ اور یہاں علما اور حریم کے لندن کا سفر ختم ہوا

★★==========★★

وہ راہداری عبور کرتا بھاگتے ہوئے ریسیپشنز کے پاس آیا اور کچھ انگریزی میں کہا بدلے میں بھی اسے انگریزی میں جواب ملا اور بھاگتے ہوئے آئی سی یو کے باہر آیا اچانک کوئی آدمی سفید کوٹ پہنے باہر نکلا حسیب عجلت سے بڑھا ان کی طرف لیکن ان کو دیکھتے ہی پہچان گیا

"ارے فرخ فرخ یہ سب کیا؟" حسیب پریشانی سے آدمی کی طرف بڑھا

"حسیب تم آگئے"

"ہاں تم تم بتاؤں حمدان کو کیا ہوا ہے" حسیب پریشانی اور گھبراہٹ سے پوچھا

"ابھی تو خطرے سے باہر ہے دراصل انہوں نے سسایڈ آٹیمپ کی ہے "

"سسایڈ؟" حسیب کو جھٹکا لگا وہ ایک قدم لڑکھڑا کر پیچھے ہوا

"یس خودخوشی انہوں نے اپنے ہاتھ کی نس کاٹی ہے بہت مشکل سے ان کو بچایا ہے اور یہی نہیں ان کے بازو میں بھی گولی لگ کر گزری ہے" فرخ نے مزید بتایا

"واٹ؟ فرخ۔یہ۔۔۔یہ سب کسے یہ کیا کہہ رہے ہو؟ میرا دوست ہے میں اسکو اچھے سے جانتا ہوں یہ کیسے ہو سکتا سے وہ تو۔۔۔" حسیب کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا کہے

"میں تمھاری کیفیت سمجھ سکتا ہوں مگر یہی سچ ہے اکیلی ہاسپٹل چوکیدار لایا تھا حمدان سر کو اور تمھاری نسبت میں ان کو جانتا ہوں تو میں نے فوراً کیس لے لیا شکر کرو ڈیوٹی میں میں تھا ورنہ یہ پولس کیس ہے لیکن میں نے تمھے بلانا پہلے بہتر سمجھ لیا" حسیب سر پکڑ کر بھیٹ گیا

"حوصلہ رکھو اللہ بہتر کرے گا" فرخ نے حسیب کے کندھے ہر ہاتھ رکھا

"فرخ سمجھ نہیں آتا تمھارا شکریہ کیسے ادا کروں" حسیب نے کہا تو وہ مسکرا دیا

"دوست ہو یار دوستی میں یہ سب فارملیٹیس نہیں چلتی اور ویسے بھی حمدان سر نے میری بہت مدد کی ہے "

"اب۔۔اب حمدان کیسا ہے؟...میں اس سے مل سکتا ہوں؟" حسیب نے تیزی سے کھڑے ہو کر پوچھا

"ہاں لیکن تھوڑی دیر میں ابھی ہوش میں نہیں آئے "

"شکر الحمداللہ"

"ویسے حسیب یہ علما کون ہے؟" فرخ کے سوال پر حسیب چونکا "کون علما؟" اسے خود نہیں معلوم تھا

"پتا نہیں کون حمدان سر بے ہوشی میں بس علما علما کرے جا رہے تھے" فرخ سوچتے ہوئے بولے حسیب بھی بری طرح حیران رہ گیا حمدان اور لڑکی کا نام وہ بھی اس حالت میں اور یہ سب کیا ہوا کیوں ہوا اس سب کا جواب صرف حمدان کے پاس تھا جو حسیب کو معلوم کرنا تھا

"ایک منٹ وہ جو چوکیدار حمدان کو لایا تھا اس کچھ بتایا؟" حسیب کو یاد آیا

"ہاں میں نے پوچھا تھا لیکن اس بیچارے کو بس اتنا معلوم ہے کہ کچھ ٹوٹنے کی آواز پر جب وہ اندر گیا تو اس نے حمدان کو ہر جگہ ڈھونڈہ وہ کہی نہیں تھا لیکن وہ کچن میں ملاوہ بھی زمین پر پڑا ہاتھ میں چھری تھی جس سے نس کاٹی تھی۔۔اور ہاں کہہ رہا تھا پیچھے کا دروازہ بھی کھلا تھا شاید حمدان سر پر جس نے اٹیک کیا تھا وہ وہی سے بھاگا تھا" فرخ نے بتایا

"یہ حمدان کے دوسرے والا گھر کی بات ہیں نا؟ "

"ہاں کہہ تو وہ یہی رہا تھا بیچارا غریب تھا کیا پولس کے چکر میں پڑتا اور تم سے بات ہوئی تم نے کہا جانے دو تو میں نے جانے دیا" حسیب سوچنے لگا "تو پھر حسیب اب پولس میں۔۔۔؟"

"نہیں حمدان کو ہوش میں آنے دو ابھی یہ معاملا روک دو" حسیب نے کہا تو فرخ سے اثبات میں سر ہلا دیا

★★==========★★

وہ لوگ کراچی آ چکے تھے لیکن راستہ ان کے گھر کی طرف نہیں تھا وہ دونوں ٹیکسی میں تھیں علما کو اچھبنا ہوا

"میم ہم کہاں جا رہے ہیں اور بھائی بھی لینے نہیں آئے ہمیں؟"

علما نے حریم کی گود سے سر اٹھا کر پوچھا

"ہم میری دوست کے گھر جا رہے ہے وہ باہر ملک میں ہے ابھی تھوڑے دن تک ہم وہاں رہے گے گھر والوں کو صرف یہی پتا ہے کہ ہم ابھی بھی لندن میں ہیں" حریم نے معاملی سے انداز میں بنا دیکھا اسے کہا

"لیکن ہم آپکی دوست کے گھر کیوں جا رہے ہیں؟" علما نے نا سمجھی سے پوچھا

"اپنی حالت دیکھ رہی ہو تم مستقل روئے جا رہی ہو تھوڑی سی دیر کے لیے سوتی ہو تو ڈر کر اٹھ جاتی ہو کبھی خوف سے کانپنے لگتی ہو بخار اتر رہا ہے چڑھ رہا ہے اور تم کہہ رہی ہو گھر چلیں ایسی حالت میں گھر جاونگی سب کے سامنے جاونگی؟" حریم نے سخت لہجے میں پوچھا واقع میں علما ڈپریشن میں چلی گئی تھی۔ وہ رونے لگی تو حریم نے واپس اپنے سے لگا لیا "اچھا خاموش ہو جاؤ میں ہوں نا" وہ اسکو دلاسہ دینے لگی۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوگ حریم کی دوست کے گھر میں تھے اور ابھی حریم علما کو سلانے کی کوشش کر رہی تھی

"میم مجھے پولس پکڑ کر لے جاینگی میں نے ان ہاتھوں سے گولی چلائی تھی" وہ حریم کی گود سے اٹھ کر ڈرتے ہوئے کہنے لگی حریم نے اپنے آنسو روکے

"نہیں لے کر جاینگا کوئ بھی میری ایما کو اور آپ نے ہی تو کہانا گولی بازو پر لگی تھی" حریم نے سمجھایا علما نے اثبات میں سر ہلایا

"ایما میں جانتی ہوں یہ سب بھولنا اتنا آسان نہیں ہے لیکن پلیز بھول جاؤ اب ہم اپنے وطن اپنے شہر میں ہے اور کچھ دنوں بعد اپنے گھر میں پلیز بھول جاؤ" حریم نے دونوں ہاتھوں سے اسکا معصوم چہرہ کے کر کہا

"میم میں نہیں بھول پارہی مجھے وہ شخص یاد آجاتا ہے میں اسے سب سے زیادہ نفرت کرتی ہوں میم وہ بہت برا ہے مجھے بہت ڈر لگتا ہے "وہ ہچکیوں سے روتی بچوں کی طرح حریم سے لپٹ گئ حریم بھی رونے لگی اسے اپنی ایما کی حالت نہیں دیکھی جارہی تھی

"بس چپ خاموش" حریم نے اسے اپنے سے الگ کرکے آنسو پہنچے "اب میں ہوں نہ ہم کبھی وہاں نہیں جاینگے اور وہ کبھی ہم تک نہیں پہنچے گا اوکے؟" حریم نے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلا کر اسکی گود میں رکھ کر لیٹ گئ

"آپ کہئ جائے گا مت" علما نے مضبوطی سے اسکا ہاتھ پکڑ لیا "میں کہی نہیں جارہی" حریم اس کے بال سہلانے لگی اس نے سوچ لیا اب علما کا ڈر خوف اسکا ڈپریشن وہ نکالے گی اس نے کل ہی اسکی دوست جو سایکیٹرس تھی اسے اپونٹمنٹ لے کر علما کو لے کر جائے گی

★★===========★★

حسیب اس کے سامنے بھیٹا تھا اور وہ سامنے دیوار کو گھور رکا تھا خاموشی سے بھیٹ کر دونوں کے درمیان خاموشی حایل تھی ہاسپٹل سے وہ ڈسشارچ ہو گیا تھا وہ بھی زبردستی پورے راستے کچھ نہیں بتایا لیکن حسیب نے اب پوچھنا تھا

"خودخشی کیوں کی؟" لہجہ سخت تھا

"سزا بھگتنے کے لیے" جواب دھیرے آیا

"کیسی سزا؟" ناسمجھی سے دیکھا

"اسکو تکلیف دینے کی" اس شخص کی آنکھیں نم ہوئ تھی ہاں اس شخص کی آنکھیں نم ہورہی تھی

"کس کو؟" پھر سے ناسمجھی سے دیکھا

"عشق کو" مسکرایا لیکن نظریں اب بھی خالی دیوار پر جمی تھی۔ حسیب چونکا

"علما؟" بےساختہ منہ سے نام نکلا۔ حمدان نے چونک کر حسیب کو دیکھا جو اس کے چہرے کے تاثرات حیرانگی سے دیکھ رہا تھا

"بھابھی" حمدان نے باور کروایا جیسے وارننگ دے رہا ہو

"یہ سب کیا ہے؟" حسیب کو چکر آتا محسوس ہوا

"یہ عشق نہیں آسان بس اتنا سمجھ لیجیے یہ آگ کا دریہ ہے جہاں ڈوب کے جانا ہے" حمدان نے مسکرا کر نم آنکھوں سے کہا ہاں اس شخص کو آج معنے سمجھ آچکے تھے

"حمدان کیا ہو گیا یہ وہ حمدان تو نہیں یہ جو میں چھوڑ کر گیا تھا؟" حیرانگی عروج پر تھی

"میں خود کو کھو چکا ہوں" آواز میں درد تھا

"حمدان تو پاگل ہو گیا ہے یہ کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے اور یہ گولی یہ گولی کیسے لگی کیا ہوا تھا؟" حسیب کا صبر جواب دے گیا تھا۔ گولی سن کر حمدان کے سارے جزبات چہرے پر آ گیے

"حسیب وہ میرا عشق ہے عشق سمجھتا ہے عشق کیوں نہیں سمجھتی وہ وہ میں میں مر جاونگا نہیں میں مرنا چاہتا ہوں اس کے بغیر یہ سانس کیوں نہیں آتی مجھے سانس لینے دشواری ہوتی ہے اس کے بغیر وہ میری علما ہے میری علما حمدان کی علما میرا عشق" وہ پاگل ہو رہا تھا ہاں وہ پاگل ہو رہا تھا حسیب حیرانگی سے اسے دیکھ رہا تھا وہ چھوٹے بچے کی طرح حسیب کے سامنے گڑھڑانے لگا تھا آج سے پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا لیکن آج سے پہلے عشق کا روگ بھی تو نہیں لگا تھا

"یونہی نہیں روتا کوئی صاحب،

عشق اندر سے اجاڑ دیتا ہے"

"میں کیا ہوں میں ہوں کیا میں نے انہی ہاتھوں سے" ہاتھ آگے کر کے دیکھے "انہی ہاتھوں سے پھول کو مسل دیا وہ پھول تھی نا وہ پھول ہے میں نے مسل دیا میں نے اسکو تکلیف دی کیسے کیسے درد دیا اسے کیوں میں نے اس وقت شراب پی کیوں میں اس کے قریب گیا ارے نفرت ہوتی ہے مجھے اپنے وجود سے خود سے گھن آتی ہے اپنی حرکت پر میں کیسے اتنا گر سکتا ہوں" وہ گڑگڑا رہا تھا رو رہا تھا اور حسیب ایک آشق کو دیکھ رہا تھا

"اپنے گزرے ہوئے ایام سے نفرت ہے مجھے،

اپنی بکار تمناؤں پر شرمندہ ہوں"

"مجھے کوئی حق نہیں ہے جینے کا میں ایک قاتل ہوں میں نے اپنے عشق کا قتل کرنا چاہا میں قاتل ہے عشق ہوں میں میں قاتل ہے جزبات ہوں میں قاتل ہے احساس ہوں میں قاتل ہے محبت ہوں شاید نہیں محبت نہیں محبت تو تھی ہی نہیں نا؟" روانگی سے بولتا وہ ناسمجھی سے حسیب کی طرف دیکھنے لگا حسیب کو اس پر ترس آ رہا تھا اس کی کیا حالت ہو گی تھی سارے جہاں کی لڑکیاں جس پر مرتی تھی حمدان علی حیدر آج وہ کسی پر مر بھیٹا

"حمدان بس کر خدا کے واسطے بس کر ہوش میں آ" حسیب یک دم چیخا

"میں نے کہا تھا میں مر جاؤں گا اس نے کہا خدا کرے" وہ نظریں قالین کی جانب کیے بولا نہیں وہ حسیب سے نہیں وہ خود سے مخاطب تھا۔اس کا عشق چاہتا تھا وہ مر جائے تو اس نے وہی کیا اس کا عشق کچھ تو چاہتا تھا اس سے اس نے وہی کیا اس نے اپنی نبض کاٹ اس نے اپنے اپکو مارنا چاہا صرف اس کے لیے

کیوں کے وہ حمدان علی کا عشق تھا جنون تھا

"اب جون کب کسی کے بس میں ہے،

اس کی خشبو نفس نفس میں ہے"

"تو اپنی جان دینا چاہتا ہیں نہ دے اپنی جان دے" حمدان اسے دیکھنے لگا

"لیکن ایک بات یاد رکھ تیری جان صرف تیرے سے جڑی نہیں تیرے ہر اپنے سے جڑی ہے جو تجھ سے پیار کرتا ہے کبھی سوچا ہے تیرے بعد حفصہ آنٹی فضل انکل میں اریب بھائی زین ایمان کیا ہو گا سب کا دادی دادا کا سوچا ہے کبھی" حسیب رونے لگا تھا حمدان خاموشی سے اسے دیکھنے لگا

"کسی سے اتنی محبت کیجیے جتنی وہ آپ سے کرتا ہے بے حساب محبت ذہنی بربادی کا باعث بنتی ہے" حسیب نے کہا حمدان نے فوراً ٹوکا

"محبت نہیں عشق عشق کہو" وہ کھوئی ہوئی دنیا میں بولا

"لیکن کیا محبت بھی اس نے کی؟" سوال آیا حمدان چونکا سہی تو کہہ رہا تھا وہ جواب نہیں تھا

"اگر تجھے اپنے لیے نہیں جینا مت جی لیکن کم از کم اپنوں کے لیے تو جی" حسیب نے کہا حمدان نے آنکھیں مندلی

وہ جو مرنے پر تلا ہے

اس نے جی کر بھی تو دیکھا ہو گا

★★===========★★

اگلے دن ہی حریم نے ڈاکٹرنی سے اپانٹمنٹ لے کر علما کے ڈیپریشن کا علاج شروع کروا دیا تھا ابھی گھر میں صرف یہی معلوم تھا کہ علما کو گھومنا کے اسیلیے اب تک لندن میں ہے وہ دونوں لیکن ایک ہفتہ ہو گیا تھا وہ دونوں حریم کی دوست کے گھر رہایش پزیر تھے علما کا علاج لگاتار ہو رہا تھا اور حریم بھی اسے باتیں کر کے اسکا دھیان بھٹکا کر اسے باہر گھومانے لے جا کر اسے ڈیپریشن سے نکالنے کی پوری کوشش میں تھی آج رات بھی علما حریم کے برابر سو رہی تھی اور نیند میں بڑبڑا رہی تھی "نہیں نہیں۔۔۔" وہ خواب میں ہی رونے لگی تھی حریم اسکی آواز سے اٹھی بتیاں جلائی تو دیکھا وہ پسینے سے بھیگا چہرا لیے آنکھیں بند نفی میں سر ہلا رہی تھی

"ایما ایما؟" حریم نے اسکا گال تھپتھپایا تو وہ تیزی سے چیخ مار کر اٹھی حریم نے جلدی سے اسے اپنے سے لگایا اور پانی پلایا اسکو پانی پیتا دیکھ حریم بے بسی سے اسکی حالت دیکھ رہی تھی یہ نیا نہیں تھا پاکستان آنے کے اگلے روز سے ہی علما کو نیند میں خوف چڑھ جاتا تھا

"کیاہوامیری جان" پانی کا گلاس سائیڈ پر رکھ کر حریم نے اسکے گال پر ہاتھ رکھ کر پیار سے پوچھا

"میم م۔۔ میں نے اپ کو ایک بات نہیں بتائ" تھوگ نگلتے وہ کافی جھجھک رہی تھی حریم کو کچھ غلط ہونے کا اندیشہ ہوا

"ک۔۔ کیا؟" پتانہیں کیا کیا وسوسے اسکے دماغ میں آنے لگے دل بھینٹنے لگا اسکا

"مجھ سے اس شخ۔۔۔ شخص نے زبردستی نکاح بھی کر لیا تھا" بول کر وہ رونے لگی تھی اور حریم کو لگا کے اس نے غلط سنا ہے

"کیا پھر کہو؟" وہ بے یقینی سے پھر بولی

"مجھ سے نکاح۔۔۔۔۔۔" علما دونوں ہاتھ سے چہرہ چھپا کر رونے لگی "ایما یہ کیا کہہ رہی ہو تم پاگل ہو گئ ہو" حریم اپنی جگہ سے کرنٹ کھا کر کھڑی ہو گئ "یہ کیا کیا تم نے یا اللہ اب کیا ہو گا تم۔۔ تم نکاح میں ہو تمھارا مستقبل اور یہ تو کسی کو نہیں پتا مجھے تو لگا سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا لیکن۔۔۔" حریم سر پر ہاتھ رکھے پریشانی سے جو منہ میں آرہا تھا کہہ رہی تھی

"میں کیا کرتی اس نے آپکی دھمکی دی تھی اور چھوڑے نا میم زبردستی کا نکاح کچھ بھی نہیں ہوتا" وہ آنسو پوچھتے بولی

"تم واقع میں پاگل ہو گئ ہو نکاح نکاح ہوتا ہے شرعی لحاظ اور شاید قانونی لحاض سے تم اس کی بیوی ہو تم نکاح میں بندھ گئ ہو اور تم کہہ رہی ہو کچھ نہیں ہوتا" وہ اس کے پاس آکر اسے جھنجھوڑنے لگی اچانک علما اسکی باتیں سن کر مزید ڈپریشن میں چلی گئ اور زاروقطار رونے لگی حریم کو ایک دم اسکی حالت یاد آئ اس نے اپنے آپکو کمپوز کیا اور اسے اپنے سے لگا لیا

"یا اللہ علما کو کچھ اندازہ نہیں نکاح کے بارے میں اس معصوم کے ساتھ اتنا کچھ کون ہے وہ شخص میں کسی کو برا بھی تو نہیں کہہ سکتی مجھے صرف ایک طرفہ کہانی معلوم ہے بس ایک بار مجھے اس شخص ملا دے" حریم نے دل میں دعا کی اب وہ کیا کرینگی آگے جا کر علما کی کیسی شادی ہو گی سب کو کیسے پتا چلے گا بدنامی بھی الگ وہ کیا کرے اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا لیکن اس نے سوچ لیا تھا وہ یہ معاملہ اللہ کے حوالے کرتی ہے اب وہی ہو گا جو منظورے خدا ہو گا

کم از کم ایک مہینہ وہ دونوں اسکی دوست کے گھر میں رہی تھی علما کا علاج تو چل ہی رہا تھا لیکن اس کی حالت کو بہتر کرنے میں حریم کا بہت بڑا ہاتھ تھا اس نے کافی زیادہ علما کو مصروف کر دیا تھا وہ دونوں اب واپس گھر آچکی تھی علما کا یونیورسٹی جوائن ہو گیا تھا احد کی منگنی ہو گئ تھی سب نے مل کر علما کو ٹھیک کر دیا تھا اب وہ اس بارے میں نہیں سوچتی تھی لیکن کہی نہ کہی وہ یاد تو تھا کبھی کبھار وہ خوابوں میں ڈر جاتی تھی لیکن کافی حد تک وہ پہلے والی علما ہو گی تھی

کہتے ہیں نہ وقت ہر زخم بھر دیتا ہے اس کا بھی زخم بھر دیا تھا وقت نے لیکن ان زخموں پر کبھی کبھار کچھ یاد یا کبھی کبھار حریم کے منہ سے ذکر نمک چھڑک دیتا تھا لیکن اپنوں کے پیار سے یہ تین سال بھی خوشیوں سے گزرے مگر قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا یہ ہمیشہ کی طرح کسی کو معلوم نہیں تھا تین سال بعد قسمت کیا کھیل کھیلی گی سب بے گانے تھے

★★==========★★

کمرے میں گھپ اندھیرا وہ اجڑی حالت لیے کھڑکی پر کھڑا تھا۔ چاند آج پورا بادلوں کی گھٹاوں سے دیدار کروارہا تھا سفید چمچماتی روشنی اس شخص کے اپر تھی لیکن اس کالی رات پر پورے چاند میں آج جانے ہر شہ سونی تھی۔ بکھرے بال سرخ آنکھیں جیسے کئ رات سے سویا نا ہو وہ یک ٹک چاند کو دیکھ رہا تھا بنا پلک جھپکائے جیسے۔۔ جیسے اس کو دیکھتا ہے آہ۔۔۔ پھر اسکاز کر پھر وہ

"میں نے بس سب راستوں کو ناپا ہے،

تم سے بس چاند تک کی دوری ہے"

آخر وہ کیوں نہیں چلی جاتی اس کے ذہن، دل، نس نس سے وہ کیوں اس پر حاوی ہے کیوں؟

اس نے گہری سانس لی پھر اپنی بھاری آواز میں کہا دھیرے ہی سہی مگر کہا اس نے

"تین کردار تھے۔۔۔۔۔" رکا سگریٹ اٹھائ

"پہلا عشق تھا دوسری خواہش اور تیسری محبت" سگرٹ ہونٹوں میں دبائ لایٹر قریب لا یا جلائ

"عشق خواہش کے جیسا تھا خواہش لا حاصل تھی محبت ادھوری تھی" مسکرا کر زخمی مسکراہٹ سگریٹ ہٹائ اور دھواں نکلا سفید دھند جو نشہ کی طرح پھیلتی ہے

"زندگی کا حصہ بنا کر ہمیں مختصر سا قصہ بنا گئے تم" وہ مسکرا کر بڑبڑایا وہ کیوں مسکرا رہا تھا کیوں اسکی مسکراہٹ میں تکلیف تھی دکھ تھا

"ہائے وہ مسکراتی آنکھ کا دکھ ہائے وہ شخص بھی اجڑ گیا"

اچانک حسیب کمرے میں داخل ہوا تو اندھیرا پا کر ٹھٹکہ مگر اگلے پل چاند کی روشنی کے سائے میں کھوئے ہوئے حمدان کو دیکھ وہ سست قدم چلتا اس کے پاس آیا مگر اتنے دھوائے سے وہ کھانسے پر مجبور ہو گیا۔ حسیب کے کھانسے پر حمدان نے بیزاری سے مندی آنکھیں کھولی

"حمدان یہ کیا اوو۔۔۔ حمدان تو کیوں یہ کڑواز ہر پی رہا ہے" حسیب غصہ سے بولا کیونکہ پاس پڑے ایش ٹرے میں کافی سگریٹ بجھی رکھی تھی جس کا مطلب حمدان لگاتار پی رہا تھا

زہر لفظ سن کر حمدان نے اپنے چہرے کا رخ موڑ کر اسے دیکھا جو منہ پر ہاتھ رکھ کر کھانس رہا تھا

"توہین نہ کر سگریٹ کو کڑوا بول کر غم کے ماروں سے پوچھ اسکی مٹھاس کیا ہے" وہ بے گانا سا سگریٹ کو دیکھتے ہوئے بولا

"حمدان بس کر" حسیب نے بے بسی سے اس دل جلے آشق کو دیکھا

"سر سے اترے گا اشق کیسے،

ایساویسا خمار تھوڑی ہے"

"مرنے والوں کا دکھ سہا جا سکتا ہے، مگر ان کا دکھ کیسے سہیں جو ہمیں پل پل مار رہے ہوں جن کو اس بات کا اندازہ ہی نہ ہو کہ کوئی اس کی وجہ سے کتنی تکلیف میں ہے" وہ حسیب کی طرف دوبارہ دیکھ کر تکلیف سے بولا حسیب نے نفی میں سر ہلایا اور باہر نکل گیا اس سے حمدان کی حالت نہیں دیکھی جاتی تھی۔ پھر وہ دوبارہ اس چاند کو تکنے لگا

"کوئی دیوار بھی نہیں،

پھر بھی قید ہوں تجھ میں"

اور ایسے یہ سفر ے ماضی ختم ہوا اس ماضی میں کیا کچھ نہیں ہوا تھا عشق محبت نفرت جنون کتنا کچھ ہو گیا تھا دو زندگیاں بدل گئی تھی اس ماضی میں ہونے والے واقع نے دو زندگیوں کو بدل کے رکھ دیا تھا کون قصوروار تھا عشق یہ آشق جنون یہ محبت کوئی نہیں جانتا تھا لیکن ماضی کے بعد جو اصل سفر شروع ہونا تھا اسے بھی سب بے گانے تھے کہانی کے دو اہم کردار بے گانے تھے انجان تھے آنے والے وقت کو لے کر جواب اصل میں ان کی زندگی تبدیل کرنے والا تھا اور کہانی کو ایک نیا رخ ملنے والا تھا لیکن ماضی تو ساتھ رہنے والا تھا

"منتظر تھے ہم آپکی عنایت کے لیے،

تم نے کچھ تو کیا تباہ ہی سہی"

★★===========★★

"لوگ پھتروں کے بتوں کو پوج کر بھی معصوم رہے،

فاراز

ہم نے ایک انسان کو چاہا اور گنہگار ہو گئے"

چاروں طرف اندھیرا تھا خاص طور پر سامنے کی طرف جہاں گھپ اندھیرا ہو رہا تھا۔ رات ڈراؤنی اور اندھیری تھی۔ تیز آندھی کا شور اور بجلی کی کڑک سے دل کانپتا اور گھبراتا ہے۔ پانی کی لہریں جو تیزی سے آرہی تھی اور سوکھی ریت کو گیلا کر کے واپس جا رہی تھی رات کے اس پہر میں اس جگہ کم از کم کوئی بھی نہیں تھا نا آدم نا آدم زات لیکن اسی وقت تھوڑے دور سڑک کے قریب گاڑی تیزی سے رکی تھی اور کوئی سڈول ڈیل شخص تیزی سے نکلا تھا جتنی تیزی سے وہ اس مٹی پر آیا تھا اب سمندر کے قریب جاتے جاتے اس کے قدم سست پڑ گئے وہ کون تھا؟ بکھرے ماتھے پر بال لال بھیگی بھوری آنکھیں ہاں بھوری آنکھیں بھوری آنکھیں تو صرف ایک شخص کی تھی نا اس نادم شخص کی جو پچھتاوے سے لبریز آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا ان خطرناک لہروں کے قریب بڑھ رہا تھا یہی لہریں صبح کتنا حسین منظر پیش کرتی تھی لیکن رات کے وقت خوف تھا لہرے مغرب کے بعد تیز ہو جایا کرتی ہے اور ابھی بھی رات کے آدھے پہر وہ چیرتی ہوئی چھوٹے چھوٹے بنے پہاڑوں سے ٹکرا رہی تھی

وہ نادم شرمندہ شخص رک گیا اور وہی ریت پر کھڑا ہو کر وسیع سمندر کو تکنے لگا کالے سیاہ بادل تھے چاند تو آج تھا ہی نہیں ستارے بھی کہی چھپے تھے آج چمکتی رات نہیں تھی آج درد سے بھری رات تھی آج ملن کی رات ہونے باوجود وہ پر زور ہوائے نہیں تھی وہ گنگناتی صحر نہیں تھی اس کے نصیب کی طرح اس نے آنکھیں میچی اس ہولناک ماحول سے وہ خوفزدہ نہیں رہا تھا بلکہ وہ جتنا اپنے ماضی کو یاد کرتا اتنا ہی غمگین ہوتا چلا جاتا

"یادِ ماضی عذاب ہے یارب،

چھین لے مجھ سے حافظہ میرا"

"نہیں پلیز پلیز مجھے مت چھو پلیز مجھے جانے دو مجھے نہیں رہنا میں نہیں قید ہونا چاہتی میرا کیا قصور ہے پلیز"

کانوں میں آواز ٹکرائی ہچکیوں سے بھری آواز روتی ہوئی آواز آہ۔۔وہ کتنا بے حس تھا کتنا برا تھا کتنا غلط تھا اسے تو حق نہیں تھا اس دنیا میں جینے کا مسکرانے کا ہنسے کا اس نے اپنے عشق کو تکلیف پہنچائی تھی خواہش تو یہ ہوتی ہے کبھی آنسو نہیں آنے دیگا لیکن عمل تو اس کے برعکس تھا اس کے عشق کے آنکھوں ہیزل آنکھوں سے بہنے والا اشق اس کے باعث تھا

اس نے تڑپ کر آنکھیں کھولی سمندر ویسی اچھل رہا تھا کالی گھٹائے ویسی سر پر تھی وہ گر کر گھٹنوں میں بھیٹ گیا مٹھی کالے کپڑوں پر لگی سمندر اسکو بھگھونے لگا اب تک اس کے پاؤں بھیگ رہے تھے اب اسکے گھٹنے بھیگنے لگے سمندر جتنے شور اور جنون سے آتا اس کے پاس آکر ہلکا ہو جاتا

حمدان علی حیدر عشق الٰہی میں اتنا ڈوب چکا ہے کہ اب ہر ساز سے چاہے وہ دریا کی مترنم لہروں، بادلوں کے گرجنے، سمندر کی بت چین اور بے قرار لہروں کے اٹھنے، ہوا کے چلنے، پتو کے ملنے دل کی دھڑکن سے آواز نکلنے، وہ اسے کے عشق کا پیغام دے رہی ہیں

"نہیں پلیز جانے دو مجھے نہیں واپس کیسے آسکتے ہو نہیں"

کتنا درد ہوا تھا تین سال پہلے کہے الفاظ جیسا

"نفرت کرتی ہے علماعزیز اور زندگی بھر کرتی رہے گی تم ایک جنگلی وحشی انسان ہو میری زندگی کے وہ صفح ہو جس کو میں پھاڑ کر پھینک دونگی کبھی نہیں ملونگی تم سے کبھی بھی نہیں"

ہاں وہ اسی قابل تھا ہاں وہ نفرت کے قابل تھا اس نے زور سے ریت پر مکا مارا تو مٹی دھویں کی طرح اڑھی ہاں وہ اسی قابل تھا

"بکھرتی ریت پر کسی نقش کو آباد رکھے گا،

وہ مجھ کو یاد رکھے بھی تو کتنا یاد رکھے گا"

Urdu Novels Ghar

"مجھے معاف کر دو" وہ منتشر اپنے بالوں کو دونوں ہاتھوں سے نوچتے ہوئے سر اپر کالے آسمان کی جانب کیے چلایا روتے ہوئے چلایا غم سے چلایا تکلیف سے چلایا نادم شرمندگی خود کے وجود سے نفرت ہو رہی تھی

"آآآآآآآآآآ" وہ پوری قوت سے پھر سے چلایا وہ کہاں جائے کس کے پاس جائے وہ اپنے آپ کو ختم کرے یہ ماضی کو مٹا دے وہ کیا کرے اسکی سمجھ سے باہر تھا تین سال پہلے کا ٹھیرا جنون رگوں میں روانگی سے دوڑنے لگا چیخنے کے باعث اسکی نسیں واضح ہوئی سمندر پھر جوش سے اچھل کر آیا مگر اس کے گھٹنوں تک آتے وقت ٹھہر گیا کیوں نکہ وہ دور تھا سمندر سے بھی دور تھا اس سے بھی دور تھا اور شاید خود سے بھی دور تھا

"ایک عجیب سی جنگ ہے مجھ میں،

کوئی مجھ سے ہی تنگ ہے مجھ میں"

★★==========★★

کالی رات کے بعد سویرا ہوا تھا لیکن اس سویرے میں وہ تازگی نہیں تھی جو آج سے پہلے اسے محسوس ہوتی تھی وہ چھت پر لگے پنکھے کو مسلسل تکے جا رہی تھی وہ کچھ دیر پہلے ہی نیند سے جاگی تھی آہ۔۔۔ کاش وہ نا جاگتی کاش وہ خوابوں میں رہتی مگر زندگی حقیقت کا نام ہے اور خوابوں میں رہنے والے لوگوں کو یہ حقیقت تماچا ضرور مارتی اسے بھی تو تماچا پڑا تھا اس تلخ حقیقت سے وہ تو اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی خوشی خوشی ماضی کو بھلا کر خوابوں کی دنیا میں رہ رہی تھی لیکن اس کے ارد گرد حقیقت بھی خوابوں کی دنیا سے کم نا تھی کتنی خوشیاں تھی غم کا کوئی راستہ نہیں تھا اس کی زندگی میں تشریف لانے کا مگر یہ کیا اس شخص کی اس لڑکی کی زندگی میں آنے کے بعد یہی زندگی تلخ حقیقت لگنے لگی زندگی کو جینے والی لڑکی زندگی سے بھاگنے لگی

وہ اسی سب سوچوں میں گہری تھی آنکھوں سے ایک موتی بھی گرا تھا مگر وہ بے خبر اس پنکھے کو تکے جا رہی تھی جب اچانک تیز گانوں کی آواز کانوں میں آئی ضرور باہر سارے کزنز آگئے ہوگے اور گھر میں شادی کے باعث شغل لگا ہو گا کل تک تو وہ خود کتنی آیکسایٹڈ تھی مگر آج سب کچھ الگ تھا ہم بھی کتنے انجان ہوتے ہے پوری زنگی کے پلین بنا لیتے ہے لیکن ہمیں یہ بھی نہیں پتا ہوتا کہ کل زندگی میں کیا ہو جائے گا

"ایما ایما اٹھ گئی؟" حریم ہاتھ میں ٹرے لے کر اندر داخل ہوئی جس میں دودھ اور دوایاں تھی علما نے اٹھنے کی کوشش کی مگر کمزوری کے باعث تکلیف ہونا لازم تھا

"ارے رکو" حریم نے ٹرے برابر رکھتے اسے سہرا دے کر بیڈ سے ٹیک لگوایا اور اس کے پاس بھیٹ گئی

"اب کیسی طبیعت ہے؟" حریم نے اس کے لال رخسار پر ایک ہاتھ رکھ کر پوچھا۔ علما خالی نظروں سے دیکھنے لگی

"بس شکر بخار کم ہو گیا اب جلدی سے یہ دودھ پی لو اور پھر دوائی کھالو" حریم اس کی نظریں نظر انداز کرتی مسکراتی دودھ کا گلاس اٹھاتی بولی

"میں۔۔۔" علما نے نفی میں سر ہلایا۔ تو حریم نے اسے مجبوراً زبردستی پلایا وہ کب سے بھوکی تھی دودھ پلا کر اس نے دوائی کھلائی پھر اٹھ کر جانے لگی تو علما نے ہاتھ بڑھا کر اسکی کلائی پکڑلی حریم نے رخ دوسری طرف ہونے کے باعث اپنے جلدی سے آنسو ضبط کیے

"کیا ہوا میری جان؟" حریم نے پیار سے پوچھا تو وہ گلے لگی حریم اس کے آہستہ آہستہ بال سہلانے لگی

"اب جلدی سے کپڑے تبدیل کرو اور باہر آجاؤ سب پوچھ رہے ہے" تھوڑی دیر بعد جب وہ الگ ہوئی تو حریم نے پیار سے کہا اور باہر نکل گئی اور علما دونوں ہاتھ منہ پر رکھے دبی آواز میں رونے لگ گئی

"ظلم کرتی ہے تیری یادیں مجھ پر قسم سے،

سو جاؤ تو اٹھا دیتی ہے جاگ جاؤ تو رلا دیتی ہے"

آنسو پوچھ کر وہ جوں توں اٹھی اور سستی سے باتھ روم گھس گئی

★★==========★★

اریشہ؟" اریشہ جو عاشم علی حیدر کی طرف بڑھ رہی تھی کچھ پیغام دینے حسیب کے پکارنے پر رکی

"جی حسیب بھیا؟" اریشہ دوپٹہ سنبھالتی اس کے پاس آئی

"حمدا۔۔ حمدان؟" حسیب ابھی ابھی ہوٹل میں داخل ہوا تھا پوری رات وہ سویا نہیں تھا حتی الامکان ڈھونڈ لیا تھا لیکن حمدان کا کچھ آتا پتا نہیں تھا

"اوہ وہ تو تھوڑی دیر پہلے آگۓ اپنے روم میں ہے" اریشہ کے مسکرا کر کہنے پر حسیب سے سکھ کا سانس لیا

"ویسے آپ دونوں پوری رات کدھر تھے دونوں کی حالت ٹھیک نہیں لگ رہی کہاں گھوم رہے تھے؟" اریشہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا تو مجبوراً حسیب بھی مسکرا دیا

"ہاہاہا چلے آپ جاکے آرام کر لے ہمیں آج نکلنا بھی ہے" پھر خود ہی کچھ یاد آنے پر کہہ کر مڑ گئی حسیب بھی جلدی سے حمدان کے کمرے کی طرف بڑھ گیا

★★==========★★

"حمدان" دروازہ کھلا تھا حسیب تیزی سے دروازہ کھول کر اندر آیا لیکن سامنے کا منظر خلاف معامل تھا۔ بیڈ ہر آڑھا ترچھا بے خبر سویا ہوا تھا بال ماتھے پر بکھرے تھے کالی شلوار کمیز میں مٹی لگی تھی کمبل آدھا گرا تھا اور آدھا بیڈ پر تھا جوتے کا ایک جوڑا ایک طرف تھا اور ایک طرف رسٹ واچ بھی زمین پر پڑی تھی

حسیب حیرت سے چلتا آیا حمدان تو کتنا نفاست پسند تھا لیکن آج وہ ایسی حالت میں تھا حسیب کو تکلیف ہوئی ترس آیا کیا عشق انسان کو بدل دیتا ہے؟ بے بسی سے سوچا اور اس کو تنگ نہ کرنے کے باعث باہر نکل گیا

★★==========★★

"یہ تم کس بات کے لیے جانے کے لیے تیار ہو؟" صوفے پر رسالہ پڑھتی عورت سمرہ کے تیار شدہ بیگ دیکھتی حیرت سے بولی ان کی بات پر ساتھ بھیٹے ٹی وی میں مشغول آدمی بھی چونکے اور ایک نظر سمرہ پر ڈالی اور ایک نظر دروازے کے پاس رکھے بیگ پر

"آپ کو پتا نہیں ممی ایما کیا جار ہی ہو اسلام آباد نکل رہے ہیں نا وہ لوگ برات ولیمہ تو وہی ہو گا تو وہی جار ہی ہوں بتایا تو تھا میں نے وہی سے اسلام آباد آج نکل جاؤنگی اور ان کے ساتھ ہی واپس آونگی" سمرہ نے معامل سے انداز میں سوفے ہر بھیٹتے کہا

"اور میں نے تمھیں پہلے بھی صاف انکار کیا تھا" وہ عورت میگزین ایک طرف پھینک کر غصے سے بولی

"اور میں نے بھی آپکو صاف کہا تھا وہ حریم کی شادی ہے اور میں جاونگی" سمرہ کا موڈ فوراً بگڑ گیا

"دیکھ رہے آپ دیکھ رہے ہے اپنی اکلوتی بیٹی کے کارنامے کتنی بار کیا ہے مت گھسا کر وان مڈل کلاس لوگوں میں مگر نہیں اس کا تو بس نہ چلے وہی رہ لے" وہ غصے سے اپنے شوہر کو مخاطب کرتی بولی جو خاموشی سے دیکھ رہے تھے

"کیا مطلب وہی رہ لے آپ جانتی ہے شادی کے بعد مجھے وہی رہنا ہے آحد میرے منگیتر ہے اور آپ لوگوں کے سامنے ہی منگنی ہوئی ہے" سمرہ نے غصے سے کہا

"تو کرتے بھی کیا ہم تم نے کوئی اور راستہ چھوڑا تھا پتا نہیں کیا اس آحد اور اس کے گھر والوں نے کیا جادو کر دیا ہے اپنے ماں باپ تو دکھتے ہی نہیں ہے ہماری مت ماری گئی تھی جو اس دو ٹکے کے لڑکے سے اس کی منگنی۔۔۔۔" ان کی بات سمرہ نے غصے سے کانٹ دی

"بس بہت ہو گیا خبادر ممی ایک لفظ اور نکالا آپنے ان کے خلاف مانا وہ لوگ زیادہ امیر نہیں ہے لیکن اس کا مطلب وہ سڑک پر نہیں رہتے ہے ارے آپ کو تو شکر کرنا چاہیے آپکی بیٹی کا اتنے عزت دار اور اچھے خاندان میں رشتہ ہوا ہے اور میں آحد کو پسند کرتی ہوں اور وہ میرے منگیتر ہے میں ان کے خلاف کچھ نہیں سنونگی" سمرہ نے کہا تو وہ عورت غصے سے آگ بگولہ ہو گئی اور اپنے شوہر کو دیکھا

"سمرہ یہ کس طرح بات کر رہی ہو اپنی ماں سے یہ سکھایا ہے ہم نے" وہ آدمی سختی سے بولے

"توڈیڈی آپ ہی بتائے آپ نے کیا سکھایا ہے یہ امیر اور غریب کا فرق یہ ذات اور مقام کا فرق ہاں ماں باپ تو اپنے بچے کی اچھی تربیت کرتے ہیں نہ لیکن آپ لوگوں نے شروع سے ہی یہی باتیں دماغ میں بھرنی چاہی ہے وہ تو شکر ہے اللہ کا کے اس نے مجھے اتنی عقل دی کہ میں سہی اور غلط کے درمیان فرق کر سکوں جب ہمارے دین میں یہ امتیاز نہیں ہے تو ہم کون ہوتے ہے یہ امتیاز کرنے والے؟" سمرہ نے سچ کہا لیکن ان دونوں کو کڑوہ لگا

" آپ لوگ جائے یہ نا جائے میں جا رہی ہوں کیونکہ وہی میری فیملی ہے ان لوگوں کو دیکھ کر لگتا ہے پیار کیا ہوتا ہے اور ایک فیملی کسے کہتے ہیں" آخری لفظ کو وہ طانے کی صورت میں کہہ کر اپنے کمرے میں چلی گئ جبکہ وہ دونوں پیچھے حیران رہی گ ئے

"دیکھ رہے ہیں آپ ان لوگوں نے ہماری بیٹی کو بگاڑ دیا ہے "

"بس صبر رکھو بہت جلد میں سب کچھ ٹھیک کر دونگا" انہوں نے سوچتے ہوئے کہا تو اس عورت نے نفی میں سر ہلا کر مینگزین اٹھالیا

★★==========★★

وہ خاموشی سے کمرے میں آئ اور سٹڈی ٹیبل پر آکر بیٹھ گئ اسے وہ منظر یاد آیا جب اس نے اس شخص سے نفرت کرنا بھی ختم کر دی تھی کیونکہ اس کا کوئ وجود ہی نہیں تھا اور کتنی خوشی سے اس نے وہ خط جلایا تھا اس نے سانس بھری

" کبھی مجھے لگتا ہے کہ وہ میرے دل و دماغ سے نکل چکا ہے لیکن جبھی اس کے ساتھ گزرا وقت یاد آتا تو میری آنکھوں کی نمی یہ بتی دیتی ہے کہ میں آج بھی اسے بھول نہیں پائ" وہ آنکھوں میں نمی لیے خود سے مخاطب ہوئ۔ اس نے کاغذ لیا اور پاس پڑا ڈبے میں سے قلم اٹھایا اور اس کی خلاف اپنی نفرت لکھنی چاہی ایک بار پھر اسی طرح مگر۔۔۔ مگر آج کیوں اس کے ہاتھ لرزنے لگے اور قلم ہاتھ سے گر گیا

"اسکی محبت کی بے بسی سے،

راتوں کو جاگتی ہے رو نہیں پاتی

اپنی نفرت لکھنا چاہتی ہے،

قلم پکڑتے ہی مرجھا جاتی ہے

کیسے سامنا کرینگی آپنی نفرت کا

جو ہے دل کے کونے میں محبت سا"~(زینب خان)

وہ اپنی جگہ سے اٹھ گئ جب حریم اندر آئ

"ایما میری جان" حریم جلدی سے علما کی طرف بڑھی اور اسے بھٹایا

Urdu Novels Ghar

"اپنے آپ کو ماضی کا قیدی نہ بناؤ وہ زندگی کا سبق تھا کوئی عمر بھر کی سزا نہیں" حریم نے کہا تو اس نے سر اٹھا کر دیکھا اور رونے لگی

"ایما میں نے فیصلا کر لیا ہے" حریم نے اپنے سے لگی علما سے کہا تو وہ خاموش رہی

"میں اریب سے طلاق لے لونگی" یہ بولنا تھا اور علما ایک جھٹکے سے الگ ہوئی

"می۔۔میم آپ یہ کیا کہہ رہی ہے؟" وہ حیرانگی سے بولی۔ آنسو ابھی بھی بہہ رہے تھے

"ہاں ایما میں تمھاری یہ حالت اور نہیں دیکھ سکتی تمھیں بھی طلاق دلوا دونگی اور خود بھی لے لونگی بس اب ہم اس خاندان سے رشتہ نہیں رکھے گے" وہ کس طرح بول رہی تھی وہی جانتی تھی اس نے تصور بھی نہیں کیا تھا جس خوبصورت رشتے میں کل وہ بندھی ہے کتنے خواب اس نے اریب کے ساتھ سجانا شروع کیے ہے ان سب کو اپنے اندر دفن کر کے وہ ایسا قدم اٹھاے گی نہیں اسے اپنے آپ کو مظبوط کرنا تھا کیونکہ اسے حزاروں سوال اور دلیلیں دینی ہونگی یہ ہنستہ بستہ شادی کا گھر ماتم میں تبدیل ہو جاینگا لیکن اسے علما کے لیے یہ کٹھور فیصلہ لینا تھا

"نہیں نہیں میں بلکل نہیں رو رہی۔۔" علما نے جلدی سے آنسو پوچھے "میری وجہ سے آپ اپنی خوشیوں اور خواہشوں کی قربانی کیوں دے رہی ہے" وہ غصہ سے بولی

"نہیں ایما ہم ساری زندگی کا رشتہ نہیں جوڑ سکتے تم جانتی ہو نہ تمھیں کتنی تکلیف ہوگی وہ ان کا بھائی ہیں اس گھر کا دوسرا بیٹا تمھیں ہر بار میرے سے مطالقعہ انکا سامنا کرنا پڑیگا جس سے تم ڈرتی ہو" وہ سچ ہی تو کہہ رہی تھی وہ تو اسے سوچنا بھی نہیں چاہتی سامنا کیسے کرینگی

"بس میں نے فیصلہ کر لیا ہے بھائی آجایے پھر مما اور بھائی سے مل کر بات کرونگی ہم سارے مراسم توڑ دینگے" حریم جلدی سے اٹھی باہر چلی گی جبکہ علما سن وہی بھیٹی رہی یعنی اس کے وجہ سے اسکی بہن اسکے گھر کی خوشیاں اجڑنے والی تھی وہ کب سے اتنی بے حس ہو گئ تھی

★★==========★★

وہ غصے سے کمرے میں داخل ہوئی اور بیڈ پر آکر سر ہاتھوں میں لے کر بھیٹ گئی اس کے ساتھ یہی ہوتا آرہا تھا ایک مل جل کر ہنسی خوشی رہنے والی فیملی نہیں تھی اس کی ناہی وہ کسی کی لاڈلی تھی ماں ہر وقت پارٹیوں میں اور شوہر کے ساتھ بزنز میں مصروف رہتی اور باپ بھی اپنے کام میں وہ شروع سے ہی آیا سے پلی تھی اس کو بچپن سے ایسی ہی باتیں سکھانی کی کوشش کی گئ تھی لیکن وہ جیسے جیسے بڑھی ہوتی گئ اسے اچھے اور برے کی تمیز آنے لگی مگر اصل موڑ تو اسکی زندگی میں جب آیا جب وہ علما اور ہبا سے یونیورسٹی میں ملی تب علما کی صحبت پھر حریم کی صحبت میں رہ کر اس نے بہت اچھی باتیں سیکھی پھر جب علما نے اپنے بھائی کی رشتے کی بات رکھی تو وہ پھولے نا

سمائی اس نے دو تین بار آحد کو دیکھا تھا اور اسے وہ کافی پسند آیا بہنوں کو چاہنے والا سب کی فکر کرنے نرم طبعیت آحد اسے پہلی آنکھ سے بھا گیا تھا

لیکن جب گھر میں ماں باپ کو معلوم ہوا کہ وہ ایک کمپنی میں جاب کرتا ہے تو کہرام مچ گیا انہوں نے یہ ٹھانی ہوئی تھی کہ اپنی اکلوتی بیٹی کی اپنے سٹینڈرڈ کے خاندان میں کرنی ہے لیکن سمرہ بھی ان کی بیٹی تھی وہ بھی ذد ہر آ گئی اور اپنی بات منوا کے ہی مانی وہ اب پہلے جیسے اپنے ماں بات سے لڑتی نہیں تھی کیونکہ اس نے پڑھا تھا کہ ماں باپ بہت انمول چیز ہوتے ان کی عزت کرنی چاہیے اسلیے جو اس کی کبھی سہی اور غلط کے درمیان کے فرق کی بحث ہوتی تھی وہ چھوڑ دی تھی اور ان کے ماں باپ کا بھی زیادہ وقت الگ الگ ملکوں میں کام کے سلسلے میں نکلتا تھا

لیکن آج اسے برداشت نہیں ہوا اور ناچاہتے ہوئے بھی اسے بدتمیزی کرنی پڑی وہ اس سب سوچوں سے باہر آئی اور فون اٹھا کر نمبر ملا کر کان سے لگایا دوسری بیل پر اٹھا لیا گیا

"ہیلو ہاں ماہی۔۔یار میں کیسے آؤ تم۔۔۔"۔سمرہ کی پریشانی میں بات دوسری طرف ماہم نے کاٹی تھی اور اسے یہ بتا کر فون رکھ دیا کے آحد اسے آفس سے واپسی میں لینے آ رہا ہے

"آحد آرہے ہیں" سمرہ نے فون کو دیکھتے سے سوچا مسکراہٹ چہرے ہر آئی وہ اٹھی اور آئینہ کے سامنے آئی شیشہ کے سامنے خود کو دیکھا گلابی رنگ کی گھٹنوں تک آتی شرٹ پر سیکرٹ پینٹ پہنے دوپٹہ پھلوں والا اچھی طرح سینے پر اڑھے وہ پیاری لگ رہی تھی اس نے جلدی سے لپسٹک اٹھائی اور اپنے گلابی ہونٹوں پر لگائی بال جو جوڑے میں بندھے تھے ان کو کھولا اور برش کیا پھر خود کو شیشہ میں دیکھ کر شرما گئی

★★==========★★

ظہر کی آزان ہو گئی تھی اور اب وہ نماز ادا کر کے جانماز پر ہاتھ اٹھائی بھیٹی تھی کہتے ہیں نہ دل کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتے ہو تو صرف اپنے رب کی بارگاہ میں رویا کرو یہ وہ جگہ ہے جہاں نہ ماضی کا طعنہ دیا جاتا ہے نہ مستقبل کا خوف دلایا جاتا ہے بس رحم اور کرم کے پردوں سے گنہاگار کو ڈھاپ لیا جاتا ہے

آج اس کے پاس کہنے کو الفاظ نہیں تھے وہ بس روئے جا رہی تھی اپنے اندر کا سارہ غبار نکال رہی تھی اپنی تقدیر پر رو رہی تھی لیکن وہ نہیں جانتی تھی اس کی تقدیر اللہ نے لکھی اور وہ تو ستر ماؤں سے بھی زیادہ پیار کرتا ہے بس کچھ آزمایش تھی جو اسکی لی جا رہی تھی لیکن ہمارے پاس شکوہ کرنے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا آخر ہم کیوں نہیں سمجھتے ہر چیز میں اللہ کی بہتری ہوتی ہے اگر کوئی رنجش ہے کوئی غم ہے تو اس کے پیچھے وجہ ہے اللہ اپنے سب سے پیاروں کی ہی آزمایش لیتا ہے اور بس ہمیں وہ آزمائش پار کرنی ہوتی ہے یہی تو امتحان ہے اور ہمیں اس امتحان میں پاس ہونا ہوتا ہے

"میں کیا کروں؟" وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی سفید دوپٹے میں چہرہ آنسوں سے تر تھا لیکن وہ آنسو کتنے قیمتی تھے کیونکہ وہ اللہ کی بارگاہ میں گر رہے تھے ہر وہ آنسو سچا اور قیمتی ہوتا ہے جو رب سے روبرو ہونے کے درمیان گرے۔ ہاں۔ اسکا دل ہلکا ہو رہا تھا کیونکہ وہ اپنے رب سے مخاطب تھی سات آسمانوں کے پار جو سارے جہاں کا شہنشہ ہے وہ اسے مخاطب تھی یہ فانی دنیا اس دنیا کی ہر قدرتی خوبصورتی بنانے والا خدا وہ اسے مخاطب تھی

میں کیا کروں وہ پوچھ رہی تھی ہاں وہ پوچھ رہی تھی جب ہم ساری دنیا سے تھک جاتے ہے تو اللہ کی بارگاہ میں آتے ہے ہم کیوں اسے جڑنے کے لیے اپنے ٹوٹنے کا انتظار کرتے ہے؟

اس نے آنسو پونچھے جانماز لپیٹی اور اب وہ چہرے میں لپٹا دوپٹا کھول رہی تھی

" کبھی بھی کمزور نہیں پڑو گی ہمیشہ ثابت قدم رہو گی بڑے سے بڑا طوفان بھی تمھارے اعتماد کو نہیں ہلا سکے گا بڑے سا بڑا ڈر خوف تکلیف تمہیں رونے پر مجبور نہیں کریگی"

حریم کی کہی ہوئی بات یاد آئی

"نصیب میں جو لکھا ہے وہی ہوگا صرف آنسو تمھارے اللہ کے سامنے بہنے چاہیئے ہمت رکھنی ہے میم کی ایما کے اندر اتنی برداشت ہے کے وہ ہر کسی مشکل کا سامنا بنا خوف کے کریگی ہر مشکل ہر پریشانی ہر دکھ سے لڑیگی کبھی کمزور نہیں پڑے گی "

اسے حریم سے کیا ہوا وعدہ یاد آیا

اس نے آنکھیں میچ کر دوپٹا بیڈ پر پھینکا اور خود بھی بھیٹ گی

"ابھی تو امتحان ہے یہ محبت آسان نہیں ہے بس کبھی خود کو ٹوٹنے مت دینا"

اچانک تین سال پہلے کہی ہوئی عورت کی بات یاد آئی علما نے چونک کر آنکھیں کھولی اور تیزی سے اٹھی

"وہ۔۔۔" اس نے سوچا آخر وہ عورت آدھی طوفانی رات کو کیوں ملی تھی اسے اور انکی کہی ہوئی اب کیوں یاد آئی وہ تو بھول چکی تھی نا اس نے سر جھٹکا

"لیکن میم اپنی خوشیوں کی قربانی میری وجہ سے کیوں سے میرے ڈر۔۔۔۔" ڈر لفظ پر وہ رکی آخر کیوں اسے اس شخص سے ڈر لگتا تھا کیا وہ اسی طرح ڈرتی رہے اپنے گھر والوں کی خوشیاں ختم کر دے صرف اس شخص کی وجہ سے نہیں وہ نہیں کر سکتی اس نے نفی میں سر ہلایا

Urdu Novels Ghar

"علما عزیز اب تمھیں مضبوط بنا ہو گا اپنے لیے نہیں تو اپنے گھر والوں کے لیے میں اس شخص کو اپنی زندگی اور برباد نہیں کرنے دونگی بس بہت ہو گیا بہت رولی میں میں خود سے وعدہ کرتی ہوں میں اب کمزور نہیں پڑونگی کبھی نہیں "اس نے آنسو پوچھتے ہوئے عظم لیا اور باہر نکل گئی

★★===========★★

وہ جوتیاں پہن رہی تھی ہارن کی آواز سے چونکی اور جلدی جلدی بیگ اٹھایا اور تقریباً بھاگتے ہوئے باہر آئی اندر گاڑی میں آحد انتظار کر رہا تھا وہ جلدی سے اندر بھیٹی۔ آحد نیلی شرٹ جینس میں بھیٹا تھا سمرہ نے بھیٹتے ساتھ ہی اس پر بھرپور نظر ڈالی لیکن یہ کیا آحد نے اسے ایک نظر نہیں دیکھا تھا بلکے گاڑی سٹارٹ کر لی تھی

"اسلام علیکم "سمرہ نے لٹ کو کان کے پیچھے کرتے سر جھکا کر کہا"وعلیکم اسلام "احد نے اسکی طرف دیکھا پھر نظریں دوبارہ سڑک پر جمالی

سمرہ نروس ہوتی انگلیاں مڑوڑتی اس کو مخاطب کرنے کے بہانے ڈھونڈ رہی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی وہ خود سے تو بات کریگا نہیں

"آپ آفس گی ئے تھے "اللہ اللہ کر کے سوال کیا

"ہمم کچھ کام تھا"وہ سڑک پر گاڑی روکتے ہوئے بولا "اوہ"

"یہ ہم یہاں ؟"سمرہ نے دیکھا اس نے بیکری کے آگے گاڑی روکی ہے "مٹھائی لینی ہے میں آتا ہوں "وہ یہ بولتا گاڑی سے اتر گیا اور بیکری میں گھس گیا سمرہ نے اس کے جانے کے بعد سانس لیا

"دیکھا بھی نہیں مجھے سہی سے میں ٹھیک تو لگ رہی ہوں نہ ؟"اس نے بیک میرر اپنی طرف کرتے غور سے خود کو دیکھا "سہی تو لگ رہی ہوں "وہ افسردہ ہوئی مگر سر جھٹک کر شیشہ کے پار دیکھنے لگی۔ تبھی اس کی نظر سامنے کالی مرسڈیز پر پڑی جس پر ایک بچہ ہاتھ میں پکڑی کچھ کتابیں بیچنے کی کوشش کر رہا تھا مگر کسی نے اسے شیشہ کھول کر اسے دھکہ دے کر جھڑکا تھا کہ وہ دو قدم پیچھے لڑ کھڑایا سمرہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی وہ تیزی سے گاڑی سے اتری اور پاس کھڑی کالی گاڑی کے پاس گئی اور غصہ سے شیشہ پر دستک دی کسی نے شیشہ نیچے کیا جب تک سمرہ نے اس بچے کو پیار کیا اور پیسے نکال کر اسے دیا

"باجی کتابیں "اس نے مصومیت سے پیسے کے بدلے کتابیں آگے بڑھائی تو سمرہ کے چہرے پر اس کی خودداری دیکھ کر اداس مسکراہٹ آگئی

"کوئی بات نہیں تم ان پیسوں سے کھانا کھالینا کھلونے لیلینا "اس نے پیار سے کہا"سچ باجی ؟"اس بچے کے چہرہ پر چمک آگئی۔ سمرہ نے ہنس کر اثبات میں سر ہلایا"باجی آپ بہت اچھی ہو "وہ خوشی خوشی کہتا واپس مڑ کر چلا گیا۔ سمرہ کو بہت اچھا لگا اس کی خوشی دیکھ کر

کبھی کبھار ہم دوسروں کو جانے انجانے خوشیاں دے دیتے ہیں ہماری یہ چھوٹی سی نیکی صرف کہنے کو یا دیکھنے کو چھوٹی لگتی ہے لیکن یہی ہماری بہت بڑی نیکی ہوتی ہے اپنی کچھ پریشانیاں بھول کر کسی کے چہرے کی مسکراہٹ کی وجہ بن کے دیکھیے کتنی راحت ملے گی جو خوشی آپ دینگے وہ بدلے میں آپکو دگنی ملیں گی یہی کاینات کا اصول ہے

"ہو گیا آپکا؟" کسی نے سخت آواز میں پوچھا گاڑی سے نکلنے والا شخص غصے سے اس کے مقابل آکر کھڑا ہو گیا تھا سمرہ کی جیسی نظر اس پر پڑی اسے حیرانگی ہوئی

"تم؟"

★★==========★★

حمدان اٹھ چکا تھا لیکن اس نے کسی کوئی بات نہیں کی تھی اور نہ ہی حبیب نے ابھی کوشش کی تھی وہ شام کو ہی سارے اسلام آباد نکل گئے تھے لیکن پورے سفر حمدان خاموش اور بے گانا تھا یہی بات حبیب کو کھائے جا رہی تھی اس کو نا جانے کیوں حمدان کی خاموشی سے خوف آرہا تھا کچھ ہونے کا خوف کیونکہ طوفان سے پہلے خاموشی ہوتی ہے

★★==========★★

سفری بستہ کندھے پر ڈالے چادر سے خود کو لپیٹی وہ ماتھے پر پسینہ پوچھتی جلدی جلدی سمی کا یاتھ پکڑے سڑک ناپ رہی تھی سمی کے چہرے پر بھی نمرہ کی طرح پریشانی گھبراہٹ طاری تھی وہ بار بار پیچھے دیکھ ڈر سے آگے بڑھ رہے تھے وہ تیز تیز قدم اٹھاتے سڑک پار کر رہی تھی اب وہ بس اسٹینڈ پر آ گئی تھی۔ سمی کے ساتھ بس مطلوبہ بس میں چڑھ کر وہ سیٹ پر بھیٹی کنڈیکٹر جب ٹکٹ لینے آیا تو اس نے سمی کے ہاتھ میں پکڑا چھوٹا سا بیگ لیا اور اس میں کچھ ٹٹول کر ایک پرچی باہر نکلی اور ساتھ ہی پیسے اس پرچی پر پتہ لکھا تھا کنڈیکٹر نے پرچا دیکھ کر اثبات میں سر ہلایا اور اسے پیسے لے کر واپس پرچہ سمی کو دے دیا اور آگے چلا گیا۔ اب بس سفر طے کرنا شروع کیا تھا اور یہاں اسکی چلتی تیز دھڑکن قابو میں آئی۔ مضبوطی سے چادر سے اپنا چہرہ چھپائی اب وہ کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی تیزی سے رش والی جگاہیں نکل رہی تھی اور اب بس سنسان سڑک پر سکون سے اس آدھی رات کو چل رہی تھی ہر طرف خاموشی طاری ہو گئی آدھے سے زیادہ بس میں بھیٹے لوگ سو چکے تھے اور وہ کھڑکی سے باہر نظریں کیے اپنی آنے والے کل کا سوچ رہی تھی

کیا واقعی وہ آزاد ہو گئی؟ کیا واقعی اس نے سہی فیصلہ کیا جب انعام کو خبر ہو گی کہ چودھری صاحب سے شادی کی ایک رات پہلے نمرہ سمی کو لے کر اس کے بیٹے کو لے کر بھاگ گئی تو کیا ہو گا؟ کیا وہ اس تک پہنچ جائے گا یہ وہ ایک الگ سکون بھری دنیا میں جا رہی ہے؟ اس کی آنکھ سے ایک آنسو نکل کر چادر میں جذب ہوا ایک لڑکی کے لیے آسان نہیں ہوتا اتنا بڑا قدم اٹھانا اگر یہ معاشرہ ابھی نمرہ کو دیکھ لے اور الزام تراشی کرنا شروع ہو جایے گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی کے لقب سے وہ پہچانی جائے گی اس معاشرے کو تو پھر انگلی اٹھانے کا موقع مل جاے گا اس کے کردار پر طرح طرح کی کیچڑ اچھالنے کا موقع کیسے سہے گی وہ آخر ہمارا معاشرہ کسی بھی لڑکی کے

Urdu Novels Ghar

کردار پر کیسے وار کر دیتا ہے بنا اسکی کہانی کا تجزیہ کیے ہر کہانی کے دو پہلو ہوتے ہے تصویر کا دوسرہ رخ بھی ہوتا ہے نمرہ چاہتی تو اپنی زندگی برباد کر دیتی شادی کر لیتی مگر نہیں اس نے اتنی مجبوریوں کے ساتھ بھی اتنا بڑا قدم اٹھایا اسکو اپنے فیصلے پر نہ تو پچھتاوہ تھا اور نہ ہی اعتماد وہ بس کشمکش کا شکار تھی ڈر کا شکار تھی کیونکہ وہ نہیں جانتی جس راستے کو اس نے چنا ہے وہ پھولوں جیسا ہو گا یہ کانٹوں جیسا سمی کی آنکھ لگ چکی تھی اور وہ نمرہ کے کندھے ہر سر رکھ کر سو گیا فجر کا وقت بھی ہو چکا تھا نمرہ نے اپنے معصوم بھائی کو دیکھا ہاں وہ اسکا سگا بھائی نہیں تھا لیکن کبھی کبھار خون کے رشتوں سے زیادہ دل کے رشتے قیمتی ہوتے ہے اب سورج نکلنے کو تیار تھا اور نمرہ اپنی نئی زندگی کی طرف اپنی پرانی تکلیف سے بھری زندگی سے نکلنے کے لیے بھی تیار تھی

★★==========★★

"ہاں میں اور یہ اپنے کیا لگائے رکھا ہے دوسروں کو پریشان کرنے کا ٹھیکہ اٹھایا ہے؟" وہ غصہ سے بولا سمرہ اس کی بات سن کر آگ بگولہ ہو گئی

"میں نے؟" اس نے اپنی طرف انگلی کی

"ارے دوسروں کو پریشان کرنے کا تم نے بیڑا اٹھایا ہے شرم نہیں آتی ایک معصوم بچے کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہوئے تم تو کبھی کبھار انسان ہی نہیں لگتے پہلے ایما پر گندی نظر اور اب ایک بچے کے ساتھ چھی" سمرہ نے بھی جواب میں غصے سے کہا۔ اس کی بات سن کر سامنے والے کے ماتھے پر شکن آگئی

"میں اپنی زندگی میں جو کروں آپکو اسے کیا آپنا کام کرے جا کر" اس نے ہاتھ کے اشارے سے اس کو سائیڈ ہونے کا کہا

"سارم منور مجھے بھی کوئی دلچسپی نہیں ہے تمھارے" تمھارے پر زور دیا "کام میں ٹانگ اڑانے کی مگر بات میری دوست یا انسانیت کی آئیگی تو سمرہ پیچھے نہیں رہے گی" اس نے عظم سے کہا۔ سارم لاپرواہی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا

"اور ویسے بھی میں آحد کے ساتھ آئی ہوں اور ان کے ہوتے ہوئے مجھے کسی اور میں دلچسپی ہو ہی نہیں سکتی" آحد پر زور دیا شاید جتانا چاہ رہی تھی وہ سارم کی مال میں کہی بات بھولی نہیں تھی۔ آحد کا ذکر سے سارم نے چونک کر دیکھا اور اسے جتانے والے انداز پر وہ تنزیا مسکرایا

"باجی جی" سمرہ اسکی مسکراہٹ دیکھ کر کچھ غصے سے کہتی کہ برابر سے آنی والی آواز پر دونوں چونکے کوئی عورت ہاتھ بھیک مانگنے کے لیے کھڑی تھی

"وہ۔۔۔" سمرہ نے سارم پر نظر ڈالی جن سے اب نظریں موڑ کر ادھر ادھر لاپرواہی اپنالی تھی پھر پرس سے پیسے نکال کر اس عورت کو دیے

"اپر والا آپ دونوں کی جوڑی سلامت رکھے" وہ خوشی خوشی پیسے پکڑ کر دعا دے کر پلٹنے لگی جب سمرہ اور سارم چونکے

"ایک منٹ بی بی ہماری کوئی جوڑی نہیں ہے" سارم نے فوراً ٹوکا

"ہاں آپ اپنی دعا کو واپس لیجیے" سمرہ بھی جلدی سے بولی وہ عورت چونکی "آہ معاف کر دینا بیٹا" اس عورت نے جلدی سے معزرت کی "ارے نہیں نہیں اگر آپکو دعا دینی ہے تو مجھے اور آحد یعنی میرے منگیتر کو دعا دیجیے ہمیشہ خوش اور ساتھ رہنے کی" سمرہ نے جلدی سے مسکرہ کر کہا اس کی بات سن کر سارم نے نفی میں سر ہلا کر آنکھیں گھمائ

"ہاں خوش رکھے خوش رکھے" وہ جلدی سے کہہ کر واپس چلی گئ جبکے سمرہ اب واپس سارم کی طرف مڑی

"مجھے تمھارے ساتھ کوئ باتیں بنانے کا شوخ نہیں ہے بس میری ایما سے دور رہنا" وہ اس کو انگلی سے وارننگ دے کر واپس اپنی گاڑی میں آ گئ جبکہ سارم نے پھر سنا ان سنا کر کے گاڑی میں بھیٹ کر آگے بڑھا لی

کچھ دیر بعد آحد مٹھایوں کے بڑے بڑے تھال کے ساتھ آتا دکھائ دیا۔ وہ اندر آیا تھال پیچھے رکھے اور پھر گاڑی سٹارٹ کر کے سڑک پر دوڑا دی۔ سمرہ مسکرائ

"ہم اسلام آباد آج دیر رات نکل رہے ہیں نا؟" سمرہ جانتی تھی پھر بھی پوچھا

"جی" آحد نے جواب دیا۔ سمرہ مسکرائ اور کچھ ہی دیر میں وہ لوگ آپارٹمنات میں آ گی ئے۔ سمرہ کو یہ آحد کے ساتھ تھوڑا سفر اچھا لگا تھا کاش یہ سفر تھوڑا نہ ہوتا

★★==========★★

اس نے کس طرح حریم کو اپنی مضبوطی کا یقین دلایا تھا اور اسے اریب کے ساتھ رشتہ میں رہنے کے لیے منایا تھا وہی جانتی تھی لیکن حریم کو ابھی بھی تسلی نہ ہوئی تھی وہ اب رو نہیں رہی تھی اسے جتنا رونا تھا وہ رو چکی تھی اب وہ مقابلہ کرنے کے لیے تیار تھی ہر پریشانی کا ہر مشکل کا مشطرقہ لوگ اب اسلام آباد جانے کے لیے تیار تھے حریم کا یہ آخری پل تھا اس گھر میں پھر تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے گھر کی ہو جانی تھی

"میںم ہم آپکو بہت مس کرینگے" حریم جو چاروں طرف گھر کو دیکھ رہی تھی کتنے پیار سے بنایا تھا سجایا تھا ماہم کی بات سے چونکی پھر مسکرائ

"صبح ہمیں پراٹھے کون کھلائے گا اور ہر جمعے کو بریانی کون بنائے گا اور ہر ہفتے کی رات کو مووی کون دیکھا گا میری اور آپی کی لڑائ کون رکوائے گا ہمیں سہی اور غلط کون سمجھائے گا ہماری بکواس کون سنے گا ہر عید پر درزی والے چاچا سے جاکر کپڑے سلوانے کے لیے لڑتا ہوا ہم کس کو دیکھے گے سموسوں کے رش میں صرف حریم نام سن کر سب سے پہلے سموسے کسے ملے گے راتوں کو بھائ کو آئیسکریم کھانے کے لیے جانے کے لیے کون منائے گا رات رات بھر ہمارے ساتھ ڈارمے دیکھ کر کون روئے گا پاگلوں کی طرح پکنک

Urdu Novels Ghar

جا کر عجیب تصوریں کون بنائے گا اور۔۔۔" وہ روتے روتے ہوئے مسلسل بولے جا رہی تھی اور حریم روئے جا رہی تھی جب علما نے روکا

"بس کرو ماہی" علما نے اس کے آنسو پونچھے۔ آحد کو اچھبنا ہوا سب سے زیادہ قریب تو وہ ہے اور یہ ساری باتیں ماہم کے ساتھ اسکو کرنی چاہیں کیا اسکی ایما بڑی ہو گئی ہے ؟

"ایسے نہیں روتے میم کو خوشی خوشی الوداع کہونا" علما نے اپنے آپکو قابو کیا ہوا تھا ورنہ حریم سے دوری برداشت وہ کیسے کریںگی وہ خود نہیں جانتی تھی

"ہاں تو اور کیا ویسے بھی ہماری حریم کا گھر ہی تو ہے وہ جب بھی آئے گی وہی سب ہم مل کر کرینگے جیسے کرتے آرہے ہیں "

آحد نے علما اور ماہم کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا

"بس رلا دیا تم لوگوں نے" حریم آنسو پوچھتی بولی اور ان تیوں کے گلے لگ گئی اور وہ چاروں مسکراتے ہوئے ایک دوسرے میں سمٹ گئے

"اس پل کے لیے سیلفی تو بنتی ہے" ماہم نے جوش سے کہا تو سب ہنس دیے اور یہ یادگار پل تصویر میں قید ہو گیا

★★==========★★

رات تین بجے جہاز نے پرواز کی۔ ہرے بھرے اسلام آباد کے خوبصورت گھروندوں میں جگمگ جلتے دیے پیروں تلے آ گئے۔ ہر انسان چاہتا ہے اسکے قدموں تلے دیپ روشن ہوں. اور خواہش جہاز میں بیٹھ کر پوری ہو جاتی ہے.' علما نے ننھے سے شیشے سے زمین پر پھیلی ہوئی روشنی کی بہار دیکھی. قطار دار قطار جگنوں چمک رہے تھے. اسلام آباد کی زمین پر آسمان کا گمان ہو رہا تھا. نیچے دیکھ کر اسے قرار سا آ گیا۔ اس وقت اس نے سوچا اس کالی زمین کی طرح دل بھی ایک اندھیر نگری ہے جس سے زندگی میں ملنے والی۔ یادوں کے دیپ روشن ہوتے ہیں. دل کی اندھیری گلیوں میں سناٹا ہو جاتے اگر جا بجا منڈیروں پر یادوں کے دیے چمکتے نظر نہ آئیں. دل ایک اندھا کنواں ہوتا اگر اس میں یادوں کے پتھر اور کنکر نہ گرتے رہتے۔ جہاز نے اڑان کے سارے ابتدائی مراحل پورے کیے. ٹیرھا میڑھا ہو کر سیدھی ہو گیا اور بلندی کی طرف جانے لگا. فضائی پروازوں نے دنیا کو مختصر کر دیا ہے دنیا سمٹ کر ایک دوسرے کے قریب اور لوگ ایک دوسرے سے دور ہو گئے ہیں۔ اس نے جہاز کے زاویے سے ایک بار پھر اسلام آباد کی زمین کو دیکھا جو نظروں سے صاف دکھائی دینے لگی تھی قریب سے اسلام آباد چم چم کرتا الف لیلیٰ کا دیس لگ رہا تھا۔ اسکا نیا سفر شروع ہو رہا تھا نئی زندگی نیا مرحلا لیکن اب وہ کمزور نہیں تھی وہ اسلام آباد کی زمین پر اتری تھی مضبوط ہو کر آگے کونسا سفر طے کرنا تھا وہ انجان تھی

★★==========★★

قربت بھی نہیں دل سے اتر بھی نہیں جاتا

وہ شخص کوئی فیصلہ کر بھی نہیں جاتا

آنکھیں ہیں کہ خالی نہیں رہتی ہیں لہو سے

اور زخم جدائی ہے کہ بھر بھی نہیں جاتا

وہ راحت جاں ہے مگر اس دربدری میں

ایسا ہے کہ اب دھیان ادھر بھی نہیں جاتا

ہم دوہری اذیت کے گرفتار مسافر

پاؤں بھی ہیں شل شوق سفر بھی نہیں جاتا

دل کو تری چاہت پہ بھروسہ بھی بہت ہے

اور تجھ سے بچھڑ جانے کا ڈر بھی نہیں جاتا

پاگل ہوئے جاتے ہو فراز اس سے ملے کیا

اتنی سی خوشی سے کوئی مر بھی نہیں جاتا

سورج مشرق سے نکل چکا تھا ایک نئی صبح نیے رنگ نئی کہانی نیے انداز کے ساتھ وہ آخر کار اپنی مطلوبہ منزل پر پہنچ گئی تھی لیکن وہ نہیں جانتی تھی اس کی اصل منزل ہی یہی تھی اس کو اس کا نصیب لایا تھا یہاں کیونکہ اس کو ایک نا ایک دن یہی آنا تھا نیلے آسمان میں سکوت طاری تھا پرندے ابھی گھونسلوں سے نکلے نہیں تھے سڑک بھی سنسان تھی لیکن کتنا سکون تھا کتنا خوبصورت علاقہ تھا ساف ستھرہ جہاں وہ رہتی تھی اس سے بلکل مختلف سمی آنکھیں مسل کر ارد گرد دیکھ رہا تھا جبکہ نمرہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اس حویلی نما کوٹھی کے سامنے آکر رک گئی تھی اس نے سانس خارج کی اور سمی کا ہاتھ چھوڑا

"باجی یہ" سمی نے حیرت سے اس خوبصورت وسیع کوٹھی کو دیکھا جو ایک الگ ہی شان کی تھی ان دونوں کا باہر کھڑا دیکھ گارڈ آیا اور سوالیہ نظروں سے ان کو گھورا

"کون ہو تم لوگ؟" گارڈ کی آمد سے جو دونوں بے خبر تھے چونکے

"جی ہم۔۔باجی سلماں نے بھیجا ہے نمرہ نام ہے میرا اور یہ میرا بھائی سمی" نمرہ نے چوکندہ ہو کر کہا

"رکو تم لوگ" گارڈ سختی سے کہہ کر واپس مڑنے لگا جب ایک عورت آگئی

"سنو تم نمرہ ہو نا" وہ عورت ہلیے سے ساف ستھری دکھ رہی تھی

"جی۔۔"نمرہ نے جھجکتے کہا سمی خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔اس کے جواب پر اس عورت نے گارڈ کو اشارہ کر کے واپس اس کو اپنی جگہ پر بھیج دیا اور خود نمرہ کی طرف آئی

"ہاں اندر آ جاؤ بیگم صاحبہ تمھاری ہی راہ دیکھ رہی تھی"اس نے نمرہ اور سمی پر نظر ڈالی اس کو اپنے پیچھے چلنے کا کہا۔نمرہ کو یقین نہ آیا کہ وہ نوکرانی تھی اتنی اچھی حالت میں اگر نوکرانی ایسی ہے تو مالکن کیسی ہو گی اس گھر میں رہنے والے افراد کیسے ہونگے وہ دماغ میں ان گنت سوال لے کر خاموشی سے سمی کا ہاتھ پکڑے اس عورت کے ہمرہ بڑھ گئ

★★==========★★

وہ عورت ان دونوں کو گارڈن میں چھوڑ کر اندر مالکن صاحبہ کو بلانے چلی گئ نمرہ اور سمی حیرت سے اس وسیع باغ کو دیکھنے لگے جو ہریالی سے بھرپور تھا مختلف قسم کے خوبصورت پھولوں سے وہ مہکتہ باغ ایک تازگی بخش رہا تھا سمی نے نمرہ کو سر اٹھا کر دیکھا تو وہ مسکرا دی کچھ ہی دیر میں ایک عورت آئی جامنی شلوار قمیض میں ملبوث سر پر دوپٹہ ٹکائے ہاتھوں میں سونے کے کنگن وہ بہت سادہ سی تھی نمرہ نے پہلی نظر میں ان کو مالکن پہچان لیا

"اسلام علیکم"نمرہ نے جلدی سلام کیا سمی نے بھی کیا وہ مسکرائی ان کے پیچھے وہی نوکرانی کھڑی سر جھکائے ہو گئ

"تو آپ نمرہ ہے اور یہ آپ کے بھائی"وہ خاتون قریب آئی اور سمی کے پیار سے بالوں پر ہاتھ پھیرہ سمی مسکرایا

"جی۔۔مجھے سلما۔۔"نمرہ کی جھجکتی آواز انہوں ے مسکرا کر کانٹ دی

"میں جانتی سلماں آپا نے بتایا تھا کہ آپ ان کے محلے کی ہے اور کام اور چھت کی تلاش میں ہے میں نے کہہ دیا تھا کہہ ان کو بھیج دیجیے گا"انہوں نے تحمل سے کہا

"مجھے سب آتا ہے صاف صفائی۔۔۔"نمرہ کی پھر بات کانٹی

"صاف صفائی کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس کے لیے دوسرے لوگ ہیں آپ ایک کام کرو کچن کا کام سنبھال لو دراصل کچن کا کام جو ہمارے ساتھ سنبھالتی تھی وہ چھٹیوں پر گئی ہے ان کی طبیعت ناساز تھی ویسے کھانا گھر کی عورتیں ہی بناتی ہے لیکن چھوٹی موٹی مدد کا ضمع آپ لے لو"انہوں نے کہا۔نمرہ کو حیرانگی ہوئی

"بس؟"اس نے حیرت سے پوچھا

"ہاں باقی کچھ ہو گا تو بتادونگی ابھی کے لیے اتنا کافی ہے"انہوں نے معاملی سے انداز میں کہا

"شنیلا جاؤ دونوں بچوں کو کواٹر میں ان کا کمرہ دکھادو اور کھانے پینے کا انتظام کرو بچوں کے لیے سفر کر کر آئے ہیں اور تنخواہ کا بھی معاملا ڈسکس کر لینا"انہوں نے پیچھے کھڑی نوکرانی سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا کر نمرہ اور سمی کو اپنے ساتھ چلنے کا کہا۔وہ واپس مڑ کر گھر میں چلی گئ جبکہ نمرہ اور سمی ابھی بھی حیرانگی میں مبتلا تھے

کواٹر تک جاتے جاتے نمرہ کی نظر تختی پر پڑی اسے یاد آیا باہر بھی ایک بڑی تختی لگی تھی مگر اس نے غور نہیں کیا تھا اور اندر بھی لگی تھی نمرہ نے غور سے چھوٹی آنکھیں کر کے اس تختی کو پڑھا تو وہاں سفید موٹے لفظوں سے لکھا چمکتا نام جگمگا رہا تھا

"حیدر ولا" نمرہ کے لب ہلے

★★==========★★

اسلام آباد کی صبح اس چھوٹے سہی مگر دو منزلہ زمین کے مکان میں ہلہ گلہ مچا تھا

"ارے بچوں جلدی سے یہ جو پھیلایا ہے صاف کر لو کچھ ہی دیر میں حریم کے سسرال والے سامان لے کر آنے والے ہیں

"اقرء بیگم لڑکیوں کو آوازیں لگاتی دیغ میں چیچ چلاتی بولی. سب کچھ ناکچھ کام میں لگے تھے لیکن خبر سن کر فیشل کرتی مہندی لگاتی سبزیاں کاٹتی ڈھول بجاتی کپڑوں پر استری کرتی لڑکیاں بری طرح چونکی تھی

"ارے لڑکے والے آرہے ہیں" سویرا کا چلانا تھا کہ ایک دم شور مچ گیا اور سب سامان سمیٹنے لگے اقرء بیگم نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا

"مما میں دیکھ لونگی یہ کام آپ مت کریں" حریم نے اقرء بیگم کو کچن باہر نکالنا چاہا

"کوئی ضرورت نہیں ہے تمھاری ساس آتی ہونگی تم تیار ہو جا کر چلو فوراً ارے ہبا بیٹا" مہندی کے ڈزاین کی کاپی کا مطالع کرتی ہبا کو پکارا تو وہ بوتل کے جن کی طرح حاضر ہو گئی

"جی آنٹی؟ "

"بیٹا حریم کو کمرے میں لے کر جاؤ تیار کرو اسکو جلدی" اقرء بیگم نے مصروف سے انداز میں کہا "جی اوکے چلیے حریم باجی" ہبا نے دانت نکالتے کہا تو وہ ہنس دی

"چلو ہبا آنٹی" حریم نے اس کے سر پر چپٹ لگائی

"ماہی ماہی" ان کے جانے بعد اب اقرء بیگم موبایل میں گھسی ماہم کو آوزیں دینے لگی

"جی کہیے؟" ماہم جلدی سے آئی

"تم۔۔۔" وہ کچھ بولتی پیچھے سے علما نے ان کو گلے لگا لیا

"ارے آپی آپ اٹھ گئی جلدی سے حلوہ کھا لے قسم سے اتنی مشکل سے بچا کر رکھا ہے ورنہ منیب بھائی تو کھا ہی جاتے ابھی تھوڑی دیر پہلے سب کی نیت تھی" ماہم نے تھوڑی دیر پہلے ہونے والا واقع بتایا وہ لوگ جب سے آئے تھے تو کوئی نہ کوئی سب مل کر ہنگامے کر رہے تھے شادی کے کام تو چل ہی رہے تھے لیکن مستیاں اسے بھی بھرپور تھی

"ہاں ایما تم نے کچھ نہیں کھایا ہے چلو شاباش" اقرءبیگم نے کہا

"اچھا ٹھیک ہے" علما نے برا سا منہ بنایا۔ اسی اثناء میں سمرہ بھاگتی ہوئی آئی "کدھر سے آ رہی ہے آپ سمرہ باجی" ماہم نے ہاپتی کانپتی سمرہ کو دیکھا سمرہ کچھ کہتی جب علما نے سمرہ کے سر پر چپٹ گئ

"بہن میں شادی ہو کر نہیں جا رہی" اسے اپنے سے چپٹا دیکھ سمرہ ہنستے ہوئے بولی

"جانتی ہوں شادی ہو کر بھی آنا یہی ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے" علما نے الگ ہوتے ہوئے کہا اور اب وہ فرج کی طرف حلوہ نکالنے کے لیے بڑھ گئ۔ وہ ابھی حمدان کا ذکر بھول گئ تھی ابھی اسے یہاں کی رونق سے ہی وقت نہیں نکل رہا تھا لیکن یہ بھولنا چند پل کا تھا

"ہاہاہاہا وہ تو سچ ہے کتنا مزا آئیگا جب آپ ہماری بھابھی بن جائینگی پھر جب بھی میم چھٹیوں میں آئینگی ہم سب گھومیں گے پھرے گے ایش کرینگے" ماہم جوش سے بھولی

"بھابھی بن جائینگی نہیں بھابھی بن چکی ہے" علما حلوہ کے پیالا لے کر آئی سلپ سے ٹیک لگایا اور اب انگلی سے کھانے لگی۔ سمرہ اس کی بات سے شرما گئی

"سمرہ باجی آپ تو ایسے شرما رہی ہے جیسے شادی میم کی نہیں آپکی ہیں" ماہم دبی دبی ہنسی سے بولی

"کیوں نہ ایک کام کرے میم کے ساتھ بھائی اور سمرہ کا بھی نکاح کر دے" علما جوش سے باؤل ایک طرف رکھ کر بولی۔ سمرہ کا چہرے پر شرماہٹ کے ساتھ گھبراہٹ نے بھی جگہ لے لی

"بس کرو خبادار اب میری بہو کو کسی نے تنگ کیا" اقرء بیگم جو خاموشی سے سب سن رہی تھی پتیلی کو ڈھکتی پاس کھڑی لڑکیوں کی طرف مڑی "بیٹا تنگ کر رہی ہے یہ لوگ بس" سمرہ کی پریشانی دیکھ کر اقرء بیگم مسکرہ کر بولی تو وہ شرما گئ

"اچھا چلو علما جاؤ منہ ہاتھ دھو اور ماہم تم بھی جاؤ کپڑے تبدیل کرو حالت دیکھو کیا بنائی ہے دونوں نے اپنی" اقرء بگم نے دونوں کو کہا

"ماسی ماسی" دانیہ جو چادر بچھا رہی تھی آواز لگاتی بولی تو دونوں نے مڑ کر دیکھا بس ماہم کی نظریں گھورنے والی تھی "جاؤ جلدی" اقرء بیگم نے کہا تو وہ دونوں کمرے کی طرف چل دی لیکن جاتے جاتے وہ دانیہ کو تکیہ مارنا نا بھولی

"یہ آحد کی کافی تیار ہو گئی بیٹا۔۔۔ہاں یہ زرہ آحد کو اپر والے کمرے میں اس کی کافی دئے آؤ مجھے بہت کام ہے" سمرہ جو مڑ ہی رہی تھی اقرء بیگم کی بات سے چونکی ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی اور تیزی سے پلٹی

"جی آنٹی وائے ناٹ؟" اس نے کپ پکڑا اقرء بیگم اس کی حرکت پر مسکرئی تو وہ جھیپ گئ

"ہاہا کوئی بات نہیں جاؤ" وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی کچن سے باہر چلی گئ جبکہ سمرہ مسکراتے ہوئے اپر آحد کے کمرے میں کافی دینے

★★==========★★

Urdu Novels Ghar

"واہ باجی یہ دیکھ کتنا اچھا ہے یہ بیڈ بھی ہے اور یہاں پردے ہے اور یہ ٹی وی بھی رکھا ہے" سمی جوش سے کبھی ادھر بھاگ کر سفید فرنیچر دیکھ رہا تھا تو کبھی ادھر بھاگ کر نمرہ نے چادر اتار کر بیڈ پر رکھی اور خود بھی بھیٹ کر مسکرا کر اسکی حیرت سے دیکھنے لگی وہ لوگ سرونٹ کواٹر میں تھے اور بلاشبہ وہ چھوٹا ہی سہی مگر وہ بہت اچھا تھا

"باجی یہ ہمارے اس جھوپڑی سے کتنا اچھا ہے اور ایک وہ تھا کتنا۔۔۔۔" سمی کی بات نمرہ نے کانٹی

"نہیں سمی "اس نے اس کو کندھے سے اپنے برابر بھٹایا" بری بات ہے ہم جہاں رہتے تھے وہ بھی ایک چھت تھی اور تو جانتا ہیں نہ اللہ کو ناشکرہ پن پسند نہیں ہے ہمیں اس نے بچپن سے جیسے رکھا کم از کم ایک چھت کے نیچے عزت سے تو رکھا ورنہ تو دیکھتا ہیں نا کتنے لوگ سڑک پر سوتے ہیں" سمرہ نے اسے سمجھایا" معاف کر دے باجی تو ہمیشہ سمجھاتی ہے میں ہمیشہ بھول جاتا ہوں" سمی نے منہ بنا کر کہا۔ اسی وقت کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا سمی اٹھا اور چند ہی پل میں کھانے کی ٹرے لے کر اندر آیا

"یہ دیکھ باجی کھانا دے کر گئے ہیں اور یہ دیکھ اس میں تو دال ہیں نہیں ہیں" سمی کو عجیب لگا اس نے وہی نمرہ کے برابر ٹرے رکھی نمرہ نے سلیقے سے سجی ٹرے کو دیکھا جس میں کورمہ روٹیاں تھی نمرہ نے واپس سمی کو دیکھا اور اداسی سے مسکرہ دی

"سمی یہ کورمہ ہیں" نمرہ نے کہا سمی کی آنکھیں چمک گئ" کورمہ ارے باجی آجا بہت بھوک لگ رہی ہے پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں" سمی جلدی سے کھانے پر ٹوٹ پڑا اور نمرہ اسے مسکرا کر دیکھنے لگی

"باجی کھانا تو" سمی نے اسے جھجھوڑا" کھا رہی ہوں" نمرہ نے نوالہ بنا کر کھایا سمی مسکرا دیا" اچھا ہیں نا؟" سمی نے جوش سے پوچھا

"ہمم" نمرہ نے تعریف کی

"باجی یہاں کتنے اچھے ہیں نا اور ہم جہاں رہتے تھے وہ کتنے برے تھے ابا رخشیدہ اور وہ محلہ۔۔۔۔" سمی کی بات پھر نمرہ نے کانٹی "غلط بعد سمی ایسے نہیں کہتے اب ہم وہاں سے آگے ہیں اب بس دعا کر سب کچھ سہی ہو" نمرہ نے اس کے گال ہر ہاتھ رکھتے کہا تو اس نے نوالہ منہ میں ڈالتے اثبات میں سر ہلایا

"باجی اگر یہ ایسا ہے" اس نے کمرے کو اردگرد دیکھا" تو جو اندر والا بڑا گھر ہے وہ کیسا ہو گا؟" نمرہ اسکی بات پر مسکرائی

"وہ بھی اچھا ہو گا چلو اب تو کھانا کھا کر سوجا" اس کے انگنت سوال شروع ہوتے کے نمرہ نے اس کے منہ میں نوالہ ڈال دیا وہ ہنسے لگا اور ساتھ نمرہ بھی یہ ان کی پہلی ہنسی تھی جو حیدر ولا میں گونجی تھی

★★==========★★

وہ کافی کی ٹرے لے کر اندر داخل ہوئی آحد اس کی طرف پشت کیے کسی سے فون پر مصروف تھا تھا اس نے خاموشی سے چھوٹی سی میز پر ٹرے رکھی اور اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگی

"ہاں اوکے اور سنو وہ پھولوں کو آرڈر لکھوا دینا۔۔۔ہاں ٹھیک ہے اوکے" وہ موبایل رکھ کر مڑا تو دیکھا سمرہ انگلیاں مروڑتی نیچے ارد گرد دیکھ رہی تھی اپنے اپر آحد کی نظر محسوس کر کے اس نے سر اٹھایا پھر جلدی سے بولی

"آپ کی کافی" اس نے میز کی طرف اشارہ کیا تو آحد نے کافی کے مگ کو دیکھا پھر سمرہ کو جو کھڑی اسے ہی دیکھ رہی تھی

"لیکن یہ تو مما سے منگوائ تھی؟" وہ میز کے قریب آتے بولا

"جی دراصل انہیں کچھ کام تھا تو میں لے آئ" سمرہ نے مسکراتے کہا۔ وہ کافی اٹھا کر پینے لگا "میں جا۔۔جاؤ؟" سمرہ نے انگلیاں مروڑتے پوچھا آحد جو کسی کا نمبر ملانے لگا تھا اس کو دیکھ کر سر ہلایا تو وہ مڑ کر جانے لگی جبھی وہ دوبارہ پکارا

"سمرہ؟" سمرہ چونکی اور تیزی سے پلٹی

"جی؟" کافی کی طرف نظر ڈالتے پوچھا

"فیظان اگر نیچے ہو تو اسے بھیج دینا" وہ کافی کا گھونٹ لیتے موبیل پر ٹاپینگ کرتے مصروف سے انداز میں بولا

"جی وہ ہے نہیں آتا ہے تو بھیجتی ہوں" اس نے مسکرا کر کہا اور سیڑیاں پھیلا نگتی نیچے چلی گئ

★★==========★★

وہ اپنے کنگ سایز گول بیڈ پر بھیٹا ہاتھ دوسرے ہاتھ سے ملائے کسی گہری سوچ میں غش تھا بال ماتھے پر بکھرے تھے آسمانی آدھی آستینوں کی شرٹ اور اور سفید پجامے میں مبلوث تھا کھڑکیوں پر پردے لگے تھے لیکن کھڑکیوں کے کھلے ہونے کے باعث روشنی تھی ہلکی ہلکی وہ بے غل و غش بھیٹا تھا جب افراطفری سے حسیب اندر آیا اسے اب تو حمدان سے مکالمت کرنی تھی اسے اور زیادہ دیر صبر نہیں تھا

"حمدان؟" حسیب نے پکارا وہ اسے پہلے سے تبدیل لگ رہا تھا حمدان سے معاملولی انداز سے دھیرے سے سر اٹھا کر اسکو دیکھا اس نے ہاتھوں کا پہلو بدل کر دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں تھوڑی پر جمالی تھی

"وہ۔۔۔۔" حسیب کو سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کہے

"تم ٹھیک ہو؟" وہ اس کے سامنے پڑی کرسی پر آکر بے چینی سے بھیٹا۔ اس کے سوال پر ناجانے حمدان کیوں مسکرایا حسیب نے غلط سوال غلط وقت پر غلط شخص سے پوچھا تھا شاید وہ اسکی غلطی پر مسکرایا تھا لیکن یہ مسکراہٹ قطعی گہری نہ تھی بلکہ بہت دھیمی اور اپنے آپ میں چھپی تھی۔ حسیب نے سوالیہ نظروں سے گھورا اس نے ایک سرد بھری آہ بھری

"حسیب وہ میرے سامنے آچکی ہے مجھے مل چکی ہے میری تو وہ ہو چکی تھی میں حاصل تو کر چکا تھا مگر اب وقت ہے اسے پانا اسے اپنا بنانا ایک لمحہ ایک پل ایک دن ایک مہینے یا ایک سال کے لیے نہیں اپنی پوری زندگی کے لیے" وہ بہت تحمل سے کہہ رہا تھا

"حمدان تو ایسا کچھ نہیں کرے گا تو جانتا ہیں نا اس دن کیا ہوا تھا اب بھی تجھے لگتا ہے کہ تو اسے پالے گا اپنا بنا لے گا تو۔۔۔تو بس کر" حسیب نے بے بسی سے کہا۔ حمدان اٹھا

"یو نو ناشی از ماین" وہ بولا حسیب نے سانس بھری۔ وہ مڑ کر جانے لگا لیکن دروازے تک پہنچ کر پھر پلٹا حسیب کو دیکھا جو پریشانی سے اسکو دیکھ رہا تھا

"شی از علما حمدان علی حیدر ماینڈ اٹ" وہ انگلی اٹھا کر کہہ کر رعب سے واپس مڑ کر چلا گیا۔ اور حسیب وہی بھیٹ گیا وہ جانتا تھا حمدان کے دماغ میں کچھ تو چل رہا ہے اور حمدان اپنے عشق کو پا کر ہی رہے گا کیونکہ وہ اسکی منکوحہ اور عشق ہے

"حسیب مجھے ڈَر ہے کے اگر وہ میرے سامنے آگئ تو میرا عشق میرے جزبات میرے بس میں نہیں ہونگے میں اسکو اپنا بنالونگا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے" حمدان کے کہے الفاظ حسیب کے کانوں میں گونجے تھے

★★==========★★

نمرہ اندر داخل ہوئ وہ محل نما گھر جتنا باہر سے خوبصورت دکھتا تھا اتنا ہے اندر سے بھی چمچاتا ہوا تھا بہترین فرنیچر وسیع برامدے میں قیمتی اشیعہ اس کوٹھی میں چار چاند لگاتی تھی نمرہ حیرت سے چاروں طرف کا جایزہ لے رہی تھی الٹے ہاتھ سے سیڑیاں جاتی تھی اپر اپر بھی کمرے قطار سے بنے تھے نیچے بھی کمرے تھے وہ کافی وسیع تھا

"ارے نمرہ بیٹی آوَ" سایمہ جو باورچی خانے کی طرف بڑھ رہی تھی اسے حیرت سے چیزوں کا جایزہ کرتی نمرہ کے پاس آئ۔ نمرہ چونکی

"آوَ باورچی خانے میں آوَ میں تمھیں سب سے ملواتی ہوں" انہوں نے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا اور ان کے ساتھ وسیع باورچی خانے میں آگئ

"یہ دیکھو سب لڑکیاں تمھاری ہی عمر کی ہیں ارے مشال ایشال شفا" انہوں نے کاموں میں مصروف ایشال مشال اور شفا کو پکارہ تو وہ متوجہ ہوئ "جی تائ جان؟"

"یہ نمرہ ہے اب سے باورچی خانے میں ہاتھ بٹوائے گی" ان کے ملازمہ نا کہنے پر نمرہ چونکی تھی ایک ملازمہ کو اتنی عزت واقع میں کتنے اونچے لوگ تھے وہ نمرہ نے دل سے اقرار کیا

"اسلام علیکم" شفا نے مسکرہ کر کہا تو دونوں نے بھی سلام کیا۔ نمرہ نے ان تینوں کو دیکھا اچھے سے کپڑوں میں وہ مبلوث اس گھر کی بیٹیاں لگ رہی تھی

"آوَ نا نمرہ" ایشال نے اسکا ہاتھ پکڑ کر باورچی خانے میں رکھی کرسی پر اپنے ساتھ بٹھا دیا باقی دونوں بھی بیٹھ کر نمرہ کو دیکھنے لگی سایمہ جا چکی تھی چادر میں لپٹی بھوری آنکھوں والی لڑکی انہیں پسند آئ تھی

"آپ کہاں سے آئی ہے؟"مجتشال نے پوچھا۔ نمرہ چونکی اب وہ کیا جواب دے کے وہ کہاں سے آئی ہے؟

"کیا تم بھی انٹرویو لینے بھیٹ گئی بہت سارے کام ہے اور پھر حریم کیا بھی تو جانا ہے"شفانے میثال کو ڈانٹا"میرا نام شفا ہے"شفانے اپنا نام بتایا"میرا نام مثال اور یہ ایشال"ایشال کا تعرف بھی میثال نے خود ہی کر دیا ایشال مسکرائی

"اہو بھئی آپ لوگ یہاں بھیٹے ہیں جلدی کریں ہمیں نکلنا بھی ہے"اتنے میں اریشہ لگ بھگ بھاگتے ہوئے آئی۔ نمرہ نے الجھ کر سب کو دیکھا تو ایشال نے مسکرا کر اسے اریب اور حریم کی شادی کی بات بتائی

"پر سو بارات ہے"میثال نے ایکسایئٹمنٹ سے کہا

"ایک منٹ تم نے میثال تم نے میر ابارات میں پہنے والا دوپٹہ کہاں رکھ دیا اب تک نہیں ملا"اریشہ کو یاد آیا

"وہ۔۔وہ سوری اریشہ میں"میثال کو یاد آیا دوپٹہ تو اسے گھم ہو گیا تھا

"دیکھ رہی ہے آپ ایشال اور شفاباجی یہ یہی کرتی ہے میرے سارے کپڑے لے کر سب گھما دیتی ہے اس کو تو کوئی چیز یاد ہی نہیں رہتی"اریشہ غصہ سے بولی

"ہاں تو کیا ہوا اب زیادہ مت بولو"میثال نے منہ بنا کر کہا کیونکہ وہ نمرہ کے سامنے شروع ہو گئی تھی

"تم ایک نمبر کی بلکھڑ انسان ہو تم دوسری کی چیزوں کا بھی خیال نہیں رکھ پاتی"اریشہ غم وغصہ سے بولی

"خبادار اگر مجھے بلکھڑ کے نام سے پکارا"میثال کھڑی ہو کر اسے لڑنے لگی ایشال اور شفا بھی کھڑے ہو گۓ

"بس بس کرو تم دونوں"شفانے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ نمرہ مسکراتے ہوئے انکی نوک جھوک دیکھ رہی تھی

"ہاں بچوں کی طرح کیوں لڑ رہی ہو کوئی بھیٹا ہے اسکا ہی خیال کر لو"ایشال نے بھی ٹوکا

"اس کو بولے آپ ایک دوپٹہ نہیں ہو گیا پتہ نہیں کیا ہو گیا"میثال نے ہاتھ باندھ کر منہ پھیرہ

"ایک دوپٹہ اللہ اللہ نمرہ باجی آپ دیکھ رہی ہے آپ ہی بتائے میرا دوپٹہ میرا غم میرا غصہ کرنا جایز ہے یہ نہیں؟"اریشہ فوراً نمرہ سے مخاطب ہوئی سب سوالیہ نظروں سے نمرہ کو دیکھنے لگے نمرہ سٹپٹا گئی

"افو بھئی دوسرا آجاۓگا ابھی ہمیں دیر نہیں ہو رہی"شفانے جلدی سے یاد دلایا

"اوہ ہاں چلو چلو"اریشہ جلدی سے باہر بھاگی تو شفا میثال کو لے کر بھی باہر گئی

"سوری یہ دونوں نہ لڑتی رہتی ہے"ایشال نے نمرہ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر مسکرا کر کہا تو وہ بھی ہلکا سا مسکرادی ایشال باہر چلی گئی جبکہ اب دوسری ملازمہ نمرہ کو کام سمجھانے لگی نمرہ کو واقع دل سے یہ گھر اور گھر کے لوگ بہت پسند آئے تھے

★★==========★★

حمدان نیچے اتر رہا تھا جب حزیفہ کی آواز کانوں میں پڑی وہ ملازم کو ہدایت دے رہا تھا ملازم سامان لے کر باہر نکل رہے تھے گھر میں شور سا تھا حمدان حزیفہ کے پاس آیا

"کیا ہو رہا ہے؟" اس نے ارد گرد نگاہ دوڑاتے ہو چھا

"ارے حمدان بھیاوہ کیا ہیں ناسب لوگ بری کا سامان دینے حریم بھابھی کے ہاں جا رہے ہیں" حمدان کی ارد گرد چلتی نظریں رکی واپس حزیفہ کو دیکھا جو مسکرا کر دیکھ رہا تھا یعنی علما کے ہاں

"ت۔۔تو لے کر جا رہا ہے؟ "

"ہاں دو گاڑیاں جا رہی ہے ایک میں ڈرائیور ہے اور ایک مجھے ڈرائیور بنایا ہے میں نہ منع بھی کیا تھا تائی جان کو کہ مجھے ایک کام ہے لیکن میری تو کوئی سنتا ہی نہیں ہے" حزیفہ نے مظلوموں کی طرح منہ بنا کر کہا

"تو رہنے دیں میں لے جاتا ہوں" حمدان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا تو وہ چونکا

"ہیں آپ لے کر جائینگے؟" حزیفہ کی حیرت دیکھنے والی تھی

"ہاں کیوں میں نہیں لے جا سکتا؟" حمدان نے بھویں اٹھا کر پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلایا

"نہیں نہیں کیوں نہیں میرے لیے تو اسے اچھی بات ہی نہیں ہو سکتی" حیرت خوشی میں تبدیل ہو گئ تھی

★★===========★★

"یار کدھر چلے گ ۓ ابھی تو استری کر کے رکھے تھے؟" ماہم جھنجھلا کر پورے کمرے میں اپنے کپڑے ڈھونڈ رہی تھی علما کپڑے تبدیل کر کے باہر آئ اور تولیے سے بالوں کو آزاد کرتی بال سکھانے لگی

"کیا ہو گیا؟" اس نے پوچھا وہ جھک کر تولیے سے بال سکھا رہی تھی

"یار آپی کپڑے نہیں مل رہے" ماہم جھنجھلا کر بولی

"تو کیا ہو امل جائینگے جلدی کس بات کی ہے" اس نے تولیا دروازے پر لٹکایا اور چل کر شیشہ کے سامنے آکر کھڑی ہو گئ۔اس نے کالی شلوار کمیز پہنی تھی کاندھے پر آتے بال کمر پر آنے لگے تھے اب اس نے جھمکے اٹھا کر کانوں میں پہن لیے۔پھر برش اٹھا کر کالے بالوں پر پھیرنے لگی

"ارے یار وہ میم کے سسرال والے آچکے ہیں" علما کا بالوں میں پھیرتا برش والا ہاتھ رک گیا۔یعنی کے وہ بھی آیا ہو گا اس کی سانس لمحے بھر کو رکی تھی نہیں اس کو خود کو سنبھالنا ہے اس نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس کھیچی

"کون کون آیا ہے؟" اس نے شیشہ سے ماہم کو دیکھتے پوچھا جس کو کپڑے مل چکے تھے

"بس کچھ ہی لوگ آئے ہیں آنٹی اور لڑکیاں" ماہم باتھ روم میں گھستی بولی تو علما نے سکون کا سانس لیا دوپٹہ اٹھایا گلے میں ڈالا اور پھر سے سانس بھری اور باہر نکل گئی

★★==========★★

" اسلام علیکم "نمرہ برتن دھو رہی تھی جب اس کو کسی لڑکے کی سلام کی آواز آئی اس نے مڑ کر دیکھا تو سمی کے جتنا لڑکا نظر آیا

"وعلیکم اسلام "وہ لڑکا اب آس پاس دیکھ رہا تھا اس نے اسکول کا یونیفارم پہن رکھا تھا

"باقی سب کہاں ہے "اس نے خالی باورچی خانے کو دیکھتے پوچھا وہاں صرف نمرہ موجود تھی

"وہ باہر گئے ہیں "نمرہ نے آس پاس دیکھتے جھجھک کر کہا

" اوکے "اس نے منہ بنایا اور واپس مڑنے لگا جب نمرہ نے پکارا " آپ کو کچھ چاہیے تھا؟ "سعد نے اثبات میں سر ہلایا تو نمرہ نے سوالیہ نظروں سے دیکھا

"سینڈوچ آپ کو بنانے آتے ہیں؟ "اس نے معصومیت سے پوچھا نمرہ مسکرائی وہ بلکل سمی جیسا تھا نمرہ نے اثبات میں سر ہلایا

"میں ابھی بناتی ہوں "وہ کہہ کر اس کے لیے سینڈوچ بنانے کے لیے چیزیں نکالنے لگی جب تک سعد خوشی سے کرسی پر بھیٹ گیا

" آپ کا نام کیا ہے پہلے تو آپ کو نہیں دیکھا؟ "سعد نے دلچسپی سے فرڈج سے سبزیاں نکالتی نمرہ سے پوچھا

"نمرہ نام ہے میرا پہلے اس لیے نہیں دیکھا کیونکہ پہلے میں یہاں تھی ہی نہیں "نمرہ نے مسکراتے ہوئے سبزیاں میز پر رکھتے کہا وہ اس بچے سے سمی کی طرح کمفرٹیبل ہو کر بات کر رہی تھی

" اوہ یہ بھی ہے ویسے آپ کو پتا ہے میرا نام سعد ہے "اس نے بڑے پتے کی بات بتائی نمرہ نے سبزی کاٹتے سوچا پھر مسکرا کر اسکو دیکھا جو دلچسپی سے اسکو دیکھ رہا تھا "اچھا سعد بہت اچھا نام ہے "

"وہ تو ہو گا ہی نا دادی جان نے جو رکھا ہے "سعد نے فخر سے کہا

" دادی جان؟ "نمرہ نے سوالیہ نظروں سے دیکھا کیا اور بھی لوگ تھے اس گھر میں؟

" ارے آپ کو نہیں پتا ایک منٹ آپ کو اس گھر کے لوگوں کے بارے میں زیادہ نہیں پتا نا؟ "سعد نے پوچھا تو نمرہ نے اثبات میں سر ہلایا اسے واقع کچھ نہیں پتا تھا

"ٹینشن ناٹ میں ہوں نہ میں آپ کو بتاتا ہوں "سعد نے چٹکی بجا کر کہا

★★==========★★

وہ جانے چھت پر آگئی تھی ابھی اسکا کسی سے بات کرنے یہ کسی کو فیس کرنے کا دل نہیں تھا نیچے سے آوازیں آرہی تھی یعنی حریم کے سسرال والے آچکے تھے علما باہر کا نظارہ دیکھنے لگی تھی سڑکوں پر رش نہیں تھا بس ہلکا پھلکا رش تھا وہ زیادہ اونچائی پر نہیں کھڑی تھی

بس دوسرے مالے کے بعد اپر چھوٹی سی سہن جیسی چھت پر تھی ایک گاڑی دروازے کے پاس کھڑی تھی جس میں یقیننن حفسہ اور دو تین لڑکیاں آئی تھی علما غایب دماغی سے ہاتھ باندھے سامنے اپر آسمان کو دیکھ رہی تھی جہاں سفید بادلوں کے ٹکرے مل جل کر نیلے آسمان میں روی کی طرح تھے ہوا بھی چل رہی تھی اس کے دوپٹے کا پلو ہوا سے باتیں کر رہا تھا کھلے گیلے بال بھی تیزی سے اڑ کر سوکھ رہے تھے سلور جھمکے بھی ناچ رہے تھے

نیچے گھر کے دروازے پر ایک اور گاڑی آکر رکی تھی لیکن علما کا سارہ دیھان ان سفید روئی کی مانند بادلوں پر تھا جس نے نیلے چادر جیسے آسمان کو چھپا دیا تھا دھوپ نکل کر سر پر آچکی تھی یعنی یہ دوپہر کی نشانی تھی دھوپ کی شعایں اس کی چمکتی ہیزل آیز جو گھنی پلکوں سے ڈھکی تھی اس ہزیل آیز میں داخل ہونا چاہ رہی تھی کیسا سماع تھا نیلے بادلوں سے دھوپ کی شعایں نکل کر آ رہی تھی

نیچے گاڑی سے اتر کر اسمہ فریحہ اور حزیرہ نکل کر گھر میں داخل ہو چکے تھے اب دروازہ پھر سے کھلا تھا لیکن ڈرائیونگ سیٹ کا جس سے وہ شخص باہر نکلا تھا کالی شلوار کمیز میں مبلوث وہ باہر نکلا لیکن کچھ احساس کے باعث سر اٹھا کر اوپر چھت کی طرف دیکھا تو نظریں وہی اٹک گئی وہ کھڑی تھی ہاں وہ کھڑی تھی نازک لڑکی اسی کے ہم رنگ کپڑوں میں سر آسمان کی جانب کیے لاپروہ سی کھڑی تھی اس کے کالے بال ہوا سے جانے کون سی باتیں کر رہے تھے حمدان کی نظریں اس پر ٹھہری تھی اور آج تین سال بعد بھی اسکی پلکوں نے جھپکنے صاف صاف انکار کر دیا تھا

"آخر دیدارے یار ہو ہی گیا

میں اس میں پھر سے کھو ہی گیا" (زینب خان)

بھوری آنکھوں کو دھوپ کی کرنوں نے سنہری بنا دیا تھا وہ آنکھیں جس میں بندہ ڈوب جاتا ہے اس وقت اس بھوری آنکھوں میں دھوپ کی چمکتی کرنیں ڈوبی تھی بھوری آنکھیں بنا پک چھپکائے اپنے عشق کا دیدار کرنے میں مہو تھی لیکن ان نشیلی آنکھوں میں ایک مسکراہٹ تھی جو اب لب پر آگئی تھی اس کے بال اڑ کر ماتھے پر آنے لگے وہ اسکو دیکھنے میں مہو تھا اور وہ آسمان

"اسے دیکھتا ہوں تو زندگی کا احساس ہوتا ہے،

ورنہ لاکھوں حسین چہرے ہے دنیا میں"

"حمدان بھیا" حزیرہ باہر آئی تو وہ بری طرح چونکہ بالوں کو ماتھے سے ہٹاتے اس نے حزیرہ کو دیکھا جو اس کے پاس آگئی تھی "ہاں؟"

"وہ گاڑی میں ایک شوپر پھلوں کی ٹوکری رہ گئی ہے" حزیرہ نے دھوپ سے بچنے کے لیے سر پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں چندیا کر کہا۔

حمدان نے اثبات میں سر ہلایا۔ حزیرہ نے دروازہ کھول کر ٹوکری نکالی اور پکڑ کر اسکو خدا حافظ کہہ کر واپس اندر چلی گئی حمدان نے پھر

Urdu Novels Ghar

سے واپس نظر اٹھا کر اپر دیکھا مگر اب کوئی نہیں موجود تھا حمدان نے اسے کھوجنا چاہا مگر اب وہ وہاں نہیں تھی وہ تھوڑی دیر ہی رکا پھر سانس بھری اور گاڑی میں بھیٹ گیا اب گاڑی زن کر کے تیزی سے چلی گئ تھی

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا

نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے

کسی لڑکی کی آواز پر چونک کر بادلوں کے صراح سے نکل کر وہ حال میں لوٹی اور سر نیچے کر کے دیکھا تو اس بار وہ بھی پلک جھپکانا بھول گئ نیچے اسکا دشمنِ جان کھڑا تھا اس نے پلر کو مضبوطی سے پکڑ لیا وہ شخص کالے کپڑوں میں موجود تھا علما نے اپنے کپڑے دیکھے اس کے کپڑے بھی تو کالے تھے اسے اس وقت پر غصہ ایا جب اس نے کالے کپڑے پہنے کا سوچا وہ شخص نیچے کھڑا بالوں پر ہاتھ پھیرتے حزیرہ بات کر رہا تھا حزیرہ نیچے تھی وہ کچھ سامان نکال کر واپس مڑ کر چلی گی اسے پہلے وہ واپس اپر دیکھتا علما دیوار کی اونٹ میں چھپ گئ چند پل وہ یونہی آنکھیں بند کیے چھپی رہی پھر گاڑی کی آواز سے سر نکال کر دیکھا تو وہ جا چکا تھا کاش وہ اسکی زندگی سے بھی ایسی چلے گائے خیر وہ نفرت سے سوچتی سیڑیاں پھیلانگتی چھت سے نیچے چلی گئ کیوں نکہ اسکو پہلا کام یہ کالے کپڑے تبدیل کرنا تھے

★★==========★★

"یہ تیار ہو گیا آپکے سینڈوچ" نمرہ نے سینڈوچ والی پلیٹ سعد کے سامنے کی تو وہ خوش ہو گیا

"واو اتنی اچھی پریزنٹیشن یہ تو یمی ہو گا" سعد نے خوشی سے کہا وہ اس سینڈوچ بنانے کے دوران مزے سے نمرہ کو سارے گھر کے افراد کے بارے میں بتا چکا تھا جسے نمرہ کافی انسپایرڈ ہوئ تھی

"واؤ اٹس یمی" سعد انگلیاں چاٹتے بولا نمرہ مسکرادی اس کو سمی کا خیال آیا جو ابھی کوٹیج میں سو رہا ہو گا

"آپ کھاؤ میں آتی ہوں" وہ مسکرا کر اٹھی اور باورچی خانے سے باہر نکل کر کوٹیج میں سمی کے پاس چلی گئ

★★==========★★

"ماشائاللہ میم آپکی بری کتنی خوبصورت آئ ہے" ماہم کمرے میں بھاگتے ہوئے آئ

"وہ تو ہو گی نا آخر حریم باجی کی بری ہے کوئ آم بات تھوڑی" سویرا نے حریم کے گلے میں باہیں ڈال کر کہا تو وہ مسکرا دی

"وہ سب تو سہی ہے ویسے عرجہ تم ایک بات بتاؤ یہ تم ایمان کو مکھن لگاتی کیوں دکھ رہی تھی؟ دانیہ نے بھویں اٹھا کر موبایل میں مصروف عرجہ سے پوچھا تو سب کی توجہ عرجہ پر چلی گئ

"ممم۔۔میں کہاں مکھن لگا رہی تھی اور تم لوگ سب مجھے ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟" عرجہ گھبراتی ہوئ بولی

"ہاں میں نے بھی نوٹس کیا تھا ایمان یہ جوس لو نا ایمان تم کتنی پریٹی ایمان تم کیا پڑھتی ہو ایمان یہ وہ۔۔۔" فضا نے باعقدہ عرجہ کی نقل اتاری تھی سب کی ہسنی ایک ساتھ چھوٹی

"تو کیا یہ سچ نہیں ہے اتنی پیاری معصوم تو ہے" عرجہ نے منہ بنا کر کہا

"عرجہ یہ تم بھی اور ہم بھی اچھے سے جانتے ہے کہ تم تعریف کرنے میں کتنی کنجوس ہو اب سچ سچ بتاؤ معاملہ کیا ہے؟" زینیہ نے پوچھا

"افو بھئی اب نند کو مکھن تو لگانا ہی پڑتا ہے نا" عرجہ نے بالوں کو ایک طرف جھٹکتے اترا کر کہا "نند؟" سب ایک ساتھ چلائے

"ہونے والی نند" عرجہ نے گھبرا کر بات سہی کی

"ایک ایک منٹ تم اریب جیجو تو با تو با" سویرا نے کانوں کو ہاتھ لگا کر حیرت سے بات ادھوری چھوڑ دی۔ حریم بھی فوراً چونکی

"ارے استغفار میں اریب جیجو کی بات نہیں کر رہی" عرجہ نے چڑ کر کہا

"تو پھر اس لنگور" حریم نے گھور کر دیکھا "امم میرا مطلب زین کی بات کر رہی ہو" ماہم نے گھبرا کر بات سنبھالی

"ہاں ان کا چھوٹا بھائی لو تمھیں اس سے۔۔۔۔" ارم بھابھی نے حریت سے پوچھا عرجہ چڑ کر کھڑی ہو گئی

"بڑے اور چھوٹے کو دیکھ رہی ہے کوئی درمیان والے پر بھی آئے "

"مطلب؟" سب پھر ایک ساتھ بولے

"لنڈن رٹن" عرجہ مصنوعی شرمائی "لو بھئی" ارم بھابھی کا ہاتھ ماتھے پر گیا جبکہ ساری لڑکیاں ہنسے لگی مگر حریم چونکی تھی

"تم پاگل ہو گئی ہو عرجہ؟" حریم غصہ سے بولی

"ایک ایک منٹ اس بیچاری کو ڈانٹنے کا وقت نہیں بلکہ دلاسہ دینے کا وقت ہے" فضا نے جلدی سے کہا۔ سویرا نے بھی ہامی بھری "کیا مطلب؟" عرجہ نے پوچھا

"مطلب یہ کہ جو تم سنہرے خواب سوچ رہی ہو وہ بھول ہی جاؤ کیونکہ ان کا رشتہ طے ہو چکا ہے" فضا نے مزے سے بتایا حریم اور عرجہ بری طرح چونکی

"کیا نہیں" عرجہ نے ساس بہو کے ڈراموں کی طرح دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ کر اوور ایکٹنگ کا مظاہرہ کیا جس پر برابر میں بھیٹی زینیہ نے کانوں میں انگلی ڈالی

"ک۔۔۔ کیا۔ کسے؟" حریم سخت حیرت میں مبتلا تھا

"کس سے کیا انکی کزن کیا نام ہے ہاں ایشال" ماہم نے معاملی انداز سے اپنے کپڑے طے کرتے کہا

"ہاں اور تو اور آپ کے ولیمہ والے دن منگنی بھی ہے" سویرا نے کہا

"تم لوگوں کو کیسے پتا؟" عرجہ نے صدمے سے کہا

"آج ہی تو بتایا ہے ان لوگوں نے" دانیہ نے کہا۔ پھر وہ لوگ عرجہ بیچاری جو صدمے میں تھی اسکا مزاق اڑانے لگ گئے اور اسی اثناء میں حریم تیزی سے باہر نکلی تھی کسی کا دیھان نہیں گیا

★★==========★★

ہاتھ میں پرہیزی کھانے کی ٹرے لیے وہ دروازے پر کھڑی تھی جب اسمہ کی نظر اس پر پڑی "ارے بیٹا آؤ وہاں کیوں کھڑی ہو" انہوں نے اسکو اندر بلایا تو وہ نظریں جھکائے خاموشی سے آ گئ

"اماں جان کھانا آ گیا آپکا" انہوں نے نمرہ کے ہاتھ سے ٹرے لی اور بیڈ پر ان کے سامنے رکھ دی

"اماں جان یہ نمرہ ہے" انہوں نے ساتھ ہی اسکا تعارف کروایا نمرہ نے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا سفید سادہ غرارہ اور نیلی قمیض میں سر پر دوپٹا پہنے ہاتھ میں تسبیح پکڑے وہ سفید بالوں والی ضعیف خاتون کے سنجیدہ چہرہ پر ایک نور اور ساتھ ہی جھریاں تھی ان کی سفید رنگت تھی نمرہ نے ان کو غور سے دیکھا سعد نے بہت مختصرً بتایا تھا

اسلام علیکم "نمرہ نے سلام کیا" وعلیکم اسلام ورحمتللہ ہی وبرکتوہو" انہوں نے بیڈ سے کھڑے ہوتے کہا ان کے ہاتھ میں براؤن رنگ کی چھڑی بھی تھی۔ اب وہ چل کر دوسری طرف جا رہی تھی "آؤ بیٹا بیٹھ جاؤ" اسمہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ ہچکچائی مگر قریب ہی سوفے پر ایک کونے میں ٹک کر بھیٹ گی

"بہو حفصہ اور زرہ سفیہ کو بلا لے آنا" انہوں نے الماری کے پٹ کھولتے اسمہ سے کہا "جی اماں جان" اسمہ اثبات میں سر ہلا کر نکلنے لگی جب نمرہ نے کھڑے ہو کر روک دیا "میں بلا کر لے آتی۔۔ ہوں" اس نے ہچکچاتے کہا تو اسمہ نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا تو وہ نکل گئ

★★==========★★

"شان؟" شان دروازے کی طرف تیزی سے بڑھ رہا تھا جب علما کے پکارنے پر رکا "ہاں؟ "

"کہاں جا رہے ہو تم لوگ اور بھائی کہاں ہے؟" اس نے ارد گرد دیکھتے پوچھا وہ ابھی ابھی کمرے سے باہر نکلی تھی وہ چھت سے نیچے آ کر کمرے میں بند ہو گی تھی کیونکہ باہر مہمان تھے خاص طور پر حریم کے سسرال والے جو بری لے کر آئے تھے

"ہم لوگ ہال کی بوکنگ کے لیے جا رہے ہے باہر آحد بھائی گاڑی میں کوئی کام تھا؟" اس نے پوچھا

"نہیں جاؤ اچھا سنو یہ ہبا اور سمرہ کو کہی دیکھا ہے نظر نہیں آ رہی؟ "

"وہ دونوں وہ دونوں تو مریم ہو رہیا اور زینیہ باجی اور منیب بھائی کے ساتھ خریداری پر نکلی ہے" شان بتا کر باہر نکل گیا اور علما اثبات میں سر ہلا کر واپس کمرے میں آ گئ

"ایما ایما؟" حریم جلد بازی میں کمرے میں داخل ہوئی

"جی جی کیا ہوا؟" علما نے موبایل چارجنگ پر لگائے منہ موڑ کر اسکو دیکھتے پوچھا

"اس کو چھوڑو تمھیں پتا ہے ہو کیا رہا ہے؟" حریم نے اس کو کاندھے سے پکڑ کر اپنی طرف کیا "کیا ہو گیا خیریت؟" علما کو حیرت ہوئی

"حمدان کی وہ اسکی کزن ہیں نا ایشال اس سے میرے اور اریب کے ولیمے والے دن منگنی ہے" علما جو حیرت والے تاثرات سے سن رہی تھی اس کے تاثرات چلے گئے چہرہ بے تاثر ہو گیا حریم نے اس کے چہرے پر اس کے تاثرات اسکا ردے عمل ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر ناکام رہی کیونکہ اب وہ مڑ کر واپس ٹھیک سے چارجنگ پر فون لگا رہی تھی

"تم نے سنا نہیں میں نے کیا کہا حمدان۔۔۔" حریم کی بات علما نے کاٹی

"ہاں سن لیا میں نے تو میں کیا کروں ہاں؟" علما نے چیخ کر پوچھا۔ حریم جو اسکا بازو پکڑی تھی چھوڑ دیا

"تم۔۔ تمھیں کچھ ہوا نہیں؟" اس نے حیرت سے پوچھا

"مجھے کیا ہونا ہے؟" جانے کیوں علما کا ردے عمل معاملی تھا "وہ شادی کرے منگنی کرے آئی ڈونٹ ڈیم کیر" آخری کے انگریزی جملے چبا چبا کے کہے

"تم پاگل ہو گئی ہو شوہر ہے وہ تمھارا تم کیسے بھول جاتی ہو؟" حریم چیخی

"نہیں بھولتی میں" علما بھی چیخی "کچھ نہیں بھولتی میں یہی تو دکھ کی بات ہے کچھ نہیں بھولتی میں چاہ کر بھی ماضی نہیں مٹتا میرے اندر سے" اسکی آنکھیں بھر آئی

"ایما تم کیوں نہیں سمجھ رہی ہو وہ تمھارا شوہر۔۔" حریم کی بے بس آواز کو علما کی سخت آواز نے کاٹا

"نہیں ہے وہ میرا شوہر آپ کیوں نہیں سمجھ لیتی تین سال سے ایک ہی بات کہے جا رہی ہوں کہے جا رہی ہوں میں کسی زبردستی کے رشتے کو نہیں مانتی میرا کوئی تعلق نہیں ہے اسے وہ چاہے جیے مرے مجھے نہیں پروہ" حریم کا ہاتھ جو اس کے ہاتھ میں تھا اس کو جھٹک کر وہ تیزی سے آنکھوں سے آنسو پونچھتی باہر نکل گئی۔ جبکہ حریم وہی کھڑی رہی

★★==========★★

حفصہ اس کے کمرے میں تھی اور اس کے بال سہلا رہی تھی وہ حفصہ کی گود میں لیٹا تھا کسی بچے کی طرح ہمیشہ سے اس کی یہی عادت تھی بچپن سے وہ لاڈ سے حفصہ کی گود میں آکر لیٹ جاتا تھا اور پھر زبردستی حفصہ کا ہاتھ اپنے بالوں پر رکھتا اور توتلی زبان میں منہ بنا کر کہتا "تہلاؤنہ" جس کا مطلب سہلاؤنہ اور حفصہ مسکراتے ہوئے سہلاتی تھی ہمیشہ سے اس کا بچپن سوچ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی اور سر جھکا کر اسے دیکھا جو دونوں ہاتھ سینے پر رکھ کر سفید ہوڈ میں جس پر "واٹس رانگ؟" انگریزی میں لکھا تھا بھوری آنکھیں بند کیے لیٹا تھا حفصہ نے اس کے نین نقش غور سے دیکھے وہ کتنا سنجیدہ ہو گیا تھا ایسا نہیں تھا کہ وہ بچپن میں بہت شرارتی تھا نہیں وہ بچپن سے ہی سنجیدہ تھا مگر اتنا نہیں وہ مسکراتا ہوا بچہ تھا وہ جتنا پیارہ بچپن میں تھا اتنا خوبصورت اب جوانی میں ہو گیا تھا مردانہ نین

نقش وجیہہ رعب گھنی بھویں سوالہ رنگ وہ کسی بھی شخص کی اپنی طرف توجہ کھینچنے کا ہنر رکھتا تھا حفصہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی

"کیا ہوا؟" اس نے پوچھا حفصہ چونکی

"کیا ہوا؟" اس نے انکھیں کھولی بھوری آنکھیں کمرے میں اندھیرا ہونے کے باعث چاند سے کمرے میں میں آنے والی روشنی میں چمک رہی تھی

"آپ کو کیسے پتا حمدان میں دیکھ رہی ہوں آپکی تو آنکھیں بند تھی نا؟" حفصہ نے نا سمجھی سے پوچھا حمدان مسکرایا اف اسکی مسکراہٹ باریک ہونٹوں کی مسکراہٹ اس سنجیدہ رعب دار چہرے ہر کافی جمتی تھی۔ اس نے نرمی سے حفصہ کا ہاتھ اپنی طرف لیا اور لبوں پر لے جا کر رکھ دیا

"کیونکہ آپ میری خوبصورت ماں ہے اور حمدان کو سب خبر ہو جاتی ہے" آخری بات پر شرارت سے ایک بھویں اٹھا کر کہا حفصہ مسکرائی اور ہلکی سی پیار سے چپت لگائی

"اتنی ماں کی فکر ہے تو ماں کے پاس کیوں نہیں رہتے؟" حفصہ سنجیدہ ہو کر بولی۔ حمدان پھر سے مسکرایا کچھ سوچ کر شاید اسے سوچ کر؟

"اب رہونگا" اس نے حفصہ کا ہاتھ مضبوطی س پکڑ کر آنکھیں پھر سے بند کر لیں

"کیا ہو رہا ہے؟" اریب آیا حمدان نے آنکھیں کھولی "ہیلو ایوری بڈی" پیچھے سے زین بھی آیا

"واہ واہ اکیلے اکیلے میں ماں بیٹے میں کیا باتیں چل رہی ہے؟" اریب حفصہ اور حمدان کے پاس آکر بھیٹتے بولا حمدان لیٹا رہا

"ہاں واہ واہ امی جان آپ تو صرف حمدان بھائی سے پیار کرتی ہے یہ تو ہمیں پتا تھا" زین مصنوعی آنسو پوچھتے جھٹکے سے بیڈ پر بھیٹے بولا

"آرام سے" حفصہ نے اسکے سر پر چپت لگائی

"ویسے اس بات پر میں زین سے سو فیصد اکتفا کرتا ہوں" اریب بھی شرارتی موڈ میں تھا اور وہ بھی حفصہ کی گود میں حمدان کے برابر میں سر رکھ کر لیٹ گیا

"واووو دونوں مزے سے لیٹے ہے میں کہاں لیٹو؟" زین چڑ کر بولا حمدان اور اریب مسکرائے جبکہ حفصہ نے اس بیچارے کی شکل دیکھ کر مسکراہٹ روکی

"ایم آئی جاک ٹو یو؟" زین نے ان کی مسکراہٹ دیکھ کر جل کر کہا

"یس۔۔ تمھیں اب معلوم پڑا؟" اریب مزے سے بولا تو حمدان بھی اریب کے ساتھ آواز سے ہنسے لگا جبکہ زین اور جل بھن گیا

"چپ کرو تم دونوں" حفصہ نے اپنی گود میں لیٹے دونوں کو ہنستا دیکھ ان کے بال بگاڑے

"ہائے یہ امی جان اور آپ تینوں یہاں پر مزے سے وقت بتا رہے ہے اور مجھ معصوم اکلوتی بہن اور بیٹی کو کسی نے بھی یاد نہیں کیا"

ایمان مصنوعی آنسو پوچھتے بولی۔سب اسکی طرف متوجہ ہوئے

"اور حمدان بھائی مجھے آپ سے امید نہیں تھی" ایمان افسردہ ہو کر بولی حمدان اٹھا

"ادھر آؤ گڑیا" حمدان نے اس اپنے پاس بلایا تو وہ بھاگتی ہوئی اس کے پاس آئی اور اس کے گلے لگ گئی

"ایمان تم تو ہماری جان ہو" اریب نے اس کے سر پر چپٹ مار کر کہا جو ابھی ابھی حمدان سے الگ ہوئی تھی

"جان نہیں جان کا عذاب" زین شرارات سے بولا" نہیں" اریب چلایا" اوئے" حمدان نے سخت آواز میں کہا زین یک دم سٹپٹا گیا

"ممم۔۔میں تو مزاق کر رہا تھا ہی ہی" زین نے زبردستی مسکرا کر کہا ایمان کے معاملے اس کے بھائی کیسے تھے سب کو معلوم تھا

ایمان نے فخر سے گردن اکڑی

"حمدان آؤ میں تیل لگاؤ بال دیکھے ہے اپنے اپنا خیال ہی نہیں رکھتے" حفصہ جو کب سے خاموش اپنے بچوں کی نوک جھوک دیکھ رہی تھی حمدان کے ماتھے ہر آتے بالوں کو دیکھتی بولی

"سہی تو ہے" حمدان نے بڑبڑا کر بالوں کو ماتھے سے پیچھے کیا۔ایمان ہنسی

"اس کے نہیں میرے لگائے دیکھے نا" اریب نے فوراً اپنے بال حفصہ کے آگے کر کر کہا اسے بس حفصہ سے اسے ہاتھوں کی بالوں کی مالش کروانی تھی حفصہ ہنسنے لگی

"ہاں ہاں ان کی کرے بھئی یہ دولھا بننے والے ہے پرسوں" زین نے شرارت سے کہا

"ہائے میری حریم بھابھی" ایمان نے جوش سے کہا اریب کے چہرے پر شرمانے والی مسکراہٹ آگئ" ارے ارے ایمان دیکھو کیسے لڑکیوں کی طرح بلش کر رہے ہے" زین نے تیزی سے کہا حمدان نے اسکو دیکھا جو اب زین کو ڈانٹ رہا تھا حمدان کے چہرے ہر مسکراہٹ آئی۔حفصہ نے اپنی بچوں کو ہنستا کھیلتا دیکھ مسکرائی

باہر کھڑے شخص کے چہرے پر زین کی بات ہر مسکراہٹ آئی

"میں تو کہتی ہوں ان تینوں کی شادی کروادے آپ کتنا مزا آیگا" ایمان جوش سے بولی حمدان کے چہرے کی مسکراہٹ غایب

"ہاں اور ایمان صاحبہ آپکے مزے کے چکر میں ایک تو پھانسی چڑھ رہا ہے ہمیں بھی چڑھا دیں میں تو کہتا ہوں اسکی کروا دیں اور اسکو اس کے سسرال بھیجیں" زین بولا تو ایمان نے روتی صورت بناتے اریب کو دیکھا

"کیا پھانسی؟ آہ تجھے پھانسی پر چڑھاؤ" اریب ذین کی پیچھے بھاگا جو اب اسے سوری کہہ کر بچ رہا تھا ایمان ہنسنے لگی جبکہ حفصہ روکنے لگی تھی

باہر کھڑی نمرہ نم آنکھوں سے ان بہن بھائ کی مستی دیکھ رہی تھی کتنا خوشحال گھرانہ تھا کاش اسے بھی ایک ایسی فیملی ملتی ایسا گھر ملتا جہاں تین پیار کرنے والے بھائ ہوتے۔ حمدان سنجیدگی سے گہری سوچ میں گم ہو گیا تھا جب ایمان اس کے پیچھے چھپ گی "بھائ بچائیے مجھے" کیونکہ زین اس کی طرف آرہا تھا لیکن حمدان کو دیکھ کر واپس اریب کی طرف مڑ گیا جو اس پر تکیہ پھینک رہا تھا۔ حفصہ کی نظر باہر کھڑی نمرہ پر پڑی تو اٹھ کر کمرے سے باہر آئ اور نمرہ کے سامنے آئ جو بے خبر نم آنکھوں سے اندر کا منظر دیکھنے میں مصروف تھی

"بیٹا؟" حفصہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ چونکی اور جلدی سے چادر کے کونے سے ایک آنسو صاف کیا جو ابھی نکلا تھا

"آپ؟" حفصہ نے ذہن پر زور دے کر اسے پہچانے کی کوشش کی کیونکہ وہ ابھی تک نمرہ سے نہیں ملی تھی

"م۔۔۔میں نمرہ یہاں کام۔۔" نمرہ جھجھکتے ہوئے بولی تب حفصہ کو یاد آیا "ہاں ہاں سایمہ نے بتایا تھا" انہوں نے یاد کرتے کہا

"وہ ذلیخہ سے پتا چلا کہ آپ اس کے کمرے میں ہے"

"ہاں بس کچھ وقت بچوں کے ساتھ بتا رہی تھی" حفصہ نے محبت بھری نگاہوں سے اندر کمرے میں دیکھا جہاں زین کو ایمان اور اریب تکیے مار رہے تھے اور حمدان پاس بھیٹا کھویا کھویا مسکرا رہا تھا جس پر زین اس کو بے رحم کہہ رہا تھا۔ حفصہ کی آنکھوں میں ان کے بچوں کی محبت دیکھ کر اپنی ماں یاد آئ چاہے سگی نا تھی مگر تھی تو جو نمرہ کو انعام کی مار سے اپنے پلو میں چھپا لیا کرتی تھی مگر آج وہ پلو نہیں تھا اور ناہی وہ ماں نمرہ کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گ ئے جب حفصہ کی نظر اس پر گئ تو اسے روتا دیکھ پریشان ہو گئ

"بیٹا آپ رو رہی ہو کیا ہوا؟" وہ پریشانی سے بولی ایک ملازمہ کے لیے پریشانی نمرہ نے حیرت سے دیکھا وہ جب سے یہاں آئ تھی حیرت پر حیرت میں مبتلا ہوتی جا رہی تھی

"نہیں وہ بس۔۔۔اماں کی یاد آگئ" نمرہ نے جلدی سے آنسو پوچھتے کہا "آہ اچھا فون کر لو" حفصہ نے معاملی انداز سے کہا

"وہ اتنی دور چلی گئ ہے کہ ان سے رابطہ ممکن نہیں" حفصہ ٹھٹکی "مطلب؟"

"وہ۔۔۔ان کا انتقال ہو چکا ہے" اس نے آنسو کا پھندا گلے میں پھسا کر کہا۔ حفصہ کو سخت افسوس ہوا

"بس ماشاءاللہ آپ لوگوں کی محبت دیکھ کر آنکھوں میں نمی آگئ" جانے وہ کیوں اتنے آرام سے حفصہ سے بات کر رہی تھی ورنہ اسکی ہچکچاہٹ ابھی تک ختم نا ہوئ تھی اسے تو آئے ہوئے ایک دن بھی نا گزرا تھا مگر حفصہ کو دیکھ کر اسے سن کر ایک عجیب احساس ہوا تھا اپنے پن کا۔۔۔نمرہ نے سر جھٹکا

"کوئی بات نہیں مجھے بھی اپنی ماں ہی جیسا سمجھو" حفصہ نے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھ کر کہا نمرہ کا دل زور سے دھڑکا پہلی بار کسی انجان نے اسے اپنا پکارا تھا یہاں تو اپنے بھی اپنے نہیں تھے یہ بات نمرہ سے زیادہ کون سمجھ سکتا تھا مگر ماں کا احساس یعنی کسی نے اس کو اپنی بیٹی سمجھا تھا

"ارے میڈم جی آپ کو اماں جان نے طلب کیا ہے" اچانک ایک ملازمہ نے آکر اطلاع دی تو حفصہ جلدی سے نیچے کی طرف گئی جبکہ نمرہ وہی کئی دیر تک نم آنکھیں لے کر مسکراتے ہوئے کھڑی رہی کتنا اچھا احساس تھا یہ اندر سے اب زین اور ایمان کے قہقہ کی آوازیں آرہی تھیں

★★==========★★

"جی اماں جان بلایا آپ نے؟" صفیہ اور حفصہ کمرے میں داخل ہوئے

"ہاں بہو یہ دیکھو" انہوں نے ہاتھ میں پکڑا باکس دکھایا

"اس میں کیا ہے؟" حفصہ نے پوچھا۔یمیدہ بیگم نے باکس کھولا تو چمچماتے سونے کے خوبصورت کنگن نکلے

"واہ" صفیہ جلدی سے بھیٹی اور ہمیدہ بیگم کے ہاتھ سے باکس لیتے ہوئے کنگن نکال کر تجزیہ کرنے لگی

"یہ کس لیے اماں جان؟" اسمہ نے پوچھا

"حمدان کی بیوی کے لیے" حمیدہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا

"مطلب میری ایشال کے لیئے؟" صفیہ کی آنکھوں میں چمک آگئی" ظاہر سی بات ہے سفیہ باجی ہماری ایشال کے ہی پیارے ہاتھوں میں جاینگے" اسمہ نے خوشی سے کہا

"تائی جان؟" اچانک ایشال کمرے میں داخل ہوئی" ارے ایشال بیٹی بلکل درست وقت پر آئی ہو ادھر آو یہ دیکھو" صفیہ فوراً اٹھی اور ایشال کو کمیدہ بیگم کی پاس لائی

"تمھاری نانی جان نے اپنے چہیتے پوتے کی بیوی کے لیے کتنے حسین کنگن رکھے ہے" صفیہ نے کنگن اسے دکھائے جن کی چمک ہی الگ تھی

"کیسے لگے بیٹا؟" حفصہ نے پوچھا

"بہت خوبصورت ہے" ایشال نے کنگن دیکھتے کہا" اور میری نواسی کے ہیں" ہمیدہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ شرما دی

"بہو ساری تیاری ہو چکی ہیں نا یہ مت بھولنا اریب کی ولیمے کی تقریب میں ہماری نواسی اور پوتے کا بھی رشتہ جڑنے جارہا ہے" ہمیدہ بیگم نے فخر سے کہا م

"جی جی اماں جان کیسے بھول سکتی ہوں میں آخر میں اتنی خوش نصیب ماں ہو میرے دونوں بچوں کے خوشیاں ہونے والی ہے" حفصہ مسکراتے ہوئے بولی

"بھابھی جان ایشال کا جوڑا آگیا؟" اسمہ نے پوچھا۔ایشال نے شرما کر سر جھکا لیا تھا

"بس آج شام تک آجائے گا بیٹا تم لڑکیوں کے ساتھ دیکھ کر پسند کر لینا" حفصہ نے ایشال سے کہا "جی تائی جان وہ۔۔ہاں میں آپکو بتانا ہی بھول گئی چچی جان آپکو بلا رہی تھی" ایشال نے مسکرا کر بتایا

"ہاں مجھے تو اتنے کام ہے شادی سر پر ہے اہو" وہ جلد بازی کہتی اسمہ کے ساتھ نکل گئی "ماشاءاللہ میری بچی کی تو خوب جوڑی جچے گی" پیچھے سفیہ ایشال کی بلائیں لینے لگی اور ہمیدہ بیگم اپنے نواسی اور پوتے کی آنے والی خوشیوں کا سوچ کر ہی مسکرانے لگی ایشال کے چہرے ہر ایک الگ چمک تھی وہ خوش تھی بہت بہت بہت زیادہ وہ خوش تھی

★★==========★★

رات کا وقت آن پہنچا تھا وہ صحن میں پلنگ پر لیٹی تھی کھلے صحن ہونے کے باعث آسمان صاف نظر آرہا تھا وہ آنکھیں کھولے آسمان کو دیکھ رہی تھی وہ باہر آکر کھلے آسمان میں لیٹ گئی تھی اندر گانا بجانا ہو رہا تھا شور لگا تھا لیکن اس کو خاموشی کی اس وقت سخت ضرورت تھی اس کا ہر چیز سے دل اکتا رہا تھا ہر چیز بری لگ رہی تھی

جب بلاوجہ ہی ہر چیز سے اکتاہٹ محسوس ہو تو آپ سمجھ لیں کہ آپ کو کسی کی کمی شدت سے محسوس ہو رہی ہے۔لیکن اسے اس کی نہیں ہرگز اسکی نہیں اس نے لیٹے لیٹے نفی میں سر ہلایا اسے سکون کی کمی محسوس ہو رہی ہے وہ شخص اسکی زندگی حرام کرنے کے لیے کافی تھا اتنا مضبوط بن گئی تھی وہ تو اس نے تو عزم لیا تھا کہ اسکی آنکھوں سے اگر آنسو کبھی گرے گا تو اس آنسو کا نام وہ نہیں ہو گا اس کی وجہ وہ نہیں ہو گا مگر اس کا کمزور دل آنسوں کا بوجھ اٹھانے سے قاصر تھا وہ رو دیتی ہاں وہ رو دیتی تھی وہ بہت نرم مزاج تھی وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر رو جایا کرتی مگر وہ چھوٹی باتیں اگر اس کے دل پر لگی ہو اور اس شخص کے خلاف نفرت تو اسکا دل اٹھایا ہوا تھا تو پھر کیسے اتنے بوجھ کے ساتھ اس کا دل آنسو کا بوجھ برداشت کر لیتا؟

وہ تھک گی تھی ہاں وہ اس شخص کے بارے میں سن کر تھک چکی تھی جس کا وہ نام بھی سنا پسند نہیں کرتی لیکن وہ اتنی جلدی کیسے تھک سکتی ہے؟ کیا اس نادان لڑکی کو معلوم نہیں کہ ابھی تو کہانی باقی ہے ابھی اس کا سفر باقی ہے ابھی تو بہت مراحل طے کرنے ہے ابھی تو تکلیفوں کے سمندر کو ہمت کی کشتی کے سہارے پار کرنا ہے ابھی تو عشق کے امتحان باقی ہے کیا وہ نہیں جانتی؟

"میں جب تھک جاتی ہوں تو زندگی کے صفحات واپس پلٹ کر دیکھنا شروع کر دیتی ہوں اور اس صفح پر آکر رک جاتی ہوں جہاں زندگی تمھیں مجھ سے ملاتی ہے اور میں دیکھتی ہوں کہ زندگی تو اس صفحے سے آگے ہی نہیں بڑھی تھی وہی صفح، صفحہ زیست رہا باقی سب تو آتے جاتے موسم ٹھرے

Urdu Novels Ghar

اس نے سوچا اس کی آنکھوں سے ایک آنسو نکلا اور تکیہ میں جزب ہوا نظریں آسمان پر جمی تھی لیکن دل دماغ کہی اور تھا اس نے تو اس شخص سے آخری الفاظ یہی کہے تھے کہ وہ اسکی زندگی کی کتاب کا ایک صفحہ ہے جس کو وہ پھاڑ کر پھینک دے گی مگر کبھی کبھار جتنی ہمت ہماری زبان سے نکلنے والے الفاظوں میں آجاتی اتنی ہی ہمت ہمارے عمل میں نہیں آپاتی

"میں کیوں اسے سوچ رہی ہوں میں کیوں دکھ میں ہوں مجھ۔۔مجھے تو خوش رہنا چاہیے میرا ابھی خوشیوں پر حق ہے؟"وہ آنسو پوچھتے اٹھ کر بھیٹی بال جوڑے میں قید تھے جھٹکے سے اٹھنے کی وجہ کچھ آوارہ لٹوں کو موقع مل گیا چہرہ کو چھونے کا

"حمدان کی وہ اسکی کزن ہیں نا ایشال اس سے میرے اور اریب کے ولیمے والے دن منگنی ہے" حریم کی آواز کانوں میں گونجی

"یہ تھا اس کا عشق؟"وہ ہنسی"ہاہاہا"

"میں تمھارے بغیر مر جاونگا ہاہاہاہا"اس نے اسکی نقل اتاری وہ خود سے مخاطب تھی"سب فریب میں پہلے سے ہی واقف تھی عشق" عشق پر زور دے کر مزاق اڑایا کیوں وہ لڑکی ایسا کر رہی تھی عشق کا مزاق اڑا رہی تھی کیا وہ پہلے سے ہی عشق کی لپٹ میں نہیں تھی جواب کسی کے عشق کا مزاق بنا رہی تھی وہ کتنی بے حس تھی جو اس کے لیے مرنے کے لیے تیار ہونے میں دو پل نہ لگائے وہ اسی کے عشق کا مزاق اڑا رہی تھی کیا وہ عشق کے معنے یا اپنے دشمن جان کے احساس سے ٹھیک طرح واقف نہ تھی؟یا یہ نفرت کی پٹی تھی جو اس کی آنکھوں پر بندھی تھی جس نے اب دل پر بھی بسیرا کر لیا تھا

"اگر وہ زندگی میں آگے بڑھ سکتا ہے تو میں کیوں نہیں بڑھ سکتی؟"اس نے خود سے سوال کیا

"ہاں علاعزیز بھی اس کی طرح آگے بڑھے گی ماضی کو بھول جاے گی؟"جانے کیوں ایک ضد نے جنم لیا تھا کوئی آم سی ضد نہیں ایسی ضد جو نفرت کی ہوتی ہے اور اگر کسی کے اندر نفرت سے پنپتی ضد نے اگر جنم لیا تو وہ خود کی زنگی برباد کرنے میں بھی دیر نہیں کرتا یہی خطرہ تھا جو محسوس ہو رہا تھا

"میں آگے بڑھو گی اور ان تین دن میں تمھارے سامنے تمھارے شہر میں تمھاری آنکھوں کے سامنے کسی اور کی ہو جاؤنگی یہ میرا خود سے وعدہ ہے"اس نے عزم لیا اس کو معلوم تھا اس کو اب کیا کرنا ہے چہرہ پر مسکراہٹ آئی تھی لیکن یہ مسکراہٹ جانے کیوں خطرے کا اشارہ کر رہی تھی

"صرف احساس بدلتے ہیں،

ورنہ محبت اور نفرت ایک ہی دل سے ہوتی ہے"

★★==========★★

"دادی جان؟"اس نے ضبط سے پکارا حمیدا بیگم نے چونک کر دیکھا اور اشارے سے اس کو اندر آنے کا کہا وہ تصبیح پڑھنے میں مصروف تھی

"ارے حمدان بیٹا تم یہاں "حفصہ جو داخل ہوی تھی حمدان کو ہمیدا بیگم کے پاس دیکھ مسکرا کر بولی

"دادی جان مجھے آپ سے ایک انتہائ ضروری بات کرنی ہے "وہ ضبط سے بولا غصہ بھی تھا چڑ بھی تھی تکلیف تو کئ گناہ بڑھ گئ تھی ابھی ابھی جو باہر شفا سے سنا وہ اس کے برداشت سے باہر تھا جب اس نے ایک مرتبہ منع کر دیا تھا تو پھر سارہ گھر وہی فیصلے پر کیوں اٹکا تھا۔حفصہ بات کو سنجیدہ لیتے ہوئے ہیدا بیگم کے برابر بھیٹ گئ سامنے حمدان کرسی بھیٹا تھا ہمیدہ بیگم نے اشارے سے اس کو بات شروع کرنے کو کہا تو وہ گہری سانس لیتے بولا

"میں ایشال سے منگنی نہیں کرونگا "اس نے نفی میں سر ہلایا آخر وہ کیسے کر سکتا تھا منگنی ؟اس کے لیے تو پہلے سے ہی کوئ چن لی گئ تھی۔حفصہ نے پریشانی سے ہمیدہ بیگم کو دیکھا جو بغیر تاثرات کے تھی

"م۔۔میں ایشال سے منگنی نہیں کرونگا میں نے بچپن سے اسے بہن مانا ہے اور آپ لوگ اچانک ایسے نہیں کر سکتے آپ یہ ولیمے والے دن میری اور ایشال منگنی کینسل کر دیں یہ نہیں ہو سکتا "وہ نظریں جھکا کر ضبط سے بولا

"حمدان یہ کیا طریقہ ہے بیٹا ؟"حفصہ نے سختی سے اسے ڈانٹا

"ایم سوری مگر آئ کانٹ ڈو دس "اس نے نفی میں سر ہلا ہر کہا "میں مر کر بھی یہ کرنے کا سوچ نہیں سکتا "اس نے سوچا

"مگر۔۔۔"حفصہ کچھ کہتی لمیدہ بیگم ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش کروایا تصبیح برابر میں رکھی پھر حمدان سے مخاطب ہوئ جو سر جھکائے بھیٹا تھا

"کیا میں انکار وجہ جان سکتی ہوں ؟"سنجیدگی سے پوچھا

"نہیں "کتنی مشکل سے اس نے جواب دیا تھا صرف وہی جانتا تھا

"حمدان ؟"حفصہ نے حیرت سے اس کو دیکھا وہ بدتمیزی پر کیسے اتر آیا تھا "سہی وقت آنے پر میں آپ کو بتادونگا "اس نے سر اٹھا کر کہا

"وہی ہوگا جو ہم چاہیے گے "انہوں نے کہا۔حمدان نے پھر سے نفی میں سر ہلایا

"دادی جان مجھے معاف کر دیجیے مگر اس بار میں آپ کے فیصلے کو مر کر بھی نہیں مان سکتا "اس نے مضبوطی سے کہا اور اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ پیچھے حفصہ نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا "اماں جان آپ آپ فکر مت کرے میں سمجھاؤنگی "حفصہ نے جلدی سے ہمیدہ بیگم کو دیکھ کر کہا جو دروازے کو گھور رہی تھی جہاں سے حمدان گیا تھا

"بہو اب منگنی نہیں ہوگی "انہوں نے کہا حفصہ چونکی

"اماں جان میں نے کہا میں خود سمجھاؤگی وہ میری بات نہیں ٹالے گا ؟"حفصہ نے جلدی جلدی کہا

"نکاح ہو گا" وہ سنجیدگی سے بولی حفصہ رک گئی اور ان کو دیکھا جواب اسکی طرف دیکھ کر کہنے لگی

"نکاح کی تیاریاں کرو ایشال اور حمدان کا نکاح ہے ولیمے کے ایک دن بعد" انہوں نے کہا اور لاٹھی کا سہرا لے کر کمرے سے باہر نکل گئی جبکہ حفصہ وہی سن بھیٹی رہی

★★===========★★

کچھ گھنٹے گزر چکے تھے مگر وہ کسی فیصلے پر نہیں پہنچ پا رہی تھی نفرت چیخ کر کہتی "کرو" اور دل کہتا "مت کرو" دماغ تو سن ہو گیا تھا وہ کسی کا ساتھ نہیں دے رہا تھا وہ سوچے جا رہی تھی اس کا دماغ پھٹنے کو آیا تھا مگر اسے بس اب کسی فیصلے ہر پہنچنا تھا اور جو اس نے کچھ گھنٹے پہلے باہر صحن میں ارادہ کیا تھا وہ وہی کرے گی بس بہت ہوا آخر وہ کیوں اسیے گھٹ گھٹ کر جیے یہ وہ پٹیاں تھی جو اسے اس کی نفرت پڑھا رہی تھی وہ جتنی زیادہ اس فیصلے پر آمادہ ہوتی جا رہی تھی اتنے ہی زیادہ نفرت دل میں قبضہ کرتی جا رہی تھی لیکن۔۔ لیکن کون آخر وہ کس کے ساتھ آگے بڑھے یہ نیا سوال تھا جو نہایت ہی ضروری تھا آخر اس ایک سوال پر اس کی پوری زندگی مبنی تھی جتنی کھٹور وہ بن کر اپنی زندگی کو برباد کرنے کا فیصلہ کر چکی تھی جس راہ پر اس نے چلنے کا فیصلہ کر لیا تھا اب اسے اچھی طرح تو پورا کرتی۔ کسی کے الفاظ دماغ میں آئے کسی کا سوال دماغ میں آیا وہ؟ وہ خود حیران ہوئی کیا واقعی وہ؟ دل دماغ اس کا وجود اسے سوال کرنے لگا "ہاں شاید" یہ کیا اتنا کمزور جواب دیا واقع نفرت کے آگے زندگی کوی معنے نہیں رکھتی

دو طرح کی نفرت ہوتی ہے پہلی جس سے کی جائے اسے تباہ کر دو اور دوسری کسی اور کی نفرت میں خود کو برباد کر دو پہلی اسکی نصیب میں ہے یا نہیں یہ تو آنے والا وقت بتائے گا مگر دوسری ضرور لکھی جا چکی تھی دونوں نفرت ہی خطرناک ہے نفرت لفظ ہی خطرناک ہے نفرت انسان کو کھوکلا کر دیتی ہے نا وہ دوسرے کو جینے دیتی ہے اور نہ خود کو سکون سے رہنے دیتی ہے نفرت ایک کالی پٹھی کی طرح ہوتی ہے جو پہلے تو آنکھوں میں بندھتی ہے جسے ہم اندھے ہو جاتے ہے کہتے ہے نا نفرت اندھا کر دیتی ہے اور دوسری دوسری دل پر بند جاتی ہے دل پر قبضہ کر لیتی ہے اور ایک بار بھی نفرت نے دل پر قبضہ کر لیا تو سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم دور رہیے نفرت کے نام سے یہ ایک ایسا بوجھ ہے جس کا وزن ساری زندگی نہیں اترتا اور جب اترتا ہے تو پچھتاوا جگہ لے لیتا ہے

اس نے اپنا برابر میں پڑا موبایل اٹھایا کونٹیکٹ لسٹ میں گئی ہاتھ کپکپا رہے تھے کسی کے نام کے حرف کو لکھا اس کا نام جگمگا گیا کال پر دبائے یا نہیں پھر سے دھرم سنکٹ

ایک۔ نفرت ہیں نا اس سے کرو

دو۔ تمھیں خوش رہنے کا حق ہے

تین۔ وہ آگے بڑھ سکتا ہے تم کیوں نہیں؟

اور دبا دیا اور نفرت کے احساس کی طرف سے یہ باتیں سن کر اس نے قدم اٹھالیا وہ قدم جو ایک لڑکی حزار لاکھوں بار سوچے اس نے نفرت کی بندھی پٹی میں چند گھنٹوں چند پل میں اٹھالیا دوسری طرف تین بیلوں کے بعد کال اٹھالی گی اور پھر جو ان کے درمیان بات ہوئی وہ دوسری طرف کے شخص کو حیران کر دینے والی تھی اور شاید یہ بھی حیران ہی تھی

★★===========★★

"اچھا کیسا ہماری ایما کا؟" کمرے سے آتی اقرء بیگم اور کسی عورت کی آواز سن کر وہ چونکی اس کے چلتے قدم رک گیے

"ہاں مہندی والے دن" اقرء بیگم کمرے میں کپڑے طے کرتی سامنے بھیٹی عورت سے مخاطب تھی۔ علما نے جھانک کر اندر دیکھا تو وہاں ماہم اور ارم بھابھی بھی موجود تھی

"کون وہ اپنے ساجد بھائی کا بیٹا؟" ارم بھابھی نے حیرت سے پوچھا

"ہاں" اندر کیا باتیں ہو رہی تھی وہ انجان تھی بس اس کا زکر تھا۔ ماہم لاپرو وہ موبایل میں مصروف تھی

"لیکن ان کا بیٹا تو اپنی ایما سے ایک سال چھوٹا ہے تقریباً" عرجا کی ماں نے کہا

"تو کیا ہوا اچھا خاصہ ہے ساجد بھای اور انکی بیوی کی تو دل ہی خواہش تھی چند عرصے سے کے ایما ان کیے گھر کی بہو بنے" علما باہر کھڑی بری طرح چونکی

"ہاں بات تو ٹھیک ہے اپنے میں ہی جائے گی نظروں کے سامنے تو رہے گی بچی" کی ماں نے کہا "وہی تو دیکھا بھالا بچا ہے" اقرہ بیگم نے کہا

"ارے پہلے کوئ ایما سے تو پوچھے میں تو جانتی ہوں سیدھا ناہی آئے گا" ارم بھابھی نے شایان کو فیڈر پلاتے کہا

"منع کیسے کرے گی بس بہت ہو گیا اتنے لڑکوں کو منع کرتی آر ہی ہے اب بس میں کسی کی نہیں سنے والی نا آحد کی نا حریم کی" اقرہء بیگم نے سختی سے کہا ماہم موبایل چھوڑ کر اب ان لوگوں ی طرف متوجہ ہو گئ۔ باہر کھڑی علما خاموشی سے سن رہی تھی اس کے دماغ میں کچھ چل رہا تھا کوئ جنگ چل رہی تھی

"ارے نہیں نہیں ارم دیکھا نہیں تھا مہندی میں ساجد کے بیٹے کے ساتھ باقعدہ تصویریں کچھوائ ہے اس نے" عرجا کی ماں نے یاد کرتے کہا

"تصویروں اور شادی میں بہت فرق ہے" ارم بھابھی بولی

"ہاں اگر ایسا ہونے لگا تو آج تک تو اتنے لوگوں کے ساتھ بندہ تصویریں بناتا ہے اس کا مطلب یہ تھوڑی کہ سب ہی سے شادی کر لو ہاہاہاہا" ماہم ہنستے ہوئے مزاق میں بولی لیکن شان کے علاوہ کوئ نہیں ہنسا التاسب نے گھوری دی "ہائے شان تم ہی میرے سچے ہمدرد

ہو"ماہم نے شان کو گود میں اٹھاتے کہا۔باہر علما کی دل ودماغ کی جنگ ختم ہوچکی تھی نفرت کی پٹی بندھ چکی تھی آنکھوں پر بھی اور اب شاید دل پر بھی

"میں تو سوچ رہی ہوں آحد اور حریم سے بات کر کے ایما کی منگنی نا کر دوں حریم کے ولیمہ میں؟"اقرء بیگم نے اپنا خیال بتایا۔علما معاملی انداز سے اندر داخل ہوئی سب اس کو دیکھ کر خاموش ہوگ ئے اس نے ماہم کی گود سے شان کو لیا اور اپنی گود میی بٹھا کر اس کے گالوں پر پیار کرنے لگی پھر سب کو دیکھتے بولی

"مجھے منظور ہے"انداز کیوں معاملی تھا وہ ہی جانتی تھی

"کیا؟"ماہم نے پوچھا

"رشتہ میں شادی کے لیے تیار ہوں"شان سے کھیلتے ہوئے وہ کافی معاملی انداز سے گویا تھی سب کو جھٹکا لگا تھا

"واقعی؟"اقرہ بیگم حیرت سے بولی "تم ہوش میں تو ہو؟"ارم بھا بھی بے یقینی سے بولی

"ہاں بھابھی میں تیار ہوں مگر"شان کو ماہم کو دیا پھر بولی

"میری دو شرتیں ہیں"سب مزید حیران ہوئے

"دو اہم شرتیں"اس نے دو انگلیاں دکھائ

"کیسی شرت؟"سب نے ایک آواز میں پوچھا

"لڑکا میری مرضی کا اور منگنی کے بجائے نکاح ہوگا"وہ مظبوط لہجے میں بولی سب پر مانو بم پھوٹا۔آج جس لڑکی نے اتنی بڑی بات کہہ دی تھی وہ ان کی علما تھی ہی نہیں وہ کوئی اور ہی تھی

★★===========★★

کمرہ اب تک تو خاموشی میں ڈوبا تھا وہ بے گانہ سا بھیٹا تھا ہاتھ میں گٹار لے کر بند کمرے کی ساری بتیاں ہمیشہ کی طرح بجھا کر وہ گیت گانے جارہا تھا وہ گٹار کتنے سریلے انداز میں بجاتا تھا یہ کسی کو معلوم نہیں تھا اس نے آج اتنے عرصے بعد گٹار ہاتھ میں لیا تھا مہرون رنگ کا گٹار وہ دائے بازو پر ٹکائے تھا اور گٹار کا دوسرا حصہ زمین پر ٹکا تھا وہ پردوں سے لگ کر زمین پر بھیٹا تھا ایک ٹانگ پھلائے دوسری ٹانگ جسم سے لگائے وہ گرے رنگ کے پجامے میں مبلوث تھا جسم پر شرٹ نہیں تھی اس کے سکس ایپس نمایا ہورہے تھے اس نے انگلیاں تار پر رکھی اور سر جھکا کر تاروں کو دیکھتے وہ آہستہ آہستہ گانا شروع ہوا تھا

"وہ بے گانی ہے وہ مستانی ہے"اس نے آنکھیں بند کی

"وہ خوشبو ہے وہ مہارانی ہے"کسی کو شدت سے یاد کیا

"وہ چاند نہیں وہ سورج ہے"چہرہ سامنے آیا

"وہ چمکتی بھی ہے وہ چمکاتی بھی ہے" منظر صاف تھا اس کے بال ہوا میں اڑ رہے تھے اور وہ جھوم رہی تھی

"وہ خود میں بے مثال ہے" وہ سر میں گا رہا تھا تار سے تار مل رہے تھے گیت ہواوں میں گونج رہے تھے

"وہ خود کی مثال ہے" اب وہ ہنس رہی تھی

"وہ شام ہے، وہ صبح ہے" وہ ہنس رہی تھی جبھی اس شخص کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی

"وہ لفظ نہیں وہ کہانی ہے" انگلیاں ملسلسل چل رہی تھی وہ بے گانا سا آنکھیں بند کیے لاپرواہ گانے میں مصروف تھا وہ اکیلا نہیں تھا اس کے تصور میں وہ تھی ہمیشہ کی طرح

"وہ بے گانی ہے وہ مستانی ہے" انگلیاں رک گئی آواز دھیمی پڑ گئی اس نے سر دیوار سے ٹکا دیا آنکھیں قطعی نہ کھولی مگر اب وہ دھندلی پڑتی جا رہی تھی اندھیرا واپس آ گیا تھا وہ رنگ وہ مستانی وہ بے گانی وہ کہانی مسکراتی ہوئی اس کے تصور سے دور ہو گئی اس کے زندگی کی طرح

★★==========★★

میز کے چاروں طرف وہ نوجوان بھیٹے تھے ہر کسی کی نگاہ صرف اور صرف میز پر رکھے اکلوتے فون پر تھی سب کے چہروں پر حیرانی کے اثرات نمایاں تھے جبکہ درمیان میں بھیٹے شخص کے چہرے پر خفیف مسکراہٹ تھی سب کی نظر اس فون پر اٹکی تھی جس سے ابھی اس مسکراتے ہوئے شخص نے تھوڑی دیر بات کی تھی وہ تین نوجوان کبھی موبائل کو حیرانگی سے دیکھتے تو کبھی اس مسکراتے شخص کو جواب انگڑائی لے کر اٹھا تھا اور صوفے پر جا کر بھیٹ گیا برابر لا وارس پڑے ریموٹ کو اٹھایا اور ٹی وی کھول کر چینل تبدیل کرنے لگا اس کی اس حرکت پر جو پہلے سے حیران بھیٹے تھے وہ شدید حیرانی میں مبتلا ہو گئے اتنی بڑی بات ہو گئی اور وہ نارمل انداز میں تھا

"سارم تُو ہوش میں تو ہے؟" اس کے ایک دوست نے اس کے ہاتھ سے ریموٹ چھینتے حیرت سے پوچھا

"مجھے کیا ہونا ہے" اس نے معاملی انداز سے ریموٹ اس کے ہاتھ سے واپس لیا اور واپس چینل تبدیل کرنے کا شغل شروع کر دیا

"سارم ہم نے یہ نہیں کرنا تھا اور تُو اور تُو نے ہامی بھی بھر لی تو نے انکار کیوں نہیں کیا؟" اس کا دوسرا دوست اس کے برابر میں آ کر بھیٹا اور پریشانی سے کہا

"مجھے کیا کرنا تھا اور کیا نہیں یہ میں اچھے طریقے سے جانتا ہوں" اس نے ریموٹ واپس ٹیبل پر رکھا اور کھڑا ہو گیا

"یعنی تو کر رہا ہے یہ مگر کیسے؟" اس کے تیسرے دوست نے حیرت اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات سے پوچھا

"بس تو دیکھتے جا" سارم نے مسکرا کر کہا اور ٹیبل پر پڑا موبائل اٹھایا اور باہر نکل گیا جبکہ اس کے دوست نفی میں سر ہلاتے رہ گئے

★★==========★★

"بھائی آپ نے ہمیشہ میری خواہش پوری کی ہے آپ یہ خواہش پوری نہیں کر سکتے میں۔۔میں وعدہ کرتی ہوں آیندہ آپ سے کچھ نہیں مانگوں گی بس" علما کب سے سامنے بھیٹے آحد کو منانے کی کوشش کر رہی تھی جو کان دھرنے پر بھی تیار نہیں تھا اس کی باتیں سن کر آحد بولا "ایما یہ تمھاری کوئی آم خواہش نہیں ہے جو پوری ہو جائے یہ تمھاری زندگی کا سوال میں۔۔میں کیسے الئی بہن کا ہاتھ کل کو اٹھ کر دیں دوں وہ بھی ایک انجان بندے کو؟" آحد نے پوچھا

"میں وہی تو کہہ رہی ہوں وہ انجان نہیں ہے میں جانتی ہوں نا اور۔۔اور ویسے بھی میں کب کہہ رہی ہوں میری کل کو کل رخصتی کر دیں بس نکاح کر دیں رخصتی جب آپ چاہیں "

"یہ کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے کہ کوئی بھی آیا اور تمھارا ہاتھ اس کا ہاتھ تھما دیا اور ویسے بھی کل تک تو تم شادی کے نام سے بھاگتی آج اچانک لڑکا بھی مل گیا اور آج کے آج نکاح بھی کرنا ہے" آحد کو جب سے معلوم پڑا تھا وہ علما کے اس فیصلے کے خلاف ہو گیا تھا اور اس کا اس کے فیصلے کی مخالفت کرنا کہی نہ کہی جایز بھی تھا ایک بھائی اپنی بہن کا ہاتھ اچانک کسی انجان لڑکے کے ہاتھ کیسے تھما دے

"وہ۔۔وہ اچانک نہیں ملا کب سے میں جانتی ہماری بہت بہت اچھی دوستی تھی میرا مطلب ہے اس نے مجھے پرپوز کیا اور میں نے ہاں کر دیا کیوں نکہ وہ مجھے پسند ہے" اس کا یہ سب کہنا وہ بھی اپنے بھائی کے سامنے کافی عجیب لگ رہا تھا مگر نفرت کی پٹی ایسی بندھی تھی کہ اب وہ پیچھے نہیں ہٹنے والی تھی

"بس بہت ہو گیا کر دیا نا بھائی نے منع ابھی حریم کی شادی سر پر ہے حریم کو نپٹنے دو پھر دیکھے گے" اقرء بیگم نے سختی سے کہا علما کے آنکھوں میں فوراً آنسو آگ ئے "بھائی بھائی پلیز پلیز ایک مرتبہ صرف ایک مرتبہ مل لے آپ کو ضرور پسند آئے گا پھر میم الگ ہو جائے گی اچھا ہیں نا ایک ساتھ ہی سب نپٹ جائے" وہ پتا نہیں کیا کیا بول رہی تھی اس کو سمجھ نہیں آرہا تھا آنکھوں میں آنسو لے کر وہ بھیگی آواز میں بولی اور یہاں آحد کا اپنی بہن کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر دل پگھلا اس نے نا چاہتے ہوئے بھی رضامندی دینی پڑی

"ٹھیک ہے کل شام بلا لو" اس نے صرف اتنا کہا

"یے تھینک یووووو بھائی آئی لو یو سو چ" علما فوراًا سے جھپٹ پڑی جبکہ اقرء بیگم نے نفی میں سر ہلایا "آخر میں بھی تو دیکھوں وہ کون ہے جس نے میری بہن تقریباً پاگل ہی کر دیا ہے" اس نے دل میں سوچا

★★==========★★

"مجھے تو یقین نہیں آرہا اپنے کانوں میں ایک بار پھر بولے؟" صفیہ نے حفصہ کے آگے کان کر کہا سارے بڑے ایک ساتھ موجود تھے اور سب کو ابھی ابھی حفصہ نے حمدان اور ایشال کے نکاح کی خبر دی تھی سب حیرت میں بھی تھے مگر خوش بھی صفیہ کو تو یقین ہی نہیں آرہا تھا

"ہاں صفیہ باجی یہ سچ ہے حمدان اور ایشال کا نکاح ہو گا" حفصہ نے پھر سے کہا "لیکن حفصہ یہ سب کیسے " افضل علی حیدر نے حیرت سے پوچھا "ہاں بھئ کل تک تو منگنی کا ہو رہا تھا" عاصم علی حیدر نے بھی پوچھا "اچانک اماں جان نے فیصلہ کیوں تبدیل کر لیا؟" جاوید علی حیدر بولے

"بس اچانک ہی کیا ہے انہوں نے اب وہ اس ضد پر ہے کے ولیمے کی تقریب میں سادگی نے نکاح ہو جائے رخصتی بھلے بعد میں ہو" سایمہ نے بتایا "اتنے کم وقت میں تیاری کیسے ہو گی؟" طارق پریشانی سے بولے "ارے طارق بھائ آپ فکر نا کریں وہ تو سب ہو جائے گا" عاصم علی حیدر نے تسلی دی

"ہاں ویسے بھی اریب کی شادی کی تیاری بھی تو ساتھ ہی ہے اور کرنا بھی سادگی سے ہے" جاوید علی حیدر بھی بولے

"بس جو ہو سب خیرت سے ہو" اسمہ نے کہا "ارے میں تو اتنی خوش ہوں آخر کار میری بیٹی حمدان بیٹے سے منسوب ہو جائے گی" صفیہ کی خوشی چہرے سے ہی جھلک رہی تھی "وہ بات تو ہے اب ایشال بیٹی ہماری بہو بن جائے گی" فضل علی حیدر بھی مسکرا کر بولے "بہو نہیں بیٹی" سایمہ نے کہا تو سب اثبات میں سر ہلا کر ہنس دیے اب سارے نکاح اور اریب کی بارات کا ڈسکشن کرنے لگے تھے مگر ان سب میں چپ حفصہ کو حمدان کی فکر کھائے جا رہی تھی آخر حمدان کیوں راضی نہیں تھا اور ایسی کیا بات تھی جو وہ نہیں بتا رہا تھا

★★==========★★

"ارے بھئ مجھے تو اب تک یقین نہیں آ رہا کہ ایما۔۔ اپنی ایما کسی کو پسند کرتی ہے اور شادی کی خواہش مند ہے" سویرا حیرانگی سے بولی

"وہی تو اور نکاح کا مطالبہ بھی اتنی جلدی ایما تو ایسی ری ایکٹ کر رہی ہے جیسے وہ لڑکا بھاگ جائے گا" عرجہ بھی بولی

"ہاں ایما کی ضد ایسی ہے جیسے ایک بچے کو کھلونا چاہیے ہوتا ہے وہ بھی ابھی کے ابھی" دانیہ نے بھی حیرانگی کا مظاہرہ کیا۔ ماہم ان سب میں جو جانے کب سے علما کی رشتے کی بات کر رہے تھے ان میں خاموشی سے بھیٹی تھی

"تمھیں کیا ہوا بہن تمھاری تو بہن کا معاملا ہے" زینیہ نے ماہم سے مخاطب ہوتی مزاق میں بولی

"پتا ہے زینیہ باجی میں نے تو آپی کے لیے رشتہ بھی دیکھ لیا تھا" ماہم افسردگی سے بولی سب حیران ہوئے "ہیں اب تم کس بیچارے کو دیکھ لیا تھا؟" مریم نے پوچھا

"وہ لندن رٹن حمدان بھائ" ماہم نے بتایا سب کا قہقہ ایک ساتھ ابلا جبکہ عرجہ نے منہ بنایا "وہ لندن رٹن کو تمھاری بہن ملی تھی لندن میں کوئ لڑکی نہیں ملی؟" سویرا ہنستے ہوئے بولی "تو آپ کا کیا مطلب ہے آپی خوبصورت نہیں ہے کیا۔۔ کیا کمی ہے ان میں؟" ماہم کو ایک دم غصہ چڑھ گیا وہ چاہے جتنا بھی علما کو تنگ کریں مگر کوئ اور اس کی بہن کے خلاف بولے وہ اسے برداشت نہیں تھا

"ارے ارے میں تو مزاق کر رہی ہوں بھئی اپنی ایما میں بلاشبہ کوئی کمی نہیں ہے مگر کیا گیرنٹی ہے وہ لندن رٹن اسے پسند کرے گا؟" سویرا نے کہا "کیا کیا پسند پسند لگا کر رکھا ہے سب کو پتا ہے انکی اپنی کزن سے بات فکس ہے اور یہاں ایما بھی کسی اور کو پسند کرتی ہے تو ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے" عرجہ جلدی سے بولی سب پھر ہنسے "ہائے بیچاری عرجہ" زینیہ نے کہا تو سب نے ہنس کر افسوس کیا اس پر اور وہ منہ بنا کر رہ گئی۔۔۔ بھلا ہنس کر بھی افسوس کیا جاتا ہے

★★==========★★

"کتنا خوبصورت جوڑا آیا ہے" شفا نے ایشال کے جوڑے کو بیڈ پر پھیلا کر دیکھتے کہا تو آس پاس ساری لڑکیوں نے اتفاق کیا کیوں نکہ جوڑا واقعی خوبصورت اور کام سے بھرا تھا

"اہو و مطلب۔۔ مطلب ایشال باجی کی ڈیر کٹ نکاح ہونے جا رہا ہے حمدان بھائی سے" ایمان تقریباً چیختی ہوئی بولی وہ کب سے پورے گھر میں چیختی چلاتی خوش تھی جب سے نکاح کی خبر پورے حیدر ولا میں تیزی سے پھیلی تھی گھر کی رونق میں چار چاند لگ گئے تھے۔ نمرہ اندر آئی تو ایمان کی خوشی دیکھ کر مسکرائی جواب ایشال سے چپٹی تھی

"ایشال باجی آپ کو کیسا لگ رہا ہے؟" حزیرہ جلدی سے ایشال کے پاس آئی اور دلچسپی سے پوچھا "کیسا لگ رہا ہو گا کیا دل میں لڈو پھوٹ رہے ہونگے" اریشہ ایشال کو کندھا مار کے بولی تو اس نے شرم سے سر جھکا لیا واقعی میں جب سے اسے اپنے اور حمدان کے نکاح کی خبر ہوئی تھی وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی آخر اسکی بچپن کی پسند نکاح میں تبدیل ہونے والی تھی ایک لڑکی کے لیے اسے زیادہ خوشی کی بات کیا ہو سکتی ہے کہ وہ جسے پسند کرتی اسے اپنے محرم کے روپ میں پا لے

"نہیں پھر بھی کیسی فیلنگ آ رہی ہے زرہ وضاحت کریں؟" حزیرا دلچسپی سے بولی "افو حزیرہ جب تمھارے ساتھ ایسا ہو گا تب جان لینا کیسا لگتا ہے" میشال نے کہا تو سب ہنسے لگے سوائے حزیرہ کے جو جواب کی طلب گار تھی

"ارے نمرہ آؤ نا یہ دیکھو ایشال کا جوڑا" شفا نے نمرہ کو بیڈ پر پھیلا بھاری جوڑا دکھایا تو وہ مسکرا دی "بہت خوبصورت ماشاًللہ" اس نے دھیمے سے کہا

"آپ کو پتا ہے نمرہ باجی حمدان بھائی اور ایشال باجی کی جوڑی دنیا کی بیسٹ جوڑی ہو گی دونوں اتنے اچھے لگتے ہے ساتھ پتا ہے کہی نہ کہی بچپن سے طے تھا کہ ایشال باجی میری بھابھی بنے گی" ایمان پر جوش بولی تو سب مسکرا دیے

"وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن ہم کیا پہنے گے؟" فریحہ اچانک بولی تو سب ایک دم پہنے نا پہنے کی باتوں میں لگ گئے اور نمرہ مسکراتے ہوئے ان سب کی خوشیاں دیکھنے لگی خاص طور پر ایشال کو جس کی چہرے پر الگ ہی چمک تھی

★★==========★★

"نہیں نہیں تم مزاق کر رہی ہوں نا؟" حریم کو اپنے کانوں پر یقین نہ آیا "میں بھلا مزاق کیوں کرنے لگی اور آپ کو نہیں پتا کیا جو ایسے ری ایکٹ کر رہی ہے" ماہم الماری میں کپڑے ڈھونڈتی چڑ کر بولی "مج۔۔مجھے واقعی نہیں پت۔۔پتا" حریم بت کی طرح کھڑی ہو گئی اس پر مانو بم پھوٹا تھا

"ہیں نہیں پتا ارے بھئی کیا ہو گیا آپی کے یونی میں لڑکا ہے آپی اس کو پسند کرتی ہے اور وہ آپی کو کافی دوستی بھی ہے آپی نے کل انوایٹ کیا ہے دیکھے کیا ہوتا ہے" ماہم نے سوچتے ہوئے کہا پھر سر جھٹک کر واپس جو کپڑے ڈھونڈ رہی تھی ڈھونڈنے لگی جبکہ حریم سخت حیرت اور غصہ کے ملے جلے تاثرات میں کھڑی تھی

"نہیں ایما ایسا کیسے کر سکتی ہے؟ "

""کیوں نہیں کر سکتی بقول ان کے اب وہ شادی کے قابل ہے ان کو اپنی پسند ظاہر کرنے کا حق ہے اب دیکھے اگر کل سب کچھ سیٹ رہا تو میری ایک اور بہن بھی پرائی ہو جائے گی"۔ماہم ڈرامٹک انداز میں سر پر۔ہاتھ رکھ کر بولی

"ویسے میم میں سوچ رہی ہوں یہ سب کیسے اتنا جلدی اور۔۔۔" ماہم بولتے ہوئے پلٹی مگر کمرے میں کوئی موجود نہیں تھا "ہیں یہ کہاں گئی؟" ماہم نے ادھر ادھر دیکھتے کنفیوزن سے کہا پھر خود ہی سر جھٹک کر واپس اپنے کام میں لگ گئی

★★===========★★

"ایما مجھے خوشی ہے مطلب مجھ سے زیادہ اور کون خوش ہو گا مگر تمھارا انتخاب سارم ہے اس بات نے مجھے ہرٹ کیا ہے" سمرہ نے علما کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا اسے علما کے نکاح کے بارے میں سب سے زیادہ خوشی ضرور تھی مگر جب اس کو اس بات کا علم ہوا ہے کہ علما کی پسند اور کوئی نہیں سارم منور ہے تو پریشانی نے جگہ لے لی کیوں نکہ وہ جانتی تھی سارم اچھا لڑکا نہیں ہے اور علما کے لیے ساری زندگی کا ساتھی وہ کبھی بھی ایکسیپٹ نہیں کر سکتی غصہ بھی تھا مگر اب وہ علما کو پیار سے سمجھا رہی تھی جو شاید سمجھنا ہی نہیں چاہ رہی تھی

"سمرہ تم جانتی ہی کتنا ہو سارم کو بس تم میری خوشی میں خوش ہو پلیز" علما نے منت بھرے لہجے میں کہا تو سمرہ نے نفی میں سر ہلایا

"بات خوش رہنے کی ہی ہے میرا کیا تمھیں زندگی گزارنی ہے "

"ہاں تو میں وہی تو کہہ رہی ہوں مجھے زندگی گزارنی ہے اور میں خوش ہوں بیلیو می "

"تم۔۔تم نہیں جانتی وہ اچھا انسان نہیں ہے تمھاری زندگی برباد ہو جائے گی وہ بڑے باپ کی بگڑی ہوئی اولاد ہے اس میں ایسی کوئی خوبی نہیں ہے جس کی بنا پر تم اسے شادی کر سکوں وہ تو شادی کے کیا بات کرنے کے بھی لائق نہیں ہے" سمرہ نے غصہ سے کہا

"سمرہ تم وہ سب چھوڑو بس مجھے وہ پسند ہے اور زندگی مجھے گزارنی ہے تم بس ایک اچھی دوست اور بھابھی ہونے کے ناطے میری خوشیوں میں شریک ہو جاؤ میں صرف اتنا چاہتی ہوں" علما نے بحث نہیں کرنی چاہی اب وہ سمرہ کو کیا کہتی کہ اسے سارم سے کوئی

سروکار نہیں ہے اسے بس حمدان سے بھاگنا ہے سارم تو شاید اس کے لیے ایک مسیحہ ہے جو حمدان سے پیچھا چھڑانے کے لیے ہے کتنی اندھی ہوگئ تھی وہ نفرت میں اپنی زندگی کا رسق لے رہی تھی

"لیکن سارم۔۔۔۔" سمرہ کے ان گنت سوال علما کو سارم سے نا شادی نہ کرنے پر مجبور کر دینے نے والی باتیں علمانے روک دی

"بس سمرہ بس میں ویسی بہت تنگ ہوگئ ہوں سب کو جواب دے کر طرح طرح کے سب سوال کر رہے ہیں میں تھک گئ ہوں جواب دیں دیں کر بس تم بھی سمجھ لو اور سب کو کہہ دو کہ میں سارم سے نکاح کر رہی ہوں کیوں نکہ اس نے پرپوز کیا ہے میں نے اس کو پسند کر لیا کل ہمارا نکاح ہے دیدس اٹ" علما واقعی میں تنگ آ گئ جب سے سب پر بمب پھوٹا تھا تو سب کے حیرانگی عروج پر تھی اور علما کو کوئ نہیں چھوڑ رہا تھا کچھ تو ایسے بھی سوال تھے جس کا علما کو بھی معلوم نہیں تھا کیا جواب دے وہ سختی سے کہہ کر اٹھ کر چلی گئ جبکلک سمرہ غصہ میں دانت پیستی رہ گئ اسے سارم پر مزید غصہ آ رہا تھا

★★==========★★

وہ عصر کی نماز پڑھ کر سیدھا کتب خانے والے کمرے میں آ گیا تھا وہ کتاب کا متعالا کر رہا تھا جب حسیب اس کو ڈھونڈتے ہوئے آیا

"حمدان تو نے دادی جان سے بدتمیزی کی ہے؟" حسیب غصے سے بولا اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ حمدان اپنی دادی جان سے کبھی اونچی آواز میں بھی بات کر سکتا ہے۔ حسیب کی بات سن کر حمدان نے آرام سے کتاب رکھی اور اس کی طرف مڑا جو اس کے جواب کا منتظر تھا

"میرا ان سے بدتمیزی کرنے کا ارادہ نہیں تھا اور میں نے بہت نرمی سے انہیں سمجھایا ہے مگر پھر بھی سب کو لگ رہا ہے میں نے کوئ غلطی سرزد کی تو میں معافی مانگ لونگا" وہ کرسی پر بھیٹتے بولا

"حمدان تو نے کیوں دادی جان کے فیصلے کی منعامت کی؟" حسیب کو کیا معلوم نہیں تھا جو وہ یہ سوال اس شخص سے کر رہا تھا حسیب کی بات سن کر حمدان نے چونک کر سر اٹھایا

"تو چاہتا ہے میں ان کے فیصلہ مان لوں؟" حمدان نے بھویں جوڑ کر پوچھا۔ حسیب نے چڑ کر نفی میں سر ہلایا

"م۔۔میرا مطلب وہ نہیں تھا" وہ اس کے سامنے پڑی کرسی پر بھیٹتے بولا

"میں بس چاہتا ہوں تو ابھی بات نا کرتا ہم بعد میں دادی جان کو سمجھا لیتے او۔۔۔" حسیب کی بات حمدان نے سختی سے کاٹی

"انہوں نے پرسوں میرا اور ایشال کی منگنی رکھی تھی بعد میں کب ہاں؟ "

"لیکن پھر بھی دادی جان کو تکلیف پہنچی ہوگی۔۔۔" حسیب افسوس سے بولا

"اور جو مجھے تکلیف پہنچی ان کے فیصلے سے اور جو مجھے عزیت مل رہی ہے ہر گزرتا پل میرے لیے کتنا درد سے بھرا ہے اس کا کسی کو احساس نہیں ہے نہیں حسیب یہ گناہ ہے یہ بے وفائی ہے میں۔۔میں کبھی بھی اپنے عشق کے ساتھ غداری نہیں کر سکتا کسی اور کے بارے میں سوچنا ہی گناہ ہے میں اتنی بڑی غلطی کا ارتکاب نہیں کر سکتا یہ ناممکن ہے" اس کی آنکھوں میں اس کا درد چیخ چیخ کر بیان کر رہا تھا اس کے لفظوں کی سچائی حسیب نے بے بسی سے اس کو دیکھا

"اس کے لیے اپنوں کے خلاف ہو جائے گا؟" حسیب نے پوچھا

"ہاں" جواب حاضر تھا ہمیشہ کی طرح

"اپنوں سے جنگ کرے گا؟" حسیب نے پھر پوچھا

"ہاں" جواب پھر سے آیا

"اس کے لیے جو خود تجھ سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہے" حسیب نے اس کو کھوجتی نظروں سے دیکھ کر کہا حمدان چونکا

"اس کے لیے جو تجھ سے نفرت کے سوا کچھ نہیں کرتی جو تیری شکل بھی دیکھنا گوارہ نہیں کرتی؟" حسیب تنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولا لیکن وہ بھول گیا تھا سامنے ایک عاشق تھا

"چلو کچھ تو کرتی ہے نفرت ہی سہی چلو کوئی تو احساس ہے جو میرے لیے اپنے دل میں رکھتی ہے میں اسی میں خوش ہوں آخر نفرت سے ہی سہی یاد تو کرتی ہے میرا ایک طرفہ عشق ہم دونوں کے لیے کافی ہے" وہ مسکراتے ہوئے بولا حسیب نے حیرت سے اسے دیکھا کیا تھا وہ کبھی اس کے نفرت سے دیکھنے پر بھی برداشت نہیں کر پاتا تھا تو کبھی اس کی نفرت ہی اسے بہاتی تھی وہ تین سال سے آج تک اس عاشق کو سمجھ نہ پایا تھا اور شاید سمجھ بھی نا سکے گا کیوں نکہ سامنے بھیٹا شخص عشق کے دلدل میں ڈوبا ہے

"بھائی؟ بھائی؟" ایمان کی آواز کانوں میں پڑی تو وہ چونکا حسیب بھی ساتھ چونکا

"بھائی" ایمان نے حمدان کے گلے میں باہیں ڈالی "جی گڑیا" حمدان نے مسکرانے کی کوشش کی

"بھائی مجھے اتنی خوشی ہو رہی ہے کہ میں بے ہوش ہو جاؤنگی" وہ ہنستے ہوئے بولی وہ واقعی خوش نظر آرہی تھی اس کے چہرے کی چمک دیکھ کر حمدان کے چہرے پر مسکراہٹ آئی "اہو کس بات کی خوشی بھئی ہماری ایمان صاحبہ کو" حسیب مسکراتے ہوئے بولا "بس بات ہی کچھ ایسی ہے" ایمان چہک کر بولی

"بھائی مجھے بہت بہت ساری چیزیں چاہیں بلکہ آپ خود میرے ساتھ شاپنگ پر جا رہے ہے وہ بھی ابھی" ایمان جوش سے بولی حسیب اور حمدان نے الجھ کر دیکھا "ارے بھئی آخر میرے بھائی کی شادی ہے کوئی آم بات تھوڑی ہے" وہ اکڑ کر بولی "اریب بھائی کی؟" حسیب نے مسکراتے ہوئے پوچھا "ظاہر ہے" حمدان نے کہا

"ان کی تو ہے مگر ساتھ میرے ایک اور بھائی کی میری سب سے پیاری ایشال باجی سے "ایمان جوش و خروش سے بولی جہاں حسیب چونکا تھا وہی حمدان کچھ پل کے لیے سن ہو گیا تھا"ل۔۔ لیکن منگنی تو ختت۔"حسیب نے حمدان کی طرف دیکھتے پھر ایمان کی طرف دیکھتے الجھ کر کچھ کہنا چاہا"ہاں ہاں منگنی تھی مگر اب دادی جان نے نکاح کا کہہ دیا"ایمان تالی بجاتی ایکسایٹمنٹ سے بولی۔ حمدان اور حسیب نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا

"ایمان؟"حزیرہ کی آواز پر ایمان آتی ہوں کہہ کر بھاگی جبکہ وہ دونوں سن بھیٹے رہے

"کہاں جا رہا ہے؟"حمدان اٹھ کر تیزی سے باہر کی جانب بڑھے لگا تب حسیب نے اس کا راستہ روکتے جلد بازی میں پوچھا

"اس سے بات کرنے جس کے ساتھ سب میرا نکاح کرنے پر تلے ہے"وہ چباچبا کر بولا اور غصہ سے نکل گیا جبکہ حسیب پریشانی کے آلم میں وہی کھڑا رہا

"آخر یہ کیا ہو رہا ہے"وہ بڑبڑایا

★★==========★★

"تو پھر کیسا لگا میں آپ کے گھر والوں کو؟"دوسری طرف فون پر چہکتی ہوئی کسی شخص کی آواز علما کے کانوں میں گونجی علما نے فون کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور ایک ٹھنڈی سانس فضا کے سپرد کی

"ٹھیک"علما نے دھیمے سے جواب آیا"بس ٹھیک"دوسری طرف کوئی خاصہ شوخ ہو رہا تھا علما کا دل چاہا فون سے نکل کر اس کا سر پھاڑ دے

"نہیں سب نے ڈسایڈ کیا ہے پھولوں کا ہار پہنائے گے اور آوارڈ سرمنی کا بھی پلین بن رہا ہے جس میں آپکو آوارڈ سے نوازا جائے گا" علما نے چباچبا کر کہا دوسری طرف سے قہقہ کی آواز گونجی

"کیا مصیبت ہے"اس نے دانت پیستے سوچا

"خیر کیا میں ابھی بھی پوچھ سکتا ہوں مجھ ناچیز کے پرپوزل کو ریجیکٹ کر کے پھر سے ایکسیپٹ کرنے کی وجہ؟"اب آواز میں سنجید گی تھی مگر اتنی زیادہ نہیں"دیکھو اول تو میں نے تمھیں پرپوز نہیں کیا تم نے کیا تھا اور جہاں تک بات ہے انکار کے بعد اقرار کرنے کی تو وہ میری مرضی میں نے پہلے بھی صاف کہا تھا اور اب دوبارہ کہہ رہی ہوں تم مجھ سے ایسے سوال نا کرو تو زیادہ ہی بہتر ہے"اس نے بالوں کے کان کے پیچھے کرتے سختی سے کہا

"میری بیوی بننا میرے ساتھ ساری زندگی گزارنے کا فیصلہ سوچ سمجھ کر ہی کیا ہو گا"اس نے کہا"اب میں فون رکھتی ہوں کل بارات میں ملاقات ہو گی"علما نے کال کانٹ دی دوسری طرف اس شخص نے فون رکھا اور مسکریا

"جو چیز پسند آجائے وہ سارم منور کی ہو جاتی ہے" سارم ہنستے ہوئے بولا پھر موبایل جیب میں ڈال کر آگے بڑھ گیا
★★===========★★

"علی حیدر صاحب میں نے ایشال کے لیے جوڑا پسند کیا ہے کیا کہتے ہے آپ؟" ہمیدہ بیگم نے کرسی پر بھیٹے کتاب کا مطعالا کرتے علی حیدر کو مخاطب کیا

"ہمیدہ بیگم ہمیں آپ سے کچھ بات کرنی ہے" علی حیدر نے کتاب میز پر رکھتے بیڈ پر بھیٹی ہمیدہ بیگم کی طرف دیکھتے کہا جو بیڈ پر بھیلے جوڑوں کو دیکھ رہی تھی" کہیے؟ "

"مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ ہم زیادتی کر رہے ہے جیسا کہ آپنے بتایا حمدان علی حیدر خوش نہیں ہے ہمیں بچوں پر اپنا فیصلہ تھوپنا قطعی مناسب نہیں لگتا" علی حیدر نے سوچتے ہوئے کہا

"لیکن ہمیں مناسب لگتا ہے ویسے بھی ہماری ایشال بیٹی بہت خوش ہے وہ بچپن سے چاہتی ہے اور جہاں تک بات ہے آپکے لاڈلے پوتے کی تو نکاح کے بعد خود ہی ٹھیک ہو جائے گا آخر کوئی کمی تھوڑی ہے ہماری نواسی میں "ہمیدہ بیگم نے اکڑ کر کہا۔ علی حیدر نے نفی میں سر ہلایا

"ہم نے کب کہا کہ ہماری نواسی میں کمی ہے ہماری نواسی تو حزاروں میں ایک ہے مگر زندگی تو ہمارے پوتے کو گزارنی ہے اور جس فیصلے میں اس کی رضامندی شامل نا ہو اس میں ہماری نواسی کیسے خوش رہ سکتی ہے؟ "

"ہم کچھ نہیں جانتے نکاح اپنے وقت پر ہو گا ہم فیصلہ کر چکے ہے اور آپ کو پتا ہے ہم اپنے فیصلے بدلتے نہیں نا کسی کو یہ حق دیتے ہے کہ وہ ہمارے فیصلوں میں اپنا اختیار سمجھے لہذہ آپ بھی خوشی خوشی اپنی نواسی کی خوشیوں میں شریک ہو" ہمیدہ بیگم نے سختی سے کہا اور لاٹھی کے سہارے اٹھ کر باہر نکل گئ جبکہ علی حیدر نفی میں سر ہلا کر سوچ میں پڑ گئے
★★===========★★

سارم منور ہی علما کا انتخاب تھا اور بڑی ہمت کر کے سارم سے بات کی تو سارم نے مان لیا ویسے بھی سارم اسکو پرپوز کر چکا تھا جبھی علما کو وہی دکھا آگے کیا کرنا تھا کیسے سارم کے ساتھ زندگی گزارنی تھی علما نہیں جانتی تھی بس اس نے حمدان کے مقابلے میں سارم کا انتخاب کیا تھا وہ سارم کے ساتھ پھر بھی زندگی گزار لیتی مگر حمدان کے ساتھ وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کیوں نکہ وہ نفرت کرتی اس شخص سے وہ اس کے سکون کے غارت کا، غموں کا قصوروار تھا

سارم اسلام آباد آچکا تھا اور آج وہ اقرء بیگم آحد اور ماہم سے مل بھی چکا تھا وہ کافی سادگی سے ملا تھا اسے ملنے کے بعد علما کی خوشیوں کو مدے نظر رکھتے آحد اور اقرء بیگم نے سارم کو قبول کر لیا تھا ویسے بھی کوئی برائ نظر بھی نہیں آئ تھی سارم میں جس کی وجہ سے

Urdu Novels Ghar

اسے ریجیکٹ کرتے سارم نے یہ جھوٹ کہا تھا کہ اس کے ماں باپ نہیں ہے اور نا کوئی اور وہ اکیلا ہے۔ سارم اور علما کا نکاح ولیمہ والے دن طے پایا تھا جب سے نکاح طے ہوا تھا پورے گھر میں ہل چل مچ گئی تھی حریم کی شادی کی خوشی کم تھی جو علما کا نکاح سن کر خوشی دو بالا ہو گئی تھی پورے گھر کی رونق میں چار چاند لگ گئے تھے ابھی بھی ساری لڑکیاں علما کو گھیر کر بھیٹی تھی کیوں نکہ علما کے ہاتھوں میں مہندی لگ رہی تھی خاص مہندی لگانے والی آئی تھی جو دلہنوں کی طرح اسکو سجا رہی تھی

"مہندی ہے رچنے والی" زینیہ نے اونچی آواز میں گانا شروع کیا

"سجنا کی بجنے والی" ساری لڑکیوں نے ایک ساتھ گایا تو سب کا قہقہ گونجا جبکہ علما نے ان کو سنہیرے القبات سے نوازا

"بھئی آپ نے ان کی بڑی خوبصورت مہندی لگائے گا اور ساتھ ہی ناس بھی لکھ دے گا" سویرا نے مہندی لگانے والی کو کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ علما کے ساتھ ساتھ اور بھی لڑکیوں کی مہندی بھی لگ رہی تھی

"یہ س وغیرہ نہیں" علما نے جلدی سے منع کیا "کیا کیا نہیں آپ لکھیے گا اس کی مت سنیں" حنا نے فوراً ٹوکا

"ہاں نا ایما پاگل پھر سارم جیجو ڈھونڈھیں گے تمھارے نرم نرم ہاتھوں میں خود کا نام" عرجہ نے ڈرامٹک انداز سے کہا

"ویسے میں تمھیں معاف نہیں کرونگی" ہبا منہ بنا کر بولی

"کیوں بہن؟" علما نے پوچھا

"ہم ایک ساتھ یونی میں تھے اور تم نے مجھے بھنک بھی نہیں ہونے دی کے تمھارا اور سارم۔۔۔" ہبا روتی صورت بنا کر بولی تو علما جلدی سے بولی "جب تک مجھے خود نہیں معلوم تھا کہ ایسا کچھ ہو جائے گا" علما نے کہا تو ہبا نے منہ بنا کر اثبات میں سر ہلایا

"آپ کچھ لکھیے گا مت" سب کا دھیان ادھر ادھر دیکھ کر علما نے مہندی والی کے کان میں سرگوشی تو اس نے اثبات میں سر ہلایا "ویسے آپی آپ کے سارے کپڑے میرے" ماہم جوش سے بولی "ہاں اور سینڈلس میری" حوریاں بھی جلدی سے بولی "ایک ایک منٹ اے ویں تم لوگوں کے" علما نے حیرت سے دیکھا "کیوں بھئی اب آپ کی شادی۔۔" ماہم نے معصومیت سے کہنا چاہا "بیٹا نکاح ہو رہا ہے فکر نا کرو ابھی تمھارے سر پر ہی ہوں رخصت ہو کر نہیں جا رہی"

"شٹ" ماہم بڑبڑائی

"کیا؟" علما نے بھویں اٹھاتے ہو چھا

"کک۔۔کچھ نہیں میرا بس چلے تو میں آپ کو کہی نا جانے دوں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہوں" ماہم نے پیار سے کہا "بس بس اتنے مکھن نہیں میں تمھیں نیا والا سوٹ دینے نہیں والی" علما نے فوراً کہا تو سب کا قہقہ ایک ساتھ گونجا

"واوواایماکتنی خوبصورت لگ رہی ہے مہندی" دانیہ نے اس کے ہاتھ دیکھے جہاں بازو سے لے کر ہتھیلی تک لگ چکی تھی اور اب انگلیوں پر لگ رہی تھی واقعی مہندی باریک اور مہارت سے لگی تھی "ایسی رکھنا" فضا نے موبایل کھول کر اس کے ہاتھوں کی تصویر لینا چاہی "میری بھی لو" علما نے کہا تو سب ہنسنے لگے اور اس کی بھی تصویر لینے لگے جو مسکرا کر کیمرے کی طرف دیکھ رہی تھی مگر اس مسکراہٹ میں اطمینان نظر نہیں آرہا تھا

★★==========★★

وہ ٹیرس پر کھڑی تھی وہ آج بہت بہت خوش تھی کیوں نکہ آخر کار اس کی خواہش پوری ہونے جارہی تھی اس کا بچپن کی دوستی پیار ملنے جارہا تھا اس کا نکاح ہونے جارہا تھا اس کے ساتھ جس کے ساتھ اس نے خواب دیکھنا شروع کیے تھے اس عمر سے جب خوابوں کے معنے بھی نہیں جانتی تھی اس نے تو بچپن سے یہ سوچا تھا کہ اسکا دان اور وہ ہمیشہ ساتھ رہے گے اور بڑے ہو کر پتا چلا ساتھ صرف ایک ہی شرت پر رہ سکتے ہے جب دوستی کو رشتے میں تبدیل کیا جائے اور آج تو ہمیدہ بیگم نے نکاح کا فیصلہ سنا کر اس کے سارے خوابوں کو سچ کر دیا تھا اب وہ اس شخص کے ساتھ پوری زندگی گزارے گی اس کی بھی فیملی ہو گی وہ ایشال حمدان علی حیدر بن جائے گی وہ مسکراتے ہوئے سوچ رہی تھی چہرے پر چمک اور خوشی برقرار تھی مسکراہٹ تھمنے کا نام نہیں لے رہی تھی وہ خود ہی کچھ نا کچھ سوچتی اور خود ہی شرما دیتی وہ اپنے میں ہی مگن تھی جب کوئی اس کے پیچھے آکر کھڑا ہوا

"ایشال؟" کسی نے اسے پکارا وہ تیزی سے مسکراتے مڑی مگر سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر نظریں جھکالی دل کی دھڑکن تیز ہو گئی سامنے وہ کھڑا تھا جس کی کل وہ بیوی بننے جارہی تھی "جی۔۔؟" اس نے جھجھکتے پوچھا چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ حمدان نے اس کو دیکھا حجاب میں بندھی مسکراتا چہرہ وہ معصوم ایشال واقعی بری نا تھی مگر وہ حمدان کے لیے نہیں تھی وہ کسی اور کے لیے تھی کیوں نکہ اس کے لیے تو پہلے سے چن لی گی تھی

"ایشال میں جانتا ہوں تم پر بھی سب زبردستی یہ رشتہ باندھ رہے ہے" حمدان لفظوں کا چناؤ کرتے بولا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کیسے بات کریں ایسا پہلی بار ہوا تھا

"مطلب؟" ایشال نے ناسمجھی سے دیکھا مسکراہٹ ابھی بھی چہرے پر برقرار تھی

"میری طرح تم پر بھی یہ رشتہ مسلط کیا جارہا ہے" حمدان نظریں نیچے کر کے اپنے جوتوں کو دیکھتے بولا۔ وہ وہی حمدان تھا جو بچپن میں ایشال سے کوئی بات کرنے میں نہیں گھبراتا تھا جو اس گھر میں ایشال کے سب سے قریب تھا مگر بچپن اور اب میں بہت فرق تھا حالات مختلف تھے اور شاید جزبات بھی

"م۔۔میں کچھ سمجھی نہیں آپ پر یہ رشتہ زبردستی مسلط کیا جارہا ہے؟" ایشال کی مسکراہٹ غایب ہو چکی تھی چمکتے چہرے پر پریشانی کے اثرات نمایاں ہوگئے تھے۔ حمدان نے نظریں اٹھائی اور اثبات میں سر ہلایا۔ ایشال کو لگا وہ دوبارہ کچھ کہہ نہیں پائے گی اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی کتنا دردناک لمحہ تھا یعنی جس کے ساتھ وہ گھر بسانے کے سنہیرے خواب سجا رہی تھی وہ ہی راضی نہیں تھا یعنی "عشو کا دان بدل چکا تھا" ایشال نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ تھوڑی دیر خاموشی حایل ہو گئی دونوں طرف کھڑے شخص اپنے جزبات قابو کر رہے تھے مگر سامنے کھڑی لڑکی اندر ہی اندر کوئی فیصلہ کر رہی تھی

"مگر مجھ پر رشتہ مسلط نہیں کیا جارہا میں۔۔میری مرضی شامل ہے" وہ مضبوط لہجہ میں بولی اس نے فیصلہ کر لیا تھا وہ حمدان کو خود سے دور نہیں ہونے دیگی وہ کچھ بھی کریگی مگر حمدان کی قربانی نہیں دیگی وہ حمدان کو خود سے پیار کروائے گی ہاں حمدان اسے ایک دن محبت کرے گا

مگر وہ کتنی نادان تھی محبت زبردستی تھوڑی کروائی جاتی ہے محبت تو ایک احساس ہوتا ہے جو انسان کے اندر خود پنپتا ہے اس میں زبردستی نام بھی شامل نہیں ہوتا اور زبردستی کرنے سے البتہ نفرت کا احساس ضرور پنپتا ہے

حمدان چونکہ تھا اب اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کہے یعنی ایشال پر کوئی زبردستی نہیں تھی وہ اپنی خوشی سے اس رشتے میں بندھنے جارہی تھی جس رشتے کا سوچنا بھی اس کے لیے گناہ تھا "ایشال میں بہت عزت کرتا ہوں تمھاری تم میری بچپن کی دوست ہو اور آج بھی مَیں وہ دوستی نہیں بھولا ہوں مگر میں تمھارے ساتھ ایسے رشتے میں نہیں بندھ سکتا میرے لیے ناممکن ہے میں تصور بھی نہیں کر سکتا" وہ ہمت سے بولا۔ ایشال کا دل چاہا وہ پھوٹ پھوٹ کر روئے اس کا دان نہیں تھا یہ تو کوئی اور تھا

"آپ کیا چاہتے ہے؟" ایشال بھیگی آواز سے بولی۔ حمدان نے سانس بھری "دادی جان کو انکار کردوں میری نہیں تو تمھاری بات ضرور مانیں گی" حمدان نے کہا ایشال کا پھر زور سے دل دھڑکا انکار مطلب حمدان کو ساری زندگی کے لیے کھونا نہیں وہ بچپن کے خوابوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے ٹوٹتا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھی وہ کچھ بھی کریگی مگر حمدان کو خود سے دور نہیں ہونے دیگی

"مجھے معاف کردیں مگر میں یہ نہیں کر سکتی مجھے نانی جان کی خوشیاں پیاری ہے ہمارا کل نکاح ہے اور میں نکاح کے لیے تیار ہوں لہذا آپ بھی تیار ہو جائے اس میں سب کی بھلائی ہے" وہ سر جھکا کر کہہ کر واپس مڑ کر تیز تیز سیڑیاں پھلانگتی نیچے چلی گئی جبکہ حمدان وہی کھڑا اس طرف دیکھتا رہا جہاں سے وہ گئی تھی یعنی یہ آخری امید تھی جو حمدان کی جو ٹوٹ گئی تھی کیوں نکہ ایشال خود غرض ہو گئی تھی ہاں ایشال خود غرض ہو گئی تھی

★★==========★★

"بھائی کیسی لگ رہی ہے میری مہندی؟" علما نے دونوں ہاتھ آگے کر کے بازوں تک لگی مہندی آحد کو دکھائی۔ احد نے سر اٹھا کر اسکی مہندی کو دیکھا جو ابھی سوکھی نا تھی پھر اپنی بہن کے چہرے کو جو مسکراتا ہوا اس کے جواب کی منتظر تھی آحد نے کچھ کہنا چاہا مگر ماہم تیزی سے بھاگتے ہوئے آئی اور اسے روک دیا

"ایک ایک منٹ پہلے میری بتائے" ماہم نے بھی اپنے دونوں ہاتھ آگے کر کے دکھائے۔ آحد مسکرایا

"دونوں کی بہت خوبصوت لگ رہی ہے" آحد مسکراتے ہوئے بولا تو دونوں خوش ہو گئ "مگر میری زیادہ اچھی ہے" ماہم اترا کر بولی

"جی نہیں میری زیادہ اچھی ہے یہ دیکھو میری کتنی بھری بھری ہے" علما نے جلدی سے ماہم کے سامنے ہاتھ آگے کر اپنی دلہنوں والی مہندی دکھائی "تو آپ تو دلہن ہے نا مگر میری بھی اچھی ہے" ماہم نے کہا۔ آحد دونوں بہنوں کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا جب علما کی نظر اس پر پڑی

"یہ آپ مسکرا کیوں رہے ہے ضرور ماہی تمھیں دیکھ کر مسکرا رہے ہے کیوں نکہ تم جوکر جوٹھری ہاہاہاہاہا" علما خود کہہ کر خود ہنسے لگی جبکہ ماہم غصہ سے چلائی

"میں جوکر تو آپ ماہا جوکر ہاہاہا" ماہم نے بھی مزاق اڑایا

"بس بس ادھر بھیٹو تم دونوں" علما کی طرف سے کوئی جواب آتا آحد نے دونوں کو خاموش کر کے بھٹایا تو دونوں منہ بنا کر بھیٹ گئ

"ایما تم خوش ہو؟" آحد نے اس کے رخسار ہر ہاتھ رکھ کر پوچھا تو وہ پل بھر کو رکی شاید خود سے پوچھ رہی تھی

"ہاں" پھر سر جھٹک کر اثبات میں سر ہلایا آحد مسکرایا

"ویسے بھائی سوچے جب آپی چلی جائے گی تو گھر میں صرف ہم دونوں رہ جائے گے پھر ہم ڈھیر سارا گھومیں گے شاپنگ کریں گے کتنا مزا آیگا" ماہم آحد کو ایک آنکھ دباتے بولی تو آحد کو بھی شرارت سوجی

"ہاں کیوں نہیں پھر تو بس مزے ہی مزے" آحد بھی ایک آنکھ دباتے بولا علما کی مسکراہٹ فوراً غایب ہوئی اور منہ بنا کر دونوں کو دیکھا

"سوچیں بھائی پیزے پر صرف ہم دونوں کا حق ہو گا" ماہم مزے سے بولی آحد نے کن کنھیوں سے علما کو دیکھا جو تھوک نگلتے ماہم کو سن رہی تھی "اور چائینیز تو تم بھول گئ" آحد بولا وہ دونوں علما کو تنگ کر رہے تھے

"اور کوکو کولا تووووو" ماہم چیخ کر بولی

"بھی کیا مصیبت ہے آپ لوگوں کے ساتھ" علما کا صبر برداشت دے گیا

"ہیں ہم نے کیا کیا؟" ماہم آحد معصومیت سے بولے "آہاں ہم نے کیا کیا" علما نے تیڑھا منہ بنا کر نقل اتاری دونوں نے ہنسی روکی

Urdu Novels Ghar

"یہ جو آپ لوگ جلا رہے ہے نا میں بتا رہی ہوں میرے بغیر کچھ بھی مزے کرنے کا سوچا تو جنگ چھڑ جائے گی" علما جوش سے وارننگ دیتی بولی

"ہاہاہاہاہاہاہاہا" آحد اور ماہم زور زور سے قہقے لگانے لگے علما نے برا سا منہ بنا کر دونوں کو گھورا "زیادہ ہنس رہے ہیں نا رکیں آپ" علما اٹھی اور آحد کو اپنی مہندی لگانے کے لیے بھاگی

"نہیں ایما اس کا مزاق نہیں" آحد جلدی سے اٹھ کر بھاگا "ایسے کیسے نہیں میری ساتھ مزاق کریں واہ واہ" علما اس کے پیچھے بھاگتی بولی

"جوڑی کیا بنائی" ماہم اس کے واہ واہ پر ڈانس کرتی بولی

"رکو تم زیادہ مزے سوچ رہے ہے نا تمھاری بھی کرواتی ہوں شادی" علما اس کے پیچھے اس کی مہندی خراب کرنے بھاگی تو وہ جو مزے سے گا رہی تھی اٹھ کر آحد کے ساتھ ساتھ بھاگنے لگی

"ارے میں تو مزاق کر رہی ہے ویسے بھی ابھی تھوڑی آپ کی رخصتی ہو رہی ہے" ماہم خود کو بچاتے بولی پھر علما آحد اور ماہم کے ہنستے ہوئے پیچھے بھاگنے لگی جو اسے بچ کر بھاگ رہے تھے

"یا اللہ صبر دینا اس شخص کو جس کی میری بہن ارف ڈاین سے شادی ہونے جا رہی ہے" ماہم دعا کی طرح ہاتھ اٹھاتی بولی جس پر آحد نے اونچی آواز میں "آمین" کہا ساتھ ہی نیچے جس جس کزن کو آواز پہنچی تھی سب کی "آمین" کی آوازیں اپر تک آئی اور علما پھر سے اس دونوں کے پچھے بھاگی جو اب نیچے اسے بچ کر بھاگ رہے تھے اسی خوشیوں اور شرارتوں سے بھرا ماحول تھا

★★==========★★

"ارے یہ پھول یہاں پر نہیں لگے گیں اف ایک کام ٹھیک سے نہیں ہوتا تم سے کاؤ جا کر کچن کا دیکھو اس کو میں کر لونگی" شفا نے ملازمہ کو بھیج کر پھولوں کی ٹوکری اٹھائی اور خود اسٹول پر چھڑنے لگی "آرام سے" میشال جو پاس سے گزر رہی تھی اس کو دیکھتے بولی

"ہاں بھئی آرام سے کریں کام ایک ہی منگیتر ہے آپ عباد بھائی کی" اریشہ چائے کی ٹرے میز پر رکھتی شرارت سے بولی "تمھیں تو ابھی بتاتی ہوں میں" شفا اریشہ کے پیچھے بھاگنے والی ہی تھی کہ نمرہ سے ٹکرا گئی

"آؤ چچچ" دونون کا سر آپس میں ٹکرایا "آرام سے" نمرہ نے سر سہلاتے کہا تو شفا ہنس دی "نمرہ باجی" ایمان بھاگتے ہوئے آئی

"جی؟"

"آپکو امی جان نے کمرے میں بلایا ہے" ایمان نے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلاتی حفسہ کے کمرے کی طرف بڑھ گئی

"ادھر دیں میں لگاؤ ورنہ تم لڑکیاں صبح کر دو نگی ویسی آج بارات ہے "صبحان شفا کے ہاتھ سے پھولوں کی لڑی تقریباً چھینتے ہوئے لے کر گیا

"او مسٹر ہم لڑکیاں ہی ہے جو دن میں حزار کام یونہی نپٹا لیتی ہے ورنہ تم لڑکے تو دن بھر آوارہ باہر گھومتے ہو "ایمان کمر پر پاتھ رکھتی منہ بنا کر بولی "ایمان میڈم ہم باہر کے کام بھی دیکھ رہے ہوتے ہے آے سی میں نہیں بھیٹے ہوتے "صبحان بھی لڑی لگاتے ہوئے اسی کے انداز سے بولا "تو ہم بھی کچن میں گرمی میں ہوتی ہے آئے بڑے آے سی "ایمان اسکی نقل اتراتی بولی

"اف بس کرو تم دونوں ہاں مان لیا دونوں مظلوم ہو اب جلدی جلدی کام نپٹاؤ آج رات ہی بارات ہے "شفا نے دونوں کے درمیان آکر ٹوکا

"ارے یہ تو بتاؤ کوئی اریب بھائی کا کمرہ کون سجا رہا ہے؟ "حزیرا نے شوخی سے آتے پوچھا "ہم اور کون "حزیفہ بھی آگیا جہاں حزیرہ ہو اور حزیفہ نہ ہو ہو ہی نہیں سکتا

"جی نہیں اس بار ہم سجائے گے "اریشہ نے اکڑ کر کہا

"ہم سے مطلب؟ "حزیفہ نے پوچھا "ہم سے مطلب ہم لڑکیاں "میشال نے جلدی سے کہا

"ہاہاہاہا تم لڑکیاں "صبحان قہقہ لگا کر ہنسا

"صبحان بھائی آپ کے بڑے دانت نکل رہے ہے "ایمان نے کہا صبحان سٹول سے گرتے گرتے بچا "ک۔کون صبحان بھائی ہاں؟ "وہ ہڑبڑا کر بولا سب لوگوں نے اپنی ہنسی روکی

"آپ اور کون "ایمان کو سمجھ نا آیا

"افو بھئی کمرہ کوئی بھی سجائے بس یہ خیال رکھنا کہ حریم بھابھی کو کوئی تکلیف نا ہو کیوں نکہ وہ اب حیدر ولا کی بڑی بہو ہے "شفا نے کہا تو سب کے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا

"ویسے کتنا اچھا لگ رہا ہے نا سب مطلب اچانک ہی حیدر ولا میں خوشیاں آ گئ پہلے اریب بھائی کی شادی اور اب بھائی اور ایشال باجی کی بھی "ایمان جوش سے بولی

"ماشاًللہ کہو ایمان کبھی کبھار خوشیوں پر خود کی نظر لگ جاتی ہے' "اریشہ نے کہا سب نے ایک آواز میں ماشاًللہ کہا

"ویسے یہ دولھا اور ہماری دلھن کہاں ہے؟ "میشال نے ارد گرد دیکھتے پوچھا

"پتا نہیں ارے رکو ہمارے پاس خبری ہے سعد ادھر آؤ جلدی "حزیرہ نے سامنے بھیٹے ویڈیو گیم کھیلتے سعد کو پکارا تو وہ بھاگا بھاگا آیا

"چلو خبری خبر سناؤ اریب بھیا حمدان بھیا اور ہماری دلھن کی "حزیفہ نے مزے سے کہا تو وہ ریڈیو کی طرح شروع ہو گیا

"اریب بھائی گھر پر نہیں ہے ان کے دوست کی طبعیت ناساز ہے اور ایشال باجی پھوپھو کے پاس اپنی جیولری دیکھ رہی ہے اور حمدان بھائی کا پتا نہیں وہ شاید گھر پر نہیں ہے "سعد نے ہمیشہ کی طرح سہی خبریں دی

"اہو یہ چیز چلو جاؤ"صبحان نے کہا تو وہ واپس بھاگتے ہوئے چلا گیا اور وہ لوگ ہنستے کھیلتے واپس اپنے کاموں میں مصروف ہو گ ئے

★★==========★★

"ہیبم یہ کیا طریقہ ہے یہاں میرا نکاح بھی طے ہو گیا پورا گھر خوش ہے اور آپ ہے کہ کمرے سے باہر نہیں نکل رہی آپ کو پتا ہے کتنی مشکل سے میں بات سمبھال رہی ہوں باہر آپ بھول رہی ہے آپ بھی دلھن ہے ہمارے ساتھ وقت بتائے پھر موقع ملے یا نا ملے بھائی۔۔۔" علما کمرے میں گھستے ہی حریم کو سنانے لگی تھی جب سے اس کو خبر ہوئی تھی اس نے علما سے بات کرنا چھوڑ دی کیوں نکہ علما اسکی بات نہیں سن رہی تھی وہ طبعیت کا بہانا بنا کر صبح سے کمرے میں بند تھی

"ہیبم کیا مسلہ ہے یار "علما چڑ کر بولی

"مسلہ میں مسلہ کر رہی ہوں اور جو تم کر رہی ہو وہ کیا ہے۔۔تم جانتی ہو کہ جو تم نکاح کرنے جا رہی ہو وہ جایز نہیں ہے کیوں نکہ تم کسی اور سے منسوب ہو یہ گناہ ہے اور میں اس گناہ میں شریک نہیں ہونا چاہتی" حریم نے پھر سے اسے وہی بات کی "ہم اس معاملے میں بات کر چکے ہیں "

"میں بھی دیکھتی ہوں میرے ہوتے ہوئے میری بہن سے یہ گناہ کیسے سرزد ہوتا ہے" حریم غصہ سے بولی "ٹھیک ہے جو کرنا ہے کریں میں بھی دیکھتی ہوں کتنی رکاوٹ آتی ہے لیکن نکاح تو میرا ہو کر ہی رہیں گا" علما کہہ کر واپس چلی گئی جبکہ حریم بیڈ پر پریشانی سے بھیٹ گی وہ کیا کریں اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا اب بس آخری راستہ اس نکاح کو روکنے کا اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا اور برابر میں پڑا موبایل بھی اٹھایا۔اس نے کسی کو کال ملائی تھی

★★==========★★

وہ گاڑی کے بونٹ پر لیٹا تھا آنکھیں کھلی تھی اور بس آسمان کو تکے جا رہی تھی وہ ایک سنسان جگہ پر تھا اور اس سنسان جگہ پر صرف اس کی گاڑی بیچ میں کھڑی تھی دونوں ہاتھ سر کے نیچے کیے وہ آسمان کو تکے جا رہا تھا دراصل وہ آسمان کو تک نہیں رہا تھا وہ بس کسی گہری سوچ میں تھا اس کی آخری امید ٹوٹ چکی تھی کل اس کا اور ایشال کا نکاح تھا مگر وہ جانتا تھا کوئی اس کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتا بس دکھ اس بات کا تھا کہ اپنوں کے خلاف کھڑا تھا یہی تو اپنے تھے جن کی وجہ سے آج وہ زندہ تھا ورنہ عشق نے تو کہی کا نہیں چھوڑا تھا مگر مگر آج اس کا عشق بھی موجود تھا اور عشق پرایا بلکل نہیں تھا عشق اس کا تھا شرعی طور پر وہ اس کے نکاح میں تھی کتنا

خوبصورت احساس تھا یہ یہی احساس تھا جو اسے تسلی اور خوشی بخش رہا تھا سکون تھا جو اس احساس سے مل رہا تھا ابھی وہ جہاں بھی ہوگی اس کی ہوگی تین سال سے وہ جہاں بھی تھی اس کی تھی وہ چاہ کر بھی اس بات کو نہیں جھٹلا سکتی تھی کہ وہ اپنے دشمن جان کی ہے اپنے دشمنِ جان سے منسوب ہے

"اس کا نام میرے نام سے جڑا ہے،

اس کی روح میری روح سے جڑی ہے،

اس کا دل میرے دل سے جڑا ہے،

اس کا وجود میری نس نس میں بسا ہے،

اس پر میرا حق اس کا میرے پر حق ہے

یہ ہمارے درمیان احساسِ نشہ ہے،

ہاں محبت کا نام نکاح ہے،

ہاں محبت کا نام نکاح ہے"~(زینب خان)

اچانک جیب سے موبایل کی رنگ ٹون کی آواز آئی اس نے جیب سے فون نکالا تو انون نمبر دکھ رہا تھا حمدان نے کال اٹھا کر فون کان سے لگایا تو چندپل کوئی نا بولا "ہیلو؟" کسی کے نا بولنے پر حمدان نے دوسری طرف کے شخص کو پکارا

"ہیلو حمدان۔۔۔" کسی لڑکی کی دھیمی سی آواز آئی حمدان بونٹ سے اٹھا

"جی کون؟"

"میں حریم بات کر رہی ہوں" دوسری طرف سے حریم کی آواز آئی۔ حمدان چونکہ کان سے موبایل ہٹایا نمبر دوبارہ دیکھا "مجھے آپ کا نمبر حزیرہ سے ملا" حریم نے بتایا

"ج۔۔جی بھابھی کہیے؟" حمدان بھی تھوڑا جھجکا وہ اس کی بھابھی ضرور تھی مگر وہ علما کی بہن پہلے تھی

"مجھے آپ سے ملنا ہے ابھی کیا ہم مل سکتے ہے؟" حریم نے دوسری طرف ہچکچاتی آواز آئی۔ حمدان پھر چونکہ

"مجھ سے کیا کام ہو سکتا ہے؟" اس نے حیرت سے سوچا کچھ دیر دونوں طرف خاموشی ہوگئی حریم حمدان کے جواب کا انتظار کرنے لگی

"ٹھیک ہے" حمدان نے خاموشی توڑی "تھینک یو میں آپ کو ایڈریس بھیجتی آدھے گھنٹے میں ہم ملتے ہے خدا حافظ" حریم نے فون رکھ دیا۔ حمدان چندپل فون کو دیکھتا رہا آج رات ہی تو بارات تھی اور آج شام ہی حریم کو اسے ملنا تھا ایسی کیا بات ہوگی وہ سوچ میں پڑ گیا پھر گاڑی میں بھیٹ کر گاڑی بھگالی اس کو حریم سے ملنے جو جانا تھا

★★==========★★

"جو میری روح میں بادل سے گرجتے ہیں وسی،

اس نے سینے میں کوئی دل اتارہ ہو گا،

کام مشکل ہے مگر جیت لونگا اس کو،

میرے مولا کا وسی جو ہنی اشارہ ہو گا"

وہ چاروں طرف کا جایزہ لیتی ریستوان میں داخل ہوئی۔ جگمگاتا ریستوان شام کے اس پہر میں سونا تھا لنچ کا ٹائم گزر چکا تھا وہ انگلیاں مروڑتی کونے میں پڑی میز پر جا بھیٹی وہ اسے ملے گی کیا کہے گی؟ کیسے کہے گی؟ وہ نہیں جانتی وہ بس ہمت جٹا کر آ گئی ادھر ادھر کا جایزہ لیتی وہ کافی نروس دکھائی دے رہی تھی کہ ٹیبل کے قریب کسی کے کھڑے ہونے کا احساس ہوا تو اس کا جھکا سر اٹھا مگر سامنے بیرا کھڑا تھا یعنی وہ ابھی تک نہیں آیا تھا؟ وہ ابھی تک کیوں نہیں آیا تھا؟ وقت تو یہی بتایا تھا اس نے سامنے بڑی دیوار پر لگی گھڑی کو دیکھ کر سوچا

"میم آرڈر پلیز؟" ویٹر نے اس کے کھوئے ہوئے چہرے کو دیکھ کر پوچھا تو وہ چونکی "جی اب۔۔ ابھی میرے مہمان آئے گے میں بعد میں کروں؟" اس نے گویا جان چڑھائی "جی نو پرابلم" ویٹر مسکراتے ہوئے واپس پلٹنے لگا جب وہ پکاری "ایک پانی کی بوتل لے آئے گا" اس نے کہا تو ویٹر اثبات میں سر ہلا کر نکل گیا۔ وہ دوبارہ اپنی پریشان کیفیت میں لوٹ آئی آج شام ہی تو اسکی بارات تھی اور وہ یہاں کتنی مشکل سے چھپ کر آئی تھی وہی جانتی تھی انہی سوچوں میں وہ غرق تھی کہ کسی کے دوبارہ میز کے قریب آنے کا احساس ہوا وہ سمجھ گئی وہی ہو گا اس نے سانس فضا کے سپرد کی اور دھیرے سے سر اٹھایا تو اس کا اندازہ سہی تھا وہی تھا جس کو پہلے دیکھا ضرور تھا مگر سرسری۔۔۔ اب وہ اس کا غور سے جایزہ لینے لگی

"اسلام علیکم" وہ دھیرے سے بولا۔ گرے رنگ کی فل آستینوں والی شرٹ پر اس نے کالی جینس پہنی تھی وہ خوبصورت شخص ہمیشہ کی طرح چہرے پر سنجیدگی لیے کھڑا تھا اب وہ اس کے عین سامنے پڑی کرسی پر دھیرے سے بھیٹ گیا تھا

حریم کے کانوں میں خود کے تین سال پہلے کہے ہوئے الفاظ گونجنے لگے وہ الفاظ جو اپنی بہن کو روتا دیکھ اپنی بہن کے چہرے پر خوف دیکھ کر اس کے منہ سے نکلے تھے ان الفاظوں میں خواہش چھپی تھی اس شخص سے ملنے کی خواہش جس کی وجہ سے اس کی بہن نے نفرت کرنا سیکھ لیا تھا۔ وہ ان ساری سوچوں میں غرق اس کو دیکھے جا رہی تھی جبکہ اس کا چہرہ اور نظریں دونوں جھکی تھی

"میں نے آپ کا بڑا ازکر سنا ہے اپنی بہن سے" وہ تنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولی ایک منٹ یہ کیا یہ تو کہنے نہیں آئی تھی وہ یہ بات کرنے تو وہ نہیں آئی کچھ پل پہلے اس کا ارادہ ہر گز ایسی بات کرنے کا نہیں تھا لیکن اب بن چکا تھا سامنے بھیٹے عاشق کو دیکھ کر وہی

عاشق جو عشق کا دعوہ کرتا ہے آخر وہ بھی تو جانے یہ عشق کی کہانی کیا ہے؟ اپنی بات کہہ وہ اس کے ردِ عمل کا انتظار کرنے لگی کہ کیسے وہ ایکٹ کرتا ہے وہ اس کے تاثرات کھوجنے لگی۔ اس کا ذکر اس گفتگو کے آغاز میں ہوا اس نے سر اٹھایا جھکی بھوری آنکھیں اٹھائی وہ جانتا تھا کہ حریم اس ے چہرے کے تاثرات کھوج رہی ہے وہ حریم کے اس بات کرنے کے پیچھے کا مقصد جان گیا تھا مگر کسے پروہ تھی

"بات جب عشق کی ہو محفل میں تو عاشق کہاں کرتے ہے پرواہ،

خواہ ان کے قتل کی سازش ہی کیوں نہ رچی جارہی ہو" (زینب خان)

اس کے زکر سن کر حمدان کے چہرے پر ہمیشہ کی طرح مسکراہٹ آئی تھی خالص مسکراہٹ بنا کسی کھوٹ کی

"تو پھر آپ نے ضرور میری برائی سنی ہو گی" وہ مسکراتے ہوئے بولا

"تو آپ ہی اپنی اچھائی بتادیجیے اور ثابت کر دیجیے کے آپ پر لگے الزام سراسر بے بنیاد ہے" وہ آہستہ آہستہ مدعے پر آرہی تھی لیکن باتوں کا سلسلہ کسی اور طرف جارہا تھا لیکن وہ انجان تھی جانتا صرف ایک ہی شخص تھا سامنے بھیٹا ہمیشہ کی طرح

"وہ قریب آئے تو جان سکے مجھے ورنہ یہ فاصلے تو غلط فہمیاں بڑھاتے ہیں" لیکن وہ جانتا تھا رخ کو کیسے موڑنا ہے۔ وہ سنجیدگی سے دونوں ہاتھ باندھ کر بولا تھا حریم لاجواب ہوئی یہ پہلی بار تھا جب وہ سامنے بھیٹے عاشق سے لاجواب ہوئی تھی۔ حریم نے جیسا اس کے عشق کے بارے میں گمان کیا تھا اسے کہی زیادہ دیکھنے کو مل رہا تھا وہ کیا تھا؟ اس کی بہن اس کا عشق تھی کیا واقعی؟

"میم پانی" ویٹر کی آواز پر وہ چونکی۔ اور سر اٹھا کر ویٹر کو دیکھا جو پانی کی بوتل رکھ کر جا بھی چکا تھا۔ حمدان خاموش ہو چکا تھا شاید اس کے بولنے کا انتظار تھا

"میں آپ سے کوئی شکوے شکایت کرنے نہیں آئی ہوں اور نا آپ سے یہ پوچھنے آئی ہوں کہ کیوں میری بہن کو عزیت دی اتنی کہ وہ راتوں کو اٹھ کر کبھی کبھار روتی ہے" اس کے آخری الفاظ پر حمدان کو چبن ہوئی تھی کوئی معمولی چبن نہیں سوئی جیسی باریک چبن جو جسم پر لگے تو اتنا درد نہیں ہو گا لیکن یہی باریک چبن روح پر لگے تو روح زخمی ہو جاتی ہے وہ چبن روح کو زخمی کر دینے والی چبن

"میں صرف آپ سے تین سوال پوچھوں گی آپ کو ان کا سہی سہی جواب دینا ہو گا" حریم اس کی کیفیت سے انجان مزید بولی۔ آخر جانتی بھی تو کیسے سامنے والے شخص کو اپنی کیفیت چھپانا آتی اس کے تاثرات سے اس کی کیفیت واضح نہیں ہوتی تھی

"میرے چہرے سے میرا درد نہ پڑھ پاؤ گے وسی،

میری آدت ہے ہر بات پے مسکرا دینا"

"حمدان آپ سن رہے ہیں نا؟" اس کو کھویا ہوا دیکھ حریم نے اسے پکارا تو وہ پہلی بار چونکا مومن وہ بہت کم چونکا کرتا تھا بہت کم۔ حریم کی بات پر اس نے سر اثبات میں ہلایا

"جی کہیے میں تیار ہوں" وہ سر اثبات میں ہلاتا حریم کے پچھلے الفاظوں سے باہر آیا۔ حریم نے دونوں ہاتھ میز پر رکھ کر ایک نظر اپنے ہاتھوں کو دیکھا پھر سر اٹھا کر اس کو جو اس کے سوال کا منتظر تھا

"کتنا عشق کرتے ہیں آپ میری بہن سے؟" وہ بولی لیکن یہ کیا؟ وہ شخص تو چونکا ہی نہیں کیوں؟ آخر یہ سوال غیر متواقع تھا اسے چونکنا چاہیں تھا مگر وہ نہیں چونکا وہ حیران نہیں ہوا کیوں نکہ اسے کہی نہ کہی اس سوال کی امید تھی

"میرا عشق لفظوں میں بیان ہو کر بھی بیان نہیں ہو سکتا" وہ دھیمی سی دھیمی سے مراد بہت دھیمی مسکراہٹ سے بولا کہ حریم کو اس کی مسکراہٹ پر کافی غور کرنا پڑا وہ چونکی تھی اس کے جواب نے اسے ضرور چونکایا تھا بہر حال وہ لمبی سانس لے کر دوسرے سوال کی طرف گئ

"میری بہن کی خوشی کے لیے کیا کر سکتے ہیں آخر عشق کا دعوہ کرتے ہیں" آخری الفاظ میں شاید تنز چھپا تھا لیکن ناوہ تنز کرنا چاہ رہی تھی پھر بھی ایسے الفاظ نکلے وہ علما کی نفرت سوچ کر اسے پوچھ رہی تھی اور جو سوچ میں ہوتا ہے وہ زبان پر بھی آئ جاتا ہے

"چاند تارے توڑ کر لانا میرے بس میں نہیں ہاں البتہ میری زندگی میرے بس ہے میں کم سے کم اپنی زندگی آپ کی بہن کے قربان کر سکتا ہوں" وہ نارمل انداز میں بولا تھا سب کچھ نارمل تھا لیکن حریم کو لگا اس کے نیچے سے زمین سرک گئ ہے کیا؟ مطلب وہ اپنی زندگی قربان کر سکتا ہے زندگی تو انسان کے لیے سب سے قیمتی ہوتی ہے زندگی نہیں تو کچھ نہیں وہ شخص آخر اتنی بڑی بات اتنی آسانی سے کیسے کہہ سکتا ہے؟

کیا یہی عشق ہے؟ کیا یہی عاشق کا انداز ہے؟ کیا یہی اس کا ردِ عمل ہے؟

اگر اسے معلوم ہو جاتا کہ وہ جان دے بھی چکا ہے تو شاید حریم بے ہوش ہو جاتی مگر اسے نہیں معلوم تھا اس کی بہن کو بھی نہیں معلوم تھا کچھ نہیں معلوم تھا جبھی نفرت تھی

"اسے تو آپ کی بہن خوش ہو جائے گی نا کیوں نکہ مجھے نہیں لگتا کہ وہ اسے بھی راضی ہو گی کافی زدی ہیں نہ از نٹ شی؟" وہ مزاقیہ انداز سے بولا اس کے سنجیدہ چہرہ پر اچھے موڈ نے جگا لے لی۔ لیکن اس کے مزاق کا اثر حریم پر نا ہوا وہ تو بس اسے حیرانگی سے دیکھے جا رہی تھی جو پل پل اسے لاجواب کر رہا تھا

وہ ایسی ہی شخصیت کا مالک تھا لاجواب کر دینے والا جو ہمیشہ سامنے والے کے برعکس اترتا تھا اگر کوئ اسے کسی جواب کی توقع بھی رکھے تو اسے مایوسی ملے گی کیوں نکہ جواب اس کا اس کی سوچ اس کی توقع کے برعکس ہو گا

"اگر میں آپ سے کہوں کہ ا۔۔۔ ایما آپ۔۔۔ آپ کی نہیں ہو۔۔۔ می۔۔" وہ اٹک اٹک کر ڈر سے کہہ رہی تھی۔ اب اسے خوف تھا حمدان کے ردِ عمل سے۔ یہی لڑکی تھوڑی دیر پہلے اس کے ردِ عمل کا انتظار بڑی دلچسپی سے انتظار کر رہی تھی ان کچھ پل میں وہ اس کے ردِ عمل سے خوف کھانے لگی کیوں نکہ اب بات عشق پر آ گئی تھی اور حریم جان گئی تھی کہ اس شخص کا عشق عشق ہے

"م۔۔" حریم نے اپنے آگے کہنے کے الفاظ روک دیا کیوں نکہ اس کے پچھلے ٹوٹے پوٹے الفاظ سے سامنے بھیٹے شخص کے پہلی مرتبہ تاثرات میں سختی آئی تھی وہ آنکھیں جو اپنے عشق کے زکر پر کِھلی ہوئی تھی اب ان میں جنون اتر آیا تھا۔ جتنی جلدی وہ مزاقیہ انداز میں آیا تھا اتنی جلدی سنجیدگی سے پھر سے جگہ لے لی تھی

"کیا ہوا ہے؟" اس نے سختی سے پوچھا یہاں حریم کا خوف اور بڑھ گیا

"حمدان میں۔۔۔" اس نے تھوک نگل کر پہلے وضاحت دینا چاہی وہ چاہ رہی تھی کہ بات گھما پھرا کر کرے "بھا بھی کیا ہوا ہے؟" اس نے چبا چبا کر پوچھا۔ حریم جو بات لمبی کرنے والی تھی اس کے سختی سے پوچھنے پر سہم گئی "نہیں حریم تمھیں کرنا ہے" اس نے آنکھیں بند کی اور خود کو تیار کیا۔ آنکھیں کھولی گہری سانس لی پھر ہمت سے بولی

"ایما کا کل نکاح ہے اس کے کلاس فیلو سارم منور سے بھائی اور مما نے فکس کر دیا وہ پسند کرتی تھی تو۔۔۔ سب کچھ بہت جلد ہوا کچھ بھی پتا نہیں چلا میں خود شاکڈ ہوں حمد۔۔۔" وہ سر ہلا ہلا کر سب بتانے لگی جب حمدان کہنے پر سر اٹھا کر اس کو دیکھا تو رک گئی جو بنا تاثرات کے اس کو دیکھ رہا تھا یہ کیا؟ پھر اس کی سوچ کے برعکس ہوا وہ تو سمجھی تھی کہ وہ پاگل ہو جائے گا چیخے گا چلائے گا مگر وہ تو بنا تاثرات کے اس کو یک ٹک دیکھ رہا ہے

"وہ خوش ہے؟" یہ تین لفظ وہ خوش ہے یہ تین لفظ اس شخص نے بڑی ہمت جتا کو کہیں تھے یہ تین ہلکے پھلکے لفظ اس وقت اس شخص پر بھاری پڑ رہے تھے اس کی آواز بھری بھری نکلی تھی جیسے کافی کچھ اندر سمایا ہو جزبات کیفیت تاثرات سب کچھ قابو میں کیے ہو سب سے بڑھ کر جنون جو اب زیادہ دیر قابو میں نہیں رہنے والا تھا

حریم نے کوئی بحث یا کوئی وضاحت دینے کے بجائے سر جھکا کر دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا پھر سر اٹھا کر اس کو دیکھا جس نے اس کے اثبات میں سر ہلا کر دیکھ لیا تھا اور اب چہرہ موڑ لیا

وہ کیا کر رہا تھا چہرہ موڑ کر؟ کیا چھپا رہا تھا؟ کیا دبا رہا تھا؟ کیا قابو کر رہا تھا؟ کیا وہ اپنے آنسو قابو کر رہا تھا؟ حریم نے کھوجنا چاہا مگر۔۔ مگر یہ کیا وہ۔۔ ش۔۔ شخص سانس لینے کی کوشش کر رہا تھا شاید

ہاں وہ شخص سانس لینے کی کوشش کر رہا تھا ایسی کیا دشواری آ گئی جس کے باعث وہ سانس لینے کی کوشش کرنے لگا؟

"حمدان میں اس کی بہن تمھیں اجازت دیتی ہوں جاؤ اور روک لو یہ نکاح مت ہونے یہ گناہ۔۔ یہ گناہ ہے تم اس کے ہو وہ تمھاری ہے تمھارا اس پر شرعی طور پر حق ہے یہ ناممکن یہ سر تیح گناہ ہے روک لو سب بچا لو اپنے عشق کو" اس نے روتے ہوئے کہا حمدان نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا تو وہ اپنے الفاظوں کی پیروی کرتے ہوئے اثبات میں سر ہلانے لگی ہاں وہ اس شخص کی طرف ہو گئی تھی یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس کی سگی بہن کتنی نفرت کرتی ہے اس شخص سے اس شخص کے عشق سے تبھی وہ اس کی طرف ہو گئی کیوں نکہ وہ آج سہی اور غلط کے درمیان کھڑے ہو کر سہی کا ساتھ دے رہی تھی حمدان اٹھا اور لمبے لمبے ڈگ بھر تا ریستوان سے باہر نکل گیا جبکہ حریم وہی بھیگتی رہی

کبھی کبھار ہم زندگی کے اس موڑ پر آتے جہاں ہمیں نا چاہتے ہوئے بھی اپنوں کے خلاف جانا پڑ جاتا ہے کیوں نک ہم سہی کو چنتے ہے کیوں نکہ ہم اس راستے کو چنتے کے جو ہمارے لیے ٹھیک ہوتا ہے مگر ہمارے اپنوں کو لیے سراسر غلط تب وہ مقام آتا ہے جب ہمیں اپنوں کے خلاف کھڑا ہونا پڑتا ہے آج یہ وقت حریم پر آ گیا تھا اس نے کبھی اس وقت کے بارے میں نہیں سوچا تھا

آخر ایسا ہی ہوتا ہے کیوں لوگ نہیں سمجھتے کہ زندگی کبھی کبھار ویسی نہیں ہوتی جیسی ہم نے سوچی ہوتی ہے کبھی کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہے جو ہمیں تکلیف دیتی ہے کچھ رشتے جن سے ہم کبھی جدا نہیں ہونا چاہتے وقت ہمیں جدا کر دیتا ہے کبھی کبھار انسان کے ساتھ وہ ہو جاتا ہے جس کا اس نے تصور بھی نہیں کیا ہوتا اس لیے ایسے موقع پر سروایو کرنے کے لیے صبر سے کام لینا پڑتا ہے اور ایک بات کو یاد رکھنا پڑتا ہے کہ "everthing happens for a good reason" جو کام جو چیز ہمیں بری لگ رہی ہوتی ہے کہی نا کہی اسی میں ہماری بھلائی ہوتی ہے

حریم نے بھی یہی کیا جو سہی تھا اس کا ساتھ دیا یہاں بات تھی عشق کی اس کے پاک عشق کی علما اس کی منکوحہ تھی اور اس کا اس پر حق تھا حریم نے بلکل سہی کیا ہاں وہ جانتی تھی وہ سہی کر رہی ہے اس بار اس کی بہن غلط ہے

سچائی میں ہمیشہ سچ کا ساتھ دینا چاہیں خواہ غلط آپکا سب سے اپنا ہی کیوں نہ ہو لیکن غلط غلط ہوتا ہے اور سہی سہی اور غلط کے درمیان کسی رشتے کو اہمیت نہیں دینی چاہیں اگر آپکا اپنا غلط اور انجان سہی ہو تو انجان کا ساتھ دیجیے اپنے کا نہیں اسے دوسروں کے ساتھ ہی نہیں اپنے کردار کے ساتھ بھی انصاف ہوتا ہے

★★==========★★

وہ پھولی سانسوں کے ساتھ کمرے میں تقریباً بھاگتے ہوئے آئی۔ حمدان کے الفاظ کانوں میں زہر کی طرح گھلنے لگے یہ سب کیا ہو گیا؟ اس نے ایسا تصور بھی نہیں کیا تھا وہ۔۔ وہ تو اس کو اپنی زندگی میں خوشیوں کے ساتھ شامل کرنا چاہتی تھی اس کی رضامندی کے ساتھ مگر یہ کیا؟ وہ اس کی زندگی میں آنا ہی نہیں چاہتا تھا کیا اس کا دان بدل چکا تھا؟ کیا عشو کا دان بدل چکا تھا؟ چہرہ پر آنسو تیرنا شروع

ہوگ ئے تھے منہ پر ہاتھ رکھے وہ بیڈ سے لگ کر بھیٹ گئ اور دبی دبی آواز میں رونے لگی۔ کیاوہ کسی اور کو چاہتا تھا؟ یہ سوال نہیں تھا یہ ایک دل دہلانے والے لفظ تھے جو خنجر کی طرح گھپ سکتے تھے مگر اس نے اپنی تکلیف دینے سوچ کو جھٹک دیا ایسا نہیں ہو سکتا دان صرف عشو کا ہے بچپن سے اس کے ساتھ خواب دیکھے ہے اس کا ساتھ تصور کیا ہے ایسے کیسے وہ اسے خود کو الگ کر سکتی تھی۔ نہیں کچھ بھی ہو جائے وہ اس کو خود سے نہیں جانے دے گی چاہیں اسے یہ دنیا خود غرض بلائے یا کچھ اور وہ اپنی خواہش اپنا پیار نہیں گوائے گی وہ ایک دن حمدان کو خود سے پیار کروائے گی خود سے محبت کروائے گی ایک دن جس طرح ایشال کا دل دھڑکتا ہے حمدان کے لیے اسی طرح حمدان کا دل بھی دھڑکے گا۔ اس نے آنسو صاف کر کے عزم لیا

"ایشال۔۔۔" دروازے پر دستک کے ساتھ کسی نے اسے پکارا تھا وہ جلدی سے آنسو صاف کر کے پلٹی تو سامنے طلحہ کھڑا تھا۔ ایشال کے دیکھنے پر وہ مسکرایا تھا مگر۔۔۔ اس مسکراہٹ میں اداسی چھپی تھی لیکن۔۔ لیکن اس بار بھی ایشال اس کی مسکراہٹ کے پیچھے اداسی نہیں پہچان سکی تھی

اس نے حمدان کے علاوہ کسی کو شاید پہچانے کی کوشش ہی نہیں کی تھی ہر کسی کو نظر انداز کیا تھا کیوں نکہ وہ جانتی تھی کہ وہ حمدان کی ہے ایک امانت۔۔ یہ لفظ امانت سن کر ہی خود کو اتنی خوشی ملتی تھی کہ وہ صرف مسکراتی رہتی ہے خوش رہتی ہے

"تمھیں ایمان اور میثال کو شاپنگ پر جانا تھا پھوپھو نے بتایا ہے چلیں سب باہر انتظار کر رہے ہیں" طلحہ نے نظریں جھکالی تھی۔ اٹھاتا بھی کیسے اب وہ ایشال نہیں ایشال حمدان علی حیدر بننے جار ہی تھی اب وہ کسی اور کی امانت تھی اور امانت میں خیانت کرنا گناہ تھا اس لیے اس کو پیار بھری نظروں سے دیکھنا بھی گناہ ہی تھا ہمیشہ کی طرح کیوں نکہ وہ اس کی کوئی منکوحہ تھوڑی تھی۔ وہ واپس پلٹ کر جانے لگا تو ایشال پکاری

"تم نے مجھے مبارک باد نہیں دی" کتنی انجان تھی وہ سامنے والے کے جزباتوں سے کہ اسے چوٹ پر چوٹ دینے پر تلی تھی یہ تو وہی بات ہو گی جلے پر نمک چھڑکنا

"مبارک ہو۔۔۔" وہ اداسی سے مسکرا کر بولا۔ اس کے تاثرات کچھ اور ہی بیان کر رہے تھے لیکن صرف واحد وہی تھی جو کبھی اس کے تاثرات پڑھ ہی نا پائی

"شکریہ" وہ چہک کر بولی "تم خوش ہو؟" طلحہ نے اس کو دیکھ کر پوچھا تو ہنس دی "تمھیں کیا لگتا ہے؟" وہ طلحہ سے بولی تو اس نے اثبات میں سر ہلایا تو وہ ہنس دی۔ واقعی میں ایشال کے چہرے پر خوشی واضح تھی

"چلیں؟"طلحہ نے اسے پوچھا تو وہ اثبات میں سر ہلاتی اس کے پیچھے کمرے سے نکل گئ۔ ایشال اتنا کچھ جاننے کے بعد بھی خوش تھی وہ کیوں خوش تھی؟ کیا وہ جانتی نہیں تھی کہ جس سے وہ منسوب ہونے جا رہی ہے وہ خوش نہیں کیا اس نے پتا لگانے کی بھی کوشش نہیں کی کہ آخر اس کا دان کیوں خوش نہیں ہے؟

نہیں کیوں نکہ اس کا ایک ڈر تھا وہ ڈر جو انسان کو بڑے سے بڑے کام کرنے پر مجبور کر دیتا ہے وہ ڈر ہوتا ہے کھونے کا کوئ اپنے کوئ عزیز جو آپ کو سب سے زیادہ پیارا اسے کھونے کا ڈر یہاں اس ڈر کی وجہ سے وہ خود غرض ہو گئ تھی اور وہاں شاید وہ بھی خود غرض ہونے والا تھا

★★==========★★

لال کھلے فلیپر پر لال شارٹ قمیض بال جوڑے میں باندھے کام دار دوپٹا گلے میں اڑھے چہرے پر میک اپ ہاتھوں میں چوڑیاں وہ تیار کھڑی تصویریں لینے میں مصروف تھی۔ پورے ہال میں وہ کافی جلدی پارلر سے تیار ہو کر آ گئ تھی۔ وہ مگن تھی جب اقرء بیگم اسے ڈھونڈتے ہوئے اس کے پاس آئ

"لڑکی کہاں تھی تم؟" اقرء بیگم بھی تیار دکھ رہی تھی "یہی تھی کیا ہوا؟" وہ مصروف سے انداز سے بولی "ادھر دو" اقرء بیگم نے اس کا موبایل چھینا تو وہ چونکی

"مما کیا ہوا؟" وہ منہ بنا کر بولی

"یہ حریم ایما اور باقی سب کب تک پہنچے گے؟" انہوں نے پریشانی سے پوچھا۔ ماہم نے سر پر ہاتھ مارا پچھلے آدھے گھنٹے سے اقرء بیگم صرف یہی پوچھے جا رہی تھی

"میں نے آپ کو کہا تو تھا کہ ابھی تک میم تیار نہیں ہوئ اب بس ہو گی ہو گی آتی ہی ہو گی" وہ بولی

"اچھا اور زرا حفصہ جی کو فون کر کے پوچھو کب تک آئے گی برات مہمان آنا شروع ہو گئے ہے" وہ پریشانی سے بولی

"میری پیاری مما سب کچھ سہی وقت پر ہو جائے گا آپ پریشان نا ہو پہلے دلھن کو آنے دیں آپ۔ آپ ایک کام کریں آئے میری ساتھ اور بیٹھے آرام سے" وہ ان کو پاس پڑے سوفے پر بٹھاتی بولی تو اقرء بیگم بولی

"ابھی بھیٹنے کا وقت نہیں ہے تم سے جو کہا ہے وہ کرو کال ملاؤ میں زرا مہمانوں سے ملوں" وہ ہال کے دروازے کے طرف دیکھتی بولی جہاں سے مہمان آنا شروع ہو چکے تھے۔ ماہم نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا اور حزیرہ کو کال ملانے لگی

★★==========★★

گاڑی سڑک پر بری طرح دوڑ رہی تھی مانو ہواوں سے باتیں کر رہی ہو وہ پوری سپیڈ میں خالی سڑک پر گاڑی دوڑا رہا تھا سٹیرنگ کو سختی سے پکڑ کر وہ اپنی لہولہان آنکھیں میچ رہا تھا پل پل میں۔ حریم کی کہی ہوئی بات یاد آ رہی تھی۔ اس کا عشق کسی اور کا ہونے والا تھا مگر کیوں؟ وہ تو اس کا تھا نا وہ تو اس کا تھا شرعی طور پر اس کا تھا وہ اس کی تھی جس پر وہ جان چڑھکتا تھا آخر وہ اس کی نفرت میں اتنی بڑی حد پار کرنے کو کیسے تیار ہوئی کیا وہ نہیں جانتی کہ وہ اس کے نکاح میں ہے؟

اس نے ایک جھٹکے سے گاڑی روکی تھی اس کو خود بھی دھیرے سے دھکا لگا تھا مگر کس کو پرواہ تھی؟ اس کی سوچ میں وہ تھی ہمیشہ کی طرح۔ لیکن اس بار کیفیت میں تھوڑی تبدیلی آئی تھی اس بار اس کا پہلی بار دل چاہ رہا تھا اس کا بری طرح دل چاہ رہا تھا کہ وہ اسے شکوہ کرے اسے ناراضگی ظاہر کرے اسے پوچھے کہ اتنی عزیت کیوں دے رہی ہے وہ۔۔۔ وہ ایک بار موت کو تسلیم کر سکتا تھا مگر ۔۔ مگر اسے دوری نہیں اسے کسی اور کا ہوتے ہوئے تو دور کی بات ہے کسی اور کے ساتھ وہ دیکھنا بھی گوارہ نہیں کر سکتا تھا

کہتے ہے عشق سے دوری موت جیسی ہوتی ہے مگر غلط اس کے لیے ایسا نہیں تھا وہ موت کو تسلیم کر سکتا تھا وہ مر سکتا تھا وہ اپنی جان قربان کر سکتا تھا لیکن۔۔ لیکن وہ اسے دوری برداشت نہیں کر سکتا تھا

میں دل پہ جبر کروں گا تجھے بھلادوں گا

مروں گا خود بھی تجھے بھی کڑی سزا دوں گا

یہ سوچ کہ وہ اسے دور رہ کر خوش ہے۔۔ وہ خوش ہے اس نے اپنی بھیگی لال آنکھیں بند کی کیسے؟ کیسے وہ خوش رہ سکتی ہے کیا وہ نہیں جانتی کہ وہ تڑپ رہا ہے اس کی خوشی پہلی مرتبہ ایک آشق۔۔ ہاں عشق کی خوشی پہلی بار آشق کو تڑپا رہی تھی کیا؟ ایسا ہو سکتا ہے کیا؟ آشق تو عشق کی خوشی میں خوش ہوتے ہیں نہیں جب بات عشق کی عاشق سے جدائی کی ہو تب پہلی مرتبہ عشق کی خوشی آشق کا سب سے بڑا روگ ہوتا ہے پہلی بار اس کے ہنسے اس کے مسکرانے اس کے خوش ہونے پر آشق کی روح تڑپتی ہے جیسے اس کی تڑپ رہی تھی ایسا ہوتا ہے یا نہیں وہ نہیں جانتا تھا مگر اس کے عشق کے معاملے میں اس کی یہی کیفیت تھی

کیا اس کا عشق مختلف تھا؟ اس نے میچی آنکھیں درد سے کھولی سانس بھری اور برابر سیٹ پر پڑا لاوارس موبایل دیکھا جس کو وہ کب سے بند کیے ہوا تھا ہاتھ بڑھا کر اٹھایا اور کھولا سب کی کال آئی ہوئی تھی اس نے اریب کا نمبرہ ملایا اور خود کو کمپوز کر کے تیار کیا

★★==========★★

"باجی دلھن کب آئے گی؟" سمی نے کھڑکی سے جھانک کر باہر دیکھا۔ بستر پر بھیٹی نمرہ نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔ وہ کب سے ایک ہی سوال کر رہا تھا اور ہر بار اس کا جوش دوبالا تھا

"سمی میں نے تجھ سے کہانا کہ آجائے گی تو سو جا" وہ دوبارہ بولی "نہیں میں دلھن کو دیکھ کر سونگا" وہ جوش سے بولا

"ٹھیک ہے سوجانا ابھی خاموشی سے بھیٹ جا بار بار نا پوچھ "وہ بستر سہی کرتی بولی تو وہ فرمابرداری سے منہ پر انگلی رکھ کر اس کے پاس بھیٹ گیا۔ نمرہ نے کن کنھیوں سے اس کو دیکھ کر مسکراہٹ دبائی تھی

★★==========★★

" آؤنی سایورال دیونی ودھائی، میں وارپایا سوناماہی "لال رنگ کا کھلاڈھا کا پجامے پر شارٹ قمیج نیٹ کا کام دار دوپٹا ایک طریقے سے لٹکائے وہ دور سے چل کر آرہی تھی آحد کے ساتھ کھڑے سارم کی نظروں سے اس کو پکڑلیا تھا

"گھریا دیونیکالنی،

میرا پیا گھر آیا آولالنی میرا پیا گھر آیا"

کالے سیاہ کمر پر گرے بالوں کو آزاد کیا ہوا تھا سفید اور گلابی چہرے پر ہلکا میک اپ ہیزل آئز پر کالا کاجل اور مخمل جیسے ہونٹوں پر سرخ لپسٹک جان لیوا لگ رہی تھی۔ سارم مسکرایا

"میرا پیا گھر آیا سانو اللہ ملایا ہوں ہویا فضل کمالنی،

میرا پیا گھر آیا"

"بھائی چلیے میم بلا رہی ہے "گانے کی آواز دھیمی پڑگئی۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی لیکن جیسی نظر پیچھے کھڑے سارم پر گئی تو مسکراہٹ غایب ہونا لازمی تھی لیکن جہاں اس کی مسکراہٹ غایب ہوئی تھی وہی سارم کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی تھی۔ آحد کو دکھانے کے لیے اس نے اپنے تاثرات سہی کیے اور دھیمے سے مسکرا کر سارم کو زبردستی دیکھا

"ایک منٹ "آحد نے مسکرا کر سارم سے معزرت کی اور علما کے ساتھ برایڈل روم کی طرف نکل گیا جبکہ سارم نے اثبات میں کر اسے جانے کی اجازت دی

"بہت خوشی ہوری ہیں نا؟ "پیچھے سے کسی کے تنزیہ کہنے پر اس نے چونک کر مڑ کر دیکھا تو سمرہ کو غصہ میں کھڑا پایا۔ آج تک اس نے سمرہ کو غصہ میں ہی دیکھا تھا۔ اس نے سوچ کر ہنس کے نفی میں سر ہلایا

"تم نے اچھا نہیں کیا "سمرہ انگلی اٹھا کر غصہ دبا کر بولی تو اس نے معصومیت کی حد پار کر دی "میں نے کیا کیا؟ "انجان بنے کی حد پار تھی ۔ اس کے سوال پر سمرہ کا خون کھول گیا

"کیا کیا؟ "وہ چبا کر بولی

"واہ سارم منور تو اداکار نکلے "وہ تنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولی

"شکریہ "سارم نے سینے پر ہاتھ کر شکر گزاری کا مظاہرہ کیا۔ جس پر سمرہ کا مزید خون کھول گیا

"تمھیں منع کیا تھا کہ ایما سے دور رہو پھر بھی تم۔۔۔ "سمرہ کی غصیلی آواز سارم نے لاپرواہی سے کانٹ

"میں تمھارہ نوکر نہیں ہوں کہ تم نے حکم دیا اور میں نے فرمابرداری سے مان لیا "

"سارم میں بتا رہی ہوں میں یہ نکاح نہیں ہونے دونگی" وہ اس کی بات نظر انداز کر کے بولی۔ سارم نے پھر مسکرا کر اسے تپایا

"اوکے جو کرنا ہے کرو آئی ڈونٹ کیر" آخری کہ الفاظ "مجھے پروہ نہیں "کافی واضح کر کے بولے۔ سمرہ پیر پٹخ کر اس کے پاس سے نکلی

"میں بھی دیکھتا ہوں کون مجھے میری شرت میں ہراتا ہے" وہ بڑبڑا کر نکل گیا۔ لیکن اسے معلوم نہیں تھا کہ سمرہ جو ابھی اتنی دور بھی نہیں گئی تھی اس کے غصہ سے کہے الفاظ اس کے کانوں میں پڑ گئے تھے اور وہ چند پل ساکت ہو گئی تھی

"شرت کیسی شرت؟ ا۔۔ اور اس شرت کا ایما سے کیا تعلق ہے؟" ایسے سوال اس کے دماغ میں گردش کرنا شروع ہو گئے تھے یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ اس کو چکر آتا محسوس ہوا

★★==========★★

نیلی شارٹ قمیض پر سنہیرا کام ہوا تھا سنہیر ابھاری شرارہ تھا جس پر نیلے مور بنے تھے دوپٹا بلکل شرارے جیسا تھا بیچ کی مانگ نکال کر باریک بندیہ ڈالی تھی اور سایڈ پر بھاری جھومر تھا کانوں میں سنہریے جھمکے تھے جس پر قمیض کے مطابق نیلے موتیوں کا کام ہوا تھا گلے میں ڈبل ہار ڈالا ہوا تھا سنہیرا اور نیلا کام کا جوڑا اس پر بہت جچ رہا تھا۔ اس پر دلھن کا روپ بڑا کھل رہا تھا

ابھی ابھی مہک اسے مل کر گئی تھی سب آ رہے تھے اس کی نظر اتار کر جا رہے تھے وہ لگ ہی اتنی خوبصورت تھی لیکن دور سنگار میز کے پاس کھڑی علما باظاہر تو اپنے آپکو فون میں مصروف دکھا رہی تھی لیکن اصل میں وہ اسے ملنا چاہ رہی تھی بات کرنا چاہ رہی تھی کیوں نکہ وہ جانتی تھی آج اسکی میم چلی جائے گی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔ دونوں میں نکاح کی لڑائی ہونے کے باعث وہ خود کو روکے ہوئے تھی

"ایما میری جان؟" حریم نے میٹھے لہجے سے اسے پکارا تو انگلیاں چلتی ہوئی اس کی رکی آنکھیں بند کی پھر حریم کو دیکھا جو ہاتھ بڑھا کر اسے خود کے پاس بلا رہی تھی چند قدم کی دوری مٹانا چاہ رہی تھی

علما کو بس موقع چاہیں تھا وہ تقریباً یہ دو قدم بھاگتے ہوئے آئی اور اس کے پاس گھٹنوں کے بل بھیٹ گئی "میم" اس نے روتے ہوئے حریم کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا

"آئم سوری "

"شش نہیں" حریم نے اس کے ہاتھوں کو ہلکا سا دبا کر اسے روکا "خاموش ہو جاؤ" اس نے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھ کر پیار سے کہا

"مت جائے آپ میری پاس رہے ہمیشہ" وہ روتے ہوئے بولی تو حریم نے اپنے آنسو ضبط کیے

"لیکن ہر لڑکی کو ایک نا ایک دن جانا ہوتا ہے" اس نے اس کو سمجھانے والے طریقے سے کہا

"کیوں جانا ہوتا ہے یہ غلط ہے بچپن سے ساتھ اور اچانک الگ" وہ مسلسل رو رہی تھی

"ایسے نہیں کہتے چندا یہ تو دنیا کا اصول ہے لڑکیوں کو دوسرے گھر جانا ہوتا ہے ایک نئی زندگی خوشیوں سے بھری زندگی شروع کرنے کے لیے لیکن اگر آپ ایسے رخصت کرو گی تو خوشیوں کی جگہ صرف غم۔۔۔" حریم کی بات علما نے اچانک ٹوکی

"اللہ نہ کریں آپ کو میری بھی خوشیاں لگ جائے" وہ غصہ سے بولی۔ حریم مسکرائی

"لیکن میں تمھاری خوشیاں لے کر کیا کرو گی؟" وہ سوچتے ہوئے بولی "کیا مطلب؟" علما نے پوچھا

"مطلب یہ کہ میرا دامن خوشیوں سے بھرا ہے اس لیے اب اور کوئی خوشی دے کر بوجھ نا بڑھاؤ" وہ منہ بنا کر بولی تو روتی ہوئی علما اچانک ہنسے لگی

"ٹھیک ہے نہیں دیتی اپنی خوشی جائے کیا یاد رکھے گی" وہ ڈراماٹک انداز سے بولی تو حریم بھی ہنسنے لگی۔ اچانک کمرے میں اقرء بیگم کے ساتھ حفصہ شفا اور آحد بھی داخل ہوا

"اسلام علیکم" علما جلدی سے اٹھی اور شفا اور حفصہ کو سلام کیا تو انہوں نے مسکرا کر جواب دیا

"بیٹا آپ فکر نق کرو آپ کو جبھی حریم کی یاد آئے آپ بلا جھجک آجانا" حفصہ بولی تو علما کی مسکراہٹ غایب ہوئی۔ حریم نے سر اٹھا کر علما کو دیکھا ساتھ حمدان کے ساتھ کی ملاقات بھی یاد آئی۔ حریم نے پھر سر جھکا لیا

"ج۔۔جی" وہ بس اتنا کہہ سکی "آپ کا بھی کل نکاح ہیں نا؟" شفا نے تصدیق کی تو اس نے اثبات میں سر ہلایا

"مبارک ہو ہماری ایشال کا بھی نکاح ہے پہلے کس کا نکاح ہو گا؟" اس نے آحد اور اقرء بیگم کی طرف دیکھتے پوچھا تو آحد نے کہا

"ایما کا ہیں نا؟" آحد کے مسکرا کر کہنے پر علما نے سر جھکانا بہتر سمجھا

"میں دعا کرتی ہوں کہ میری ہونے والی بہو کی طرح آپ کے بھی اللہ نصیب اچھے کریں" حفصہ نے پیار سے کہا۔ شفا حریم کے پاس چلی گئی

"اور اقرء جی آپ بے فکر ہو جائے اپنی بیٹی کی طرف سے حریم کو ہم بہو نہیں بیٹی بنا کر لے جا رہے ہیں" حفصہ نے کہا تو اقرء بیگم کے ساتھ آحد اور علما بھی مسکرائے

"چلیے اب باہر بھی اریب سے انتظار نہیں ہو رہا ہو گا" شفا بولی تو سب ہنسے لگے جبکہ حریم کا لال چہرہ جھک گیا۔ علما نے اس کو دیکھ کر دل ہی دل میں بلائے لی

★★===========★★

"طوطی؟ کسی کے طوطی پکارنے پر وہ بری طرح چونک کر پلٹی تھی لیکن جب سامنے کھڑے شخص کو دیکھا تو غصہ نے جگہ لے لی

"تم لنگور" وہ زین کی طرف انگلی اٹھاتے بولی جو اسے طوطی بولنے پر دانت دکھا رہا تھا مگر لا نگور سن کر سفید دانت فوراً اندر چلے گ ئے

"اوئے لنگور کسے کہا؟" وہ غصہ سے بولا "تمھارے علاوہ یہاں کون لنگور پھر رہا ہے؟" وہ مزے سے بولی

"تو تم بھی اکلوتی طوطی یہاں پر ہو ویسے طوطی تم نے آج گرین کلر نہیں پہنا؟" اس نے ماہم کا جایزہ لیتے کہا تو وہ چلا اٹھی "گھورنا بند کرو ورنہ تمھاری آنکھیں نکال کر کنچے کھیلو نگی میں لنگور" وہ غصہ سے چیخی

"ہاتھ تو لگا کے دکھاؤ" وہ کالر جھاڑتے بولا ماہم آستینے اپر کرنے لگی زین نے اس کی حرکت پر بمشکل تھوک نگلا اسے بھروسہ نہیں تھا کہ وہ واقعی اسے ہاتھ لگا سکتی ہے

"ہاتھ کیا میں تو تمھاری چٹنی بناؤ گی" وہ دانت پیستے بولی تو زین کو اس کے ارادے خطرناک لگے

"ار۔۔ارے طوطی ام میرا مطلب کیا نام ہے تمھارہ۔۔ہاں ماہم بھئی میں تو مزاق کر رہا تھا یو نو دوستی مزاق یو" وہ جلدی سے بات کور کرتے شوخی سے اس کو تالی مارنے کے لیے اس کی طرف ہاتھ کیا لیکن ماہم کے نہ ہاتھ کو نظر انداز کر کے گھورنے پر اس نے آہستہ سے ہنس کر ہاتھ پیچھے لے لیا

"ارے آحد بھائی آپ" وہ پیچھے دیکھ کر بولا تو ماہم نے پلٹ کر دیکھا مگر وہاں کسی کو نا پایا

"طوطی" پیچھے سے کان میں زین سرگوشی کر کے سوکی سپیڈ سے بھاگا تھا جبکہ ماہم پیر پٹختی رہ گئی

★★===========★★

"بیٹا احمد ان کو کال کرو کہاں ہے وہ؟" حفصہ نے حزیفہ سے پوچھا احمد ان کا کچھ نہیں پتا تھا سب اس کی راہ دیکھ رہے تھے "میں بہت بار کر چکا ہوں ان کا نمبر بن جا رہا ہے" حزیفہ موبایل نکالتے بولا

تھوڑی دور رسم کرنے کی تیاری میں کھڑی علما کے کانوں میں اس شخص کا زکر آ گیا تھا۔ علما نے آنکھیں گھمائی۔ آخر گھوم پھر کا وہ شخص یا اس شخص کا زکر آ جاتا ہے وہ جتنا اسے دور بھاگنے کی کوشش کرتی ہے اسے الٹ ہوتا ہے لیکن خیر اسے کیا پر وہ ویسے بھی کل اس کا سارم سے نکاح ہو جائے گا پھر وہ شخص ہو یا نا ہو اسے کوئی فرق نہیں پڑے گا وہ آزاد ہو جائے گی

"میری بات ہوئی ہے ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس لیے وہ نہیں آ پایئے گے" طلحہ نے آ کر بتایا۔ علما نظر انداز کر کے آگے بڑھ گئی اور حفصہ پریشان ہو گئی

"یا رب کیا ہوا؟" حفصہ پریشانی سے بولی "ارے تائی جان فکر کرنے کی ضرورت نہیں وہ ٹھیک ہے آپ پریشان نا ہو" طلحہ نے تسلی دی

"چلو بھئی رسم شروع ہو گئی" اریشہ کی آواز پر سب سٹیج کی طرف متوجہ ہو گ ئے جہاں ماہم اور علما رسم کر رہی تھی

"کتنے پیارے لگ رہے ہیں نادونوں" ایمان نے جوش سے حریم اور اریب کو دیکھ کر کہا تو ساتھ کھڑی ایشال نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا "میری دو پیاری بھابھی" ایمان نے ایشال اور حریم کو دیکھ کر کہا تو ایشال شرما دی

"ایمان انشاللہ تیسری بھی پیاری آئے گی" پاس کھڑے زین نے شوخی سے کہا تو ایمان اور ایشال ہنسے لگی

"چلیں بھئ جیجو ہمارا نیک نکالے" علما نے آستینے اپر کرنے کا ناٹک ہی کیا کیوں نکہ آستینے تنگ تھی اس کی حرکت پر سب ہنسے

"ہاں جی جلدی سے پورے پچاس ہزار روپے نا کم نا زیادہ" ماہم بھی بولی۔ سب ارد گرد جمع ہو گئے سب لڑکیاں کیمرے کھول کر ویڈیو بنانے لگی۔ سب کے مسکراتے چہرے چمکنے لگے

"نہیں بھئ پچاس ہزار بہت زیادہ ہے" فریحہ جلدی سے بولی "کیوں بھئ ہماری لاکھوں میں ایک بہن کو ہم سے دور لے کر جا رہے ہے اس کے آگے تو کچھ بھی نہیں ہے" علما بھی بولی

"سہی بات ہے" ہبا بھی میدان میں آئ

"نہیں تھوڑی تو کمی بیشی کریے" صبحان بولا

"کہہ دیا تو کہہ دیا نا کم نا زیادہ" سویرا پیچھے سے بولی

"یہ کہاں سے بولی ہے؟" ماہم نے پوچھا تو عرجہ سے پیچھے چھپی سویرا کی طرف اشارہ جو قد چھوٹے ہونے کے باعث لوگوں کے ہجوم میں نظر نا آئی۔ سب کا قہقہ ایک ساتھ گونجا

"جو بات ہے لاکھوں میں تو ہے" اریب نے جھک کر سجی سجائی دلھن حریم کے کان میں سرگوشی کی تو وہ مسکرا دی

"اہو کیا باتیں ہو رہی ہے صبر کر جائے پھر کرتے رہیے گا ساری زندگی باتیں" ییشال نے شوخی سے کہا تو وہ دونوں جھیپ گئے پھر سب کا قہقہ گونجا

"چلو بچیوں کو دے دو" سایمہ سے کہا تو اریب جو بیچارہ کب سے دینے چاہ رہا تھا شیروانی کی جیب میں ہاتھ ڈالنے لگا

"ایک۔۔ایک منٹ زین کچھ کہنا چاہ رہا ہے" حزیرہ اور زین جو کچھ کانا پھوسی کر رہے تھے اریب کے جیب میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اپنی سرگوشیاں ختم کر کے ایک دم بولے

"کیا؟" فریحہ نے پوچھا تو حزیرہ نے مسکراہٹ دبائ اور زین کو اشارہ کیا "بھئ جھگڑا ختم کرو اور یہ لو طو۔۔میرا مطلب ماہم" جیب سے اس نے جھک کر ماہم کا بڑھا ہاتھ جو اریب سے نیک لینے کے لیے بڑھا تھا اس میں پانچ روپے کا سکہ رکھ دیا۔ سب کا قہقہ ایک ساتھ گونجا سوائے ماہم کے جو اس کو سلواتیں سنانے کے لیے تیار تھی مگر تھوڑی دور کھڑے اقرء بیگم کو آحد کو دیکھ کر برداشت کر گئ

"یار ایسے تھوڑی چلے گا" سب کی آوازیں ایک ساتھ آنا شروع ہو گئی جب سب کو خاموش کرواتی اسمہ بولی

"بیٹا جلدی سے دیں دو اپنی سالیوں کو" اسمہ مسکراتے بولی تو اریب بولا "جی چچی جان میں تو کب سے ہی دینا چاہ رہا ہوں" اس نے بے بسی سے کہا اور آخر کار جیب میں ہاتھ نکال کر چیک نکالا

"ہاں کیوں نہ اریب بھائی سے دلھن کو گھر لے جانے کا انتظار نہیں ہو رہا" زینیہ کی آواز پر سب کا شور بلند ہوا اور حریم نے شرما کر سر جھکا لیا جبکہ اریب جھیپ گیا

"یہ لے سالی صاحبہ" ان کے بلند شور میں اس نے اونچی آواز میں کہہ کر علما کے ہاتھ میں چیک رکھا تو سب کا مزید شور بلند ہو گیا

"یہ تو ابھی شروعات ہے ابھی تو آپکو اپنی سالیوں کی ڈمانڈ پوری کرنی ہے آفٹر آل سالی آدھی گھر والی ہوتی ہے" علما آنکھ دبا کر بولی تو سب نے پھر سے شور بلند کیا

"ہاں اور یہ پانچ رپے شگن کے طور پر رکھنا طو۔۔ماہم" زین اس کو تپا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تو سب ہنسے لگے جبکہ بیچاری ماہم نے گویا غصہ پیا تھا "تم سے تو میں بعد میں نپٹو نگی لنگور" وہ بڑبڑائی

"بہو رخصتی کا وقت ہو گیا ہے" دور صوفے پر علی حیدر کے ساتھ بھیٹی ہمیدہ بیگم کا حکم آیا تو سب نے پیروی کرتے ہوئے رخصتی کی تیاری شروع کی۔حریم کو چادر میں لپٹایا اور یہاں سب سے نازک پل آگیا جو کبھی الفاظوں میں بیان نہیں ہو سکتا اپنے جگر کا ٹکرا کسی انجان کو سوپنا آسان نہیں ہوتا۔بہر حال بڑی مشکل سے روتے ہوئے حریم کی رخصتی ہوئی اور پرائی حریم پرائی ہو گئی اقرء بیگم کا کلیجہ کا ٹکرا چلا گیا ایک نیا گھر بسانے ایک نئی زندگی شروع کرنے سب کی آنکھوں میں آنسو کے سوا کچھ نا تھا۔آحد نے دور کھڑی علما کو دیکھا جو ابھی حریم سے پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی اور اب بھی آنسو بہا رہی تھی آخر سب سے زیادہ اپنی بہن سے علما ہی قریب تھی۔آحد کی آنکھیں بھر آئی مگر اسے اپنی ماں اور بہنوں کو سمبھالنا تھا اس نے صبر سے کام لیا اور علما کے پاس جا کر اسے اپنے سے لگایا تو وہ پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی آحد اسے چپ کروانے میں مصروف ہو گیا۔سب اپنی اپنی جگہ افسردہ تھے لیکن آخر کبھی نا کبھی یہ ہونا ہی ہوتا ہے لڑکی کو بیاہ کر جانا ہی ہوتا ہے یہی اصول ہے اس اصول کو سب کو پیروی کرنی ہی پڑتی ہے حریم کی جھولی میں خوشیاں ڈالنے کے لیے اقرء بیگم اور علما آحد اور ماہم نے خود کو سنبھال لیا تھا اور اس کے اچھے نصیب کی دعا کرنے میں وہ مصروف ہو گئے تھے

★★==========★★

وقت آگیا تھا عشق کو اپنا بنانے کا

وقت آگیا تھا اسے پانے کا

وقت آگیا تھا جنون کے آزاد ہونے کا

وقت آگیا تھا اسے ملنے کا

وقت آگیا تھا اسے خود سے کبھی دور نہ بھیجنے کا

ختم ہو گئی برداشت بس بہت ہوا وہ فیصلے پر پہنچ چکا تھا اہم فیصلے پر تین سال سے قابو کیا ہوا جنون اب آزاد ہو چکا تھا اس میں اور ہمت نہیں بچی تھی سہنے کی درد تکلیف سب ایک طرف لیکن اسے جدائی یہ تکلیف کا دوسرا نام تھا اس کے لیے اب آر یا پار وہ اسکی ہے اور وہ اسکا کوئی شخص انہیں جدا نہیں کر سکتا دونوں ایک دوجے کے ہیں وہ اس کا عشق ہے اور عشق جنون اور جنون حدیں نہیں دیکھتا۔ اس نے اپنی زندگی کا اہم فیصلہ کر لیا تھا اہم فیصلہ بہت اہم فیصلہ مگر یہ فیصلہ صرف اس کی زندگی سے نہیں جڑا تھا بلکہ۔۔۔بلکہ یہ کافی لوگوں کی زندگی سے جڑا تھا

★★==========★★

"بچھڑ گئے تو پھر ملنے کی کیا آس رکھیں،
مرجھائے ہوئے پھول کھلنے کی آس کیا رکھیں،
لگ گئے ہیں جو خود ہاتھ اپنے ہاتھ سے انجم،
ان زخموں کے کھلنے کی آس کیا رکھیں"

اسلام علیکم آنٹی" بھری شلوار قمیض پر اچھی طرح سر پر دوپٹا لیے ہاتھوں میں چوڑیاں پہنے کانوں میں جھمکے وہ سجی سجائی باورچی خانے میں کھڑی حفصہ اور دیگر افراد کے پاس آئی۔ صبح ناشتے کی میز پر بہت خوشی سے ناشتا کیا گیا تھا اب وہ کمرے میں بھیٹی بھیٹی بور ہونے لگی اسے ویسی بھی ایک جگہ بھیٹے رہنے کی آدات نہیں تھی اس لیے وہ گھر گھومتے ہوئے باورچی خانے آ گئی تھی

"وعلیکم اسلام کیسی ہے میری بچی" حفصہ جلدی سے اس کی طرف گئی اور اسے پیار کیا۔ سب مسکرا کر اس کو سلام کرنے لگے جس پر اس نے سر ہلایا

"اور حریم بھابھی کیسی رہی رات" حزیرہ نے کافی شوخی سے یہ بات تیسری بار اس کو کندھا مار کر کہی تھی۔ صبح ناشتے کی میز پر بھی سب اریب اور حریم کو چھیڑ رہے تھے اس کے دوبارہ پوچھنے پر وہ پھر سے شرما گئی۔ حفصہ کے گھورنے پر حزیرہ جلدی سے بولی

"م۔ میرا مطلب آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی" حزیرہ نے بات سمبھالی سب لڑکیاں کھی کھی کرنے لگی

"اسلام علکیم بھابھی صاحبہ" زین اور صبحان اچانک باورچی خانے میں آئے اور کافی اونچی آواز میں سلام پیش کیا جس پر حزیرہ نے کانوں میں انگلیاں ڈالی تھی

"دیکھیے اگر آپ کو اریب بھائی زرا سا بھی پریشان کریں تو سیدھا اپنے دیور کو کہے گا" زین نے کالر جھاڑ کر کہا تو میثال کی زبان میں کھجلی ہوئی

"زین حریم بھابھی کا تو نہیں معلوم البتہ اریب بھیا تمھارے طوطے اڑا دینگے" میشال کے بولنے پر سب کا قہقہ گونجا۔ حریم نے مسکراہٹ دبائی

"ویری فنی" زین نے منہ بنا کر کہا۔ لیکن طوطے سی طوطی ضرور یاد آئی ایک شرارتی مسکراہٹ نے ہونٹوں پر جگہ لی

"ارے حریم بھابھی ادھر کوئی بھی پریشانی آئے بس ایک آواز لگانی ہے صبحان دومنٹ میں آپ کی تکلیف اگر نا بھگائے تو میرا نام صبحان نہیں" صبحان نے زین کی طرح فرضی کالر جھاڑتے ہوئے کہا

"تو پھر آپ کا کیا نام رکھیں؟" اندر آتی ایمان نے آنکھیں پٹپٹا کر معصومیت سے کہا تو سوائے صبحان کے سب ہنسے

"نہیں بتا دیجیے صبحان بھیا ورنہ پھر بہت مختصر وقت ہو گا ابھی سے بتا دیں تاکہ ہمیں آسانی رہے" ایمان مزید بولی۔ صبحان نے حریم کو اشارہ کیا جیسے کہہ رہا ہو اس کی باتوں پر دھیان نہ دیں

"چھینکو اول نمبر رکھ دو" بریڈ کا پیس کھاتی اریشہ بولی

"ویری فنی" اب کی باری صبحان نے کہا

"بیٹا ان کو چھوڑو یہ لوگ ایسی کرتے رہتے ہیں" حفصہ نے کسی کے کہنے سے پہلے جلدی سے کہا تو حریم نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا

"نہیں آنٹی مجھے تو بلکل اپنا گھر لگ رہا ہے آپ لوگوں کو پتا ہے ایما ماہی بھائی ہم ایسی لڑتے رہتے تھے اور ایما اور ماہی کی باتیں اف خدایا کیا بتاؤں آپ کو" وہ چمکتی آنکھوں کے ساتھ یاد کرتی بولی لیکن خود ہی بول کر افسردہ ہو گئی۔ اور خاموشی سے سر جھکا لیا اسے اپنا گھر بہت یاد آرہا تھا بہت۔ اس کے افسردگی دیکھ کر سب پریشان ہو گئے

"اہو یہ کیا باتیں لے کر بیٹھ گئے ہم چلیے حریم بھابھی آپ کے آج کی ولیمے کی تقریب کے لیے کیا جوڑا آیا ہے" حزیرہ جلدی سے بولی

"ہاں کتنا کام ہے آج تو عشو باجی اور حمدان بھائی کا بھی نکاح ہے" ایمان اچھلتی ہوئی بولی تو حریم کی مسکراہٹ پھیکی پڑ گئی

"آج تو آپ کی بہن کا بھی نکاح ہیں نا؟" میشال نے پوچھا تو اس نے مرے سر ہلایا

"ہاں ہاں جلدی جلدی کرو بہت کام ہے" سب اپنے اپنے کاموں میں لگ گئے۔ حزیرہ حریم کو لے کر کمرے میں چلی گئی۔ لیکن حریم کی اب نظریں صرف ایک شخص کے لیے کھوج رہی تھی صبح بھی وہ ناشتے کی میز پر غیر حاضر تھا اور اب بھی وہ کہاں تھا؟ "حمدان علی حیدر"

★★==========★★

وہ نازک لڑکی بارچیر پر شیشہ کے سامنے بھیٹی تھی۔ پیچ رنگ کا غرارے پر شارٹ قمیض تھی جس پر ہلکا ہلکا گالڈن کام ہوا تھا دوپٹا بھی پورا سادہ پیچ رنگ کا تھا لیکن آگے کی طرف گالڈن بیل لگی تھی بالوں کو بیچ کی مانگ نکال کر میسی بند بنایا ہوا تھا کپڑوں کی رنگ کی موتیوں والی ماتھا پٹھی بندھی تھی کانوں میں نگوں کے بھاری جھمکے تھے گلے میں بھی ویسا ہو بہو ہار تھا جو بلکل گردن سے لگا تھا اپر سے سفید موتیوں والا گلو بند ڈالا ہوا تھا میک اپ کافی ہلکا ہوا تھا مہندی سے بھرے ہاتھوں میں ایک انگھوٹی تھی اور دوسرے ہاتھ میں باریک سے بھی باریک سونے کے کنگن گوری کلایوں میں تھے۔ وہ اپنا عکس خالی خالی نگاہوں سے وسیع شیشے میں دیکھ رہی تھی۔ پیچھے کھڑی ماہم سویرا زینیہ اس کو حیرانگی سے یک ٹک دیکھ رہی تھی وہ بہت حسین لگ رہی بہت حسین پارلر والی جس مے اس کو تیار کیا تھا وہ بھی اپنا موبایل نکال کر اس کی تصویریں بنانے میں مصروف تھی

"ماشاًاللہ آپی ماشاًاللہ" ماہم نے اس کے نازک جسم کو گلے لگا کر پیار سے کہا تو وہ بس مسکرا دی "ایما تم پہلی بار دلھن بنی ہو اور اتنی حسین اف" سویرا اس کو دیکھتی جوش سے بولی

"پہلی بار ہی دلھن بنتے ہیں" زینیہ اس کی بات پر ٹوکتے ہوئے بولی "ضروری نہیں کچھ لوگ دوبار بھی بنتے ہیں" سویرا کے جواب پر سب ہنسے لگے جبکہ علما کا جسم کنپکپایا تھا۔ اس کے سامنے تین سال پہلے والا واقع آ گیا جب وہ دلھن بنی تھی مگر اس شخص کے لیے لیکن جب اس نے بناؤ سنگھار نہیں کیا تھا بس سر پر دوپٹا اڑھا اور نکاح کے لیے بھیٹ گئ تھی کیوں نکہ وہ نکاح زبردستی تھا جبھی اس کی نظر میں کوئ معنے نہیں رکھتا ہے

"سارم جیجو تو اپنے حوش ہی کھو دینگے" ماہم علما کو چھیڑتے ہوئے بولی مگر علما کے گال لال نا ہوئے تھے البتہ ماہم کی حرکت پر اس کو گھور کر دیکھا ضرور تھا

"ویسے میم آپ بلکل گڑیا لگ رہی ہے" پارلر والی نے اسے مخاطب کیا تو وہ بس مسکرا کر رہ گئ

"لگ نہیں رہی ایما گڑیا ہی ہے" زینیہ مسکرا کر بولی "چلیں بھئ کسی کو ہمیں لینے کے لیے بلائے ورنہ وہاں گڑیا کا گڈا انتظار کر کے تھک جائے گا" ماہم نے کہا تو سویرا نے اثبات میں سر ہلا کر موبایل اٹھایا اور کال ملانے لگی

"آپی آئ ول مس یو" ماہم علما کے گھٹنوں کے پاس بھیٹ کر افسردگی سے بولی تو علما کو اس پر ڈھیروں پیار آیا

"لیکن میں ابھی تھوڑی رخصت ہو کر جا رہی ہوں" علما نے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھ کر کہا

"پھر بھی کسے معلوم کیا پتا سارم جیجو سے انتظار نا ہو اور وہ آپ کو آج ہی بگھا کر لے جائے" ماہم آنکھ دبا کر بولی علما نے اس کے اسی رخسار پر جہاں کچھ دیر پہلے پیار سے ہاتھ رکھا تھا اسی پر مارا تو وہ چلا اٹھی

"افووو میرا میک اب خراب ہو جائے گا" وہ شیشہ میں گالوں پر لگا بلش آن دیکھتی منہ بنا کر بولی

"چلو بھئی فیضان آ رہا ہے لینے" سویرا نے علان کیا تو زینیہ ساری چیزیں سمیٹنے لگی جبکہ ماہم اور سویرا علما کے ساتھ تصویرے بنانے میں مصروف ہو گئی تھی

★★==========★★

"حنین بھیا آپ کب آئے گے؟" موبایل میں حنین سے وڈیو کال پر بات کرتی فریحہ منہ بنا کر بولی تھی۔ طحہ نے موبایل پکڑا تھا ارد گرد سب جمع اسے ویڈو کال پر بات کر رہے تھے

"بس بہت جلد" دوسری پار حنین نے مسکراتے ہوئے کہا "آپ کو پتا ہے حنین بھیا حریم بھابھی اتنی اچھی ہے اور برات میں اتنا مزا آیا کہ پوچھے ہی مت" میثال جوش سے بولی

"ٹھیک ہے نہیں پوچھتا" حنین نے مزاقیہ کہا تو میثال کے علاوہ سب ہنسے "بھئ" سب کی ہنسی دیکھ میثال نے منہ بنایا

"حنین بھیا آپ کے لیے سپرائز ہے وہ بھی بہت بڑا" اریشہ نے آنکھ دبا کر کہا تو حنین نے نا سمجھی سے دیکھا۔ نمرہ جو ادھر سے گزر رہی تھی "حنین" نام سن کر اس کے قدم ٹھرگۓ آنکھوں کے سامنے اس کا چہرہ آیا جسے وہ ایک ملاقات میں دل لگا بھیٹی تھی مگر بعد میں اس کی اصلیت دیکھ خود کو کوسنے لگی تھی مگر دل کا کیا وہ شاید اب بھی اس کے لیے دھڑک۔۔۔ نہیں اس نے نفی میں سر ہلایا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا مڑ کر ان کی طرف دیکھا جو موبایل کے کیمرے کے سامنے کھڑے پتا نہیں کس حنین نام کے شخص سے بات کر رہے تھے

"ہر کوئی وہ نہیں ہو سکتا" اس نے سر جھٹکا اور دل کی دھڑکنیں قابو کرتی حویلی سے باہر نکل کر کوٹیج میں چلی گئی

"کیسا سپرایز؟" حنین نے نا سمجھی سے پوچھا "نہیں نہیں نہیں آپ آئے تب آپ کو بتائے گے" میثال نے منع کیا

"ہاں بس اب آپ کو سپرایز جاننے کے لیے جلد سے جلد آنا پڑے گا" فریحہ بولی

"طلحہ تو بتا؟" حنین سمجھ گیا لڑکیوں سے بحث کر کے کوئی فایدہ نہیں جبھی طلحہ سے پوچھا جو خاموش موبایل پکڑے کھڑا تھا

"میں۔۔وہ" طحہ بولنے والا تھا کہ فریحہ نے اس کو روکنے کے لیے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا طحہ نے ایک اچٹی نظر اپنے کندھے پر رکھے فریحہ کے ہاتھ پر ڈالی اور پھر فریحہ پر جس نے بوکھلا کر ہاتھ پیچھے کر لیا اور سر جھکا لیا

"چلیں بائے آج ولیمہ ہے بہت کام ہے" میثال اور اریشہ جو اس حرکت سے انجان تھی جلدی سے طحہ کے ہاتھ سے موبایل لے کر بند کیا جبکہ بیچارہ حنین رکور کو کہتا رہ گیا

"اومائے گاڈ کتنا مزا آئے گا جب حنین بھیا کو یہ پتا چلے گا کہ سپرایز اور کچھ نہیں بلکہ اپنی ایشال باجی اور حمدان بھیا کا نکاح ہے" اریشہ تالی بجاتی بولی تو میثال بھی خوشی سے بولی "ہاں وہ تو شاک رہ جائے گے"

طحہ جاچکا تھا فریحہ نے سر اٹھا کر اس کو دیکھا۔وہ کیوں اسے اتنا دور بھاگتا تھا اس کی کیا غلطی تھی یہی کہ وہ اس کو کبھی نا کبھی پسند کرتی تھی؟

★★==========★★

ہال میں رش شروع ہو گیا تھا نکاح کا دن کا تھا سب تیار ہوئے موجود تھے نکاح میں ابھی دیر تھی۔براؤن شلوار قمیض پہنا تھا آج وہ مسکراتا ہوا آحد سے بات کر رہا تھا جب آحد کسی کام سے اقراء بیگم کے ساتھ اسے الگ ہوا تو وہ واپس جگہ پر بھیٹنے پلٹا ہی تھا کہ سامنے ماہم کھڑی نظر آئی

"چلیے سارم جیبجو آج آپ راز کھول ہی دیجیے "نیلی قمیض اور غرارے میں تیار ہوئی ماہم نے اس کو تفتیش نگاہوں سے دیکھا تو وہ اس کو نا سمجھی سے دیکھنے لگا

"کیسا راز؟"سارم کے اندر ایک ڈر نے جگالی وہ کس راز کی بات کر رہی تھی کہی سب کو شرت کے بارے میں معلوم تو نہیں ہو گیا؟

"یہی راز کے آپ نے میری بہن کو آخر پٹایا کیسے ؟"اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارتی وہ کافی رازداری سے بولی تو سارم کے جان میں جان آئی پھر ہونٹوں پر مسکراہٹ لیے وہ ہاتھ باندھ کر بولا

"جیسے تمھاری بہن نے مجھے پٹایا"ایک آنکھ دبا کر وہ بولا

"ارے ارے بڑے معصوم آئے خود نے پہلے پرپوز کیا تھا جانتی ہوں میں "کمر پر ہاتھ باندھی وہ بولی

"یہ بات ماہی آخر تم نے میرے دل میں دبا سوال پوچھ ہی ڈالا "ہبا بھی وہاں آئی اور دکھ سے بولی "کیوں آپ کو دکھ ہے؟"سارم نے کہا تو وہ چونکی "ن۔۔نہیں میرا مطلب تھا کہ ایما کہ ساتھ میں بھی یونی میں تھی لیکن مجھے تو بھنک نہیں پڑی نا جانے میرے پیچھے کیا کیا ہو رہا تھا"صفائی دیتی دیتی وہ حیرت سے خود سے بولی

"ہاہاہاہاہا"سارم نے جواب میں صرف قہقہ لگائے "بتا۔۔۔"ماہم کی بات ارم بھابھی نے آکر کاٹی تھی "ماہی تم یہاں ہو چلو جاؤ سویرا کب سے ڈھونڈ رہی ہے اور ہبا تمھیں ایما بلا رہی ہے"ارم بھابھی نے دونوں سے کہا تو وہ دونوں آپ سے بعد میں کرتی کہتی نکل گئ

"سوری سارم تمھیں تکلیف تو نہیں ہوئی یہ لوگ بس۔۔"ارم بھابھی نے معزرت کی تو سارم فوراً بولا "نو اٹس اوکے آخر کار میری سالیاں ہے اتنا حق تو بنتا ہے"اس کے شوخی سے کہنے پر ارم بھابھی مسکرا دی تھی

★★==========★★

"حریم کیا ہوا آپ کو آپ کو میں کب سے کال ملا رہا ہوں؟" اکیلی کونے میں پریشان کھڑی حریم کے پاس پریشانی سے اریب آیا۔ وہ لوگ ہال آ چکے تھے اور کچھ ہی دیر میں پہلے علما اور بعد میں ایشال کا نکاح ہونا تھا

"و۔۔وہ میرا فون کہاں ہے" حریم نے چونک کر ارد گرد دیکھا پھر اپنے ہاتھوں کو جو خالی تھے

"کیا ہوا حریم آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟" اس کے ایسے گھبرائے ہوئے چہرے کو دیکھ کر اریب کی پریشانی بڑھ گئ

"ہاں میں ٹھیک ہوں آپ؟ آپ کو کچھ کام تھا؟" حریم نے بات بدلی

"نہیں مجھے آپ ٹھیک نہیں لگ رہی آپ زرا سا ریسٹ کریں ادھر بھیٹے" اریب اس کو کندھوں سے پکڑ کر سفید چادر اور نیلے تکیوں والے غلاف والے پلنگ پر بٹھا دیا

"میں آپ کے لیے پانی لے کر آتا ہوں" وہ بول کر چلا گیا جبکہ حریم اسے روکتی رہ گئ وہ کب سے پریشان نکاح کے لیے تھی کچھ ہی دیر میں اتنا بڑا گناہ سر د ہونے والا تھا وہ بھی اس کی خود کی بہن کے ہاتھوں اسے سوچ کر ہی چکر آ رہے تھے اور حمد ان کا بھی کچھ پتا نہیں تھا سب اسے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے

وہ پریشانی سے دعا مانگتی ہال کا جایزہ لینے لگی جو نکاح کے لیے شام کے اس خوبصورت موسم میں سجا گیا تھا سفید اور نیلی تھیم تھی جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے پلنگ تھے جن پر سفید چادر بچھی تھی اور اس پر چھوٹے چھوٹے گاؤ تکیے جن پر نیلا غلاف تھا ہال میں بڑی بڑی کھڑکیاں تھی جن پر نیلے نیلے پردے لگے تھے سب کے لباس بھی کچھ ایسی تھے سفید اور نیلے برایڈل روم میں علما سب کے ساتھ موجود تھی

حریم نے علما کے سامنے جانے کی ابھی کوشش نہیں کی تھی

اس کے لب پر بس ایک ہی دعا تھی کہ یہ نکاح رک جائے

★★===========★★

اس نے لال مشروب کا کوئی تیسرا گلاس اٹھا کر پیا تھا جب حیرت سے برابر کھڑی عرجہ بولی "حد ہو گئ ہبا ابھی تو دو گلاس پیے تمھاری پیاس ہے کہ بجھی نہیں رہی" ہبا نے تپ کر اسے دیکھا اور جل کر بولی

"گرمی دیکھ رہی ہو؟ اف خدایا اتنی گرمی میں جتنا پیو اتنا کم ہے اور تم میرے کھانے پینے پر نظر کب سے لگانے لگی؟"

"چل جھوٹی اتنا خوبصورت موسم ہو رہا ہے مجھے تو لگتا ہے بارش ہونے والی ہے" عرجہ نے سر اٹھا کر آسمان کی جانب دیکھا۔ وہ دونوں باہر ہال کے باہر بنے سحن میں موجود تھی

"دیکھو کتنا رومینٹک موسم ہو رہا ہے بارش ہونے والی ہے پکا" عرجہ نے ہاتھ کا چھجہ بنا کر آنکھوں پر رکھ کر دیکھا تو ساتھ ہبا بھی دیکھنے لگی۔ نیلے اور لال آسمان پر کالے بادلوں کا پہرا معلوم ہو رہا تھا لیکن بادل پوری طرح سیاہ نا ہوئے تھے لال رنگ مانو آسمان پر بکھیر دیا

گیا تھا ہلکا ہلکا لال رنگ نے نیلے آسمان کو اپنا ساتھی بنا لیا تھا بارش ہونے کے امکان نظر آرہے تھے عصر کے وقت یہ حسین منظر بے شک خوبصورت نظارہ پیش کر رہا تھا موسم کے خوشگوار ہونے کے باعث ان کو فرش ٹھنڈا محسوس ہوا جس پر وہ دونوں کھڑی تھیں

★★==========★★

ایسا لگ رہا ہے جیسے کسی کے ملن کی شام ہو کوئی ملنے والا ہو کوئی مکمل ہونے والا ہو پوری طرح نہیں مگر ادھوری طرح بھی نہیں کسی کو کسی کا ساتھ ملنے والا کو کوئی خفا خفا کسی کو جزا دینے والا ہو کوئی اس رنگوں سے بھرے آسمان کی طرح کسی کی زندگی میں رنگ بکھیرنے کے لیے تیار ہو کوئی اس ہلکے سیاہ بادلوں کی طرح جو شاید اپنی بوندیں برسانے کے لیے تیار ہو رہے ویسی ویسی کوئی کسی کے اپر بارش کی طرح اپنی دلکشی برسانے والا ہو

عجیب کشش ہے بارش کے موسم میں بھی،

نہ چاہتے ہوئے بھی کوئی اپنا یاد آتا ہے"

کھڑکیوں کے پٹ کھولی آسمان کا باریکی سے جایزہ لیتی تیار دلھن جو چند پل میں کسی اور کی ہونے والی تھی وہ کسی اور کے بارے میں سوچنے لگی تھی نہیں اس کو ان بادلوں کے سحر سے باہر آنا ہو گا کئی یہ سحر اس کو بے مقصد محبت کی طرف نا کھیچ کر لے جائے جس کو وہ سالوں پہلے اپنے دل کے پرانے کمرے میں زنجیروں سے باندھ چکی ہے

وہ کسی اور کی ہونے والی ہے وہ کسی اور کے بارے میں نہیں سوچ سکتی خاص کر اس شخص کے بارے میں جسے دور بھاگنے کے لیے وہ اپنی ہنستی کھیلتی زندگی کی قربانی دے رہی ہے۔کاش کاش وہ یہی سوچ اس شخص کے لیے نا رکھتی جس کی وہ کچھ پل میں ہو جائے گی بلکے وہ اس کے لیے رکھتی جس کی وہ ہو چکی ہے

"کون کون تھا گواہ؟کوئی بھی نہیں تھا کوئی نہیں جانتا وہ سو کالڈ نکاح" اس نے آنکھیں گھما کر حقارت سے سوچا۔کیا وہ نہیں جانتی تھی کہ کون تھا گواہ؟تو وہ جان لے وہ جان لے کہ گواہ صرف عشق اور عاشق نہیں تھا نکاح کا گواہ وہ ہر چیز تھی جو اس عاشق کے عشق کی گواہی دیتی ہے ان چیزوں کے شمار میں صرف کسی انسان یا کسی شہ کا نہیں ہو سکتا بلکے ان چیزوں میں احساس کا شمار ہو سکتا ہے مختلف احساس کا

محبت، نفرت، جزبات، خوشی، دکھ، مسکراہٹیں، قہقہہ، آنسو، دل، دھڑکن، نشہ احساسات کا نشہ اور سب سے بڑھ کر عشق ع ش ق عشق دیتا ہے گواہی اس کے اس شخص سے اٹوٹ بندھن کی عشق دیتا ہے گواہی

"چلیں نیچے نکاح کا وقت آن پہچا ہے" پیچھے سے نسوانی آواز نے کانوں کو چھوا اور اس کے دل کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی تھی

★★==========★★

"اوہ آئی بڑی رائٹر رومینٹک موسم ہو رہا ہے" ہبا نے منہ بنا کر عرجہ کی نقل اتاری تو وہ اس کو چو تھا مشروب پینے کی تلقین کرتی اندر چلی گئی جبکہ ہبا واپس مزے سے پینے میں مصروف ہو گئی جب نظر سامنے کھڑے بار بار فون ملاتے شخص پر گئی تو اس کا ہاتھ ٹھہرا اس نے گلاس میز پر رکھا اور اس شخص کی طرف قدم بڑھا دیے

"آپ کا نام؟"

"کیوں آپ نے ٹھیلہ لے رکھا ہے ہر لڑکی سے اس کا نام جاننے کا؟"

مہندی والے دن کا واقع یاد کرتی وہ حسیب کے پاس آ پہنچی

"اہو مسٹر" چٹکی بجا کر اس کو اپنی طرف متوجہ کیا تو حسیب نے اس کو دیکھا پھر واپس پریشانی سے فون ملانے میں مصروف ہو گیا۔ اس نظر انداز پر ہبا تپ گئی

"ویسے تو اس دن آپ کا نام کیا ہے آپ کا نام کیا ہے پوچھتے پوچھتے منہ نہیں تھک رہا تھا آج خود سے پکارا ہے تو اکڑ آ گئی تم لڑکے نا ہوتے ہی ایسے ہو ویسے تم لندن رٹن کے دوس۔۔۔۔" اس کی بنا بریک کی زبان کو حسیب نے ہاتھ اٹھا کر روکا تھا "ایس کیوز می" وہ معزرت کر کے فون کان سے لگائے ہال کے اندر چلا گیا جبکہ ہبا دوبارہ نظر انداز پر حیران رہ گئی تھی

"میری بلا سے آیا وڈا" وہ بڑبڑاتی دوبارہ مشروب کی طرف بڑھی تھی جب زینیہ اس کو پکڑ کر ہال کے اندر لے گئی کیوں نکہ کچھ ہی پل میں نکاح شروع ہونے والا تھا

★★==========★★

"آحد رکیے" علما کی جانب بڑھتے قدم اس کے پیچھے سے آتی نسوانی آواز سے رکے۔ مڑ کر دیکھا تو وہ کھڑی تھی جس سے وہ دو سالوں سے منسوب تھی اس کی سانسیں پھول رہی تھی اور وہ کافی جلدی میں دکھائی دے رہی تھی۔ آحد نے نا سمجھی سے اسے دیکھا

"یہ نکاح روک دیں" یہ چار الفاظ آحد کو جھٹکا دینے میں کامیاب ہو گئے تھے بے دھیانی سے نظر ہاتھ پر بندھی گھڑی پر گئی پھر اس کو نظریں اٹھا کر دیکھا لیکن اس بار نظروں میں سختی تھی

"یہ کیا مزاق ہے سمرہ؟" اس نے سختی سے پوچھا سمرہ نے تھوک نگلا وہ آج تک اتنا فری اسے مخاطب نہیں ہوئی تھی اس کی منگیتر ہونے کے باوجود ان دونوں میں وہ اپنایت نہیں تھی اس لیے جھجک لازمی تھی لیکن یہ وقت قیمتی تھا اس پر زندگیاں مضمر تھی اسے ہمت سے کام لینا ہوگا

"یہ نکاح روک دیں ابھی کے ابھی پلیز" اس کی سخت لہجے اور نظروں کو بمشکل نظر انداز کر کے اس نے اپنی بات دوبارہ دوہرائی ۔ آحد کو سمجھ نا آیا وہ ایسا کیوں کہہ رہی ہے

"سارم اچھا شخص نہیں علما کی زندگی برباد۔۔" برباد لفظ سے آگے سنا آحد کو گوارہ نہیں تھا وہ سختی سے دوبارہ بولا "سمرہ ہوش میں تو ہے آپ ؟ "

"میں اپنے ہوش و حواس میں کہہ رہی ہوں آپ میرا یقین کریں میں سچائی سے واقف ہوں" وہ پریشانی سے بولی

" کیسی سچائی" آحد غصہ دبا کر بولا

"سارم کی سچائی" اس نے دوبدو جواب دیا "رات ورات آپ کو سارم کی جانے کونسی سچائی معلوم پڑ گئی واہ "

" آپ مجھے ایک موقع دیں پلیز" سمرہ نے منت بھرے لہجے سے کہا

" سمرہ نکاح میں وقت نہیں ہے اپنا یہ ڈرامہ بند کریں" آحد بول کر واپس مڑنے لگا جب وہ دوبارہ اس کے پاس بھاگتے ہوئے آئی اور اس کا راستہ روک کر بولی

" آحد یہ کوئی ڈرامہ نہیں ہے یہ سچ ہے اگر آج ہم نے یہ نکاح ہونے دیا تو ہو سکتا ہے علما ساری زندگی غم اٹھائے اس کی زندگی تباہ۔۔۔۔" اس کے جلدی جلدی بولنے پر آحد کی آواز اونچی ہوئی

"بس بہت ہو گیا" آحد نے غصہ سے کہا

" میں سن رہا ہوں اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو منہ میں آئے گا آپ وہ کہے شرم آنی چاہیں آپ کو کچھ دیر میں میری بہن۔ میری بہن چھوڑے آپ کی دوست کا نکاح ہے اسے خوشیوں کی دعایں دینے کے بجائے آپ اسے بد دعادیں رہی ہے لعنت ہے ایسی دوستی پر" وہ غصہ سے بولا تو سمرہ نے بے بسی سے نفی میں سر ہلایا

"وہ خوش نہیں رہے گی" سمرہ نے پھر کہا آحد کی نظریں سمرہ کے پیچھے دور بھیٹی علما پر گئی جو کسی بات پر کھلا کر ہنس رہی تھی پھر واپس سمرہ کو دیکھا۔ سمرہ نے اس کے اپنے پیچھے دیکھنے پر نا سمجھی سے مڑ کر دیکھا تو علما کو خوش پایا پھر واپس جلدی سے آحد کی غلط فہمی دور کرنے کے لیے مڑی

" آحد ابھی وہ سچائی سے انجان ہے لیکن وہ بہت جلد جان جائے گی پھر اس کے نصیب میں رونا ہو گا اور کچھ نہیں" سمرہ نے اپنے طور پر سمجھانے کی کوشش کی لیکن نصیب میں رونے والی بات سن کر آحد کے تن بدن میں آگ لگ گئی

" اپنی زبان بند رکھیں خبادار خبادار اگر میری بہن کے لیے اس مبارک وقت میں اور کوئی بد دعا نکالی ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا" وہ انگلی اٹھا کر تنبیہہ کرتے بولا۔ سمرہ نے بے بسی سے دوبارہ کچھ کہنے کی کوشش کی مگر آحد نے موقع نا دیا

"سمرہ میں آپ کی عزت کرتا ہوں اس لیے آپ میری بہن کے بارے میں اتنا کچھ کہنے کے بعد بھی یہاں کھڑی ہے ورنہ کب کا دھکے مار کر نکال چکا ہوتا آپ ایما کی خوشیوں سے جل رہی ہے وہی ایما جس کی وجہ سے آج آپ میرے سے منسوب ہے" سمرہ کچھ کہنے والی تھی مگر منگنی کے زکر پر خاموش ہو گئی وہ آج آحد کو بولنے دینا چاہ رہی تھی۔ آج تک منگنی کی بات پر آحد نے کبھی کھل کر بات نہیں کی تھی

"اسی بہن کی وجہ سے میں نے آپ سے منگنی کی ہامی بھری ورنہ مجھے آپ میں کوئی دل چسپی نہیں ہے صرف اپنی بہن کی خوشیوں کے خاطر اپنی خوشی کی قربان کر دی اور آپ اسی بہن کی خوشیوں کے خلاف ہے واو" کہتے ہیں ناغصہ میں انسان کو نہیں پتا چلتا وہ کیا کہہ رہا ہے کیا کہہ دیا ہے وہ بول کر سمرہ کے پاس سے گزر بھی گیا تھا لیکن وہ وہی بت بنی کھڑی رہی

اس کی آنکھوں سے آنسو تیر نا شروع ہو گیے تھے یعنی آج یہ بھی اس کی خوش فہمی دور ہو گئی کہ اس رشتے میں آحد خوش ہے یعنی وہ زبردستی اس کے پلے باندھی جارہی تھی۔ سمرہ کا دل ٹوٹا تھا ہاں اس کا دل ٹوٹا تھا۔ لیکن کبھی کبھار دل ٹوٹنا بھی مستقبل میں بہتر ثابت ہوتا ہے

★★==========★★

اس نے نظر اٹھا کر دور بھیٹی جوم میں ایشال کو دیکھا جو آج شام کی اس کے ساتھ دلھن بنی تھی۔ نیلے غرارا پر لانگ شرٹ حجاب کے اپر ماتھا ٹیکہ وہ کافی معصوم اور بلاشبہ پیاری نظر آرہی تھی اس کے چہرہ چاند کی مانند چمک رہا تھا اور خوشی تو چہرے سے پھوٹ رہی تھی برابر بھیٹی ایمان کان میں تھوڑی تھوڑی بعد چھیڑ رہی تھی اور وہ لال ٹماٹر ہو رہی تھی۔ علما کی نظروں سے افسوس کا رخ کیا اسے افسوس ہونے لگا اس پر۔۔ کائنات بھی کیا کھیل کھیلتی ہیں نہا ان دونوں کا ایک ساتھ نکاح تھا اور جس کا نکاح ایشال کے ساتھ ہونے والا تھا اسی کی وجہ سے علما سارم کے ساتھ آج نکاح کر رہی تھی۔ چاروں کا نکاح اسی جگہ پر ہو گا

کیا اس کو معلوم ہو گیا ہو گا میرے نکاح کے بارے میں؟ سوال زہن میں آیا ظاہر سی بات ہے اس کا خود کا نکاح ساتھ ہے اس کو کیسے نہیں معلوم ہو گا علما سوچ کر نفرت سے مسکرائی۔ کیسے سامنے کریگی وہ اس کا ابھی جب وہ آئے گا اپنے خود کے نکاح میں کیا ہوا ہے یہ؟

ساتھ نکاح

مگر ساتھ نہیں

ایک جگہ پر دونوں موجود ہونگے

مگر الگ الگ مقام پر

دونوں ایک دوسرے سے غداری کر رہے ہونگے

دونوں ایک دوسرے سے منسوب ہونے کے باوجود الگ الگ انسان سے دوسرا نکاح کر رہے ہونگے

ایک دوسرے کی موجودگی میں ایک دوسرے کی نظروں میں ایک دوسرے کے ساتھ ہی کسی اور کا ساتھ نبھائے گے

علما تقدیر کے اس مختلف کھیل پر حیران تھی کیا کھیل کھیلا تھا تقدیر نے ایسا اس نے سوچنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا جو آج ہونے جا رہا تھا سب کی موجودگی میں بھی وہ دونوں جو کرنے جا رہے تھے بغیر کسی خوف کے ایک دوسرے سے نظریں ملائے وہ الگ ہونے جا رہے تھے۔اس کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اچانک یہ سب ہوا کیا ہے

"ایشال مجھے تمھارے لیے افسوس رہے گا" وہ افسوس سے سر ہلا کر بولی پھر نگاہ اپنے سامنے صوفے پر بھیٹے سارم منور پر گئ جو اس کو ہی دیکھ رہا تھا دونوں کی نگاہیں ملی۔علما نے جلدی سے چہرہ دوسری طرف موڑ لیا۔وہ سارم سے نگاہیں نہیں ملا پا رہی اس شخص سے کیسے ملائے گی؟

★★==========★★

"ایشال باجی مجھے تو لگتا ہے بھائ آج ہی کہہ دینگے کہ بس آج ہی رخصتی ہوگی" ایمان نے یہ بات کوئ دوسوی بار دہرائے تھی اور ہر بار کی طرح اس بار بھی ایشال ایک نیے سرے سے شرمائ تھی

"ویسے ایمان میں سو فیصد مانتی ہوں جب حمدان بھیا کی نظر اس خوبصورت گڑیا پر پڑے گی تو وہ بے حوش ہی ہو جائے گے" حزیرہ چہک کر بولی۔ایشال لال ٹماٹر ہو رہی تھی

"بیچارے حمدان بھیا" میثال کی دکھ بھری آواز پر سب نے نا سمجھی سے دیکھا "بیچارے کیوں؟" اریشہ نے پوچھا

"ارے رخصتی جو آج نہیں ہو پائے گی" میثال بولی تو سب ہنسے لگے

"جو بات ہے بیچارے حمدان بھیا تو سیدھا دادی جان کے پاس جائے گے اور کہے گے بس دادی جان بس آج ہی میں اپنی دلھنیاں کو اٹھا کر لے جا رہا ہوں" حزیرہ حمدان بن کر بولی تو سب دوبارہ ہنسے لگے

"بیٹا کیا ہوا حمدان کا نمبر ملا؟" تھوڑی دور کھڑی حفصہ نے بے تابی سے صبحان سے پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلایا "کیا ہوگیا ہے حمدان کدھر ہے نکاح کا وقت ہونے والا ہے؟" اسمہ نے پریشانی سے کہا

"حسیب بیٹا بات ہوئ" حسیب کو اپنی طرف آتا دیکھ حفصہ جلدی سے پوچھی "نہیں آنٹی فون ملسلسل بند جا رہا ہے" حسیب نے بتایا سب کافی پریشان دکھائ دیں رہے تھے

"آنٹی ایما کا نکاح شروع ہو گیا ہے آجائے" دانیہ غرارہ اٹھاتی ان کے پاس آئ اور مسکرا کر کہہ کر واپس چلی گئ

"چلو پہلے یہ نکاح ہونے دیتے ہیں تم لوگ ٹرائے کرتے رہو" اسمہ نے کہا اور سب کے ساتھ علما والے پورشن میں چل دی

سب جمع ہوگ ئے پاس پڑے صوفے پر علی حیدر اور ہمیدہ بیگم بھیٹے تھے آحد علما کے برابر بھیٹا تھا ماہم اس کے پیچھے کھڑی ہو گئ سارم علما کے تھوڑی دور برابر میں بھیٹا تھا اقرء بیگم نے علما پر لال چنزی اڑا دی تھی

حریم اور سمرہ بھی جحوم کے پاس آگ ئے تھے سمرہ خاموش تھی بلکل خاموش حریم بس رونے ہی والی تھی اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ نکاح رکوا دیں "ارے حریم باجی آپ جائے نا" مہک جو ویڈیو بنا رہی تھی اسے اپنے برابر کھڑا دیکھ علما کے پاس لے گئ پھر بھی حریم آحد کے برابر میں انگلیاں مروڑتی دعایں کرنے لگی تھی بار بار نظر خالی دروازے پر جا رہی تھی

مولوی صاحب نے نکاح پڑھانا شروع کیا سب خاموش ہوگ ئے تھے علما کے ہاتھ میں مور والا قلم دے دیا نکاح نامہ سامنے رکھا تھا۔ علما کو چکر آتا محسوس ہوا لیکن اس نے بڑی ہمت سے کام لیا ہوا تھا

مولوی صاحب علما کی طرف متوجہ ہوئے

"کیا یہ نکاح آپ کو قبول ہے؟" یہ الفاظ تھے یا کرنٹ جس پر علما کے رونتھے کھڑے ہوگ ئے پھر سے آنکھوں کے سامنے تین سال پہلے کا منظر آ گیا۔ دل نے انکار کر دیا اس کو، زبان بند ہو گئ، کئ سالوں پہلی بند محبت نے دستک دینی چاہی اپنی زنجیر وے توڑنی چاہی مگر نہیں نفرت سامنے آ گئ نفرت نے پھر اس محبت پر دوسرا دروازہ بند کر کے ایک موٹا تلا لگا دیا محبت دستک دیتی رہ گئ مگر آواز نا آئ نفرت سامنے آئ اور اسے بری طرح جنھجوڑنے لگی

وہی ہے وہ شخص جس نے تمھاری خوشیوں کو تباہ کر دیا جس سے تمھاری مسکراہٹ چھین لی جس نے تمھارے سکون کو غارت کر دیا

"قبول ہے" ایسا لگا جیسے نفرت نے اس کو دکھا دیا ہوان دو الفاظوں کو دکھا دیا ہو زبان سے نکالنے کے لیے۔ سمرہ نے آنکھیں بند کر لی۔ حریم نے نفی میں سر ہلایا

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟" دوبارہ پوچھا گیا اب برداشت نہیں ہو رہا اس کی ہمت جاتی ہوئ محسوس ہوئ پھر بوتل کی جن کی طرح نفرت حاضر ہوئ۔ یہی ہے وہ شخص جس نے تمھیں اغوا کیا تمھارے قریب آنے کی کوشش کی تمھیں عزیت دی تمھاری عزت۔۔۔

"قبول ہے" پھر منہ سے الفاظ نکلے۔ سمرہ نے ہار مان لی اور نفرت سے سارم کو دیکھا جس کے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ تھی۔ حریم کے آنسو بہنا شروع ہوئے سب مسکراتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ ایشال کے چہرے کی مسکراہٹ غایب ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے" آخری بار ہو چھا گیا اب یا تو آر یا پار بس زندگی بدل دینے والے الفاظوں نے ایک بار پھر اسے جھنجھوڑ کر رکھ دیا

"حمدان تمھارے عشق کی جدائی تمھیں مبارک ہو" حریم آنسو پوچھتی تنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولی اور واپس پلٹ کر جانے لگی

"قب۔۔۔۔۔" اس نے تیسری بار کہنا شروع کیا مگر مگر۔۔۔ مگر

"رک جائے" بھاری آواز نے اس کے منہ سے نکلنے والے دو بولوں کو روک لیا تھا ہاتھ میں پکڑا مور والا قلم نازک انگلیوں سے گرا تھا سمرہ کی بند آنکھیں جھٹکے سے کھلی تھی حریم کے واپس جاتے ہوئے قدم رکے تھے ہر شہ تھم گئ تھی اس کی دھڑکنیں دھڑکنا بھول چکی تھی کیونکہ۔۔۔وہ اس آواز تھی جس کی آواز کو وہ لاکھوں کے جوم میں بھی پہچان سکتی تھی

★★==========★★

"ساقی آج رکھ محفل میں عنوان وفا،

وہ اٹھ کر نہ چلا جائے تو کافر کہنا"

"رک جایے" یہ دو لفظ کہنے کو تو یہ دو لفظ معمولی لفظ ظاہر ہوتے ہیں مگر اس وقت اس لمحے اس گھڑی انہی دو لفظوں میں اتنی طاقت تھی کہ ہر شہ مانو تھم گئ تھی۔ اور سب سے بڑھ کر اس لڑکی کی دل کی دھڑکنیں کیونکہ۔۔۔ کیوں نہ وہ اس آواز۔۔۔ اس آواز کو لاکھوں کے جوم میں پہچان سکتی تھی یہ اس کی آواز تھی اس شخص کی جس سے پہلی ہوئی دوستی پھر بے تکی محبت اور اب شدید نفرت تو پھر کیوں وہ اس کی آواز کو پہچان نا سکتی تھی یہی تھا وہ شخص وہ شخص جو اس کی خوشیوں کا دشمن ہے اس کی بے سکونی کی وجہ ہے

"حمدان" ایشال کی مسکراہٹ گہری ہو چکی تھی آخر وہ آ گیا جس کا انتظار تھا وہ شخص آ گیا جو کچھ ہی پل میں اس کا ہو جائے گا اس کا دان اپنی عشو کا ہو جائے گا اور اسے کبھی جدا نہیں ہو گا اسی سوچ نے آج بھی اس لڑکی کی نظروں کا جھکا دیا تھا اور شرم کے احساس سے وہ کبھی مسکراتی تو کبھی مسکراہٹ کو تھامنے کی کوشش کرتی مگر لگتا ہے آج مسکراہٹ نے تھمنے سے صاف صاف انکار کر دیا تھا۔ حریم کی جان میں جان آئی تھی اس نے انہی پل میں اپنے کڑوے الفاظ واپس لیے تھے اور دل سے اقرار کیا تھا۔ کیا اقرار کیا تھا؟

"جدائی کیسی عشق میں جدائی تو لفظ بھی حرام ہے حمدان تمھیں تمھارے ملن کی رات مبارک ہو" باہر سورج ڈھل رہا تھا اندھیرا آ رہا تھا روشنی جا رہی تھی مگر ایک نئی روشنی آ رہی تھی باہر کا منظر جتنا حسین ہوتا جا رہا تھا اتنا ہی اندر کا منظر ہیبت ناک ہوتا جا رہا تھا باہر ملن کی رات کے لیے ستارے محفل جمانے کے لیے بے تاب تھے وہ محفلِ انجم کے رضامند تھے لیکن اندر کے ماحول کو دیکھ کر یہ کہنا ابھی مناسب نہیں ہو گا کہ ملن کی رات آ پہنچی کیوں نہ ابھی تو ہنگامے شروع ہوئے تھے جانے کب اس رات کا اختتام ملن پر ہو گا یا ہو گا بھی؟

"کہاں تھے آپ بھائی کب سے سب کا نمبر ملا رہے ہیں آپ کا فون بند کیوں جا رہا تھا؟" زین نے آ کر پریشانی سے پوچھا "خیر اب تو آ گیا نا" حسیب نے جلدی سے زین کو سائیڈ کر کے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر نفی میں سر ہلایا جیسے کہہ رہا کو تھم جاؤ مت بڑھو آگے

"مولوی صاحب کیا اگر اجازت ہو تو کچھ پوچھ سکتا ہوں؟" حسیب کا ہاتھ جھٹک کر وہ آگے بڑھا اور سیدھا مولوی صاحب سے مخاطب ہوا جو نکاح کو اختتام پر تقریباً لے آئے تھے۔ سب حیران ہونا شروع ہوئے وہ کسی سے مخاطب نا ہوا تھا صرف مولوی صاحب سے ہوا۔ سب کنفیوزن سے دیکھنے لگے۔ علما نے لال چنری میں اپنا سر جھکایا ہوا تھا اس کے اندر ہمت نہیں تھی اس کو دیکھنے کی بھی

"جی؟" مولوی صاحب نے بھی کنفیوزن سے اثبات میں سر ہلایا۔ اس نے دھیرے سے سر اٹھایا جیسے کہنا شروع ہو رہا ہو

"نکاح پر نکاح جائز ہوتا ہے؟" بڑے ہی معصومنہ انداز سے سوال پوچھا گیا تھا وہ ایسے بات کر رہا تھا جیسے کوئی معمولی موضوع پر معمولی باتیں ہو رہی ہیں۔ لیکن وہ قطعی بے خبر نا تھا وہ جانتا تھا کہ اس کے اگلے ایک ایک لفظ سب پر بم کی طرح گرنے والے ہیں

"ہم کچھ سمجھے نہیں بیٹا؟" مولوی صاحب نے نا سمجھی سے دیکھا۔ حمیدہ بیگم اور علی حیدر خاموشی سے سب کاروائی دیکھ رہے تھے ۔ایشال کے چہرے مسکراہٹ ابھی بھی برقرار تھی سب بھی نارمل انداز مگر نا سمجھی سے دیکھ رہے تھے سوائے حریم اور حسیب کے جو جانتے تھے آگے کیا ہونے والا ہے۔ علما نے ابھی بھی خود کو قابو کیا ہوا تھا اس کے الفاظوں ہر علما نے سختی سے اپنے دامن کو پکڑ لیا تھا۔ آحد اور سارم ناگواری سے اس کے اس بے تکی باتوں کو سن رہے تھے کسی کے زہن و گمان میں نا تھا کہ کیا ہونے والا ہے

"میں سمجھاتا ہوں" وہ رکا نظروں نے اب تک بھول سے بھی سامنے بھیٹی نازک لڑکی کی طرف کا رخ نا کیا تھا شاید ڈر تھا کمزور پڑنے کا، ٹوٹنے کا، ہمت ہارنے کا، ہار مارنے کا، دل پگھلنے کا

اس نے سر کو بائے جانب کیا جیسے کسی کو اشارہ دے رہا ہو سارم نے سوچا اور اس کی سوچ کے مطابق ہوا کوئی انجان آدمی اندر داخل ہوا اور چلتا ہوا اس کے پاس آیا اپنے ہاتھ میں سفید کاغذات حمدان کو تھمائے حمدان نے دوبارہ سر سے اشارہ کیا تو وہ سر اثبات میں ہلاتا واپس چلا گیا۔ سب یہ کاروائی نا سمجھی سے دیکھ رہے تھے۔ کیا ہو رہا تھا کسی کو کچھ سمجھ نا آ رہا تھا

"یہ لیجیے" دائے جانب کی بھویں اٹھا کر وہ تھوڑا آگے بڑھا اور جھکنے ہی والا تھا جب آحد کا صبر ٹوٹا اور وہ بولا

"یہ سب کیا ہے؟" آحد کو ویسی سمرہ پر غصہ تھا اور اب نکاح رک گیا تھا ایک اور شخص کی وجہ سے آحد کو سمجھ نہیں آ رہا تھا ہو کیا رہا ہے۔ سمرہ جو حریم کے ساتھ کھڑی تھی انگلیاں مروڑتی سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ حمدان رکا واپس اٹھا ہاتھ میں پکڑے سفید کاغذات مولوی صاحب کو نا دیے بلکہ آحد کے سامنے کر دیے آحد نے نا سمجھی سے اس کے چہرے کو دیکھا جس پر بلا کی سنجیدگی تھی آحد کے دیکھنے پر حمدان نے کاغذات کو اشارہ کیا پھر اس کو دیکھا جیسے کہہ رہا ہو پکڑو دیکھو اس کا اشارہ سمجھ کر آحد نے نا سمجھی سے اس کے ہاتھ سے کاغذات تھامے اور صفحہ کھولا۔ علما کے لب پر حزار دعایں آچکی تھی اس کے دل کی دھڑکنوں نے تیز دوڑ لگا دی تھی وہ کتنی مشکل سے ایک جگہ ٹک کر بھیٹی تھی وہی جانتی تھی ورنہ اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ اٹھے یہ سب ہو رہا ہے روکے اس شخص کو دھکے مار کر نکالے اور جلدی سے قبول ہے بولے اب وہ قطعی وقت برباد نہیں کریگی وہ ایک بار نہیں سو بار کہہ دے گی کہ قبول ہے قبول ہے قبول

ہے۔ آحد نے اس کو دیکھا پھر صفح پر اور اس کے چہرے کا رنگ آہستہ آہستہ اڑنے لگا جیسے جیسے وہ صفح پر تحریر موٹے لفظوں کو پڑھ رہا تھا ویسے اس کے ہاتھ لرزنے لگے تھے اس کا چہرہ کا رنگ اڑ چکا تھا وہ جلدی جلدی اب صفح پلٹنے لگا اس کی اس حرکت پر سب نے پریشانی سے دیکھا "کیا ہوا بیٹا؟" اقراء بیگم نے پوچھا

"بھائی کیا۔۔۔" ماہم نے دھیمے سے ہی ڈر کر کہا۔ ایشال نے چہرہ اٹھا کر نا سمجھی سے دیکھا مگر چہرے پر دھیمی مسکراہٹ تھی۔ آحد کے صفح پر پلٹتے ہاتھ رک گیے اور حیرانگی سے سر اٹھا کر حمدان کو دیکھا جس نے اب چہرہ جھکا لیا تھا شاید وہ خود یا دیکھنے والے کو شرمندہ نہیں کرنا چاہ رہا تھا۔ آحد کے ہاتھ سے کاغذات گرتے گرتے بچے تھے کیوں نکہ اقراء بیگم نے کاغذات جھپٹ لیے اور صفح پلٹنے لگی اور بلکل بھی ان کے تاثرات آحد سے مختلف نا ہوئے تھے۔ ایک ایک کر کے سب کے ہاتھوں میں کاغذات جا رہے تھے اور سب حیرانگی سے ایک دوسرے کی شکل دیکھ رہے تھے

"ی۔۔۔ یہ سب ک۔۔۔ کیا نکاح نامہ "ماہم کے ہاتھوں میں کاغذات آئے۔ ہبا اور سمرہ نے بھی جھانک کر پڑ لیے تھے ماہم نے حیرت سے اقراء بیگم اور آحد کو دیکھا جو اپنی جگہ سن تھے

"جس کی بھری محفل میں خوشیوں کے ساتھ ڈولی اٹھ رہی ہے وہ کسی کی بیوی ہے جی ہاں۔۔۔ علا حمدان علی حیدر میری شریک حیات ہے "وہ اونچی آواز میں بولا تھا پختہ ارادے سے جس مقصد کے لیے آیا تھا وہ مقصد پورا ہونے کو آیا تھا

حمدان کی بات سن کر جہاں سب کو حیرت کا جھٹکہ لگا تھا وہی علا کا دل چیخا اس نے اپنے پورے دل و جان سے چاہا کہ یہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔ اس نے اپنی آنکھیں میچی تھی

"کیا بکواس ہے "آحد لرزتی آواز سے چیخا تھا سب کے چہرے ہونک تھے۔ مہمان سرگوشیاں کرنے لگے تھے علی حیدر کو معاملا سنجیدہ لگا سب شاک میں تھے لیکن علی حیدر نے حاضر دماغی سے کام لیا اور اریب کو اشارہ کر کے پاس بلایا اور اسے مہمانوں کو فوری طور پر رخصت کرنے کا حکم دیا۔ اریب نے جلدی سے سر اثبات میں ہلا کر سایمہ کے ساتھ سب کو یہ کہا کہ "ذاتی مسلہ پیش آگیا ہے تو نکاح ملتوی ہوتا ہے "آہستہ آہستہ مہمان جانے لگے اسی دوران سب کے ہاتھوں میں نکاح نامہ گیا اور سب نے حیرانگی سے اس کا متعالا کیا مہمانوں کے جانے سے تماشہ ہونے سے بچ گیا مگر تماشہ ابھی بھی لگا تھا مگر غیروں کے سامنے نہیں اپنوں کے سامنے

"یہی سچ ہے آحد تمھاری بہن میری بیوی ہے اور میرا اس پر حق ہے اور اسی حق کی وجہ سے میں آج تمھارے سامنے کھڑا ہوں "وہ مزید بولا۔ ایشال کی مسکراہٹ ایسے غایب ہوئی تھی جیسے آئی ہی نا ہو وہ بے یقینی سے صوفے پر گر کر بھیٹی یشال اور ایمان نے اسے جلدی سے سمبھالا

"یہ کیا کہہ رہے ہو آپ یہ ناممکن ہے ایسا کیسے ہو سکتا ہے" اقرء بیگم کی روتی ہوئی آواز آئی۔ علما کا دل چاہا وہ اپنے کان بند کر لیں اور ان سب سے دور کہی چلے جائے اور بری طرح روئے برابر بھیٹا سارم اپنی جگہ سے اٹھ چکا تھا

"میں معزرت خواہ ہوں آنٹی مجھے نہایت ہی افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ تین سال پہلے آپ کی بیٹی اور میرا سادگی سے لندن میں نکاح ہوا تھا" وہ رکا کیوں نکہ اسے احساس ہوا کہ کب سے خاموش لال چنری میں چھپی لڑکی نے جھٹکے سے سر اٹھایا ہوا تھا اس کے سر سے چنری سرکی اور اس کا چاند سا روشن چہرے کا آخر کار دیدار ہوا اور نا چاہتے ہوئے بھی ایک بار پھر حمدان کی پلکوں نے جھپکنے سے صاف صاف انکار کر دیا تھا۔ اس کا دل اس کے دل میں پنپنے والے جزبات نے خود غرضی کا مظاہرہ کیا اور اس کے دیدار میں مہو ہونے پر مجبور کر دیا۔ اس نے آج ہمت سے بہت ہمت سے کافی ہمت جٹا کر نظروں کا رخ موڑا اس کو نظر انداز کیا لیکن۔۔۔ لیکن نظروں کا رخ موڑنے سے پہلے وہ اپنی بات مکلمل کرنا نا بھولا

"اور اس میں ہم دونوں کی رضامندی شامل تھی" علما نے آنکھیں پھاڑ کر بے یقینی سے اس کے اس صاف صاف ستھرے جھوٹ کو دیکھا اس نے کتنی روانگی سے آنکھوں سے آنکھیں ملا کر صفائی سے جھوٹ بولا تھا

رضامندی!

کیا اس پوچھا گیا تھا؟

رضامندی!

کیا اس کی خوشی تھی؟

رضامندی!

کیا اس کے انکار کو سنا کیا گیا تھا؟

حمدان نے اس کی خوبصورت ہیزل آئز جواب کھارے پانی سے بھر گئ تھی اس کو نظر انداز کیا تھا اس کی آنکھوں میں پانی دیکھ کر ایسا ہو سکتا تھا کہ اس شخص کی آنکھیں نا بھریں؟ کیا ایسا ممکن تھا کہ اس کو تکلیف میں نا دیکھ کر اس کی روح کو چین نا ہوئی ہو؟ نہیں ایسا نا ممکن تھا جبھی اس نے نمی کو اندر اتارہ اور خود پر قابو پایا

یہ لمحہ بے شک کھٹن تھا مگر۔۔۔ اس کو۔۔۔ اس کو اپنا عشق اگر چاہیں، حاصل کرنا ہے، اپنا بنانا ہے تو اس کٹھن لمحہ میں ساری برداشت کی حدوں کو پار کر جانا ہے

"اس کے خاطر کرنی ہے کچھ کڑوی باتیں،

اس کو لمحہ بھر کی تکلیف دیں کر ہم زندگی بھر کی راحت دینے کا فرض پورا کر گیے" (زینب خان)

"حمدان آپ کا دماغ تو ٹھیک ہے؟" اچانک حمدان کو کسی نے اپنی طرف کیا اور وہ اور کوئی نہیں اس کی ماں تھی۔ حفصہ اسے غصے سے دیکھ رہی تھی "یہ سب کیا ہو رہا ہے ہاں؟" فضل علی حیدر بھی اونچی آواز میں بولے

"مجھے یقین نہیں ہے کسی پر مجھے صرف اپنی بہن پر بھروسہ ہے" آحد نے مضبوط لہجے میں کہا

"تو جاؤ اپنی بہن سے پوچھ لو کہ وہ اس وقت کس کے نکاح میں ہے؟" وہ آخری لفظ چبا کر بولا۔ علما بھاگتے ہوئے آحد کے پاس آئی چنری ایک طرف گر گئی سر سے دوپٹا بھی اتر گیا

"بھائی یہ سب جھوٹ ہے میرا یقین کریں میں کسی کے نکاح میں نہیں ہوں" اس کی ہچکی بندھ گئی تھی اور آحد سے لپٹ گئی۔ حمدان نے حیرانگی سے اسے دیکھا آخر اتنی بھی کیا بے رخی کے وہ منہ پر مکر جائے کیا یہ اتنی بڑی بات میں جھوٹ بولا جا سکتا ہے؟

اقرء بیگم روتے ہوئے دو قدم پیچھے لڑکھڑائی ماہم اور سمرہ نے جلدی سے انہیں سمبھالا۔ طلحہ نے ایشال کو دیکھا جو بے یقینی سے دیکھ رہی تھی وہ شاک کے عالم میں تھی اس کو ایمان اور میشال سے سمبھالا ہوا تھا۔ ایمان روئے جا رہی تھی ساتھ ساتھ سب حیرانگی سے دیکھ رہے تھے سارم نے چڑ کر دیکھا یہ سب ہو کیا رہا تھا

"بس" حریم کی برداشت سے باہر ہو گیا تھا وہ آحد اور علما کے پاس آئی اور علما کو آحد سے الگ کیا "میں تمھارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں بس کرو" حریم ہاتھ جوڑ بولی۔ حمدان نے سر جھکا لیا تھا وہ بہت کچھ برداشت کر رہا تھا خاص طور پر علما کی سسکیوں کی آواز جو اس کے وجود کو بری طرح جھنجھوڑ رہی تھی اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ علما کے آنسو ہو چھ کر اسے خود سے لگا لے

"بھائی یہ سچ ہے ان دونوں کے نکاح کی گواہ میں ہوں" حریم نے سر جھکا کر کہا۔ ماہم نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا حزیرہ اور عریشہ نے حیرانگی سے ایک دوسرے کو دیکھا ہمیدہ بیگم نے علی حیدر کو دیکھا جو شاک کے عالم میں ان کو دیکھنے لگے۔ حفصہ نے حمدان کو دیکھا جو حریم کی بات سن کر سر اٹھا چکا تھا

"ایما کیا یہ سچ ہے؟" ابھی بھی آحد صرف اور صرف اپنی بہن کے منہ سے سچائی سنا چاہتا تھا۔ آحد کی بات سن کر حریم نے حیرانگی سے دیکھا وہ کیوں اس کی بات پر یقین نہیں کر رہا تھا "بھائی یہ نکاح نامہ میں کیا سب جھوٹ کہہ رہے ہے یہ سچ ہے میں خود گواہ ہوں تین سال پہلے جب ہم انیہ کے پاس گ ئے تھے وہا۔۔۔" حریم کی اونچی آواز آحد کے ہاتھ کا اشارہ دیکھ کر رک گئی

"یہ سچ ہے؟" آحد کی مکمل توجہ علما پر تھی جو سسکیاں بھر کر اس کو دیکھ رہی تھی

"ایما میں پوچھ رہا ہوں کیا یہ سچ ہے؟" اس کے اونچی آواز اور سختی سے پوچھنے پر علما سہم کر اپنی جگہ سے اچھل پڑی مگر کچھ نہ بولی مگر۔۔۔ مگر اس نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا اور زارو قطار رونے لگی بس راز کھل چکا تھا

راز کھل چکا تھا تین سال سے صرف لوگوں سے چھپایا راز نہیں خود سے چھپایا راز کھل چکا تھا آج تک خود سے جھوٹ بولتی آئی تھی وہ آج تک کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دی تھی اتنا بڑا راز اتنا بڑا سچ آج سب کے سامنے آیا اور آیا بھی تو کیسے اتنی بے دردی سے کہتے ہیں نا سچ ایک نا ایک دن سامنے ضرور آتا ہے اور یہی ہوا اس نے آج تک اس سچ کو چھپانے کے لیے سو جھوٹ بولے تھے لیکن چند پل میں وہ جھوٹ وہ محنت سب ختم ہو گئی اور بھری محفل میں یہ ثابت ہو چکا تھا کہ علما عزیز وہ لڑکی جس کا نکاح تھوڑی دیر میں سارم منور سے ہونے والا تھا وہ لڑکی وہ پہلے سے کسی اور کے نکاح میں تھی وہ لڑکی تین سال پہلے ہی کسی کے ساتھ منسوب کی گئی تھی اس کی جوڑی تو بن چکی تھی اس کا ساتھی چن لیا گیا تھا وہ کسی کا عشق تھی اور عشق اگر عاشق سے دور تھا وہ امانت تھا اور آج وہ اس امانت میں خیانت کرنے جا رہی تھی یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ کسی کی امانت ہے پھر بھی خود کو کسی انجان کے ہاتھوں سونپ رہی تھی اپنے نام کے آگے "حمدان علی حیدر" ہونے کے باوجود وہ کسی اور کا نام لگانے پر تلی تھی وہ سر تیح گناہ کرنے چلی تھی

اس نے آحد کا بازو پکڑا ہوا تھا اس کے اثبات میں سر ہلانے پر آحد نے دھیرے سے اس کے ہاتھ ہٹائے اور دو قدم پیچھے ہوا اور اسی پل علما کا روتا ہوا چہرہ جو رو رو کر سرخ ہو چکا تھا تیزی سے نفی میں سر ہلانے لگا اور آحد کے پاس بڑھنے کے لیے صرف پہلا قدم اٹھانے لگی تھی کہ آنکھوں کے سامنے اندھیرا آیا سر شدید بھاری ہوا آنکھیں بوجھل ہوئی

"ن۔۔نہیں۔۔۔می۔۔۔میں۔۔کس۔۔سی۔۔کی۔۔بی۔۔۔وی۔۔بیوی۔۔نہ۔۔ی۔۔سب۔۔۔جھ۔۔جھو۔۔ٹ۔۔ہے" وہ صرف ٹوٹے پوٹے الفاظ ادا کر پائی اور شدید صدمے کے باعث لڑکھڑ کر گری اور جلد ہی آنکھوں کے سامنے دھند لکا چھا گیا دماغ معاوف ہو گیا اور وہ کسی اور دنیا میں چلی گئی سب آوازیں آنا بند ہو گئی سب۔۔۔س۔۔۔سب"

★★==========★★

"تا۔۔۔ڑ۔۔۔ا۔۔۔خ" تھپڑ کی تیز دار آواز پورے کمرے میں گونجی تھی۔ وہ بنا کسی تاثرات کے یا سر اٹھائے خاموشی سے کھڑا رہا کیوں نکہ مارنے والا اور کوئی نہیں بلکہ اس کی ماں تھی جس نے پوری قوت سے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا۔ حمدان نے ملزموں کی طرح سر جھکا لیا تھا بغیر کسی شکوے شکایت کے وہ دوسرا تھپڑ کھانے کے انتظار میں تھا جیسے ملزم اپنی سزا پانے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں

"یہ کیا ہو گیا" وہ روتے ہوئے بیڈ پر بیٹھ گئی اور دونوں ہاتھ چہرے میں چھپا لیے۔ ملزم کا پہلی بار تڑپ سے سر اٹھا وہ اپنی ماں کی آنکھوں میں ایک آنسو بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا اور آج اس کی وجہ سے اس کی ماں افسردہ تھی رو رہی تھی کتنی مشکل گھڑی تھی

"ماں" وہ بھیگی آواز سے گھٹنوں کے بل بھیٹا اور حفسہ کے دونوں ہاتھ اس کے چہرے سے ہٹا کر خود کے ہاتھوں میں لے لیے لیکن حفسہ نے اس کے ہاتھ جھڑک دیے اور چہرہ دوسری طرف موڑ لیا۔ لیکن حمدان نے واپس اس کے ہاتھ پکڑے اب کی بار غصہ سے حفسہ نے چہرہ موڑا اور اس کی بھیگی بھوری آنکھوں میں دیکھ کر بولی

"کیوں حمدان کیوں؟ ایشال بیٹی کا بھی دل توڑ دیا تم جانتے ہو وہ اپنے کمرے میں بند ہو گئ" ان کی بات پر حمدان نے دوبدو جواب دیا "میں آپ لوگوں کو انکار کر چکا تھا" اس کی بات پر حفصہ جو اور کچھ کہنے والی تھی خاموش ہو گئ وہ سہی تو کہہ رہا تھا وہ تو آخری وقت تک انکار کر رہا تھا مگر اس کی سنی کہاں تھی؟

"وجہ؟" تھوڑی دیر کی خوموشی کے بعد جرم کی وجہ معلوم کرنی چاہی ملزم کی آنکھوں میں تو کچھ نا تھا ویرانی نا تھی مگر چمک بھی نا تھی بس خاموش آنکھیں اس پل تھی مگر۔۔ مگر ان خاموش آنکھوں کے پیچھے کچھ تو راز تھا

"عشق" اس کے زیرِ لب مسکرائے ملزم نے اپنے جرم کی وجہ بتائ وہ جرم جو اس نے عشق کے دوسرے نام جنون کی وجہ سے کیا تھا دوسرا نام؟ جی ہاں دوسرا نام عشق کا دوسرا نام جنون ہی تو ہوتا ہے جنون صرف جنون نہیں بلکہ ایک امتحان ہوتا ہے ایک عاشق کے لیے اور وہ امتحان سب سے کھٹن امتحان ہوتا ہے اور وہ کیسے پاس ہوتا ہے اس امتحان میں یہ ایک راز ہے جو آگے جا کے کھلے گا حمدان کی اس پل خاموش آنکھوں کے پیچھے چھپے راز کے ساتھ

اس کا عشق سن کر حفصہ چند پل اس کو یوں تکتی رہی حمدان نے اب اس کے ہاتھ اپنے آنکھوں سے لگا لیے تھے حفصہ حیرانگی کے عروج پر تھی اس کا بیٹا جس کو وہ ہر ماں کی طرح بچہ سمجھ رہی تھی کیوں نکہ بچے جتنے بڑے ہو جائے ماں کے لیے چھوٹے بچے ہی رہتے ہیں وہ بچہ آج بڑا ہو گیا تھا۔ وہ عشق جس کے معنی بھی خطرناک ہے وہ بیماری جس کا علاج ناممکن ہے وہ خمار جو اگر چڑھ جائے تو نشہ بن جاتا ہے وہ عشق ہو چکا تھا اس کو اف۔۔۔ عشق ہوا یعنی برباد ہوا۔ خدا نا کریں ہم عشق کے معنی برباد ہونا کیوں سمجھتے ہیں کیا عشق کے معنی صرف برباد ہونے کے ہیں یا عشق کا کوئ دوسرا پہلو بھی ہے؟ کیا۔۔ کیا عشق کا دوسرا پہلو خوشیوں کی لڑی سے جڑتا ہے۔ باہر کالی رات جو اتنی بھی کالی نا تھی رونک تھی پر رونک رات جیسے آج چاند رات ہو اور دوسرے دن عید ہو اس چاند رات میں ستاروں نے محفل جمانا شروع کر دی تھی محفلِ انجم کی شروعات ہو گئ تھی وہ جگمگ ستارے ع ش ق سے یہ سوال پوچھنے لگے تھے

"کیا تمھارا کوئ دوسرا پہلو بھی ہے؟" ان ستاروں نے ایک آواز میں پوچھا تھا

ع ش ق خاموش رہا

"کیا تم صرف برباد کرنا جانتے ہو؟" ستاروں نے پھر پوچھا

ع ش ق خاموش رہا

"کیا تم سکون کا مطلب جانتے ہو؟" ستاروں کی بھری محفل میں کئ دور دراز سے بادلوں کے اوٹ میں چھپے ستارے نے کہا جو کافی چمک رہا تھا ستارے تو ہوتے ہی چمکنے کے لیے۔ ابھی چاند رات میں چاند کی آمد نہیں ہوئ تھی

سکون لفظ سن کر عشق۔۔۔عشق نامی احساس مسکرایا تھا پوری کائنات اس کی مسکراہٹ کی طرف متوجہ ہو گئی تھی وہ مسکرایا تھا کیا وہ مسکرانا جانتا تھا؟ ستاروں کے مختلف جوابات صرف وقت دیں سکتا تھا اس کہانی میں تو فقط وقت ہی دیں سکتا تھا جو خاموشی سے دور کھڑا اس کہانی کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنے والا تھا اور صرف اسی کے پاس جواب تھا جو وہ بہت جلد دینے والا تھا مگر اتنی آسانی سے نہیں

★★==========★★

آنکھیں آہستہ آہستہ کھل رہی تھی سر بھاری ہو رہا تھا اور گالوں پر مسلسل آنسو کی وجہ سے جلن ہونے لگی تھی۔میک اپ واٹر پروف ہونے کی وجہ سے برقرار تھا البتہ سیاہ بال کھل کر کمر پر گر گے تھے اس نے آنکھیں مسلتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کی مگر قریب ہی بھیٹی ماہم نے اسے سہارہ دیا اور واپس لیٹے رہنے کی تلقین کی مگر وہ ان سنا کر کے اٹھ گئی

"مما آپی کو ہوش آگیا" ماہم نے صوفے پر تصبیح پڑھتی اقرء بیگم کو مخاطب کیا تو وہ چونکی ساتھ بھیٹا آحد جو دونوں ہاتھ سر میں لیے بھیٹا تھا اس نے سر اٹھا کر دیکھا

"آہ۔۔ماہی" اس نے کچھ کہنا چاہا مگر سر میں ٹھیس سی اٹھی تو وہ چکرا کر رہ گئی "رکیے آپی پانی" ماہم نے جلدی سے پانی سے بھرا گلاس اس کو پکڑوایا تو اس نے کچھ گھونٹ اتارے اور مکمل طریقے سے آنکھیں کھول کر ارد گرد دیکھا۔وہ بیڈ پر لیٹی تھی اور آحد اقرء بیگم اور ماہم کے علاوہ کمرے میں کوئی موجود نہیں تھا۔اس نے آحد کو دیکھا جس نے اس کے دیکھنے پر چہرہ موڑ لیا تھا۔یک دم ساری باتیں یاد آئی بے ہوش ہونے سے پہلے والا واقع یاد آیا

"م۔ممیرا۔۔میرا تو نکاح تھا نا؟" وہ حیرانگی سے بڑبڑائی اور ایک نظر خود پر ڈالی وہ ابھی بھی دلھنوں والے لباس میں تھی

"باہر آئیے آپ میرے ساتھ" آحد نے اقرء بیگم کو کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا اقرء بیگم بھی خاموشی سے اس کے ساتھ نکل گئی شاید وہ دونوں اس کے ہوش میں آنے کے انتظار میں بھیٹے تھے۔ان کے نکلنے کے بعد ہی ہبا اور سمرہ اندر آئی اور علما سے طبیعت کا پوچھنے لگی پیچھے ارم بھابھی آئی ان کے ہاتھ میں کھانے کی ٹرے تھی

"ایما صبح سے کچھ نہیں کھایا ہے بہت کمزوری ہو رہی ہے کچھ کھالو" ارم بھابھی نے کہا اور ٹرے اس کے سامنے رکھی

"لائے بھابھی میں کھلا دوں" سمرہ نے ٹرے اٹھا کر میز پر رکھی اور خاموشی سے نوالا بنانے لگی

"یہ سب کیا ہو رہا ہے میرا نکاح ہے" کسی کے کچھ نا کہنے پر علما چڑ کر چیخی آنسو پھر آنا شروع ہو گئے تھے۔اس کی بات سن کر سب نے حیرانگی سے اسے دیکھا "پہلے کھانا کھالو پھر بات کرینگے" سمرہ نے سنجیدگی سے کہا

"مجھے نہیں کھانا" سمرہ کے ہاتھ کو علما جھٹکتی ہوئی غصہ بولی

"آپی آپ نے صبح سے کچھ۔۔۔"ماہم نے پریشانی کہنا چاہا"بھاڑ میں جاؤ تم سب میں دیکھتی ہوں آخر میرا نکاح کیسے نہیں ہوتا"علما غصہ سے اٹھی اور باہر جانے لگی جب ہبانے اسے پکڑا

"ایما تم پاگل ہو گئی ہو"ہبانے اسے ڈانٹا

"ہاں ہو گئی ہوں میں پاگل"وہ چیخی اور رونے لگی"ہو گئی ہوں میں پا۔۔پاگل"وہ روتے ہوئے بولی تو آگے بڑھ کر ہبانے اسے اپنے سے لگالیا۔سب شاک کے عالم میں اپنی اپنی جگہ بھیٹے رہے تھے

★★==========★★

وسیع ہال نما کمرے میں ایک طرف صوفے پر وہ خاموشی سے بلا کی سنجیدگی لیے بھیٹا تھا سامنے کے دو صوفوں پر علی حیدر اور ہمیدہ بیگم اسے کئی دیر سے گھورنے سے اکتفا کر رہی تھی جبکہ وہ نظر انداز کیے سر جھکائے ان کے بات شروع کرنے کا منتظر تھا

"کیا ہمارہ اتنا حق ہے کہ ہم اپنے پوتے سے پوچھ سکیں کہ یہ کیا کارنامہ انجام دیا ہے؟"سختی سے پوچھے گئے علی حیدر کے سوال پر اس کی ہمت نا ہوئی ان کی آنکھوں میں دیکھ کر جواب دینے کی کہی نا کہی اس نے اپنے داداجان کا غرور مٹی میں ملایا تھا اس کا اس کو پچھتاوہ ضرور تھا مگر غلطی حالات کی تھی اور شاید عشق کی۔۔۔ہمیشہ کی طرح !

"ہمیں معلوم نہیں تھا علی حیدر صاحب ہماری تربیت کو ہمارہ لاڈلا پوتا یوں مٹی میں ملائے گا"ہمیدہ بیگم کی بے حد ناراض آواز اور اسے بھی زیادہ ان کڑوے الفاظوں نے اسے اپنی آنکھیں سختی سے بند کرنے پر مجبور کر دیا تھا

"اب جواب دو؟کیوں ایسے خاموش ہو حمدان علی حیدر؟"علی حیدر کی گرجتی آواز ہال نما کمرے میں گونجی تھی اس کی آنکھیں جھٹکے سے کھلی مگر نظریں نیچے بچھے قالین پر تھی جس پر گہرے رنگ برنگی لکیروں کا کام ہوا تھا اور وہ دیکھنے میں ایسا لگتا تھا کہ ایک دوسرے سے مل رہی ہے مگر حقیقتاً ایسا نا تھا اس نے کافی گہرائی سے ان لکیروں کا جایزہ کیا تھا وہ ایک دوسرے سے مل ضرور رہی تھی مگر دیکھنے والی کی نظر میں مگر حقیقتاً وہ جدا تھی

"ہم نے ایک فیصلہ لیا ہے"علی حیدر اس کا شرمندگی سے جھکا سر دیکھ کر بولے علی حیدر کی نظروں میں کچھ تو تھا جسے دیکھ ہمیدہ بیگم نے پہلو بدلا تھا۔اس کا جھکا سر تیزی سے اٹھا فیصلہ؟یعنی اس کی زندگی سے جڑا فیصلہ؟ایک بار پھر وہ اس کو کھو دیگا؟نہیں وہ عشق کے اتنا قریب آکر اپنے عشق کو نہیں کھو سکتا کبھی بھی نہیں۔قالین پر بنی مختلف لکیرے ابھی بھی جڑی دکھائی دے رہی تھی لیکن حقیقتاً وہ جدا تھیں

★★==========★★

"مقصد کے اتنے قریب آ کر میں جیت کیسے جانے دوں" وہ زور سے موبائل فون پر چیخا تھا مگر اس کے چیخنے کا دوسری طرف بھیٹے شخص پر کچھ اثر نا ہوا بلکہ اس دوسرے شخص نے مزے سے قہقہ لگائے تھے

"میں تو پہلے ہی جانتا تھا تیرے بس کی بات نہیں ہے تو کر ہی نہیں سکتا" دوسری طرف والا شخص جانے اس کو ورغلانے کی کوشش کر رہا تھا اور اس شخص کا ایک ایک لفظ پر سارم کی ماتھے پر شکن نمودار ہو رہی تھی۔اس کے اگلے لفظوں کو سننے سے پہلے سارم نے موبائل کان سے ہٹا کر کیھچ کر پھینکا تھا اور یہاں موبائل کے دو ٹکرے ہو گ ئے تھے

"میں شرت کیسے ہار سکتا ہوں" وہ غصہ سے بالوں میں ہاتھ پھیر کا چیخا

"کون تھا وہ۔۔۔" اس نے ایک موٹی گالی دی تھی وہ اس وقت شدید غصہ میں تھا جس مقصد کو پانے کے لیے اس نے اتنا ڈھونگ کیا وہی مقصد میں وہ ہار چکا تھا ہاں سارم منور پہلی بار کسی چیلنج کو ہارا تھا سارم منور پہلی بار ہارا تھا سارم منور علا کو ہارا تھا کیوں نکہ وہ انجان تھا کہ جس کو وہ جیتنے کی کوشش کر رہا تھا کوئی اسے ہار کر بھی جیت چکا تھا

★★===========★★

"ابو جان آپ یہ فیصلہ کیسے لے سکتے ہیں؟" فضل علی حیدر نے حیرت سے سامنے بھیٹے سنجیدہ علی حیدر سے پوچھا۔ سب شاک کے آلم میں ان کو سن رہے تھے

"کیوں نہیں لے سکتے ہم فیصلہ کچھ فیصلے آپ سب کیا لینے لگے باپ کو بھول گ ئے یہ مت بھولیے کہ آپ سب سے پہلے ہمارہ حکم ہی چلتا تھا" وہ سخت آواز میں بولے تو سب خاموش ہو گ ئے

"جی ابو جان آپ بے شک ہر فیصلہ لیجیے مگر حمدان کی غلطی کو ہم اس طرح نظر انداز تو نہیں کر سکتے نا؟" فضل علی حیدر نے ان کا جواب دیا

"نظر انداز کرنی بھی نہیں چاہیں لیکن اس کو پچھتاوا ہے اور یہ فیصلہ ہم نے سوچ سمجھ کر لیا ہے اسی میں سب کی بھلائی ہے" علی حیدر بولے

"مگر وہ کس حیثیت سے آئے گی؟" سفیہ اپنا غصہ قابو نا کر پائی تھی جبھی ان کی زبان باپ کے سامنے سلپ ہوئی تھی۔ علی حیدر سنجید گی سے بولے

"حمدان علی حیدر کی بیوی ہماری بہو اور اس گھر کی حریم بیٹی کے بعد دوسری بیٹی کی حیثیت سے آئے گی" ان کی بات پر سفیہ جل بھن کر رہ گئی تھی سفیہ کو صرف اپنی بیٹی ایشال کا دکھ درد تھا جس کی حمدان کے ساتھ شادی کی تیاریاں بھی وہ کر چکی تھی

"حفسہ بہو۔۔۔" علی حیدر نے حفسہ کو پکارا جو ایک دم چونکی "ج۔۔جی؟ "

"جیسے حریم بیٹی اس گھر کی بہو ہے ویسی اب علما بیٹی اس گھر کی بہو ہو گی اس کے استقبال میں کوئی کمی نہیں رہنی چاہیں" علی حیدر نے گرجدار آواز میں حکم صادر کیا تھا اور صرف ایک بہو کو نہیں بلکہ اسمہ اور سایمہ کو بھی۔ سب نے ایک دوسرے کی شکل حیرانگی سے دیکھنے لگے۔ وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلے گ ۓ ان کے جاتے ہی سفیہ نے ہاۓ میری بیٹی لٹ گئ شروع کر دیا تھا جس کو سن کر ہمیدہ بیگم خاموشی سے اٹھ کر چلی گئی تھی۔ آج ہمیدہ بیگم کا کوئی فیصلہ نہیں چل رہا تھا آج علی حیدر کا فیصلہ چل رہا تھا

★★==========★★

"حریم اتنا کچھ ہو گیا اور تم نے اب تک ہمیں خبر بھی نہیں ہونے دی؟" اقرء بیگم نے حیرت سے اپنے سامنے بھیٹی حریم کو دیکھا جو وقفے وقفے سے آنسو پوچھ رہی تھی۔ آحد خاموش تھا بس خاموش وہ اب تک ایک لفظ نہیں بولا تھا۔ علما کے اقرار کے بعد وہ خاموش ہو گیا تھا اور کافی گہری سوچ میں تھی۔ حریم نے اقرء بیگم اور آحد کو سچ بتایا تھا مگر پورا نہیں اس نے کچھ یوں بتایا تھا کہ علما اور حمدان لندن میں ملے تھے اور بہت جلد دوست بن گ ۓ تھے مگر گزرتے دن کے ساتھ وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے دوستی سے بڑھ کر جزبات رکھنے لگے تھے علما نے یہ بات حریم کو بتائی تھی پھر حریم حمدان سے ملی بھی تھی حمدان اور علما نے نکاح کی ضد پر تھے کیوں نکہ حمدان کا یہ ماننا تھا کہ اس کے گھر والے علما کو قبول نہیں کرینگے کیوں نکہ حمدان کی بچپن سے ایشال سے بات طے ہو گئ ہے حریم نے صاف کہہ دیا تھا کہ وہ اقرء بیگم اور آحد سے بات کریگی مگر ان دونوں سے چھپ کر نکاح کر لیا اور جب تک حریم کو معلوم ہوا دیر ہو چکی تھی پھر حریم ناراض بھی ہو گئی تھی اور اسی دوران حمدان اور علما میں کسی بات پر لڑائی ہوئی اور لڑائی اتنی بڑھ گئ کہ علما نے طلاق چاہی مگر حمدان نے صاف انکار کر دیا پھر علما حریم کے ساتھ غصہ میں حمدان سے تمام تعلقات منقطع کر کے واپس آ گئ اور خفگی کی وجہ سے نا آج تک اس نے کسی کو بتایا اور نا حریم کو بتانے دیا اور سارم سے نکاح بھی حمدان سے سخت ناراضگی کا اظہار تھا۔ حمدان کو جب معلوم ہوا تو وہ نکاح کے دن پہنچ گیا کیوں نکہ وہ علما سے بے حد عشق کرتا ہے

"اگر وہ بچپنا دکھا رہی تھی تو تم تو بڑی تھی نا تم نے بھی اس کا ساتھ دیا خدانا خواستہ اگر نکاح ہو جاتا تو تم جانتی کو کتنا بڑا گناہ سرد ہو جاتا" حریم خاموشی سے سر جھکاۓ اقرء بیگم کو سن رہی تھی جو اس پر بے تحاشہ غصہ ہو رہی تھی

"م۔۔میں نے نکاح روکنے کے لیے حمدان سے رابطہ کیا تھا اس کو خبر نہیں تھی" حریم نے بتایا

"حریم بیٹا مجھے تم سے یہ امید نا تھی مجھے تو لگا تھا تم میری بیٹیوں میں سے سب سے سمجھدار اور سلجھی ہوئی ہو اور تم نے اتنی ہی بڑی بچکانا حرکت کی" اقرء بیگم مزید بولی

"تین سال آحد تین سال سے ان دونوں نے یہ جھوٹ قایم رکھا یا اللہ" وہ روتے ہوئے سر پکڑ کر بھیٹ گئ۔ حریم بھی رونے لگی

"بھائی مما۔۔۔" اچانک کمرے میں ماہم داخل ہوئی آحد نے سر اٹھا کر دیکھا

"وہ۔۔۔"اس کے ہاتھ میں فون تھا اس نے گھبراتے ہوئے تینوں کے چہرے دیکھے جو اس کے بولنے کے انتظار میں تھے

"ان لوگوں کی طرف سے فون آیا ہے"وہ اتنا بولی اور فون آگے کیا۔اقراء بیگم نے فون اٹھایا آحد اور حریم نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا

★★===========★★

"دان؟"چھوٹی سی بچی گاڑی سے کھیلتے ہوئے ہم عمر بچے کے پاس گئی تو وہ بغیر سر اٹھائے گاڑی کے ساتھ زن زن کرتا ہمم بولا

"آپ کہاں جالے ہو؟"اس نے معصومیت سے دونوں ہاتھ گالوں پر ٹکا کر اس کو دیکھتے پوچھا

"ع۔۔۔عشو میں ناماں کے شات نانی گھرل جالا ہوں"اس نے جوش سے گاڑی کو چھوڑتے ہوئے کہا۔تو چھوٹی سی ایشال کا منہ بن گیا

"آپ ملجھے چھوڑل کر کیچھے جاسکتے ہو؟"وہ روتی صورت بناتی بولی

"الے بش دو دن میں واپش آجائے گے"وہ چھوٹا سا گول مٹول بچہ سر پر ہاتھ مارتا بولا جیسے اس کا کوئی بہت بڑا نقصان ہو گیا ہو

"پرل میں دو دن کیشے رہونگی آپ کے بنا؟"وہ روتی صورت بنا کر بولی جو واپس گاڑی سے کھیلنے میں مصروف ہو گیا تھا

"آپ اپنی ڈول کے شات کھیل لینا"وہ مصروف سے انداز میں بولا مگر ایشال وہی دکھی ہو کر بھیٹ گئی اور اس کو جب تک دیکھتی رہی جب تک اس کا کھیلنا ختم نہیں ہو گیا یہ پہلی بار احساس ہوا تھا ایشال کو کہ وہ اپنے دان کے بغیر نہیں رہ سکتی مگر اس پہلی بار کے احساس میں چھوٹا دان نے تقریباً نظر انداز ہی کیا تھا مگر۔۔۔۔مگر جب تو وہ چھوٹا دان تھا لیکن آج تو۔۔۔۔آج تو وہ اتنی بڑی کمپنی کا مالک حمدان علی حیدر ہو گیا تھا بڑا اور سمجھدار ہو گیا تھا وہ بچہ تو نہیں رہا تھا جو اس کے جزبات نا سمجھ سکیں۔بیڈ کے کونے میں سر گھٹنوں میں رکھی وہ بلک بلک کر رو رہی تھی اس نے اب تک دلھنوں والا لباس زیب تن کیا ہوا تھا آنکھوں میں لگا کاجل بہہ گیا تھا اس کے آنسوں کی طرح جو بے لگام بہہ جا رہے تھے۔برابر بھیٹی ایمان اس کو کب سے چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھی

"ایشال باجی پلیز چپ ہو جائے مجھ سے آپ کی حالت نہیں دیکھی جا رہی"آدھی بات روتے ہوئے کہی تھی

"آپ کیوں حمدان بھائی کی غلطی کی وجہ سے خود کو ہلکان کر رہی ہے جو ہو گیا وہ ہو گی۔۔۔"آدھی بات اس کی ایشال کے جھٹکے سے سر اٹھانے پر ادھوری رہ گئی تھی

"غلطی؟ایمان غلطی؟"وہ دھیمی آواز میں بولی۔ایمان کو پہلی بار اس کے کسی ردِ عمل سے ڈر لگا تھا

"غلطی۔۔۔"وہ زور سے چیخی ایمان اپنی جگہ سے اچھلی

"کسی کا دل توڑنا کسی کے ارمانوں کا گلا گھوٹنا کسی کے خوابوں کو چکنا چور کرنا کوئی معمولی غلطی ہے؟" وی چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی ایمان حیرت سے اس کا روپ دیکھ رہی تھی آج سے پہلے ایشال کا ایسا رویہ ہر گز دیکھنے کو نہیں ملا تھا آج سے پہلے عشو کا دان بھی تو دور نہیں ہوا تھا نا؟

"ارے غلطی تو میں نے کی ہے پیار کر کے بھروسہ کر کے خواب دیکھ کر ارمان سجا کر خود کو ان کی امانت سمجھ کر اور۔۔۔اور دعا یں مانگ کر" وہ روتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔دعا مانگ کر غلطی؟ کیا کبھی دعا مانگنا غلطی ثابت ہوئی ہے؟ یہ کیا کفریہ الفاظ تھے جو وہ بے جھجک کر کہہ رہی تھی۔ کمرے کے پاس سے گزرتی نمرہ کے قدم آخری الفاظ سن کر رک کے تھے حیرت سے سر اٹھا کر بند کمرے کی جانب دیکھا جہاں رونے کی آواز آرہی تھی۔ ایمان سے ایشال کا یہ روپ یہ تکلیف برداشت نہیں ہوا آج پہلی بار اس کے لاڈلے بھائی نے اسے شرمندہ کیا تھا اسے درد دیا تھا کیوں نکہ اس کی ایشال باجی کو درد ملا تھا حمدان کے ساتھ مستقبل کے خواب صرف ایشال نے ہی نہیں بلکے ایمان نے بھی سجا لیے تھے ایشال کو اپنی بھابی تصور کر چکی تھی اور آج اتنا بڑا راز کھلنے کے بعد وہ چکرا کر رہ گئی تھی۔ وہ آپنے آنسو چھپاتی تیزی سے کمرا کھول کر باہر بھاگی۔ نمرہ کے وہ پاس سے گزر کر گئی تھی نمرہ نے ادھ کھلے دروازے کی طرف دیکھا اور اندر قدم بڑھا دیے اس لیے نہیں کیوں نکہ اس کو ایشال کو سمبھالنا تھا بلکہ اس لیے کیوں نکہ اس کو اسے سمجھانا تھا سکھانا تھا

★★==========★★

وہ دونوں آمنے سامنے بھیٹے تھے اب تک ان دونوں کی صرف سرسری ملاقات ہوئی تھی مگر اس تھوڑی دیر ملاقات میں دونوں کے ذہن و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایک دن ان کو اس صورت حال کا سامنا کرنا پڑیگا۔ دونوں اپنی اپنی جگہ بھیٹے ایک دوسرے کے کچھ کہنا کا انتظار کر رہے تھے مگر یہ انتظار طویل ہوتا دونوں ایک ساتھ ہی بول اٹھے

"وہ۔۔" آحد نے بات شروع کرنی چاہی

"میں۔۔۔" عین اسی وقت حمدان نے آخر کار بات شروع کی۔ دونوں ایک ساتھ بولنے پر شرمندہ سا ہو کر خاموش ہو گیے مگر اس بار خاموشی زیادہ دیر ٹک نہ سکی کیوں نکہ آحد نے بات شروع کر دی

"حمدان میں آپ سے یہ نہیں پوچھونگا کہ ماضی میں کیوں ہوا کیوں کیا کیوں نکہ میں جانتا ہوں غلطی پر آپ اور میری بہن دونوں تھے اسلیے جو ہو گیا وہ ہو گیا" وہ رکا۔ حمدان سن رہا تھا

"آپ کی طرف سے آنے والا حکم ایک طرح سے جایز ہے کیوں نکہ میری بہن آپ کے نکاح میں ہے اور۔۔۔ آپ کی بیوی ہے اس لیے رخصتی ہی سب سے بہترین حل ہے ہم تیار ہیں" آحد نے بات ختم نا کی تھی۔ حمدان اب بھی خاموش تھا وہ جانتا تھا کہ اس کی بات جاری ہے کیوں نکہ یہ بات اقرء بیگم پہلے ہی کہہ چکی تھی۔ علی حیدر نے اپنی بہو خاص طور پر بہو کہہ کر علما کی حمدان کے ساتھ رخصتی کا کہا تھا وہ بھی آج کے آج اور اقرء بیگم نے کچھ وقت مانگا تھا پھر ان کو ہاں کہہ دیا تھا

لیکن آحد کو حمدان سے خصوصی اکیلے میں بات کرنی تھی "میری بہن سب سے عزیز ہے میری بہن کو کوئی دکھ نہیں پہنچنا چاہیں" وہ وارنگ والے انداز میں بولا تھا اس کی بات پر حمدان مسکرایا تھا

جانتاہوں جتنی عزیز وہ تمھارے لیے ہیں اتنی ہی عزیز میرے لیے بھی ہے" وہ سادگی سے بولا تو آحد بھی مسکرایا اور اسے تھوڑی بہت کچھ اہم اور غیر اہم بات کرنے لگا۔ لیکن حمدان کے چہرہ پر مسکراہٹ اب بھی برقرار تھی

مسکرانا جایز تھا آخر آحد اس شخص کو علما کو خوش رکھنے کی تلقین کر رہا تھا جو اپنی خوشیاں بیچ دیں صرف اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ لانے کے لیے وہ تو اس کا عشق تھی

اف۔۔۔ کیا عشق لفظ کافی نہیں؟ کہ اس کے آگے بھی باتیں بتانے کی ضرورت پڑتی ہے کیا عشق لفظ سن کر ہی سمجھ نہیں آجاتا کہ وہ اگر عشق ہے تو پھر سب کچھ ہے۔کچھ لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی عشق لفظ کا آسانی سے نام لے لیتے ہیں لیکن جس چیز یا جس انسان پر وہ عشق لفظ استعمال کرتے ہیں اکثر وہ اتنا ان کے لیے اہم یا معنی نہیں ہوتا۔ اگر عشق لفظ استعمال ہی کرنا ہے تو یاد رکھیں اس کے اصل معنی کو اس کے اصل پہچان کو عشق کا مطلب تو جانیے۔ عشق سے بہت گہرہ اور بہت طویل زکر چھڑ جاتا ہے

اسی وجہ سے اس ہر کہانیاں لکھ دی جاتی ہیں! کیا اب بھی معلوم نہیں ہوئی اس کی قدر و قیمت؟

★★==========★★

"غلطی؟ معزرت کے ساتھ دعا مانگنا غلطی کب سے ہو گئی؟" نمرہ نے سیدھے ایشال کے پاس آکر سختی سے سوال کیا۔ حیرانگی بھی ظاہر تھی ایشال نے سر اٹھا کر دیکھا اور کھڑی ہو گئی

"ہاں نمرہ غلطی۔۔۔ غلطی" وہ روتے ہوئے بولی

"نہیں ایشال نہیں بہت غلط کہہ رہی ہو" نمرہ نے اسے دونوں کندھوں سے پکڑ کر بیڈ کے اپر بھٹایا اور ساتھ بھیٹ گئی

"ایشال ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا دعایں کبھی رایگہ نہیں جاتی یہ ضرور قبول ہوتی ہے وقت ضرور لیتی ہے مگر اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں" نمرہ نے تحمل سے سمجھایا

"نہیں نمرہ چلو مان لیا دعایں دیر سے قبول بھی ہوتی ہیں مگر یہ دعا۔۔۔ یہ دعا کیسے قبول ہو گی اب؟ وہ کسی اور کا ہو چکا ہے بلکہ ہو چکا تھا تو میری دعایں تو رایگہ گئی نا" وہ دوبارہ بری طرح رونے لگی تھی نمرہ نے اس کی حالت دیکھی۔ اس نے ایمان اور ایشال کی باتیں سن لی تھی اور سخت حیرانی ہوئی تھی یعنی جس کے نکاح کی اتنی زور و شور سے تیاریاں ہو رہی تھی اس کا نکاح تین سال پہلے ہی علما سے ہو چکا تھا وہ گھر کے معاملات میں پڑنا نہیں چاہتی تھی اسیلیے نا چاہتے ہوئے نظر انداز کر کے آگے بڑھ رہی تھی جب ایشال کی بات نے اس کے قدم روک دیے اور اسے مجبور کر دیا ایشال سے بات کرنے پر

"دعا پھر بھی ضایع نہیں گئی "

"کیسے ؟"

"کیوں نکہ وہی دعایں نیکیوں میں تبدیل ہو گئ ایشال کبھی بھی کوئ بھی دعا ضایع نہیں جاتی وہ قبول ضرور ہوتی ہے البتہ اگر پوری نہیں ہوتی تو نیکی میں تبدیل ہو جاتی ہے "نمرہ نے وضاحت دی۔ ایشال کے ذہن میں ایک اور سوال نے جنم لیا

"کیوں قبول نہیں ہوئ اللہ تو اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے وہ تو بہت چاہتا ہے اپنے بندوں کو تو پھر کیوں یہ درد دیا کیوں دور کیا مجھے کیوں میری دعاوں کو نظر انداز کیا اس نے آخر کیوں ؟"وہ پھر سے بلک بلک کر رونے لگی

"مسلیہت "نمرہ نے یک دم کہا۔ ایشال چونکی

"ہاں مسلیہت کیوں نکہ حمدان سے شادی میں مصلیحت نہیں تھی ہم سے جب اللہ کچھ چھینتا ہے تو ہماری زبان پر لاکھوں شکوے اور دل و دماغ میں طرح طرح کے گمان آجاتے ہیں کیا ہم نے کبھی سوچا ہے کہ جو کام نہیں ہوتا اس میں ہماری بہتری چھپی ہوتی ہے اگر اللہ ہماری پسندیدہ چیز چھینتا ہے تو اسے بہتر اطا کرتا ہے جس کا ذہن و گمان میں بھی نہیں ہوتا اگر اللہ ہمیں کسی سے دور کرتا ہے تو اس کے پیچھے اس کی مسلیہت چھپی ہوتی ہے اللہ انسان کو ستر ماؤ سے زیادہ محبت کرتا ہے جب ایک ماں کو اپنے بچوں کی تقدیر لکھنے کا موقع مل جائے تو وہ دنیا کی ساری خوشیاں اپنے بچوں کے قدموں میں رکھ دے تو سوچو اللہ تو پھر ستر ماؤں سے بھی زیادہ محبت کرتا ہے وہ انسان کی بھلائ کے بارے میں اسے زیادہ سوچے گا اور اس کے مانگنے سے پہلے اس کو اطا کریں گا اور اتنا عمدہ اتنا اطا کریں گا کہ صرف انسان دیکھتا رہ جائے گا بس۔۔۔بس ایک بار ہم انسان شکر ادا کرنا سیکھ جائے اور اس بات کو سمجھ جائے تو ہماری زندگی کتنی آسان ہو جائے "نمرہ نے اسے گہرائ سمجھایا تھا اپنی بات ختم کر کے اس نے ایشال کے چہرے کو دیکھا جس پر شرمندگی کے آثار نمایاں تھے اس نے جلدی سے آنسو صاف کیے

"نمرہ مجھے معاف کر دو آخر میں ایک مسلمان ہو کر اتنے بڑے کفریہ الفاظ کیسے کہہ سکتی ہوں "وہ حیرت اور شرمندگی کے ملے جلے تاثرات سے بولی

"معافی مجھ سے نہیں اللہ سے مانگو ایشال وہ ضرور معاف کریگا انسان جب جب گناہ کر کے معافی مانگتا ہے وہ تب تب معاف کرتا ہے معافی کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے ہے ہماری آخری سانس تک وہی بہت مہربان ہے اپنے بندوں پر وہ بہت رحیم و کریم ہے اسے ناامیدی مت کرو وہ دیتا ہے وہ دیگا اور وہ دیتا رہے گا "کہتے کہتے نمرہ کے آنکھوں میں نمی تیرنے لگی ایشال نے بڑھ کر اس کو گلے لگا لیا

وہ دیتا ہے!

وہ دیگا!

وہ دیتا رہے گا !

یہ لفظ کتنی ہمت دیتے ہیں ناان لفظوں میں کتنی راحت اور کتنی طاقت ہوتی ہے مایوسی جو انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتی جب انسان ہر جگہ سے مایوس ہو جاتا ہے اس کے لیے ہر دروازے بند ہو جاتے ہیں تب ایک دروازہ کھلا ہوتا ہے اس دروازے سے چمک دار آنکھیں چندیا جائے ایسی روشنی نکل رہی ہوتی ہے اور اس دروازے کے اندر سے سدائیں آرہی ہوتی ہے

ہے کوئی مانگنیں والا؟ ہر پل ہر پل خدا انتظار کرہاہوتا ہے کہ کب بندا دل سے مانگے اور کب اسے اطا کیا جائے۔جی ہاں ایسا ہے ہمارا رب اتنا کریم ہے رحمتوں کی بارش برسانے والا مایوسی کے پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دینے والا بس ایک بار۔۔ایک بار سجدے میں رو اور مانگ کر دیکھو پھر دیکھنا آواز فرش کی عرش تک جائے گی

ہم ہونگے مایوس یہ جانتے ہوئے بھی کہ اللہ ہے پھر بھی مایوس ہونگے ہر نقصان ہر ہار کے بعد مایوس ہونگے ہر دن ہر گھنٹہ ہر پل ہر لمحہ مایوس ہونگے مگر۔۔۔ہر دن ہر گھنٹہ ہر پل اور ہر لمحہ بار بار کہو کہتے رہو مایوسی کے سامنے تن کر کھڑے ہو جاؤ ہار کے سامنے تن کر کہو مضبوط لہجے میں کہو یقین سے کہو کہو کہ۔۔۔جب جب تو مجھے مایوس کریگی تب تب خدا کی رحمت مجھے امید دیں گی جب جب میں افسردہ ہو گا تب تب خدا مجھے اپنی رحمت کے سائے میں لے گا جب جب میں منہ کے بل گرونگا تب تب خدا مجھے اٹھائے گا تھامے گا کہے گا کہ یہ امتحان تھا صبر کا دامن نہ چھوڑ پھل تیار ہے

یقین کر لو کہ دنیا کی کوئی طاقت جی ہاں دنیا کی کوئی طاقت تمھیں مایوس نہیں کر سکتی جب تک تم خدا کی رحمت سے مایوس نا ہو جاؤ۔وہی دیگا وہی دیتا ہے کسی کے اندر طاقت نہیں ہمت نہیں کوئی قابل نہیں صرف اس کی ذات ہے وہ لاشریک ہے وہی مالک ہے وہی پروردیگار ہے وہ ایک نہیں دو نہیں تین بار بار دیگا ہر بار دیگا دیتا رہے گا اتنا کچھ دینے کے بعد بھی اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں آئے گی جب جب ہمارے ہاتھ دعا کے لیے مانگنے کے لیے اٹھے گے تب تب اطا کیا جائے گا تب تب جھولی بھر دی جائے گی۔ تمھاری سوچ سے بھی زیادہ ملے گا اتنا ملے گا کہ حیران رہ جاؤ گے مگر ایک بار اس ذات پر بھروسہ کر کے تو دیکھو ناامیدی اور مایوسی کے سمندر میں غوطے کھا رہے ہو باہر آؤ اس سمندر سے اور بھروسے کی کشتی پر بھیٹ جاؤ پھر دیکھو کیسے کنارے پر اتارتی ہے۔ آج ایشال سمجھ گئی تھی کہ اللہ کا فیصلہ جو ہو گا وہ عمدہ ہو گا کیوں نکہ بے شک اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے آج ایشال نے اپنے تمام جزبات ارادے خواہشات اللہ کے فیصلے کے آگے دبا دیے وہ جان گئی تھی کہ اللہ اسے بہتر دیگا جس کا اس نے تصور بھی نہیں کیا ہو گا

★★==========★★

"یہ سب کیا ہو رہا ہے؟" کمرے سے نکل کر وہ راہداری عبور کر رہی تھی جب اس کو کچھ ملازم پھولوں کے تھال لیے حمدان کے کمرے کے جانب جاتے نظر آئے تھے اس نے ارد گرد نظر دوڑائی تو سب مصروف دکھائی دے رہے تھے۔وہ جانتی تھی کہ یہ سب کیا اور

کیوں ہو رہا ہے مگر حفصہ کے کمرے میں آ کر اسے پوچھنا لازم ہو چکا تھا جب سے شفا کے منہ سے سنا تھا کہ علما کی رخصتی ہو رہی ہے اور وہ ہمیشہ کے لیے بہو بن کر حیدر ولا میں آ رہی ہے تو اس کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے تھے

"ایمان کیا ہوا؟" حفصہ جو الماریوں کے پٹ کھول کر کھڑی تھی اس کے شاک انداز سے پوچھنے پر بولی

"امی جان کیا ہو گیا ہے آپ پوچھ رہی ہے کیا ہو گیا ہے دادا جان یہ کیسے کر سکتے ہیں آپ جانتی ہیں نا ایشال باجی کی کیا حالات ہو رہی ہے بھائی نے ہمیں تین سال دھوکے میں رکھا اور اس سب کے باوجود خوشی خوشی رخصتی ہو رہی ہے؟" وہ روتے ہوئے بولی تو حفصہ نے اس کے ہاتھ پکڑ کر کہا

"بیٹا آپ کا بھائی بہت چاہتا ہے آپ کی بھابھی کو "

"نہیں ہے میری کوئی وہ بھابھی میری صرف ایشال باجی بھابھی ہے" اس نے ہاتھ چھڑا کر کہا

"اب نہیں ہے اب علما بھابھی ہے آپ کی بھابھی میری بہو اور اس سچ کو جتنا جلدی قبول کر لو اتنا اچھا ہے اس سب میں ہماری بھلائی ہے" وہ پیار سے سمجھاتی بولی تو ایمان نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا

"آپ دیکھلیے گا امی جان میں ساری عمران کو نا تو بھابھی مانوں گی اور نا ہی ان کو بھابھی والا درجہ دوں گی بری ہے وہ بہت بہت بری آپ لوگ تو ایشال باجی کا درد نظر انداز کر سکتے ہیں لیکن میں نہیں سوری" وہ آنسو پوچھتے تیزی سے باہر بھاگ گئی جبکہ حفصہ بیڈ پر بیٹھ گئی کچھ دیر پہلے حمدان کے ساتھ والی باتیں یاد آئی

عشق کا لفظ سن کر وہ حیرانگی سے حمدان کو دیکھنے لگی تھی

"کیا واقعی؟" وہ شاک کے عالم میں بولی تو حمدان بولا

" جی ماں میر۔۔ میری جان ہے وہ میرے۔۔۔۔ خالی دل کی دھڑکن ہے وہ اور اگر دل میں دھڑکنیں ہی نا ہو وہ دھڑکنیں ہر لمحہ دھڑکیں ہی نا تو انسان کیسے زندہ رہ سکتا ہے؟" اس کی بھوری آنکھوں میں کھارا پانی جمع ہونے کو آیا تھا اس کی بھاری مدہوش آواز میں نمی اتر آئی تھی اس کے ہاتھوں میں کنکپاہٹ آئی تھی اور اسی پل ایک ماں جان چکی تھی کہ اس کا بیٹا عشقِ الہٰی میں ڈوب چکا ہے

"حمدان اگر میں مان بھی جاؤں اپنے بیٹے کے خاطر تو باقی سب کا کیا؟ کوئی قبول کر پائے گا اس کو؟" حفصہ نے نا سمجھی سے پوچھا

"آپ کو اپنے بیٹے پر بھروسہ ہے؟" اس نے جلدی سے اس کے ہاتھوں کو نرمی سے دبا کر پوچھا

"بلکل" وہ مسکرائی

"تو بس حمدان علی حیدر کے لیے اتنا کافی ہے کہ اس کی ماں اس کے عشق کو سمجھ لے" وہ مسکرا کر بولا اس کی آواز میں مان تھا وہ مان جو اس کی ماں کے لیے تھا جو بلا شبہ حفصہ نے نہیں توڑا تھا

★★==========★★

اس کے آنسو اب تک خشک نا ہوئے تھے۔ وہ سامنے دیوار کو تکتی آنسو بہانے کا شغل جاری رکھنے کے موڈ میں تھی جب برابر بھیٹی ہبا سے بلا آخر اس نے پوچھ ہی لیا

"مجھے تکنا بند کرو گی تم؟" لہجہ میں اکتاہٹ تھی کیوں نکہ ہبا اس کو خاموشی سے دیکھے جا رہی تھی اس کو لباس بدلنے کی تلقین اب تک ساتوی بار ہو چکی تھی مگر مجال ہے کہ علما اپنی جگہ سے ہلی ہو بلکہ زبان پر صرف ایک جواب تھا اس کا

"میں آج ہی سارم سے آخری بول بول کر نکاح کر لو نگی" اس کے جواب پر سب کو خاموش ہونا پڑ تا کیوں نکہ وہ زد بھی کر رہی تھی اور اس کی اس زدوں کی وجہ سے اب تک کسی کے اندر ہمت نا ہوئی اسے حمدان کے بارے میں بات کرنے کی۔ البتہ ماہم سے سب کو خبر ہو گئی تھی کہ یہ سب کیوں کب اور کہاں کیسے ہوا۔ حریم کی بنائی کہانی اب تک سب کو معلوم ہو گئی تھی اور جب سے ہبا کو معلوم ہوئی تھی وہ بس حیرانگی سے آنکھیں پھاڑے علما کو تکے جا رہی تھی جواب علما کی جھاڑ سے نظریں موڑ گئی

دروازہ کھلا اور سمرہ اندر آئی۔ علما اپنی جگہ سے اٹھ کر بھیٹی اور پہلا سوال سارم کا پوچھا

"سارم کدھر ہے مجھے اسے بات کرنی ہے؟" اس کے سوال پر سمرہ کو ابھی خود جو سارم کی خبر ملی تھی وہ غصہ میں فوراً علما کو دی

"بھاگ گیا" وہ غصہ سے چبا کر بولی

"بھاگ گیا؟" علما نے نا سمجھی سے دیکھا

"جی ہاں پہلی فلایٹ سے وہ واپس چلا گیا" وہ بولتی صوفے پر آ بھیٹی جبکہ علما نے دانت پیستے اسے القبات سے نوازا تھا وہ اس نازک لمحے میں علما کو چھوڑ کر کیسے جا سکتا ہے اب اس کا نکاح کس سے ہو گا؟ پریشانی خوبصورت چہرہ پر آ چکی تھی۔ دروازہ کھلا اور آحد اقرء بیگم اور ان کے پیچھے ڈری ڈری ماہم داخل ہوئی

سمرہ اور ہبا چوکندہ ہوئے تو علما بھی اپنی جگہ سے اٹھنے لگے تبھی آحد نے اسے بھیٹے رہنے کا اشارہ کیا اور ساتھ بھیٹ گیا۔ بھائی کو دیکھ کر سارے جزبات پھر سے آگ ئے اور وہ رونا شروع ہو گئی

"ایما خاموش" آحد چاہ کر بھی اپنا لہجہ سخت نا کر سکا

"بھائی پلیز مجھے معاف کر دیں" وہ ہچکیوں سے روتی بولی

"ٹھیک ہے مگر میری بات غور سے سنو" آحد نے دل بھاری کر کے کہا تو وہ روتے روتے ایک دم خاموش ہوئی۔ بھویں تنی کچھ غلط ہونے کی گھنٹی بجی تھی

"رات تک تمھاری رخصتی ہے حمدان کے ساتھ" اس نے اطلاع دی تھی پوچھانا گیا تھا اطلاع دی گئی تھی اور یہ اطلاع سن کر علما کا حال دیکھنے والا تھا کیونکہ یہ خبر قیامت تھی

★★==========★★

ضروری تو نہیں جینے کے لئے سہارا ہو
ضروری تو نہیں ہم جن کے ہیں وہ ہمارا ہو
کچھ کشتیاں ڈوب بھی جایا کرتیں ہیں
ضروری تو نہیں ہر کشتی کا کنارہ ہو

"کیا۔۔۔ آ۔۔۔ آپ مزاق کر رہے ہیں نا؟" علما کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ اتنی بڑی بات وہ اتنی آسانی سے کہہ گیا تھا کیا معلوم وہ مزاق کر رہا ہو اس نے تصدیق کرنی چاہی سانسیں مانو اٹک اٹک کر چل رہی تھی اس کے کان صرف آحد کے منہ سے ہاں سننے کے لیے ترسنے لگے تھے سمرہ اور ہبا نے حیرت سے کھڑے ہو کر ماہم اور اقرء بیگم کو دیکھا جو سر اثبات میں ہلانے لگے یعنی واقع آج علما کی رخصتی تھی وہ بھی حمدان کے ساتھ

"میں مزاق نہیں کر رہا ایما یہ سچ ہے بلکہ یہی بتانے آیا ہوں کہ جوڑا تبدیل نا کرنا" وہ آسانی سے پھر بول گیا اور اس کے ترستے کان مایوس ہو گئے وہ کچھ دیر تک بت بنے اسے دیکھتی رہی اور وہ خاموشی سے اسے۔ وہ جانتا تھا کہ علما کا یہی ردِ عمل آنے والا ہے جو لڑکی تین سال تک نامانی وہ اب کیسے آسانی سے مان جائے گی

"ایما اگر تم چاہتی ہو کہ میں تم سے ناراض نا ہوں تو بس چھوڑ دو حمدان سے اپنی ناراضگی آخر کار وہ تمھارا شوہر ہے" اتنی آسانی سے یہ باتیں وہ شخص وہ بھائی کر رہا تھا جو علما کے پسند کا آئسکریم کا فلیور نا لونے پر آئسکریم تبدیل کروانے رات کے دو بجے چلا جاتا تھا جو اپنی بہنوں کی چھوٹی سی چھوٹی خوشی کا خیال رکھتا تھا آج یہی بھائی اسے درد دینے پر اس کی زندگی برباد کرنے پر تلا تھا یہ قدرت کا کیسا کھیل تھا؟

"ایما میں اسے خود ملا ہوں وہ اچھا ہے وہ تمھیں خوش رکھے گا" وہ پیار سے بولا آحد اپنی جگہ ٹھیک تھا ہر بھائی اپنی بہن کی خوشیوں کا سوچے گا وہ اپنی بہن کی ضد کی وجہ سے اس کا اور حمدان کا گہرہ رشتہ توڑ تو نہیں سکتا تھا وہ خاندان اچھا تھا سب سے خاص بات وہاں پر حریم تھی

"بھائی آپ میری کسی ڈرائیور سے بھی شادی کروادیں میں کرلونگی مگر۔۔۔"اس کے الفاظ گلے میں آنسوں کا پھندہ پھسانے کی وجہ سے ادھورے رہ گ ئے۔وہ بے یقینی سے آحد اور سب کو دیکھ رہی تھی سب اس پر کیسا ظلم کر رہے تھے اس نے ایسا تو نہیں سوچا تھا کہ اس وقت سب اس کے خلاف ہو جائے گے وہ چیخ چیخ کر اپنی نفرت سنانا چاہتی تھی مگر۔۔۔مگر وہ کچھ کہہ کیوں نہیں پارہی تھی؟

"ایما کیا اپنے بھائی کا مان نہیں رکھو گی؟"آحد نے کافی مان سے اسے پوچھا تھا اور اس کے اس مان نے علما کی بھائی کی محبت کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا وہ آحد کو تک رہی تھی آنسوں نے خاموشی سے رخسار پر تیرنا شروع کر دیے تھے یہ وقت بہت کٹھن تھا سب اس کے خلاف ہو چکے تھے کوئی اس کی طرف نا تھا سب اس شخص کی طرف تھے

وہ کسی بھیانک خواب کی طرح سب کو دیکھ رہی تھی وہ کس کو پکارے؟اس کی تو میم بھی اس کی میم نہیں رہی اس کا بھائی اس کی ماں اس کی بہن کوئی نہیں اس کا رہا ایسا لگ رہا تھا وہ شخص جہاں کئی بھی ہے اس کی حالت پر ہنس رہا ہے شاید وہ اسے اس مقام پر لا کر زور زور سے قہقہ لگا رہا ہے اس نے اپنا کونسا جادو دکھایا ہے؟

آحد ملسلسل اسے پوچھ رہا تھا سب اس کی اصل کیفیت سے انجان اسے ہاں کہنے پر راضی کر رہے تھے سب کہہ رہے تھے کہ وہ بھی تو اسے پسند کرتی ہے وہ خوش رہے گی اسی میں بھلائی ہے اس کا دل چاہا اپنے کان بند کر لے تا کہ کسی کی آواز نا آئے اس کا دل چاہا اپنی آنکھیں بند کر لے تا کہ بھوری آنکھوں والا شخص اس کی آنکھوں کے سامنے آکر تنزیہ مسکراتا ہوا نا دکھے

وہ کامیاب ہو گیا وہ ہار گئی

وہ کامیاب ہو گیا وہ ہار گی

★★===========★★

میری اپنی ایشال کی منگنی؟"سفیہ کا تھوڑی دیر پہلے ہائے ہائے بند ہو گیا تھا ہو تا نہیں بھی تو کیسے علی حیدر نے بات ہی ایسی کر دی تھی کہ سفیہ کے ساتھ ساتھ طارق اسمہ اور عاصم علی حیدر شاک اور ہمیدہ بیگم شاک رہ گ ئے تھے

"ابو جان آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟"عاصم علی حیدر نے حیرت سے پوچھا کسی کا تو تصور بھی نا گیا تھا طلہٰ اور ایشال کی جوڑی پر

"طلہٰ میاں پسند کرتے ہیں"علی حیدر مسکراتے ہوئے بولے تو اسمہ اور عاصم علی حیدر نے حیرت سے دیکھا

"لیکن طلہٰ نے تو ایسی کوئی بات نہیں بتائی تھی"عاصم علی حیدر کے بولنے پر علی حیدر اپنی بیٹے کی بے وقوفی پر سر پکڑ کر بھیٹ گ ئے

"برخوردار کیسے بتائے گا حمدان علی حیدر سے جو نکاح ہونے جا رہا تھا"علی حیدر نے غصہ سے کہا

"لیکن آپ کو کیسے معلوم ہوا؟"طارق نے پوچھا

"یہ بال ہم نے دھوپ میں سفید نہیں کیے ہیں"وہ مسکراتے ہوئے بولے

"آپ سب راضی ہیں؟ "

"ہمیں کوئی عتراض نہیں ہے ہمارے لیے جیسے حمدان ہے ویسے ہی طلحہ ہے" طارق نے کہا تو سفیہ نے بھی سوچتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا

"جی ابو جان ایشال بیٹی تو بہت پیاری ہے ہمارے ہاتھوں سے پلی ہے" اسمہ نے بھی کہا

"تو ٹھیک ہے آپ دونوں اپنے اپنے بچوں سے پوچھ لیں" علی حیدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو سب دھیما مسکرا دیے جبکہ ہمیدہ بیگم سوچ میں پڑ گئی وہ جو فیصلہ کرنے جا رہی تھی اسے جڑی کتنی زندگیاں بکھر جاتی؟

★★===========★★

رخصتی ہو رہی تھی اس نے نا ہی ہامی بھری تھی اور نا ہی اثبات میں سر ہلایا تھا آخر وہ کیسے مانتی تھی پھر بھی رخصتی ہو رہی تھی اس کو شاک کے عالم میں چھوڑے اس کی خاموشی کو اقرار سمجھتے ہوئے سب رخصتی کے کاموں میں مصروف ہو گئے تھے کچھ ہی دیر میں اس کی رخصتی تھی وہ سن بھیٹی تھی آنسو خشک پڑ گئے تھے اس کا دماغ معاف ہو رہا تھا۔ یہ سب کیا ہو رہا تھا؟ کیوں ہو رہا تھا؟ اس کے اندر طاقت کیوں نہیں ہو رہی تھی احتجاج کرنے کی کیا لڑکیاں اتنی بے بس ہوتی ہے کہ وہ اپنی زندگی کے فیصلے میں بھی انکار کرنے کا حق نہیں رکھتی یا کیا لڑکیاں اتنی کمزور ہوتی ہے کہ ان کے اندر اپنوں کے خلاف کھڑے ہو کر احتجان کرنے کی ہمت نہیں ہوتی

لیکن۔۔۔۔۔ لیکن علاکے معاملے میں نا ہی اس کی کمزوری تھی نا ہی بے بسی اس کی کہانی میں تو جنگ تھی اپنوں سے نہیں خود سے جنگ جب نفرت چیخ کر سامنے آتی اس کے سن بھیٹے وجود کو جھنجوڑتی اس پر چلاتی کہتی کے روک دو سب بھاگ جاؤ ختم کر دو خود کو اسی پل دل میں چھپی ہزاروں اپنوں کی محبت جاگ اٹھتی اور اس کی نفرت کو تھپک تھپک کر سلا دیتی۔۔ یہ بے بسی نہیں تھی یہ کمزوری نہیں تھی یہ طاقت تھی اپنوں کی محبت کی طاقت جس کے باعث اس کے اندر ایک فیصلہ پنپ رہا تھا۔ ہاں وہ اس کے ساتھ رخصت ہو گی۔۔ مگر اس کے ساتھ ایک نئی زندگی کے شروعات کے لیے نہیں یا پھر اس کو معاف کر کے اس کے عشق کو اپنا کر بلکل نہیں وہ اسلیے اس کے ساتھ جائے گی تا کہ وہ بدلہ لے سکے تا کہ وہ اپنے سوال پوچھ سکیں تا کہ وہ اس کو اپنے ہاتھوں سے مار ڈال سکیں ہاں اس کا دل چاہ رہا تھا وہ اپنے ہاتھوں سے اس کا اور اس کے عشق کا قتل کر دیں جس کی وجہ سے ہنستی کھیلتی علا آج اس مقام پر تھی۔ جب جب اس کا دل چاہتا کہ وہ کمزور نہیں ہے وہ اپنے حق کے لیے آواز اٹھانا جانتی ہے وہ منع کر دے اس رخصتی کے لیے تب تب بھائی کا مان سے بھرا لہجہ یاد آ جاتا وہ پھر خاموش ہو جاتی۔ بن گئی نا وہ بھی ایک مجبور لڑکی جو معاشرے میں اپنی عزت اپنوں کے مان کی وجہ سے چپ چاپ ڈولی میں بھیٹ جاتی ہیں

نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں اس کا دل روتا ہوا چیخ رہا تھا اس کے جزبات بلک رہے تھے مگر چہرے پر سنجیدگی اور ہونٹوں پر ہنوز خاموشی قایم تھی

"شور ہو کر بھی ویرانی تھی،

تکلیف بھی کچھ انجانی تھی"(زینب خان)

"ایما میری جان" کمرے کا دروازہ کھلا اور حریم داخل ہوئی نا ہی اس نے سر اٹھایا نا ہی وہ چونکی نا ہی کوئی تاثر دیا وہ بس اپنے بھاری دوپٹے کے پلو کو گھورتی رہی جس پر کام ہوا تھا اور سنیہرہ کام چمک رہا تھا

"مجھ سے ناراض ہے میری ایما" حریم اس کے سامنے بھیٹ گی اور اس کا خوبصورت چہرہ پر اس کے لال رخسار پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر نرمی سے بولی

"میں کسی سے ناراض نہیں ہوں" وہ سر اٹھا کر دھیما سا بولی۔۔۔ جھوٹ بولا تھا اس نے وہ ایک شخص سے تو ناراض تھی وہی جس شخص سے ہر وقت خفا رہتی ہے۔۔ نہیں سچ کہا تھا اس نے ناراض تو اپنوں سے ہو یا جاتا ہے وہ تو اس کو اپنا مانتی ہی نہیں پھر ناراضگی کیسی ہاں البتہ نفرت ضرور تھی جو غیروں سے بھی ہو سکتی ہے۔۔ غیروں سے انجان سے نہیں

"مجھے معاف کر دو میں نے وہی کیا جو تمھارے لیے اچھا تھا" وہ اس کی ہیزل آیز میں دیکھ کر بولی۔ لیکن وہ خاموش رہی ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اندر ہی اندر بہت بڑے فیصلے سر انجام دے رہی ہو

"ایما۔۔ اگر تمھیں نہیں کرنی تو ٹھیک ہے میں ابھی سب روک دیتی ہوں کہانی ہی ختم" اس نے سوچ لیا تھا وہ اپنی بہن کو اور مجبور نہیں کرے گی جو ہو گا دیکھا جائے گا وہ اٹھی اور دروازے طرف سب روکنے کے لیے مڑی تب علما کچھ سوچ کر تیزی سے اس کو روکنے کے لیے بھاگی

"نہیں میںم" وہ اس کے سامنے آ گئ

"ہٹو میری راستے سے ایما" وہ اپنے آنسو برداشت کرتی بولی۔ وہ علما کا سنجیدہ بجھا چہرہ نہیں دیکھ سکتی تھی بس بہت ہو گیا وہ یہ کہانی ختم کرنا چاہتی تھی وہ اس کو طلاق دلوا دے گی بس

"نہیں مجھے کرنی ہے" اس کا دروازے کی طرف بڑھتا ہاتھ رک گیا چونک کر سر اٹھایا وہ کون تھی؟ اس کی ایما؟

"ہاں مجھے اس کے ساتھ رہنا ہے مجھ۔۔ مجھے یہ رشتہ آگے بڑھانا ہے" وہ کون کہہ رہی تھی؟ حریم حیرانگی کے عروج پر اس کو تک رہی تھی جو دلھن بنی کھڑی تھی لیکن۔۔۔ لیکن صرف حریم ہی حیران ہوئی تھی اور کوئی شہہ، احساسات، شب وروز حیران نہیں ہوئے تھے کیوں نکہ اس کے لفظوں کے پیچھے چھپے جھوٹ کو صرف ایک انسان ہی دھوکہ کھا سکتا ہے

"واقعی؟"حریم کے انسو بہنا شروع ہو گ ئے تھے

علما نے سر اثبات میں ہلایا

"لیکن ابھی۔۔جو"حریم کنفیوزن سے دیکھنے لگی ہاں اسے تو احساس ہی نہیں ہوا کہ تین سال سے انکار کرتی لڑکی آج اچانک ایک ہی لمحے میں اقرار کیسے کر گئی

"میں سمجھ گئی ہوں کہ اسی میں سب کی اور میری بھلائی ہے آخر ایک موقع تو سب کو ملنا چاہیں اس رشتے کو بھی"وہ بہت سادگی سے بولی۔اور حریم خوشگوار حیرت سے اسے تکتی رہ گئی

"میری جان"وہ اس کے یک دم گلے لگی اور روئی بھی مگر۔۔مگر علما کے چہرے پر نا کوئی آنسو تھے نا کوئی غم نا کوئی خوشی نا کوئی لگن بس خالی آنکھیں ویران چہرہ جیسے بہت کچھ ہونے والا تھا بہت کچھ اسے سب بے خبر تھے

★★==========★★

حمیدہ بیگم خاموشی سے چائے کی چسکیاں بھرتے علی حیدر کو شرمندگی سے دیکھ رہی تھی آج تک ایسا نا ہوا تھا آج تک کوئی غلط فیصلہ حمیدہ بیگم نے نہیں لیا تھا مگر اس دفع پہلی بار وہ اپنے بچوں کے لیے غلط فیصلہ لینے جا رہی تھی وہ بھی سب کے منع کرنے کے باوجود وہ اپنے بچوں کی زندگی خراب کرنے جا رہی تھی اگر ایسا ہو جاتا تو وہ ساری عمر خود کو معاف نا کرتی۔انہیں حمدان کا شکر گزار ہونے کا جی چاہ رہا تھا کہ اس نے عین وقت پر آ کر سب روک دیا ورنہ ایک نہیں کئی زندگی تہس نہس ہو جاتی

"کیا ہوا بیگم صاحبہ؟"علی حیدر نے خود پر مسلسل نظر پا کر آخر کار پوچھ ہی لیا ان کا انداز حمدان جیسا تھا یا کہہ لو حمدان کا ان جیسا انداز کبھی کبھار اس کی شخصیت میں جھلکتا تھا حیدر ولا میں کوئی ایسا نا تھا جو علی حیدر پر گیا تھا یہاں تک کے ان کے خود کے بچے ان کی شبی نہیں تھی جتنا حمدان تھا

"آپ سہی تھے میں ہی غلط تھی مجھے دکھ ہے اپنے فیصلے پر لیکن میں اپنے بچوں کو خوش دیکھنا چاہتی تھی"وہ افسردگی سے بولی۔علی حیدر نے کپ میز پر رکھا اور نرمی سے انہیں سمجھانا شروع کیا

"جو ہو گیا وہ ہو گیا حمیدہ بیگم شکر کریں کے سب وقت پر پو گیا جہاں تک بات ہے آپ کے فیصلہ کی جو آپ زبردستی ہمارے منع کرنے کے باوجود کرنے پر تلی تھی وہ واقع غلط تھا"حمیدہ بیگم نے شرمندگی سے سر جھکا لیا

"حمیدہ بیگم ہم بڑے یہی غلطی کرتے ہیں اپنے بچوں کی رضامندی کو زیرِ بحث میں لائے بغیر اپنی خواہش کا نام لگا کر ان پر فیصلہ تھوپ دیتے ہیں یہ جانے بغیر کے وہ رضامند ہے یا نہیں وہ خوش ہے یا نہیں اور اگر وہ انکار کرنے کی ہمت کریں تو ہم ان کے ایسے خلاف ہو جاتے ہیں جیسے انہوں نے حکم نامان کر سر تیح گناہ سر دکر دیا ہو"حمیدہ بیگم خاموش رہی

"یہ معاملے بہت نازک ہوتے ہیں ان سے ہمارے بچوں کا مستقبل جڑا ہوتا ہے دیکھا جائے تو اس طرح کے فیصلوں کا پورا پورا حق بچوں کو ہونا چاہیں آخر ان کو پوری زندگی گزارنی ہے اور ان کا پورا حق ہے اپنی پسندیگی اور ناپسندیگی ظاہر کرنے کا اس میں کوئی برائی نہیں ہے لیکن ہم بڑے موقع ہی کہاں دیتے ہیں ان کی پسند سامنے آ بھی جائے تو کبھی خاندان سے باہر شادی نہیں ہوگی تو کبھی ذات قوم نسل کا نام دے دیتے ہیں" وہ معاشرے کی سچائی بیان کر رہے تھے آج کل یہی تو ہے معاشرہ میں ہم اکسوی صدی میں پہنچنے کے بعد بھی اس دنیا میں ہزاروں ایسے لوگ ہے جو اپنے بچوں کو ان کے اہم فیصلوں میں کچھ کہنے کا موقع فراہم نہیں کرتے اور اگر وہ غلطی سے اپنی کسی پسند کا اظہار کر دیں تو جنگ چھڑ جاتی ہے مانو۔ علی حیدر نے ہمیدہ بیگم کو سمجھایا تھا اور وہ سمجھ بھی گئ تھی

★★==========★★

وہ اسی جوڑے میں ملبوس تھی اس نے شیشہ میں ایک بار پھر سر تا پیر خود کو دیکھا وہی جوڑا جو اس کو سارم کے لیے پہنایا گیا تھا لیکن اب حمدان کے لیے پہنا ہوا تھا وہی چہرے پر سنگھار جو سارم کے لیے ہوا تھا لیکن اب حمدان کے لیے دکھ رہا تھا وہی دلھن والا روپ جو اس پر چڑھا تھا وہ سارم سے نکاح کے لیے چڑھا تھا۔ وہ اس کی زندگی میں آنے والا سب کی نظر میں پہلا جو مرد تھا مگر حقیقتاً حمدان پہلا مرد تھا پہلا جیون ساتھی پہلا انسان تھا جو اسے جڑا تھا نکاح کے ذریعے اور شاید پہلی محبت بھی تو اس کی۔۔۔۔۔ نہیں۔۔ نہیں بس وہ روک دے خود کی سوچوں کے طوفان کو وہ تھمنے دے ایسی دل و دماغ میں پنپتی باتوں کو جو اس شخص سے جا کر اسے جوڑ دیں۔ رخصتی ہونے کا وقت آیا تھا سویرا اور ماہم اس کے پیچھے کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی کب وہ خود کو دیکھنا بند کریں وہ کسی دل میں پھڑ پھڑاتے جزابات کی وجہ سے خود کا جایزہ نہیں لے رہی تھی ناہی وہ کسی خوشی کے تحت پہلی بار اپنے دلھن سے سنورے روپ کو دیکھ رہی تھی وہ تو بس۔۔۔ وہ تو بس خالی خالی نگاہوں سے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھی

"آپی؟" ماہم نے آخر کار اس کو متوجہ کر ہی لیا تھا اس نے دھیرے سے مڑ کر اس کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھا

"ایما دیر ہو رہی ہے" سویرا نے ڈر ڈر کر کہا۔ یعنی۔

یعنی وہ وقت آہ پہنچا اتنی جلدی؟ کاش یہ وقت ٹھہر جائے اور وہ یونہی ساری زندگی بتا دیں مگر یہ ناممکن تھا

وہ کمرے سے باہر نکلی تھی سب واقعی اس کی راہ دیکھ رہے تھے لیکن۔۔۔ لیکن وہاں پر وہ نہیں تھا یہ اس نے نہیں دیکھا تھا اس کی نظریں تو روایتی دلھنوں کی طرح نیچے تھے لیکن یہ منظر بتا رہا تھا کہ وہ وہاں نہیں تھا وہ اپنی دلھن کو لینے نہیں آیا تھا کیوں نہیں آیا تھا؟ یہ سوال کسی کو نا پوچھنا تھا اور خاص کر اس کو اس کو تو پوچھنا گوارہ ہی نا تھا اس کے لیے اسے اچھی بات کیا ہوگی کہ اس کی عدم موجودگی خاص کر وہاں جہاں وہ موجود نا ہو

"اقرء جی ہم نے حریم میں بھی یہی کہا تھا اور آج علما بیٹی میں بھی میں یہی کہونگی" حفصہ نے اقرء بیگم سے کہتے حریم کو دیکھا جو مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی

"ہم آپ کی بیٹی کو بہو نہیں بیٹی بنا کر لے جارہے ہیں ہم جانتے ہیں کہ ان حالات میں جیسے یہ سب ہو رہا ہے وہ قطعی ٹھیک نہیں مگر آپ بھروسہ رکھیے اب سب کچھ بہتر ہوگا" حفصہ نے کہا۔ آحد اور اقرء بیگم کو اطمینان ہوا تھا۔ علما اب سب سے مل رہی تھی

"اپنا خیال رکھنا بیٹا اور حریم ہیں نا" اقرء بیگم نے خود کے آنسو پر قابو پایا ہوا تھا آخر وہ علما کو جتنا بھی ڈانتی تھی مگر تھی تو وہ ان کی بیٹی نا اور اس کی اور ماہم کی لڑایوں کی وجہ سے گھر میں رونق رہتی تھی

"ایما میں روز فون کرونگی" ہبا نے وارنگ والے انداز میں آنسو کو برداشت کر کے کہا تھا کیوں نکہ علما اس کو فون اٹھایا ہی نہیں کرتی سمرہ اور علما مل کر ہبا کو کافی تنگ کیا کرتی تھی "اب نہیں رونا" سمرہ نے اس کو خود سے لگا کر پیار سے کہا "میں نے رونا چھوڑ دیا" وہ بہت ہی پھیکے انداز سے بولی

"اچھی بات ہے"

"آپی میں کس سے لڑونگی اب؟" ماہم کے ناچاہتے ہوئے بھی آنسو نکل چکے تھے علما نے اس کے رخسار ہر دونوں ہاتھ رکھے اور دھیمی آواز سے کہا

"میں اور میمم دونوں جارہی ہیں تم سب خیال رکھوگی مما کا خاص طور پر اب تم ہو گھر کی بڑی" بغیر کسی تاثرات کے وہ بولی تھی آنکھوں میں پانی بھی نہیں تھا شاید وہ رو رو کر تھک چکی تھی۔ ماہم نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا اور اس کے گلے لگ گئ۔ اب وہ آحد کے پاس آئ

"اپنا خیال رکھنا" آحد نے صرف اتنا کہا اور اس کو اپنے سے لگا لیا وہ بھی خاموشی سے لگ گئ اس کو کسی سے شکوے شکایت نا تھی سوائے ایک شخص کے۔ کچھ ہی دیر میں وہ سب سے مل کر گاڑی میں بھیٹ کر حیدر ولا نکل چکی تھے جبکہ سب حیرنگی سے کھڑے تھے

"مما یہ کیا ہو گیا ہم تو میمم کو رخصت کرنے آئے تھے یہ آپی ساتھ ہو گئ" ماہم نے رونا شروع کر دیا تھا اصل میں سب اسلیے اب تک خود کو قابو کیے ہوئے تھے کہ آحد کا سخت حکم تھا کہ کوئ اس کو رو کر رخصت نہیں کے گا جبھی سب نے جلد سے جلد مسکراہٹ کے ساتھ فی امان اللہ کہا تھا مگر علما کے جاتے ہی سب رونے لگے تھے

"بس ماہی" سمرہ نے ماہم کو اپنے سے لگا لیا تھا

"مماہماری آج دیر رات کی واپسی کی فلایٹ ہے" آحد نے ایک بار پھر سب کو باور کروایا تھا سب نے اثبات میں سر ہلایا اور واپسی کی تیاری کرنے لگے آحد ابھی تک سنجیدہ تھا وہ رویا نہیں تھا بھٹک بھٹک کر سمرہ کی نظریں آحد پر جا رہی تھی جو خود کو اپنی بہن اور ماں کے لیے قابو کیا ہوا تھا

"چلیں جی عرجہ بیگم سفر ختم" سویرا نے ننھے شان کو ارم بھابھی کی گود میں واپس دیتے کہا "بس ایک ہی دعا ہے اب ایما ہمیشہ خوش رہے" دانیہ نے کہا

"اور سب کچھ جلد ہی ٹھیک ہو جائے" زینیہ نے کہا

"فکر نا کرو تم لوگ واپسی کی تیاری کرو" منیب نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلایا اور واپسی کی تیاری میں لگ گئے

★★==========★★

وہ جلتا کڑھتا اپنے کولاپوری جوتے کی نوک کو دیکھے جا رہا تھا جبکہ حسیب کافی مشکل سے اپنے قہقہ دبائے ہوئے تھا وہ بار بار اپنی ہنسی کے فوارے کو روکنے کی کوشش کرتا لیکن ہر بار نظر حمدان کے غصہ سے جلتے بھنتے چہرہ پر چلی جاتی اور یہ۔۔۔قہقہ چھوٹا "ہاہاہاہا" حسیب نے اپنا ہنسی کا فوارا نکالا اور زور زور سے ہنسنے لگا جبکہ حمدان نے جھٹکے سے سر اٹھایا اور ہنسی سے لوٹ پوٹ حسیب کو دیکھ کر اس کا پارہ ہائی ہو گیا

"بہت ہنسی آ رہی ہے تجھے" وہ دبے دبے غصہ سے غرایا۔حسیب نے بمشکل اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہنسی دبائی "یا۔۔۔یا۔۔۔ میں کیا کروں تیر۔۔تیری شکل ہاہاہاہاہاہاہاہاہاہاہا" وہ پھر سے قہقہ لگانے لگا آج اتنے دنوں بعد وہ کھل کر ہنسا تھا ورنہ اتنی ٹینشن میں تو مسکراہٹ بھی نصیب نا ہو رہی تھی

"حسیب خاموش ہو جا" حمدان کا انداز وارنگ والا تھا "اچھا اوکے" حسیب نے بمشکل ہنسی پر قابو پالیا تھا اور منہ پر انگلی رکھ کر خاموش ہو گیا

"ویسے تیرے ساتھ اچھا نہیں ہوا" اس کی زبان کو پھر کھجلی ہوئی۔حمدان نے تپ کر اس کو دیکھا

"مم۔۔میرا مطلب تجھے اجازت ہی نا دی گئی بھابھی کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر حیدر ولا میں داخل ہونے کی" وہ جلدی سے بولا جی ہاں دراصل یہی بات تھی جس پر حمدان اچھا خاصی تندور کی روٹی کی طرح جل بھن گیا تھا ایک تو اتنی بڑی خوشی اپنے عشق کو حاصل کرنے کی اس کے اپر ہی پابندی یہ بیچارے عاشق کے ساتھ کہاں کا انصاف تھا؟

"حسیب میں ت۔۔۔۔" حمدان اپنی بات پوری کرتا کے علی حیدر داخل ہوئے حسیب جلدی سے کھڑا ہوا حمدان بھی کھڑا ہو گیا جب تک علی حیدر تحمل سے بھیٹنا گئے علی حیدر کے اشارے پر وہ دونوں بھیٹے

"حمدان بیٹا ویسے تو مجھے تم سے اکیلے میں بات کرنی تھی" اور یہ حسیب کا منہ لٹک گیا" مگر اگر حسیب میاں بھی ہے تو کوئی اعتراض نہیں" اس نے علی حیدر کی بات پر لٹکا منہ سیدھا کیا

"آخر اس نے بھی تمھارے کارناموں پر پردہ ڈالا تھا" علی حیدر کی تنزیہ بات پر جہاں حمدان نے حسیب کو شرمندگی سے دیکھا وہی حسیب نے دانت پیستے حمدان کو گھورا تھا

"جی دادا جان؟" تھوڑی دیر علی حیدر کے گھورنے پر جب حسیب نے حمدان کے گھورا تو وہ یک دم بولا آخر اتنی دیر سے علی حیدر کا گھورنا حسیب بیچارے بھولے بھالے کو ان کمفرٹیبل کر سکتا تھا

"بیٹا علما بہو کچھ ہی دیر میں حیدر ولا آ رہی ہے اس گھر کی بہو بن کر" علما کے نام سے جہاں حمدان نے نظریں جھکالی تھی وہی حسیب سنجیدہ ہو گیا تھا آخر کار ہمارے حمدان صاحب کے لیے کافی نازق معاملا تھا عشق کا جو تھا

"جن حالات میں اس کی تمھارے ساتھ رخصتی ہوئی ہے اس میں اتنی جلدی اس گھر سے اس گھر کے افراد سے گھل مل جانا آسان نہیں ہو گا" وہ خاموش رہا

"اور شاید برخوردار وہ تم سے بھی خفا ہو" وہ خفگی سے بولے جیسے کہہ رہے ہو زیادہ دیر خفا نا رہنے دینا ہماری بہو کو حسیب نے ان کا انداز سمجھ کر بڑبڑاہٹ کی تھی" آج کی رات تو آپ کا پوتا ایسا منائے گا۔۔۔" اس کی بڑبڑاہٹ حمدان کے کانوں میں پہنچ چکی تھی جبھی اس نے سر اٹھا کر حسیب کو گھورا تھا" توبہ کتنے بڑے کان ہے" حسیب حیران رہ گیا تھا۔ کمرے میں خاموشی تھی اسلیے کچھ بھن بھن کی آواز تو علی حیدر کے کانوں بھی گئ تھی مگر حمدان نے تو صاف لفظوں میں سنا تھا تو وہ کیسے نہیں گھورتا

"برخوردار ہماری بہو کو کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیں ایک بار بھی اگر کوئی شکایت معلوم ہوئی تو انجام سے ڈرو" وہ دوبارہ سختی سے بولے تھے" ہماری بہو واہ دادا جان" حسیب نے پھر سے بڑبڑاہٹ کی تھی مگر شکر اس بار لمبے کان میرا مطلب حمدان نے نہیں سنا تھا حسیب نے دل ہی دل میں شکر کیا تھا۔ علی حیدر کی بات سن کر حمدان نے اپنی قاتلنہ مسکراہٹ دبائی تھی شکایت واہ اگر دادا جان کی وارنگ غلطی سے بھی علما کو بھنک لگ گئ تو وہ حمدان کی شکایتوں کا بھنڈار لگا دیگی وہ تو کہتے کہتے نہیں تھکے گی البتہ دادا جان ضرور سنتے سنتے عاجز آ جائے گے

"ہم تم سے مخاطب ہے" حمدان کو سر ہلا کر خود کی سوچ میں غرق دیکھ وہ بولے تو وہ چونکا" دادا جان سمجھا کریں خیالوں میں گم ہے کسی کے" حسیب پھر بڑبڑایا مگر تھوڑی اونچی آواز میں تا کہ حمدان سن لے اور اس نے سن بھی لی اس کو گھورتے ہوئے پھر دیکھا" صبر کر جاؤ بیٹے تھوڑی دیر میں ہو جائے گا دیدار پھر کرتے رہنا فرصت سے رومینس۔۔۔ اوپس میرا مطلب دیدار" بیچارے دادا جان کی اونچا سننے کی بیماری کا اس وقت حسیب خوب فایدہ اٹھا رہا تھا

"میں بہرہ ہوں اندھا نہیں" علی حیدر نے اونچی آواز میں دونوں کو متوجہ کیا جو ایک دوسرے کی جانب دیکھے حمدان اس کو ابھی القبات سے نوازنے والا تھا مگر یہ کیا دادا جان۔۔۔غلط وقت پر آپ بول اٹھے

"حمدان علی حیدر میں نے جو کہا اس کا مطلب سمجھ آیا" انہوں نے سنجیدگی سے پوچھا

"جی دادا جان آپ بھروسہ رکھیے وہ اب میری ہے اور میں جانتا ہوں اپنوں کا خیال کیسے رکھا جاتا یے" اس نے سادگی سے کہا تو حسیب نہال ہونے پر آیا جبکہ اس کے جواب پر علی حیدر اطمینان سے مسکرائے کالی شلوار کمیز پر لال واسکٹ پہنے بالوں کو بنائے ہوئے پیروں میں کولا پوری چپل پہنے وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہا تھا سنجیدہ وجیہہ چہرے پر دھیمی سے مسکراہٹ تھی میری ہے اپنی ہے یہ دو لفظ سے بھی بڑھ کر تھی وہ اب وہ کیسے سمجھاتا علی حیدر کو کہ وہ حمدان علی حیدر کا واحد عشق ہے اور حمدان علی حیدر اپنے عشق پر ہر پل جاں نثار ہوتا ہے اس کی چلتی سانسوں کا سبب ہی وہ عشق ہے جس سے آج ملن ہونے جا رہا تھا

★★==========★★

اسے حزیرہ ابھی کمرے میں چھوڑ کر گئی تھی کچھ دیر پہلے ہی وہ حیدر ولا میں داخل ہوئی تھی کس کی حیثیت سے حمدان علی حیدر کی شریکِ حیات کی حیثیت سے دلھن بن کر وہ حیدر ولا میں داخل ہوئی تھی اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا مگر ہر لڑکی کی طرح نہیں جس کی کیفیت اپنے زندگی کے اہم رات اہم موقع پر ہوتی ہے بلکہ کسی عجیب کیفیت سے تین سال سے جس شخص سے وہ نفرت کرتی آئی تھی آج تین سال بعد وہ اسی کے کمرے میں کھڑی ہے۔اس نے پہلی بار اس وسیع کمرے پر بھرپور نظر ڈالی تھی اس کی توجہ گول بیڈ کے اپر بڑی تصویر پر گئی تھی جس سے پوری دیوار کو چھپا دیا تھا اور اس تصویر میں اور کوئی نہیں وہ تھا۔۔۔وہ شخص اس کے سکون کے غارت کی وجہ اس کی خوشیوں کا برابادی کا سبب وہ شخص جسے وہ پوری دنیا میں سب سے زیادہ نفرت کرتی ہے

ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے دوسرا ہاتھ موبایل کان سے لگائے آنکھوں پر کالا سیاہ چشمہ لگائے وہ کسی سے بات کرنے میں مصروف تھا اور مسکراہٹ تھی چہرے پر وہ مسکراہٹ جو سب کو قایل کرنے کا ہنر جانتی ہے صرف اس لڑکی کو چھوڑ کر اس نے اس کی تصویر سے اپنی نظریں ہٹائی تھی جو بہت آسان تھا اتنا آسان جتنا اس شخص کا اس لڑکی کے چہرے سے نظر ہٹانا مشکل ہوتا تھا بس فرق کیا تھا؟اس کے لیے حد سے زیادہ مشکل تھا اور اس کے لیے حد سے زیادہ آسان گول بیڈ پورا گلاب کی پتیوں سے سجا تھا اس کے اعتراف میں گلاب کی تازی پتیاں ہی پتیاں تھی بہت تیز خوشبو آ رہی تھی کیوں نہ پورا کمرہ گلاب کی تازہ پتیوں سے بھرا تھا۔کس قدر خوبصورت سجاوٹ تھی علما نے حیرت سے کمرے کا جایزہ لیا

سایڈ کی چھوٹی میزوں پر جہاں دو بڑے بڑے لیمپ تھے وہ بند تھے کمرے میں نیم اندھیرا تھا روشنی صرف موم بتیوں سے تھی جو گلاب کی پھول کی پتیوں کی طرح ہر جگہ تھی اور جل رہی تھی

وہ چلتے ہوئے گول بیڈ کے قریب آئی گول بیڈ کے دائے جانب پر فلور پر گلاب کی پتیوں سے کافی بڑا دل بنا تھا جس کے پورے شیپ پر چھوٹی چھوٹی موم بتیاں لگائی گئی تھی جو بے حد حسین لگ رہا تھا۔ اس نے دائے طرف دیکھا تو وہاں صوفہ رکھا تھا جس پر گلدستے سجے تھے اور آگے ایک چھوٹی سی میز تھی جس پر صرف اور صرف چھوٹی چھوٹی خوبصورت موم بتیاں تھی پورا کمرہ موم بتیوں سے روشن تھا۔ کمرے کی دیوار پر پھولوں کی لڑیاں لگی تھی ہر طرف سے محبت ٹپک رہی تھی پورا کمرہ گلاب کی سنگھد سے مہک رہا تھا اس کمرے کا ایسا ماحول تھا جو بندے میں نا چاہتے ہوئے بھی زدی جزبات جگا دے علما نے بھویں جوڑ کر کمرے کا دوبارہ جایزہ لیا تھا اس کی آنکھوں میں غصہ نے جگہ لے لی تھی

"یعنی وہ شخص آج کی رات یادگار بنانے کے ارادے میں ہے؟" گلاب کی لال تازہ پتیوں نے دلھن کا استقبال تو زور و شور سے کیا تھا اب حمدان علی حیدر کا انتظار کیا جا رہا تھا موم بتیوں کی پھڑکتی آگ زارو شور سے پھڑکنے لگی تھی کیوں نکہ دلھن نے آج رات کی دلھن نے ملن کی رات کی دلھن نے حمدان علی حیدر کی دلھن نے جھٹکے سے وسیع کھڑکی کھولی تھی جس پر کھڑے ہو کر اس کا عاشق ہر پل چاند کے دیدار کرتے اس کے دیدار کا منتظر رہتا تھا۔ کمرے کی ساری چھوٹی چھوٹی موم بتیاں بجھ گئی تھی ہوا کا آج زور ہی ایسا تھا یعنی ملن کی رات کی دلھن جس کا استقبال پھولوں کی پتیوں نے جوش سے کیا تھا موم بتیاں جو اس کی آمد پر روشنی کا گھوارا بنی تھی ان کی زندگی ختم ہو چکی تھی اور ان کو مارنے کی وجہ انہی کی ملن کی رات کی دلھن تھی جس نے بری طرح کھڑکیاں کھول کر مانو اپنا غصہ نکالا تھا اور جیسے اس کے دل میں ویرانی اندھیرا چھا گیا تھا وہ کمرے میں بھی کرنا چاہ رہی تھی وہ کیوں اتنی بد ضن تھی؟ کم از کم ان پیاری سجاوٹ پر تو رحم کھاتی

★★==========★★

وہ لباس تبدیل کر کے باتھ روم سے باہر نکلی تھی اور شیشہ کے سامنے آ کر بالوں کو کنگا کرتی آج اتنا کچھ ہونے والی چیزوں کے بارے میں سوچ رہی تھی کس کو معلوم تھا کہ آج علما کی حمدان کے ساتھ رخصتی ہو جائے گی اسے اب تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ علما اس وقت اس کے ساتھ حیدر ولا میں موجود ہے اس کی دیورانی بن کر پہلی مزاق مزاق میں وہ دونوں کہا کرتی تھی کہ وہ ایک ہی گھر میں شادی ہو کر جائے گی اور علما اور ماہم تو کہا کرتی تھی کہ وہ حریم کے جہیز کے ساتھ چلی جائے گی مگر اپنی میم کو نا چھوڑے گی

اور دیکھو آج ان کی باتیں سچ ہو گئی کبھی کبھار زندگی میں ہم کتنا کچھ مزاق میں کہہ جاتے ہیں کچھ ایسی باتیں کر جاتے ہیں کہ بعد میں ہم خود بھول جاتے ہے مگر انہی باتوں پر کبھی کبھار مہر لگ جاتی ہے اور مستقبل میں وہ باتیں رنگ لے آتی ہے۔ حریم مسکرانے لگی کتنا کچھ ہوا کتنا رونا دھونا مگر آخر کار تین سال کے اس طویل انتظار کے بعد حمدان کو اس کا عشق مل گیا

اچانک فون کی بجتی آواز نے اس کو اپنی سوچوں نے نکالا اور سر جھٹک کر فون پر دھیان دینے پر مجبور کیا۔اس نے فون اٹھا کر دیکھا تو آحد کی کال آرہی تھی حریم نے مسکرا کر فون کان سے لگایا

"ہیلو ایما کیسی ہے ؟"پہلا سوال ہی علما کا کیا گیا حریم کی مسکراہٹ گہری ہوگئ ظاہر میں وہ جتنا بھی لاپروہ بن جائے لیکن اس کی بھی جان علما میں تھی

" بلکل ٹھیک ہے بھائی اپنے کمرے میں ہے "حریم نے بتایا

"حریم جو حالات ابھی چل رہے ہے سب سے زیادہ اس کو تمھاری ضرورت ہوگی "حریم خاموشی سے سنتی رہی اس کی آواز میں پریشانی تھی فکر مندی تھی

"میں یہ نہیں کہونگا کہ اس کا خیال رکھنا کیوں نکہ میں جانتا ہوں تم اس کا خیال رکھو گی مگر پھر بھی اس کے ساتھ رہنا وہ اکیلی نا پڑ جائے "

"بھائی اب ہماری ایما بڑی ہوگئ ہے اسے کسی کے سہارے کی ضرورت نہیں وہ اس قابل ہوچکی ہے کہ خود کا خیال رکھ سکے اور اسے بھی بڑی بات اب اس کے ساتھ حمدان ہے اور آپ جانتے ہیں حمدان کے ہوتے ہوئے ایما کبھی اکیلی نہیں ہوسکتی وہ خود کا خیال رکھنا بھول جائے گا مگر ایما کو وہ اپنی ہتھیلی کا چھالہ بنا کر رکھے گا "حریم نے آحد کی فکر مند آواز سن کر اس کو تفصیل سے سمجھایا تاکہ وہ علما کے لیے فکر مند ہونا چھوڑ دے اور سکون کی سانس لے اسے اندازہ تھا کہ اب تک سب وہاں کتنے پریشان ہونگے

"اچھا بھائی میں رکھتی ہوں صبح ایما کی بات کروادونگی آپ واپس پہنچ کر ٹیکسٹ کردیگا" دیگر باتیں کرکے اس نے خدا حافظ کہا اور فون رکھ دیا اتنے میں اریب بھی آگیا

"آپ سوئی نہیں ؟"اریب نے اسے جاگتے دیکھتے پوچھا تو وہ نفی میں سر ہلانے لگی

"بس سونے جارہی تھی بھائی سے بات کر رہی تھی سب کافی فکر مند ہیں "

"حریم آپ بھی بے فکر ہوجائے اور سب کو کہہ دیں میں اپنے بھائی کو جانتا ہوں وہ علما کا پورا خیال رکھے گا اور ہم سب ہیں نا یہاں پر بے فکر ہوجائے بہت جلد وہ ایڈجسٹ ہوجائے گی "اریب نے اس کے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھ کر کہا تو وہ مسکرا کر اثبات میں سر ہلانے لگی

★★==========★★

پورا حیدر ولا سونا پڑا تھا سب اپنے اپنے کمروں میں جاکر آرام کرنے لگے تھے پچھلے دنوں سے کافی بھاگ دوڑ ہوئی تھی پہلے اریب کی شادی کی تیاریاں پھر حمدان اور ایشال کی سب مصروف تھے اب جاکر اتنی پریشانیوں کے بعد سب کچھ ٹھیک ہوا تھا

ایشال کھلی فضا کے لیے ٹیرس پر آ گئی تھی کچھ دیر پہلے جو اس نے اپنی ماں سے سنا تھا اس کے لیے وہ اب تک ڈسٹرب تھی جبھی ہلکا پھلکا ہو کر ٹھنڈی ٹھنڈی ہوایں اپنے اندر جزب کرنے لگی تھی گرمی کا زور ٹوٹ چکا تھا اور آج ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے ساتھ بارش کے امکان بھی صاف نظر آ رہے تھے جو مکمل طور پر گرمی کو الوداع کہنے آ رہی تھی اور سردی کا استقبال ہونے والا تھا

ایشال سن کھڑی آسمان کو دیکھ رہی تھی جہاں کالے بادلوں کا پہرا لگنے لگا تھا مگر آدھی رات ہونے کے باعث کالے بادل واضح نا تھے

کسی نے پیچھے سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا اس نے چونک کر سر موڑا تھا تو طلحہ کو کھڑا پایا

طلحہ کو دیکھتے ہی وہ گھبرا گئی ابھی کچھ دیر پہلے ہی اس نے سفیہ سے سنا تھا کہ علی حیدر طلحہ سے اس کی شادی کا کہہ رہے ہے کیا وہ راضی ہے تو وہ حیران رہ گی اس نے سفیہ کو کوئی جواب نہیں دیا اتنا بڑا احادثہ اس کے ساتھ ہوا تھا سجی سجائی دلھن ایسی ہی گھر واپس آئی تھی وہ اب تک حمدان سے نکلی نا تھی وہ کیسے طلحہ یا کسی اور کے بارے میں سوچ سکتی تھی اسے تو حیرانگی تھی کہ سب کو کیا ہو گیا

"ایشال کیا میں تم سے کچھ بات کر سکتا ہوں؟" طلحہ نے اس کی گھبراہٹ کو نظر انداز کر کے پوچھا تو وہ مزید گھبرا گئی "ج۔۔جی "

"میں جانتا ہوں داداجان نے ہمارے رشتے کی بات بہت زیادہ جلدی کی ہے ابھی تک تو تمھارے دکھ کی رات بھی نہیں گزری ہے تم ایک صدمے سے باہر نہیں آئی اور تمھیں دوسرا صدمہ دے دیا گیا ہے" طلحہ خاموش ہوا اور ایشال کو دیکھا جو چپ چاپ اس کی بات سن رہی تھی

"میں نہیں جانتا کہ تم ہاں کہو گی یا نا مگر میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ میں تمھیں پسند کرتا تھا کرتا ہوں اور کرتا ہو نگا" وہ دوبارہ خاموش ہوا اس بار ایشال نے جھٹکے سے سر اٹھا کر حیرت سے اسے دیکھا وہ کتنی آسانی سے کہہ گیا تھا وہ بھی اس لڑکی کو جو کچھ دیر پہلے کسی اور کی دلھن بننے والی تھی کیا اس کی زندگی کے ساتھ مزاق ہو رہا تھا کہ جو بھی آئے اسے ریجیکٹ کر جائے اور جو بھی آئے اسے سلیکٹ کر جائے؟

"تمھارہ جو فیصلہ ہو گا وہ مجھے خوشی خوشی منظور ہو گا تم بے فکر رہو تم پر کوئی زبردستی نہیں ہو گی" وہ مسکرا کر بولا۔ ایشال ایک پل کے لیے بلکل خالی سی ہو گئی ہلکی سی جس کے پاس کوئی جزبات نا ہو

"مجھے تمھارے فیصلہ کا انتظار رہے گا" وہ کہہ کر پلٹنے لگا تبھی ایشال پکاری

"طلحہ؟" وہ پلٹا

"تم ایسی لڑکی کو پسند کرتے ہو اس کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتے ہو جس کے دل میں کسی اور کی چاہت رہی تھی جو کسی اور کی ہونے جا رہی تھی" اس نے حیرت سے پوچھا ہاں یہ سہی تھا نمرہ کی باتوں سے ایشال میں کافی بدلاؤ آیا تھا وہ حمدان کو آہستہ آہستہ ہی سہی

Urdu Novels Ghar

بلھانے کی کوشش میں تھی اسے امید تھی کہ وہ بہت جلد حمدان کے شکنجے سے باہر آجائے گی مگر۔۔۔وقت لگتا تھا ایک رات میں زندگی بھر کے ساتھ کے خواب بھولے تھوڑی جاتے ہیں

"ایشال مجھے پورا بھروسہ ہے تم ضرور کسی اور کو دل سے اپناؤ گی تو کیوں ناوہ کسی اور میں ہی بن جاؤں" وہ دوبارہ مسکرا کر بولا اس کی بات پر ایشال کی بھی مسکراہٹ ابھری تھی

"کافی رات ہو گئی ہے سو جاؤ شبہ خیر" وہ کہتا چلا گیا ایشال خاموشی سے اپنے کمرے میں چلی گئی نا جانے دل ہلکا سا لگ رہا تھا اللہ پر یقین جو تھا کہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا اور شاید سب کچھ ٹھیک ہو رہا تھا

★★==========★★

محفلِ انجم سجائی گئی ہے،

یہ رات بلائی گئی ہے،

جدا نہیں ہو سکتے اب دو دل،

یہ بات اب بتائی گئی ہے،

آج کی رات ہونے ہے کچھ مکالمے،

کچھ شکوے کچھ شکایتے کچھ فسانے،

چلو اس رات کو شروع کریں،

ہم اس کو روبھرو کریں،

چاند اب نکل چکا ہے،

وقت اب پھسل چکا ہے،

ریت کی مانند اس گزرتے لمحے کو نہ کرے گے ضایع،

دیدار میں مہو ہو جائے گے کیوں نکہ عشق ہے ہم سایا(زینب خان)

چاند چمکتے ہوئے کالے آسمان میں تشریف لا چکا تھا بادلوں کے اوٹ چھپنے کا آج من نہیں تھا بلکہ اپنی خوبصورتی کو نلام کرنے کی چاہ تھی ستاروں کے ساتھ گیت گانے کی التجا تھی۔آج کی رات محبت کی بوندوں نے آنے سے انکار کر دیا تھا اور پلٹ گئ تھی جبھی جو کالے بادل بارش کا امکان دے رہے تھے اب گھٹنے لگے تھے اب کھلی فضا کھلے آسمان میں ستارے اور چاند تھارات کی بارش صبح کا آنے

کا کہہ کر الٹے پاؤں چلی گئ تھی نا جانے آج وہ برسی کیوں نہیں تھی اسی موقع کا فایدہ اٹھا کر چاند ڈھیر سارے ستاروں کے ساتھ کھڑکی پر کھولی لڑکی کو اپنا دیدار کروا رہا تھا

وہ اپنی ہیزل آیز سے چاند اور ستاروں کی محفل کو تک رہی تھی نا جانے آج رات اتنی خوبصورت کیوں تھی جبکہ آج تو اس کی زندگی کا سب سے برا دن تھا پھر بھی موسم کھل اٹھا تھا تارے تو ایسے جگمگ کر رہے تھے جیسے وہ واقف ہو کہ عشق عاشق کو مل چکا چاند بھی کبھی پورا سامنے آتا تو کبھی بادلوں کی اوٹ میں شرما کر چھپ جاتا یہ کیسا کھیل کھیل رہا تھا وہ؟ ٹھنڈی ٹھار ہوایں اس کے وجود سے ٹکرا رہی تھی مگر یہی ہوایں اس کو سکون دینے کے بجائے چب رہی تھی

کمرے کے باہر کھڑے وہ پہلی بار اپنی خواب گاہ میں آنے کے لیے گھبرا رہا تھا دل کی دھڑکنیں بے قابو ہو رہی تھی بے لگام جیسے کوئ پروہ نہیں ارے زرہ ٹھر جاؤ مگر نہیں آج تو مانو سارے احساسات نے رخ پھیر لیا تھا قابو میں آنے کی تو دور کی بات تھی سب سے بڑھ کر خوف اس کو اپنے زدی جزباتوں کا تھا جو سر چڑھ کر بول رہے تھے۔ اس نے گہری سانس بھر کر دروازے کا ہینڈل گھمایا اور اندر داخل ہوا

چ۔۔۔ چرررر دروازے کی چیختی آواز نے خاموش کمرے کو مخل کر دیا تھا۔ حمدان کا استقبال اندھیرے سے ہوا تھا مگر کمرہ ہر گز پورا اندھیرے میں ڈوبنے سے قاصر تھا کیوں نکہ چاند کی روشنی جو کمرے کی سجاوٹ کو واضح کر رہی تھی اور بڑے بڑے کینڈل جو کل چار لگے تھے وہ روشنی بخش رہے تھے کیوں نکی باقی چھوٹی چھوٹی موم بتیاں لگی تھی جن کی زندگی اب نہیں رہی تھی وہ بجھ گئ تھی۔ حمدان نے حیرت سے کمرے کا جایزہ لیا پورا کمرا آج کی خاص رات کے لیے سجایا گیا تھا اسے تو معلوم ہی نہیں تھا

لال گلاب کی پتیاں، لڑیاں۔ اور گلدستوں نے جن میں سے محبت ٹپک رہی تھی انہوں نے اس کا زور و شور سے اسقبال کیا پورے کمرے کی مہک نے اس کو آنکھیں بند کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ کیا ماحول تھا کمرے کا اچھے سے اچھے کو بے قابو ہونے پر مجبور کر دے آج ملن کی رات میں اس کی خواب گاہ کا ماحول ملن کروانے پر تلا تھا

اس نے جھٹکے سے آنکھیں کھولی اور اس کو ڈھونڈا کس کو؟ ارے عشق کو اور کس کو آخر حمدان علی حیدر عشق کے علاوہ بھی کسی کو کھوجنے کی نافرمانی کر سکتا ہے ورنہ وہ اپنے عشق کی عدالت میں سرخرو نا ہو جائے۔ نظروں نے پورے کمرے کا رخ کیا تھا کہ بڑی وسیع کھڑکی جو حمدان کی اپنے خواب گاہ کی پسندیدہ جگہ تھی وہ وہاں پر کھڑی چاند کو تک رہی تھی۔ اس کی پشت حمدان کی جانب تھی اس کے قدم مترتج اس کی طرف بڑھنے لگے جو اپنی دھن میں غرق تھی وہ نا تو چونکی تھی اور نا ہی اس کی دل کی دھڑکنوں نے کوئ ردِعمل دکھایا تھا حمدان جانتا تھا کہ وہ روایتی دلھنوں کی طرح بیڈ پر گھونگھٹ ڈال کر اس کا انتظار نہیں کرنے والی مگر اس نے یہ تمنا

رکھی بھی نہیں تھی وہ یہاں رات کے آدھے پہر اس کے کمرے میں موجود تھی اس کے لیے یہی سب کچھ تھا یہی رات کے پہر وہ سگریٹ سلگتے اس کی یاد میں غرق رہتا تھا اسی جگہ کھڑے ہو کر جہاں وہ کھڑی ہے

وہ آہستہ قدم اٹھاتے اس کے قریب پہنچ چکا تھا اس نے اس کا چہرہ دیکھا وہ دلکش مسکراہٹ کے ساتھ اس کا چہرہ ایسے دیکھ رہا تھا جیسے ایک ایک نقش یاد کر رہا ہو۔۔۔۔ لیکن وہ بھولا کب تھا؟ کیا پتا پڑھ رہا ہو؟

اس کا سفید رنگ گلابی گال ٹماٹر جیسے۔۔۔ جیسے کسی نے ٹماٹر کو نچوڑ کر اس کا رس اس کے رخسار پر ڈال دیا ہو اس کی تھکی آنکھیں اور اس کی ہیزل آیز جن پر گہرہ میک اپ ہوا تھا وہ سموکی آیز بنی تھی اس کی پتلی کھڑی ناک جس میں ہمیشہ کی طرح سلور بالی تھی اس کی ناک ایسے تھی جیسے مغرور ہو خود غرض ہو اس کے عنابی گلابی ملایم ہونٹ اور اس کے نیچے چھپا حمدان کا پسندیدہ تل اف۔۔۔ اس کا پسندیدہ تل جو آج بھی اس کے ساتھ آنکھ مچولی کھیل رہا تھا۔ وہ بڑی فرصت سے اس کے نین نقش کا جایزہ لے رہا تھا محو ہو کر بنا پلک چھپکائے ہمیشہ کی طرح جیسے آج آخری رات ہو اور یہ رات نا ختم والی ہو صبح کا سورج اس کے ساتھ ہمدردی دکھائے اور نا آئے اس کے پاس وقت ہی وقت ہو اور پوری رات گزر جائے اور وہ اس کا دیدار کرتا رہ جائے۔۔۔۔ ہائے عاشق کی چھوٹی سی خواہش عشق نے اس کی موجودگی کے احساس سے چہرہ موڑ کر اس کو دیکھا یک دم دونوں کی نظروں کا میلاپ ہوا بھوری آنکھیں ہیزل آیز کے سامنے تھی دونوں صرف ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے

ہائے۔۔۔۔ کوئی تو احساس کرے اتنا بڑا ظلم،

ہائے کوئی تو روک لے اس نینوں کے ظلم سے،

ہائے کوئی تو ہمدرد دل کو سینے سے باہر آنے سے پہلے ان صاحبہ کی نظروں کا رخ موڑ لے

عاشق کی دھڑکنیں دہائی دے رہی تھی اسے مزے سے پکار رہی تھی جیسے کوئی شاعری کی محفل جمی ہو اور کوئی شاعر زور زور سے اپنے عشق کے دیدار میں ہونے والے نقصانات بتلا رہا ہو

"جان لینے کا ارادہ ہے؟" شاعر خاموش ہوا اور حمدان نے آنکھوں میں شرارت لیے پوچھا۔ وہ ہنسا اور اس کے کنچے جیسے دانت واضح ہوا وہ ہنسا تو اس کی آنکھیں چندیا گئی اور نظروں سے نیچے کا رخ کر لیا مگر۔۔۔ مگر زیادہ دیر یہ نظریں جھکی نا جھکی رہتی بھی تو کیسے؟ سامنے وہ کھڑی تھی

اس کے شرارت سے پوچھنے پر علما اس کو خالی خالی نظروں سے گھورتی ہی رہی جب وہ جی بھر کر مسکرالیا تو دوبارہ اس کی نظروں میں جھانکنے کا ارادہ کیا۔ دل نے مانو بھکنے کا ارادہ کر لیا نظریں عنابی ہونٹوں پر گئی پھر شرارت سے ہیزل آیز کی طرف کو اس کے تاثرات سے کافی کچھ سمجھ چکی تھی۔۔۔ مگر وہ غلط تھی وہ اس کو سمجھ ہی نا پائی تھی

"کیسا لگ رہا ہے؟" اچانک علما نے بغیر تاثرات دیے سوال کیا اس کے تاثرات ایسے تھے جیسے وہ خود سے ہم کلام ہو حمدان چونکا

"ایک بار پھر عزیت دے کر کیسا لگ رہا ہے" آنکھیں پوری طرح کھلی تھی مگر ایسا لگا آنکھیں سوئی ہوئی ہے مگر آنکھوں میں پانی نے آکر یہ غلط فہمی دور کر دی۔ حمدان کی مسکراہٹ آنکھوں میں پیاری شرارت سب غایب

"نہیں آج تم مجھے بتا ہی دو۔۔۔ کیسا لگتا ہے جب درد میں تڑپتا دیکھتے ہو مجھے؟ کیسی خوشی نصیب ہوتی ہے؟" آنکھوں میں پانی آ چکا تھا اور سامنے کھڑا شخص حیرت میں مبتلا ہو چکا تھا

"بولو حمدان علی حیدر بولو" وہ اتنی زور سے چیخی کہ اس کی آواز پورے کمرے میں گونجی تھی حمدان اس کو حونک کر دیکھ رہا تھا اپنا جواب نا پا کر وہ یک دم اپنے ہاتھوں میں پہنی چوڑیاں بے دردی سے اتارنے لگی

"تمھارے لیے تیار کیوں گیا مجھے تمھارے سامنے پیش کرنے کے لیے مجھے شو پیس بنایا گیا" وہ جانے کیا کیا بڑبڑاتی بے دردی سے چوڑیاں اتار کر پھینک رہی تھی اس نے گلے میں پہنا ہار کھیچ کر اتارا اور پھینکا کانوں سے بڑے جھمکے اتارے اور پھینکے پورے کمرے میں اتھل پتھل ہو گئی تھی

"سسسس۔۔۔" دوسرے ہاتھ کی چوڑی اتنی بے درسی سے اتاری گئی تھی کہ اس کا کانچ اس کی نازک کلائی میں چب گیا اور تھوڑا سا خون نکلا اس کی سسکی نکلی۔ حمدان جلدی سے اس کی طرف بڑھا اور اس کی کلائی گھبراہٹ سے اپنے مظبوط ہاتھوں میں لی اس کے چھوتے ہی علما کو کرنٹ لگا تھا علما نے پوری قوت سے اس کو سینے پر دھکا دے کر خود سے دور کیا

"دور رہو مجھ سے" وہ زور سے چیخی حمدان دو قدم پیچھے لڑکھڑیا اور حیرت سے اسے دیکھا

"جنگلی وحشی درندے تم سے نفرت کرتی ہوں علما عزیز نہیں ہو سکتی علما عزیز علما حمدان علی حیدر" وہ رونے لگی تھی اور چیخ چیخ کر اس کو اپنی نفرت واضح کرنی چاہی تھی حمدان جانتا تھا وہ اسے نفرت کرنے لگی ہے اسے ڈرتی ہے مگر۔۔۔ مگر نفرت نے حد پار کر لی تھی وہ نہیں جانتا تھا۔۔ عشق نے بھی تو حد پار کر لی تھی یہ تو وہ جانتا تھا

"یہ پھول یہ سجاوٹ کرنے کا بہت شوخ ہیں نا" بھاری غرارہ لے کر وہ صوفے کی طرف آئی اور گلدستے بے دردی سے پھاڑ کر پھینکنے لگی حمدان حیرت سے اس کو یہ سب کرتا دیکھ رہا تھا جو بے قابو ہو رہی تھی۔ اس کا دوپٹا ایک طرف گر چکا تھا بال کھل چکے تھے آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے

حمدان کو کوئی چیز نہیں دکھ رہی تھی سوائے اس کی کلائی کے خون کے اب وہ غصہ سے بڑھا اور اس کو تھامنے کی کوشش کی وہ فکرمندی سے آگے بڑھا

"تمھارا نام، تمھارا زکر اور تم اور تمھاری فکر،

بس یہی تو ہے زندگی میری"

"علما سمبھالو خود کو تمھارے ہاتھ سے خون۔۔۔" وہ اس پھڑ پھڑاتی لڑکی کو دونوں بازو سے تھام کر سختی سے بولا

"چھوڑو مجھے ہاتھ مت لگاؤ" وہ چیخی اس نے یک دم اس کو چھوڑا "ٹھیک ہے نہیں لگاتا ہاتھ نہیں چھورہا تمھیں مگر کم از کم مجھے کلائی دکھاؤ اپنی خون بہہ رہا ہے مسلسل" وہ خود پر بمشکل قابو پاتے بولا

"اور جو تم نے خون کے آنسو رلایا وہ کچھ نہیں صرف تمھاری وجہ سے حمدان علی حیدر صرف تمھاری وجہ سے میرے اپنے میرے نہیں رہے میں ٹوٹ چکی۔۔۔" وہ روتے ہوئے وہی زمین پر بھیٹ گئ اور اپنا چہرہ دونوں بازوں کے گرد چھپالیا

اتنا درد اتنی تکلیف اف۔۔۔ حمدان کا دل پھٹنے کو آیا اس کا دل چاہا کہ وہ زور زور سے روئے وہ اپنی علما کو اپنے عشق کو نہیں دیکھ سکتا تھا ایسے کوئ سمجھ کیوں نہیں رہا نہیں دیکھ سکتا تھا وہ ایسے مہکتے پھول مرجھا گۓ ستاروں کی محفل سہم گئ آج تو ارادہ کچھ اور تھا مگر یہ کیا ہوا؟

حمدان نے اپنے آپ کو اس پل ایسے جوڑا جیسے وہ ٹوٹا ہو کرچھی کرچھی ہوا ہو اور اس کے وجود کے حصہ ٹوٹ کر بکھر گۓ ہو اور ان کو اٹھایا اور واپس جوڑا ہو۔ وہ قدم بڑھاتا اس کے پاس آیا اور ایک گھٹنے پر بھیٹا

"میں جانتا ہوں بکھر چکی ہو تم میں سمیٹ لونگا یقین رکھو" دھیمی آواز بھری آواز درد کی آواز عاشق کی آواز کیا کیا کچھ سمایا ہوا تھا تین سال۔۔۔ اف اتنے طویل عرصے کے بعد وہ اس کے سامنے تھی مگر ایسی حالت میں۔۔۔ کیا قوت تھی برداشت کی اس کی قابلِ تعریف

اس کی محبت بھری آواز سن کر علما نے ہلکا سا سر اٹھایا اور اس کی بھوری آنکھوں میں جھانکا۔۔ اور وقت رک سا گیا۔۔۔ ہر شہہ تھم سی گئ۔۔۔ لمحہ نے گزرنے سے انکار کر دیا اور وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں ڈوب سے گۓ۔ حمدان کے ہونٹوں پر زخمی مسکراہٹ آئ

"میں تمھے ختم کر دونگی" آنکھوں میں تیش لے کر وہ دھیمی آواز میں ضرور بولی مگر آواز میں قرب تھا ٹھنڈی ہواوں کی سراراہٹ نے سفید پردے کھڑکی سے دھکیلے اور قدم رکھا پورے خالی کمرے میں گھٹنوں کے بل بھیٹا سر جھکایا اس کی نظروں میں جھانکتا عاشق کو پایا اور ساتھ دونوں پیر خود سے لگائ ہاتھوں کو ایک دوسرے کی کوہنی سے جوڑے اس کی نظروں میں دیکھتی عشق یعنی علما کو پایا اور ان کی طرف ہی آئ

ہوا کے جھونکے سے اس کے بال اڑے اور کچھ آوارہ لٹ نے چہرے پر آنے کی گستاخی کی۔ حمدان کے چہرے پر اس کی بات سن کر مسکراہٹ آئ تھی؟ یا کالی لٹوں کی جرت دیکھ کر؟ سمجھ نا آیا؟

"اجازت ہے" شہادت کی انگلی سے اس کی لٹ کو کان کے پیچھے کرتے وہ مسکرا کر بولا۔ وہ اور بڑھک اٹھی

"یہ بھی انداز ہمارے ہیں تمہیں کیا معلوم،

ہم تمہیں جیت کے ہارے ہیں تمہیں کیا معلوم"

"تمھیں اس مقام پر لے آؤنگی جہاں تم موت کی فریاد کروگے مگر موت نصیب نا ہو گی" دوسرا پتا پھینکا نفرت حقارت کیا کچھ نہیں تھا آواز میں حمدان اس بار مسکرایا نہیں بس اس کو خاموشی سے دیکھا

"اس مقام کے قریب تو اسی وقت آچکا تھا جب تم میرے وجود کا حصہ بن کر جدا ہوئی تھی اور موت کی فریاد بھی اسی وقت مانگی تھی جب تم مجھے لفظوں سے گھایل کر کے اپنی دنیا میں واپس چلی گئی تھی" دونوں آنکھوں کی پتلیوں کو اس کی ہیزل آیز میں دیکھ کر بے حد سنجیدگی سے کہا تھا اور وہ سانس نا لے سکی تھی

"لیکن پھر بھی اگر اس مقام پر دوبارہ پہچانے کی زد پر ہو تو دیکھتے ہیں اس کہانی میں تمھاری نفرت جیتتی ہے یا میرا عشق" اب کی بار بھی مسکراہٹ نا آئی بے حد سنجیدگی سے کہا گیا تھا ویسے ہی وہ دونوں اب تک بھیٹے تھے کسی نے بھی پہلو بدلا نا تھا

"ہار جاؤگے میری نفرت کی کوئی حد نہیں" چیلنج کرنے والی نظروں سے دیکھ کر علما نے پہلی بار مسکراہٹ دی تھی مگر مسکراہٹ میں طنز چھپا تھا جو اسے نا چھپا تھا

"جانتا ہوں مگر تم یہ جاننے سے قاصر ہو کہ عشق کی کوئی حد ہی نہیں بنی" وہ بھی اس کی مسکراہٹ پر مسکراتا ہوا بولا تھا اور اٹھ گیا علما بھی فوراً سے اٹھی اب دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے

"انتظار رہے گا مجھے" وہ مسکرا کر بولا۔ علما کو چکر محسوس ہوئے خون روانگی سے بہہ رہا تھا

"تمھاری زندگی کو جہنم بنا دونگی" وہ دانت پیستی بولی تھی۔ چکر اب بھی آرہے تھے

"زندگی کو جہنم بنانے والا اگر عشق ہو تو جنت کی کس کو خواہش ہے" وہ تھوڑا جھک کر بولا علما نے چہرہ پیچھے کیا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا آنے لگا

"پچھتاؤگے" وہ جانے لگا تو وہ وہی کھڑے کھڑے پکاری۔ اچانک مکمل اندھیرا چھا گیا

"عشق کرنے والے پچھتاتے نہیں ہے" وہ بولتا ہوا باہر نکلنے لگا تھا کہ وہ چکر کھا کر گری حمدان نے تیزی سے پلٹ کر اس کو دیکھا اور بھاگتے ہوئے اس کے پاس آیا

"علما علما" اس نے اس کو اپنے بانہوں میں لے کر اس کے گال تھپتھپایا مگر کوئی جواب نہیں وہ بے ہوش ہو چکی تھی حمدان کی نظر اس کی کلائی پر گئی جہاں خون تھا اس نے جھٹکے سے علما کو اپنے باہوں میں اٹھایا اور گول بیڈ پر لٹایا تھا وہ اس کی باہوں میں جھول رہی

تھی۔ حمدان نے جھک کر اس کی سانسیں محسوس کی تھی وہ اس کے بے حد قریب تھا وہی تو تھا جو اس کے قریب تھا پھولوں سے سجے کمرے میں وہ اس کی بانہوں میں وہ کسی بچی کی طرح جھول رہی تھی اور وہ اس کے بے حد قریب اس پر نظریں جمایا تھا۔ باہر اب بھی کالی رات تھی جو اور گہری ہوتی جا رہی تھی کیونکہ وقت بیتا جا رہا تھا

"بس پہلی بار اس کو بانہوں میں لیا تھا،

پھر اس کے بعد نا میں تھا نا میرا سایا تھا

★★==========★★

"سوچتا ہوں میں کچھ اور بھی سوچوں لیکن ٹوٹ جاتے ہیں خیالات تیری ذات کے بعد"

دھیرے دھیرے اس کی آنکھیں کھل رہی تھی نیند جانے لگی تھی مگر کمرے میں نیم اندھیرا تھا اے سی کی کولنگ نے کمرے کو ٹھنڈا ٹھار بنایا ہوا تھا اتنے پیارے ماحول میں اسے دوبارہ نیند آنے لگی ویسے بھی اتنا وقت نہیں ہوا تھا وہ ہمیشہ دیر سے اٹھتی تھی وہ کروٹ بدلنے لگی مگر ہاتھ میں درد سا اٹھا اس نے جھٹکے سے آنکھیں کھول کر ہاتھ کو دیکھا تو پٹی بندھی تھی اسی دوران اسے محسوس ہوا وہ کسی کی باہوں میں ہے اس نے چہرہ موڑ کر دیکھا تو اسے وہ شخص نظر آیا وہ اس کے برابر میں تھا اس کا ایک ہاتھ علما کے گردن کے نیچے تھے اور دوسرا ہاتھ اپنے سینے پر تھا علما نے حیرت سے اسے دیکھا وہ آنکھیں بند کیے تھا شاید اس کی ابھی ابھی آنکھ لگی تھی پیشانی پر بال بکھرے تھے واسکٹ اتری ہوئی تھی کمیز کے بٹن اپری کھلے تھے۔ علما اس کو چند لمحے دیکھتی رہی وہ اس کے بے حد قریب تھا اچانک علما کو اس کی موجودگی اور اس کے چھونے سے خوف محسوس ہوا۔۔۔۔وہ۔۔۔وہ اس کے کمرے میں تھی اور اس کے ساتھ سوئی تھی پوری رات؟

اس نے اٹھنا چاہا اس کے اچانک اٹھنے پر سوئے ہوئے حمدان کی آنکھ کھل گئی اور وہ آنکھیں مسلنے لگا علما نے جلدی سے خود کو دیکھا وہ ابھی تک دلھن والا لباس زیب تن کی ہوئی تھی مگر۔۔۔ مگر اس کا دوپٹا کہاں تھا اس نے جلدی سے ارد گرد دیکھا تو دوپٹا فرش پر تھا اور ساتھ اس کی تمام جیورلی اس نے لٹوں کو کان کے پیچھے کرتے سکون کا سانس لیا

"علما؟" حمدان نے اٹھ کر اسے جاگا دیکھ پکارا تو وہ جھٹکے سے اس کے بیڈ سے اتری اور خوف سے چیخی

"کیا کیا ہے تم نے میرے ساتھ؟" وہ تھوگ نگلتی پوچھنے لگی وہ پوری رات اس شخص کی بانہوں میں تھی۔ حمدان اس کے بات سمجھ کر سنجیدگی سے بیڈ سے اترا

"میں نے پوچھا کیا کیا ہے تم نے میرے ساتھ؟" وہ دوبارہ چیخی۔ حمدان نے نرمی سے جواب دیا

"کچھ نہیں کیا ہے میں نے ریلیکس تم رات کو بے ہوش ہو گئ تھی تمھارا اب ہاتھ کیسا ہے؟" وہ بولتے اس کا ہاتھ دیکھنے بڑھنے لگا تو وہ دو قدم پیچھے ہوئ

"ہاتھ مت لگانا مجھے دور رہو مجھ سے" شہادت کی انگلی اٹھا کر وہ تشبیہہ کرنے لگی حمدان کچھ کہتا کہ دروازہ بجنے لگا۔ حمدان نے خاموشی سے دروازہ کھولا مگر چیزیں پھیلی تھی یاد آتے ہی اس نے دروازہ آدھا کھولا تا کہ باہر کھڑا شخص اندر نہ آسکے علما پسینہ پوچھتی بیڈ پر بھیٹ گئ اسے اے سی کی کولنگ میں بھی پسینے آنے لگے تھے

"اسلام علیکم بھیا" باہر حزیرہ مسکرا کر کھڑی تھی

"اوہا۔۔" حمدان جو مڑ کر علما کو دیکھنے لگا تھا حزیرہ کی آواز پر چونکا۔ بکھرے بال لال آنکھیں وہ رات بھر نہیں سویا تھا حزیرہ نے مسکراہٹ دبائ

"صبح کے آٹھ بج گ ئے ہے سب آپ کا اور بھابھی کا نیچے ناشتے کی میز پر انتظار کر رہے ہیں" حزیرہ بولی تو اس نے چونک کر سر پیچھے کیا اور دیوار پر لگی گھڑی کو دیکھا آٹھ بجنے میں پانچ منٹ تھے

"ہاں ہم آئے" حمدان نے کہا تو وہ سر ہلا کر چلی گئ حمدان نے دروازہ بند کیا اور واپس مڑا علما حیرانگی سے گھڑی کو دیکھ رہی تھی یعنی ابھی صرف آٹھ بجے ہے ابھی تو وہ اپنے گھر میں سکون سے سو رہی ہوتی بھلا آٹھ بجے بھی کوئ اٹھنے کا وقت ہے کم از کم دوپہر میں تو کیا جاتا ناشتا۔۔ لیکن وہی بات یہ اس کا گھر نہیں تھا

"میں فریش ہو کر آتا ہوں سب نیچے انتظار کر رہے ہے ہمارا" وہ ابھی علما سے کوئ بحث کرنے کے موڈ میں نہیں تھا اوپر سے وہ تھکا تھکا بھی دکھائ دے رہا تھا رات میں جو ہوا تھا اس کو اس کا اندازہ نہ تھا اپنے ہی عشق کی آنکھوں میں خود کے لیے نفرت دیکھنا اسے برداشت نہ تھا

"میں نہیں جا رہی کہی بھی" اس نے بغیر حمدان کو دیکھے مانو اپنا فیصلہ سنایا حمدان کے باتھروم کی طرف جاتے قدم رک گ ئے اور پلٹ کر اس کو دیکھا وہ ویسے ہی بھیٹی تھی

"ہم جا رہے ہیں" اس نے صرف اتنا کہا لہجہ میں بے حد نرمی تھی

"تمھیں جانا ہے جاؤ" اس نے بھی صرف اتنا کہا لہجہ میں ہرگز نرمی نہ تھی

"علما ہمارے درمیان جو کچھ ہے اگر وہ اس کمرے کی چار دیواری کے درمیان رہے تو زیادہ بہتر نہیں ہو گا؟ "

"ہمارے درمیان کچھ نہیں ہے" وہ کھڑی ہوتی سخت آواز میں بولی

"ہمارے درمیان بہت کچھ ہے" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یقین سے بولا۔۔کیا یقین تھا اس شخص کی آنکھوں میں ایسا یقین کے پوری دنیا اس کے خلاف ہو کر کہے تب بھی وہ اپنی بات پر اڑا رہے

"میں نہیں مانتی" آنکھیں سے آنکھیں ملے اور دل کی دھڑکنیں بے قابو نہ ہو میں یہ نہیں مانتی۔ جبھی تو نظریں پھیر لی گئ۔۔مل گیا ثبوت ؟

"علا حمدان علی حیدر آپ مانیے یا انکار کیجیے لیکن یہ بات سچ ہے کہ میں آپ کا شوہر اور آپ میری بیوی ہے" انداز کچھ ایسا تھا جو آگ لگا دے اور آگ لگ بھی گئ تھی وہ بھی تن بدن میں

"خبادار جو آیندہ مجھے یہ بیوی ویوی کہہ کر پکارا ہو" وہ انگلی اٹھا کر غصہ سے چیخی تھی

"تو بیوی کو بیوی نہیں پکاروں تو کیا پکاروں؟" آنکھوں میں شرارت لیے وہ سینے پر دونوں ہاتھ باندھے اس نے بڑی معصومیت سے پوچھا

"لگتا ہے رات گئ اور بات گئ کے مہاورے کو بہت سنجیدگی سے لے لیا ہے" وہ بھی علا عزیز تھی دونوں ہاتھ باندھ کر وہ تنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی اور بے شک اس کی بات پر حمدان کی آنکھوں کی شرارت اور چہرے کی مسکراہٹ ہوا میں اڑ گئ تھی

"اگر یہ مہاورہ سنجیدگی سے لیا ہوتا تو آج تم میرے سامنے میرے کمرے میں میری بیوی بنی کھڑی نہیں ہوتی" بھلا حمدان علی حیدر کبھی لاجواب ہوا تھا۔

"ہٹو میرے راستے سے" وہ چونکی اپنے لوجواب ہونے پر اس نے پہلو بدلا اور اس کے سایڈ سے نکل کر وہ غصہ سے باتھروم چلی گئ تھی جبکہ حمدان وہی کھڑا رہا تھا۔اس نے سانس فضا کو سپرد کرکے اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرا تھا۔واقعی میں رشتے نبھانا آسان نہیں ہوتا خاص کر جب جب سامنے والا رشتہ نبھانا ہی نہ چاہتا ہو اف۔۔یہی تو تھی ساری تکلیف کی جڑ

"جن کے ساتھ زندگی گزارنے کی چاہ ہو،

وہی ساتھ چھوڑنا چاہتے ہو،

وہی درگزر کرنا چاہتے ہو،

اور وہی ہم سے بچھڑنا چاہتے ہو"

بھلا اسے بھی کوئی تکلیف کی بات ہو سکتی ہے؟"(زینب خان)

★★==========★★

"ہیلو" کروٹ بدلتے نیند سے بھری آواز نکلی۔ آخر کار اس نے کب سے بجتا فون اٹھا لیا وہ رات کو ہی واپس آئی تھی اور تھکن کی وجہ سے دیر تک سونا چاہ رہی تھی مگر فون پر انون نمبر ملسلسل اس کی نیند میں خلل پیدا کر رہا تھا اس نے چڑ کر فون کان سے لگایا دوسرا شخص چند پل ہی خاموش رہا

"ہیلو؟؟" اسے اکتاہٹ ہوئی ویسی اسے اتنی نیند آرہی تھی

"آپ سمرہ بات کر رہی ہے؟" دوسری طرف کسی لڑکے کی تو تیش والی آواز نے اس کی نیند سے بوجھل آنکھوں کو کھولنے پر مجبور کر دیا

"جی آپ سمرہ سے ہی بات کر رہے ہے" اس نے چڑ کر کہا اس کا موڈ قطعی اچھا نہیں تھا ایک تو پہلے ہی وہ آحد والی بات سے ٹوٹ چکی تھی اور اوپر سے علما کی اچانک حمدان سے شادی نے اس کو حیرانگی کے سمندر میں ڈبو دیا تھا اتنی مشکل سے وہ اس سمندر سے باہر آئی تھی وہ ذہنی طور پر ابھی بھی مختل تھی

"سارم نے شرت لگائی تھی علما عزیز سے شادی کی اپنے دوستوں سے" کچھ دیر بعد وہ لڑکا دوبارہ بولا سمرہ جھٹکے سے اٹھی ہاں اسے معلوم تھا کہ اس نے شرت لگائی تھی مگر اسے اس بارے میں اور معلوم نہیں تھا اور اچانک صبح کے آٹھ بجے کسی انجان لڑکے کا فون آتا ہے وہ بھی سارم کی شرت کا ذکر کرنے کے لیے حیرانگی عروج پر تھی

"لیکن آپ کون ہے اور مجھے کیسے جانتے ہیں؟" وہ تو تیشی لہجہ میں بولی

"آپ کو کون نہیں جانتا یونی میں آپ اکلوتی لڑکی ہو گی جس کا سارم منور پر کرش نہیں آیا ہو گا" وہ لڑکا مزاقیہ انداز سے بولا۔ یعنی وہ کوئی یونی کا لڑکا تھا جو سارم سمرہ علما سب کو جانتا تھا

"میں نے آپ کو بس یہ بتانے کے لیے فون کیا ہے کہ سارم نے اپنے دوستوں کے ساتھ علما عزیز پر بیٹ لگائی تھی کہ وہ علما عزیز سے شادی کر کے دکھائے گا لیکن اچھا ہوا وہ اس شرت میں ہار گیا ورنہ تو علما عزیز اور ان کے خاندان کی عزت کا کیا ہوتا جب وہ اپنی شرت جیت کر علما عزیز کو دھتکار کر چلا جاتا آپ تو جانتی ہیں نہ اسے صرف اپنی شرت سے مطلب تھا یہاں شرت پوری ہوئی پھر کون علما" اس نے وضاحت دے کر کال کاٹ دی جبکہ سمرہ نے واپس اس نمبر پر کال ملائی مگر فون اچانک بند جانے لگا۔ وہ حیرت سے فون کو تکتی رہی نیند۔

نیند تو اڑ ہی گئی تھی اسے غصہ آنے لگا تھا بے حد غصہ آخر سارم ہوتا کون ہے ایک لڑکی پر شرت لگانے والا وہ غصہ سے کمبل ایک طرف پھینک کر بیڈ سے اٹھی تھی اب اس کا سارہ فرسٹیشن سارم پر نکلنا تو طے تھا۔ لیکن سوال اب بھی یہ تھا کہ فون کرنے والا لڑکا کون تھا؟ اور وہ سمرہ کو ہی سب کچھ کیوں بتا رہا تھا جیسے اس کا کام ہو سمرہ تک اطلاع پہچانا شاید اس کے پیچھے کسی کی سازش ہو

★★===========★★

بڑی سی میز پر ڈھیروں کھانے کے لوزمات رکھے تھے ناشتے کی ہر چیز موجود تھی باورچی خانے سے اب تک کھانے کی خوشبو پورے حیدر ولا میں پھیلی ہوئی تھی سارے میز پر جمع تھے اور حمدان اور علما کا بے صبری سے انتظار ہو رہا تھا جو اب تک نہیں آئے تھے

"بس دادا جان مجھ سے بھوک برداشت نہیں ہو رہی" صبحان نے کوئی تیسری بار ہاتھ انڈے پھراٹے سے بھری پلیٹ پر لے جایا ہو گا مگر ہر بار علی حیدر اس کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر اسے پیچھے کر دیتے

"یار آخر کب آئے گے یہ نیا جوڑا" حزیفہ نے تنگ آکر اپنے برابر بھیٹی حزیرہ سے پوچھ ہی لیا تھا "میں بلا کر آئی ہوں آتے ہی ہونگے" حزیرہ نے اسے دلاسہ دیا تھا۔ نمرہ باورچی خانے سے نکل کر آخر پراٹھے کی تھال رکھ رہی تھی جب حمدان آیا تھا سب کا شور بلند ہو گیا

"قسم سے حمدان بھیا میں نے بھوک سے نڈھال ہو جانا تھا" صبحان نے بیچارگی سے کہا تو وہ مسکرا دیا۔ گرے پینٹ پر کالی آدھی آستینوں کی شرٹ پہنا تھا بال ابھی بھی بھیگے دکھائی دے رہے تھے یعنی وہ شاور لے کر نکلا تھا بھوری آنکھوں میں چمک تھی اور چہرہ پر مسکراہٹ حفصہ کے ساتھ سب نے اس کو غور سے دیکھا تھا

سفید سکرٹ پینٹ پر سفید پوری آستیوں کی گھٹنوں سے اپر آتی کرتی پہنے سفید دوپٹا ایک طرف ڈالے بالوں کو ایک طرف کی ہوئی میک اپ چہرے سے بلکل پاک وہ بھی فریش دکھائی دے رہی تھی جو چل کر اب بھیٹنے کے لیے جگہ ڈھونڈنے لگی تھی۔ اس کی آتے ہی اریب کو پلیٹ پروستی حریم نے حمدان کو دیکھا اور حمدان نے اس کو

"اسلام علیکم بھابھی" سب ایک ساتھ سلام کرنے لگے تھے بھابھی سن کر ہی اس کے تیوری بدل گئی تھی وہ نظر انداز کر کے خالی سیٹ ڈھونڈ ہی رہی تھی جب ہمیدہ بیگم اور سب بڑوں کی نظریں دیکھ کر حریم اس کے پاس آئی

"علما سلام۔۔۔" حریم نے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں بڑوں سے سلام کرنا یاد دلایا وہ بس کڑوے گھونٹ پیتی رہ گئی "اسلام علیکم" مرے قدموں سے حفصہ کے پاس گئی اور سب کو اونچی آواز میں مشترکہ سلام کیا

"وعلیکم اسلام بیٹا رات کو ٹھیک سے سوئی؟" حفصہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر پیار سے پوچھا

"ایسا ویسا" میشال کی شرارتی آواز سن کر جہاں وہ چونکی تھی وہی حمدان نے اسے آنکھیں دکھائی تھی وہ بیچاری کھسیا کر رہ گئی یہ مزاق مہنگا پڑتا وہ اپنی پلیٹ میں جھک گئی

"بھیٹ جاؤ حمدان کے برابر والی کرسی پر" حریم نے ایک بار پھر کہا آواز میں سختی تھی اس کا حلیہ بہت سادہ تھا نئی نویلی دلھن وہ کہی سے نہیں لگ رہی تھی

"ہاں بھیٹنا تو پڑے گا" وہ آنکھیں گھماتی اس کی برابر کرسی پر گئی۔ نمرہ جو حریم کے پاس ہی کھڑی تھی اس نے سن لیا تھا اور وہ کنفیوزن سے دیکھنے لگی تھی جو شرماہٹ جو مسکراہٹ ہونی چاہیں تھی اس کی جگہ لاپرواہی اور بےزاری تھی

"چلیں سب بسماللہ کریں" علی حیدر نے کہا تو سب نے کھانا شروع کر دیا تھا

"بیٹا آپ کیا لو گی؟" سایمہ نے پیار سے پوچھا اس نے گھبرا کر حریم کی طرف دیکھا۔ حریم نے آنکھیں بند کی جیسے کہا ہو آرام سے جو لینا ہو لو۔ گھر میں تو کتنے ہنستے کھیلتے کسی بھی وقت وہ ناشتا کر لیتی تھی اور یہاں پر اتنے تناؤ میں تو اسے نوالہ بھی نگلا نہیں جائے گا اور اپر سے برابر میں اس کا دشمن جو بھیٹا ہے

"نہیں آنٹی کچھ نہیں" اس نے انکار کر دیا اس کی بات پر پھر ہمیدہ بیگم نے چہرہ اٹھا کر دیکھا تھا۔ حمدان خاموشی سے جوس کا گلاس لبوں سے لگایا ہوا تھا

"بہو؟" ہمیدہ بیگم نے اسے پکارا تھا مگر وہ اپنے میں مگن تھی اس کے جواب پر سب کی توجہ ایک بار پھر وہ بن گئی

"بہو" ہمیدہ بیگم نے سختی سے پھر پکارا اب کی بار اس نے نا سمجھی دیکھا "ایما آپ کو بلا رہی ہیں" حریم نے کہا تو وہ چونکی "مجھے ۔۔جج۔۔جی" بہو اس کا دل چاہا کہہ دے "ہیلو ہٹلر دادی بہو کس کو پکارا اپنے؟" مگر وہ کہہ نہ سکی

"نئی نویلی دلہن ہو اور ہاتھ کان گلہ سب خالی کیسے ہے؟" وہ سخت آواز میں پوچھی انہوں نے اپنا ناشتا مکلمل کر لیا تھا جبھی فرصت سے سختی سے سوال کر رہی تھی

"م۔۔میں" اس نے خود کو دیکھا پھر نا سمجھی سے حریم کو "تو کیا شادی کے کپڑے پہن کر آجاؤں؟" اس کا دوبارہ دل چاہا کہنے کا لیکن بیچاری بڑی مشکل سے لہاز کر گئی

"حمدان علی حیدر کچھ بتایا نہیں ہماری رواج کے بارے میں اپنی ماڈرن بیگم کو؟" وہ اس طرح بھری محفل میں کہہ گی علما نے حیرت سے انہیں دیکھا حمدان نے چونک کر ان کو دیکھا اور پھر علما کو

"ہٹلر" وہ دانت پیستی بڑبڑائی حمدان نے چونک کر اس کو حیران دیکھا تو اسے حمدان سے پھر گھبراہٹ محسوس ہوئی کیوں نکہ اس کی نظریں بتا رہی تھی کہ اس نے اپنی لاڈلی دادی کے بارے میں علما کا بنایا ہوا نام "ہٹلر" سن لیا تھا

"بیٹا کچھ دونا اس کو دیکھو ناشتا شروع نہیں کیا" ماحول میں تناؤ بڑھ رہا تھا جبھی علی حیدر حریم سے مخاطب ہوئے تو وہ جی کہہ کر اس کی طرف آئی

Urdu Novels Ghar

"کیالو گی؟" حریم نے پوچھا سب واپس کھانے میں مصروف ہو گ ئے تھے

"گھر" علما کی روتی صورت ہو گئ تھی

"کیا؟" حریم نے ہلکی آواز میں پوچھا حمدان کا سر جھکا تھا لیکن آواز کانوں میں آرہی تھی

"گھر جانا ہے مجھے بھائی مماماہی کے پاس" اس کی حالت ایسی تھی جیسے وہ ابھی رو دیگی۔ حریم کو سمجھ نہ آیا وہ کیا کریں کیوں نکہ سب کی نظریں بار بار ان پر آرہی تھی

"علما تمھیں پسند ہیں نہ فروٹ سیلڈ یہ ٹرائے کرو" حمدان نے بات زبردست سمبھالی تھی اور پھلوں سے بنا سیلڈ اس کی پلیٹ میں اتارا علما نے حیرت سے اسے دیکھا۔سب مسکرانے لگے

"ہاں میری جان دیکھو تمھارا فیورٹ جوس" حریم نے شربت اس کے گلاس میں انڈیلا وہ خاموشی سے سر جھکائے ناشتہ کرنے لگی دوبارہ نظریں اٹھا کر غصہ سے دیکھا جیسے ابھی قتل کر دیگی

"کچھ چاہیں؟" وہ اونچی آواز میں کھیرا کھاتا مزے سے بولا سب دونوں کی طرف دیکھنے لگے علما گبھرا کر واپس پلیٹ کی طرف متوجہ ہو گئ جبکہ حمدان نے مسکراہٹ دبائی تھی

★★==========★★

وہ ناشتا کرنے سب کے ساتھ نہیں آئ تھی ابھی وہ کسی کا سامنا نہیں کرنا چاہ رہی تھی بند کمرے میں اسے گھٹن ہونے لگی تو وہ تازی ہوا کے خاطر ٹیرس پر آگئ تھی۔وہ ریلینگ کے ساتھ جا کر کھڑی ہو گئ

"ایشال؟" آواز پر اس نے چونک کر مڑ کر دیکھا تو اس کی سانس اپر کی اپر اور نیچے کی نیچے رہ گئ۔ حمدان کھڑا تھا وہی شخص جسے اس کی کل شادی ہونے جارہی تھی وہی شخص جس کے ساتھ اس نے بچپن سے خواب دیکھے تھے اور وہی شخص جو اس کے جزباتوں کی قدر نہ کر کے کسی اور سے لندن میں تین سال پہلے ہی نکاح کر چکا تھا ہاں یہ وہی شخص تھا حمدان کو دیکھ کر ایشال کی آنکھوں میں آنسو آگ ئے مگر اس نے قابو کرنے کی کوشش کی اور کسی حد تک وہ کامیاب بھی ہو گئ

"میں جانتا ہوں میں نے کہی نہ کہی تمھارے ساتھ زیادتی کی ہے لیکن تم بتاؤ میں کیا کرتا ایشال؟" وہ کمرے میں جارہا تھا جب اس نے ایشال کو ٹیرس پر جاتے دیکھا تھا اور اس نے سوچ لیا کہ یہ وقت مناسب ہے اسے بات کرنے کے لیے آخر کار یہی تو لڑکی تھی جسے کل اس کا نکاح ہونے والا تھا اسے ایشال کے لیے دکھ ہوا تھا مگر وہ مجبور تھا

نہایت دوستانہ انداز میں بات کرتے حمدان زرا گھبرایا نہیں تھا ایشال نے حیرانی سے اسے دیکھا مگر چہرہ موڑ لیا وہ اسے نا دیکھنا چاہتی نہ فلحال کوئ گفتگو کرنا وہ اکیلی رہنا چاہتی تھی یہی وہ لڑکی تھی جو حمدان سے ٹکرانے حمدان سے بات کرنے کے کبھی نہ کبھی بہانے ڈھونڈا کرتی تھی

"ایشال میں جانتا ہوں تم مجھ سے ناراض ہو" حمدان سر جھکائے بولا

"ناراض اپنوں سے ہو یا جاتا ہے" ایشال سخت آواز میں بمشکل بولی

"تو کیا میں اپنا نہیں؟ میں تمھارا کزن ہوں اور شاید بہترین دوست بھی افسوس کے ساتھ تھا۔۔۔" اس کی پہلی بات پر ایشال کو لگا اس کی دھڑکن کھوئی ہے مگر اگلی بات پر اپنی خوش فہمی پر ملامت کرنے لگی

"ایشال وہ میری سب کچھ ہے سب کچھ۔۔۔" وہ بولتے بولتے ایشال کے ساتھ ہی ریلینگ کے پاس آکر آسمان پر نظریں جما گیا تھا۔ ایشال نے حیرت سے اسے دیکھا

"تم جانتی ہو جب میں نے اسے پہلی بار عشق ہوا تھا نہ تو تو میں اس کی آنکھوں کے سحر میں ڈوب گیا تھا جو میرے لیے بے حد خطرناک ثابت ہوا تھا" وہ خود ہی خود ہی اس کو ساری باتیں بتا یا جا رہا تھا اور ایشال حیرت سے اسے سنے جا رہی تھی مگر۔۔۔ یہ کیا ایشال کو نہ تو علاکا ذکر برا لگ رہا تھا اور نہ ہی کوئی جلن محسوس ہو رہی تھی بلکہ اسے ایسا محسوس ہوا تھا کہ وہ اس کا پرانا دوست دان اپنی باتیں بتا رہا ہے جیسے وہ پہلے اپنا پورا دن بتایا کرتا تھا اس کو آج بھی سب ویسی ہو رہا تھا

"کیا وہ تم سے بھی اتنا ہی عشق کرتی ہے؟" آپ؟ نہیں تم آ گیا تھا کیوں نکہ ایشال اور حمدان نہیں عشو اور دان بات کر رہے تھے دو دوست بات کر رہے تھے جو ایک دوسرے سے ہر بات شیر کیا کرتے تھے

اس کے سوال پر حمدان نے آسمان سے نظریں ہٹا کر اس کو دیکھا اور مسکرایا۔۔۔ وہ مسکراہٹ کیسی تھی؟ ایشال نے سوچا۔۔۔ درد تکلیف غم دکھ سب تھا وہ مسکراہٹ بہت عجیب تھی ایشال کو برا لگا

"کیا میں نے غلط سوال کیا ہے؟" ایشال نے کنفیوزن سے پوچھا۔ کیوں نک وہ خاموش ہو گیا تھا

"جانتی ہو مجھے کیسا محسوس ہو رہا ہے اس وقت سوچ کر؟" اس نے بات بدل لی تھی ایشال نے بھی خاموش رہنا بہتر سمجھا شاید وہ جواب نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ خود کو

"کیا سوچ کر؟ "

"یہی کہ اس وقت میرے کمرے میں میری زندگی موجود ہے" وہ مسکرا کر بولا۔۔۔ اف اب آئی نہ خالص مسکراہٹ۔ ایشال بھی اس کے ساتھ مسکرائی کیسے نہ مسکراتی؟ اس کے پاس ہنر تھا اپنی مسکراہٹ کے ساتھ دوسروں کے لبوں پر مسکراہٹ لانا

"اچھا کیسا محسوس ہو رہا ہے؟" اس نے مسکرا کر پوچھا۔ ٹیرس پر آتے حسیب کے قدم وہی رک گئے وہ حیرت سے دونوں کو دیکھنے لگا جو مسکرا کر باتیں کر رہے تھے حیرت ہونا لازم تھی

"بہت اچھا سکون اتنا کہ میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا تین سال کی دوری میرے لیے تین سو سال کی دوری کے برابر تھی مگر یہ احساس اتنا خوبصورت ہے کہ اب وہ میری ہے کوئی ڈر نہیں کوئی خوف نہیں ویسے میری تو وہ شروع سے تھی مگر اب وہ میرے پاس ہے میرے ساتھ ہے" وہ مسکرا کر کہے جا رہا تھا اور ایشال خاموشی سے اس کو سن رہی تھی اس نے پہلی بار حمدان کو اتنا خوش اور اتنا بولتے پایا تھا وہ تو بہت کم گو تھا مگر آج۔۔ آج اس کے چہرہ پر ایسی خوشی تھی کہ وہ اگر چیخ چیخ کر بھی پوری دنیا کو اپنے احساسات گنواتا تب بھی وہ تھکتا نہیں اس کی خوشی دیکھ کر ایشال جو بے حد خوشی ہوئی یعنی واقعی اس کے دان کے لیے علما تھی۔ علما اس کی تھی اور وہ اس کا یہ بات آج ایشال کو بھی معلوم پڑ گئی تھی

★★===========★★

وہ اتنی بڑی حویلی نما کوٹھی میں حریم کو ڈھونڈ رہا چاہ رہی تھی جو غایب ہی ہو گئی تھی مگر اس کو نا تو حریم ملی نہ ہی اس کا کمرہ ایک دو بار ملازم نے اسے پوچھا بھی تھا کہ اسے کچھ چاہیں مگر اس نے فوراً نفی میں سر ہلایا تھا اسے اس گھر اس کے افراد سب سے اچانک اکتاہٹ محسوس ہوئی تھی ایسا نہ تھا کہ وہ ان سب سے نفرت کرتی تھی مگر اس بات کو جھٹلایا نہیں جا سکتا تھا کہ ان سب کا تعلق حمدان سے بہت گہرہ ہے اور وہ سب حمدان پر جان چڑھکتے ہے تبھی تو اس کی غلطی کسی کو نہ دکھی وہ حقارت سے سوچتی آگے بڑے جا رہی تھی جب ایمان سے ٹکرائی

"آیم سوری" اس نے جلدی سے معزرت کی

"لیکن میں نے آپ کو معاف نہیں کیا" ایمان کی آنکھوں میں اس کے لیے ناپسندیگی ظاہر تھی اس نے حیرت سے ایمان کو دیکھا جو کل تک علما باجی علما باجی کہہ کر نہیں تھک رہی تھی

"کیسے؟ میرے بھائی کو پھسایا اور ان سے شادی کر لی میری ایشال باجی کی زندگی تباہ کرنے والی صرف اور صرف آپ ہے" وہ انگلی اٹھا کر خفگی سے بولی۔ علما نے حیرت سے اسے دیکھا پھر اپنے اپر اٹھنے والی انگلی کو علما کو برا لگا تھا

"مس ایمان میں نے آپ کے بھائی کو نہیں پھسایا بلکہ آپ کے بھائی نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے آپ کا سو کالڈ بھائی کوئی شریف نہیں ہے لہذا پہلے اپنے پیارے بھائی کے چھٹے پھٹے دیکھ لے پھر میرے پاس آئے گا" آخر علما کو برا لگے اور وہ کچھ نہ کہے وہ غصہ سے کہتی اس کے برابر سے جانے لگی جب فریحہ کی آواز کانوں میں آئی

"حد ہو گئی زبان تو دیکھو ایمان تمھاری بھابھی کی کتنی گز لمبی ہے" فریحہ نے ایمان کو آکر کہا علما غصی سے پلٹی

"چ۔۔چ۔۔چ پہلے تو حمدان بھیا کو اپنے جال میں پھسایا اور اب۔۔۔اب ان کی ہی بہن کے ساتھ بد تمیزی جانتی بھی آپ ہماری سو کالڈ بھابھی یہ آپ کی وہ نند ہے جس پر حمدان بھیاجان چڑ ھکتے ہیں" فریحہ سے علما کی ایمان سے بد تمیزی برداشت نہ ہوئی تھی۔لاونج میں آتے طلحہ کے فریحہ کی باتیں سن کر رک گ ئے

"ایما" علما کچھ کہنے ہی والی تھی جبھی حریم آگئ

"چ۔۔چلو میرے ساتھ "حریم نے آنکھیں دکھا کر اس کو اپنے ساتھ لے جانا چاہا

"میم۔۔"اس نے غصہ سے کچھ کہنا چاہا"میں کہہ رہی ہوں چلو"وہ علما کو پکڑ لے گئ پیچھے ایمان نے فریحہ کو دیکھا اور فریحہ نے نفی میں سر ہلا کر ایمان کو۔طلحہ نے فریحہ کو دیکھا اور نفی میں سر ہلاتا اپنے کمرے میں چلا گیا

★★==========★★

مین ہال میں ٹیلی فون کی گھنٹی چیخنے لگی تب ملازم اٹھا تازین نے منع کر کے خود فون اٹھالیا ملازم سر ہلا کر چلا گیا ایک ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر ببل گم چباۓ اس نے ہیلو کو کافی کھیچا تھا وہ فل موڈ میں لگ رہا تھا

"اسلام علیکم "دوسری طرف سے کسی لڑکی کی آواز آئ تھی "اوپسس سوری اسلام علیکم"اس کو ایسا محسوس ہوا ہے کہ سلام اس پر تنز کیا گیا اس کے ہیلو کہنے پر "میم سے میرا مطلب حریم سے بات ہو سکتی ہے ؟"دوسری طرف سوفے پر بھیٹی فون کان سے لگاۓ ماہم تھی اور اس کے میم کہنے پر زین نے پہچانے میں دیر نہیں کی تھی کیوں نکہ حریم کو اس نام سے علما اور ماہم ہی پکار سکتی تھی علما تو گھر میں تھی تو دوسری طرف ماہم ہو گی

"ارے کیسی ہے آپ "زین نے مزے سے پوچھا دوسری طرف ماہم نے کان سے فون ہٹا کر برا سا منہ بنا کر موبایل کو دیکھا پھر دوبارہ سر جھٹک کر کان سے فون لگایا "میں ٹھیک ہوں آپ حریم سے بات کروا دیجیے ان کا فون بند۔۔۔۔۔"ماہم کی بات زین نے کاٹی

"وہ تو مارس پر گئ ہے "ببل گم پھلا کر وہ شرارات سے بولا

"کیا؟"ماہم چیخی زین نے کان سے فون ہٹایا وہ کافی تیز چیخی تھی اور زین کو اپنے کان کے پردے پیارے تھے

"اکیلے ؟"وہ حیرت سے بولی زین نے کان فون سے ہٹا کر چونک کر دیکھا

"بہن۔۔او استغفر اللہ میرا مطلب طوطی تمھیں یہ بھی عقل نہیں ہے کہ مارس پر کیسے جا سکتی ہے وہ ؟"زین نے حیرت سے اس کی عقل پر ماتم کیا

"لنگور جب تمھارے اندر سستا مزاق کرنے کی عقل ہے تو میں کیا کر سکتی ہوں "ماہم کی غصہ سے آواز آئ

"اووو تو مجھے پہچان ہی لیا"سوفے پر نیم دراز ہو کر وہ دوبارہ ببل گم چباۓ مزے سے بولا

"کیسے پہچانو گی نہیں آخر بے وقوفوں والی باتوں کی توقع تم سے ہی کی جاسکتی ہے اب سنو مجھے تمھارے ساتھ گپے لڑانے کا کوئی شوق نہیں ہے میم کو فون دو "

"اور اگر میں نہ دوں تو"زین اس کو تنگ کرنے کے فل موڈ میں تھا

"تو بھاڑ میں جاؤ"وہ دوسری طرف فون بند کرتے چیخی تھی۔زین نے قہقہہ لگا کر ٹیلی فون رکھا"کیوٹ طوطی"وہ مسکرا کر بڑبڑایا

★★===========★★

"میم آپ مجھے کیوں لے آئی میں ابھی اس کا منہ توڑ دیتی"علما کمرے میں آکر حریم پر چیخی

"کیا ہو گیا ہے تمھیں تم اپنے سسرال میں ہو۔۔۔اپنے غصہ پر قابو کرو "

"میں اپنے غصہ پر قابو کروں اپنے دیکھا نہیں کس طرح مجھ پر واحیات الزام لگائے جارہے تھے"وہ غصہ سے پاگل ہو رہی تھی جب حریم کا فون بجنے لگا

"اف۔۔۔تم یہاں بھیٹو"حریم نے اسے اپنے بیڈ پر بٹھایا

"ہیلو حریم کدھر ہو کتنی کال کر رہا تھا میں؟"دوسری طرف آحد کی پریشانی کی آواز آئی حریم نے علما کو دیکھا جو اپنی چپلوں کو گھورنے لگی تھی

"حریم سب ٹھیک ہے؟"اس کی خاموشی پر آحد کی پریشانی مزید بڑھ گئی

"اوہاں۔۔۔جی بھائی سب ٹھیک ہے یہ لے ایما یہی ہے"حریم نے علما کو فون بڑھایا علما کا سارہ غصہ پل بھر ختم ہو گیا اس نے جلدی سے فون پکڑ کر کان سے لگایا

"ہیلو ایما؟"آحد کی آواز سے اس کی آنکھیں بھر آئی

"بھائی آئی مس یو"وہ بھری آواز سے بولی تو دوسری طرف آفس میں بھیٹے آحد کا بھی دل بھر آیا حریم جگ سے پانی گلاس میں انڈیلنے لگی

"تم ٹھیک ہو سب کیسے ہے وہاں پر؟"آحد نے پوچھا"سب ٹھیک ہے میں بھی ٹھیک ہی ہوں"حریم کو دیکھتی وہ آنسو پوچھتے بولی

"حمدان کیسا ہے تم دونوں کے درمیان سب ٹھیک ہے؟"حمدان کے زکر پر علما نے اپنی آنکھیں میچ لی پھر سانس بھر کر آنکھیں کھولی

"جی بہتر ہے"بامشکل وہ تین لفظ ادا کر پائی

"کوئی بھی پریشانی ہو مجھے کال کرنا" آحد اسے باتیں کرنے میں مصروف ہو گیا حریم نے اسے گلاس پکڑوایا تو وہ ساتھ ساتھ گھونٹ بھرنے لگی آحد سے بات کرتے اس کا دل ہلکا ہوا تھا اب ان دونوں نے سپیکر پر کر دیا تھا جسے وہ دونوں آحد سے آسانی سے باتیں کرنے لگی تھی

★★==========★★

"صاحب آپ سے کوئی لڑکی ملنے آئی ہے" ملازم کے پیغام پر اس نے چونک کر موبایل سے نظریں ہٹائی اور سیڑھیاں اترتے قدم بھی رک گئے سر اٹھا کر سامنے گھڑی کو دیکھا جس پر دوپہر کے گیارہ بج رہے تھے

"اس وقت کون آیا ہے" اس نے چڑ کر سوچا وہ ابھی ابھی اٹھا تھا گھر میں صرف وہی موجود تھا کل شام کو ہی وہ واپس آگیا تھا اور رات کو دوستوں کے ساتھ جھگڑا کافی بڑھ گیا تھا اس کا موڈ سخت خراب تھا وہ کل بغیر کھانا کھائے ہی سو گیا تھا اور اب وہ ناشتے کی میز پر جا رہا تھا تو کوئی لڑکی اسے ملنے آئی تھی

"بھیجو اندر" اس نے ملازم کو حکم دیا اور آرام سے نیچے اتر کر سوفے کے پاس آیا موبایل پر کچھ پیغام پڑھنے لگا پھر موبایل ایک طرف پھینک کر جیسی وہ مڑا کسی سے اس پر تھپڑ رسید کیا تھا

"ت۔۔۔ا۔۔ڑ۔۔۔ا۔۔خ" تھپڑ کی آواز سے منور ہاؤس ہل کر رہ گیا تھا

★★==========★★

"ہم۔۔۔شاپنگ پر چلے؟" وہ صوفے پر بیٹھتے دکھاوے کی مصروفیت کے ساتھ بولا پاس بیٹھی ماہم کے چہرے پر رتی بھر بھی خوشی نہیں آئی تھی بلکہ اس کا منہ ویسی لٹکا تھا جیسے کچھ دیر پہلے تھا۔ آحد نے ہار نہ مانی وہ پھر بولا

"مووی دیکھنے؟ "

"نہیں"

"آئس کریم کھانے؟" وہ ابھی بھی ہار نہیں مان رہا تھا

"نہیں نہ بھائی" ماہم نے گود میں رکھا کشن پھینکا اور چڑ کر برابر بھیٹے آحد سے کہا جو کب سے اسے بہلانے کی کوشش کر رہا تھا

"ماہی کتنی دیر تک ایسے منہ لٹکا کر بھیٹی رہو گی" آحد نے پوچھا

"یار بھائی مجھے میم اور آپی کی یاد آرہی ہے ان کے بغیر گھر کتنا سونا لگ رہا ہے مجھے ان سے ملنا ہے" ماہم رونے والی ہو گئی تھی

"اچھا اور جب آپی ہوتی تھی تو ہر وقت لڑتی رہتی تھی "

"جبھی تو مزا آتا تھا نہ اتنی تفریح آیا کرتی تھی میم آپ میں آپی لڈو کھولا کرتے تھے اور بھی کتنے مزے کیا کرتے تھے "

"ہمم یہ تو ہے اب؟" آحد افسوس سے مسکراہٹ دبائے بولا

"میں۔۔۔میں ویڈیو کال کر رہی ہوں" اس نے برابر پڑا موبیل اٹھایا آحد مسکرا کر اسے دیکھنے لگا ایسا اب رہنا تھا آخر اس کی دورونکیں جو گھر سے بدا ہو گئ تھی

★★===========★★

سارم جو پوری قوت سے تھپڑ پڑنے پر دو قدم پیچھے لڑکھڑایا تھا تیش میں آکر اس نے دوبارہ ہاتھ سامنے والے پر اٹھانا چاہا مگر سامنے لڑکی کو دیکھ کر اس کا شدید غصہ سے اٹھا ہاتھ ہوا میں رہ گیا۔ جبکہ سامنے کھڑی لڑکی کے تاثرات کچھ ایسے تھے جیسے اس کو رتی بھر بھی افسوس نہ ہو اس کو تھپڑ مارنے پر اور اس کے دوبارہ حملہ کرنے پر اس کی آنکھوں میں خوف نہ ہو

"تمھاری ہمت کیسے ہوئ" سارم نے سرخ ہوتے غصہ سے دھاڑا مگر وہ لڑکی اپنی جگہ سے نا تو اچھلی بلکہ اسے بھی اونچی آواز میں چیخ کر جواب دیا

"تمھاری ہمت کیسے ہوئ؟" سوال پر وہی سوال دوہرایا گیا دونوں کے تاثرات ایسے تھے جیسے وہ دونوں ایک دوسرے کے پکے دشمن ہو جو کچھ بھی کر جائے

"ایک لڑکی پر آورہ لڑکوں کے ساتھ شرت لگانے کی ہمت؟" سارم اب تک اس کو خطرناک حد تک گھور رہا تھا ہوا میں اٹھا ہاتھ دھیرے سے نیچے آیا سامنے کھڑی سمرہ تھی نہ تو وہ اس کی دوست تھی اور نہ ہی دشمن تو پھر تھی کون وہ؟

"ایک لڑکی سے سچ مچ نکاح کر کے اس کو بعد میں ذلیل کر جانے کی، اس کی عزت کو مٹی پلیٹ کرنے کی ، اس کے گھر والوں سے جھوٹ بول کر رشتہ قایم کرنے کی بولو کیسے ہوئ یہ ہمت؟" جہاں سارم غصہ سے بے قابو تھا اسے مزید بڑھ کر سمرہ ہو گی تھی اس کی بات سن کر سارم نے ایک جاندار قہقہ لگایا تھا جلا دینے والا قہقہ سامنے والے کو زچ کرنے والا قہقہ

"تو دوست کی ہمایت کرنے پہنچ گئ" اس نے سینے پر دونوں ہاتھ باندھ کر مسکرا کے پوچھا پھر سے زچ کر دینے والی مسکراہٹ

"تم جیسا گھٹیا ذلیل اور بے غیرت انسان میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا" سمرہ دانت پیستے نفی میں سر ہلاتی افسوس سے بولی

"اب دیکھ لیا؟" اس کی شرمندہ نہ ہونے ہر افسوس بڑھ گیا ساتھ غصہ بھی

"کتنا۔۔۔سارم منور کتنا گروگے کتنا؟" سمرہ نے اونچی آواز سے کہا وہ دونوں آمنے سامنے لاونچ میں منور ہاوس میں کھڑے مانو جنگ لڑ رہے تھے

"اور اپنی دوست کا کیا ہاں؟" سمرہ نے نا سمجھی سے دیکھا "جو تین سال پہلے ہی کسی سے عشق لڑا آئی اور تین سال تک یہ بات چھپائے رکھی آخری لمحے میں اس کا عاشق آیا اور اسے پلک جھپکتے لے گیا میرے کردار پر بات کر رہی ہو پہلے اپنی دوست کے کردار۔۔۔"

سارم کی روانگی سے چلتی زبان سمرہ نے اونچی آواز میں کاٹی

"خبادار جو علما کے خلاف ایک لفظ بھی کہا ہو تو" انگلی اٹھا کر تشبیہہ کی

"میں جانتی ہوں وہ کیسی ہے اور اس کا دامن کتنا پاک ہے "

"ارے میں تو سوچتی ہوں تمھارے ماں باپ کیسے ہیں جنہوں نے تمھاری یہ تربیت کی ہے" بات ماں باپ پر آ گئی تھی سارم سے اب برداشت نہیں ہوا وہ غصہ سے قدم بڑھا کر اس کے قریب آیا سمرہ ایک قدم پیچھے ہوئی

"اپنے الفاظ واپس لو" غصہ سے لال پیلا ہو تا وہ کتنی مشکل سے دھیما لہجہ دانت پر دانت جمائے بولا تھا وہی جانتا تھا بات حد سے بڑھتی جا رہی تھی۔ سمرہ نے صاف صاف نفی میں سر ہلایا

"میں تمھاری زندگی برباد کر سکتا ہوں" اس کے نفی میں سر ہلانے پر سارم جس انداز سے بولا تھا سمرہ دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔ سارم کے چہرے پر مسکراہٹ آئی

"ڈر گئی؟" وہ دوبارہ جاندار قہقہ لگانے کے لیے تیار تھا۔ ان دو لفظوں نے سمرہ کو جھنجوڑ کر رکھ دیا تھا کیا وہ ڈر گئی؟ کیا اتنی بہادری ہے؟ نہیں وہ ایسے ہار نہیں مان سکتی اب جنگ شروع ہی ہو گئی ہے تو بزدل کی طرح پیچھے ہٹ کر فایدہ نہیں

"شیر دو قدم حملہ کرنے کے لیے پیچھے ہو تا ہے" لہجہ مضبوط تھا سمرہ کو داد دینی پڑے گی۔ سارم کا جاندار قہقہ ایک بار پھر فوارے کی طرح چھوٹا تھا

"تمھارے اندر طاقت ہے اتنی کہ سارم منور سے جنگ لڑ سکو" لہجہ پر یقین تھا سارم کو بھی داد دینی پڑے گی

"چیلنج کر رہے ہو" بھوں کو جوڑ کر اس نے پوچھا سارم چونکہ

"اور اگر میں کہوں ہاں تو؟" جڑی بھویں الگ ہوئی چہرے پر ایک بھی تاثرات باقی نہ رہا

"ہار جاؤ گے جس طرح پرانا چیلنج ہار گئے" جاندار قہقہ کی باری شاید سمرہ کی تھی۔ سارم نے برداشت کیا تھا ورنہ اس کی جگہ کوئی اور ہو تا تو وہ زندہ کھڑا نہ ہو تا

"شاید پچھلی بار اسلیے ہارا تا کہ اس بار جیت سکوں" بات میں کتنی گہرائی تھی اس کا اندازہ ابھی نہیں ہونا تھا

"ڈبل جیت ہو گی" وہ خود سے بول کر مسکرایا

"اور اگر دوبارہ مات ہوئی تو؟" وہ بھی مسکرائی لیکن دونوں کی مسکراہٹ مسکراہٹ نہ تھی تنز کے تیر تھے جو ہونٹوں سے چھوڑے جا رہے تھے

"جو کہو گی وہ کرونگا" ہنس کر کہا جانتا تھا ہار اور سارم کوئی رشتہ نہیں

"دیکھ لو آخر میں پلٹ گے تو؟ کس کی زمہ داری؟"

"نہیں پلٹو گا سارم منور وعدے سے پیچھے نہیں ہٹتا"

"اس کا مطلب وعدہ کر رہے ہو؟"

"ہاں" کندھے اچکائے۔ سمرہ نے سانس بھری "ٹھیک ہے کرو جو کرنا ہے تمھارے ساتھ جنگ کے مقابلے میں میں تیار ہوں" اب سمرہ کا لہجہ پر یقین تھا

"ٹھیک ہے پھر چلو" وہ نارمل انداز سے بولا

"کہاں؟" کچھ غلط ہونے کا خدشہ ہوا

"نکاح کرنے" اور خدشہ پورا ہوا تھا

★★==========★★

ہم کو معلوم نہیں محبت کے تقاضے لیکن

ہم نے تیرے سوا_ ہر بات بھلا رکھی ھے

وہ سانس روکے گھر میں داخل ہوئی تھی اس کے کتنا منع کرنے کے باوجود سر کاشف نے اس کو لفٹ دی تھی دیتے بھی تو کیسے نہیں آج سارے رکشہ اور ٹیکسی کی شہر میں ہر تال تھی۔ اسکول میں امتحانات کی وجہ سے وقت بھی زیادہ ہو گیا تھا اسے نا چاہتے ہوئے بھی مجبوراً ہاں کہنا پڑا ایسا نہ تھا کہ وہ کوئی غلط انسان تھے بلکے وہ تو بہت اچھے اور لوگوں کی عزت کرنے والے انسان تھے ہمیشہ وہ نظریں نیچے رکھا کرتے تھے اور اتنے سال کا ساتھ تھا بھروسہ کیا جا سکتا تھا

"ہمنہ" پیچھے سے گرجدار آواز پر وہ بری طرح چونکی تھی دل کی دھڑکنیں ڈھڑکنا بھول گئی تھی اس کے پیر تھر تھر کانپنے لگے وہ ہو گیا جس کا ڈر تھا

"اماں اماں" شرٹ اور پینٹ میں کھڑے لڑکے نے ہمنا کا بازو پکڑا اور چلاتا ہوا اس کو لاؤنچ میں لایا

"ارے کیا ہو گیا ہے کیوں شور مچایا ہوا ہے" پیلی شلوار پر لال کمیز پہنے دوپٹا سر پر باندھے ہاتھ میں دیگچی کا چمچ لیے ادھیڑ عمر کی عورت غصہ سے باہر آئی

"دیکھ اپنی بیٹی کے کارنامے "اس نے ہمنا کو دکھا دیا تو وہ دو قدم آگے ہو کر لڑکھڑائی سر پر دوپٹا سر کا اور ہاتھ سے کتابیں گری

"کیا کر دیا اب اس نے؟"وہ سر دباتی بولی

"کسی لڑکے کے ساتھ گاڑی میں آئی ہے گلی تک "وہ غصہ سے چیخا۔ ہمنا نے کتابیں اٹھا کر کچھ کہنا چاہا

"ہائے اللہ منحوس ماری کس کے ساتھ آگئی؟"اس عورت نے آگے بڑھ کر اس کو جھنجوڑا

"میں نے تو پہلے ہی کہا تھا چڑھوا اس کی جاب عورت صرف چار دیواری کے اندر اچھی لگتی ہے مگر نہیں میری بات کس کو ماننی تھی اب بھت منہ کالا کرتی پھر رہی ہے "اس کے ایک ایک الفاظ پر ہمنا نے بے بسی سے اپنے بھائی کو دیکھا جو نام کا بھائی تھا اس کی باتیں ہمنا کو کتنی چبی تھی صرف وہی جانتی تھی

"ہائے کیا کروں اس لڑکی کا سوچا تھا چار پیسے لا رہی ہے سہی ہے مگر میں کیا جانوں یہ عشق لڑاتی پھر رہی ہے "

"بس۔۔۔تو سن۔۔۔"وہ ہمنا کی طرف بڑھا اور اسے بازو سے پکڑا "اب ایک قدم بھی گھر سے باہر نکالا نہ تو تیرا اہشر نشر بگاڑ دونگا میں "وہ اس کو دوبارہ دھکا دے کر واپس نکل گیا

"کس کے ساتھ مری ہے تو؟ میری قسمت پھوٹ گئی تھی جو تو پیدا ہوئی کھانے کا وقت ہو گیا بغیر کھانا کھائے ہی بھائی چلا گیا مر جا تو جا" پیچھے حزاروں تعنے کو سنے سنتی وہ زہر کی طرح پیتی آنکھوں سے آنسو صاف کرتی اپر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اس کو کسی نے ایک موقع نہ دیا اپنی صفائی پیش کرنے کا ویسے بھی یہ کونسا پہلی بار تھا اس جیل نما گھر میں اس کو رہنے کی آدات تھی اور روز کے تماشے دیکھنے کی بھی

"ٹیچر جہاں لگے کے ہمارے ساتھ غلط ہو رہا ہے کیا کرنا چاہیں؟"کلاس میں چلتے اس کے پیریڈ پر جب پیچھے بیٹی لڑکی نے اپنی بینچ سے اٹھ کر اسے پوچھا تو وہ مسکرا دی

"آواز اٹھانی چاہیں اپنے حق کے لیے اپنے انصاف کے لیے ملزوم نہیں بننا چاہیں اللہ تعالہ نے کسی انسان کو کسی کا بندی بنا کر نہیں پیدا کیا ہر انسان آزاد ہے "اس نے آج کے سبق میں ہونے والے اس ٹاپک پر بچوں کو پڑھایا تھا، سکھایا تھا۔ لیکن وہ خود نہ سیکھ سکی تھی اتنا بھی کوئی ظلم نہیں تھا اس پر اچھا کھانا اچھا پہنا سب کچھ تھا اس کے پاس مگر۔۔۔اس کے پاس کیا نہیں تھا صرف وہی جانتی تھی اس کے پاس آزادی نہیں تھی اپنی چھوٹی سی بات بھی کہنے کی اور یہاں ایسا نہ تھا کہ جو ظلم کرے آواز اٹھاؤ ان کے خلاف ہو جاؤ یہاں تو اپنے تھے نا کوئی رشتے دار دوست احباب انجان یہاں تو ماں تھی بھائی تھا۔ پہلے وہ ان کی دی ہوئی چھوٹی سی چھوٹی عزیت پر تکلیف سہہ تو لے پھر دیکھے آزادی کیا ہوتی ہے۔ جنگ مقابلے میں انجان سے لڑی جا رہی ہو تو اتنی تکلیف نہیں ہوتی مگر جنگ اگر اپنوں سے ہو تو

تکلیف کے سوا مخالفت نہیں ہوتی پھر وہ جنگ کیسے لڑی جائے گی جس میں آپ کا اپنا ہی آپ کا دشمن ہو؟ اسی وجہ سے وہ بچپن سے کچھ نہ کہہ سکی تھی شاید وہ سوتیلی بیٹی ہو گی جبھی ایسا سلوک ہے وہ روز خود سے کہہ کر جھوٹی مسکراہٹ چہرے پر سجا لیتی تھی

★★==========★★

"نک۔۔۔اح؟" حیرت سے اس کا منہ کھل گیا تھا

"ہاں نکاح" سر موڑ کر اس کو دیکھا جو اس کے ساتھ چلنے کے بجائے وہی بت بنے کھڑی اس کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے وہ دنیا کا آخری انسان دنیا میں رہ گیا ہو

"نکاح کہاں سے آ گیا؟" بمشکل خود کو سمبھالتی بولی

"تم نے ہی تو کہا کہ تم تیار ہو میرے مقابلے میں آنے کے لیے" اس کا انداز حد سے زیادہ سادہ تھا

"ہا۔۔ہاں میں نے کہا لیکن مقابلے کا نکاح سے کیا تعلق ہے؟" اس نے کنفیوزن سے پوچھا

"بلکل ہے"

"کیسے؟"

"تم مجھ سے اگریمنٹ کرو ایک مہینے کا دیکھتے ہے کون کب تک ایک مہینے تک ایک دوسرے کو برداشت کر سکتا ہے؟" وہ مسکرا کر بولا

"تم پاگل ہو گئے ہو م۔۔۔میں تمھارے ساتھ ایک مہینہ کیوں رہو نگی؟" اس کی دماغی حالت پر شک ہوا

"میں سمجھاتا ہوں" اس کو اس کی دماغی حالت پر شک ہی تھا جبھی اس کو تفصیل سے سمجھانے آگے بڑھا

"ہم ایک مہینے نکاح میں ایک دوسرے کے ہسبینڈ وائف بن کر رہے گے اور میں اس ایک مہینے میں تم کو خود جیسا بنا دونگا" مسکراہٹ ایسی تھی جیسے وہ دیکھ رہا تھا سمرہ کو خود جیسا بن کر

"تمھاری بھول ہے بلکہ میں تمھے بدل کر رکھ دونگی "

"چلو دیکھتے ہے کون کس کو بدلتا ہے" وہ مسکرا کر بولا۔ اس نے گھبرا کر سارم کو دیکھا کیا یہ کوئی کھیل یا مزاق تھا؟

"ت۔۔۔تم پاگل ہو گئے ہو میں آحد۔۔۔۔۔" وہ آحد کے آگے کچھ نہ بول سکی

مجھے آپ میں کوئی دل چسپی نہیں ہے صرف اپنی بہن کی خوشیوں کے خاطر اپنی خوشی کی قربان کر دی

آحد کی آواز کانوں میں گونجی یک دم جسم ٹھنڈا پڑ گیا اور خالی خالی نظریں اٹھا کر سارم کو دیکھا جو اس کی ادھوری بات کو مکمل ہونے کے انتظار میں تھا

"میں تیار ہوں" وہ فرش پر نظریں جمائے سپاٹ چہرہ اور لہجہ سے بولی جبکہ سارم کے چہرہ پر مسکراہٹ آئی تھی

★★===========★★

پورا دن حمدان گھر پر نہیں تھا کیونکہ حسیب آج ہی لندن واپس گیا تھا اس کو اس نے سارہ انتظام دیکھنے کا باریکی سے بتایا تھا وہ دونوں اسلام آباد میں ہی آفس میں بھیٹے سارے کام میں مصروف تھے حمدان نے فضل علی حیدر نے حمدان کو اپنی جگہ دے دی تھی اب وہ یہاں کا بزنس دیکھ رہا تھا لندن کا حسیب کے ہاتھ میں تھا ویسے بھی اب حمدان کو یہی رہنا تھا۔سب کافی خوش تھے کہ اب حمدان یہاں کا بزنس دیکھے گا اور علما کے ساتھ یہی رہے گا واپس لندن شفٹ نہیں ہو گا اسی سب میں وہ پورا دن مصروف رہا تھا۔علما کو اسے زیادہ سکون پہلے کبھی محسوس نہیں ہوا تھا اس کی عدم موجودگی اسے سکون بخشتی تھی بار بار سب اس کو یہی پوچھ جا رہے تھے کہ اکیلی تو نہیں ہو نہ حمدان بس آتا ہو گا اور وہ جھوٹی مسکراہٹ کے ساتھ نفی میں سر ہلاتی جبھی بیشال اور اریشہ اس کو چھیڑتے کے وہ کتنا یاد کر رہی ہے اور اس کی عدم موجودگی کے پل کو کتنی عزیت سے کاٹ رہی ہے اور وہ غصہ پیتی خاموش رہتی۔سب نے آج اس کو اتنا پکایا تھا کہ اس کے سر میں درد اٹھنے لگا تھا سارے جہاں کی باتیں تک تو ٹھیک تھا مگر بار بار حمدان کی باتوں نے اس کا سر پکا دیا تھا وہ سب کی نظروں سے ادھر ادھر ٹہل کر جب آخر کار تھک گی تو مجبورا کمرے میں جانا پڑا جدھر جانے سے وہ صبح سے گریز کر رہی تھی

کمرے میں داخل ہوتی وہ زور زور سے بڑبڑانے لگی اور سارہ غصہ ٹہل کر نکالنے لگی

"کیا ضرورت ہے مجھے کمپنی دینے کی ارے بندے کو سکون چاہیں ہوتا ہے" وہ اپنے کپڑے نکالنے لگی

"اور یہ کیا سب نے بھابھی بھابھی لگا رکھا تھا"

کپڑے نکال کر وہ باتھروم گئی اور تبدیل کر کے باہر آئی

"حد ہو گئی اتنا بڑا خاندان ہے ہر کوئی نہ کوئی بات کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے سارے فارغ رہتے ہیں جھوٹا مسکرا مسکرا کر میرے۔۔۔" باہر نکل کر وہ ابھی بھی بڑبڑا رہی تھی جبھی بڑبڑاہٹ دروازہ کھلنے پر رکی تھی اور چونک کر دروازے کو دیکھا گرے لائینوں والی پینٹ پر سفید ٹی شرٹ پہنے اپر کالا گرے کوٹ پہنے جو وہ اتارتے اندر داخل ہوا تھا ماتھے پر بال سیٹ تھے لیکن چہرے پر تھکاوٹ واضح تھی وہ سنجیدگی سے اندر داخل ہوا تھا مگر سامنے کھڑے وجود کو دیکھ کر ٹھہر گیا۔گلابی ملی ماؤس والی آدھی آستینوں کی شرٹ پر جس کی وجہ سے دودھیا بازو نمایاں ہو رہے تھے اس پر گلابی ٹراؤزر جو شرٹ کے اپر پہنا تھا نت نے فیشن والے کپڑوں پر وہ بالوں کی پونی بنائے بے حد پیاری لگ رہی تھی۔چہرے پر تھکاوٹ غایب ہو گئی تھی چوڑے ماتھے کی شکنوں نے بھی الوداع کہہ دیا وہ مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور کوٹ اتار کر بیڈ پر پھینکا اس کی اس حرکت پر علما جو اس کی موجودگی میں ویسے ہی خفا ہو گئی تھی اور خفا ہو گئی

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" بمشکل غصہ قابو کرتے وہ دبی دبی چلائی

"خیر سے اپنے ہی کمرے میں داخل ہوا تھا" وہ چھوٹی آنکھیں کر کے کمرے کا جلدی سے جایزہ لینے لگا اس کی اس حرکت پر علما غصہ سے چلائی مگر آواز دھیمی رکھ کر تا کہ باہر نہ جائے

"ابھی کہ ابھی کمرے سے نکلو" اس نے چٹکی بجاتے باہر کا راستہ دکھایا۔ مگر اس کے غصہ کو ہلکا لیا جا رہا تھا؟ اس نے حیرت سے اسے دیکھتے سوچا جو صفائی سے اس کی بات کو نظر انداز کر کے اس کی بات کو نا کہ اس کو کیوں نکہ ایسا ممکن نہیں ہے ہاں تو اس کی بات کو نظر انداز کر کے وہ بیڈ پر بھیٹا اور مسکرا کر خاموشی سے اپنے جوتے نکالنے لگا

اس کی مسکراہٹ پر وہ جل بھن گئ

"میں تمھارے ساتھ ایک کمرے میں ہر گز نہیں رہونگی یا تو تم جاؤ گے یا میں" وہ وارنگ انداز سے بولی۔ حمدان کے کانوں میں جو تک نہ رینگی بلکہ اب وہ موزے اتار کر جوتے نکال رہا تھا

"ٹھیک ہے رہو تم اپنے گھٹیا کمرے میں میں جا رہی ہوں" پیر پٹختی وہ دروازے کی طرف بڑھنے لگی جبھی وہ پکارا

"یہ گھٹیا کمرہ اور ساتھ یہ گھٹیا شخص آپ کا ہی ہے محترمہ" پیر سے جوتے ایک طرف کر کے وہ اٹھا اور مسکرا کر بولا۔ اس کی بات پر علما نے گھوم کر اس کو اس طرح گھورا جیسے ابھی اسی وقت قتل کرنے والی ہو

"اگر اتنی دیر تک ایسی آنکھوں میں جھانکتی رہی تو یہ ظلم ہو گا مجھ بیچارے پر" وہ معصومیت سے بولا۔ علما بنا کچھ کہے مزید گھورتی رہی

"تھوڑا رحم کھاؤ" معصومیت کی انتہا تھی۔ گھورنا ابھی بھی جاری تھا

"بس میری برداشت کی حد ختم ہو جائے گی" بھوری آنکھوں پر ہیز کرتی اس کو دیکھنے سے یہ ناممکن تھا اور ہیزل آئز اس کو خونخار نظروں سے گھورنا بند کرتی یہ فلحال ناممکن نظر آ رہا تھا جبھی وہ بولا۔ علما نے نظروں کا رخ فوراً پھیرا اس کی بات سے نہیں اس کے لہجہ سے اس نے اتنی سنجیدگی سے اس کی آنکھوں میں ڈوبتے کہا تھا ویسا ہی ڈوبنا جیسے تین سال۔۔۔پہلے۔۔ابتداء میں۔۔ نہیں سر کو جھٹک دینا زیادہ بہتر تھا بلکہ یہی بہتر تھا

"علما تماشہ مت بناؤ ہمیں ایک کمرے میں ہی رہنا ہو گا لہذا تھوڑا کو میرو مائز کرو میرے اور اپنے نہیں تو اپنی بہن کے خاطر جو یہی ہے" حمدان نے بے حد نرمی سے اسے سمجھایا تھا۔ ہاں حریم سے تو اس نے کہا تھا یہ سب اس کی مرضی سے ہو رہا ہے اور۔ اب وہ رات کے آدھے پہر اپنے کمرے میں ہونے کے بجائے دوسرے کمرے میں ہو گی تو کیا سوچے گے سب سب سے بڑھ کر حریم۔ حمدان کی بات میں دم تھا مگر۔۔ مگر وہ کیسے ایک کمرہ بانٹ لے یہ ناممکن ہے وہ کیسے اس کے ساتھ۔۔۔ آگے کا سوچ ہی نہ سکی وہ

"تم فکر نہ کرو میں صوفے پر سو جاؤ گا تم بیڈ پر سو جانا" اس کے چہرے کے تاثرات پڑھ کر وہ نرمی سے بولا تو علما چونکی نظریں سوفے پر گئ پھر اس شخص پر جو اس کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے وہ خود میں نہ ہو وہ

اس میں پوری طرح ڈوب چکا ہو

بس چکا ہو

کھو چکا

رہ چکا ہو

تھوڑے فاصلے پر ہی تھے وہ ایک چھت کے نیچے ایک ساتھ فاصلے نہ تھے مگر فاصلے بنائے ہوئے تھے چاہتی تو فاصلے مٹا دیتی اور خود کو اس شخص کے حوالے کر دیتی عشق جیت جاتا مگر نہیں۔۔۔

فاصلوں اور فیصلوں کا اختیار علما عزیز کے پاس تھا اور وہ جانتی تھی کہ نفرت کی موجودگی میں اختیارات کیسے سمبھالے جاتے ہیں۔بتیاں بجھ گئ تھی وہ بیڈ پر منہ سے تھوڑا نیچے کمبل لیے خود کو چھپائ ہوئ تھی تاکہ وہ اس کے وجود کو دیکھ نہ سکے تاکہ چھونے کی ہمت نہ آسکے وہ کل رات کے بعد پہلی بار ڈر گئ تھی سہی ہوئ لیٹی تھی۔باتھروم کا دروازہ کھلا اور وہ کپڑے تبدیل کر کے باہر نکلا وہ فریش ہوا تھا بالوں کو تولیے سے رگڑ رہا تھا علما نے فوراً آنکھیں بند کر لی۔وہ چل کر سوفے کے پاس آیا کمرے میں ایک لیمپ جل رہا تھا حمدان کو آدات نہیں تھی روشنی میں سونے کی مگر اس کے ساتھ اب وہ تھی اس کی آدات اب اس کی آدات بننے والی تھی سوفے پر بھیٹ کر ایک نظر اس کو دیکھا جو سیدھی لیٹی تھی ڈر سے کروٹ بھی نہیں بدل رہی تھی کمبل کو تقریباً منہ تک تانے وہ آنکھیں بند کیے سونے کا ڈرامہ کر رہی تھی مگر اصل میں وہ خوف زدہ تھی۔حمدان کو اس وقت جتنی شدت سے ماضی میں دوہرائ غلطی کا پچھتاوا ہوا تھا اس نے آنکھیں بند کر لی اس کو اس وقت بہت درد محسوس ہو رہا تھا وہ اسے ڈر رہی تھی کیوں نکہ وہ اس پر بھروسہ نہیں کرتی تھی۔وہ تکیہ رکھ کر سوفے پر سیدھا لیٹا آنکھیں بند کی ہاتھ سینے پر رکھے

"میں جانتا ہوں کہ تمھیں مجھ پر بھروسہ نہیں ہے اور سہی بھی ہے ہونا بھی نہیں چاہیں شاید میں بھروسے کے لائق بھی نہیں" آنکھیں بند کیے وہ بولا دوسری طرف وہ بھی آنکھیں بند کیے اسے سن رہی تھی۔۔۔ناچاہتے ہوئے بھی

"لیکن میں مجبور تھا اور شاید ہوں اپنے عشق کے آگے کیوں نکہ جبھی میں تمھیں دیکھتا ہوں تو مجھے سمجھ نہیں آتا میں کیا کروں اور ماضی میں جو ہوا۔۔۔۔۔" اس کی بات علما نے کاٹی تھی

"مجھے نیند آرہی ہے" دونوں کی آنکھیں بند تھی۔حمدان خاموش ہو گیا وہ اس کو یقین دلانا چاہتا تھا کہ وہ ماضی میں کی غلطی دوبارہ نہیں دوہرائے گا وہ اسے بتانا چاہتا تھا کہ کیوں اس نے وہ غلطی کی کیوا سے صرف اسے عشق ہوا کیوں وہ اس کو دیکھتے بہک جاتا ہے۔وہ

اسے پوری پوری راتیں باتیں کرنا چاہتا تھا اس کی خواہش تھی کہ وہ بھیٹے وہ سب کچھ کہہ دیں سب کچھ اور وہ خاموشی سے اسے سنتی رہے

کالی رات کے سائے میں جب چاند سر پر ہو تو وہ چاند کی موجودگی میں اسے ان گزرے ہوئے تین سال کے بارے میں بتائے جو اس کے لیے تین صدیاں لگی تھی وہ اس کو سب کچھ بتایں صرف بولتا جائے بولتا جائے اور وہ تھوڑی پر ہتھیلی جمائے مسکراتی اس کو خاموشی سے سنتی جائے سنتی جائے اور جب وقت کو دو اختیار ہو یا تو تھم جائے یا بیت جائے اسے پروہ نہیں

★★==========★★

"مجھے یقین نہیں آرہا" وہ کمرے میں داخل ہوتی لاپرواہی سے موبایل استعمال کرتے سارم کے پاس آئ

"کس بات کا؟" سارم نے جیب میں موبایل ڈالتے پوچھا

"یہی کہ ہمارے پیرینٹس ایک دوسرے کو پہلے سے جانتے تھے" وہ صوفے پر دھپ کر بھیٹی

"اس میں اتنا شاک ہونے کی کیا بات ہے ہمارا کام تو اور بھی آسان ہو گیا" سارم نے سیب اٹھا کر اچھالا

"اور ویسے بھی آنٹی انکل تو آحد اور اس کے گھر والوں کو شروع سے ہی نہیں پسند کرتے تھے وہ تو تمھاری زد پر۔۔۔" سمرہ کی خوخار نظریں دیکھ کر وہ رکا اور کندھے اچکا کر سیب کھانے لگا

"میں آنٹی حریم اور ماہی کو کیا جواب دونگا سب سے بڑھ کر ایما کو" وہ سر تھام کر بھیٹ گئ۔ باہر دونوں کے ماں باپ ہنسی مزاق کر رہے تھے اور یہ دونوں اندر کمرے میں تھے۔ سارم مسکرا کر اسے دیکھنے لگا اسے اس کا پریشانی دیکھتے کتنا لطف ہو رہا تھا

"سمرہ بیٹا؟" ماں کی آواز سن کر وہ چونکی اور اٹھ کر باہر گئ جبکہ سارم نے سیب رکھا اور انگڑائی لی

"سمرہ میڈم تھپڑ کا بدلہ ساری زندگی یاد رہے گا" وہ خفیف انداز سے مسکرایا اور کال ملانے لگا دوسری بیل پر کال اٹھالی گئ

"تم کیا سمجھتے تھے مجھے پھنسا دو گے ہاہاہا سارم منور نام ہے میرا" وہ جاندار قہقہ لگا کر ہنسا اور دوسری طرف والے شخص نے غصہ سے کال کاٹ دی

★★==========★★

حفصہ نے کمرے پر دستک دی تو اندر حمدان جو اب تک سو رہا تھا اتنی راتیں جاگنے کے بعد وہ کھسیایا ماتھے پر بال بکھرے تھے اس نے سوفے پر کروٹ لی دوبارہ دستک ہوئ وہ اب کی بار نیند سے بیدار ہوا اور ماتھے پر بالوں کو جھٹکے سے ہاتھ سے پیچھے کیا اور بیڈ کی طرف دیکھا جو خالی تھا مگر کمبل وغیرہ دیکھ کر لگتا تھا کہ علاا بھی اٹھی ہے اس کی عدم موجودگی پا کر وہ چونک کر اٹھا نیند بھاگ گئ تھی۔ اس

نے جلدی سے کمرے میں اس کو کھوجنا چاہا دل کی دھڑکنیں تیز ہوئی نہیں وہ ایک بار پھر اسے دور نہیں جا سکتی اس نے چپلیں پہنی اور اٹھا دروازیں پر ابھی دستک ہو رہی تھی اچانک باتھروم سے شاور لینے کی آواز آئی تو حمدان کی جان میں جان آئی سانس فضا کی سپرد کرتا باتھروم کے دروازے کو گھورتا وہ کمرے کی دروازے کی طرف بڑھا اور کھولا

"ماں آپ" اس نے جگہ دی تو وہ اندر آئی "سو رہے تھے اب تک دن کے گیارہ بج رہے ہے" انہوں نے پریشانی سے اسے دیکھتے پوچھا وہ نیند سے بیدار ہوا ہی دکھ رہا تھا

"بس رات کو تھکن اتنی تھی کہ وقت کا پتا نہیں چلا" دیوار پر لگی گھڑی کو دیکھتا وہ سستی سے بولا

"ہاں دروازہ کب سے بجا رہی تھی شا لیکن کسی نے نہیں کھولا صبح ناشتے پر سب انتظار کر رہے تھے" حفسہ نے ادھر ادھر دیکھتے کہا۔

حمدان کی نظر جیسی صوفے پر پڑے تکیے اور کمبل پر گئی تو وہ چونکہ ہوا۔ حفسہ سوفے کی طرف دیکھتی اسے پہلے وہ اس کو لے کر بیڈ پر آ گیا

"آئے ادھر بھیٹے" کمبل کو ایک طرف کرتے اس نے حفسہ کو بٹھایا اور ساتھ بھیٹ گیا۔ حفسہ کا دھیان صوفے کی طرف سے ہٹ گیا

"میرا بچہ سہی ہے؟" اس نے پیار سے حمدان کے چہرہ پر ہاتھ پھیرہ حمدان مسکرایا جبھی وہ چونکی

"حمدان بیٹا آپ کو تو بخار ہو رہا ہے" اس کا گرم ماتھا دیکھتی وہ پریشانی سے بولی

"یا اللہ آپ کو تو بہت تیز بخار ہو رہا ہے" وہ گبھرا گئی تھی جب حمدان نے نفی میں سر ہلایا

"کچھ نہیں ہے بس ٹھیک ہو جائے گا" وہ لاپرواہی سے بولتا ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا حفسہ پریشانی سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھرتی اپنا خیال نہ رکھنے پر سنانے لگی

"آج ہی ڈاکٹر سے چیک اپ۔۔۔۔" ان کی بات باتھروم کا دروازہ کھلنے کی آواز پر ادھوری رہ گئی حمدان جو ان کو پریشان دیکھ کر کچھ کہنے کی کوشش کر رہا تھا اس کی توجہ نیلی کرتی پر سفید فلیپر پہنی بالوں کو تولیے سے خشک کرتی علما پر پڑی جو ابھی نہا کر نکلی تھی۔ حفسہ کو بیڈ پر دیکھتے اور ساتھ ہی ان کی گود میں حمدان کا سر دیکھا جس کے بالوں میں حفسہ پیار سے انگلیاں پھر رہی تھی اس منظر کو دیکھ کر وہ بوکھلا گئی کیوں نکہ دونوں ماں بیٹے کی نظریں اس پر تھی۔ حمدان تو پلک جھپکائے بغیر اسے دیکھے جا رہا تھا جو بھیگے بالوں کو تولیے سے جھٹکتی باہر نکلی تھی کھلا کھلا چہرے پر لال رخسار بھیگی پلکوں میں ہیزل آئز وہ بس اس کو تکے جا رہا تھا

"علما حمدان شدید بخار میں مبتلا ہے تم نے بتایا نہیں؟" پہلی بار اس نے حفسہ کی آواز میں سختی دیکھی تھی حمدان حفسہ کی بات سے چونکا اور علما کو دیکھا جس کو خود معلوم نہیں تھا کہ وہ بخار میں ساری رات تپا ہے شرمندگی سے نہ تو وہ حفسہ کو دیکھ رہی تھی نہ حمدان کو

"ساری رات وہ بخار میں رہا تم نے ٹھنڈی پٹیاں نہیں کی؟ جبھی میں کہوں اتنی دیر تو آج تک حمدان نہیں سویا رہا" وہ پریشانی سے حمدان کی طرف دیکھتی بولی جس نے ان کی گود سے سر اٹھا لیا تھا

"ماں کچھ نہیں ہوا مجھے بچہ تھوڑی ہوں میں اور ویسے بھی علما کو میں نے ہی منع کیا تھا بلاوجہ آپ پریشان ہوتی ورنہ وہ تو ضد پر تھی آپ کو بتانے کی" اس نے صفائی سے علما کی طرف داری کی تھی علما سر جھکائے خاموشی سے کھڑی رہی

"کیوں منع کیا تم نے اسے؟" حفصہ غصہ سے بولی

"ماں اٹس اوکے ناؤ ایم فاین" وہ ان کے ہاتھ پکڑ کر پیار سے بولا

"بلکل نہیں ابھی بھی کھول رہے ہو علما دیکھ رہی ہو ہاتھ لگاؤ اس کو کیسا گرم توا جیسا ہو رہا ہے" حفصہ نے کہا۔ حمدان نے علما کو دیکھا جس نے ان کی بات پر چونک کر سر اٹھایا پھر حمدان کو دیکھ کر واپس جھکا لیا

"آج ہی دکھاؤ گے تم ڈاکٹر کو" انہوں نے غصہ سے بیڈ سے اترتے کہا

"جی بلکل" حمدان مسکرایا

"علما میں ابھی نیچے امی جان کے پاس جا رہی ہوں تم اس کو اچھے سے ناشتا کرواؤ اور باقعدہ اپنے سامنے ڈاکٹر کو دکھاؤ اگر یہ منع کرے تو مجھے بتانا" وہ اس کو حکم دیتی باہر نکل کر چلی گئی جبکہ وہ سر بھی نہ ہلا سکی

"تم برا نہ ماننا ماں میرے لیے کچھ زیادہ فکر مند رہتی ہے" وہ معزرت والے انداز سے بولا تو علما چونکی مگر بولی کچھ نہ اور شیشہ کے سامنے آئی برش اٹھایا اور بالوں میں پھرنے لگی چہرے پر غصہ نمایاں تھا

"میں کیوں کروں مجھے کیا معلوم وہ آخری سانسیں لے رہا ہو یا صرف بخار میں تپ رہا ہو میری بلا سے اپنے بیٹے کے کارناموں سے جو واقف نہیں ہے" وہ غصہ سے سوچتی جھٹکے سے بالوں پر ہاتھ پھرنے لگی

"ویسے ناشتے میں۔۔۔ میں چائے لینا پہلے پسند کرتا ہوں" مسکراہٹ دبائے وہ اس کی غصہ سے لال شکل دیکھتے بولا تو اس کا برش کرتا ہاتھ رکا اور پیچھے مڑ کر اس کو دیکھا جو مسکراہٹ دبانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا

وہ کچھ بولی نہ اور غصہ سے نکل گئی جبکہ پیچھے حمدان ہنسا تھا وہ دلکش سحر قایم کرنے والی ہنسی جو اس کی خواب گاہ میں پہلی بار گونجی تھی

★★==========★★

وہ اوپر سیڑھیاں چڑھ کر آ رہا تھا تب راستے میں اس کا راستہ روک لیا گیا اس نے ناگواری سے راستہ روکنے والی کو دیکھا جو دونوں ہاتھ کھولیں اسے اوپر جانے نہ دینے کے موڈ میں تھی

"ہٹو میرے راستے سے فریحہ" طٰہٰ نے ناگواری سے کہا

"نہیں پہلے آپ کو میرے سوال کا جواب دینا ہو گا" اس نے ٹھان رکھی تھی کہ وہ آج آخر کار پوچھ کر ہی رہے گی اسے اور انتظار ہونا مشکل ہو گیا تھا جو ابھی ماں کی بات خالہ سے سن کر آ رہی تھی پریشان ہونا لازمی تھا

"کیا؟" لہجہ میں اکتاہٹ تھی

"امی جان میرا رشتہ میرے خالہ زاد بھائی سے کرنے کا سوچ رہی ہے" لہجہ کی اکتاہت کو نظر انداز کر کے وہ بولی پہلی بار فریحہ کا لہجہ نرم اور دکھی دکھ رہا تھا ورنہ وہ رونے والوں میں سے نہیں تھی

"یہ سوال نہیں ہے؟" کتنی صفائی سے وہ اس کی اتنی بڑی بات نظر انداز کر گیا تھا فریحہ نے حیرت سے اسے دیکھا جو ایسے کھڑا تھا جیسے زبردستی کھڑا کیا ہو اور وہ کسی وقت بھی جان چڑھانے کی چاہ میں ہو

"آپ مجھ سے اتنے کیوں خفا رہتے ہیں؟" اس کی آواز بھر گئی تھی آج اس نے پوچھ ہی لینا تھا طہ کو وہ جتنا پسند کرتی تھی اتنا ہی طہ اسے دور دور رہتا تھا اور اسے خاصہ بات بھی نہ کرتا تھا ایسا نہ تھا کہ وہ بہت کم گو تھا مگر اس کا رویہ گھر میں اس کے ساتھ ہی ایسا ہوتا تھا جو بات فریحہ کو بہت تکلیف دینے لگی تھی

"یہ سوال ہے؟" اس نے ایسے پوچھا جیسے وہ کوئی بہت بڑی خبر سننے کا انتظار میں تھا مگر بیچارے کی توقع کے برعکس ہو گیا۔۔۔ افسوس

"جی ہاں" وہ پہلے والی فریحہ بن گئی تھی غصہ جو آ گیا تھا۔۔۔ افسوس

"میرے پاس وقت نہیں فریحہ اپنا یہ فضول سوال کسی فارغ اوقات میں آ کر پوچھنا پھر تفصیل سے جواب دونگا" وہ مصروف سے انداز میں بولتا اس کے برابر سے نکل گیا جبکہ وہ وہی سن کھڑی رہی تھی جانے کتنی دیر

★★==========★★

"سائمہ زرا سالن دیکھنا" حفصہ نے دودھ کے گلاس میں چمچ چلاتی سائمہ کو مصروف سے انداز سے کہا مگر وہ ویسے ہی سن اپنے کام میں مصروف رہی "سائمہ؟" حفصہ نے حیرانگی سے کھوئی ہوئی سائمہ کا کندھا ہلایا تو وہ چونکی

"جج۔۔۔ جی بھابھی جان؟" سائمہ نے ادھر ادھر دیکھتے پوچھا

"کیا ہوا ہے؟" حفصہ اب پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہو گئی جو گڑبڑائی ہوئی تھی

"کک۔۔ کچھ نہیں" سائمہ نظریں چرا کر واپس چمچ ہلانے لگی

"سائمہ میں جانتی ہوں کچھ تو بات ہے بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے؟" حفصہ کو پریشانی ہوئی

"بھابھی مجھے حنین کی بہت ٹینشن ہے"

"حنین کی کیا ٹینشن ہے اچھا بھلا ہے اور جلد ہی آ رہا ہے" حفصہ نے مسکرا کر کہا

"وہ تو آ رہا ہے مگر۔۔۔۔ مگر آپ جانتی ہیں نہ اس کا کتنا الگ مزاج ہے مجھے ڈر ہے کہ کہی وہ ان حزار لڑکیوں میں سے کسی بھی ایک فرنگی کو اگر شادی کر کے لے آیا تو امی جا۔۔۔۔" سایمہ کی پریشانی بھری آواز حفسہ نے حیرت سے روکی

"ارے کیا ہو گیا ہے کہاں؟" حفسہ نے ہنس کر کہا "بھابھی آپ ہنس رہی ہے؟" سایمہ کو برا لگا

"ارے سایمہ تم کیوں اتنی فضول سوچ رہی ہو حنین اپنا بچا ہے ہاں تھوڑا سا لاڈ پیار میں بگڑ گیا ہے مگر وہ اپنے گھر کی مان مریادہ جانتا ہے تم فکر نہ کرو ایسا کچھ نہیں ہو گا" حفسہ نے اسے سمجھایا

"مان مریادہ تو حمدان بھی جانتا تھا نہ؟" حفسہ چونکی

"تمھارا مطلب کیا ہے؟" حفسہ کی آواز میں سختی آ گئی تھی

"بھابھی میرا کوئی غلط مطلب نہیں ہے میں بس اتنا کہہ رہی ہوں ایک مرتبہ جو ہو چکا ہے وہ دوبارہ نہ ہو" سایمہ نے پریشانی سے کہا

"تم فکر نہ کرو میں کچھ سوچتی ہوں" حفسہ نے اس کی بات سمجھ کر کہا تو اس نے سر اثبات میں ہلا دیا

★★===========★★

سمی پچھلے آدھے گھنٹے سے سعد کو وسیع لان میں فٹ بال کھیلتے دلچسپی سے دیکھ رہا تھا جب سعد کی نظر دور کھڑے سمی پر گی جو اس کو اپنی طرف متوجہ دیکھ بوکھلا گیا تھا

"ہیلو" وہ فٹ بال کو ایک طرف پھینکتے بھاگتے ہوئے سمی کے پاس آیا جو کونچ سے نکل کر باہر کھڑا اتھا۔ سمی گھبرا کر اسے دیکھنے لگا

"کیا نام ہے تمھارا؟" سعد نے دوستانہ انداز سے پوچھا

"س۔۔۔ سمی" وہ ڈر کر بولا

"ہیلو سمی میں سعد ہوں" سعد نے دوستی کا ہاتھ بڑھایا تو وہ کچھ دیر اس کے ہاتھ کو دیکھتے رہا

"کیا ہوا؟" سعد نے کنفیوزن سے پوچھا

"کیا میں تمھیں پسند نہیں آیا؟"

"ن۔۔ نہیں" اس نے جھٹکے سے اس کا ہاتھ تھام کر نفی میں سر ہلایا

"تو پھر اتنا ڈر کیوں رہے ہو؟" سمی نے کوئی جواب نہ دیا

"تم یہی رہتے ہو نہ؟ کس کے بیٹے ہو؟" سعد نے چہرے سے پسینا صاف کرتے پوچھا

"میں نمرہ باجی کا بھا۔۔ بھائی" سمی کو سعد کا دوستانہ رویہ پسند آیا تھا وہ سعد کے قیمتی کپڑے دیکھنے لگا کالی شارٹ پر آدھی آستینوں کی شرٹ پہنے وہ مسکرا رہا تھا۔ کتھی شلوار قمیض پہنے سمی اسے دیکھ رہا تھا

"ارے تم نمرہ باجی کے بھائی ہو اچھا" سعد کی خوشی دیکھنے لایق تھی

"تم جانتے ہو؟" سمی نے حیرت سے پوچھا "مم۔۔ مطلب آپ" اس نے گھبرا کر تم کو آپ کیا تب سعد نے نفی میں سر ہلایا "اٹس اوکے تم مجھے تم کہہ کر پکار سکتے ہو" سمی مسکرایا

"ہاں میں جانتا ہوں انہوں نے مجھے سینڈوچ بنا کر دیے تھے اور بہت لزیز" سعد تھوک نگلتے بولا تو سمی ہسنے لگا

"میں نے پہلے تھ۔۔ تمھیں نہیں دی۔۔ دیکھا" سمی نے جھجک کر پوچھا

"وہ کیا ہیں نہ میرے ایگزیمس چل رہے تھے اب چھٹیاں پڑی ہے" سعد جوش سے بولا "اچھا" سمی سمجھنے والے انداز سے سر ہلانے لگا

"کیا تم میرے ساتھ کھیلو گے ؟" اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سعد نے مسکرا کر پوچھا تو سمی نے اس کے ہاتھ کو دیکھا پھر اس کو اور پھر اس کی فٹ بال کو سمی کی آنکھوں میں چمک آئی تھی اور دور کھڑی نمرہ مسکرائی تھی

★★==========★★

"میں نے تو تجھے پہلے ہی کہا تھا کہ مت پنگا لے اسے مگر نہیں تجھے جلے میں نمک چڑھکنا تھا نا اس دن ہاتھ پائی ہوتی اور نہ پھر تو سارم کے گھونسے کا بدلہ لینے کے لیے سمرہ کو کال کر کے کچھ کہتا اور نہ سارم سمرہ کو پھنسا لیتا" کرسی پر بھیٹا لڑکا کب سے غصہ سے چکر لگاتے لڑکے سے بولا جو کبھی بوتل کو لات مار رہا تھا تو کبھی سارم کو القابات سے نواز رہا تھا

"تو کیا کرتا تو نے دیکھا نہیں کیسے اس نے سب کے سامنے مجھے گھونسا مارا تھا" وہ غصہ سے بولا

"میں تو کہتا ہوں کہ ہمیں علما عزیز پر شرت لگانی ہی نہیں چاہیں تھی وہی سے سب کچھ شروع ہوا ہے" دوسرا لڑکا میز پر ٹرے رکھتے سمجھداری سے بولا

"اس کو موقع چاہیں سارم کو زلیل کرنے کا" صوفے پر بھیٹے لڑکے نے نفی میں سر ہلا کر کہا

"تم دونوں اپنی بکواس بن کرو گے" وہ لڑکا غصہ سے دھاڑا

"ہم پر غصہ نکالنے کا کوئ فایدہ نہیں ہے بہتر ہے یہ معاملا ختم کرو" صوفے پر بھیٹے لڑکے نے ٹرے سے بسکٹ اٹھا کر کھاتے کہا

"ہاں یہ ٹھیک کہہ رہا ہے" دوسرے لڑکے نے کہا تو کچھ سوچ کر غصہ میں خوار لڑکے نے آخرکار اپنا غصہ تھوک دیا اور اثبات میں سر ہلایا

کچھ دنوں پہلے جب سارم علما کی طرف متوجہ شروع ہوا تھا تو یونی میں شرت لگی تھی کہ علما سے منگنی کر کے دکھائے سارم اور سارم نے مسکرا کر شرت مان لی تھی اور علما کو پرپوز کر دیا تھا مگر علما کے انکار پر سب اس پر ہسنے لگے تھے مگر سارم نے کہہ دیا تھا کہ وہ علما سے مگنی کیا نکاح کر کے دکھائے گا اور علما کی مجبوری کا فایدہ اٹھا کر سارم نے شرت جیتنی چاہی سارم کی لک تھی کہ اسی دوران حمدان کی

موجودگی ہوئی اور علما کو کسی سے شادی کرنے کی ضد چڑھی۔ مگر اپنی شرت ہار کر سب نے سارم کا بے حد مزاق اڑایا اور رات گ ئے اتنی لڑائی بڑھ گئی کے ہاتھم پائی شروع ہو گئی اسی دوران سارم نے اس نوجوان کو مارا تھا جس کا بدلہ لینے کے لیے اس نے سمرہ کو ساری بات بتائی تھی اور اب جب اسے معلوم ہوا کہ سمرہ اب سارم سے نکاح کر رہی ہے تو وہ حیران رہ گیا تھا یعنی بلا آخر سارم کی جیت ہوئی تھی ہمیشہ کی طرح کیوں نکہ سارم آج تک کوئی شرت نہیں ہارا تھا اور اس بار وہ شرت ہار کر بھی اس نے ہارا ہوا کھیل پلٹ دیا تھا

★★==========★★

نمرہ نے سمی کو چادر اپر تک اڑھائی اور اس کو پیار بھری نظروں سے دیکھنے لگی ان کو آئے ہوئے ایک ہفتہ بیت گیا تھا اور اس ہفتے میں سمی یہاں کتنا گھل ملنا شروع ہو گیا تھا سب کتنے اچھے تھے بلکل اپنے ایسا لگتا ہی نہیں تھا کہ وہ یہاں کام کرتی ہے بلکہ وہ حیدر ولا کی فرد لگتی تھی۔ وہ سمی کو سلا کر کوٹیج سے باہر نکلی اور حیدر ولا میں جانے لگی جب دروازہ کھلا اور فراٹے سے ایک گاڑی آئی اور عین حیدر ولا کے گیٹ پر رکی نمرہ وہی رک گئی اور کالی گاڑی کو دیکھنے لگی جس میں سے اب دروازہ کھلا تھا۔ سفید شرٹ پر کالی پینٹ سفید جوتیں پہنے لڑکا باہر نکلا تھا اس کے کانوں میں ہیڈ فونز لگے تھے اس کی پشت نمرہ کی طرف تھی نمرہ کو جانے کیوں اسے دیکھنے کی چاہ ہوئی رات کے اس پہر وہ کون آیا تھا کیا پتا کوئی مہمان ہو وہ وہی کھڑی رہی جب وہ لڑکا ہیڈ فونز کانوں سے نکال کر گلے میں ڈال کر ادھر ادھر دیکھنے لگا شاید کسی کو کھوج رہا تھا اب وہ پوری طرح گاڑی سے باہر آچکا تھا اس کی کھوج جاری تھی جبھی اس نے اپنا سر موڑا اور اسے سامنے چادر سر پر اڑی نمرہ نظر آئی

جتنا وہ شخص نے اس کو الجھ کر دیکھا تھا اسے کئی زیادہ نمرہ شاک کے عالم میں مجسمہ بن گئی تھی

★★==========★★

اس سے کہو میری سزا میں کچھ کمی ہی کر دے

عادی مجرم نہیں ھوں غلطی سے عشق ہی تو ھوا ہوئے

نمرہ مجسمہ بنی کھڑی اس شخص کو دیکھ رہی تھی جو شخص اس کے دل و دماغ پر حاوی ہو چکا تھا یہ وہی شخص تھا جسے نمرہ نے پہلی نظر میں بے تکی شاید محبت کر لی تھی وہی محبت جس کو نمرہ کا آج بھی اتنا افسوس ہے جتنا اس پل ہوا تھا جب اس نے اس شخص کا اصل چہرہ دیکھا تھا اس لڑکے نے نمرہ کو چند پل ہی دیکھا ہو گا مگر نمرہ مسلسل اس کو ٹک ٹکی باندھ کر دیکھ رہی تھی اور یہ۔۔۔ نمرہ کی دل کی دھڑکنیں زور سے دھڑکی کیوں نکہ وہ شخص اب اس کے قریب چلتا آرہا تھا وہ کیوں آرہا تھا وہ کیوں نہیں رک جاتا وہی وہ اس طرح چل کر آرہا تھا بغیر اجازت کے جس طرح اس کے دل میں آیا تھا بغیر اجازت کہ اس نے جیب سے پیسے نکالے اور نمرہ کی طرف

بڑھائے "یہ زرا گاڑی پارک کروادو" وہ ادھر ادھر دیکھتا لاپرواہی سے بولا نمرہ نے حیرت سے اسے دیکھا اور پھر اس کے بڑے ہوئے ہاتھ کو جس میں ہزار کا کڑک نوٹ تھا اسے لگا وہ دوبارہ اس مقام پر آ گئی ہے جب اس نے اس کو پیسے دینے چاہے تھے

"کیا ہوا پکڑو؟" اس کے مجسمہ بنے رہنے پر حنین کو چڑ ہوئی تھی وہ جلدی میں تھا اسے اندر جانا تھا مگر یہاں تو میم صاحبہ کے نخرے ہی تھے اب وہ اتنا گر پڑ گیا ہے کہ نوکرانیوں کے لیے اپنا وقت زایا کرے گا؟

"گاڑی پارک کروادینا" وہ نوٹ اس کے اپر پھینک کر واپس مڑ گیا نمرہ نے حیرت سے اس کی پشت کو دیکھا اور اپنے اپر گرے پیسے کو جو نیچے زمین پر گر گئے تھے اتنی بے عزتی اسے کبھی محسوس نہیں ہوئی تھی

"اپ۔۔۔اپنے پیسے واپس لیجیے" بڑی ہمت کر کے وہ کپکپاتی آواز سے دھیرے سے بولی رات کے سناٹے میں اس کی آواز با آسانی حنین کے کانوں تک پہنچ گئی اس نے چونک کر مڑ کر دیکھا تو وہ جھکی پیسے اٹھانے تھی

"یہ لیں" اس نے ہزار کا نوٹ اس کی طرف بڑھایا نظریں نیچے کر لی کیوں نکہ وہ پہلے بھی اٹھا کر غلطی کر چکی تھی

محبت نظروں کا ہی تو کھیل ہے نہ نظریں اٹھے نہ محبت ہو نہ کوئی قید ہو نہ کوئی درد ہو نہ کوئی سزا

"ہائے کاش نظروں کو رخ پھیرنے کا ہنر آ جائے،

کتنے محبوبوں کو سکون آ جائے" (زینب خان)

"کیا عزت راز نہیں؟" حنین نے بدتمیزی سے اونچی آواز میں کہا

"عزت راز ہے جبھی واپس کر رہی ہوں اگر عزت کی کوئی اہمیت نہ ہوتی تو یہ پیسے خوشی خوشی لے لیتی دیکھیے آپ ہونگے بڑے آدمی مگر میری نظر میں اللہ نے کسی کو چھوٹا بڑا نہیں بنایا نہ ہی کسی عجمی کو عربی پر نہ ہی کسی امیر کو غریب پر کوئی فوقیت حاصل ہے میں نوکر ضرور ہوں مگر بکھاری نہیں میں اپنی محنت سے حلال کماتی ہوں مجھے آپ کے بھیک میں دیے ہوئے مفت پیسوں کی نہ تو قدر ہے اور نہ ہی ضرورت" نظریں نیچے تھی لہجہ دھیما تھا انداز ادب والا تھا مگر پھر بھی جانے سامنے والے کو اس کے الفاظوں نے کڑوا کر دیا تھا وہ غصہ سے اس کو گھور کر رہ گیا جبکہ وہ گاڑی تک بڑھی۔ حنین نے حیرت سے اسے دیکھا وہ اس کی گاڑی کے پاس کیوں آئی تھی۔ وہ گاڑی کے پاس آئی ہزار کا نوٹ گاڑی کی چھت پر رکھا اور چادر سر پر ٹھیک کرتی واپس خاموشی سے کوٹیج چلی گئی اور اسی درمیان حنین حیرت سے صرف اس کو دیکھتا رہا وہ اس کی زندگی میں پہلی لڑکی تھی جو اس کو منہ پر سنا کر چلی گئی تھی اور غصہ اس بات کا تھا کہ ایک نوکرانی۔۔۔۔ایک نوکرانی دو کوڑی کی نوکرانی نے اس کی عزت افضائی کر دی تھی وہ مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا

★★==========★★

"امی جان میں تیار ہوں" ایشال کی بات سن کر سفیہ نے خوشگوار حیرت سے اپنی بیٹی کو دیکھا تھا جو مسکرا کر اثبات میں سر ہلا رہی تھی

"کیاواقعی بیٹادیکھوبیٹا تمھیں کوئی زبردستی نہیں ہے تم اپنی مرضی سے طلحہ کو قبول کر رہی ہو نہ؟" انہوں نے تصدیق کرنی چاہی انہیں اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا

"جی جی میں بلکل خود سے کہہ رہی ہوں کہ میں اس رشتے کو ایک موقع دینے کے لیے تیار ہوں" ایشال نے ماں کی خوشگوار حیرت دیکھ کر ہنس کر کہا

"ماشاءاللہ جیتی رہو" سفیہ ایشال کا ماتھا چومنے لگی "میں ابھی امی جان کو یہ خبر دے کر آتی ہوں" انہوں نے خوشی سے کہا تو ایشال مسکرانے لگی۔ جبکہ باہر کھڑے طلحہ کی خوشی چہرے سے پھوٹ رہی تھی جس نے ابھی ابھی سب باتیں سن لی تھی

★★===========★★

"سر" بمشکل اپنا غصہ دبائے وہ دندناتی کلاس روم میں داخل ہوئی اور سیدھا سامنے کھڑے سر کاشف پر پڑی جو اردو کا پیریڈ لے رہے تھے اس کی آواز پر سر کاشف نے چونک کر اس کو دیکھا اور پھر اس کے ہاتھ میں پکڑے سفید کاغذ کو اس نے کاغذ بہت مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا جیسے دبا غصہ کاغذ پر نکل رہا ہو۔ ہاتھ میں پکڑا کاغذ دیکھ کر کاشف سمجھ گئے

"بچوں میں کچھ دیر میں آتا ہوں" وہ چھٹی جماعت کے بچوں سے معزرت کر کے اس کے پیچھے نکل گیے جو کلاس کے دروازے سے ہی غصہ دبائے مڑ گئی تھی اس کا رخ کمپیوٹر کلاس کی طرف تھا کیونکہ اموماً اس وقت وہ کلاس خالی ہوتی ہے اور اس کے پیچھے چلتے سر کاشف بھی اسی کلاس کی جانب بڑھ رہے تھے

★★===========★★

"کیاواقعی سمرہ تم آحد سے رشتہ توڑ کر سارم سے شادی کرنا چاہتی ہو؟" سمرہ کی ماں نے حیرت سے اپنی بیٹی سے پوچھا جو سر جھکائے باپ اور ماں کے سامنے بھیٹی تھی

"جی" اس نے سپاٹ چہرے کے ساتھ کہا

"کل تک تو تمھارے اپر آحد اور اس کے گھر والوں کا جادو تھا اچانک یہ جادو کیسے اتر گیا؟" اس کے باپ نے بھویں اٹھا کر پوچھا

"ہاں لگتا ہے اصلیت سامنے آگئی ہو گی ان۔۔۔۔"

"بس کریں۔۔۔۔ اب آپ لوگوں کی بات مان لی نہ بس اب میں کوئی زکر نہیں سننا چاہتی اور ممی آپ انکار کریگی تو ٹھیک سے بد تمیزی یا بدتہزیبی نہیں ہونی چاہیں" اس نے ماں کو تلقین کی تو انہوں نے آنکھیں گھمائ

"اور ڈیڈی نکاح بہت سادگی سے ہو گا ورنہ نہیں ہو گا" وہ یہ بول کر اٹھ گئی اور اپنے کمرے میں جا کر بند ہو گئی

"ارے ایک ہی تو بیٹی ہے ہماری ہمارے بھی کچھ ارمان ہے" پیچھے سے اس کی ماں نے آوازیں لگائی تو باپ سے ٹوکا
"وہ مان گئی یہی بہت نہیں ہے جیساوہ کہہ رہی ہے ویسا کرو مجھے تو یہ بات کھٹک رہی ہے کہ دو سال کی منگنی کو آج تک ہم نہیں ختم کر پائے اس نے ایک دن میں ہی ختم کر دی ضرور کچھ ہوا ہے "
"ہاں خیر ہمیں کیا ہمیں تو رشتہ توڑنے سے مطلب تھا میں ابھی کال کر کے اقرء کو صاف لفظوں میں اپنی بیٹی کا فیصلہ سنا دیتی ہوں شکر ہے منگنی ہوئی تھی نکاح نہیں" وہ مسکراتے ہوئے نمبر ملانے لگی جبکہ ڈیڈی سر پیچھے کر کے سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے

★★==========★★

بڑوں کے علاوہ سارے حیدر ولا کے ایک سے بڑھ کر ایک بچے جمع لان میں محفل جمائے بھیٹے تھے اور زبردستی حزیرہ علما کو کھیچ کر سب کے پاس لے آئی تھی علما نے اتنے بہانے بنائے تھے مگر وہ بہانے کسی کام نہ آئے حزیرہ کی آیک ہی رٹ تھی کہ آخر اتنے دنوں بعد سب ایک ساتھ جمع ہوئے ہیں علما آکر ایشال اور عریشہ کے درمیان بھیٹ گئی درمیان میں حنین گٹار لے کر بھیٹا تھا اور اس کے ارد گرد سب بھیٹے ماحول جمائے ہوئے تھے
"چائے" ایشال جو شفا کے ساتھ چائے دے رہی تھی علما کے پاس آئی سب نے علما اور ایشال کو دیکھا چند پل خاموشی ہو گئی ایشال نے مسکرا کر چائے کا کپ علما کے آگے کیا ہوا تھا جس کو علما نے تھامنے سے صاف انکار کر دیا
"سوری" علما نے نفی میں سر ہلایا
"کوئی بات نہیں کافی پی لے" شفا جس کے ہاتھ میں کافی کی ٹرے تھی اس میں سے کافی کا کپ اٹھا کر ایشال نے مسکرا کر علما کے آگے بڑھایا علما کو منع کرنا تھا مگر وہ منع نہ کر سکی اور بے دلی سے تھام لیا ایشال مسکرائی سبھی مسکرانے لگے
"اچھا اچھا سنو سب حنین بھیا سے تو علما بھابھی کا تعرف ہوا نہیں سہی سے" صبحان نے کہا تو برابر بھیٹے حزیفہ نے بھی کپ تھامتے ہامی بھری
"پھر سے اسلام علیکم" حنین نے مسکرا کر علما کو مخاطب کیا تو وہ بھی بس پھیکا سا مسکرا دی
"میں آپ کا دیور" اس نے سینے پر ہاتھ رکھ کر جھک کر کہا سب کا قہقہ گونجا "لو حریم بھابھی بھی آ گئی" حریم آئی تو صبحان نے اونچی آواز میں کہا حریم نے مسکرا کر علما کو دیکھا اور ایشال کے برابر بھیٹ گئی
"اریب بھیا ملتان سے کب تک آئے گے؟" طہٰہ نے پوچھا تو حریم نے جواب دیا "بس جلد ہی" حریم افسردہ ہو کر بولی "یہ اریب بھیا کی ابھی بھی شادی ہوئی اور ان کو بھی کام کے سلسلے میں جانا تھا" اریشہ ایشال سے میں بولی چونکہ علما درمیان میں تھی تو صاف آواز آئی

"کوئی نہیں بھئی اس سیڈ ماحول کو تھوڑا مزید اربنا دیا جائے چلو حنین بھیا شروع ہو جائے "میشال نے چائے کی چسکی لیتے مزے سے کہا تو سب نے شور مچایا

"آپ کو پتا ہے بھابھیس حنین بھیا کیا بجاتے ہیں "زین نے بسکٹ اٹھا کر مزے سے حریم اور علما کو اطلاع دی حریم تو دلچسپی سے سن ہی رہی تھی مگر علما کو بھی دلچسپی ہوئی

"نہیں ایک شخص ہے یہاں جو مجھ سے بھی عمدہ بجائے گا اور ساتھ گائے گا بھی "حنین نے کہا تو سب نا سمجھی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے

"کون ؟"شفا نے نا سمجھی سے پوچھا

"وہ دیکھو سامنے کون چل کر آرہا ہے "حنین نے لان میں داخل ہوتے سفید ٹراوزر پر کالی پوری آستینوں کی قمیض پہنے بکھرے بالوں کو ہاتھوں سے پیچھے کرتے حمدان کی طرف اشارہ کیا تو اس کا استقبال سب کے جوش سے بھری آوازوں سے ہوا۔ حمدان کی سب سے پہلی نظر ہی سرخ سادی کرتی پر سرخ ٹائیٹس پہنے علما پر گئی جس نے سرخ ہی دوپٹا گلے میں ڈالا ہوا تھا لاپرواہی سے بالوں کو آزاد چھوڑا ہوا تھا جیسے کہہ رہی ہو جاؤ جی لو آزادی منالو جیسے موقع دیا ہو اس شرارتی آوارہ زلفوں کو جو اس کے چہرے کی سنجیدگی پر ڈورے ڈالنے لگ جائے۔ اس کی نظر ان کالی زلفوں پر ٹھہر گئی تھی جس کو علما چڑ کر کانوں کے پیچھے کر رہی تھی ایک ہاتھ میں گرم کافی کا مگ پکڑے ایک ہاتھ سے وہ ان شرارتی زلفوں کو مانو اوقات یاد دلا رہی تھی پر نہ ہی زلفیں بر امان رہی تھی اور نہ ہی وہ جو اس کو چڑتا دیکھ بھی مسکرا رہا تھا۔ مصنوعی کھانسے کی آواز پر حمدان نے چونک کر زین اور صبحان کو دیکھا اور پھر سب کو جو مسکراہٹ دبائے ہوئے تھے ایشال چائے کا کپ ہاتھ میں پکڑی اس پر انگلیاں پھیرنے لگی تھی طلحہ کی نظریں اس پر تھی اسے کافی عجیب لگ رہا تھا۔ علما نے منہ بنائے چہرہ موڑ کر کافی پر سارہ دھیان لگا رکھا تھا

"چلیں بھئی حمدان بھیا ایک گانا علما بھابھی کے لیے ہو جائے "حنین مسکرا کر اٹھا اور گٹار زبردستی حمدان کو پکڑا دیا اس کے اتنے منع کرنے کے باوجود کسی نے ایک نہ سنی تھی مجبوراً اسے گٹار لے کر بیٹھنا پڑا شفا نے اسے چائے کا کپ تھمایا اس نے چائے کا گھونٹ بھرا نظریں واپس علما پر گئی جو اتنی بے گانی بھیٹی تھی جیسے وہ یہاں واحد ٹھنڈی ہوا ان کا لطف اٹھا رہی ہو۔ چائے کی چسکی لے کر اس نے جھک کر میز پر کپ رکھا اور گٹار کے تاروں کو چھیڑنے لگا

"ایک رومینٹک گانا ہو جائے بھابھی کے لیے "زین نے کہا تو سب نے شور مچایا "کیوں بھابھی ؟"میشال نے کندھا مار کر اسے چھیڑا اس کی نظر حمدان پر گئی جو اس کو دیکھ رہا تھا دونوں کی نظریں ملی علما نے گڑبڑا کر نظریں جھکا۔ جانے کیوں ہیزل آیز بھوری آنکھوں میں جھانکنے کی جرت نہیں کر پاتی تھی

"You're the light, you're the night

You're the color of my blood

You're the cure, you're the pain

You're the only thing I wanna touch

Never knew that it could mean so much, so much"

اس نے آنکھیں بند کی تاروں پر انگلیاں رقص کرنے لگی اور شاید کسی کی دل کی دھڑکنیں بھی دھڑکنوں نے مانو پیروں میں گھنگرو پہن لیے تھے مانو دیپ جل رہے ہیں اور وہ رقص کر رہی ہے ہیزل آیز اٹھنے پر مجبور ہو گئی لاپرواہی نے بے رخی سے الوداع کہہ دیا اس کا انگ انگ اس کی مدہوش آواز میں ڈوبنے لگا وہ گا رہا تھا ایسا لگ رہا تھا سب دھندلا ہو گیا ہے بلر اور صرف وہی نظر آرہا ہے تیز ہوا کے جھونکوں نے شرارت کی اور اس کے سیٹ ہوئے بالوں کو دکھا دیا وہ نرم و ملایم بال ناچاہتے ہوئے بھی اس شخص کی چوڑی پیشانی پر آکر بکھر گئے جیسے بس ان کا راج ہو

"You're the fear, I don't care

'Cause I've never been so high

Follow me to the dark

Let me take you past our satellites

You can see the world you brought to life, to life"

آنکھیں مسلسل بند تھی لب ہل رہے تھے آواز مدہوش کرنے کا ہنر رکھتی تھی سب مسکرا کر سن رہے تھے طلحہ کی نظریں ایشال پر تھی جو طلحہ سے چھپ کر چھپ کر نظریں ملا رہی تھی

"So love me like you do, lo-lo-love me like you do

Love me like you do, lo-lo-love me like you do

Touch me like you do, to-to-touch me like you do

What are you waiting for?"

آنکھیں کھلی یہ ساری لاین ہیزل آیز میں دیکھ کر سر میں گائی جا رہی تھی ہیزل آیز میں گھبراہٹ آئی اور اس گھبراہٹ کو دیکھ کر بھوری آنکھوں والے کے ہونٹوں پر مسکراہٹ۔ ناچتی آنگلیاں تھم گئی ہلتے لب رک گئے ٹکٹکی باندھتی ہیزل آیز نے نظریں پھیر

لی آخر مدہوشی جو ختم ہو گئی تھی سحر جو ختم ہو گیا تھا ہوش جو آ گیا تھا رقص کرتی دھڑکنیں جو جلتے دیپ کے قریب ہی گھنگرو باندھے ناچ رہی تھی رک گئی۔ خاموشی پھیل گئی بھوری آنکھیں خفا خفا چہرے پر جزا کی امید سے دیکھ رہی تھی

"واؤووو" تالیوں کی گونج سے دونوں چونکے سب کا شور بلند ہوا حمدان نے جھک کر واپس چائے اٹھائی اور لبوں سے لگا لی۔ علما کی کافی ٹھنڈی ہو چکی تھی اس نے میز پر رکھ دی

"سو بتائیے بھابھی کیسا لگا؟" حزیفہ نے شرارت سے پوچھا تو وہ چونک کر حریم کو دیکھنے لگی جو تھوڑی پر ہتھیلی رکھی مسکرا رہی تھی سب اس کے جواب کے منتظر ہو گئے سب سے زیادہ وہ شخص جس کی دھڑکنیں تک بے صبری سے اس کی منہ سے نکلنے والے لفظوں کی آس میں تھی

"وہ۔۔ہ۔ ہمم" وہ لفظوں کو ٹٹولنے لگی تب حزیرہ شرارات سے بولی

"شرما رہی ہیں یار" سب کا قہقہہ ایک ساتھ گونجا کسی کی دل کی دھڑکنیں اداس ہو گئی ان کی آس جو بجھ گئی

"اکیلے میں بتائے گی اور پھر چھ می لایک یو ڈوڈوڈو۔۔۔" صبحان کی چلتی زبان کو حمدان کے گھورنے پر بریک لگا تھا

"مم۔۔ میرا مطلب تھا کہ کک۔ کیا مطلب تھا میرا حنین بھیا" صبحان نے گھبرا کر حنین پر بات ڈالی جو مزے سے سب سن رہا تھا

"مجھے کیا پتا تمھیں پتا ہو گا" حنین جلدی سے بولا "چلو اب طلحہ بھیا کی باری ہے" میشال نے کہا سب کا شور گونجا

"م۔۔میں کمرے میں جا رہی" علما بہانا بنا کر جلدی سے لان سے باہر نکلی حمدان خاموشی اس کی پشت دیکھتا رہ گیا

★★===========★★

وہ منہ پر ہاتھ رکھتی کوٹیج کے اپنے کمرے میں آئی سمی بے خبر سو رہا تھا وہ جلدی سے باتھ روم گئی اور دروازہ بند کر کے منہ پر ہاتھ رکھے رونے لگی وہ کچھ دیر تک روتی رہی روتی رہی یہ قسمت نے کیسا کھیل کھیلا تھا اس کے ساتھ اس شخص کو آج اس کے سامنے پھر لا کر کھڑا کر دیا جس سے وہ بھاگ رہی تھی جس کے خیال سے بھاگ رہی تھی اور وہ بے حس شخص اس کی دنیا کا نہیں تھا وہ بہت الگ تھا وہ بہت برا تھا

نمرہ آواز سے رونے لگی تھی

"آخر کیوں؟" وہ روتے ہوئے چیخی

کتنی تکلیف ہو رہی تھی اسے کیوں نکہ اس نے اس شخص کو محبت کے لیے چنا تھا کیوں اس کی آنکھوں اس کے جزبوں سے اس شخص کا انتخاب کیا؟ آخر کیوں؟ وہ کیا کرے؟ وہ اس گھر میں رہتا ہے شاید وہ اس گھر۔۔۔ کا فرد ہے نہیں وہ جلدی سے نفی میں سر ہلانے لگی

"نہیں اگر ایسا ہوا تو اسے یہ گھر ان گھر میں رہنے والے لوگوں کو چھوڑ کر جانا ہوگا" یہ خیال ہی دل دہلانے والا تھا اور اس خیال کو زبان پر لا کر اس کا دل پسیج گیا

"باجی؟" اچانک سے دروازے پر سمی کی نیند سے بھری آواز کے ساتھ دستک ہوئی وہ چونکی۔۔۔شاید اس کی آواز سے سمی جاگ گیا تھا اس نے جلدی سے منہ پر پانی مارا اور آستین سے چہرہ پوچھتی دروازہ کھولا

"باجی کیا ہوا؟" سمی آنکھیں مسل کر بولا۔ نمرہ نے اپنے آنسو ضبط کیے اسے مضبوط ہونا تھا اپنے بھائی کے لیے اس نے نفی میں سر ہلایا اور اسے لے کر بستر پر آگئی اپنی گود میں اس کا سر رکھ کر تھپتپی دے کر سلانے لگی اور ساتھ خود کے جزباتوں کو بھی

★★==========★★

"یہ کیا ہے" اس نے دانت پیستے کاغذ آگے کیا۔ سر کاشف نے اس کو دیکھا پھر کاغذ کو "کیا آپ نہیں جانتی؟" ان کی بات پر ہمنہ کو اور غصہ چڑھ گیا

"یہ کیا بے ہودا مزاق ہے "

"یہ مزاق نہیں ہے" ان کو برا لگا

"مطلب کیا ہے آپ کا؟ "

"جو اس پر لکھا ہے "

"آپ نے مجھے پرپوز کیسے کیا م۔۔میں آپ کی عزت کرتی تھی اور آپ کو شریف انسان سمجھتی تھی" ہمنہ کو دکھ ہوا

"میں نے کونسی غیر شریفانہ حرکت کی ہے میں نے آپ کو بڑے ہی ادب سے پرپوز کیا ہے میری تو ہمت نہیں تھی آپ سے نظریں ملا کر کہنے کی مگر اب۔۔بات یہاں تک پہنچ گئی ہے تو ٹھیک ہے میں آپ کو پسند کرتا ہوں اور آپ سے عزت کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہوں" سر کاشف ہمنہ کو پسند کرنے لگے اتھے اور بڑی ہمت کر کے اس نے یہ بات کاغذ پر لکھ کر بچے کے ہاتھ ہمنہ کو پوچھائی تھی مگر ہمنہ کا ردِ عمل غیر متوقع تھا اسے تو لگا تھا وہ شرمائی گی

"سر کاشف بس۔۔۔ آیندہ نہیں یہ آخری وارنگ ہے اپنے یہ پسند ناپسند اپنے دل میں دبا لے تو زیادہ بہتر ہوگا میں نہیں چاہتی کہ میں جو مشکل سے اسکول آتی ہوں وہ بھی میرا آنا بند ہو جائے" وہ بولتی کاغذ ایک طرف ڈال کر کلاس سے باہر نکل گئی جبکہ سر کاشف نے دکھ سے اس کی پشت کو دیکھا

★★==========★★

وہ سن بیڈ پر بھیگی دیوار کو گھور رہی تھی جب برابر میں پڑے موبایل پر رنگ ٹون ہوئی اس نے چونک کر موبایل اٹھایا اور کان سے لگایا

"ہیلو" اس نے نمبر نہیں دیکھا تھا

"ہیلو میم" کسی لڑکے کی آواز آئی اس نے چونک کر کان سے فون ہٹایا اور نمبر دیکھا

"ارے یہ تو ڈریس لایک سے کال آئی ہے" اس نے واپس فون کان سے لگایا

"اوہ ہیلو"

"میم آپ کا بل تیار ہے" دوسری طرف لڑکے نے کہا علما نے سر پر ہاتھ مارا اسے تو یاد ہی نہیں تھا کہ اس نے اپنی دوست کو برایڈل شاور پر قیمتی لباس تحفہ میں اسی ڈزاینر شاپ سے آرڈر کیا تھا اور اب اس کا بل آ گیا تھا

"سوری آئی فور گوٹ یس کتنا ہوا؟" اس نے معزرت کے ساتھ پوچھا

"اٹس سکسٹی تھاوزنڈ "

"او۔۔اوکے میں آپ کو آج رات تک پیمنٹ ٹرانسفر کر دونگی اوکے؟" اس نے کہہ کر فون رکھ دیا اٹھی اور اپنا بیگ نکالا اور اس میں پیسے ٹٹولے مگر یہ کیا۔۔کل ٹوٹل اس کے ہاتھ میں پانچ ہزار روپے آئے

"میرے پاس تو پیسے ہی ختم" اس نے حیرت سے پانچ ہزار کا نوٹ دیکھتے کہا

"اب کیا کروں پیسے تو رات تک دینے ہے" وہ پریشانی سے بیڈ پر بھیٹ گئی "میم سے۔۔نہیں" اس نے نفی میں سر ہلایا "بھائی سے لے لیتی لیکن۔۔۔نہیں میرا کام تھا مجھے خود پیسے دینے چاہیں یار کیا کروں" اسے دکھ ہوا اس کے پاس جتنے پیسے تھے اس نے حریم کی شادی میں اپنی ساری شوپنگ پر اڑا دیے تھے اب اسے پریشانی ہو رہی تھی۔وہ اٹھی تو چھن کی آواز آئی وہ چونکی واپس بھیٹی اور دایاں پیر اپر کر کے دیکھا

"ہاں میری سونے کی پایل" اس نے سونے کی نازک پایل پر ہاتھ پھیرا اور کچھ سوچنے لگی

★★==========★★

"امی آپ نہیں جائے گی" اس نے پہلی بار اقرء بیگم سے سخت لہجے میں اونچی آواز سے بات کی تھی پاس بھیٹی ماہم سہم گئی اس نے آج تک آحد کو اتنا غصہ میں نہیں دیکھا تھا اقرء بیگم سر پکڑ کر بھیٹ گئی

"دو سال کی منگنی یوں اچانک توڑ کر اس کی شادی سارم سے کر رہے ہے" اقرء بیگم حیرت سے بولی ماہم رونے لگی تھی آخر سمرہ کو کیا ہو گیا تھا اس کی سمجھ سے باہر تھا

"وہ سارم سے شادی کرے اپنی بیٹی کی یا کسی اور سے ہمارا رشتہ اب ختم اب اس گھر میں سمرہ کا نام نہیں لیا جائے گا" وہ درشتی سے بولتا باہر نکل گیا جبکہ اقرء بیگم نے ماہم کو دیکھا ماہم نے اقرء بیگم کو

"مما سمرہ باجی کو کیا ہو گیا ہے کل تک تو سب ٹھیک تھا وہ تو بھائی کو اتنا پسند کرتی تھی اور وہ سارم تو ان کو پسند ہی نہیں تھا اور اب اچانک بھائی سے رشتہ توڑ کر سارم سے شادی ضرور۔۔ ضرور انکل آنٹی نے زبردستی کی ہو گی ورنہ سمرہ باجی ایسا کر ہی نہیں سکتی ویسے بھی انکل آنٹی ہمیں پسند نہیں کرتے" ماہم آنسو پوچھتے بولی

"میں بچیوں کو خبر دوں" اقرء بیگم کو اچانک یاد آیا تو وہ حریم کو کال ملانے لگی جبکہ ماہم سمرہ کو میسج کرنے لگی تھی

★★==========★★

"آپ یہ ک۔۔ کیا کہہ رہی ہے؟" اسے ایسا محسوس ہوا کہ اس کے پیروں کے نیچے سے زمین پھسل گئی ہے ماں کے کہے الفاظ اس کے کانوں میں سر سر کر کے اب تک گونج رہے تھے سامنے بھیٹی ماں کے برابر میں بھیٹے بیٹے کو دیکھا جو موبایل میں مصروف اس طرح تھا جیسے وہاں پر اس کے علاوہ کوئی موجود نہ ہو

"اس میں اتنا حیرت کی کیا بات ہے؟" وہ اتنے نارمل انداز سے بات کر رہی تھی جبکہ سامنے کھڑی لڑکی کے سر پر ہتھوڑے پڑنے لگے تھے

"اماں و۔۔ وہ کاشان مجھ سے بیس سال بڑا ہے اور وہ۔۔۔ وہ نشہ کرتا ہے" پیروں میں جان باقی نہ رہی تھی جبھی وہ ریت کی مانند چکرا کر صوفے پر پسھل گئی۔ اس کی بات سے اماں کے چہرے کے تاثرات میں ناگواری واضح ہوئی تھی

"کوئی نہیں سب میرے بھانجے کو بدنام کرنے کی باتیں ہے سب جلتے ہیں آخر مہینے میں تیس ہزار جو کماتا ہے فضول باتیں ہے سب" وہ پالک کاٹتی بولی

"اماں میری شادی کی۔۔۔" اس کی بات اس کے بھائی نے کاٹی تھی جو چلتی بحث سے چڑ گیا تھا

"ہمنہ تجھ سے کوئی پوچھ نہیں بلکہ بتایا جا رہا ہے جا تیاری کر جلد سے جلد تجھے سادگی سے رخصت کر دیگے ایک بوجھ تو کم ہو" وہ کیسا بھائی تھا ہمنہ کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے

"میں خود کماتی ہوں میں کسی پر بوجھ نہیں" کافی ہمت کر کے وہ بولی تھی مگر اماں کی تیز آواز نے اسے چوکنے پر مجبور کر دیا ہمت ڈھیر ہوتے دیر نہیں لگی

"بکواس بن کر اور جا کر کمرے میں مرکل خالہ اور کاشو آرہا ہے بات پکی کرنے اسی ہفتے سوچ رہی ہوں میں جامر" وہ اس پر چیخ کر واپس پالک کاٹنے میں مصروف ہو گئی اور بھائی موبایل میں مصروف اس کا دل چاہا وہ چیخ کر کہے کہ میری زندگی کا فیصلے کا اختیار میرے

ہاتھ میں کیوں نہیں ہے آپ لوگ اپنے کام سے کام رکھے غصہ آنسو سب برداشت کرتی با مشکل وہ اٹھی اسے گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔شادی چلو ٹھیک ہے مگر کسی ایسے سے جو نشہ کرتا ہے جو پورے خاندان میں بدنام ہے۔وہ اس کو شروع سے نہیں پسند اس کے غلیظ آنکھیں اس کو چبتی ہے شروع سے ہی جبھی وہ کبھی بھی گھر میں آتا تو وہ کمرے میں بند ہو جاتی تھی اور اسی سے اس کی شادی کروا رہے ہے اور اسے جب اطلاع دی جا رہی ہے جب سب کچھ طے ہونے والا ہے

"سن چائے بنا اور پانچ کپ بنانا میرے کچھ دوست آرہے ہے" موبایل جیب میں رکھتا وہ اٹھا اور کہتے نکل گیا ہمنہ نے آنسو برداشت کیے تھے ہمیشہ کی طرح۔۔۔۔جو بہت ہی مشکل کام تھا

★★===========★★

"لیکن میں کسی سنار کو یہاں جانتی ہی نہیں" وہ نیچے سیڑھیاں اترتی سوچ رہی تھی جب حزیرہ کچھ ڈبوں کے ساتھ اسے ٹکرائی

"ارے آرام سے" علما نے اس کو گرنے سے پکڑ لیا" ہائے شکریہ بھابھی ورنہ ابھی میں اللہ کو پیاری ہو جاتی" حزیرہ نے ڈبوں کو سینے سے لگا کر دل دھڑکتے کہا

"ویسے بھابھی یہ دیکھے" اچانک یاد آنے پر اس نے لال اور نیلا ڈبا کھول کر علما کے آگے کیا جس میں سونے کے بھاری ہار تھے

"واؤ" علما نے بے اختیار ان خوبصورت ہار کو چھوا حزیرہ مسکرائی

"کیسے لگے ؟ "

"بہت اچھے "اس نے ہار کو دیکھتے کہا جو تیز چمک رہے تھے

"آپ کے ہی ہے تائی جان نے بجھوائے ہے حمدان بھیا کی اکلوتی بیوی اور اس گھر کی دوسری بہو ہونے کے ناطے حریم بھابھی کو بھی ملے تھے" حزیرہ کی بات پر علما نے حیرت سے اسے دیکھا اور پھر قیمتی ہار کو جو لاکھوں میں ہونگے

"کیا ہوا" اس کے یک ٹک دیکھنے پر حزیرہ نے کنفیوزن سے پوچھا تو وہ چونکی "ک۔۔کچھ نہیں "

"نہیں کچھ تو؟" حزیرہ نے اس کو غور سے دیکھا

"م۔۔میں بس دیکھ رہی کتنے اچھے ہیں ویسے کہاں سے لیے کہی باہر سے منگوائے "اس نے ایک بار پھر ہار کو چھو کر دیکھتے پوچھا

"ہاہاہا نہیں ہمیں باہر جانے کی ضرورت ہی نہیں "

"کیوں "ہاتھ اور نظریں دونوں ہار پر تھے

"ہمارے اپنے خاندانی سنار جو ہے" علما رکی چونک کر حزیرہ کو دیکھا جو مسکرا کر کہہ رہی تھی

"ا۔۔وہ۔۔وہ یہ سنار کہاں میرا مطلب یہاں ان کی دکان وغیرہ بھی ہوگی "اسے اپنی پایل یاد آئی

"ہاں ہے بلکل اتنی بڑی یہی قریب میں ہے" حزیرہ نے ڈبہ بند کرتے کہا

"تمھیں پتا ہے اڈریس؟ "

"کیوں آپ کو جانا ہے میں لے جاؤنگی" حزیرہ نے کہا تو علما نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا "ٹھیک ہے پھر ابھی تھوڑی دیر میں چلتے ہیں" حزیرہ نے مسکرا کر کہا۔ تھوڑی دیر میں وہ لوگ سنار کے پاس گئ مگر علما خالی ہاتھ ہی لوٹی اسے بس بہانے سے سنار کی دکان دیکھنی تھی اب وہ شام تک واپس جائے گی اس نے واپسی میں گاڑی میں سوچ لیا تھا

★★==========★★

"مما آپ یہ کیا کہہ رہی ہے؟" حریم کو لگا کہ اسے سننے میں غلطی ہوئ ہے اس نے تصدیق کرنی چاہی

"ہاں بیٹا میں سہی کہہ رہی ہوں سمرہ کی ماں کا فون آیا تھا" وہ دکھ سے بولی

"یہ۔۔۔ یہ کیا مطلب اچانک سمرہ۔۔ سب کچھ تو ٹھیک تھا آپ۔۔ آپ یہ بتائے آپ سمرہ کے ہاں گئ؟" وہ حیرت اور دکھ کے ملے جلے تاثرات سے بولی

"آحد نے سختی سے منع کر دیا ہے اب کوئ رشتہ رکھنے سے" اقرء بیگم نے بتایا

"ایسے کیسے آسانی سے رشتہ ٹوٹ سکتا ہے دو سال۔۔۔ دو سال سے بھائ اور سمرہ ایک دوسرے سے منسوب ہے اور اپر سے سمرہ نے ایسا کچھ نہیں کہا تھا وہ تو بلکل ٹھیک تھی" حریم کی سمجھ سے باہر تھا

"وہی تو حیرانگی کی بات ہے سب کچھ تو نارمل تھا مجھے لگتا ہے آحد اور سمرہ میں کوئ بات ہوئ ہے اور آحد کچھ بتا نہیں رہا" اقرء بیگم نے اندازہ لگایا

"اچھا ٹھیک ہے آپ فکر نہ کریں میں بات کرتی ہوں" اس نے ان کو ریلیکس کر کے فون رکھا اور علما کو ڈھونڈتی کمرے سے نکلی

★★==========★★

وہ دوپہر میں حزیرہ کے ساتھ آئ تھی اس نے راستہ دیکھ لیا تھا جبھی وہ چھپ کر رکشے میں واپس آئ رکشے سے اتر کر اس نے پیسے دیے اور اندر داخل ہوئ دکان کافی وسیع تھی چاروں طرف شیشہ تھے سونے کی جیورلی ہر طرف رکھی تھی علما خوبصورت قیمتی زیورات کو دیکھ رہی تھی جب سنار کی آواز سے چونکی

"ارے ارے میم صاحبہ اب یہاں دوبارہ ارے راشد جلدی سے چائے لاؤ حیدر ولا کی بہو ہمارے یہاں مہمان بن کر آئ ہے" جب وہ حزیرہ کے ساتھ آئ تھی تو حزیرہ نے سائ نام کے اس سنار کا علما سے تعرف کروایا تھا دیکھنے سے ایسا لگتا تھا کہ حیدر ولا والوں کی وہ

بہت زیادہ عزت کرتا ہے۔ حزیرہ اور سائی کے اتنے کہنے پر بھی علما نے ایک انگھوٹی تک نہیں لی تھی البتہ حزیرہ نے کانوں کے جھمکے اپنے لیے پسند ضرور کیے تھے

"نہیں چائے وغیرہ کچھ نہیں" اس نے جلدی سے راشد نامی لڑکے کو دیکھ کر نفی میں سر ہلایا

"نہیں ایسے کیسے نہیں آخر آپ حمدان بابا کی بیگم ہے" حمدان کے نام سے علما کا ہلک تک کڑوا ہو گیا

"مجھے بس تھوڑا کام ہے "

"جی۔۔جی کہیے کیا سیوا کر سکتے ہے؟" ادھیڑ عمر کا سائی جو سفید کمیز شلوار پر سنہیرے رنگ کی واسکٹ پہنا تھا گلے میں سونے کی چین تھی آنکھوں پر موٹا چشمہ لگائے خوش اخلاقی سے بولا

"یہ پایل بیچنی ہے میں نے" اس نے سونے کی نازک پایل سائی کے آگے لہرائی سائی نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر پایل کو "سب خیریت؟" اسے جھٹکا لگا تھا آج سے پہلے حیدر ولا سے کوئی کچھ بیچنے تو نہیں آیا تھا

"بیٹی اتنا چھوٹا تھا حمدان میاں جب ہم دیکھتے آرہے ہے سب خیرت تو ایسا کیا ہو گیا جو آج حمدان بابا کی نی نویلی دلھن کچھ بیچنے آئی ہے؟" علما کو غصہ آیا وہ کون ہوتے ہوتے سوال کرنے والے آخر حیدر ولا اور حیدر ولا نے جڑا ہر شخص اپنے کام سے کام کیوں نہیں رکھتا؟

"دراصل مجھے پیسوں کی ضرورت نہیں میں تو بس اس لیے بیچ رہی ہوں کیوں نکہ یہ مجھے پسند نہیں" علما نے زبردستی مسکرا کر کہا

"اچھا ایسی بات ہے؟" سائی ابھی بھی کنوفیوز تھا

"جی بلکل میرے پاس وقت نہیں کیا آپ جلدی یہ "

"ج۔۔جی ابھی آپ کو دے دیتے" سائی نے پایل اس کے ہاتھ سے لی اور اندر چلا گیا کچھ دیر بعد باہر آیا علما کے پاس کولڈرنک رکھ دی گئی تھی مگر اس نے پی نہیں تھی

"کتنا ہوا؟" علما نے پوچھا

"یہ تقریباً پچاس ہزار" سائی نے قیمتی پایل کو دیکھتے کہا علما مسکرائی وہ جانتی تھی پایل قیمتی ہے

"ٹھیک ہے آپ دے دیں کیش" وہ مسکرا کر بولی

"جی بہتر" کچھ ہی دیر میں اس کے ہاتھ میں پچاس ہزار کی رقم تھی جو اس نے خوشی سے بیگ میں ڈالی اور نکل گئی جبکہ پایل ہاتھ میں لیا سائی حیرت میں اب تک مبتلا تھا

★★==========★★

"میں نہیں کرونگی شادی" وہ روتے ہوئے خود سے بولی۔ آج شادی کی تاریخ طے ہو گئی تھی اور ٹھیک تین بعد سادگی سے نکاح تھا یہ خبر سنتے ہی اس کے پیروں سے زمین کھسک گئی تھی وہ رات کے آدھے پہر بیڈ سے لگ کر بھیٹی جانے کتنی دیر باپ کی تصویر سینے سے لگائے روئے جا رہی تھی

"ابو اگر آپ آج ہوتے تو میرے ساتھ کوئی زبردستی نہیں کر پاتا" وہ روتے ہوئے اپنے باپ کی تصویر پر ہاتھ پھیرتی بولی

"ابو آپ جانتے ہیں وہ نام کا بھائی میرا سب کچھ کرتا ہے اس کے گندے دوست ہے اس کی غلط صبحت ہے مگر پھر بھی اسے کچھ نہیں کہا جاتا" سسکیاں لیتی وہ آج بھی تصویر پر ہاتھ پھیرتی اپنے باپ سے ساری باتیں کر رہی تھی

"ہمارے معاشرے پر صرف عورت پر ہی کیوں انگلیاں اٹھتی ہے؟" سسکیاں پر قابو پاتی غم و غصہ سے بولی

"عورت کے کردار پر ہی کیوں کہا جاتا ہے مردوں کا کردار کیوں نہیں دیکھا جاتا؟ مردوں کے پاس کردار نہیں ہوتا کیا" وہ روتے ہوئے غصہ سے بولی اس کو سمجھانے والا اس کو اپنے گلے سے لگانے والا کوئی نہیں تھا

"لیکن نہیں میں کوئی بزدل نہیں ہوں۔۔۔۔ آپ کی بزدل بیٹی نہیں ہوں میں یہ شادی ہرگز نہیں کرونگی چاہے مجھے جو کرنا پڑ جائے چاہے مجھے گھر سے بھاگنا۔۔۔۔" وہ ٹھٹک کر رکی۔ یہ قید خانہ تھا آزادی اس کی مٹھی میں تھی کیا وہ مٹھی کھولنے کی جرت رکھتی ہے؟ ہزاروں سوال اس کے زہن میں گردش کرنے لگے تھے وہ غلط راستے پر تھی یا سہی وہ نہیں جانتی تھی اس کے سامنے بس دو راستے تھے۔ قید اور آزادی۔ یہ دو لفظ اچانک اس کے زہن میں گردش کرنے لگے تھے

★★===========★★

اس نے گاڑی کا بریک لگایا اور مسکرانے لگا وہ آفس سے جلدی نکل گیا تھا کیونکہ اس نے رات کو ہی سوچ لیا تھا کہ وہ آج ہی علما کے لیے کوئی تحفہ لے گا ان دونوں کی شادی اتنی جلد بازی میں ہوئی تھی کہ اسے وقت ہی نہیں ملا تھا اسے منہ دکھائی دینے کا اور آج وہ خاص وقت نکال کر اپنے خاندانی سنار کی دکان پر آ گیا تھا۔ وہ گاڑی سے اترا اور وسیع دکان کے اندر داخل ہوا

"اسلام علکیم سائی بابا" اس نے مسکرا کر ادھیڑ عمر کے سائی کو پکار جو مائیکروسکوپ سے سونے کے کنگن کا جائزہ لے رہا تھا نسوانی آواز پر چونکہ

"ارے حمدان بابا" وہ مسکرا کر حمدان کی طرف بڑھا "کیسے ہے آپ؟" حمدان ان کا جوش دیکھ کر مسکرایا "آخر وقت مل گیا لندن سے آ کر ہم سے ملنے کا" سائی نے خفگی سے کہا تو حمدان قہقہ لگا کر ہنسا

"شادی مبارک" سائی نے مسکرا کر کہا تو حمدان چونکہ پھر ہنس کر خیر مبارک کرنے لگا

"ارے راشد جلدی سے حمدان بابا کے لیے ان کی پسندیدہ چائے لا" راشد کو کہا تو وہ بھی خوش دلی سر ہلا کر چلا گیا حمدان مسکرا کر بار چیر پر بھیٹ گیا اور ساتھ ساتھ گھومنے بھی لگا

"خیریت آج عورتوں کے زیورات کی دکان میں تشریف لائے؟" سائی نے مزاق سے کہا تو حمدان قہقہ لگا کر ہنسا

"اب شادی ہو گئی ہے آنا جانا لگا رہے گا" وہ مسکرا کر بولا اس کے چہرے پر چمک سونے کے زیورات سے بھی زیادہ تھی

"اچھا اب جلدی سے آپ ایک اچھی سی ناک کی بالی دکھائے" وہ ادھر ادھر دیکھتے بولا تو سائی نے چونک کر اسے دیکھا پھر مسکرائے

"علما بیٹی کے لیے؟"

"جی بلکل" حمدان پھر مسکرایا

"ہاں آج میں نے دیکھا وہ سلور بالی پہنی تھی" سائی نے بالیوں والے ڈبے نکالتے کہا تو حمدان چونکہ راشد اب چائے رکھ چکا تھا اس کے سامنے

"علما سے آپ کب ملے؟"

"آج دو مرتبہ آئی تھی پہلے حزیرہ بیٹی کے ساتھ اور پھر شام کے وقت اکیلے" انہوں نے ڈبے نکال کر اس کے سامنے رکھے

"اکیلے کیوں؟" حمدان نے کپ اٹھاتے پوچھا۔ چائے کے کپ سے دھواں نکل رہا تھا

"وہ۔۔اپنی پایل بیچنے" سائی بولے تو حمدان کا لبوں پر جاتا ہاتھ میں پکڑا کپ رک گیا اور چونک کر سائی کو دیکھا جنہوں نے اب سونے کی بالیوں اور لانگ کا ڈبہ کھول دیا تھا

"کیا؟ کونسی پایل؟" حمدان نے کپ واپس رکھ کر حیرت سے پوچھا

"ایک منٹ بیٹا" وہ اندر گئے اور چند پل میں ہی باہر ہاتھ میں علما کی سونے کی نازک پایل لے آئے

"یہ پچاس ہزار لے کر گئی بیٹی اس کے بدلے" حمدان نے پایل ہاتھ میں لی اور حیرت سے سائی کو دیکھا وہ کچھ دیر مجسمہ بنا رہا تھا

★★==========★★

اداس لوگو ادھر تو آؤ ہمیں بتاؤ
کہاں کہاں پر ملے ہیں گھاؤ ہمیں بتاؤ
سفر میں در پیش مشکلوں کا بھی تذکرہ ہو
یہ داستانِ الم سناؤ ہمیں بتاؤ
سفر کے آغاز میں بھی انجام کا علم ہو
ابھی محبت نہ آزماؤ ہمیں بتاؤ

وہ موبایل ہی استعمال کر رہی تھی جب انجان نمبر سے اچانک کال آنے لگی اس نے کال اٹھائی اور فون کان سے لگایا

"ہیلو؟ "

"نیچے آوَ" کوئی آواز آئی اور دو لفظ کہہ کر فون بند کر دیا گیا علما نے ایک نظر موبایل کو دیکھا اور کمرے کی کھڑکی کو. رات آ پہنچی تھی

"میں نو کر لگی ہوں" وہ منہ بنا کر واپس ویسی سکرولینگ کرنے لگی مگر نظر بھٹک بھٹک کر کھڑکی پر جا رہی تھی نیچے وہ کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا اس نے بلا آخر چڑ کر موبایل بیڈ پر پھینکا اور کھڑکی پر آئی نیچے سفید اس کی گاڑی کھڑی تھی یعنی وہ گاڑی میں اس کا انتظار کر رہا تھا۔ کچھ دیر وہی سوچتے ہوئے کھڑے رہ کر اس نے بیڈ پر پڑا دوپٹا اٹھا کر گلے میں ڈالا اور نیچے چلی گئی

"بیٹا کہاں جا رہی ہو؟" راستے میں اسمہ اسے ملی "وہ۔۔ حمدان کے ساتھ" وہ جھجک کر بولی اسمہ کے چہرے پر مسکراہٹ آئی

"اچھا ٹھیک ہے لیکن جلدی آنا کھانا سب ساتھ کھائے گے" اسمہ نے پیار سے کہا تو وہ بمشکل مسکرا کر باہر نکل گئی

وہ کونی کھڑکی پر ٹکائے دوسرے ہاتھ میں موبایل پکڑا تھا جب وہ باہر آتی دکھائی دی گلابی گھٹنوں سے اپر آتی کرتی پر سفید پلازو پہنی ہاتھ میں گھڑی ناک میں سلور بالی لاپرواہی سے کمر تک آتے بال کھولی وہ دوپٹا سمبھالتی سنجیدہ چہرہ لیے گاڑی کے پاس آ رہی تھی۔ حمدان باہر نکلا اور گھوم کر دوسری سیٹ پر گیا اور اس کے لیے دروازہ کھولا وہ آئی ایک نظر بھی اس کو نا دیکھا اور اندر بیٹھ گئی۔ حمدان نے دروازہ بند کیا اور گھوم کر واپس اپنی ڈرایونگ سیٹ کی نشت سمبھالی۔ انجن سٹارٹ کیا اور حیدر ولا کی حدود سے باہر نکل گیا۔ علما خاموشی سے چہرہ کھڑکی کی طرف کیے باہر دیکھ رہی تھی

"پیسے چاہیں تھے تو مجھے کیوں نہیں کہا؟" گاڑی سڑکوں پر دوڑ رہی تھی علما نے چونک کر اسے دیکھا جو مسٹرڈ رنگ کی بٹن والی شرٹ پہنا تھا آستینوں کو کونی تک موڑا ہوا تھا ایک ہاتھ سے مضبوطی سے سٹیرنگ پکڑا تھا اس کی نسے واضح تھی اور دوسرا ہاتھ گھیر پر تھا بھوری آنکھیں سنجیدگی سے سامنے ٹکی تھی

"مجھے پیسے۔۔۔ ایک منٹ تمھیں کس خوشی سے اپنی ضروریات بتاوٗں؟" وہ ہڑبڑا گئی تھی مگر بات سمبھالتے وہ مضبوط لہجے میں سوال کر بھیٹی حمدان نے اس کے سوال پر ایک ترچھی نظر اس پر ڈالی علما نے اس کی طرف سے چہرہ موڑ کر سامنے سڑک پر کر لیا

"کیونکہ شاید میں کچھ لگتا ہوں آپ کا؟" وہ چبا کر بولا تھا اس کے لہجہ میں غصہ تھا علما کا محسوس ہوا۔ مگر سوال یہ تھا کہ اس کو کیسے معلوم ہوا کو علما کو پیسوں کی ضرورت تھی؟

"اوہنہہ" اس نے منہ بنایا اور واپس کھڑکی کی طرف رخ موڑ لیا

"یہ لو" حمدان نے ہاتھ اس کے آگے بڑھائے اس نے چہرہ موڑ کر دیکھا تو اس کی دو انگلیوں میں کریڈٹ کارڈ دبا تھا علما نے نا سمجھی سے اسے دیکھا جس کی نظریں سامنے ہی تھی

"آج سے یہ تمھارا کریڈٹ کارڈ جب اور جتنے پیسے چاہیں ہو اس کو یوز کر لینا تمھارا ہی ہے" وہ سنجید گی سے بولا۔ علما کو غصہ چڑھا

"کس حق سے دے رہے ہو ہاں؟ مسٹر حمدان علی حیدر اپنے یہ پیسوں کا رعب نا اپنے پاس رکھا کرو ہو گے تم لندن کے بڑے بزنس مین آئی ڈونٹ کیر" اس نے غصہ سے کہا اور جھٹکے سے چہرہ موڑ لیا۔ حمدان کے تاثرات اب تک ویسے ہی تھے

"شوہر کے حق سے دے رہا ہوں" اب کی بار اس نے چہرہ موڑ خفا ہوئی علما کو دیکھا جو اس کی بات پر دانت پیسنے لگی

"میں مر جاؤں گی مگر تم سے ایک روپیہ نہیں لو نگی" وہ ویسی انداز میں بھیٹ کر بولی حمدان مسکرایا۔ علما نے کن کنھیوں سے اس کی مسکراہٹ کو دیکھا

"لینا تو تمھیں پڑے گا" حمدان مسکرا کر ڈیش بورڈ پر جھکا اور کارڈ رکھا۔ علما نے شیشہ کھول دیا تیز ہوا کے جھونکے گاڑی کے اندر آئے

"بہت ضدی ہوں میں" علما بڑبڑائی تھی مگر اس کے بڑابڑاہٹ حمدان نے سن لی تھی

"حمدان علی حیدر کے عشق پر ضدی پناہ جچتا ہے" ہوا کا پر زور جھونکا اس کے منہ پر تھپڑ کی طرح لگا تھا اس نے غصہ سے شیشہ واپس چڑھایا۔ اسے پہلے حمدان کچھ اور کہتا علما نے ٹیپ رکورڈر کھول دیا اور واپس چہرہ کھڑ کی طرف کر لیا حمدان جس نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے تھے واپس بند کر دیے

"میرے تو سارے سویرے،

بانہوں میں تیری ٹھہرے،

میری تو ساری شامیں تیرے ساتھ چل رہی ہے"

گلوکار کی سوریلی آواز سے جہاں علما نے چونک کر حمدان کو دیکھا تھا وہی حمدان نے گاڑی موڑتے مسکراہٹ دبائی

"تھوڑا سا بھی شک نہ کرنا،

تم سے میرا جینا مرنا،

تم چل رہے ہو تو سانسیں میرے ساتھ چل رہی ہے"

علما انگلیاں مڑوڑتی خود کو ٹیپ ریکورڈر کھولنے پر ملامت کرنے لگی

"او ہمسفر،

او ہم نوا بے شرت میں تیرا ہوا"

سنسان سڑکیں پیارا موسم وہ دونوں خاموشی اف۔۔۔

"پاس آؤ میں تمھیں دیکھ لو قریب سے،

آنکھوں کو یہ راحتیں ملتی ہے نصیب سے،"

علما نے آنکھیں گھمائیں گانا بہت تیز آواز میں گونج رہا تھا۔ حمدان مسکراہٹ دبائے خاموش تھا

"بازوں میں تم مجھے بے تہاشہ گھیرے ہو،

کل کی فکر ہے کس کو تم ابھی تو میرے ہو"

یہ گانا علما کو پسند تھا مگر یہی گانا اس کو زہر لگنے لگا تھا

"میں صرف تیرا رہوں گا تجھ سے یہ وعدہ میرا،

تو مانگ لے مسکرا کر میرا پیار ہے حق میرا"

"او ہمسفر۔۔۔۔۔۔" علما نے آگے بڑھ کر گانا غصہ سے تبدیل کیا۔ حمدان نے پھر مسکراہٹ دبائی ہوئی تھی گانا تبدیل ہوا

"ملے ہو تم ہم کو بڑے نصیبوں سے،

چرایا ہے میں نے قسمت کی لکیروں سے"

اس نے حیرت سے ٹیپ ریکورڈر کو دیکھا۔ حمدان نے اب قطعی مسکراہٹ نہ دبائی بلکہ کھل کر مسکرایا

"تیری محبت سے سانسیں ملی ہے،

سدا رہنا دل کے قریبوں کے"

علما خاموشی سے شیشہ کی طرف متوجہ ہو گئی حمدان کی مسکراہٹ واضح تھی وہ خود کو ملامت کر رہی تھی

"تیری چاہتوں میں کتنا تڑپے ہیں،

ساون بھی تجھ بن برسے ہیں"

اب حمدان بھی گانے لگا تھا اونچی آواز میں علما نے چونک کر اسے دیکھا جو آنکھیں بند کر کے گاتا اور پھر کھول کر خالی ویران سڑک کو دیکھتا

"زندگی میں میری ساری جو بھی کمی تھی

تیرے آجانے سے اب نہیں رہی"

وہ خاموش ہو گیا تھا گاڑی اب سنگنل پر رکی تھی

"سدا ہی رہنا تم میرے قریب ہو کر چڑا یا ہے م۔۔۔۔" علما نے غصہ سے ٹیپ ریکورڈر بند ہی کر دیا دفعتاً حمدان نے اس کو ان نظروں سے دیکھا جیسے نظریں کہہ رہا ہو" کہا تھا نہ ہمارے درمیان بہت کچھ ہے" اور علما نے نظریں پھیرلی تبھی حمدان کی کھڑکی کے شیشہ پر دستک ہوئی اس نے شیشہ نیچے کیا علما نے بھی دیکھا۔ چھوٹا سا بچہ ہاتھ میں گجرے لیے مسکرا کر کھڑا تھا

"بھیا گجرے لے لو" اس نے معصومیت سے گجرے آگے کیے۔ علما کو کافی افسوس ہوا حمدان نے مسکرا کر والٹ نکالا اور پانچ ہزار ہزار کے نوٹ نکال کر اس کے آگے کیے تو اس بچے کا حیرت سے منہ کھل گیا

" گجرے اتنے کے نہیں ہے" وہ حیرت سے ہاتھوں سے منع کر کے بولا اس کی اس حرکت پر علما اور حمدان دونوں ایک ساتھ مسکرائے

"جانتا ہوں یہ آپ لے لو" اس نے بچے کے بھورے بالوں کو بگاڑتے کہا تو اس کی آنکھوں میں چمک آگئی مگر وہ جھجکنے لگا حمدان نے اس کے ہاتھ میں پیسے پکڑائے تب جا کر اس نے لیے

"اچھا گجرے تو لے لے بھابھی کے لیے" وہ معصومیت سے بولا تو علما کی مسکراہٹ غایب ہوئی۔ حمدان نے علما کو دیکھا تو اس نے چہرہ موڑ لیا

"لگتا ہے بھابھی ناراض ہے آپ سے" وہ بچہ بولا تو حمدان مسکرایا اور سر اثبات میں ہلایا

"کوئی نہیں بھیا یہ گجرے پہناؤ ٹھیک ہو جائے گی" اس بچے نے گجرا آگے کیا حمدان نے تھام لیا اسی وقت سگنل کھلا اور وہ بچہ جلدی سے کھڑکی کے اندر جھاک کر بولا

"بھابھی مان جانا پھر بھیا آپ کو اپنے ہاتھوں سے گجرے پہنائے گے" علما نے حیرت سے دیکھا جو بھاگ کر چلا بھی گیا تھا حمدان نے قہقہ لگا کر گاڑی آگے بڑھا دی اور دو موٹے موٹے ہاتھوں کے کنگن ڈیش بورڈ پر رکھ دیے متازہ گجروں کی مہک نے علما کو آنکھیں بند کرنے پر مجبور کر دیا تھا

★★==========★★

وہ کمرے میں شام سے بند تھی جب سے سارم اور اس کے گھر والے نکاح کا دن طے کر کے گ ئے تھے۔ ملازم کے کھانے کے لیے ہزار بار دستک بجانے کے باوجود بھی اس نے دروازہ نہیں کھولا تھا۔ وہ بیڈ کے سرہانے سے سر ٹکائے کسی گہری سوچ میں گم تھی آنکھوں سے آنسو ٹپ۔۔۔ ٹپ کر کے گر رہے تھے وہ سن بھیٹی بس آنکھوں سے آنسو نکالے جا رہی تھی

دو سالم۔۔۔ دو سال کتنا طویل وقت ہوتا ہے کوئی اسے ہو چھتا ہر دن وہ گنتی تھی کیوں نہ کہ دو تین سال بعد اس کی آحد سے شادی ہونی تھی اس کی منگیتر تھی وہ یہی بات کتنی خوشی دیتی تھی وہ اسے محبت تو نہیں مگر دل سے پسند ضرور کرتی تھی اس نے شروع شروع میں یونی میں آحد کو دیکھا تھا اور جب علما نے اسے بڑی چاہ سے اپنی بھابھی بنانے کا مطالبہ کیا تو وہ خاموش ہو گئی اور دل ہی دل میں مسکرانے

لگی اور اس کی خاموشی کو اقرار سمجھ کر علما نے شور مچانا شروع کر دیا یہاں تک کہ ہبانے کانوں میں انگلیاں لے لی اور کینٹین میں بھیٹے باقی سٹوڈنٹس اسے حیرت سے دیکھنے لگے اور وہ جھومتی ہوئی شادی کے گانے گانے لگی۔ سمرہ اچانک روتے روتے وہ یاد گار لمحہ سوچ کر ہسنے لگی آنسو کے ساتھ بھلا کون ہنستا ہے؟ وہ بھی تکلیف دہ آنسو خوشی کے آنسو نہیں

آحد کا رویہ شروع سے اس کے ساتھ زیادہ شوخ نہیں تھا باقی منگیتر کی طرح وہ آحد سے ساری ساری رات فون پر باتیں نہ کرتی تھی نہ ہی اپنی پل پل کی خبریں اسے دیتی یا اس کا دن کا حوالہ ہو چھتی ان میں کافی دوری تھی مگر یہ دوری سمرہ کو بری نہ لگی تھی سہی تھا کیوں نکہ وہ نا محرم تھے یہ سب چیزیں تو نکاح کے بعد زیادہ جچتی ہے اسی سوچ کو دماغ میں رکھ کر وہ دل میں کوئی شکوہ داخل نہیں ہونے دیتی تھی

گھر جاتی تو آحد ملتا یا پھر علما یا کسی اور کی سالگرہ یا کسی بھی تقریب میں جاتی تو آحد وہاں بھی ملتا تو وہ دور سے ہی سلام کرتی اور وہ سلام کا جواب دیتا مگر نہ آج تک اس نے سمرہ کو دلچپسی سے دیکھا نہ ہی سلام کا جواب مسکرا کر دیا۔ سمرہ نے انکھیں بند کی آخر دو سال تک اس نے ان چھوٹی چھوٹی باتوں کا تجزیہ کیوں نہیں کیا جو اصل میں چھوٹی نہیں تھی آخر کیوں وہ اپنے کان آنکھیں بند کرتی رہی کاش وہ پہلے ہی جان لیتی کہ آحد کو اس میں کوئی دلچپسی نہیں تو اتنے خواب بھی نہ سجاتی۔ وہ رونے لگی چہرہ ہاتھوں میں چھپائے سمرہ شاید رونے لگی وہ رونے والی میں سے نہیں تھی مگر وہ ایک لڑکی تھی ایک مشرکی لڑکی جو ایک ہی انسان کے خواب اپنے زہنِ نشین کر لیتی ہے لڑکی مشرقی ہو یا مغربی لڑکی میں جزبات پائے جاتے ہیں وہ مضبوط ہو یا جزباتی بہر لڑکی میں جزبات پورے ہے ہر انسان میں جزبات ہوتے ہیں اور جب جزبات بکھرتے ہیں نہ تو تکلیف سہہ نہیں جاتی مگر۔۔۔ سہنی پڑتی ہے

سمرہ نے آنسو پوچھے۔ بس آحد کا باب اس کی زندگی سے ختم ہو چکا ہے اس نے فیصلہ لیا خود کو یاد دہانی کروائی جبھی موبایل کی ٹون بجی اور میسیج موصول ہوا سمرہ نے موبایل اٹھا کر دیکھا تو میسیج ماہم کی طرف سے تھا

"سمرہ باجی کیا ہوا گھر میں سب ٹھیک ہے یہ آنٹی جی نے یہ سب کیا کہا ہے؟" ایسا کچھ نہیں ہے نہ؟" ماہم کی گھبرائی ہوئی آواز وہ سن سکتی تھی۔ وہ چند لمحے میسیج کو دیکھتی رہی پھر موبایل پر انگلیاں چلانے لگی اور سینڈ کا بٹن دبا دیا

"آحد کا باب میری زندگی سے ختم" اس نے اونچی آواز سے کہا جیسے خود کو سنا رہی ہو۔ بیڈ سے اتری دروازے کی طرف بڑھی شام سے بند دروازہ کھولا اور پر یقین تاثرات کے ساتھ باہر نکل گئی۔ جلد اس کا نکاح تھا سارم منور کے ساتھ

★★==========★★

وقت آن پہنچا تھا فیصلہ ہو چکا تھا نہیں۔۔۔ ہو چکا تھا نہیں کر لیا گیا تھا فیصلہ کر لیا گیا تھا فیصلہ کرے ہی تو جاتے ہے اپنے آپ تھوڑی ہوتے ہے فیصلہ آسان ہو یا مشکل کٹھن ہو یا نا ممکن مگر لینے پڑتے ہے ہمت کو ساتھی بنا کر حوصلے کو ہم راہی بنا کر فیصلہ کبھی نہ کبھی لینا پڑتا ہے۔ انسان کا حق ہے اس کی اپنی زندگی پر اور اپنی زندگی پر حق رکھنے والے اپنے زندگی کے فیصلہ وقار سے کرتے ہے بغیر خوف

کے بغیر زور زبردستی کے۔۔۔اس نے بھی آج یہی کیا آج زندگی کا دوسرا فیصلہ تھا جو اس نے لیا تھا اور نہ یہ اختیار اس کی ماں یا بھائی کو ہوتا تھا پہلا فیصلہ اسکول میں جاب کا تھا اور دوسرا آزادی کو چننے کا۔۔۔کل اس کا نکاح تھا اور رات کے آدھے پہر وہ سڑک پر چادر اڑھے ہینڈ بیگ دائے ہاتھ میں پکڑے دوسرے ہاتھ میں موبایل پکڑے وہ تیز تیز قدم بڑھا کر چل رہی تھی۔وہ بھاگ رہی تھی ہاں وہ بھاگ رہی تھی اس قید سے رہائی کی امید لے کر بھاگ رہی تھی۔اس نے موبایل پر ایک نظر پھر ڈالی اسے اس پتے پر پہنچنا تھا ۔موبایل پر ایک میسیج کھلا تھا جس پر کسی نے پتا بھیجا ہوا تھا

اس نے یہ فیصلہ جلد بازی لیا تھا مگر اس کو رتی بھر بھی پچتاوہ نہیں تھا اس کے لب پر بس ایک ہی بات تھی

"کوئی میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتا" بچپن سے ہوئی زبردستی کا سارہ غم و غصہ اب نکل رہا تھا بچپن سے پنپتا خاموش طوفان اب کافی بڑی صورت اختیار کر کے نکلا تھا۔اس نے اپنی دوست سے بات کی تھی جو یو کے میں رہتی تھی ابھی وہ کراچی آئی ہوئی تھی اس نے اپنی تمام حالات اسے بتائے تھے جبھی اس نے اسے اپنے ساتھ یو کے لے جانے کا فیصلہ کیا تھا فلحال ابھی اسے اس پتے پر پہنچنا تھا۔اسے خوف تو تھا مگر ساتھ خوشی بھی ہمت کرنے کی خوشی،اپنا فیصلہ لینے کی خوشی،قید سے رہائی کی خوشی،دوسرے ملک جا کر خود مختار بننے کی خوشی وہ تیز تیز قدم بڑھاتی اپنی منزل پر پہنچنا چاہ رہی تھی اس آدھی رات کو نا تو کوئی ٹیکسی نظر آ رہی تھی نہ ہی رکشہ۔۔۔ اوہاں اسے یاد آیا رکشہ اور ٹیکسی کی تو ہڑتال چل رہی تھی۔وہ چلتے چلتے یک دم رک گئی اور سر پر ہاتھ مارا وہ یہ سب تو دیکھ کر ہی نہیں نکلی تھی اف۔۔اس کی جلد بازی اس نے ادھر ادھر دیکھا وہ چلتے چلتے رکشہ کی تلاش میں کسی سنسان علاقے میں آ گئی تھی

"ارے ارے وہ دیکھ" اچانک سے کسی لڑکے کی آواز کانوں میں آئی اس نے چونک کر مڑ کر دیکھا تو ہاتھ میں سگرٹ لیے کوئی لڑکا دوسرے لڑکے کا کندھا ہلانے لگا۔اس لڑکے نے چونک کر اس سگرٹ والے لڑکے کو غصہ سے دیکھا تو اس نے ہمنہ کی طرف اشارہ کیا اس کے نظر کے تاقعب میں دیکھتے ویران سڑک پر لڑکی کو پایا۔اس کی نظر میں حیوانیت جاگ گئی اور ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ ہمنہ نے بامشکل تھوک نگلا اور نظریں چراتی وہ جلدی جلدی قدم بڑھانے لگی

"ارے رک جاؤ حسینہ" پیچھے سے لڑکے کی آواز آئی مگر وہ مڑی نہیں اس نے اپنے چلنے کی رفتار اور تیز کر دی وہ تھوڑی اور دور نکل آئی تقریباً بھاگتے بھاگتے۔خاموشی ہو گئی تھی اس نے ڈر کر پیچھے دیکھا تو کوئی نہیں تھا ہمنہ نے سکھ کا سانس لیا اور بھاگنے کے باعث پھولی سانسیں بحال کرنے لگی

اچانک تیز موٹر سایکل کی آواز آئی اس نے چونک کر سر اٹھایا تو تین موٹر سایکل پر تین غنڈے جیسے دکھنے والے آوارہ لڑکے نظر آئے وہی دو جو اس کے پیچھے تھے اور ایک نیا تھا ہمنہ نے بے اختیار قدم بڑھا دیے مگر موٹر سایکل سوار نے اس کو گھیر لیا اور اب اس کے ارد گرد گول گول چکر لگانے لگے

"م۔۔میں پولس کو کال کرل۔۔لو نگی" بیگ ہاتھ سے گر گیا کپکپاتے ہاتھوں سے موبایل لہرہ کر دھمکی دی کہ اچانک لڑکے سے اس کے ہاتھ سے موبایل چھین کر دور پھینکا۔ہمنہ چیخی

"ارے جانے من آج رات یاد گار بنا دو گی ہاہاہاہا" انہوں نے قہقہ لگاتے بایک روکی۔اور اب ابنِ آدم حیوانیت لے کر بنتِ حوا کے قریب آنے لگے اور بنتِ ہوا کا دل سینے سے باہر آنے لگا ہاتھ پیروں سے جان نکلنے لگی بیگ ایک طرف گرا موبایل ٹوٹ چکا اور اپنے گلے میں انگلی سے لپیٹتے اپنی چین کو وہ انجان لڑکا تھوڑا آگے اس کے بڑا اور کھیچ کر اس کی چادر پھینکی جو ایک طرف گری سب کا قہقہ گونجا اب اسے جسم پر دوپٹا تھا جو شانوں پر ڈلا تھا

"یہ میں کرونگا" دوسرا لڑکا جلی سیگرٹ ایک طرف پھینک کر دوپٹے کو اتارنے آگے بڑھا ہمنہ نے آنکھیں میچی۔اس کے اندر ہمت طاقت جان سب ختم ہو رہی تھی

"یا خدا میری عزت تیری حوالے" بنتِ ہوا زور سے چیخ کر بولی سنسان سڑک پر اس کی دعا گونجی کالے آسمان پر کالی گھٹا چھائی چہرہ سرخ ہو گیا کنپکپاتے ہاتھ پیر سن ہو گۓ ابنِ آدم شیطانی مسکراہٹ لیے بڑھنے لگے اس کی طرف قدم پیچھے ہوتی جا رہی تھی۔آنکھیں بند تھی لب پر ایک ہی دعا تھی

"یا خدا میری عزت تیرے حوالے"

★★==========★★

حمدان نے گاڑی حیدر ولا کے اندر لی اور مین گیٹ پر روکی علا بغیر کچھ کہے اتنی جلدی نکلی جیسے وہ کب سے انتظار میں تھی کہ کب وہ اترے۔حمدان نے دروازے کی طرف دیکھا جہاں وہ تیز تیز قدم بڑھتے اندر داخل ہو رہی تھی پھر ڈیش بورڈ پر پڑے گجروں کو جو اب تک مہک رہے تھے اس نے سانس بھری اور گاڑی سے نکلا اور علا کے پیچھے پیچھے اندر جانے لگی

"ارے بیٹا آ گئ؟" حفصہ نے مسکرا کر علا کو دیکھا جو تیزی سے اندر آ رہی تھی ان کو دیکھ کر رک گئ

"اہو ڈیٹ پر گۓ تھے "صبحان نے شرارات سے پیچھے آتے حمدان کو دیکھ کر علا سے کہا "چپ ہو جاؤ" ییشال نے آکر اسے کے کندھے پر ہاتھ مارا اور مسکرا کر علا کو دیکھا

"بھابھی بھیا ڈنر کے لیے آ جاۓ" وہ بولی تو حمدان نے اثبات میں سر ہلایا "آؤ بیٹا" حفصہ علا کو لے کر گئ پیچھے حمدان بھی بڑھنے لگا تب صبحان بولا

"حمدان بھیا وہ آپ کی گاڑی فری ہے دراصل میری گاڑی پنچر ہو گئ ہے مجھے دوست سے ملنے جانا ہے" صبحان نے کہا تو حمدان نے سر اثبات میں ہلا کر چابی اسے پھینکی جس نے کیچ کر لی

"شکریہ بھیا" کہہ کر وہ گنگناتا باہر نکل گیا

"ارے رکو صبحان" میشال کو کچھ یاد آتے وہ جلدی سے اس کے پیچھے بھاگی۔ حمدان کھانے کی میز کی طرف بڑھ گیا جہاں سب جمع ہو رہے تھے

"علما" حریم پریشانی سے علما کی طرف آئی جو کرسی پر بھیٹ رہی تھی اس کو دیکھ کر کھڑی رہی "جی کیا ہوا؟" اس کے چہرے پر پریشانی دیکھ کر اس نے پوچھا

"وہ۔۔۔بعد میں بتاؤں گی پہلے کھانا کھالو" ایمان حفصہ اریشہ طہٰ کو دیکھ کر اس نے مسکرا کر کہا۔ علما سر اثبات میں ہلا کر بھیٹ گئی

"یہ حنین فریحہ اور حزیرہ حزیفہ کہاں ہے یہ چاروں؟" اسمہ کو آتے دیکھ حفصہ نے پوچھا

"وہ دراصل حنین اتنے دنوں بعد آیا ہے نہ تو بچیوں کی زد پر باہر لے کر گیا ہے اب دیر سے ہی آئے گے" اسمہ نے مسکراتے چاول کی ڈش رکھتے کہا

"بیٹا ڈاکٹر کیا گئے تھے؟" حفصہ نے حمدان سے پوچھا جو اب علما کے برابر آکر بھیٹ گیا تھا اس کے سوال مسکرانے لگا

"جی ماں" اس نے کہا۔ ایمان خاموشی سے اپنی پلیٹ پر جھکی تھی

"اسلام علیکم دادا جان" علی حیدر آئے تو کرسی پر بھیٹے سب کھڑے ہوگئے۔ حریم کھڑی حفصہ سے کچھ کہہ رہی تھی سب کو دیکھ کر علما بھی کھڑی ہوگئی

"وعلیکم اسلام" علی حیدر بولتے سب کو بھیٹنے کا اشارہ کرنے لگے تو سب بھیٹ گئے

"بھیا بھیا" اچانک میشال اندر آئی سب نے چونک کر اسے دیکھا

"اہو حاضرین حمدان بھیا بھابھی کے لیے گجرے لائے ہیں" صبحان ہاتھ میں پکڑے گھجرے لہراتا ہوا بولا۔ حمدان کو یاد آیا وہ تو گجرے گاڑی میں بھول گیا تھا علما نے گبھرا کر سب کو دیکھا سب کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی تھی

"یہ کیا بھیا گجرے لائے اور دیے بھی نہیں" اریشہ نے حمدان سے کہا۔ ایمان نے ایک نظر گجروں کو دیکھا اور واپس پلیٹ میں جھک گئی حریم نے نوٹس کیا

"دیں مت اپنے ہاتھوں سے پہنائے" صبحان نے کہا تو علما نے چونک کر حمدان کو دیکھا جو اس کو ہی دیکھ رہا تھا اس کے دیکھنے پر چہرہ موڑ لیا۔ علما نے دانت پیسے

"ہاہاہا چلو میشال جلدی سے گجرے دو بھیا کو اپنے ہاتھوں سے پہنائے گے بھابھی کو" اریشہ نے کہا تو میشال جوش سے حمدان کے پاس گئی اور گجرے بڑھائے

"م۔۔میں کہہ رہی تھی کھان۔۔کھانا" علما نے ہڑبڑا کر ٹالنا چاہا "کوئی بات نہیں پہلے پہن لو اتنے پیار سے لایا ہے بیٹا" اسمہ نے مسکراتے ہوئے کہا

"چلیں پہنائے" حمدان نے کرسی سے کھڑے ہو کر گجرے ہاتھ میں لیے اور علما کی طرف مڑا جو آہستہ سے گھبرا کر کھڑی ہوئی اور نا چاہتے ہوئے بھی ہاتھوں کو آگے کیا

"ارے پہنائے نہ شرمائے مت" صبحان شرارات بولا۔ حمدان نے ایک گجرا میز پر رکھا اود دوسرا گجرا ہاتھ میں سہی طرح سے پکڑا اس کی سفید نازک کلائی نرمی سے پکڑ کر آگے کی اور گجرہ ڈالا سب کا ہووووو کا نعرہ بلند ہوا حفسہ حریم اور طہٰ مسکراتے ہوئے دیکھ رہے تھے اور ایمان پلیٹ میں غصہ سے جھکی تھی۔ حمدان نے دوسرہ گجرا اٹھایا اور اس کا سیدھی کلائی پکڑی علما نے تھوک نگلا اور نفرت سے اسے دیکھا جس کا سر جھکا تھا مگر اپنے اپر شعلہ بار نظریں محسوس کر کے سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں بھوری آنکھیں ڈالی اور مسکراتے ہوئے گجرہ ہاتھ میں ڈالا۔ تالیوں کا شور گونجا دونوں چونکے علما نے جھٹکے سے اپنی کلائی اس کی نرم گرفت سے چھڑائی اور بیٹھ گئی۔ حمدان بھی کرسی کھینچ کر واپس بیٹھ گیا

"چلو اب سب بیٹھ جاؤ" حفسہ نے کہا تو سب کھانے کی طرف متوجہ ہوئے اور صبحان خدا حافظ کہہ کر نکل گیا

"باقی سب کہاں ہے" حمدان نے ادھر ادھر دیکھتے پوچھا "بیٹا سب نے کھانا کھا لیا بس تم دونوں رہ گئے اور باقی یہ لوگ" حفسہ کہتے ساتھ بیٹھی

"داداجان آپ کو کیا ہوا" اریشہ نے ناسمجھی سے علی حیدر کو دیکھا جو مسکراتے ہوئے حمدان کو دیکھ رہے تھے

"معلوم ہے برخوردار جب ہماری اور تمھاری دادی جان کی شادی ہوئی تھی تو ہم بھی روز گجرے لایا کرتے تھے" وہ ہنس کر بولے حمدان نے مسکرا کر دیکھا علما تو بس چاولوں میں چمچا چلا کر اپنے ہاتھوں میں بندھے گجروں سے کوفت کھا رہی تھی جو اسے ہتھکڑیاں محسوس ہو رہے تھے۔ برابر بیٹھے حمدان نے اسے کن کھنیوں سے دیکھا اور محسوس کیا کس کوفت سے وہ بیٹھی ہے

★★==========★★

"ٹوپی بھایا آج رات کا ڈنر کتنا لزیز ہے" لڑکا آگے بڑھتا خوبصورت لڑکی کو دیکھتا بولا بنتِ حوا کو کچھ آوزیں نہیں آ رہی تھی بس وہ آنکھیں بند کیے پیچھے ہو رہی تھی

"قسم سے پنو" چین والا لڑکا نچلا ہونٹ دباتے اس کو گندی نظروں سے دیکھتا بولا۔ اب تینوں آگے جھپٹنے کے لیے خواخار شیر کی طرح بڑنے لگے

ابنِ آدم بنتِ حوا کی عزت نیلام کرنے کے لیے تیار تھے سنسان سڑک نا کوئی آدم نا آدم زات بہت آسان تھا بہت بنتِ حوا نے ہراسا نظریں اٹھائی اور جنگلی وحشی جانوروں کو دیکھا جو اپنے شکار کو رال ٹپکتے دیکھ رہے تھے۔۔۔بنتِ حوا کے پاس کوئی راستہ نہیں بھاگنے

کا۔۔۔ابنِ آدم اپنی بھوک مٹانے بڑھ رہے تھے۔۔۔بنتِ حوا کی آواز بند ہونا چاہی ہلک سے آواز نکلنے میں دشواری ہو گئ۔۔آنکھوں میں درندوں کو دیکھنے کی بنائی جانے لگی۔۔حوس کا نشانہ ایک بار پھر بنتِ حوا بنے گی۔۔بھوک مٹانے کا زریعہ ایک بار پھر بنتِ حوا بنے گی۔۔۔درندوں کو مزا ایک بار پھر بنتِ حوا سے لیا جائے گا۔۔روز کوئی نہ کوئی شکار ہوتی ہے آج اس کی باری ہے۔۔۔۔روز کوئی نہ کوئی اس جہنم سے گزرتی ہے آج اس کی باری ہے۔۔۔روز کوئی نہ کوئی مرتی ہے آج اس کی باری ہے۔۔۔وہ جیسی ہی اس کے دوپٹے کو کھینچنے بڑا تھا

"یا خدا میری عزت تیرے حوالے" کہ اچانک ایک آواز آئ اور ساتھ اس کی چیخ سب نے چونک کر دیکھا بنتِ حوا نے آنکھیں جھٹکے سے کھولی عزت کو جھپٹنے والا ہاتھ ہوا میں رہ گیا اور وہ سر پکڑ کر بھیٹ گیا اس کے سر سے خون آنے لگا جیسی وہ گرا پیچھے سے مہربان نظر آیا جس نے پھتر سے نشانہ لگایا تھا

وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ ۖ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجعہ: اور جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے رسوائی دے تیرے ہی قبضے ہر بھلائی ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔۔۔کالا آسمان کالی گھٹائی زور زور سے ورد کرنے لگی بنتِ حوا کے کانوں میں آیت گونجنے لگی تیز آواز میں اتنی تیز آواز جیسے وہ ایک روشن کمرے میں بھیٹی ہے اور وہاں سامنے قرآن رکھا ہے اور اس کو

پڑھایا جارہا ہے

سمجھایا جارہا ہے

بتایا جارہا ہے

دکھایا جارہا ہے

تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ ۖ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۖ وَتَرْزُقُ مَن تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

اس مہربان پر وار کرنے بڑھے اور وہ ان تینوں سے لڑنے لگا اس کا محافظ بن کر اس کا محافظ بن کر

"یا خدا میری عزت تیرے حوالے"

ترجعہ: تو رات کو دن میں اور دن کو رات میں سادے تو زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالے اور جس کو چاہے انگنت روزی دے اس مہربان کا گربان پکڑا گیا اس نے ایک جھٹکے سے گربان چڑھایا اور اس لڑکے کے پیٹ پر زوردار گھونسا مارا وہ ہکا بکا سن کھڑی سب دیکھ رہی تھی۔کالی شرٹ پر کالی پینٹ پہنا تھا بال چھوٹے فوجی کٹ تھے وہ ایک ایک کر کے ان تینوں نوجوانوں کو چت کر رہا تھا کبھی وہ اس کو مارتے تو کبھی وہ ان کو وہ سن کھڑی اپنے محافظ کو دیکھ رہی تھی۔وہ تینوں نوجوان کب بھاگے کب وہ مہربان اس کی

طرف بڑھا اسے معلوم نہیں تھا وہ اس روشن کمرے سے تب باہر آئی جب اس کے آگے چادر کی گئی اس مہربان سے زمین سے اس کی چادر اٹھا کر جھاڑی تھی اور اس کو نظریں نیچے کر کے بڑھائی تھی کیونکہ اس کا دوپٹا ایک طرف ہو گیا تھا اور اس کی حالات کافی خراب اس نے خالی خالی نظروں سے چادر کنپکپاتے ہاتھوں سے تھامی اور اوڑھنے لگی

"ش۔۔شکریہ "اس کے آنسو روانگی سے گرنے لگے تھے اس نے کنپکپاتے ہونٹوں سے اس محافظ کا شکریہ ادا کیا جو آدھی رات کو ایک انجان لڑکی کی عزت بچا گیا تھا

"اس کی ضرورت نہیں میرے گھر میں بھی بہنیں ہے اور میں جانتا ہوں عزت کی اہمیت "وہ مسکرا کر بولا تو ہمنہ کی آنکھوں میں آنسو اور بہنے لگے

"یعنی سارے مرد برے نہیں ہوتے "اس نے دل میں سوچا مردوں سے نفرت جو اس واقعے کے بعد پنپنے والی تھی وہ پل بھر میں ختم ہو گئی کیونکہ وحشی درندوں سے بچانے والا بھی ایک مرد تھا واقعی میں پانچ انگلیاں برابر نہیں ہوتی

"آپ کو کہا جانا ہے ؟ آپ برا نہ مانے تو میں آپ کو۔ڈراپ کر دوں کافی رات ہو گئی ہے اور ایسے کتے پھر مل سکتے ہے "وہ ادھر ادھر دیکھتے غصہ سے بولا ہمنہ کی نظر اچانک اس کے بازو پر گئی جہاں سے خون بہہ رہا تھا یعنی اس کو چوٹ لگی تھی اس کا تو دھیان ہی نہیں گیا لڑائی میں اس کو بھی زخم آئے تھے

"۔۔آپ کا چ۔۔چوٹ لگی ہے "وہ بے اختیار آگے بڑھی اور اس کا بازو دیکھتی بھیگی آنکھوں سے کنپکپاتی آواز سے بولی

"کوئی بات نہیں ٹھیک ہو جائے گی "وہ مسکرا کر بولا ہمنہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی ایسے لوگ کہاں پائے جاتے ہیں ؟

"آپ کو کہا جانا ہے ؟ "اس کے سوال پر ہمنہ کو یک دم یاد آیا اسے جہاں جانا تھا اس کا پتا تو موبایل میں تھا اور موبایل تو ٹوٹ چکا مطلب پتا بھی نکل چکا۔اس کے پیروں سے جان نکلتی محسوس ہوئی

اسے نا تو نمبر یاد تھا نا ہی وہ گھر جا سکتی تھی وہ بیچ دوہرائے پر کھٹن مراحل پر آ گئی تھی آگے کنوں پیچھے کھائی اس نے اس نوجوان کو بتایا تو وہ بھی پریشان ہو گیا

"آپ کا گھر۔۔۔"

"نہیں ہے میرا میں لاوارس ہوں اس دنیا میں اکیلی "وہ اپنی آواز چاہ کر بھی نہ سخت پر پائی لال آنکھیں بچکی تھی آنسو کی آمد اب تک جاری تھی اس کی بات سن کر اس مہربان کو کچھ ہوا ساری ہمدردی اس کی آنکھوں میں سمٹ آئی

"کہاں جا رہی ہیں ؟ "اچانک اس کو اپنا بیگ اٹھائے مرے قدموں سے آگے بڑھتا دیکھ وہ چونک کر اس کی طرف بڑھا

"پتا نہیں "اس نے کھوئے ہوئے لہجہ سے کہا

"کیا مطلب پتا نہیں؟"اس کو عجیب لگا

" کہی کوئی راستہ مل جائے گا۔۔۔میرے خدا نے اب تک راستہ بنا دیا آگے بھی وہی بنا یے گا"اس نے زخمی مسکراہٹ کے ساتھ کہا

"ٹھیک ہے اس نے راستہ بنا دیا ہے"اس کے ہاتھ سے بیگ لیتے ہوئے وہ بولا۔ہمنہ چونکی

"کیا مطلب؟"

" چلیے آپ میرے گھر چل رہی ہے"وہ کہتے آگے آگے بڑھنے لگا تا کہ وہ پیچھے پیچھے آئے ہمنہ حیرت سے اس کی طرف آئی

" آ۔۔آپ یہ کیا کہہ رہے ہے م۔۔میں آپ کے ساتھ نہیں آسکتی میں ایک انجان"اس کی بات ادھوری رہ گئی آگے وہ خود کچھ نہ کہہ سکی۔انجان ہی اس کا محافظ تھا

"مجھ پر بھروسہ رکھیے میں وعدہ کرتا ہوں آپ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی جب تک آپ کو اپنا پتا واپس نہیں مل جاتا تب تک۔۔۔۔ "

"نہیں پلیز مجھے شرمندہ نہ کریں آپ کا ویسی مجھ پر بہت بڑا احسان ہے آپ نے میری عزت بچائی ہے یہ احسان میں آپ کا ساری زندگی نہیں اتار پاؤں گی آپ بہت اچھے انسان ہے میں دعامیں آپ کو شامل رکھوں گی خدا حافظ"وہ کہہ کر اس کے ہاتھ سے بیگ لینے لگی

"آپ کو میرا احسان اتارنا ہے تو میرے ساتھ مجھ پر بھروسہ کر کے چلنا پڑے گا"اس نے بیگ پیچھے کرتے کہا ہمنی حیران رہ گئی

"اگر آپ کو مجھ کر بھروسہ نہیں ہے تو میں آپ۔۔۔ہاں تو میں آپ کو اپنی بہن سے بات کرواسکتا ہوں"اس نے مسکرا کر کہا

"نہیں۔۔با۔۔بات بھروسے کی نہیں"ہمنہ کو سمجھ نہیں آیا وہ کیا کہے وہ کیسے اس کے ساتھ چلی جائے

"ایک بار چل کر دیکھیے پھر بھلے آپ چلے جائے گا پلیز"اس نے درخواست کی ہمنہ کو سمجھ نہیں آرہا وہ کیا کرے"یا اللہ مجھے بتائے کیا میں بھروسہ کروں یا نہیں"اس نے یہ فیصلہ اللہ پر چھوڑ دیا

"میری گاڑی آگے ہے چلے؟"اس نے پوچھا ہمنہ کچھ دیر اس کو دیکھتی رہی وہ کتنا attractive تھا ہمنہ کو احساس ہوا

"آ۔۔آپ کا نام کیا ہے؟"اس نے بلا آخر مہربان اور محافظ کا نام پوچھ ہی لیا

"میں نام بتاؤں گا پھر چلے گی؟"اس نے چوٹ لگے ہوئے ہاتھ کو جھٹکتے کہا شاید اس کو تکلیف ہو رہی تھی

"ہ۔۔ہاں"ہمنہ نے اس کی حرکت دیکھ کر پریشانی سے بے اختیار کہا

"ہم ڈاکٹر کیا چلے گے پہلے"وہ مزید بولی۔وہ مسکرایا

"میرا نام۔۔۔"ہمنہ نے سر اٹھا کر اس کو دیکھا

"آحد عزیز ہے"مہربان نے اپنا نام بتا دیا

"آحد"ہمنہ کے لب ہلے

★★==========★★

"کیا ہوا امیم آپ نے کہا تھا بعد میں بتاؤ گی؟" علما حریم کے پاس آکر بولی جو پریشانی سے ٹہل رہی تھی

"ایماوہ۔۔۔" حریم کو سمجھ نہ آیا وہ کیسے کہے۔ علما کو سنجیدہ صورتِ حال لگی

"کیا ہوا ہے صاف صاف بتائے؟ "

"سمرہ کے ہاں سے گھر پر فون آیا تھا۔۔ انہوں نے بھائی کے ساتھ سمرہ کا رشتہ توڑ دیا ہے" اس نے پریشانی سے کہا۔ علما چونک کر اسے دیکھنے لگی

"آپ۔۔ یہ کیا۔۔ وہ لوگ پاگل ہو گئے ہے کیا ایسے کیسے توڑ دیا مزاق ہے کیا؟" علما کی غصہ سے بھری آواز اونچی ہو گئی

"آہستہ بولو۔۔۔" حریم نے دروازے سے باہر دیکھتے کہا "پتا نہیں کیا ہوا ہے گھر میں سب پریشان ہے اور بھائی نے کہہ دیا ہے کہ اسے بھی کوئی رشتہ نہیں رکھنا" وہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی

"ا۔۔ ایسے کیسے رشتہ نہیں رکھنا کل تک تو سب ٹھیک تھا دو سال سے یہ رشتہ خوشی خوشی قایم ہے اچانک فون آتا ہے اور پل بھر میں رشتے ٹوٹ جاتے ہیں؟" اسے سمجھ نہیں آرہا تھا یہ سب کیا ہو رہا ہے اس نے گہری سانس بھری اور ہاتھ میں پکڑا موبایل آن کیا

"میں ابھی بات کرتی ہوں سمرہ نے اس کے گھر والوں کی عقل ٹھکانے پر لاتی ہوں" وہ غصہ سے موبایل کی سکرین پر انگلیاں چلانے لگی۔ حریم نے نوٹس کیا وہ رخصتی کے بعد سے کافی سمجھدار اور بڑی بڑی لگنے لگی تھی

"ہاں ٹھیک ہے لیکن ٹھیک سے بات کرنا کہی بات سورنے کے بجائے بگڑ نہ جائے" وہ پریشانی سے بولی یک دم اس کا فون بجنے لگا

"اریب کی کال ہے میں بات کرتی ہوں" وہ علما کو کہتی باہر نکل گئی جبکہ اس نے دوبارہ سمرہ کو کال ملائی کیونکہ جواب موصول نہیں ہو رہا تھا

★★==========★★

"ماشاللہ جمعے کا دن تو بڑا مبارک دن ہے" سفیہ نے ہمیدہ بیگم کے جمعے کے دن طلحہ اور ایشال کی منگنی کے فیصلہ پر اکتفا کیا

"ٹھیک ہے پھر تیاری شروع کر دو" ہمیدہ بیگم نے کہا

"اتنے کم وقت میں تیاری کیسے ہو گی؟" اسمہ نے پریشانی سے کہا

"ہاں اور ہال کی بوکنگ اتنے کم وقت میں نہیں ہو پائے گی" طارق بھی بولے

"ہال میں کیوں کرنا ہے حیدر ولا کافی نہیں ہے کیا الحمدللہ یہاں پر آسانی سے تقریب ہو جائے گی" ہمیدہ بیگم نے کہا تو سب نے خوشی سے ہامی بھری

"جاوید تم بچوں کے ساتھ سارے نظام دیکھ لو اور سفیہ اور بہو آپ لوگ سب کو اطلاع کر کے بچی کے جوڑے وغیرہ دیکھ لے" علی حیدر نے کہا

"میں سوچ رہی تھی کہ اگر طلحہ اور ایشال خود جوڑا پسند کرنے جائے تو مناسب نہیں ہو گا۔۔ میرا مطلب ہے کہ دونوں آرام سے بات بھی کر لے گے کیوں نکہ جن حالات میں منگنی ہو رہی ہے اس کا اثر پورے گھر میں اب تک قایم ہے" اسمہ نے کہا تو علی حیدر نے سوچتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا

"بہو کی بات مناسب ہے بچوں کو تھوڑا وقت دینا بہتر ہے"

"ہاں اور شاپنگ اچھا بہانا ہے" سفیہ بولی تو سب نے سر اثبات میں ہلایا

★★==========★★

سمرہ نے آخر کار ہمت جٹا کر علما کی کال اٹھائ اور فون کان سے لگایا

"سمرہ کی بچی کہاں تھی کہاں تھی کب سے کال ملائے جا رہی ہوں مگر تم ہو رانی صاحبہ فون اٹھانے کی زحمت ہی نہیں کر رہی" فون کان سے لگاتے ہی علما کی چلانے کی آواز آنا شروع ہو گئ تھی سمرہ نے آنکھیں بند کی اس کی رخصتی کے بعد علما سے میسیج پر بات ہوئ تھی سمرہ نے اس کا حال احوال پوچھا تھا اور اب سیدھا کال پر بات ہو رہی تھی

"کچھ منہ سے پھوٹو بھی خیر یہ بتاؤ تم تمھارے اماں ابا کو کیا ہو گیا ہے گھر پر فون کر کے کیا الٹی سیدھی فضول باتیں کر رہے ہے پتا ہے ان کی وجہ سے بھائ بھی ناراض ہو گیا" علما نے غصہ سے کہا

"ٹھیک کہہ رہے ہے وہ" وہ بنا تاثر سن ہو کر بے اختیار بولی علما کی چلتی زبان پر بریک لگا دوسری طرف جو وہ ٹہل کر غصہ نکال رہی تھی رک گئ

"کی۔۔ کیا مطلب سہی کہہ رہے ہے؟" خوف سا دل میں اٹھا

"سم۔۔ سمرہ اگر تمھاری بھائ سے لڑائ ہوئ ہے تو ہم۔۔۔" علما نے گھبرا کر کچھ کہنا چاہا

"لڑائ تو تب ہو گی نہ جب بات ہو گی" سمرہ اس کی بات کاٹتے کھوئے ہوئے انداز سے بولی علما چونکی

"کیا ہوا ہے سمرہ؟" ڈر سا محسوس ہوا

"میرا اسارم سے نکاح ہے" سمرہ مضبوط لہجہ میں بولی اور دوسری طرف علما کے ہاتھ سے فون گرتے گرتے بچا

"ک۔ کیا؟" وہ تیز چلائ

"تمھارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا نشہ وشہ کرنا شروع ہو گئی ہو یا نیند۔میں ہو؟ ویسے بھی جہاں تک میں سمرہ کو جانتی ہوں وہ نیند میں بھول کر بھی ایسی بات نہیں کرے گی"

"ایما میری بات غور سے سنو" سمرہ موبایل کو مضبوطی سے پکڑ کر بولی "مجھے تمھاری کوئی بات۔ علما نے غصہ سے چلانا چاہا مگر سمرہ بولنا شروع ہو گئی

"میرا اور آحد کا رشتہ رشتہ نہیں تھا ایک ڈور تھی کچی ڈور جو صرف زبردستی جڑی تھی اور وہ کچی ڈور اب ٹوٹ گئی اسلیے ہمارا رشتہ بھی ٹوٹ گیا۔۔۔ایما شاید میں آحد کے لیے نہیں تھی دو سال ان کے ساتھ منسوب رہنے کے باوجود وہ میری قسمت میں نہیں تھے۔۔ خیر اب میں سارم سے شادی کرنا چاہتی ہوں کیوں کرنا چاہتی ہوں یہ اب کیسے کب ہوا اتنا بتانے کا وقت نہیں ہے اور شاید میں وقت نکالنا بھی نہیں چاہتی میں بس اتنا کہنا چاہتی ہوں تمھیں تم میری دوست تھی ہو اور رہو گی تمھارے بھائی سے میرا ایک رشتہ جڑا تھا وہ اب ختم ہو چکا ہے" وہ رکی۔ علما سانس روکے سن رہی تھی

"کوئی بات نہیں اس دنیا میں۔۔۔میں کوئی واحد لڑکی نہیں ہوں جس کی منگنی ٹوٹ گئی ہے لوگوں کے تو نکاح ٹوٹ جاتے ہیں میری تو پھر بھی ایک بلوجہ کی منگنی ٹوٹی ہے تم بے فکر ہو جاؤ تمھیں اپنے بھائی کے لیے ایک سے ایک لڑکی ملے گی جس کو تمھارا بھائی دل و جان سے قبول کرے گا یہ میری دعا ہے ابھی میں بہت خوش ہوں اور مجھے اپنے نکاح کی تیاری کرنی ہے میں بعد میں بات کرتی ہوں" وہ بے تاثر کہتی رکی اور فون کان سے ہٹانے لگی جب علما کی بھری آواز آئی۔۔ شاید وہ رو رہی تھی

"کبھی۔۔ کبھی بھی نہیں بات کرونگی تم سے میں تم دوکھے باز ہو تم دوکھے باز ہو۔۔۔اچھا ہوا تم میری بھابھی نہیں بنی مجھے نہیں بنانا تمھیں اپنی اکلوتی بھابھی تم نے دو سال تک مجھے دوکھے میں رکھا خدا حافظ سمرہ۔۔۔اور میری بھی ایک دعا ہے کہ تم جہاں بھی رہو خوش رہو خدا حافظ" دوسری طرف علما نے آنسو پوچھتے موبایل بیڈ پر پھینکا

سمرہ مجسمہ بنی کھڑی رہی

"دھوکے باز" لفظ اس کے دماغ میں گونجنے لگا "تم نے دو سال مجھے دوکھے میں رکھا" علما کی آواز گونجی

"دو سال دوکھے میں تو میں رہی ہوں" اس نے چلا کر کہا اور پھوٹ کر رو دی اس نے رشتہ تو کھو ہی دیا تھا اب دوستی بھی کھو دی

★★==========★★

"طلحہ کہاں ہے؟" فریحہ نے میثال کو روک کر پوچھا تو اس نے الجھ سے اسے دیکھا

"تمھیں کیا؟" فریحہ نے مٹھیاں میچی

"میں نے پوچھا طلحہ کو دیکھا ہے؟" ضبط سے کہا

"یہی کہی ہوگے پتا نہیں" وہ بولتی آگے بڑھ گئ جبکہ فریحہ پھر ادھر ادھر اس کو تلاش کرنے لگی جبھی اس کو طلحہ نظر آیا وہ جلدی سے اس کی طرف بڑھی

"ارے آپ کو ہی ڈھونڈ رہی تھی فریحہ "میثال جو اسے پہلے مل چکی تھی فریحہ کو ادھر آتا دیکھ بولی تو اس نے ناگواری سے فریحہ کو دیکھا

"میثال ایک کپ کافی مل سکتی ہے؟" طلحہ نے میثال کی طرف دیکھتے پوچھا

"کیوں نہیں۔۔م۔۔میں بنا کر لاتی ہوں" فریحہ جانے لگی

"نہیں میں میثال کی ہاتھ کی پیتا ہوں کیوں میثال؟" طلحہ جان بوجھ کر بولا تو میثال نے الجھ کر دیکھا پھر سر جھٹک کر اثبات میں سر ہلاتی مسکراتی اس کے لیے کافی بنانے چلی گئ جبکہ فریحہ نے کچھ کہنا چاہا

"کمرے میں بجھوا دینا" طلحہ اونچی آواز میں بولتا سیڑھیاں پھیلانگتا چلا گیا جبکہ فریحہ دانت پیستی رہ گئ یہ کیا ہوا تھا؟ اس نے باورچی خانے کی طرف میثال کو دیکھا پھر جہاں سے طلحہ گیا تھا وہاں دیکھا

★★===========★★

وہ غصہ سے آنسو پوچھتے کمرے میں آئ اور بیڈ پر بھیٹ گئ اور بہتے آنسو پوچھنے لگی۔ یہ کیا ہوگیا تھا؟ اتنے مان اتنی خواہش سے اس نے اپنی بھابھی کے روپ میں سمرہ کو پسند کیا تھا اسے آج بھی اچھے سے یاد تھا کیسے منگنی ہوئ تھی کس دھوم دھام سے اس نے سمرہ کو بھابھی کے روپ میں تسلیم کیا تھا اور اب کیسے سب پل بھر میں ٹوٹ گیا۔ کبھی کبھار سالوں سے بنے رشتے پل بھر ٹوٹ جاتے ہیں ان خاص رشتوں کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے ان رشتوں کی ڈور کو چھوٹتے ہوئے وقت بھی نہیں لگتا ایسا کیوں ہوتا ہے؟۔۔۔شاید نصیب میں وہ رشتے نہیں ہوتے ہم چاہے کتنی ہی محنت پیار لگن سے رشتے جوڑلے اگر مقدر میں ان کے قایم رہنے کے امکانات نہیں ہوں تو مان سے بھرے رشتے کرچھی کرچھی ہونے میں وقت نہیں لگتا۔ وہ سمرہ سے سخت خفا ہو گی تھی۔۔۔او۔۔اور وہ سمرہ کے لیے کیوں روئے۔۔۔اس نے اپنے آنسو غصہ سے پوچھے اور اسی دوران برابر میں رکھی کسی چیز پر نظر پڑی کوئ کاغظ تھا اس نے الجھ کر وہ کاغظ اٹھایا اسے کاغظ کے اندر کچھ محسوس ہوا اس نے کاغظ کھولا تو اندر سے اس کی۔۔۔یہ کیا۔۔پایل اس نے حیرانگی سے پایل نکالا یہ تو وہی پایل تھی جس کو وہ بیچ کر آتھی ی۔۔یہ اس کی پایل یہاں کیسے آئ اس نے ادھر ادھر دیکھا وہ حیرانگی سے ہاتھ میں پایل لی جھٹکے سے کھڑی ہو گئ۔ اس نے دوسرے ہاتھ میں پکڑا کاغظ پر لکھے الفاظوں پر ہیز آیز تیز تیز گھمائ ساتھ ساتھ اس کے لب بھی ہلے

"یہ تمھاری ہے اور کسی کو کوئ حق نہیں کہ تمھاری کوئ اپنی چیز یا اپنا تم سے جدا کرے۔۔۔یہ حق تمھیں بھی نہیں حاصل ہے "

اس کے الفاظوں کی گہرائ کو سمجھنے میں علما کو دیر نہ لگی۔۔کیا آپ کو دیر لگی؟

★★===========★★

بڑی شفا ہے تیرے عشق میں جاناں

جب سے ہوا ہے کوئی دوسرا درد نہیں ہوتا

وہ جھجکتی ہوئی گاڑی میں بھیٹ گئی تھی آحد نے اس کا بیگ پیچھے سیٹ پر ڈالا اور خود ڈرائیونگ سیٹ سمبھالی۔ ہمنہ اب تک خوف میں تھی اور تھوک نگلتی بار بار پیچھے دیکھے جا رہی تھی اسے ڈر تھا کہ دوبارہ وہ لوگ نہ آ جائے نا چاہتے ہوئے بھی اس کے آنسو آنکھوں سے بہہ جا رہے تھے جبھی اس کی سسکی کی آواز سے گاڑی سٹارٹ کرتا آحد نرمی سے بولا

"فکر مت کریے آپ میرے ساتھ ہے بلکل محفوظ "

اس کا جملہ سن کر اس نے بھیگی آنکھوں سے چونک کر آحد کو دیکھا جس کے لہجے میں بے حد نرمی تھی اور آنکھوں میں اس کے لیے ہمدردی آحد نے اثبات میں سر ہلا کر گاڑی سٹارٹ کی اور سڑک پر دوڑا دی۔ ہمنہ کے کانوں میں آحد کا کچھ دیر پہلے کہا ہوا جملہ گونجنے لگا۔ کیا کبھی پہلے کبھی کسی نے اسے کہا تھا؟ کیا کبھی کسی نے اسے اتنے اپنے پن سے تحفظ کا احساس دلایا تھا؟ دور کی بات ہے یہ تو کبھی اس کے ماں یا بھائی نے س کے سر پر ہاتھ پھیر کر شفقت سے بھی نہیں کہا تھا۔ جب لڑکیوں کو ان کے گھر سے ہی تحفظ کا احساس نا ملے جب ان کے گھر سے ہی ان کو وہ پیار وہ محبت وہ اپنا لہجہ نا ملے تو وہ بہت جلد دوسروں کے میٹھے لہجوں کی محبوب ہو جاتی ہے وہ دوسروں کی زبان سے ٹپکتے شیرے کی دل دار ہو جاتی ہے اسلیے غلطی ان لڑکیوں کی نہیں ہوتی ان کے ماحول کی ہوتی ہے جنھوں نے ان کو دو پیار کے بول کے لیے بھی ترسایا ہوتا ہے۔ جانے نا انجانے برابر میں بھیٹا اجنبی اسے اپنا محسوس ہو رہا تھا۔ نا چاہتے ہوئے بھی اسے خوف نہ محسوس ہو رہا تھا

یہاں ہمنہ کی قسمت اچھی تھی کہ جو شخص اسے ملا ہے وہ سہی تھا وہ غلط نہ تھا وہ کسی غلط یا دھوکے باز شخص سے نہیں ٹکرائی تھی وہ اس شخص سے ٹکرائی تھی جس کے لہجہ کی نرمی کے پیچھے کا مقصد اسے آرام پہچانا تھا اس کی آنکھوں کی ہمدردی میں سچائی تھی۔ جو اسے کسی بھی طرح کا نقصان پہچا نہیں سکتا تھا

"آپ ٹھیک ہے ؟"کچھ دیر بعد آحد نے سوال کیا سوچوں میں مکمل غرق ہوئی ہمنہ چونکی اور سامنے دیکھا جہاں گاڑی رونک سڑک پر آ گئی تھی

کیا اسے ڈر نہیں لگ رہا تھا؟ وہ شخص انجان تھا اس کی نیت میں رات کو اکیلی بے سہارہ لڑکی کو دیکھ کر کھوٹ ہو سکتا ہے؟ وہ اس کو کہی اور لے جا سکتا ہے کیوں؟ کیوں اس کو خوف محسوس نہیں ہو رہا تھا؟ کیوں آحد کی نظروں میں تحفظ کا احساس تھا جو اسے سکون بخش رہا

تھا؟اس کا ضمیر چیخ چیخ کر اسے جھنجوڑ رہا تھا اس کے دل کی دھڑکنیں تیز کرنا چاہ رہا تھا مگر وہ سکون سے بھیٹی تھی نا ہی خوف سے دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھی نہ ہی اس کے لب پر ہزاروں دعایں تھی بس ایک ہی ورد تھا لب پر

"شکر الحمد اللہ "اس کا شکر جس نے اس مہربان کو اس کے لیے بھیجا

"آپ ٹھیک ہے ؟"آحد نے اسے خاموش اپنی سوچوں میں ایک نیے سرے سے غرق دیکھ پھر پوچھا اب کی بار نظریں سامنے سڑک سے ہٹا کر اس کے اپر کی پھر سڑک کو دیکھا

"ج۔۔۔جی "اس نے ہچکچاتے کہا

"ویسے آپ برا نا مانے تو آپ اپنا نام بتا سکتی ہے ؟"کیا؟ہاں!اس شخص کو اب تک اس کا نام بھی معلوم نہیں تھا اور وہ اپنے گھر میں اس کو پناہ دینے جارہا تھا کتنا اچھا شخص تھا وہ کتنا رحم دل آج کل کے دور میں جہاں خونی رشتے اپنے نہیں وہاں ایک غیر انجان شخص جو کچھ دیر پہلے ہی اسے ملا اس پر اتنے احساس کیے جارہا ہے بنا کسی مطلب کے

"ہمنہ "ہمنہ نے اپنا نام بتایا تو آحد نے اثبات میں سر ہلایا۔اچانک آحد کے موبایل پر ٹون بجی اس نے جیب سے موبایل نکالا اور میسیج پڑھنے لگا ہمنہ اپنے گود میں رکھے ہاتھوں سے سر جھکائے کھیلنے لگی۔آحد کی نظریں جیسے جیسے بڑھ رہی تھی اس کے تاثرات سنجیدہ ہوتے جارہے تھے اس نے میسیج پڑھ کر موبایل ڈیش بورڈ ایسی رکھ دیا اور سانس بھری۔موبایل کی سکرین پر کچھ کیا بھی نہیں میسیج ایسی کھلا رکھا رہا اور وہ سنجیدگی سے گاڑی چلانے لگا۔موبایل کی سکرین ایسی کھلی تھی جس پر میسیج لکھا تھا

"آحد اب آپ کے اور میرے درمیان کوئی رشتہ نہیں ہے لہازہ میرے سے نفرت نہ کیجیے گا وہ بھی اسلیے کہ میں نے آپ سے رشتہ توڑ کر ایما کو تکلیف دی ایما ابھی ناراض ہے مگر میں جانتی ہوں وہ زیادہ دیر مجھسے خفا نہیں رہے گی۔۔کل میرا نکاح ہے کتنا عجیب لگ رہا ہیں نہ جسے کل تک منگنی تھی اس کو پیغام بھیج رہی ہوں اپنے نکاح کا۔۔۔آحد میں نے اس رشتے سے ایک سبق حاصل کیا ہے اور وہ یہ ہہ ہے کہ رشتے زبردستی نہیں بنائے جاتے جن رشتوں کو زبردستی جوڑا جائے ان کا ٹوٹنا لازم ہوتا ہے۔۔شکریہ میری دعا یے کہ آپ خوش رہے خدا حافظ ہمارا ساتھ یہی تک کا تھا"سمرہ" "

★★==========★★

"ایما کیا ہوا؟"حریم نے کمرے میں آکر علما سے پریشانی سے پوچھا جو آنسو پوچھ کر کھڑی ہو گئ"کچھ نہیں ہوا "

"کیا کچھ نہیں ہوا سمرہ سے بات ہوئ؟"

"میم اس کا نکاح ہے کل لہزہ اس کا نام نہ لیجیے تو بہتر ہو گا اب بھائ اور سمرہ کا کوئ تعلق نہیں ہے"وہ بولتی ڈریسنگ روم کے اندر گئ حریم حیرانگی سے اس کے پیچھے گئ

"کیا مطلب نہیں ہے اور نکاح کیس۔۔۔" حریم بول ہی رہی تھی جب ہاتھ میں پکڑا فون بجا۔ ماہم کی ویڈیو کال تھی حریم نے اٹھائ تو اقرء بیگم اور ماہم دوسری پار نظر آئے

"اسلام علیکم" حریم نے سلام کیا اور علما کو اشارہ کیا

"میم آپی آپ لوگوں کی سمرہ باجی سے بات ہوئ؟" ماہم نے پریشانی سے پوچھا

"ماہی اور مماب سمرہ اور ہمارے درمیان کوئ رشتہ نہیں ہے اس نے مگنتی توڑ دی ہے ہم بھی کوئ گرے پڑے نہیں ہے جو بھیگ مانگے" علما غصہ سے بولی...وہ تینوں حیران ہوئ

"ایم پاگل ہو گئ دو سال کا رشتہ ہے" اقرء بیگم نے حیرانگی سے کہا

"جب اسے اس دو سال کے رشتے کی کوئ پروہ نہیں ہو تو ہمیں کیوں ہو "

"ایما تم۔۔۔" حریم نے کچھ کہنا چاہا

"بس میم میں ہی تھی وہ جس نے سمرہ کا آپ سب سے تعرف کروایا تھا اور اب میں ہی وہ ہوں جو اسے تمام تعلقات منتقع کرنے کو کہہ رہی ہوں اب اس بات پر کوئ بحث نہیں ہو گی خدا حافظ" وہ سختی سے بول کر کمرے سے نکل گی جبکہ حریم موبایل کے دوسری پار افسردہ چہرے دیکھتی رہ گئ

★★==========★★

وہ اس کے کمرے میں تھی۔۔۔اس کمرے میں جس کا ذہن و گمان میں بھی نہیں تھا اس شخص کے کمرے میں جسے کل تک وہ ناپسند کرتی آ رہی تھی اس شخص کے کمرے میں جس کا ذکر ہی اس کا ہلک تک کڑوا کر دیتا تھا اس شخص کے کمرے میں جس کا نکاح اس نے اٹینڈ کیا تھا۔ سفید پجامے پر سفید لمبی موتیوں والی قمیض پہنے ہلکی جیورلی پر سر پر دوپٹا پہنے وہ چاروں طرف کمرے کو دیکھ رہی تھی۔ کبھی کبھار انسان کو احساس تک نہیں ہوتا کہ اس کی زندگی لمحے بھر میں تبدیل ہو جاتی ہے۔۔۔یہ کیا ہوا تھا اس کے ساتھ؟ اس کا تصور تو وہ بھول کر بھی خواب میں بھی نہیں کر سکتی تھی ارے تصور تو دور کی بات اس کی تو سوچ بھی یہاں نہیں پہنچ پائ تھی جہاں تک اس کی سوچ نہیں پہنچی تھی وہ خود ادھر پہنچ گئ۔ وہ آہستہ سے جیورلی اتار رہی تھی اور سنگھار میز پر رکھنے لگی اس کا انداز اس کے تاثرات حد سے زیادہ نارمل تھے ایسے جیسے وہ کوئ اپنی روزمرہ معمل کی زندگی میں ہونے والی حرکت کر رہی ہے۔ وہ اب کپڑے تبدیل کرنے جا رہی تھی کیوں نکہ وہ جانتی تھی کہ وہ نئی دلھنوں کی طرح بیڈ پر بھیٹے اس کا انتظار نہیں کرنے والی نہ ہی کسی کو اس کے گھنگٹ اٹھانے کا انتظار تھا اور نہ ہی اس کو گھنگھٹ ڈالنے کا۔۔۔تو پھر دکھاوا کس بات کا؟

★★==========★★

علما ہاتھ کی پٹی اتار رہی تھی زخم بھر چکا تھا۔۔۔وقت کے ساتھ۔۔۔مگر ظاہری اندرونی گھاؤ تو بہت مشکل سے بھرتا ہے بہت وقت لگا کر بہت جان لگا کر بہت تکلیفیں اٹھا کر۔وہ آہستہ آہستہ پٹی کھول رہی تھی نظریں ہنوز کلائی پر جمی تھی مگر سوچ گہرائی کی دوست تھی جبھی وہ اس دوستی کو ختم کرنے کمرے میں داخل ہوا اور اس کی آہٹ سے جہاں دل کی دھڑکنیں بے قابو ہونی چاہیں وہی نفرت مسکراتی ہوئی آجاتی ہے اور اس کے چہرے کے تاثرات سخت ہو جاتے ہیں

"اب کیسی ہو؟" وہ کیا سوال تھا؟ہاں وہ کیا سوال تھا وہ کلائی کے زخم کا تھا یا پھر اس کے دل کے زخم کا اس کے دل پر لگی چوٹ کا جو بھرنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی بلکہ مزید وقت کے ساتھ گہری ہوتی جارہی تھی گھٹنے کے بجائے ابھرتی جارہی تھی اور اس کی موجودگی جلے پر نمک چھڑکنے کا کام کرتی تھی۔اس کے سوال کے پیچھے جو انداز تھا وہ بڑا ہی الجھا ہوا تھا نظریں تو اس کی اس کی کلائی پر جمی تھی مگر پوچھا دل کا احوال تھا جناب نے۔علما نے پٹی ایک طرف پھینک کر اپنا ہاتھ کمر کے پیچھے لے لیا وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر فکر مندی سے اسے حال پوچھے اس کی یہ حرکت اس کے قریب آتے حمدان سے چھپی نہ رہی

"زخم وہی ہے جو چھپا لیا،

جو بتا دیا وہ تماشہ بن گیا"

"علما تمھیں ڈاکٹر کو دکھا لینا چاہیں کہیں انفیکشن نہ ہو جائے" بے حد نرمی سے کہا۔نرمی تو اس کے لہجے میں کوٹ کوٹ کے بھری ہوتی تھی جبھی وہ اپنی دل و جان کو مخاطب کرتا تھا۔جواب نہ آیا مہارت سے درگزر کیا۔۔۔ہمیشہ کی طرح

"علما زخم گہرہ ہے" حمدان نے فکر مندی سے اس کے پیچھے چھپے ہاتھ کی طرف دیکھتے کہا۔علما نے مڑا چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔اف۔۔۔پھر ہوا نہ ملاپ بھوری آنکھوں کا عشق سے۔۔۔۔اور یہاں پھر بھوری آنکھوں کے باہر کی پلکوں نے پھر سے اس عاشق سے ناراضگی ظاہر کی اور کوئی بھی حرکت کرنے سے خود کو روک دیا اور مجسمہ بن گئی

"ہاں زخم واقعی گہرہ ہے جو نہ ہی دوا سے اور نہ ہی دعا سے بھر سکے گا" پلکیں حیرانگی سے اپنے سے کیے وعدے سے مقر گئی اور فوراً حرکت میں آئی۔سینے میں دل نے وعدہ کر لیا کہ وہ نہیں دھڑکیں گا کیسے دھڑکے؟ بتاؤ کیسے دھڑکے؟ جب وہ عاشق اس کے الفاظ سن کا اگلی سانسیں لینا ہی نہ چاہتا ہو اگلی تکلیف سے بھرا لمحہ جینا ہی نہ چاہتا تو مجبور دل کو یوں وعدہ تو کرنا ہو گا نہ

علما کہتی اس کے برابر سے نکل کر باہر نکل گئی جبکہ دل کا وعدہ ٹوٹا اور ناچاہتے ہوئے بھی دھڑکنیں معامل کی طرح دھڑکی۔۔۔دھڑکتی بھی تو کیسے نہیں وعدے کی خلافی کرتی بھی تو کیسے نہیں آخر وہ موجود تھی جیسے بھی تھی نفرت کی چادر منہ تک اڑھی تھی مگر تھی تو۔۔۔اس کی موجودگی سکون بخشنے کا کام تو ٹھیک کر رہی تھی

حمدان نے گہری سانس لی ایسے جیسے خود کو تیار کیا اور جینے کے لیے خود کو امید دی۔اس شخص کی وہ امید جو قایم رکھنے بڑی تکلیف ہوتی تھی مگر وہ برداشت کر جاتا تھا اور مسکرا کر امید پوری ہونے کے انتظار میں رہتا تھا

"پہلے تھا ملنے کا انتظار،

اب مل کر بھی ملنے کا انتظار ہے،

یہ کیسے عشق میں وہ گرفتار ہے؟"(زینب خان)

★★==========★★

"بیٹا طلحہ اور ایشال کی منگنی پر اقرء بیگم اور آحد بیٹے کو دعوت دینی ہے پوری فیملی کی مجھے "حریم کے پاس بھیٹی حفصہ نے جب مسکرا کر کہا تو حریم چونکی

"دعوت۔۔۔"وہ بڑبڑائی اب وہ کیسے بتائے کہ گھر میں کتنی ٹینشن چل رہی ہے سمرہ اور آحد کی دو سال کی منگنی ٹوٹ چکی ہے تو وہ کیسے آئے گے منگنی میں۔اس نے گبھرا کر حفصہ کو دیکھا پھر کچھ یاد آنے پر بولی

"وہ دراصل ہماری کزن کی بھی منگنی ہے کل تو مما لوگ تو نہیں آ۔۔پ۔۔پائے گے"وہ جھجکتی ہوئی بولی تو حفصہ نے افسوس سے سر ہلایا

"اہو اب؟"حفصہ نے گھبرائی ہوئی حریم کو دیکھا

"کوئی بات نہیں میں آپ کی طرف سے مما کو کہہ دونگی "

"وہ آتے تو اچھا ہوتا تم اور علما بھی مل لیتی"حفصہ بولی تو وہ سر ہلانے لگی اور دل ہی دل میں شکر کیا اس کا بہانا کام کر گیا تھا

★★==========★★

اگلے دن کی صبح حیدر ولا میں ہنگامے کے ساتھ آئی تھی ہر کوئی مصروف نظر آرہا تھا تیزی سے سارے کام ہو رہے تھے پورے حیدر ولا کو دلھنوں کی طرح سجایا جارہا تھا ساری عورتیں باورچی خانے میں صبح سے گھسی تھی مہمانوں کی آمد شام سے شروع ہو جانی تھی۔حمدان جلدی اٹھ گیا تھا اور اب باتھ روم سے باتھ لے کر نکلا تھا نظر سوئے ہوئے وجود پر گئی جو بے خبر بے گانی معصوم سی سو رہی تھی حمدان مسکرایا۔وہ کل رات کافی دیر سے گھر آیا تھا کل پورا دن اس کا آفس میں گزرا تھا شروع کے دن سب ٹف تھے اسے ساتے انتظامات اپنے طریقے سے چاہیں تھے جبھی کافی کام بڑھ گیا تھا ساری تبدیلی ہوئی تھی اور آج منگنی کی وجہ سے اس نے آفس

نہیں جانا تھاوہ شیشہ میں علما کو دیکھے جا رہا تھا جب دروازہ بجانا چاہتے ہوئے بھی اسے نظریں ہٹا کر وہ دروازے کی طرف بڑھا اور دروازہ کھولا سامنے مسکراتی حریم کھڑی تھی

"گڈ مارننگ" حریم نے مسکراتے کہا تو اس کے لب بھی مسکرائے "مجھے سو فیصد یقین ہے ایما سو رہی ہے" اس نے کہا تو حمدان اس کی بات پر مسکرا کر اثبات میں سر ہلانے لگا اور اسے اندر آنے کے لیے جگہ دی

"حمدان میں کیا بتاؤں آپ کو یہ لڑکی اٹھتی نہیں ہے کتنی بار کہاں ہے جلدی اٹھا کرو مگر یہ لڑکی اٹھ جائے میرا نام بدل دے گا آپ دیکھے کیسے گھدے گھوڑے بیچ کر سو رہی ہے پتا نہیں کیا کرتی رہتی رات بھر" وہ بولتی علما کے پاس آئی کمبل ایک طرف جھٹکا اور اپنے مخصوص انداز اپنایا۔ حمدان مسکرا کر بڑے دلچسپی سے دونوں بہنوں کو دیکھ رہا تھا اور ان کے طریقے کار جو کافی مختلف تھے

"ایما بھائی باہر کھڑا ہے جلدی کرو جانا نہیں ہے پکنک پر؟" حریم نے شرارات سے دیوار سے کمر لگائے غور سے دیکھتے حمدان کو دیکھا جو اس کی بات پر حیرانگی سے دیکھنے لگا اور حیرانگی مزید بڑھ گئی جب علما چونک کر اٹھی

"کہاں ہے چلو" وہ نیند سے بوجھل آنکھیں مسلتی اٹھتی بولی

"ہاہاہاہا دیکھا ایسے اٹھتی ہے یہ بچپن سے" حریم کے قہقہ کے ساتھ حمدان بھی آواز سے ہسنے لگا اور محبت بھری نظروں سے علما کے معصوم چہرے کو دیکھا جس پر خفگی آگئی تھی۔ علما نے غصہ سے حریم کو دیکھا اور پھر سامنے کھڑے حمدان کو جو اس طرح کھڑا تھا جیسے ابھی تصویر کوئی لینے والا ہو۔ علما اٹھی اور غصہ سے باتھ روم بڑھ گئی جبکہ حریم مسکراہٹ دباتی کمرے سے باہر نکل گئی

★★============★★

ایشال نے گہرہ نیلا شرارہ پہنا تھا جس پر نیلی ہی شارٹ قمیض تھی نیلے حجاب پر آسمانی دوپٹا سر پر لیا تھا حجاب پر ہی ماتھے کی بندیہ لگی تھی وہ لڑکیوں کے ہمرہ سجی سیڑھیوں سے نیچے آرہی تھی نیچے بھیٹا طلحہ اس کو حونک دیکھ رہا تھا وہ کتنی خوبصورت لگ رہی تھی اور چہرے پر مسکراہٹ اسے مزید خوبصورت بنا رہی تھی وہ آج اس کے لیے تیار ہوئی تھی۔ طلحہ کو پتا ہی نہیں چلا کب وہ نیچے آئی اور کب برابر میں بھیٹ گئی بس اس کی نظر تو اس کے جھکے چہرے پر تھی جو اپنے اپر اس کی نظریں دیکھ کر اور شرما گئی تھی

"کیا ہوا؟" ایشال نے دھیمے سے کہا۔ سب مسکراتے ان کی طرف دیکھ کر ان کی پیاری جوڑی کی بلائیں لے رہے تھے

"کچھ نہیں" طلحہ نے شرمندگی سے نظریں پھیر لیا ایشال کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ شاپنگ کرنے وہ لوگ ساتھ گئے تھے اور ایشال نے طلحہ کو بتا دیا تھا کہ وہ اس نیے رشتے کو ایک موقع دینا چاہتی ہے اور طلحہ نے اسے یقین دلایا تھا کہ اسے اپنے فیصلے پر پچھتاوا نہیں ہو گا طلحہ کا پیار بچپن کی حمدان سے لگن مٹانے میں کامیاب ہو رہا تھا

"اللہ خوش رکھے تم دونوں کو" سفیہ نے بلائیں لی

"عشوباجی اور طلحہ بھیا سیلفی" سعد نے ہاتھ میں پکڑا موبائل دکھایا تو وہ دونوں مسکرائے سعد نے جوش سے ہاتھ اونچا کیا ایشال اور طلحہ نے کیمرے میں دیکھا اور ایک یادگار تصویر بنی سامنے کھڑی اریشہ بھی ان دونوں کی تصویری بنانے میں مصروف تھی۔بڑے کھڑے اپنے بچوں کی خوشیوں کی بلائیں لینے لگے

★★==========★★

وہ کالا کرتا زیب تن کیے ہوئے تھا ہاتھ میں چین والی سلور گھڑی تھی پیروں میں براؤن کھیڑیاں تھی اور حد سے زیادہ حسین لگ رہا تھا وجیہہ چہرے پر وہ مسکراہٹ جمائے فون کان سے لگائے اگلی طرف حسیب کے شکوے سن رہا تھا جس کی زبان پر ایک ہی شکوہ تھا کہ "میرے ہوتے ہوئے منگنی نہیں کی؟" اور وہ مسکراتا ہوا نکاح میں بلانے کے وعدے کر رہا تھا وہ راہداری عبور کر رہا تھا۔مہمان تقریباً آچکے تھے اور آس پاس گزرتی لڑکیوں کی نظریں اس حسین لاپرواہ شخص سے ہٹ نہیں رہی تھی جو منہ پر آتے بالوں کو سیٹ کرتا فون کان سے لگایا ہوا لاپرواہ چلتا آرہا تھا۔اب وہ سیڑھیوں پر آگیا تھا سیڑھیوں پر چڑھتے بات کر کے اس نے سر جھکا کر فون جیب میں ڈالا ہی تھا کہ کوئی اسے ٹکرایا اور اسے پہلے سامنے والا سیڑھیوں سے گر کر اللہ کو پیارا ہوتا اس نے اپنے مضبوط شانوں میں اس کو پکڑ لیا اور سامنے والا اس کے باہوں میں جھول گیا اور خوف سے اس کا ایک ہاتھ مضبوطی سے تھاما اور دوسرے ہاتھ سے بازوں کو دبوچ لیا۔حمدان کا ایک ہاتھ اس نازک لڑکی کے کمر پر تھا اور دوسرا اس کے ہتھیلی تھامی ہوئی تھی جو بچوں کی طرح آنکھیں میچی سانس روکے اپنے زندہ ہونے کی تصدیق کر رہی تھی۔آنکھوں پر بلیک سموکی آیز آئی شیڈ لگائی تھی بڑی بڑی پلکیں بند کی ہوئی تھی کھڑی ناک میں مخصوص سلور بالی تھی عنابی ہونٹوں پر مہرون لپس ٹک تھی سفید گال پر سرخی پڑ رہی تھی بھوری آنکھیں بنا پلک جھپکائے اس کے ایک ایک چہرے کے حصہ کا باریقی سے جایزہ لے رہا تھی ہونٹوں کے پیچھے چھپا ننھا تل اسے بہار رہا تھا ہمیشہ کی طرح۔علما نے اپنے زندہ ہونے کی تصدیق پر سانس بحال کر آنکھیں کھولی تو اس کا چہرہ اپنے اپر پایا علما کو سانپ سونگھ گیا

چاند کے حسن پہ ہر شخص کا حق ہے منصور
میں اسے کیسے کہوں رات کو نکلا نہ کرے

جزبات پروان چڑھنے لگے اور اس کا چہرہ اپنے آپ علما کے چہرہ پر جھکنے لگا نظریں اس کے عنابی ہونٹوں کے پیچھے کالے تل پر تھی اس کا چہرہ اپنے قریب آتے دیکھ علما نے تھوگ نگلا اور جھٹکے سے اٹھی اس کی حرکت پر حمدان چونک کر ہوش کی دنیا میں واپس آیا اور اپنی حرکت محسوس کرتے ہی شرمندہ ہوتے اسے پیچھے ہوا جو ادھر ادھر نظریں کرتی اسے دور ایک سیڑھی پیچھے چڑھ گئی تھی۔اس نے پیروں تک آتا کال گاؤن پہنا تھا جو اپر سٹائل کا تھا بال کھلے چھوڑے تھے نیچے سے کرل دیے ہوئے تھے ایک طرف آگے اور ایک طرف پیچھے ڈالے تھے پیروں میں پینسل ہیل پہنی تھی جس کی وجہ سے وہ سیڑھیوں سے نیچے آتی لڑکھڑا گئی تھی اور حمدان نہ ہوتا تو

وہ تو آج جاتی۔۔۔اس نے خوف سے جھر جھری لی۔حمدان اپنی جگہ کھڑا شرمندہ نظر آرہا تھا اور شاید خود کو دل ہی دل میں ملامت کر رہا تھا اس کی کچھ دیر پہلے کی ہوئی حرکت پر علما نے اسے غصہ سے گھورا

"اہووووو"حزیرہ کی آواز سے دونوں چونکے۔حزیرہ جلدی سے چڑھ کر اوپر آئی جو تھوڑی سیڑھیاں نیچے کھڑی تھی

"اف کیا لگ رہے ہیں آپ دونوں زرا ایک دوسرے سے نظر ہٹا کر چاروں طرف کا جائزہ لیں سارے لوگ آپ دونوں کو ہی دیکھ رہے ہے"حزیرہ نے ہنس کر کہا تو علما حمدان نے چونک کر دیکھا تو واقعی سب مسکراتے ان دونوں کو دیکھتے سر گوشیاں کر رہے ہے

"آئے بھابھی تائی جان نے آپ کو بلایا ہے آپ کو سب سے ملانا ہے"حزیرہ نے کہا تو علما سر اثبات میں ہلا کر اترنے لگی

"اب زرہ احتیاط سے"حزیرہ نے مسکراہٹ دبائے کہا تو علما ان سنا کرتی اترتی چلی گئی

"ویسے بھیا پسند آپ کی کمال کی ہے ماننا پڑے گا ہماری بھابھی کروڑوں میں ہے"حزیرہ جوش سے حمدان کے سر گوشی کرتی نیچے اتر گئی جبکہ وہ مسکراتے ہوئے بڑبڑایا

"بے شک"

★★==========★★

آحد کے ہمرہ وہ گھر کے دروازے تک آئی۔آحد تحمل سے نارمل انداز سے بیل بجا رہا تھا جبکہ اس کی دل کی دھڑکنیں تیزی سے دوڑ رہی تھی۔پتا نہیں کیا ہو گا اب؟کیسے ہونگے سب؟کیا ردِ عمل ہو گا سب کا گاڑی میں آحد نے اس کو بتایا تھا کہ اس کی تین بہنیں اور ایک ماں ہے دو بہنوں کی شادی ہو گئی اور ایک چھوٹی ہے ہمنہ نے دلچسپی سے سنا تھا مگر اب گھبراہٹ ہو رہی تھی۔دروازہ کھلا اور ماہم سامنے آئی

"اسلام علیکم بھائی"ماہم نے مسکرا کر سلام کیا نظر ہمنہ پر گئی تو آحد کو دیکھا آحد نے آنکھیں بند کی جیسے اشارہ کیا ماہم سائیڈ پر ہوئی آحد اندر گیا

"اسلام علیکم"ہمنہ کو سلام کیا اور اندر آنے کی جگہ تھی تو وہ سہی آحد کے پیچھے داخل ہوئی آحد نے ماہم کو میسیج کر دیا تھا کہ وہ ساتھ ایک لڑکی کو لا رہا ہے ماہم نے تفصیلی نہیں پوچھا تھا اس نے بس اوکے کہہ دیا تھا اب آحد آیا ہے تو اسے آرام سے پوچھے گی

"ارے بیٹا آگیے۔۔۔یہ پٹی کیوں بندھی ہے بازو میں"گھر آنے سے پہلے آحد نے کلینک سے پٹی کروالی تھی ہمنہ تب تک گاڑی میں تھی۔اقرء بیگم کی نظر ہاتھ پر گئی تو پریشان ہو گئی ماہم بھی گھبرا کر پانی لینے اندر گئی

"کچھ نہیں بس زرا سی چوٹ آگئی ہے"آحد نے مسکرا کر کہا اقرء بیگم مزید کچھ کہتی آحد کے پیچھے چادر میں لپٹی بیگ اٹھائی ڈری سہی لڑکی پر گئی جو سر جھکائے کھڑی تھی

"بیٹا پہچانا نہیں۔۔" اقرء بیگم نے الجھ کر آحد کو دیکھا اتنے میں ماہم پانی لے آئی ٹرے ہمنہ کے آگے کی تو اس نے گلاس اٹھالیا اور پھر آحد کو پانی دیا

" بھیٹے" ماہم نے کہا تو آحد سوفے پر بھیٹا ساتھ ہمنہ بھی ایک طرف بھیٹ گئی اور پانی کی گھونٹ ہلک میں اتارنے میں لگی۔ آحد نے پانی پی کر میز ہر رکھا گلاس اور بات شروع کی

" مما یہ میری دوست ہے ہمنہ " آحد کی بات پر ہمنہ نے چونک کر آحد کو دیکھا۔ اقرء بیگم نے اچھا کہہ کے سر اثبات میں ہلایا

" ابھی کچھ پریشانی کی وجہ سے کچھ دن ہمارے ساتھ رہے گی آپ کو کوئی پریشانی تو نہیں" وہ جانتا تھا اقرء بیگم کو کوئی پریشانی نہیں ہوگی مگر بھی ہمنہ کی وجہ سے جان بوجھ کر اس کے سامنے پوچھا

" نہیں بیٹا پریشانی کیسی مہمان تو رحمت ہوتے ہے جتنے دن رہنا چاہئے بیٹا آپ رہ سکتی ہو آپ آحد کی دوست ہو اپنا ہی گھر سمجھو" اقرء بیگم نے خوش دلی سے کہا ہمنہ نے خوشی سے ان کو دیکھا۔ آحد مسکریا

"ماہی" الجھی ہوئی ماہم کو پکارا تو وہ چونکی "جی بھائی "

"ہمنہ کو گیسٹ روم میں لے جاؤ تھک گئی ہے آرام کرے گی اور مما پلیز کھانا لگا دے بہت بھوک لگ رہی ہے ہمیں" ہمیں کہنے پر ہمنہ نے آحد کو حیرانگی سے دیکھا ہاں اس کے پیٹ میں چوہے تو دوڑ رہے تھے وہ جب گھر سے نکلی تھی تو کچھ نہیں کھایا تھا اور اتنا کچھ ہونے کے بعد تھکاوٹ نیند بھوک سب ایک ساتھ لگ رہے تھے۔ آحد کی بات پر جی اچھا کہہ کر ماہم نے ہمنہ کو گیسٹ روم دکھایا جو بلکل آحد کے کمرے کے برابر تھا۔ اس کو کپڑے تبدیل اور ہاتھ لینے کا اور کھانے کے لیے باہر بلانے کا کہہ کر وہ چلی گئی جبکہ ہمنہ کمرے کا جایزہ لینے لگی بے شک گھر چھوٹا سہی مگر بہت پیارا تھا

★★===========★★

طلحہ نے ایشال کی انگلی میں انگھوٹی مسکراتے ہوئے ڈالی تھی سب کی تالیوں کی آواز گونجی پاس کھڑی ایمان نے ایشال کے معصوم چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر صبح ایشال سے کی ہوئی باتیں یاد کی

"عشو باجی آپ یہ کیا کر رہی ہے آپ زبردستی سے یہ منگنی نہ کریں" ایمان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ پورا گھر سر پر اٹھا لے اسے لگ رہا تھا ایشال پر کوئی زور زبردستی کی جا رہی ہے مگر ایشال نے اگلی بات کہہ کر اس کو غلط ثابت کر دیا

"نہیں ایمان میرے اوپر کوئی دباؤ نہیں ہے میں طلحہ کو ایک موقع دینا چاہتی ہوں" اس نے ایمان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر مسکرا کر کہا۔ ایمان خاموشی سے اس کو دیکھتی رہ گئی

"ماشاللہ میرے بچے" سفیہ بولتے برابر سے گزری تو وہ چونک کر اپنے خیالات سے باہر آئی اور وہاں سے ناک آوٹ ہوئی

علما جانے کیوں ان دونوں کو دیکھ کر مسکرائی جواب سب بڑوں سے سر پر ہاتھ پھروا رہے تھے۔ خیر وہ دونوں خوش ہے اور سب سے بڑھ کر ایشال حمدان سے بچ گئی علما تلخی سے ہنسی اور پلٹنے لگی تب سامنے کالے پینٹ کوٹ میں لڑکا مسکراتا ہوا اس کے عین سامنے کھڑا نظر آیا۔ علمانے چونک کر ادھر ادھر دیکھا پھر بتیسی نکالے اس لڑکے کو اور بھویں جوڑی جیسے کہہ رہی ہو "کیا؟"

"میں آپ کا کزن۔۔ میرا مطلب حمدان کا کزن سہیل" سہیل نے اس کے سوالیہ تاثرات دیکھ کر جوش سے بتایا اور ہاتھ بڑھایا۔ علما نے ناگواری سے اس کے ہاتھ کو دیکھا یعنی ناجان نا پہچان تو میرا مہمان مطلب فضول میں فری؟ علمانے اس کے بڑھے ہاتھ کو نظر انداز کرتے چہرہ گھمایا ہی تھا کہ تھوڑی دور کھڑا حمدان کسی سے بات کرتا نظر آیا جس نے سہیل کا بڑھا ہاتھ دیکھ لیا تھا اور اس کے چہرے پر علما کو دیکھ کر جو بتیسی نکلی تھی وہ بھی حمدان کے ماتھیں پر شکنیں نمودار ہو گی تھی

علما کو حمدان کو زچ کرنے کا موقع ہاتھ سے گوانا نہیں تھا کہ جبھی وہ اپنا شرمندگی سے ہاتھ پیچھے کرتا تھام لیا اور مسکرا کر ہیلو کیا۔ اس کی حرکت پر جہاں سہیل کی مزید باچیں کھل گئی تھی وہی حمدان کی بھویں جڑ گئی

"کیسے ہیں آپ" اس نے کافی ھے تکلفی سے کہا سہیل نے بس آپ سنائے کہا جس پر علمانے بلاوجہ کا قہقہ لگا کر دور کھڑے شخص کو جلانا چاہا اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتی دکھائی دی کن کنھیوں سے اس نے دیکھا حمدان نے مٹھیاں بیچ لی تھی چوڑی پیشانی پر شکنیں تھی اور وہ سہیل کو قتل کر دینے والی نظروں سے گھور رہا تھا جو علما سے خاصہ فری ہو کر بات کر رہا تھا

"ارے سہیل آپ کے تو کندھے پر مٹی لگ گئی" اس نے جان بوجھ کر اداکاری سے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس کا کندھا صاف کیا چہرے پر مسکراہٹ سجائی تاکہ دیکھنے والا مکمل طور پر زچ ہو جائے سہیل انجان اس کے مقصد سے اس نے علما کا اپنے کندھے پر ہاتھ دیکھا جیسے وہ مٹی جھاڑ رہی تھی وہی ہاتھ سے اس نے علما کا ہاتھ پکڑا۔ علما چونکی اور اگلے ہی پل حمدان سے قابو نہ ہوا وہ آیا اور اس نے سہیل کا ہاتھ جھڑک کر علما کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ علما مزید حیران ہوئی سہیل چونکہ اور تھوگ نگلتے جلدی سے بولا

"اسلام علیکم حم۔۔ حمدان بھا۔۔" سہیل نے تھوگ نگلتے کہا کیوں نکہ حمدان دانت پر دانت جمائے جس طرح اس کو گھور رہا تھا جیسے ابھی نگل جائے گا۔ علمانے غصہ سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیکھا

"چلو تم" حمدان نے اس کی طرف سر جھکا کر کہا اور بڑے قابو پاتے اس کا ہاتھ پکڑ کر سیڑھیوں کی طرف لے جانے لگا

"کیا بدتمیزی ہے میرا ہاتھ چھوڑو" علمانے مہمانوں کو دیکھتے آواز بامشکل دھیمی کرتی غرائی مگر حمدان کے کانوں میں جو تک نہ رینگی بلکہ ہاتھ کی گرفت مضبوط ہو گی اور وہ تقریباً گھسیٹتے اسے کمرے میں لایا تھا۔ کمرے میں لا کر اس نے علما کو چھوڑا علما تھوڑا لڑکھڑائی حمدان نے دروازی تیزی سے بند کیا اور اس کی طرف مڑا جو سیدھی ہو کر اس کو خونخوار نظروں سے دیکھ کر چلائی

"کیا بد تمیزی تھی میں تمھیں زندہ جلا دو نگی ہاتھ کیسے لگایا تم نے مجھے ہاں؟" وہ چلائی۔ حمدان غصہ سے اس کی طرف بڑھا اور اس کا بازو پکڑا علما حیرانگی سے دیکھنے لگی مگر۔۔۔وہ بے خوف تھی

"اس نے کیسے ہاتھ لگایا؟" حمدان بمشکل آواز دھیمی غرایا علما جو بازو نفرت سے اسے دیکھ کر چڑھوا رہی تھی مگر گرفت مضبوط تھی وہ چونکی۔۔۔پہلے گھبرائی ہاں۔۔کیونکہ اسے بھی سہیل زہر لگا تھا مگر پھر زچ کرنے والے تاثرات دیتی آنکھوں سے آنکھیں ملائی بولی

"تم کون ہوتے ہو مجھ پر حق جمانے والے ہاں؟" چیخی وہ حمدان خاموش رہا۔ بازو پر گرفت کمزور ہوئی۔ علما نے فایدہ اٹھا کر اس کا ہاتھ جڑھکا پھر وارنگ دینے والے انداز سے چٹکی بجاتی بولی

"آیندہ۔۔ آیندہ مجھے ہاتھ لگایا نہ تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا آئی سمجھ کس حق سے تم نے مجھے آج تیسری بار چھوا؟" وہ چیخی۔ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔اس کی بات سے حمدان کے تاثرات میں تبدیلی آئی وہ اس کا چھونا تک گن رہی تھی؟ کچھ

ٹوٹا م۔۔۔اندر۔۔۔کیا؟

جواب تنہائی میں ملے گا؟

اس نے اس کا بازو پکڑا اور جھٹکے سے اس کو اپنے قریب کیا۔ علما اس کے سینے سے جالگی اس کی گرم سانسیں اپنے اوپر محسوس ہوئی علما کی ڈھڑکنیں سہمی

"تمھارا سب کچھ" وہ بہت قریب سے دھیمے سے بولا اتنے قریب سے کے اس کے بولنے والے الفاظ ناصرف سنائی دیے بلکہ محسوس ہوئے وہ اس کے بے حد قریب تھی۔۔۔لیکن قریب تھی نہیں قریب کیا گیا تھا بازو کی گرفت پہلے سے بھی زیادہ مضبوط تھی تا کہ وہ ہلنا پائے اور وہ ٹس سے مس بھی نہیں ہو پارہی تھی۔ علما نے آنکھیں جھکائی ہوئی تھی کیوں نکہ وہ جانتی تھی اس کی بڑی سیاہ جھالریں پلکے اس کے مغرور نقوش سے ٹکراجائے گی

"میرا حق ہے تم پر کیونکہ علما حمدان علی حیدر آپ میری شریکِ حیات ہے" کہہ کر اسے آزاد کیا وہ تھوڑا پیچھے ہوئی اور جھکا سن چہرہ نفرت سے اٹھایا وہ سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا

"جس دن بھی میں نے اپنے حقوق کا مطالبہ کر لیا لیے نہ وہ دن قطعی اچھا ثابت نہیں ہو گا تمھارے لیے" اس کی بات سمجھ کر علما نے دانت پیستے حیرانگی سے اسے دیکھا جو بے حد سنجیدگی سے اسے ہم کلام تھا اور پہلی بار علما کو اس کی سنجیدگی سے خوف آیا

"ٹھیک ہے مانگو حقوق اپنے میں بھی دیکھتی ہوں کیا حقوق ہے تمھارے" وہ سینے پر ہاتھ باندھتی غصہ سے بولی حمدان کچھ دیر تک اس کو دیکھتا رہا جو اس کو کچا چبانے والی حد تک گھور رہی تھی

"نیچے مت آنا جب تک فکشن ختم نہ ہو جائے کمرے میں نظر آنا" وہ اس کی بات کو نظر انداز کرتے سنجیدگی سے کہتا باہر نکلنے لگا جب علا حیرت سے منہ کھولے اس کے سامنے آئی

"ہاؤ ڈیر یو؟ تم مجھے حکم دے رہے ہو؟" وہ غصہ اور حیرت کے ملے جلے تاثرات سے چیخی

"ایسا ہی سمجھ لو" وہ نرمی سے بولا

"میں تمھاری حکم کی تعمیل کی پابند نہیں ہوں" علا نے غصہ سے کہا حمدان اس کی بات کو نظر انداز کرکے دروازہ کھول کے نکل گیا شاید۔۔۔شاید وہ بہت کچھ سمیٹا ہوا تھا خود میں اور وہ کوئی تنہا جگہ ڈھونڈ رہا تھا وہ اسے نہیں۔۔۔وہ خود سے بھاگ رہا تھا اس کا انداز اس کی باتیں اس کا رویہ اسے بلا کی تکلیف دے رہا تھا وہ ٹوٹنا نہیں چاہتا تھا جبھی بمشکل نظر انداز کرکے نکل گیا تھا جبکہ پیچھے ہر احساس سے بے خبر علا شاک کے عالم میں وہی کھڑی رہی تھی۔۔۔۔شدید غصہ سے

★★==========★★

وہ نیند کی وادیوں میں تھی جب کانوں میں دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آئی اس نے سستی سے آنکھیں کھولی اور اچانک اٹھ کر بیٹھ گئی وہ زرا سی آواز سے اٹھ جاتی تھی اور اب تو کوئی دروازہ پیٹ رہا تھا اس نے اپنے آپ کو سارم کے کمرے میں پایا مگر یہ کوئی شاکنگ بات نہیں تھی اب اسے یہی رہنا تھا کب تک؟ وہ نہیں جانتی تھی اس نے کسی خیال سے برابر دیکھا تو چونک گئی برابر کمبل کندھے تک لیے سارم بے خبر سو رہا تھا۔ سمرہ نے حیرانگی سے اسے دیکھا اور پھر خود کو "ٹھک ٹھک" دروازے پر دستک ہو رہی تھی۔ سارم نے سستی سے کروٹ لی جیسے یہ آواز اس کی پیاری نیند میں خلل پیدا کر رہی ہے۔ وہ دیر رات کب آیا؟ کب آکر بھی اس کے برابر میں سویا؟ اسے معلوم نہیں تھا بلا آخر وہ سوچوں کو جھٹک کر دروازے تک گئی

"سمرہ کام ڈاؤن تمھارا نکاح ہوا ہے" وہ خود کو ریلیکس کرنے لگی کیوں نہ اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا کہ سارم۔۔۔سارم منور اس کی زندگی کا وہ شخص جسے وہ سخت ناپسند کرتی تھی کل پوری رات اس کے برابر میں سویا ہے سوچوں کو جھٹک کر اس نے دروازہ کھولا تو سامنے نوکرانی کو پایا

"سلام باجی میرا نام کوثر" کوثر نے جوش سے سلام کیا جس کا سمرہ نے اثبات میں سر ہلایا کوثر نے سمرہ کو اوپر سے نیچے تک غور سے دیکھا ہلکی آسمانی گھٹنوں سے اوپر تک کی کرتی پر اس نے گھیر والی شلوار پہنی تھی بالوں کو کھلا چھوڑا تھا اور آنکھیں نیند سے اب دور ہو گئی تھی

"ہائے باجی تو تو بڑی پیاری" کوثر نے اس کی بلائیں لے کر کہا تو وہ جھوٹے منہ مسکرا بھی نہ سکی

"میں ابھی صبح ہی گاؤں سے آئی ہوں یہاں چار سال سے کام کر رہی ہوں" کوثر نے جوش سے بتایا سمرہ نے سوچا کیا وہ یہ بتانے کے لیے کب سے دروازہ پیٹ رہی تھی؟

"ارے لو میں بھول ہی گئی نیچے بیگم صاحبہ آپ کو اور سارم بابا کو بلا رہی ہے جلدی آ جائے" وہ کہتی اور کچھ یاد کرتی ناک آؤٹ ہو گئی جبکہ سمرہ نے سستی سے دروازہ بند کیا پیچھے مڑ کر دیکھا تو سارم جاگ گیا تھا اور اس کو مسکراتے ہوئے دیکھنے لگا

"گڈ مارننگ وائف" وہ دونوں بازوں سر کے پیچھے رکھ کر مسکراتے بولا تو سمرہ نظر انداز کرتی باتھ روم کی طرف بڑھ گئی جبکہ سارم انگڑائی لیتا موبائل کا دیدار کرنے لگا جہاں ہزاروں کالس اس کے منتظر تھیں

★★==========★★

نمرہ نے طبیعت کا کہہ کر فکشن میں حصہ نہیں لیا تھا کیوں نکہ وہ جانتی تھی وہاں پر حنین بھی ہو گا اور وہ حنین کا سامنا بھول سے بھی نہیں کرنا چاہ رہی تھی وہ کیسے اس شخص کا سامنا آسانی سے کر لے جسے وہ کب سے بھولنے کی کوششوں میں تھی اور جب وہ اسے آہستہ ہی سہی بھولنے لگی حیدر ولا سے مانوس ہو کر زخم بھرنے لگے تب یک دم وہ نمک کی طرح زخموں پر تکلیف دینے آ گیا وہ پھر سے اس کی زندگی میں آ گیا۔ کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ نمرہ اسے بھولانے کی ریاض میں ہے۔۔؟ ہاں وہ نہیں جانتا وہ کیوں جانے وہ تو اسے بھی نہیں جانتا۔۔۔ ہاں وہ اجنبی ہے اس کے لیے وہ اجنبی جو اس کی محبت میں کب سے کھوئی ہوئی ہے وہ اجنبی جو اس کے لیے اجنبی نہیں ہے۔۔۔ مگر کیسے؟ کیسے وہ ایک اجنبی کی محبت میں مبتلا ہو سکتی ہے؟

وہ بخار میں تپ رہی تھی اس نے صبح سے کچھ نہیں کھایا تھا اسے کھانے میں دلچسپی بھی نہیں تھی اس کا بھوک چین سکون سب غارت ہو چکا تھا اسے صرف ایک ہی خیال دہلا رہا تھا کہ وہ اسی جگہ پر ہے جس جگہ وہ ہے وہ دونوں کتنے پاس ہے۔۔۔ وہ کیا کریں؟ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ اسے دور جانے کے لیے حیدر ولا سے دور نہیں جا سکتی تھی۔ عجیب کشمکش کا شکار تھی وہ مگر نہیں۔۔ اس کو خود کو مضبوط کرنا ہو گا وہ اس دنیا میں اکیلی نہیں ہے سمی ہے اس کے ساتھ اسے سمی کے خاطر ان بے مطلب محبتوں کو دفن کرنا ہو گا۔ اسے مضبوط ہونا ہو گا کیا نمرہ اتنی کمزور ہے کہ کل کو ہوئی محبت اسے ڈھلا دے؟ نہیں وہ اتنی کمزور نہیں ہے وہ ڈٹ کر مقابلہ کرے گی۔ اور ویسے بھی یہ محبت اس کے دل سے شروع ہوئی تھی اور اس کا اختتام بھی اسی کے دل میں ہو جائے گا یہ خاموش محبت کی بھنک کسی کو نہیں لگے گی اس کو بھی نہیں جس کی محبت میں وہ گرفتار ہے یا۔۔۔ تھی؟

★★==========★★

وہ جان بوجھ کر ٹیرس میں کھلی ہوا کے خاطر آ گیا تھا کیوں نکہ جانے کیوں اس کا سانس گھٹ رہا تھا علما کو اس شخص کا چھونا علما کی نفرت بھری باتیں اسے تکلیف پر تکلیف دے رہی تھی وہ بے دردی سے آنکھیں میچے اپنے ہاتھ لوہے کی ریلینگ پر مار رہا تھا لیکن۔۔ یہ کیا؟ اتنی شدت سے مارنے کے باوجود اسے تکلیف ہاتھ کی نہیں ہو رہی تھی بلکہ ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ ہاتھ اس کا سن ہے

"حمدان؟ بیٹا کیا ہوا؟" حفصہ جو ٹیرس پر کسی کام سے آئی تھی اس کو خود پر تشدد کرتے دیکھ چیختی ہوئی اس کے پاس آئی جو ماں کو دیکھ کر ایک دم نارمل ہو گیا تھا اور ہاتھ پیچھے چھپا لیا

"کیا ہوا؟" انہوں نے اس کا بازو آگے کیا اور ہاتھ دیکھا جو نیلا پڑ گیا تھا حفصہ نے حیرت سے اسے دیکھا

"یہ کیا بد تمیزی ہے "

"ماں وہ بس کچھ نہیں میں۔۔" اس نے کچھ کہنا چاہا مگر حفصہ نے بات کاٹ دی اور اس کا ہاتھ اپنے دوپٹے سے لگا کر روانگی سے بولنے لگی

"یہ کیا کیا تم نے تم ایسا کیوں کر رہے ہو بیٹا علما کہاں ہے" انہوں نے ادھر ادھر دیکھا اور حمدان کا ہاتھ پکڑ کر اس کے کمرے کی طرف لے جانے لگی جبکہ حمدان خاموشی سے دکھ سے ان کی پریشانی دیکھتا رہ گیا۔ کمرے میں وہ علما کو آوازیں لگاتی آئی تو وہ جو بیڈ پر بھیٹی تھی یک دم اٹھ گئی گبھرا کر حفصہ کو دیکھا اور پھر حمدان کو

"علما تم لوگوں کے درمیان جھگڑا ہوا ہے؟" وہ سخت آواز میں بولی۔ علما نے گھبر اکر حمدان کو دیکھا جس نے کندھوں سے پکڑ کر حفصہ کو خود کی طرف متوجہ کیا

"ماں ایسا کچھ نہیں ہوا ہے بس میں اور علما کسی بات پر بحث کر رہے تھے" اس نے ایک نظر علما پر ڈال کر سنجیدگی سے کہا علما نے حفصہ کے دوبارہ خود کو دیکھنے پر سر جھکا لیا تھا

"میں نے ایک فیصلہ کیا ہے حمدان" حفصہ کی بات پر حمدان نے چونک کر دیکھا

"کیسا فیصلہ؟"

"کیا تم دونوں کو ہنی مون پر نہیں جانا؟" انہوں نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھ کر پوچھا۔ جہاں حمدان الجھا تھا وہی علما نے چونک کر سر اٹھایا اور حیرت سے حفصہ کو دیکھا جو پوری طرح اپنے بیٹے کی طرف متوجہ تھی

★★==========★★

"مجھے یقین نہیں آ رہا ماہی یہ کیسے ممکن ہے میں سمرہ کا نمبر مسلسل ٹرائے کر رہی ہوں مگر جواب موصول نہیں ہو رہا ہے" دوسری طرف سے ہبا کی گھبرائی ہوئی آواز پر ماہم نے پریشانی سے اثبات میں سر ہلایا اور اسے بتایا کہ سمرہ فلحال کسی کا فون نہیں اٹھا رہی ہے اور نہ ہی میسیج کا جواب دے رہی ہے

"مجھے تو اس بات پر شاک لگا ہے کہ کیسے؟ کیسے وہ آحد بھائی کو چھوڑ سکتی ہے وہ بھی صرف اور صرف اس سارم کے خاطر جسے سمرہ شدید ناپسند کرتی ہے" ہبا نے دوسری طرف سر ہاتھوں میں لے لیا

"ہاں ہبا باجی میں خود اتنی شاک میں ہوں اب تک سمرہ باجی کو تو یہ بات معلوم ہے نہ کہ کل تک سارم بھائی آپی سے شادی کرنے جارہے تھے پھر بھی؟ اچانک ان کو کیا ہو گیا سب بری طرح پریشان ہے"

"آحد بھائی کا کیا حال ہے؟" ہبا کو یاد آیا

"پتا نہیں بھائی تو کوئی ردِ عمل نہیں کر رہے مما کو بھی ان کے گھر جا کر بات کرنے سے منع کر دیا ہے مجھے ان سے بات کرنی تھی مگر آج بھائی کی کوئی دوست آگئی ہے کچھ دن کے لیے تو بات کرنا ممکن نہیں لگ رہا مہمان کی موجودگی میں مناسب نہیں" ماہم بات ہی کر رہی تھی جب پیچھے سے اقرء بیگم کی آواز آئی کہ وہ آحد اور ہمنہ کو کھانے کی میز پر بلالے تو وہ خدا حافظ کہہ کر سانس بھر کر اس کمرے کی طرف چل دی جہاں ہمنہ ٹھہری ہوئی تھی

....

"ہمنہ باجی کھانا کھانے آجایے" ماہم کمرے میں داخل ہوئی تو ہمنہ کو باتھروم سے نکلتے پایا ماہم کی بات سن کر اس نے جھجکتے سر اثبات میں ہلایا اور بیڈ پر پڑا دوپٹا جلدی سے سینے پر اوڑھ کر پھیلا دیا اور ماہم کے ہمرہ کمرے سے نکل کر باہر کھانے کی میز پر آئی جہاں اقرء بیگم پہلے سے موجود تھی اس کو دیکھتی مسکراتی بولی

"تھکن اتر گئی آپ کی؟" ان کے لہجے کی مٹھاس اس کو کتنا بھا رہی تھی صرف وہی جانتی تھی۔اس نے سر ہلایا

"اچھے سے کھانا کھا کر بھرپور نیند لینا بیٹا" انہوں نے اس کو بھیٹنے کا اشارہ کرتی کرسی پر بھیٹی جبکہ ماہم آحد کو بلانے چلی گئی۔وہ چاول ہمنہ کی پلیٹ میں ڈالنے لگی اتنے میں آحد اور ماہم آگے آحد فریش دکھائی دے رہا تھا جس نے مسکراتے ہوئے ایک نظر اس پر ڈالی اور اس کے عین سامنے کرسی کھینچ کر بھیٹ گیا

"کیا بنایا ہے۔۔۔اہو و بریانی واہ" اس نے جوش سے چاول کی ڈش آگے کی اور پلیٹ میں نکالنے لگا اقرء بیگم مسکرائی ماہم بھی اس کے برابر میں کرسی کھینچ کر سنجیدگی سے بھیٹ گئی اس کے زہن میں ڈھیروں سوال چل رہے تھے اور اوپر سے سمرہ کی بات الگ اسے کرنی تھی۔ہمنہ چمچ پلیٹ میں چلانے لگی آحد نے نوٹ کیا وہ بظاہر نام کا کھا رہی تھی

"ہمنہ بریانی اچھی نہیں لگی؟" آحد نے کہا تو وہ چونکی اور گھبرا کر نفی میں سر ہلایا

"تو پھر کھاؤ" وہ مسکراتے ہوئے واپس کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا جبکہ ہمنہ پلیٹ میں جھک کر واپس کھانے لگی۔بریانی واقعی میں لزیز تھی اور بھوک بھی اس کو اتنی تھی کہ وہ جب شروع ہوئی تو بہت ہی کم وقت میں پلیٹ صاف کر لی۔سب کھانے میں مصروف تھے

"آپ کے پیرنٹس کیا کرتے ہیں؟" ماہم کی نظریں اسے خود پر محسوس ہو رہی تھی اور اب اس کی طرف سے سوال پر اس نے چونک کر ماہم کو دیکھا اور پھر آحد کو جو ہمنہ کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا ہمنہ کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا جواب دے؟

★★==========★★

"بادشاہ تھے ہم اپنے مزاجِ مستی کے،

عشق نے تیرے دیدار کا فقیر بنا دیا"

"ہنی مون۔۔۔" علما کی زبان سے بے ساختہ نکلا حیرت عروج پر تھی۔ آخر حفصہ نے اتنی آسانی سے ان سے پوچھ لیا تھا وہ جس کا جواب دونوں کے پاس موجود نہیں تھا مگر حیرت شدید بڑھ گئی تھی جب پوچھا بھی گیا تو کب اس موقعے پر

"ماں؟" حمدان نے علما کو دیکھ اور آہستہ سے الجھ کر چہرہ موڑ کر حفصہ کو دیکھا جس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی تھی

"ہاں بھئی نیولی ویڈ ہو نہیں جانا؟" حفصہ نے ہنستے ہوئے پوچھا۔ سخت لہجہ تو گھم ہی ہو گیا تھا چہرہ پر مسکراہٹ آ گئی تھی

"اریب تو کام کے سلسلے میں ابھی مصروف ہے وہ زرہ فارغ ہو تو حریم اور اریب بھی فوری طور پر جائے گے تم بچوں کے یہی تو دن ہے گھومنے پھرنے کے اور جس حالات میں شادی ہوئی ہے یہ اچھا ہو گا کہ تم لوگوں اکیلے وقت گزارو علما بیٹی کو نیے ماحول میں لے کر جاؤ" حفصہ بات ختم کر کے مسکرائی۔ علما نے جھٹکے سے حمدان کو دیکھا اور حمدان نے دھیرے سے علما کو علما نے جلدی جلدی نفی میں سر ہلایا اور آنکھیں دکھائی جیسے کہہ رہی ہو "منع کرو ابھی کے ابھی "

"مجھے بھی مصروفیت ہے تو ممکن نہیں ہو گا ہم پھر کسی۔۔۔" حمدان نے پیشانی مسلتے بہانا بنانا چاہا مگر حفصہ نے فوراً ٹوکا

"کوئی کام نہیں ہے ابھی سب اریب دیکھ رہا ہے تم لوگ دس دنوں کے لیے کہی گھومنے جاؤ" حمدان نے کچھ کہنا چاہا۔ علما کی سانس تو اپر کی اپر اور نیچے کی نیچے ہو گئی تھی

"نہیں حمدان اب میں کچھ نہیں سنو نگی علما بیٹا جلدی سے پیکنگ سٹارٹ کر دو تم دونوں آج رات ہی نکل رہے ہو اور حمدان ایسا کرو علما بیٹا کو ہمارے گاؤں کی حویلی گھما کر لے آؤ اقرء بیگم نے بتایا تھا بچیوں نے گاؤں نہیں دیکھا جبکہ شوک بہت ہے ہیں نا؟" حفصہ نے مسکراتے علما کو دیکھا جس کی حالات کوئی بھی تاثر دینے سے نا قابل تھی

"لیکن ماں ہم۔۔۔" حمدان نے کوشش جاری رکھی "حمدان بیٹا کیا ہو گیا بس گاؤں ہی تو گھمانا ہے وہ بھی دس دن کی بات ہے پھر جب مکمل طور پر فارغ ہو تو دوسرے ملک لے جانا ابھی علما کا نیا ماحول دینا زیادہ ضروری ہے ورنہ آئے دن تم لوگ لڑتے رہو گے" حفصہ کی بات پر حمدان کو سمجھ آیا یوں اچانک علما حمدان کے گھومنے پر جوش دینا تا کہ وہ دونوں لڑے نا اور ایک ساتھ وقت گزارے

حمدان کو تو دل سے منظور تھا وہ یہی چاہتا تھا کہ وہ کچھ دن علما کو سب سے دور چرا کر لے جائے اور اس کے ساتھ ان گنت پل گزارے عاشق ہو اور صرف عشق بس ان کے درمیان تیسرے کی گنجائش نہ ہو وہ اس کے ساتھ سفر کرے شادی کے بعد اتنے اختلافات کو ختم کرنے کے لیے وہ خود کو علما کو وقت دے۔ اس نے علما کے تاثرات نظر انداز کر کے اثبات میں سر ہلا کر دھیمے سے کہا "ٹھیک ہے

ہم آج رات تک نکل جائے گے" اس نے مسکرا کر حفصہ کی تسلی کی تو وہ خوش رہو کہہ کر باہر نکل گئی جبکہ ان کے جانے کے بعد شاک میں کھڑی علما حمد ان پر برسنے کے لیے تیار تھی

★★==========★★

"وہ باہر ہوتے ہیں" ہمنہ کے بجائے آحد نے اس کے تاثرات دیکھ کر جلدی سے ماہم کا جواب دیا۔ہمنہ نے چونک کر اس ہمدرد کو دیکھا ہمنہ کے چہرے پر نرم مسکراہٹ آگئی۔ماہم نے حیرت سے آحد کو دیکھا پھر ہمنہ کو اور واپس اچھا کہہ کر پلیٹ میں جھک گئی
"اوہ اور یہاں آپ کیا کرتی ہے؟" اقرء بیگم نے نیا سوال کر کے ہمنہ کو دوبارہ کشمکش میں ڈال دیا نرم مسکراہٹ اڑ گئی تھی اور اس نے بوکھلا کر آحد کو دیکھا جیسے وہی اس کا پہلا اور آخری سہارہ رہا تھا رہا ہو یا رہے گا۔لیکن یہ کیا آحد کی نظروں میں بھی یہی سوال گردش کرنے لگا۔۔اس کی نظروں کو دیکھ کر وہ ہوش کی دنیا میں آئی ہاں۔۔۔وہ ہوش کی دنیا میں آئی وہ کیسے بھول گئی کہ یہ شخص بھی اس کا اپنا نہیں بلکہ انجان ہے جس کو ہمنہ کے بارے الف ب نہیں پتا تو پھر کیوں وہ اس انجان شخص سے امیدیں لگا کر اس کے پیچھے چھپ رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ
"اے میرے اپنے شخص مجھے اس دنیا کے سوالات اور نظروں سے بچا لو تم ہی تو ہو میرے اپنے" نہیں اسے خود جواب دینا ہو گا اس نے تھوک نگلتے چیچ پلیٹ میں ہی رکھا اور گہرہ سانس لیتی بولی

"میں ٹیچینگ کرتی ہوں" اس نے ہمت سے نا صرف اقرء بیگم کو جواب دیا اور ماہم کے کانوں تک بات پہچائی بلکہ آحد کی نظروں کا بھی جواب دیا یعنی وہ اس "اپنے شخص" کے پیچھے سے نکل آئی تھی یہ جان کر کے وہ بھی پرایا ہے وہ اپنا نہیں جیسے کوئی اپنا نہیں

★★==========★★

"بیٹا کچھ تو لو آپ نے کچھ نہیں لیا" فوزیا نے سمرہ کو دیکھ کر پریشانی سے کہا جو جس نے پلیٹ میں پڑے انڈے کی زردی کا پوسٹ مارٹم کر دیا تھا مگر منہ تک نہیں لے کر گئی تھی۔ سنجیدگی سے اپنی سوچوں میں گھم وہ فوزیا کی آواز سے چونک کر ہوش کی دنیا میں واپس آئی اور جی کہہ کر کان کے پیچھے چہرے پر آتی براؤن لٹ کی
"یہ جوس لو نہ" فوزیا نے پیلے رنگ کا شربت کا جگ آگے کیا۔ سمرہ کی نظریں ارد گرد کسی کی کھوج میں تھی جب فوزیا مسکراہٹ دبائے بولی "سو رہا ہیں نہ ابھی تک؟" فوزیا کی بات سے پھر چونکی اور ہڑبڑا کر بات تبدیل کی

"ن۔۔نہیں میں تو انکل کو دیکھ رہی تھی کدھر ہے" اس نے جلدی سے بات بنائ اس کی بات پر فوزیا کے تاثرات ایسے تھے جیسے ان کو بھولی ہوئ بہت بڑی بات یاد آ گئ ہو "اہو دیکھا میں تمھیں بتانا بھول گئ

"کیا؟" سمری نے کنفیوزن سے پوچھا "وہ دراصل ہماری شام کی آسٹریلیا کی فلائیٹ ہے "فوزیا کے انکشاف پر سمرہ حیرت سے چونکی

"جی؟ "

"ہاں بیٹا منور کو بہت ضروری کام آ گیا ہے میں نے تو اتنا کہا کہ کام کو ٹال دیں مگر یہ ناممکن ہے مگر تم فکر نہ کرو سارم ہے نہ اور ویسے بھی ہم دس پندرہ دن میں واپس جلد سے جلد آ جائے گے "فوزیا نے اسے کافی دیر بھیٹ کر تسلیاں دی مگر وہ اپنی سوچوں میں غرق تھی۔اکیلے سارم کے ساتھ وہ نا چاہتے ہوئے بھی ڈر رہی تھی پتا نہیں کیوں؟

★★==========★★

"ی۔۔یہ کیا کہا تم نے ہاں؟اب۔۔ابھی ابھی کہ ابھی انکار کرو"حفسہ کے کمرے سے نکلتے ہی وہ گرجتے بادلوں کی طرح حمدان پر بھوکی شیرنی کی طرح برس چکی تھی۔حمدان نے اطمینان سے اسے سمجھانا چاہا مگر وہ اس کی سنے کی نہیں سنانے کی موڈ میں تھی

"آخر تمھاری ہمت کیسی ہوئ ہاں کرنے کی اپنی ماں کو میں۔۔۔اور ہم ہنی مون پر کس خوشی میں جائے گے؟ہاں" وہ غصہ سے چیخی۔حمدان نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ اس کی اگلی بات سے اس کے ہونٹ پیوست ہو گۓ

"ہاں اگر میری تباہی کی خوشی میں جانا چاہتے ہو تو چلو ویسے بھی تمھارے ساتھ جڑنا میری بربادی ہے" حمدان کچھ کہہ نا سکا وہ خاموش ہو گیا تھا اور وہ بولتی جا رہی تھی بنا رکے

"تم پاگل ہو تمھاری ماں۔۔۔۔۔"اس کی بات حمدان نے دھاڑ کر روکی تھی

"خبادار" وہ انگلی اٹھا کر تشبیہہ کرتے دھاڑا علما اپنی جگہ سے یک دم چونک کر اچھلی وہ کب سے کھڑا خاموش اب غصہ سے اسے دیکھ رہا تھا

"ماں کو نہیں" اس کا بازو پکڑ کر اس کو اپنی طرف کھیچا وہ اس کے سینے سے جا لگی اور یہ تین لفظ چبا چبا کر ہیزل آیز میں بھوری آنکھیں ڈال کر غصہ سے بولے علما نے تھوک نگلا۔۔یہ وہی منظر تھا۔۔۔۔تین سال۔۔پہلے۔۔وہی غصہ۔۔۔وہی جنون سے بھری آنکھیں۔۔وہ آگے سوچ نہ سکی

"ہم جا رہے ہیں اپنا سامان پیک کرو میں ماں کی بات نہیں ٹالتا" اس نے بازو جھٹکے سے چھوڑا اور خود پر قابو پاتا پلٹنے لگا تبھی علما غرا کر بولی

"میں تمھارے ساتھ مر کر بھی نہ جاؤ" علما دانت پیستے بولی اس کا غصہ حمدان کے ردِ عمل پر اور مزید بڑھ گیا تھا۔ حمدان پلٹا اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا

"ہم چل رہے ہیں" اس نے کہا علما نے ہنہہ والے انداز سے سینے پر ہاتھ باندھ کر چہرہ موڑ لیا جیسے کہہ رہی ہو

"میری بلا سے"

"علما میں تمھارے ساتھ ہمیشہ سے تمھاری بدتمیزیوں کے باوجود نرمی سے پیش آتا ہوں اس لیے میری اس نرمی کی عزت کرو" وہ ضبط سے بولا پہلی بار وہ اپنے عشق سے ایسے مخاطب تھا۔۔۔ کتنا ضبط تھا اس میں۔۔۔ شروع سے

"عزت ہنہہ تم عزت کیا تم پر تھوکوں بھی نہ میں" وہ دانت پیستی بولی حمدان کے ماتھے پر لکیرے نمودار ہوئ

"میری برداشت کا ناجایز فایدہ نہ اٹھاؤ"

"اٹھاؤ گی کیا کر لو گے ؟"

"پھر جو کرونگا وہ ٹھیک نہیں ہو گا" وہ غصہ سے دو قدم اس کے جانب بڑھا علما کی بھویں جڑی

"زبردستی کرو گے میرے ساتھ ؟ "

"اگر نوبت آ گئ تو" علما نے حیرت سے اسے دیکھا

"نہیں چلو گی تو اٹھا کر لے جاؤ گا لہزا مجھے میری حد میں رہنے دو اور اپنی حد میں رہ کر سامان پیک کر لو ہم رات تک نکل رہے ہیں" اس نے جواب کا انتظار نہ کیا جس کا صاف مطلب تھا کہ حکم دیا گیا ہے اور علما حیرت سے منہ کھولے دروازے کے جانب دیکھتی رہی جہاں سے وہ گیا تھا۔۔۔۔ وہ شخص جو اچانک بدل گیا تھا

"اس گھٹیا شخص نے اپنے اصلی رنگ دکھانے شروع کر دیے ؟" اس نے حیرت سے خود سے پوچھا

"ہاں علما ہاں" نفرت نے موقع پا کر جھنجوڑا

★★==========★★

"بھائ ؟" ماہم کمرے میں داخل ہوئ تو آحد کچھ فایل کے ساتھ مصروف تھا سر اٹھا کر دیکھا اور مسکرایا

"اب چوٹ کیسی ہے ؟" بازو پر لگی سفید پٹی دیکھ کر وہ پریشانی سے بولی تو آحد پھر مسکرایا "بہتر ہے" اس نے فایل ایک طرف رکھ کر کہا اور کرسی پر بھیٹ گیا ماہم بھی آ کر اس کے برابر میں پڑی کرسی پر براجمان ہو گئ

"یہ ہمنہ کون ہے ؟" ماہم نے جانتے ہوئے بھی پھر پوچھا آحد کو محسوس ہو کہ اب وہی جھوٹ بولنے کا کوئ فایدہ نہیں کہ ہمنہ اس کی دوست ہے لہزا اس نے سب کچھ سچ سچ بتا دیا۔ ماہم کچھ دیر تک آحد کو حیرانگی سے دیکھتی رہی پھر چونک کر بولی

"ایک۔۔۔ انجان لڑکی ہم۔۔۔ ہمارے گھر میں ہے بھائ وہ اگر کوئ چور ہوئ تو ؟" اس نے ڈر کر کہا۔ احد نے نفی میں سر ہلایا

"نہیں ماہی ایسا نہیں وہ بیچاری بہت اچھی ہے" آحد کے مضبوط لہجے پر اس نے گھبرا کر اگلی بات لبوں پر آنے سے پہلے روک دی اور پھر خاموش ہو گئی آحد بولنا شروع ہوا

"ماہی ابھی وہ ضرورت مند ہے اسے ہمارے ضرورت ہے جب تک اسے اس کا مطلوبہ پتا نہیں مل جاتا تب تک میں چاہو گا کہ وہ یہاں حفاظت سے رہے یہ ہماری ذمے داری ہے" آحد نے تحمل سے سمجھایا ماہم نے سمجھ کر سر اثبات میں ہلایا

"اسے کسی بھی قسم کی ضرورت محسوس ہو تو تم دیکھ لینا پلیز" وہ مسکرا کر بولا تو ماہم نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا

"آپ فکر نہ کریں جب تک وہ یہاں ہے انہیں کوئی تکلیف نہیں ہو گی" ماہم کی بات سے وہ پر سکون ہو گیا تھا

برابر کمرے میں بیڈ پر نیند کو اپنے پاس بلاتی وہ سوچوں کو پوری طرح جھٹکنے کی مصروفیت میں تھی مگر وہ پر سکون ہی نہیں ہو پا رہی تھی جبھی نیند آنکھوں سے دور تھی۔ نیند پر سکونی کا ہی تو نام ہے بادشاہوں کو بھی اپنے شاہی گدے پر نیند نہیں غالب ہوتی اگر پر سکونی نہ موجود ہو اور غریب زمین پر لیٹتے ہی نیند کی وادیوں میں چلا جاتا ہے اگر وہ پر سکون ہو تو۔۔۔ سارہ کھیل سکون بے سکونی کا ہی تھا۔ آخر وہ کیسے بے سکونی بگھائے وہ کسی انجان کے گھر کے بیڈ روم میں بستر پر لیٹی ہے۔۔۔ اس انجان کے جس کو وہ کچھ گھنٹے پہلے ہی ملی ہے۔۔۔ اس کے گھر میں کیا آفت مچی ہو گی؟ کیا اب تک اس کی عدم موجودگی کا سب کا خیال آ گیا ہو گا؟ اب وہ کہاں جائے گی کیا کرے گی؟ اس نے دماغ پر زور ڈالا۔۔ اور اچانک ایک خیال آیا وہ کسی حد تک اس خیال کو تجزیہ کرتی سکون میں آ گئی اور تھکن کی وجہ سے نیند غالب ہونے لگی اور سکون کی تھوڑی سی روشنی کی وجہ سے آخر کار وہ سو سکی

★★============★★

"حمدان" وہ تیزی سے سیڑھیاں پھیلانگتے لمبے لمبے ڈگ بھر رہا تھا جب پیچھے سے حریم نے پکارا تو وہ آخری کی دوسری سیڑھی پر رک گیا اور چہرہ موڑ کر دیکھا تو حریم پریشانی سے اسی کی طرف آ رہی تھی۔ تقریب کا اختتام ہو چکا تھا مہمان جا چکے تھے اور اب ملازم سب سمیٹ رہے تھے

"جی بھابھی؟" اس نے سنجیدگی سے نرم لہجہ کر کے پوچھا۔ حریم اس کے پاس آئی اور انگلیاں مروڑتی سر جھکا لیا حمدان نے نا سمجھی سے دیکھا

"م۔۔ میں نے سب سن لیا ہے" حریم کی بات پر حمدان پل بھر چونکہ اور سر اٹھا کر اپر بند کمرے کی جانب دیکھا اور واپس حریم کو جس کے چہرے پر دکھ، غم، غصہ، پریشانی، گھبراہٹ اور سب سے بڑھ کر شرمندگی کے اثرات نمایاں تھے۔ حمدان خاموش ہو گیا

"آیم سوری۔۔۔ علما کی طرف سے میں معافی مانگتی ہوں" حریم شرمندگی سے بولی تو حمدان چونک کر بولا

"بھابھی آپ مجھے شرمندہ کیوں کر رہی ہے" بمشکل چہرے پر دھیمی مسکراہٹ رکھے کوشش کی حریم کی شرمندگی مٹانے کی اور شاید خود کی بھی

"حمدان مجھے معلوم نہیں تھا کچھ بھی میں نے آخری وقت کو ایما سے پوچھا تھا مگر اس نے کہا کہ یہ سب اس کی مرضی سے ہو رہا ہے وہ تمھیں ایک موقع دے رہی ہے مگر مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ خود کو ایک اور موقع دے رہی ہے اپنی نفرت کا شدت سے اظہار کرنے کا" حریم کی آواز بھاری ہو گئ تھی حمدان نے ایک نرم نگاہ اس پر ڈالی اور پھر خاموشی سے سر جھکا لیا۔۔۔وہ کیا کہتا؟

"وہ تم سے کس لہجہ میں اور کیسی باتیں کرتی ہے مجھے سن کر اتنا برا لگا دل چاہا جا کر تھپڑ لگاؤں اور تم۔۔ تم کیسے" حریم کو سمجھ نہ آیا وہ کیا ہمت تھی اس شخص کی اپنے عشق کے ہاتھوں زلیل ہونا وہ بھی ہر دفع مگر ہر دفع امید کے ساتھ اس کے پاس جانا۔۔ اف۔۔ آخر ایک عاشق میں ہی یہ خوبی پائے جاتی ہے

حمدان نے نفی میں سر ہلا کر کچھ کہنا چاہا حریم رونے لگی تھی

"تم اس کے شوہر اور وہ ہم نے ایسی تربیت بلکل بھی نہیں ک۔۔" وہ آنسو بہاتی مزید بولتی حمدان نے روک دیا

"اس میں تربیت کہاں سے آ گی بھابھی؟ اور ویسے بھی یہ علا اور میرے درمیان کا معاملا ہے اس کی نفرت جایز ہے میرا گناہ کوئ چھوٹا نہیں ہے میں جانتا ہوں وہ کس تکلیف میں خاموشی سے گزری ہو گی اس لیے اب ساری بڑھاس نکال رہی ہے اور نکالنے دیں اس کا حق ہے" میں جانتا ہوں۔۔۔اسے زیادہ اور کون جانتا ہو گا۔۔۔اسے زیادہ اسے کون محسوس کر سکتا ہو گا؟ حریم نے اس کے لفظوں کے ساتھ اس کے بھاری لہجے کو باخوبی نوٹ کیا جس میں کافی کچھ سمایا ہوا تھا اور بوجھ کی وجہ سے بھاری پن واضح تھا

"حمدان؟" حریم نے آنسو پوچھے۔ حمدان جو اپنی بات ختم کر کے چہرہ جھکا گیا تھا واپس حریم کے پکارنے پر اٹھایا "میری بات مانو گے؟"

حمدان نے الجھ کر دیکھا حریم کے تاثرات کچھ عجیب تھے

"وہ ایسے نہیں ماننے والی میں جانتی ہوں وہ کتنی زدی ہے تم۔۔۔تم" وہ رکی حمدان کے تاثرات دیکھنے کے لیے جو سمجھ رہا تھا۔۔ آہستہ آہستہ

"تم سختی کرو" وہ سخت لہجہ سے بولی حمدان چونکہ "کیا مطلب؟"

"جیسے ابھی کی۔۔ تم سختی سے پیش آؤ بہت ہو گیا نرم لہجہ پیار برتاؤ۔۔ تم جتنی نرمی دکھاؤ گے وہ اتنا ہی پھولے گی تمھیں اب زرہ سختی سے پیش آ کر دیکھنا چاہیں" حریم کی بات پر وہ خاموشی سے حریم کو دیکھنے لگا جو اس کے خاموشی سے دیکھنے پر چڑ گئ

"دیکھو میں وہی ہوں جس نے تمھیں اجازت دی تھی کہ تم اس کو اپنا لو اور اب میں وہی ہوں جو دوبارہ وہی اجازت دیتی ہے کہ تم اسے واپس اپنا لو" اس کے الفاظوں کی گہرائی جاچنے پر حمدان کو وقت نہ لگا تھا

"نہیں بھا بھی میں چاہ کر بھی نہیں کر سکتا اور۔۔۔ میں چاہ بھی نہیں سکتا وہ پہلے ہی مجھسے نفرت کرتی ہے۔۔ اور ویسے بھی وہ میرا عشق ہے میرا سب کچھ جیسے بھی پیش آئے جان سے ہی مار دے مگر۔۔ ساتھ تو ہے پاس تو ہے" اور اب اس کے لفظوں اور سب سے بڑھ کر لفظوں کے پیچھے چھپے احساسات کی گہرائی سمجھنے میں حریم کو دیر نہ لگی تھی۔ وہ بس اس کے عشق پر رشق کر کے رہ گئی جو بول کر نظریں نیچے کر کے شاید۔۔ ہاں۔۔۔ ہاں آنکھوں کی نمی چھپا رہا تھا

یہ نمی کیوں آئی؟ اس کے زکر پر یا پھر۔۔۔ کیا پھر؟ یا پھر اپنے جزباتوں کو قابو کرنے پر آئی شاید۔۔۔۔ جزبات پانی بن گئے اور بھوری آنکھوں سے تیرنے کی التجا کرنے لگے اور آج پھر بھوری آنکھوں نے بے رخی کا مظاہرہ کیا اور جزباتوں سے منہ پھیر کر کہہ دیا کہ وہ اس شخص کی آنکھیں ہے۔۔۔ بھوری آنکھیں۔۔۔ اور وہ ان کی اس تیرنے کی خواہش کو پورا کرنے کے چکر میں اس کو توڑنا نہیں چاہتے۔۔۔ وہ مضبوط شخص ہے چٹان کی طرح۔۔ جو اپنے جزبات قابو کرنا جانتا ہے یا پھر سیکھ گیا ہے؟ سوال تھا جس کا جواب سب کے پاس تھا مگر پھر بھی خاموشی تھی کیوں نکہ اس قصے کو کوئی چھیڑنا مناسب نہیں سمجھتا تھا۔۔۔۔ نہ آپ۔۔۔۔ نہ میں اور نہ ہی کوئی اور

★★==========★★

سارم نیچے اتر کر انگڑائی لیتا اسے نظر آیا جو اپر کمرے میں ہی آ رہی تھی اس کو نیچے آتا دیکھ ٹھٹک کر رک گئی۔ سارم جو اس کو ہی ڈھونڈتا آ رہا تھا سامنے نظر پڑتے ہی اس کے سفید دانت واضح ہو گئے جس پر سمرہ کا دل چاہا مکا مار کر بتیس کے بتیس کے دانت توڑ دے۔ سمرہ کے سخت تاثرات پر اس نے باچھیں مزید کھول لی اور چلتا ہوا اس کے پاس آیا جو نظریں پھیرے اسے کھڑی تھی

"ہیلو وایفی" اس نے ہیلو کو کافی کھینچا سمرہ نے ناگواری سے دیکھا

"ناشتا ملے گا اس مظلوم کو؟" مظلوم نے بڑے ہی بیچاری نظروں سے دیکھ کر پوچھا جواباً سمرہ کے تاثرات اتنے حونک تھے جیسے اس نے سارم کا قتل کر دیا ہو اور وہ پھر زندہ کھڑا ہو ارے آخر ہوتے بھی نہیں کیسے؟ مظلوم اور سارم منور سوال ہی نہیں پیدا ہوتا

"مظلوم نام کو بھی شرم آجائے گی" سمرہ نے افسوس سے کہا بدلے میں سارم کی شکل پر بارہ بج گئے

"کیوں میں بیچارہ مظلوم نہیں؟" اس نے اتنی بیچارگی سے پوچھا کہ اس کی اداکاری پر تالیاں تو بنتی تھی اگر آس پاس موجود آڈینس ہوتی

"کس اینگل سے مظلوم ہو تم؟" سمرہ نے ہاتھ باندھتے پوچھا

"ارے بھئی شادی ہو گئی ایک عدد بیوی آ گئی شوہر بن گیا اب بیچارہ مظلوم بھی تو بنا نہ" اس کے فضول سی بات پر جو کہ سمرہ کے مطابق فضول سے بھی فضول تھی وہ دانت پیستی رہ گئی

"دفع ہو جاؤ" وہ اس کو دکھا دیتی سیڑھیاں پھیلانگنے لگی جبھی سارم پیچھے سے پکارا

"تیار ہو جاؤ ڈیر وائفی "

"کس خوشی میں؟" سمرہ نے رک کر پلٹ کر دیکھا

"ہماری شادی کی خوشی میں "

"فضول" وہ ہنہہ والے انداز سے واپس جانے لگی جبھی وہ دوبارہ پکارا

"میرے دوست نے پارٹی تھروکی ہے شام تک جانا ہے" اس کی بات سن کر سمرہ رکی اور پلٹی

"نہ کی امید نہیں رکھتا میں" سارم نے ہاتھ اٹھا کر پہلے ہی کہہ دیا

"انکار میں کر بھی نہیں رہی آفٹر آل ایگریمنٹ ساین کیا ہے ایک مہینہ تو برداشت کرنا ہو گا" سمرہ سے اسے یہ توقع نہ تھی وہ حیران ہوا۔۔ مگر وہ نہیں جانتا تھا اسے مزید حیران ہونا تھا توقع کے برعکس جو بہت کچھ ہونے والا تھا

"اچھی بات ہے اکورڈنگ ٹو ایگریمنٹ پہلی میں یہ بات مانو گی اور اس کے بعد دوسری بات مجھے تمھاری ماننی ہو گی "

"جانتی ہوں" وہ کہتی کمرے کی جانب پھرتی سے بڑھ گئ جبکہ وہ سر جھٹک کرناشتے کی ٹیبل کی طرف بڑھ گیا اور رات کی پارٹی کے بارے میں سوچنے لگا جہاں اس نے اپنے سارے جاننے والوں کو سمرہ کا تعرف کروانا تھا وہ بھی ایز آ وائیف

★★===========★★

"ایما ٹھنڈ پڑ رہی ہے بہت تو تمھا یہ شال بھی رکھ لوں؟" حریم کبٹ نے کپڑے نکال کر بیڈ پر پڑے بیگ میں طے کرتی رکھ رہی تھی جبھی براؤن شال کو دیکھتی بولی۔ علما جو بیڈ کی دوسری طرف حریم سے پشت کیے سوچوں میں غرق بھیٹی تھی چونکی

"ہا۔۔ہاں" اس نے چہرہ موڑ کر حریم کو دیکھا اور سر اثبات میں ہلایا اور واپس چہرہ موڑ لیا۔ حریم نے کچھ دیر اسے دیکھا اور پھر سر جھٹک کر شال طے کرتی بیگ میں ڈالنے لگی وہ اس کے کپڑے پیک کر رہی تھی

"تیار ہو جاؤ" اس نے علما پر ایک نظر ڈال کر کہا تو وہ اچانک خاموشی سے اٹھی اور باتھ روم کی جانب چل پڑی حریم نے حیرانگی سے اسے دیکھا اور کندھے اچکا کر واپس کپڑوں کی طرف متوجہ ہو گئ۔ کچھ دیر بعد علما نکلی اس نے نارنگی رنگ کی گھٹنوں تک آتی گول کلیوں والی کرتی پہنی تھی جو فراک کی طرح تھی آستینیں پوری تھی گھیر والی شلوار پہنی تھی۔ وہ سنگھار میز پر آئ اور فریش دکھنے کے لیے میک اپ کیا اور بال کھلے چھوڑنے کا فیصلہ کرتی وہ حریم کے پاس آئ جو بیگ کی زپ بند کر رہی تھی

"ہو گیا؟" اس نے سنجیدگی سے ایک نظر بیگ پر ڈال کر پوچھا تو حریم نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا "ایما میں۔۔۔" حریم کی بات حریم کے ہاتھ میں بجنے والے فون نے کاٹی۔ حریم اریب کا نمبر دیکھتی اسے دو منٹ کہہ کر کمرے سے نکل گئ علما نے اچٹی نظر بیگ پر

ڈالی اور غصہ سے برابر پڑی براؤن شال اٹھائی اور اسے کندھوں سے اچھی طرح اڑھی کیوں نکہ باہر سردی بڑھ گئ تھی اور پیروں میں کھوسے ڈالتی باہر نکل آئی۔میک اپ کے نام پر گلابی لپسٹک تھی اور انکھوں میں آئی لائینر بس۔۔وہ بھی کتنی بے دلی سے کیا تھا وہی جانتی تھی ورنہ اس وقت وہ کسی بھی طرح اپنا غصہ روکنے کی جدوجہد میں تھی اسی چکر میں وہ باہر لان میں آ گئی کھلی فضا کے خاطر ۔۔باہر لان میں آکر اس نے سر آسمان کی جانب کیا اور لمبے لمبے ڈگ آنکھیں بند کیے بھرنے لگی۔کوٹیج سے باہر نکل کر نمرہ آ گئی تھی ۔اس کی نظر علما پر پڑی تو مسکرائی اسی پل حزیرہ بھی اس کی طرف آ ئی

"نمرہ باجی اب کیسی تبیعت ہے آپ کی؟"حزیرہ نے پوچھا سب نمرہ کی ناساز طبیعت سے باخبر تھے اسی لیے اسے تقریب میں بلانے کی بھی ضد نہیں کی تھی

"اب بہتر ہے"حزیرہ کی آواز پر چونک کر اس نے حزیرہ کو دیکھا جو اسے پریشانی سے دیکھ رہی تھی نمرہ کو اچھا لگا اپنی فکر حیدر ولا والوں کی آنکھوں میں دیکھنا سوائے۔۔۔اس کے۔۔۔خیر اس نے سوچ کو جھٹکنا بہتر سمجھا اور سر اثبات میں ہلا کر حزیرہ کی تصیدق کی "تائی جان کہہ رہی تھی کہ آپ کو ڈاکٹر کو دکھائے۔۔۔۔"حزیرہ بول ہی رہ تھی جب نمرہ جلدی سے بولی "نہیں اب کافی بہتر ہے میں نے دوا لے لی تھی اور تھوڑی دیر سو بھی گئ تو بہتر محسوس ہو رہا ہے"اس نے کہا۔علما کی نظر جیسی دور کھڑی نمرہ اور حزیرہ پر پڑی تو چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی انہی کے پاس آ گئی جو آپس میں باتیں کر رہے تھی

"اسلام علیکم۔۔۔"علما کے سلام پر حزیرہ اور نمرہ چونکے اور با آواز جواب دیا"بھابھی آپ کو اندر سب بلا رہے تھے"حزیرہ کو علما کو دیکھ کر یاد آیا تو وہ جلدی سے بولی۔علما نے بس سر ہلا دیا نمرہ نے آج پھر اسے گہرائی سے نوٹس کیا

"اوہ میں آتی ہوں امی جان مجھے ڈھونڈ رہی تھی"حزیرہ سر پر ہاتھ مارتی جلدی سے اندر کی طرف بھاگی۔علما اور نمرہ نے اسے بھاگتے دیکھا پھر مسکراتے ایک دوسرے کو اور یک دم چونکے

"آپ ٹھیک ہیں؟"نمرہ نے جانے کیوں سوال پوچھا علما چونکی جبکہ نمرہ بھی خود کے بے اختیار سوال پر چونکی تھی"مجھے کیا ہونا ہے۔۔"علما بولی تو نمرہ ہلکی سی مسکرائی مگر اگلی سرگوشی سن کر مسکراہٹ غایب ہوئی

"زندہ ہوں تو۔۔۔"وہ دھیمے سے ہنس کر خود سے بولی تھی جبکہ نمرہ نے حیرانگی اسے دیکھا۔نمرہ کو کچھ گڑبڑ لگی اس نے جھجکتے ہوئے بڑی ہمت سے پوچھا

"آپ۔۔میرا مطلب سب ٹھیک ہے؟"نمرہ کی بات پر علما نے سر اٹھا کر اس کو دیکھا جو اپنے سوال پر شرمندہ نظر آ رہی تھی پھر نفی میں سر ہلا کر مسکرا کر کہا"ٹھیک ہوں۔۔۔۔"نمرہ کو اس کے جواب سے اطمینان نہیں ہوا تھا مگر پھر بھی وہ خاموش رہی کچھ دیر وہ دونوں خاموشی سے سرد ہواوں کی سرسراہٹ سنتی رہی محسوس کرتی رہی۔۔کہ اچانک علما بولی اسے یا کسی اور سے؟نمرہ کو سمجھ نہ آیا

"میرا دل چاہ رہا ہے سب جگہ آگ لگا دوں" وہ تنفر سے بولی یا بڑبڑائی؟ نمرہ نے چونک کر اسے دیکھا جو غصہ قابو کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی

"کیوں؟" اس نے ناچاہتے ہوئے بھی پوچھ لیا

"اس کی ہمت کیسے ہوئی؟" وہ یک دم نمرہ کی طرف دیکھ کر غصہ سے بولی۔ نمرہ نے ناسمجھی سے دیکھا وہ کس کی بات کر رہی تھی؟

"کس کی؟" نمرہ نے پوچھا "حمد۔۔۔" اچانک گاڑی کے اندر داخل ہونے کی آواز آئی جسے دونوں چونکی کالے رنگ کی گاڑی اندر آرہی تھی اور وہ بلاشبہ حمدان کی گاڑی تھی جس میں وہ خود بر جمان تھا علما ہوش میں آئی اور بنا نمرہ کو دیکھے حیدر ولا کے اندر جانے لگی تب نمرہ پیچھے سے پکاری

"سنیے؟" علما رکی اور پیچھے مڑ کر اس کو دیکھا

"غصہ آپ کا دشمن ہوتا ہے لہزہ جانے دیجیے" وہ نہیں جانتی تھی علما کس چیز کس شخص کو لے کر غصہ ہے لیکن بس وہ اتنا جانتی تھی کہ وہ غصہ ہے تبھی وہ بولی علما چند پل رکی اور پھر مسکرا کر واپس پلٹ کر حیدر ولا میں اتنی تیزی سے گئی جیسے حمدان اسے پہلے گاڑی سے نکلے اور وہ اندر چلی جائے

"اور نفرت بھی" نمرہ اس کی پشت دیکھ کر بڑبڑائی کیسے؟ اس نے کیسے اس کی آنکھوں میں جھانک کر نفرت دیکھ لی تھی؟ ہاں اسے اندازہ تھا اسے اندازہ ہو گیا تھا وہ کب سے شک میں تھی آج شک پورا ہو گیا تھا علما اندر جا چکی تھی اس نے علما سے دھیان ہٹا کر حمدان کو دیکھا جو گاڑی سے نکل کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا تھا جہاں سے وہ گئی تھی مگر حمدان کے تاثرات کیا بیان کر رہے تھے؟

اس نے بھویں جوڑ کر اس کی بھوری آنکھوں میں کچھ تلاش کرنا چاہا۔لان میں لگی ساری روشنی اس اندھیری رات میں اس شخص پر پڑ رہی تھی جو وہی ایک جگہ بت بنا کھڑا اسی طرف دیکھے جا رہا تھا کیا دیکھ رہا تھا وہ؟ کیا تھا اس کی آنکھوں میں؟

"محبت؟" نمرہ کو اپنی آواز کانوں میں آئی۔ بھوری آنکھیں بھوری آنکھوں کو ہی دیکھ رہی تھی توجہ سے جیسے اور کوئی ہو ہی نہ ہو بس تلاش پوری ہو رہی ہو اور ہو گئی ہو یا ہونے والی ہو؟

"نہیں عشق" ع ش ق نے نیچے جھانکا جہاں ایک طرف بھوری آنکھوں والی لڑکی دوسری طرف کھڑے بھوری آنکھوں والے شخص کی آنکھوں میں جانے کونسی کھوج جاری رکھی تھی

ع ش ق نے بھوری آنکھوں والی لڑکی کو سہی کیا جیسے بتایا ہو سمجھایا ہو "محبت نہیں لڑکی عشق۔۔۔" اور اسی پل بھوری آنکھیں والی لڑکی کافی حد تک سمجھ بھی گئی تھی

★★==========★★

اب تک پورے حیدر ولا کو علما اور حمدان کے باہر جانے کی بات پتا چل گئ تھی علما حمدان نیچے سب سے مل رہے تھے جبھی حفصہ نے حمدان کو اشارہ کر کے اپنے پیچھے کمرے میں بلایا۔ باہر علما خاموشی سے بغیر کسی تاثرات سے سب سے مل رہی تھی سامان گاڑی میں رکھا جا چکا تھا۔ حمدان کمرے میں داخل ہوا جہاں حفصہ پریشانی سے ٹہل رہی تھی

"کیا ہوا اماں؟" وہ حفصہ کی پریشان دیکھتے بولا تو وہ فوراً اس کے پاس آئ

"حمدان بیٹا علما کو لے کر جا رہے ہو تو اس کا خیال رکھنا" وہ پریشانی سے بولی تو حمدان مسکرایا

"تم لوگ جھگڑے نہ کرنا" وہ دبے غصہ سے بولی تو حمدان ہنسا

"آپ بے فکر ہو جائے" وہ مسکرا کر بولا تو حفصہ مطمعین ہوئ

"اپنا بھی خیال رکھنا" حفصہ نے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھ کر پیار سے کہا تو اس نے وہی ہاتھ چومتے اثبات میں سر ہلایا

"آپ بھی" حفصہ مسکرائ

"چلیں اب دیر ہو رہی ہے خدا حافظ" وہ مسکراتا ہوا کہتا باہر نکل گیا جبکہ پیچھے حفصہ کے لب فی امان اللہ کہتے ہلے اور اپنے بچوں کی خوشیوں کی ایک بار پھر دعا مانگی۔ باہر علما گاڑی میں پہلے سے موجود تھی حمدان نے ایک سرسری سے نگاہ اس پر ڈالی جو ابھی سے کھڑکی سے چہرہ بار نکالے سنجیدگی سے بھیٹی تھی۔ حمدان نے اپنی نشت سمبھالی اور گاڑی سٹارٹ کی ان کی گاڑی حیدر ولا کی حدود سے باہر نکلی۔ اپر کھڑی ایشال نے ایک نظر کالی گاڑی کو دیکھا جس میں علما اور حمدان نکلے تھے اور ایک نظر اپر آسمان کو اس کو ایک دم عجیب محسوس ہوا۔ وہ یوہنی کھوئ ہوئ تھی کہ طلحہ اس کے برابر میں آ کر کھڑا ہو گیا تھا وہ بے خبر تھی

"ہم بھی یوں گھومنے جائے گے" طلحہ نے اس کی کیفیت سمجھتے شوخی سے کہا تو وہ چونکی اور طلحہ کی موجودگی کو دیکھتے گھبرا گئ

"ایشال۔۔۔" طلحہ نے نرمی سے پکارا۔ ایشال نے اسے دیکھا

"بھول جاؤ سب" اس کے لہجہ میں منت تھی

"اتنا آسان نہیں ہے" اس نے دکھ سے چہرہ نیچے جھکا لیا

"اتنا مشکل بھی نہیں ہے" جھکا چہرہ جھٹکے سے اٹھا طلحہ نے اس کے دیکھنے پر سر اثبات میں ہلایا تو وہ مسکرا کر رہ گئ

★★==========★★

گاڑی سڑک پر ملسلسل رواں تھی وہ لوگ شہر کی حدود سے باہر آ گۓ تھے۔ حمدان فل سپیڈ میں گاڑی چلا رہا تھا۔ علما پورے سفر خاموشی سے دوستی کی ہوئ تھی اور کھڑکی باہر دیکھنے پر اکتفا کر رہی تھی۔ حمدان لب کاٹنے کب سے علما کو مخاطب کرنے کی جدوجہد میں تھا مگر اس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی اس نے علما سے اتنی سختی سے بات کی تھی اور اس کو کس قدر ڈانٹا تھا وہ شرمندہ تھا

"علما آیم سوری۔۔۔" بمشکل ہمت کر کے اس نے سن بھیٹی علما کو پکارا جو اس کی آواز سے چونکی تھی مگر پھر بھی چہرہ موڑ کر نہیں دیکھا وہ اسے سخت خفا تھی غصہ تھی اسے تو یقین نہیں ہو رہا تھا کہ حمدان نے اس کے ساتھ ایسا رویہ رکھا مگر اسے یقین کرنا ہو گا اس شخص کی سچائی جو عشق عشق کا ڈھونگ رچا رہتا ہے اس نے تنفر سے سوچا

"علما تم مجھے کچھ بھی کہتی میں برداشت کر لے تا مگر بات ماں پر آ گئی تھی جو مجھ سے برداشت نہیں ہے" اس کی آواز سخت ہو گئی تھی

علما نے پہلو بدلا مگر خاموش رہی وہ اسے مخاطب ہونا پسند نہیں کرتی تھی

"آیندہ میری ماں پر بات نہ آئے" اس کا انداز پھر حکم دینے والا ہو گیا تھا علما سے رہا نا گیا وہ یک دم چیخی

"تم سمجھتے کیا ہو خود کو۔۔ہاں میں نوکر ہوں تمھاری جب چاہا حکم جھاڑ دیا جب چاہا فضول بک دیا" وہ اس کو دیکھتی غصہ سے بولی۔

حمدان نے ایک نظر اس کے غصہ سے سرخ چہرے پر ڈالی اور پر سکون ہو کر واپس سامنے علما نے حیرت سے اسے دیکھا جو پر سکون ہو گیا تھا

"میں بتا رہی ہوں حمدان علی حیدر کسی دن تمھارا میرے ہاتھوں قتل ہو جائے گا" وہ انگلی اٹھا کر تشبیہہ کرتی بولی حمدان نے بامشکل اپنی نچلا ہونٹ کانٹ کر امڈتی مسکراہٹ دبائی تھی۔سٹیرنگ پر مضبوط ہاتھ رکھے وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا وہ یقینن مسکراہٹ دبا رہا تھا ۔علما نے کوئی جواب نہ پا کر واپس چہرہ کھڑکی کی جانب موڑ لیا اور دل ہی دل میں سلواتیں سنانے لگی کچھ دیر خاموشی کا راج ہو گیا۔پھر حمدان نے خاموشی توڑی

"سو جاؤ ہم صبح تک پہنچے گے" وہ فکرمندی سے اس کی طرف دیکھتے بولا جو اپنی گردن میں ہونے والا درد برداشت کرتی گردن موڑ رہی تھی۔اس کی بات کو سرے سے نظر انداز کر کے وہ ویسے ہی بھیٹی رہی حمدان نے نفی میں سر ہلایا اور واپس سامنے دیکھا پھر خاموشی جو کاٹنے کو دوڑ رہی تھی اس کی وجہ سے اس نے اپنی گاڑی کا ٹیپ کھول دیا جہاں حسبِ معامل حمدان کی جمع کی ہوئی قوالیہ چلنے لگی

آواز دھیمی تھی اور اے سی کی کولنگ سے گاڑی میں ماحول بن گیا اور علما جو تھکن سے چور ہو رہی تھی وہ پل بھر میں ہی نیند کی وادیوں میں سکون سے اتر گئی۔حمدان نے چہرہ موڑ کر علما کو دیکھا جو سوتے ہوئے بے شک معصوم سی بچی نظر آ رہی تھی اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی اس کے چہروں پر لٹیں تھی حمدان نے چاہا کہ اس کے چہرے سے ہٹا دے مگر وہ جرت نا کر سکا کیوں نکہ وہ جانتا تھا اس کے زرہ سے چھونے پر وہ کرنٹ کھا کر اٹھے گی اسلیے سوچوں کو جھٹک کر دیھان ڈرایونگ پر لگا دیا اور بیگ گراؤنڈ میں چلتی قوالی کا لطف اٹھانے لگا۔کیونکہ وہ پر سکون ہو گیا تھا علما نے آخرکار اپنی بھڑاس نکال لی تھی بے سکونی اسے تب ہوتی تھی جب وہ بلکل خاموش

ہو جائے لیکن جیسی وہ غصہ سے چلانا شروع ہوتی حمدان شکر کرتا تھا۔اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی کیوں نہ پہلو میں اس کا عشق تھا

"یہ ادا ہے یا دل کا جلانا،

ہم مناتے ہیں تم روٹھتے ہو،

ہم جو روٹھے پچھتاؤ گے تم،

روز تم کو منانا پڑے گا"

اس نے ان کلمات کے ساتھ ہی چہرہ موڑ کر ہر طرف سے بے گانی علما پر بھوری آنکھیں گاڑی جو ہیزل آیز بند کیے سو چکی تھی وہ مسکرایا

"باز آجاؤں محبت سے محبت والوں،

ہم نے ایک عمر گنوائی ہے ملا کچھ بھی نہیں"

وہ جالی والی چھوٹی کھڑکی میں کھڑی حیدر ولا کی چھت کو تاک رہی تھی۔۔۔ تبھی وہ فون پر ہنستا مسکراتا بات کرتا آیا۔۔۔اور نمرہ کی دھڑکنیں تھم گئی۔۔۔اس نے اپنے آپ کو قابو کیا۔۔۔آنکھیں بند کی اور سر جھٹک کر بھلانا چاہا

"الفت کا نشان دل سے مٹایا نہیں جاتا،

اس بھولنے والے کو بھلایا نہیں جاتا"

گاڑی میں قوالیوں کے میش اپ دھیمی آواز میں گونج رہے تھے اور گاڑی اندھیری رات میں سڑک پر رواں تھی۔۔۔وہ بجنے والے بول وہ سر وہ گیت وہ سب بہت اندرونی محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ہمیشہ کی طرح

"اے کاش تجھے ایک ایسا زخمِ جدائی دوں،

جب کوئی چیز چمکے میں تجھکو دکھائی دوں"

وہ ریلینگ سے ٹیک لگائے آنکھیں زبط سے مندے روانگی سے بہنے والے آنسوں کو روکتے گہری سوچ میں تھی۔۔۔سمرہ آحد؟ وہ تلخی سے ہنسی ۔۔۔سمرہ سارم اس کی ہنسی غایب ہوئی مگر تلخی برقرار رہی

"نا منزل ہے نا منزل کا نشان ہے،

کہاں پے لاکے چھوڑا ہے کسی نے،

کہاں پے لاکے چھوڑا ہے کسی نے،

دلِ امید توڑا ہے کسی نے"

ہمنہ نے فایل پر نظریں مرکوز کیے دروازے سے بے ساختہ اندر جھاکتے آحد کو تکا تھا

علما کی پکی نیند ہونے کی تصدیق پر اس نے والیم تھوڑا اونچا کر دیا تھا

"حسن والے وفا نہیں کرتے،

عشق والے دغا نہیں کرتے،

ظلم کرنا تو ان کی آدات ہے،

یا کسی کا بھلا نہیں کرتے"

اس کے ساتھ لب ہلے تھے نظریں عشق پر مرکوز تھی عاشق کی۔۔۔۔عشق کی نیند میں خلل آچکا تھا وہ میوزق کی اچانک تیز آواز پر ہڑبڑا کر اٹھی حمدان چونکا پھر واپس اس پر ترچھی نظر ڈال کر آنکھیں موندلی جبکہ حمدان نے لب کاٹتے سسٹم بند کر دیا تھا۔رات اختام پر پہنچ گئی تھی

"حسن والے وفا نہیں کرتے، حسن والے وفا نہیں کرتے" آوازیں آنا بند ہو چکی تھی مگر ہمیشہ کی طرح وہ سحر میں ڈوب چکا تھا۔رات بیت کر صبح کی آمد دے رہی تھی مگر وہ رات کی تاریقیوں میں کھویا ہوا تھا

★★===========★★

"تجھ سے گلے کروں، تجھے مناؤں میں،

ایک بار اپنے آپ میں آوں تو آوں میں"

ساری رات گاڑی چلانے کے باوجود بھی اس کے چہرے پر تھکن نمایانہ تھی ہاں آنکھیں ضرور لال ہو رہی تھی اکثر اس کی آنکھیں اسی طرح سے لال ہو جایا کرتی تھی جس طرح سے ابھی ہو رہی تھی۔رات ڈھل گئی تھی صبح آچکی تھی وہ گاؤں کی حدود میں داخل ہو گیا تھا علما شیشہ سے سر ٹکائے بے خبر سو رہی تھی

"شٹ" سپیڈ بریکر کے دھچکے سے یک دم جاگی اور چونک کر دیکھا حمدان جس نے سپیڈ بریکر نہیں دیکھا تھا اسیلیے گاڑی اچھلی تھی اس نے ادھر ادھر چونک کر دیکھا وہ لوگ گاؤں میں آچکے تھے صبح بھی ہو گئی تھی سونے کے باوجود بھی اس کی تھکن مزید بڑھ گئی تھی ایک ہی پوزیشن میں رہنے سے اس کی گردن اکڑ جو گئی تھی حمدان نے جاگی ہوئی علما کو دیکھا مگر چاہتے ہوئے بھی کچھ کہا نہیں۔گاڑی اب ایک حویلی کے باہر رکی اور حمدان نے ہارن بجایا۔سبزیلوں سے ڈھکے خوب صورت حویلی کے سیاہ گیٹ پر پہرہ دیتا چوکیدار نے

جانے پہچانے ہارن پر مستعدی سے آگے بڑھ کے گیٹ کھولا اور باہر منتظر کھڑی گاڑی سبک رفتاری سے اندر داخل ہوئی سیدھی سامنے پورچ میں جا کھڑی ہوئی تھی

"سلام حمدان بابا" حمدان گاڑی سے اترا ساتھ ہی علما اتری۔ ایک ضعیف عمر کے آدمی بھاگتا ہوا آیا چہرے پر خوشی نمایا تھی۔ حمدان نے مسکرا کر ان کا حال احوال پوچھا علما خاموشی سے کھڑی حویلی اور ارد گرد کا جایزہ لے رہی تھی

"ارے آ ہلا بیٹی" وہ دونوں اس ضعیف سے آدمی کے ہمرہ حویلی کے اندر داخل ہوئے پیچھے ملازم ان کا سامان لا رہا تھا علما نے حویلی کا جایزہ لیا وہ بلکل مختلف نہیں تھی حیدر ولا سے بس ادھر کم فرنیچر تھا اور نہ زیادہ سجاوٹ تھی بلکہ سادہ سا تھا سب کچھ۔ ضعیف شخص کی آواز پر اکیس بائیس کے قریب لڑکی منہ تک چادر اڑھے باہر آئی ساتھ ہی ایک خاتون بھی سر پر چادر اڑھی تھی۔ حمدان کو دیکھ کر اس لڑکی نے اپنا چہرہ چھپا لیا تھا

"ارے حمدان بابا" اس خاتون کے آگے حمدان نے سر جھکایا تو وہ خوشی سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی بولی

"سلام بھیا" پیچھے سے وہ لڑکی بھی نقاب میں چیچھی بولی علما سب سے بے تعلق حمدان کے برابر میں کھڑی تھی

"یہ بہو ہے؟" اس خاتون سے علما کی طرف اشارہ کر کے حیرت سے پوچھا تو وہ آدمی جلدی سے بولا "ارے شبانہ حمدان بابا کی ہے" اس کے جوش سے کہنے پر حمدان نے مسکرا کر علما کو دیکھا جو حیرت سے ان کو دیکھنے لگی تھی

"ہائے ماں سدقے ماں واری" شبانا نے فوری طور پر علما کی بلائے اتاری علما نے حیرت سے ان کو دیکھا

"اچھا چل حمدان بابا اور بیٹی تھک گۓ ہونگے جلدی سے ان کے لیے پکوان بنا اور حمدان بابا آپ کو کمرے تک چھوڑ آؤں؟" وہ آدمی اپنی بیوی شبانا کو ٹوکتے حمدان سے مخاطب ہوا جو نفی میں سر ہلانے لگا

"ہاشم چاچا مانتا ہوں کافی عرصے بعد آیا ہوں لیکن مجھے کمروں کی خبر ہے" وہ مسکرا کر بولا تو سب مسکرائے سوائے علما کہ جو بے نیاز کھڑی تھی

"جی بہتر" ہاشم چاچا مسکرا کے بولے۔ حمدان علما کو اشارہ کر کے کمرے کی جانب بڑھ گیا پیچھے پیچھے علما بھی اپنی بوجھل آنکھیں لیے بڑھ گئی کیوں نکہ اس کو راستے معلوم نہیں تھے۔ ان کے جانے کے بعد شبانا اپنے پیچھے کھڑی لڑکی کو اپنے ساتھ باورچی خانے میں لے گئی جبکہ ہاشم چاچا گاؤں والوں کو خبر کرنے چل دیے

★★==========★★

اس نے ایک بار پھر اپنے سراپے پر آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر نگاہ ڈالی تھی۔ گلابی پیروں تک آتی کلیوں والی فراک تھی جس پر ہلکا ہلکا گلابی لکیروں کا کام ہوا تھا اس پر نیٹ کا دوپٹا ایک کاندھے پر ٹکائے جس کے اطراف پر شیشوں کی بیل لگی تھی۔ بال کرل کر کے

کھلے چھوڑ دیے تھے چہرے پر نام کا میک اپ کیا تھا وہ خالی خالی نظروں سے دیکھ رہی تھی کہ سارم جو موبایل استعمال کرتا اندر داخل ہوا تھا سمرہ کو دیکھ کر ٹھٹک کر رک گیا اور پزل سا ہو گیا۔ سمرہ نے کانوں میں جھارلیوں والے جھمکے ڈالتے ایک نظر پیچھے کھڑے سارم کو دیکھا جو اس کے دیدار میں مہو تھا اور پھر خود کو وہ پلٹی اور بھویں اچکائی سارم چونکہ اور شرمنگی مٹاتے جلدی سے بولا

"میرا حق ہے" وہ کندھے اچکاتا بولا جیسے کہہ رہا ہو "کیوں برا مان رہی ہو دیکھنے پر؟" سمرہ نے نظر انداز کیا

وہ بیڈ پر آ کر بھیٹی اور ہیل پہنے لگی۔ سارم بھی باتھ روم فریش ہو کر چینج کرنے چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد سمرہ نے سانس خارج کی اور باتھ روم کے دروازے کو دیکھ کر اپنا سر جھٹکا

"صرف ایک مہینہ" سمرہ کو دلاسا دینے والے دو لفظ

★★==========★★

حریم کمرے میں آئی اور بیڈ پر افسردگی سے بھیٹ گئی اس کو اکیلا پن محسوس ہو رہا تھا علا بھی چلی گئی تھی اور اریب۔۔۔ اریب کا سوچ کر ہی غصہ آ گیا آخر اپنی نئی نویلی دلھن کو چھوڑ کر کوئی اتنے دنوں کے لیے جاتا ہے وہ اریب سے سخت ناراض تھی۔ ماہم کو فون ملانے کا سوچنے پر اس نے فون اٹھایا ہی تھا کہ کھٹ پھٹ کی آواز آئی۔ حریم نے چونک کر کھڑکی کی طرف دیکھا مگر وہاں کچھ نہ پایا پھر سر جھٹک کر اٹھی اور ٹہلتے ہوئے موبایل آن کیا کچھ لمحے ہی گزرے ہونگے کہ کسی نے پیچھے سے اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا حریم کا سانس اپر کا اپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا

"ک۔ کون ہے؟" خوف سے وہ کپکپاتی ہوئی بولی کسی کے مضبوط ہاتھ اس کے چہرے پر تھے اچانک کون تھا اس نے کسی کو آواز دینی چاہی کہ پیچھے سے اس شخص کی آواز آئی

" آپ کا اکلوتا شوہر آپ کا ساتھی آپ کی زندگی آپ کا ہم راہی۔۔۔" حریم چونک کر مڑی اور اپنے سامنے اریب کو مسکراتا ہوا جیبوں میں ہاتھ ڈایں کھڑا دیکھ ششدرہ رہ گی جبکہ وہ جو اور بولنے والا تھا اس کے حونک تاثرات دیکھ کر قہقہ لگانے لگا۔ اس کے قہقوں کی آواز سے حریم چونکی اور اپنی خفگی یاد کر کے واپس پلٹ گئی اور غصہ سے بولی

"جہاں سے آئے ہے واپس چلے جائے" ناراضگی عروج پر تھی اریب نے اندازہ لگایا

"واقعی؟" اس کی بات پر وہ شرارت سے مسکراہٹ دبائے اس کی پشت دیکھتے پوچھنے لگا

"ہاں" حریم اٹل لہجے میں بولی

"اوکے" کندھے اچکا کر وہ مسکراہٹ دبائے مڑنے لگا کہ تیزی سے حریم مڑی اور غصہ سے بولی

" آپ کو بلکل بھی میری پروہ نہیں ہے؟" اس کی بات پر مڑا ہوا اریب پلٹا "مجھے پروہ نہیں ہے؟" مصنوعی حیرانگی دکھائی

"پر وہ تو آپ کو نہیں ہے جبھی تو کہہ رہی ہے واپس جائے "

"پر وہ ہے جبھی ناراضگی ظاہر کر رہی ہوں" اس کی رونے والی شکل دیکھ کر اریب نے پیار سے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے حریم نے چہرہ موڑ لیا

"چھوڑیے" وہ جھٹکتی بولی

" اوکے" اریب نے اثبات میں سر ہلا کر ہاتھ چھوڑ دیے۔ حریم نے چونک کر دیکھا

"چھوڑ بھی دیا؟" منہ کھولے وہ حیرت سے بولی۔ اریب نے کنفیوزن سے دیکھا" آپ نے ہی تو کہا "

" آپ سے تو بات کرنا ہی فضول ہے" وہ غصہ سے کہتی باہر نکلنے لگی جب اریب راستے میں آیا

" ارے ارے ایک تو بیویوں کا سمجھ نہیں آتا۔۔ان کی بات مانو تو پریشانی نہ مانو تو پریشانی آخر چاہتی کیا ہے؟" وہ حیرت سے بولا

" آپ کو ایسا کہاں ہوتا ہے اریب آپ اتنے دنوں کے لیے تو نہیں گ ئے تھے" وہ کسی وقت بھی رونے والی تھی اریب نے مسکرا کر اس کو شانوں سے تھاما

"" آئی نو حریم دراصل کام بڑھ گیا تھا مجھے دیکھنا پڑا سوری" معصومیت سے کہا حریم نے مسکراہٹ دبائی

"میری شرت ہے "

"میں ہر شرت ماننے کے لیے تیار ہوں بس ناراضگی برداشت نہیں ہے مجھے" وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر بولا

"اب کہی نہیں جانا کم از کم ایک ہفتے تک" وہ مسکراہٹ دبائی بولی تو اریب فوراً بولا

"لو ایک ہفتے میں تو اپنی بیوی کے پاس ایک مہینے ایک سال ایک سدی رہنے کے لیے تیار ہوں" وہ قریب آتا رومینٹک انداز میں بولا تو حریم مسکرائی

"نہیں نہیں بس ایک ہفتے ہی کافی ہے" وہ ہنس کر بولی

"ویسے میرا اسپرائز کیسا لگا؟" اریب نے دلچسپی سے پوچھا

"بہت اچھا" حریم دل سے بولی

" چلیں اب زرہ گھر والوں کو بھی سپرائز دیں دے؟" اریب کے پوچھنے پر اس نے ہنس کر سر اثبات میں ہلایا تو وہ بھی کھل کر مسکرایا

★★==========★★

وہ کمرے سے باہر نکل کر آئی تو سامنے صوفے پر ٹی وی کے آگے آحد کو پایا جو نیوز دیکھ رہا تھا اور پاس ہی کچن میں اقرء بیگم کو جو ناشتا بنانے میں مصروف تھی۔ماہم بھی کمرے سے نکل کر اب ٹیبل لگا رہی تھی اس نے کالج کا یونی فارم پہنا ہوا تھا ماہم کی جیسی نظر سب کا

جایزہ لیتی ہمنہ پر پڑی جو شاید نہا کر نکلی تھی اور سفید قمیض شلوار زین تن کیے تھی اور ساتھ ہی سفید دوپٹا شانوں پر پھیلا تھا بال گیلے معلوم ہو رہے تھے

"ہمنہ باجی آئے آپ اٹھ گئ" ماہم نے ایک نظر آحد پر ڈال کر ہمنہ کو پکارا جو چونکی تھی

"ج۔۔جی" وہ جھجھکتی بولی آحد بھی متوجہ ہو گیا تھا اوپن کچن ہونے کے باعث اقرء بیگم بھی اس کی طرف متوجہ ہو گئ

" آئے نہ ناشتے کا وقت ہو گیا ہے بھائی آپ بھی" ہمنہ کو کہہ کر وہ آحد سے مخاطب ہوئی تو وہ ہوں کہہ کر کھڑا ہوا اور ہمنہ سے بولا

" آؤ ہمنہ " مسکرایا

"جی" ہمنہ بھی جھجک کر ٹیبل کے پاس آ گئ۔ اقرء بیگم بھی ناشتا لے کر آئ اور ماہم کی مدد سے لگوایا سب اب ٹیبل پر بھیٹ کر ناشتا کرنے لگے

"نیند ٹھیک آئ بیٹا" اقرء بیگم نے انڈا نکال کر اس کی پلیٹ میں ڈالتے نرمی سے کہا تو اس نے سر اثبات میں ہلایا

"بھائ مجھے کالج چھوڑنا ہے آپ کو وین نہیں آئے گی آج" ماہم پراٹھے کو سالن سے لگاتی بولی تو آحد نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا جس نے نوالہ منہ میں ڈالتے کہا

"وین والے انکل نے کہا تھا کہ وہ آج نہیں آئے گے" ہمنہ خاموشی سے آحد سے بات کرنے کی کوشش میں تھی

"اوکے تم تیار ہو؟" آحد نے پوچھا

"یس" ماہم دودھ کا گلاس پیتے بولی "آرام سے لڑکی" اقرء بیگم نے ڈپٹا

" آحد " آخر کار وہ ہمت کر کے بولی آحد کے ساتھ سب نے اسے دیکھا

"م۔۔۔مجھے آپ سکول ڈراپ کر دینگے" رات میں کیا گیا فیصلہ کیا تھا اس نے واپس اسکول جانے کا آحد چونکہ

"کیا؟" آحد نے ناسمجھی سے دیکھا۔ ہمنہ نے سانس بھری پھر کہنا شروع کیا

"دراصل میں چاہتی ہوں اسکول جوائن کر لوں تاکہ جلد از جلد میں اپنا انتظام خود کر لوں تھوڑے دن لگے گے جب تک مجھے میری تنخواہ نہیں مل جاتی" وہ اتنی صاف گو ہو گی کسی کو معلوم نہ تھا مگر وہ شرم کو ایک طرف رکھ کر صاف بولی تھی اور کرنا بھی یہی چاہیں تھا وہ کسی انجان کے گھر میں تھی اسے صاف گوئی سے پیش آنا تھا۔ اس کی بات سے تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر آحد بات سمجھالتا بولا

"کوئی بات نہیں ہمنہ تم یہاں آرام سے رہ سکتی ہوں ٹھیک ہے جب تک تمھارا انتظام نہیں ہو جاتا تم یہاں رہ کر جاب کر سکتی ہو آخر کار دوست ہو تم" آخری بات اقرء بیگم کو دیکھتے مسکراتے ہوئے کہی تھی

"آحد بلکل ٹھیک کہہ رہاہے بیٹاتمھیں جو کوئی بھی پریشانی ہو ہم سے کہو اگر پیسے۔۔۔۔۔"وہ جو اتنے نرمی سے سن رہی تھی پیسے کی بات آکر اسے کہی نہ کہی عزتِ نفس پر ٹھیس پہنچی تھی وہ جلدی سے بولی

"نہیں آنٹی میں اپنے پیروں پر کھڑی ہوں اور آپ لوگ مجھے اتنا سپورٹ کر رہے ہے میرے لیے کافی ہے" وہ بمشکل مسکرا کر بولی

اس نے آج تک اپنے گھر والوں سے ایک ریپہ نہیں لیا تھا وہ کیسے کسی انجان سے لے لیتی اس کی بات پر اقرء بیگم مسکرائی

"چلیں بھائی وقت ہو گیا" ماہم اچانک بولی تو سب چونکے "ہاں چلیں ہمنہ آپ بھی تیار ہے آپ؟" آحد کھڑے ہوتے ہوئے بولا

"جی میں پرس لے کر آتی ہوں" وہ بول کر اندر گئی اور کچھ ہی پل میں پرس لے کر باہر آئی اور ماہم اور آحد کے ہمرہ اقرء بیگم کو سلام کرتی نکل گئی

★★==========★★

حمدان سویا نہیں تھا بلکہ ہاشم چاچا کہ ساتھ سب سے ملنے چلا گیا تھا اور اپنی زمینوں کو دیکھنے بھی۔ علما جس نے چند گھنٹے اچھی طرح بیڈ پر لیٹ کر نیند لے لی تھی اب بیڈ پر بھیٹی انگڑائوں کے ساتھ جمایا لے رہی تھی جبھی دروازے پر دستک ہوئی

"آجایں" علما نے اونچی آواز میں کہا تو وہی لڑکی ہاتھ میں ٹرے لیے اندر داخل ہوئی علما نے اس کا چہرہ دیکھ ہی لیا شفاف معصوم چہرہ سر پر اچھی طرح چادر اڑھی وہ معصوم سی مسکراہٹ لیے اندر داخل ہوئی تھی۔ علما جلدی سے کھڑی ہو گئی

"بی بی جی یہ آپ کا کھانا دراصل حمدان بابا نے کھانا کھالیا تھا آپ سو رہی تھی آپ کو اٹھانا مناسب نہیں سمجھا" اس نے دھیمے سے سر اثبات میں ہلایا

"آپ بھیٹے نہ" علما نے جلدی سے بیڈ کی طرف آکر کہا تو وہ جھجکتی ہوئی آئی اور اس کے ساتھ بھیٹ گئی

"کیا نام ہے؟" علما کو اس لڑکی میں دلچسپی ہوئی "آمنہ" وہ شرماتی ہوئی بولی علما ہنسی وہ اپنا نام بتانے میں بھی شرما رہی تھی

"آپ کا علما ہیں نہ" آمنہ نے جوش سے پوچھا تو وہ ہنس کر ہاں کہنے لگی

"کہاں تک پڑھی ہو آمنہ؟" علما نے مسکراتے ہوئے پوچھا

"ابھی میں انٹر کر رہی ہوں" وہ بھی مسکراتی ہوئی بولی علما نے نوٹ کیا وہ علما کو بہت غور سے دیکھ رہی تھی اور اس کا سر تا پیر جایزہ بھی باخوبی لے رہی تھی

"ہمم گڈ" اس نے اٹھ کر ٹرے سے چائے اٹھائی اور واپس بھیٹ کر پینے لگی

"آپ سے ایک بات کہوں؟" آمنہ نے جھجک کر پوچھا علم گھونٹ لیتی سر اثبات میں ہلائی تو وہ بولی

"آپ بہت خوبصورت ہو اور خاص کر آپ کی آنکھیں ماشائاللہ" وہ اس کی ہیزل آیز کی طرف اشارہ کرتی بولی تو ساتھ ہیزل آیز بھی ہنسی

"اچھا تمھیں کیسے پتا میں خوبصورت ہوں؟" علما نے مزے سے پوچھا

"بس آپ ہو" وہ شرماتی ہوئی سر جھکا کر بولی علما کا قہقہ گونجا رخصتی کے بعد پہلی بار وہ کھل کر ہنسی تھی

"اور میں آپ کو بتاؤں آپ بھی بہت پیاری ہو" وہ چائے کا کپ ایک طرف رکھتے بولی تو وہ اور شرما گئی

"آمنہ بٹیاں؟" اچانک شبانا کمرے میں اس کو آواز لگاتی داخل ہوئی آمنہ کھڑی ہو گئی

"یہاں ہو لو بھلا میں پوری حیویلی میں کھوج رہی ہوں" شبانا بولی علما نے مسکرا کر دیکھا

"سوری بی بی جی کہی آپ کو پریشان تو نہیں کر دیا اس نے بہت بولتی ہے یہ" شبانا دبے دبے غصہ سے بولی تو علما جلدی سے بولی

"نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے بلکہ تو آمنہ بہت ہی پیاری ہے اس نے بلکل پریشان نہیں کیا" وہ مسکراتی ہوئی بولی تو آمنہ کے ساتھ شبانا بھی مسکرا دی

"چل نیچے باورچی خانے میں آزرہ" شبانا آمنہ کو بولتی علما سے معزرت کرتی نکلی پیچھے آمنہ بھی جانے لگی تب علما پکاری

"یہ ماں ہے تمھاری؟"

"جی یہ ماں اور پاپا ہے ہم تینوں ہی حویلی کی شروع سے دیکھ بھال کرتے بلکہ میں تو پیدا ہی یہی ہوئی ہوں" آمنہ چہک کر بولی علما مسکرائی "ہمم نائیس"

"میں چلتی ہوں" وہ بول کر جانے لگی تبھی دوبارہ علما پکاری

"ویسے آمنہ فکر نہ کرنا میری مما بھی مجھے یہی کہتی ہے کہ میں بہت بولتی ہوں تو فکر ناٹ سب کی مما کی یہی لاین ہے" علما کی بات پر وہ کھل کر مسکرائی تھی جبکہ علما نے ارے ہاں والے تاثرات دی

★★===========★★

نمرہ ہاتھ میں چائے کی ٹرے تھامی سر جھکائے دادی جان کے کمرے میں تیز تیز قدم بڑھ رہی تھی جانے کیوں وہ چاہ کر بھی پر سکون نہیں ہو رہی تھی ہوتی بھی تو کیسے یہ جانتے ہوئے کہ حنین حیدر ولا میں موجود ہے اگر اس کا سامنا ہو گیا تو؟ بڑی ہمت سے وہ اپنے آپ کو دلاسے دے کر آگے بڑھ رہی تھی کہ سامنے سے آتے لڑکے سے اچانک ٹکرائی اور ساری چائے اس لڑکی کی سفید ٹی شرٹ پر نوش ہو گئی نمرہ کے ہاتھ سے یک دم ٹرے گری اور چائے کے دو کپ بھی لڑکھڑا کر نیچے گر کر ٹوٹ گئے اور چائے کا داغ سامنے

والے کی شرٹ پر لگ گیا نمرہ نے کپکپاتے لبوں سے کچھ کہنا چاہا مگر سر اٹھا کر جب لال ہوتے چہرے پر نظر گئی تو لبوں پر آتے الفاظوں نے کلمہ پڑھ لیا اور وہ لڑکھڑا کر ایک قدم پیچھے ہوئی

"ہاؤڈیر یو۔۔۔یو چیپسٹر" سامنے کھڑا لڑکا تلملا کر چیخا جبکہ نمرہ کو اپنی سانس بند محسوس ہوئی کیونکہ وہ اور کوئی نہیں وہی تھا جس سے وہ چھپ رہی تھی اور کوشش بھی یہی کر رہی تھی مگر تقدیر نے ایک بار پھر دونوں کو سامنے لا کر کھڑا کر دیا وہ بھی ایسی گھمبیر صورتحال میں نمرہ کے تو الفاظوں نے ساتھ چھوڑ دیا وہ بس چپ ہو گئی

"تمیز کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی نہیں ہے۔۔اندھی ہو کر چل رہی تھی؟ یو جاہل گوار اپنا سر جھکا کر چلتی کونسے نیچے پڑے پیسوں پر نظر گاڑ رہی تھی" حنین کی آواز اور اونچی ہو گئی نمرہ سہم گئی آنکھوں سے نا چاہتے ہوئے بھی ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے مگر کسے پروہ تھی؟ وہ تو اس کی شکل دیکھ کر ہی کاٹنے کو دوڑ رہا تھا

"دفع ہو جاؤ اپنی منحوس شکل لے کر" وہ مزید چیخا کیوں نکہ اس کا جیب میں پڑا فون چیخنے لگا تھا ورنہ وہ آج سنانے کے فل موڈ میں تھا نمرہ اچھلی اور کپکپاتے پیروں سے جھک کر ٹوٹے ہوئے کانچ اٹھانے لگی

"ہیلو ہاں ندا یار سوری وہ کسی جاہل جٹ سے ٹکر ہو گئی تھی" وہ ایک نظر جھکی نمرہ پر ڈال کر کان سے فون لگائے اپنی شرٹ کو دیکھتا اپنے کمرے کی طرف چل دیا جبکہ اس کی بات پر نمرہ کی انگلی میں یک دم بے دھیانی سے کانچ چبا اور خون رواں ہونے لگا اس کی لبوں سے سسکی نکلی تھی اور سر اور بھاری ہو گیا تھا

★★===========★★

"ہمنہ آپ سر کاشف کی جگہ آج کلاس لینگی" مس عایشہ کی بات سے ہمنہ کتابیں چیک کرتی چونکی اور سر اٹھا کر مس عایشہ کو دیکھا جو کتابوں کا نیا ڈھیر لے آئی تھی

"کیوں سر کشف نہیں آئے آج؟" ہمنہ نے لال بول پین ایک طرف رکھ کر پریشانی سے کہا کیوں نکہ سر کاشف کبھی غیر حاضر نہیں ہوتے تھے

"دراصل ان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے" مس عایشہ نے افسوس سے اس کو بتایا۔ہمنہ یک دم حیران اور پریشان ہو گئی

"ک۔۔۔کیسے کب؟ کیا وہ ٹھیک ہے؟" اس نے پریشانی سے پوچھا "ہاں گھر آ گئے ہے میں اور مس افشین اور سر عاقب کل دیکھنے جائے گے تم چلو گی؟" مس عایشہ نے بتایا تو وہ سوچ میں پڑ گئی

"ہاں مجھے جانا چاہیں میں معزرت بھی کر لونگی میں نے ان سے بدتمیزی کی تھی" اس نے سوچتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا "ٹھیک ہے پھر کل اسکول سے ہی چلے گے" مس عایشہ کہتی باہر نکل گئی جبکہ وہ دوبارہ سوچ میں پڑ گئی تھی۔اسکول کا فیصلہ اس نے سہی کیا تھا کیوں

نکہ نہ تو اس کے بھائی کو خبر تھی نہ ہی اس کی ماں کو ان دونوں کو اسکول کی سہی برانچ کی خبر نہیں تھی اسیلیے وہ جلد نہیں پہنچ سکتے تھے اس تک اور ویسے بھی ان کے لیے تو ایک بوجھ کم ہی ہو گیا ہو گا اس نے آنکھوں کی نمی صاف کی کچھ ہی دن میں اس کو تنخواہ مل جائے گی اور پھر وہ اپنے رہنے کا انتظام کر لے گی اور جلد ہی آحد اور اس کے گھر والوں پر مزید بوجھ نہیں بنے گی اس نے سوچ لیا تھا

★★==========★★

"واؤ میم اتنا اچھا سپرائز دیا اریب جیجو نے" دوسری طرف ماہم کی جوش بھری آواز سن کر حریم ہنسی

"ہاں جی" وہ مسکراتی ہوئی بولی پھر کچھ یاد آنے پر جلدی سے بولی

"ماہی میں بتانا بھول گئی مما کو بھی بتا دینا ایما اور حمدان کچھ دنوں کے لیے گھومنے گئے ہیں" حریم کی بات پر دوسری طرف بھیٹی ماہم خوشی سے بولی

"ارے واقعی "

"ہاں بس اچانک ہی بنا پروگرام" اس کی مسکراہٹ دھیمی پڑی تھی "واؤ میم کتنے مزے آرہے ہونگے آپی کے" ماہم مسکراتی بولی پھر کچھ یاد آنے پر وہ بھی بولی

"ویسے میم آپ کو پتا ہے بھائی کی دوست ہمارے ہاں رکنے آئی ہوئی ہیں" ماہم نے بتایا تو حریم نے الجھ کر پوچھا

"ؐکیا مطلب؟"

"ارے مطلب کچھ دنوں کے لیے رکنے آئی ہوئی ہے ہمنہ نام ہے" وہ بولی

"اوہ اچھا پھر مجھے بھی ملنا ہے ہمنہ سے" حریم مسکراتی بولی تو ماہم نے ضرور کہا

★★==========★★

حمدان کمرے میں داخل ہوا تھا وہ تھکن سے چور ہو رہا تھا وہ کل سے جاگا ہوا تھا اور اتنا لمبا سفر کرنے کے بعد اس نے آرام نہیں کیا تھا بلکہ زمینیں دیکھنے چلا گیا تھا اب وہ رات کے وقت داخل ہوا تو علما کو کپڑے طے کرتے ہوئے پایا اور ساری تھکن اس کی اتر گئی کیوں نکہ وہ کچھ سوچ کر مسکرا رہی تھی پہلی بار حمدان نے اسے خود کے ساتھ مسکراتے دیکھا حمدان کے اندر اس کی مسکراہٹ سے ٹھنڈک پہنچی تھی وہ آہستہ سے اندر آیا علما نے چونک کر اس کو دیکھا مسکراہٹ غایب ہو گی تھی۔ علما نے منہ پھیر لیا۔ حمدان خاموشی سے باتھروم فریش ہونے چلا گیا اور جب باہر آیا تو علما دونوں ہاتھ کمر پر رکھے عجیب تاثرات کا مظاہرہ کر رہی تھی اس نے الجھ کر دیکھا نیند کی وجہ سے اس کی آنکھیں لال ہونے لگی تھی

"کیاہوا؟"حمدان نے اسے مخاطب کیا جس نے اس کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا

"یہاں پر صوفہ نہیں ہے"علمانے غصہ سے ادھر ادھر دیکھتے کہا حمدان نے چونک کر دیکھا تو واقعی میں بیڈ کے علاوہ کچھ نہیں تھا

"اوہ"اس نے سانس بھری

"علما۔۔۔۔۔"اس نے کچھ کہنا چاہا کہ علمانے انگلی اٹھا کر پہلے ہی تشبیہہ کر دی

"خبادار اگر ایڈجسٹ ہونے کا کہا میں مر جاؤنگی مگر تمھارے ساتھ ایک بیڈ پر نہیں سونگی"اس کی مرنے والی بات پر حمدان اسے دیکھتارہ گیا پھر سنجیدگی سے نفی میں سر ہلایا

"تم سو جاؤ آرام سے"وہ نرمی سے بولا۔علما کی بھویں جڑی

"تو تم میرے سر پر سوگے؟"اس کی بات پر حمدان کے چہرے پر مسکراہٹ آئی

"تم میری فکر نہ کرو"کیا وہ مسکراہٹ تپانے والی تھی؟

"اتنے برے دن نہیں آئے کہ میں تمھاری فکر کروں"اس نے غصہ سے کہا

"سو جاؤ اور سنو دروازہ لاک کر کے سونا"اس کی بات کو نظر انداز کر کے وہ سنجیدگی سے تاکید کر تا کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ اس کے حکم کو وہ نظر انداز کرتی دل سے خوش ہوئی تھی کیونکہ وہ اب آرام سے اکیلے کمرے میں سوئے گی۔وہ چہکی تھی

★★===========★★

وہ کتابیں سمیٹ کر بیگ کاندھے پر ڈال رہی تھی اس نے راستہ دیکھ لیا تھا وہ رکشہ کر کے آحد کے گھر چلی جائے گی یہی سوچتی وہ کلاس سے باہر آئی تھی کہ پیون اس کی طرف آیا

"ٹیچر آپ کو لینے کوئی آیا ہے"پیون نے اسے اطلاع دی

"مجھے؟"اسے اپنے پاؤں کپکپاتے محسوس ہوئے کہی اس کا بھائی نہیں اس نے بے ساختہ چہرے پر ٹپکتا پسینہ صاف کیا اور پیون کو سر ہلایا تو وہ بھی سر ہلاتا چلا گیا جبکہ وہ خوف میں ڈوب گئی

"ک۔۔کون؟"وہ دھیرے دھیرے اسکول کے وسیع دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی دل مانو ٹرین کی رفتار سے دھڑک رہا تھا۔۔کہی سب کو اس کا اسکول تو نہیں معلوم ہو گیا کہی وہ اس تک تو نہیں پہنچ گئے وہ تھوک نگلتے بڑی ہمت سے باہر آئی اور ادھر ادھر دیکھنے لگی اور جیسی نظر سامنے آحد پر پڑی تو اس کا ریل کی رفتاری سے دھڑکتا دل تھم گیا اور ایک پر سکون سانس بے ساختہ خارج ہوئی

"آحد؟"خوف کی جگہ حیرانی آگئی تھی۔۔۔اس نے تو آحد کو نہیں بلایا تھا؟بلکہ اس کے پاس تو فون بھی نہیں تھا خیر وہ الجھتی آحد کے پاس پہنچی جو اس کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا

"آپ؟"اس نے آحد کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھا اسے جانے خوشی ہوئی تھی مگر وہ خوشی دبا کر حیرانی کا مظاہرہ کرنے کی طلب میں تھی

"جی میں آئے گاڑی میں بھیٹیے بہت دھوپ ہے" آحد نے ہاتھ کا چھجہ بنا کر اپنی آنکھوں پر رکھ کر چندیائی آنکھوں کے ساتھ کہا تو وہ سر ہلاتی دوپٹہ سر پر ٹکائے اس کے ساتھ گاڑی میں آکر بھیٹ گئی اس کے بھیٹتے ہی آحد نے گاڑی راستوں پر دوڑا دی

"آپ نے کیوں تکلیف کی میں رکشہ سے آجاتی۔۔۔"اس نے شرمندگی سے کہا

"اس میں تکلیف کی کیا بات ہے ویسے بھی میرا ہالف ڈے تھا" وہ مسکرا کر بولا

"شکریہ "ہمنہ نے گود میں رکھے ہاتھوں کو دیکھتے جھجک کر کہا تو وہ پھر مسکرا دیا مگر بولا کچھ نہیں اور یک دم گاڑی روکی ہمنہ نے چونک کر دیکھا اتنی جلدی آگ ئے وہ لوگ؟ مگر گاڑی گھر کے پاس نہیں رکی تھی ہمنہ نے ڈر کر آحد کو دیکھا جس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی

★★==========★★

سارم نے بھی گلابی کرتا پہنا تھا سفید گھیر دار شلوار کے ساتھ وہ بالوں کو ہاتھ سے بناتا گاڑی سے اترا اور دوسری طرف سے سمرہ اتری اسے پہلے وہ دونوں گھر کے اندر جاتے سارم نے اپنا بازو آگے کیا سمرہ نے نا سمجھی سے دیکھا سارم نے خود آگے بڑھ کر اس کا بازو اپنے بازو میں ڈالا اور مسکراتا ہوا اندر پارٹی میں داخل ہوا سمرہ نے حیرت سے اس کی حرکت دیکھی پھر سب کی خود پر نظریں پا کر غصہ پی گئی اور اس کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر بازو میں ہاتھ ڈالے چلنے لگی

"ہیلو سارم اور مسز سارم" ایک نوجوان سارم کی طرف بڑھا اور شوخی سے سمرہ کی طرف دیکھ کر بولا۔ سارم آگے بڑھ کر اسے جوش سے گلے ملا" کیسی ہے آپ بھابھی؟"وہ نوجوان سمرہ کی طرف متوجہ ہوا سمرہ نے ناگواری سے اسے دیکھا

"یہ میرا دوست اور پارٹی کا ہوسٹ اسغر" سارم مسکراتا ہوا بولا۔ سمرہ نے بس سر ہلانے پر اکتفا کیا سب کی نظریں سارم اور سمرہ پر تھی کسی کی نظروں میں واہ واہ تھی حیرانی تھی تو کسی کی نظریں جلن اور حسد کا شکار تھی۔ سارم سمرہ کا باقی سب سے تعرف کروانے لگا پھر معزرت کرتا دوسرے دوستوں کے گروپ کی طرف بڑھ گیا سمرہ سائیڈ میں آکر اکیلی کھڑی ہو گئی اس کا دم گھٹنے لگا تھا

"ہیلو مس بیوٹی فل" اچانک کسی مرد کی آواز پر وہ چونکی تو پیچھے مڑ کر دیکھا تو سوٹ پینٹ میں کوئی آدمی کھڑا اس کی طرف شوخی سے ہاتھ بڑھایا ہوا تھا۔ سمرہ نے سرے سے اس کا بڑھا ہاتھ نظر انداز کیا اور موبایل پر مصروف ہونے کا ناٹک کرنے کی کوشش کی

"اتنے نخرے بٹ آئی لایک اٹ" وہ اس کے سامنے آگیا۔ سمرہ نے ایک ناپسندیگی نظر اس پر ڈالی اور پھر غصہ سے واپس موبایل کو دیکھا

" چار چاند لگ گے ہے"اس نے کہہ کر سمرہ کے کندھے پر ہاتھ ہی رکھا ہو گا کہ سمرہ نے ہاتھ جھٹکا اور حیرانگی سے اس شخص کو دیکھا

"لیومی" وہ کہہ کر پلٹنے لگی کہ اس شخص نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا

"ڈارلنگ اتنا بھی کیا ایٹیٹیوڈ" سمرہ ششدر رہ گئی۔ دور کھڑا اسارم لڑکے لڑکیوں کے بیچ کسی بات پر قہقہہ لگا کر ہنسا تھا

★★==========★★

"یہ ہم کہاں آگئے؟" ہمنہ نے ڈر کر ارد گرد دیکھا پھر سامنے ریستوان دیکھتے ہی چونک کر آحد کو دیکھا جو اسی کو دیکھ رہا تھا ہمنہ شرمندہ ہوئی اس نے کیسے شک کر لیا؟

"لنچ کا وقت ہوگیا ہے" آحد نے مسکرا کر کہا تو وہ اپنی شرمندگی مٹاتے اثبات میں سر ہلاتی اس کے ساتھ اتر گئی اور اس کے ہمرہ ریستوان میں داخل ہوئی

"یہاں کی نہاری سب سے لزیز ہوتی ہے کھائی ہے آپ نے؟" وہ ویٹر کو اشارہ کرتے ہمنہ سے بولا جو ارد گرد ڈر کر دیکھ رہی تھی اگر اسد (بھائی) ہوا یہاں تو؟ یا اگر اس نے ہمنہ کو پکڑ لیا بہر حال ابھی تو ریستوان تقریباً خالی تھا وہ اپنی سوچوں میں مگن تھی جب آحد نے دوبارہ پکارا

"ہمنہ؟" ہمنہ چونکی

"ج۔جی؟" اس نے گڑبڑا کر دیکھا آحد نے اس کے چہرہ کا جایزہ لیا وہ پریشانی اور سہمی سہمی نظر آرہی تھی

"کیا میں آپ سے کچھ پوچھ سکتا ہوں؟" آحد نے سنجیدگی سے پوچھا۔ ہمنہ چونکی دل تیزی سے دھڑکنے لگا یعنی آحد اب اسے سب پوچھ رہا ہے ظاہر سی بات ہے وہ انجان ہے اور وہ اس انجان کے گھر میں ہے کب تک وہ اس کے متعلق کچھ نہیں پوچھے گا کیا وہ بتا دیگی؟ نہیں نہیں کیا بتائے گی؟ کہ وہ گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی ہے جو اپنے نکاح سے بھاگ گئی

"آپ ٹھیک ہے؟" آحد کو کیا یہ پوچھنا تھا؟ اچانک سب سوچے ٹھہر گئی اور خالی خالی نظریں آحد پر گئی جو یقینن یہی پوچھ رہا تھا اور وہ۔۔۔وہ کیا کچھ سوچ بھیٹی تھی اس نے سر جھٹکا

"جی۔۔میں ٹھیک ہوں" بمشکل چہرے پر مسکراہٹ لائی ریستوان کے دروازے پر بھٹک بھٹک کر نظر جا رہی تھی اور ایک ہی خدشہ تھا کہ کہی اسد یا کوئی اور نہ دیکھ لے۔ ویٹر کھانا لے آیا تھا اور آحد کے پر اسرار پر وہ چند لقمے لے سکی وہ بھی اس کو بھاری لگ رہے تھے

★★==========★★

وہ کوٹیج میں داخل ہوئی سمی باہر سعد کے ساتھ کھیل رہا تھا اس کی عدم موجودگی کا فایدہ اٹھا کر وہ آواز سے رونے گی اور روتے روتے اپنے سنگل بیڈ پر آکر بھیٹ گئی حنین کے زلیل کرنے پر وہ روئے جا رہی تھی اسے تکلیف ہو رہی تھی۔۔کیوں آخر کیوں پھر اس کا

سامنا ہوا اسے ؟ جسے وہ بھاگنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ سسک سسک کر روئے جا رہی تھی انگلی سے بہتا خون بھی جم چکا تھا بس اس کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا

"یہ مجھے چین کیوں نہیں پڑتا،

ایک ہی شخص تھا جہان میں کیا"

" سمی ادھر پھینکو بال" باہر سے سعد کی آواز آئ تو سمی نے بھی شور مچاتے بال اس کی طرف پھینکی۔ نمرہ اچانک خاموش ہو گئ

"میں بلاوجہ کیوں رہی ہوں ؟"اس نے خود سے پوچھا "نہیں میں کیوں کسی کے لیے روں اور وہ بھی اس کے لیے جسے میرے آنسو کی قدر ہی نہ ہو؟"نمرہ نے حیرت سے خود سے پوچھا

بعض اوقات ہم ان لوگوں کے لیے اپنی خوبصورت آنکھوں سے قیمتی آنسو بہاتے ہیں جنہیں نہ ہی ہماری آنسوں کی پروہ ہوتی ہے اور نہ ہی ہمارے احساسات کی خبر پھر بھی ہم ان کے لیے خود کو ہلکان کرتے ہیں۔ نہیں بس بہت ہوا وہ نہیں خود کو ہلکان کریگی کسی ایسے شخص کے لیے اس نے اپنے آنسو ہتھیلی کی پشت سے رگڑے باہر سمی کے قہقوں کی آوازیں آ رہی تھی

"بس حنین علی حیدر تم کوئ حیثیت نہیں رکھتے میری زندگی میں "اس نے جیسے خود کو جھنجوڑ کر کہا تھا اونچی آواز میں۔۔۔ کاش یہ آواز اسے بھی پہنچ جاتی اس کا کیا ہوا فیصلہ اس تک پہنچ جاتا تو وہ جان جاتا کہ نمرہ اتنی بھی کمزور نہیں ہے یہ اس کے دل نے چاہا تھا مگر دل کا کیا ہے وہ تو کچھ بھی چاہتا ہے

★★===========★★

رات کے پہر اس کی آنکھ کھلی اور وہ خوف سے جھٹکے سے اٹھی باہر جھینگر کی خوفناک آواز سنائ دینے لگی تھی کمرے میں اندھیرا ڈوبا تھا جھٹکے سے کمرے کی کھڑکی کی تیز آواز سے دل دہلا کر رکھ دیا تھا۔ سنسان رات کے آدھے پہر پر تیز ہوائیں چل رہی تھی اور وہ اکیلے انجان حویلی کے کمرے میں تھی گھر کی بات کچھ اور تھی اپر سے حیدر ولا میں بھی نہیں ڈر لگا تھا مگر یہاں شہر سے دور انجان جگہ خالی حویلی میں وہ خالی کمرے میں اس نے خوف سے جھرجھری لی اور اٹھ کر بھیٹ گئ

لبوں پر آیت پڑھ کر اس نے ڈر کر کمرے کی بتیاں جلائ اور واپس بیڈ پر آ کر بھیٹ گئ اس کی ہمت کھڑکی پر جا کر ٹھنڈی ہواوں کا داخلہ روکنے کی بھی نہیں ہو رہی تھی کیا وہ اکیلی ہے؟ حمدان۔۔۔ حمدان کہاں ہے؟"

"چرررررر" دوسری کھڑکی بھی کھلی اور اس کی خوفناک آواز سے علما اپنی جگہ سے اچھلی

وہ جلدی سے اٹھی اسے اکیلے کمرے سے خوف آنے لگا وہ تیزی سے دروازہ کھول کر باہر بھاگی۔ باہر حویلی میں سناٹا تھا اس کا دل بھاری ہو گیا وہ آیت پڑھتی پڑھتی آہستہ آہستہ راہداری عبور کرنے لگی

"ح۔۔۔حمدان؟" پہلی بار اس نے پکارا مگر جواب نہ آیا ہر طرف روشنی ہے وہ کیوں ڈر رہی ہے اس نے جیسے خود کو دلاسا دیا لیکن یہ کیا یہاں تو اتنے کمرے ہے اس نے قطار سے جاتے کمروں پر نظر ڈالی

"جبھی کمرے سے آسانی سے نکل گیا تھا" اس نے حمدان کا سوچا اور سر جھٹک کر کسی ملازم کو ڈھونڈتی سب سے روشنی والے کمرے میں آئی جو کہ کتب خانہ تھا اور یک دم

"یا اللہ" بجلیاں چلی گئ اور پوری حویلی اور جہاں وہ کھڑی تھی گھپ اندھیرا ہو گیا

"اماں" وہ خوف سے چیخ کر پلٹی کہ کسی سے ٹکرائی اور اندھیرے میں سامنے کسی شخص کو دیکھ کر اس کی سانس بند ہوتی محسوس ہوئی

"حمدان" وہ چیخی

★★==========★★

"تاڑاخ" تھپڑ رسید کرنے کی آواز نے پارٹی کے شور کو دہلا دیا تھا مارنے والی سمرہ تھی اور مار کھانے والا وہ شخص۔ دور کھڑا سارم پوری پارٹی میں موجود لوگوں کے ساتھ بکہ بکہ دور کھڑی سمرہ اور اس شخص کو دیکھنے لگا جو سمرہ کو غصہ سے دیکھ رہا تھا اور سمرہ اسے بھی مزید غصہ سے

"ارے ارفان صاحب آپ" سارم جلدی سے ان کی طرف آیا اور اس ارفان نامی شخص کو پکارا

"سارم تمھاری روایف نے مجھ پر بھری محفل میں ہاتھ اٹھایا ہے" ارفان غصہ سے چیخا سارم نے حیرانگی سے سمرہ کو دیکھا

"ہاتھ کیا میں تو تمھارے ٹکرے کر کے کتوں کھلا دیتی باسٹرڈ" سمرہ اسے بھی اونچا چلائی سب حیرانگی سے ایک دوسرے کے کانوں میں سرگوشیاں کرنے لگے

"سمرہ" سارم چیخا

"واٹ؟" سمرہ بھی مزید چیخی

"یہ کیا بدتمیزی ہے معافی مانگو" وہ ایک نظر ارفان پر ڈال کر غصہ سے سمرہ پر چلایا

"معافی میری جوتی مانگتی ہے تمھارے اس دوست نے میرے ساتھ بدتمیزی کی اور تم کہتے ہو میں بدتمیزی کر رہی ہوں سارم منور تم تو تھے ہی بے ہودہ میں نہیں جانتی تھی تمھارے دوست بھی کمینے ہونگے" وہ دانت پیستی بولی

"رہو اپنی بے ہودہ پارٹی میں تم" وہ کہتی غصہ سے پیر پٹخ کر نکل گئ جبکہ سارم نے حیرت سے ارفان کو دیکھا جو نظریں چرا رہا تھا

★★==========★★

"میں دے آتی ہوں" نمرہ نے میثال کے ہاتھ سے ٹرے لی اور داداجان کی طرف بڑھ گئ۔ میثال مسکرائ اور آگے بڑھ گئ۔ نمرہ کو داداجان نے اپنے پاس بٹھالیا تھا اور اس کے ساتھ حزیرہ اور اریشہ کے ہمرہ گپے لگانے لگے تھے اور وہ مسکراتے ہوئے ان کے پرانے قصے سن رہی تھی سب اسے اتنا اپنا بن کر پیش آ رہے تھے کہی سے محسوس ہی نہیں ہو رہا تھا کہ وہ اس گھر کی ایک معامولی ملازم ہے اور شاید وہ بھی خود کو اور سبھی کو اس گھر کا فرد سمجھنے لگی تھی اچانک پانی کی پیاس سے وہ ہنستی ہوئ داداجان کی کسی چٹکلے پر اٹھی اور باورچی خانے کی طرف بڑھ گئ

★★==========★★

"مما مما؟" ماہم آوازیں لگاتی گھر میں داخل ہوئ بیگ صوفے میں ڈال کر وہ خود بھی صوفے پر ڈھیر ہو گئ اور پیر میز پر رکھ کر اقرء بیگم کو اونچی آواز میں پکارنے لگی

"مما بھوک لگ رہی ہے پیٹ میں چوہے بلی شیر خرگوش سب دوڑ رہے ہیں" وہ بالوں کو آزاد کرتی بولی کہ اچانک ہمنہ کمرے سے باہر آئ

"اسلام علیکم" ماہم اٹھ کر بھیٹی

"مما کہاں ہے؟" اس نے ارد گرد دیکھ کر پوچھا "وہ باہر گئ ہے آحد کے ساتھ "ہمنہ نے دھیرے سے بتایا تو اس نے سر اثبات میں ہلایا

"یار میگی بنانا پڑے گا" وہ سوچتی منہ بنا کر اٹھی کہ ہمنہ نے جھجک کر اسے پکارا

"اگر برا نہ مانو تو میں کچھ بنادوں؟" وہ اپنی ہمت پر خود بھی حیران تھی جبھی حیرانگی سے ماہم نے اسے دیکھا اور پھر جلدی سے نفی میں سر ہلا کر بولی

"اٹس اوکے میں مینج کر لونگی" وہ مہمان کو کیوں پریشان کرتی نہیں نہیں اس نے نفی میں سر ہلایا

"ارے اٹس اوکے مجھے اچھا لگے گا" ہمنہ بھی جلدی سے بولی ماہم کچھ کہنے لگی مگر خاموش ہو گئ پھر کچھ سوچ کر بولی

"مگر ایک شرت پر؟"

"کیا"

"میں بھی آپ کے ساتھ بناؤ گی" ہمنہ مسکرائ "ضرور"

کچھ ہی دیر میں وہ دونوں کچن میں کھڑی تھی اور ماہم ٹماٹر کاٹتی ہمنہ کو غور سے دیکھ رہی تھی جو کمر پر دوپٹہ باندھے چکن بھون رہی تھی اپنے اپر نظریں محسوس کر کے بولی "ک۔۔کیا ہوا؟"

"ک۔۔کچھ نہیں" ماہم نے نفی میں سر ہلایا

"کچھ تو؟"ہمنہ نے مسکرا کر پوچھا تو وہ بھی مسکرا دی "آپ کو دیکھ کر میںم کی یاد آ گئی "ماہم افسردگی سے بولی

"میںم کون؟"ہمنہ نے الجھ کر دیکھا "میری بہن آحد بھائی کے بعد حریم میںم ہے اور اس کے بعد آپی علما اور پھر میں "ماہم نے جوش سے بتایا تو وہ مسکرا دی

"میں جبھی کالج سے آتی تھی میںم مجھے کھانا دیتی تھی اور آپی کو بھی "وہ مسکرائی پھر کچھ یاد کر ہنسی

"کیا ہوا؟"ہمنہ نے اس کے ہاتھ سے کٹے ٹماٹر لیتے پوچھا

"آپی کو تو ٹماٹر بھی نہیں کاٹنے آتے میں اور بھائی اتنا مزاق اڑاتے ہے ان کا "وہ مزید ہنسنے لگی آحد کے زکر سے ہمنہ بھی مسکرائی پھر دلچسپی سے پوچھنے لگی "کیوں ایسا کیوں؟"اس نے ٹماٹر سالن میں ڈالتے پوچھا

"بس ان کو تو نہیں آتا اور میںم۔۔۔اف کیا بناتی ہے آپ ان کے ہاتھ کا کورمہ کھائے گی تو آپ کورمے کو بھول جائے گی "ماہم تھوگ نگلتی بولی تو ہمنہ ہنسی

"مجھے بھی پھر ملنا ہے آپ کی میںم اور آپی سے جن کو ٹماٹر کاٹنے نہیں آتے "ہمنہ کی بات پر ماہم قہقہ لگا کر ہنسی

"یہ بات ضرور ان کو سامنے کہے گا پھر آپ کو اکیس جنوری میں صبح کے چھ بجے آملیٹ کا سینڈوچ بنایا ہوا یاد دلا کر جتائے گی "ماہم ہنستی چلی گئی جبکہ ہمنہ الجھ کر اس کو دیکھنے پھر سمجھ کر اس کے ساتھ ہس کر چیچ ہلانے لگی

"یہ تیار ہوا "ہمنہ نے ہنستی ہوئی ماہم پر ایک نگاہ ڈال کر کہا تو وہ سالن پر جھکی اور چکن کڑھائی کی خوشبو اندر تک اتاری اور بے ساختہ واہ اس کے منہ سے نکلا اور ہمنہ کچھ سوچ کر مسکرائی

★★===========★★

فریحہ دندناتی ہوئی طہٰ کے کمرے میں داخل ہوئی جو پشت کیے کھڑا فون پر بات کر رہا تھا فریحہ نے انتظار نہیں کیا اور غصہ سے پکارا

"طہٰ؟"

"ہاں میری کافی ٹیبل پر رکھ دو "وہ مصروف سے انداز میں بولا فریحہ کو مزید غصہ آیا وہ طہٰ کے پاس آئی اور اسے کندھے سے پکڑ کر اپنی طرف کیا طہٰ نے اس کی اس جرت پر حیرانگی سے دیکھا اور پھر غصہ نے حیرانگی کی جگہ لے لی "میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں "وہ فون رکھ کر غصہ سے فریحہ سے مخاطب ہوا

"یہ کیا بدتمیزی ہے فریحہ ؟ "

"بدتمیزی یہ ہے اگر یہ بدتمیزی ہے تو وہ کیا ہے طہٰ ؟ "

"کیا؟"طہٰ نے نا سمجھی سے دیکھا

"آپ---آپ میثال کو مجھ پر فوقیت دے رہے ہیں؟" میثال کی بات پر طلحہ نے حیرت سے اسے دیکھا

"تم ایک منٹ یہ ایک دوسرے پر فوقیت کب سے ہو گئ؟ اور میں تمھارے اپر کیوں کسی کو فوقیت دونگا بلکہ میں تمھیں ہی کیوں اور کس بات کی فوقیت دونگا؟" جہاں پچھلی بات سے فریحہ کے چہرے پر مسکراہٹ آئ تھی وہی آخری بات پر مسکراہٹ غایب ہو گئ

"طہہ میں آپ میں آپ کو چاہتی ہوں" آخرکار اس نے کھل کر اظہار کیا بھیگی آواز سے اس کی بات پر طلحہ کا جواب سامنے والے کو حیرت میں مبتلا کرنے کے لیے کافی تھا

"تو؟" بلکہ جواب نہیں سوال تھا جواب ہو بھی نہیں سکتا تھا کیوں نکہ سوال نہیں اقرار تھا اور اقرار کے بدلے اقرار ہوتے ہیں جیسے محبت کے بدلے محبت ہوتی ہے مگر ضروری نہیں اف یہی تو دکھ ہے کیوں نکہ یہ ہر کسی کے معاملے میں غیر ضروری ہوتا ہے

"تو کیا مطلب؟" فریحہ کو غصہ آیا کیونکہ وہ اسے پسند کرتی تھی عشق نہیں کرتی تھی اگر عشق کرتی تو مسکرا اثبات میں سر ہلاتی اور محبوب کا دی ہوئ بے رخی کو اپنے جان سے لگا لیتی یہی تو عاشق کی فطرت ہے وہ توقع نہیں کرتا وہ تو بغیر مفعاد کے عشق کرتا ہے وہ تو بغیر کسی ضد کے اپنی جان نثار کرتا ہے

"میں میثال کو پسند کرتا ہوں" طلحہ نے جان چڑھاتے لاپرواہی سے کہا جبکہ فریحہ اپنی جگہ سن ہو گئ اس کے توقع کے برعکس جواب آیا تھا۔۔ آخر توقع لگائ ہی کیوں جاتی ہے وہ بھی انسانوں سے اف

"ک۔۔ کیا کمی ہے مجھ میں اور کیا خاص خوبی ہے اس میں؟" فریحہ کی آواز مزید بھیگنے لگی تھی طہہ کو چڑ ہوئ

"دیکھو فریحہ مجھے تم شروع سے ہی نہیں پسند کیوں نکہ تم انتہائ بدتمیز ہو جبکہ تمھاری برعکس میثال بہت ہی سویٹ ہے بس ہو گیا یقین اب جاؤ" وہ کہتا اس کے خود سے ہی برابر نکل گیا کیوں نکہ وہ جانتا تھا وہ نہیں جائے گی بلکہ مزید بحث کرے گی اور طہہ کو نہ ہی بحث میں دلچسپی تھی نہ ہی اس میں جبکہ یہاں فریحہ روتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی

★★==========★★

"علما علما میں ہوں" اچانک موبایل کی روشنی خود پر پڑی اور پھر سامنے کھڑے شخص نے خود پر ماری اور وہ اس اندھیرے اور سنسان حویلی میں اپنے پاس دیکھ کر جلدی سے جھپٹ گئ اور روتے ہوئے اس کے سینے سے لگ گئ جبکہ اس کی اس حرکت پر حمدان کا ٹارچ پکڑے ہاتھ گرا اور وہ سن ہو گیا وہ اس کے گلے لگی ہوئ سسکیاں لے رہی تھی۔ وہ اس کے قریب تھی وہ اس کی دل کی دھڑکن سن رہی تھی وہ اس کے سینے سے لگی تھی اس کا وجود اس میں بسا ہوا تھا حمدان کی دل کی دھڑکنیں منتشر ہوئ

"میرا اب خود پر اختیار نہیں،

تم مجھے اختیار میں لے لو"

وہ علما کی آواز پر چونکہ

"کہاں چلے گ ۓ تم؟ہاں جانور درندے صفت شخص ایسے کوئی لڑکی کو چھوڑ کر جاتا ہے اگر میں مر جاتی تو۔۔۔"وہ اس کے سینے سے ہٹ کر اس پر مکا برساتی روتے ہوئے چیخی تو آگے وہ کچھ نہ کہہ سکی کیونکہ حمدان نے اس کے لبوں پر اپنی شہادت کی انگلی رکھ دی اور وہ سن ہو گی

"خدانہ کرے"وہ سنجیدگی اور غصہ سے بولا

"میں مر جاؤں گا"

"خدا کرے"

کانوں میں تین سال پہلے کی آوازیں گونجی وہ چونک کر ہوش میں آئی اور دو قدم پیچھے ہوئی اپنے لبوں پر چھوتا اس کا ہاتھ جھٹکا اور غصہ سے سر جھکائے منہ پر آتی لٹوں کو کان کے پیچھے کرنے لگی

"فیوز اڑ گیا ہے بشیر چاچا دیکھ رہے ہیں"اس کی کیفیت سمجھ کر وہ بولا

"مجھے نیند آ رہی ہے"وہ چڑ کر بولی

"جاؤ سو جاؤ وقت لگے ابھ۔۔۔"حمدان کی بات علما نے غصہ سے کانٹی

"کیسے سوں میں اس اکیلے کمرے میں؟"علما کی بات پر حمدان نے ناسمجھی سے دیکھا

"ت۔۔۔تم بھی چلو"وہ جھجکتی سخت آواز میں اپنی شرمندگی مٹاتے بولی۔حمدان دھیمے سے مسکرایا"ٹھیک ہے چلو آرام سے"اس نے ٹارچ آن کی اور اس کو آگے کر کے پیچھے پیچھے چلنے لگا جبکہ وہ بار بار یقین کرتی رہی پیچھے مڑ کر کہ وہ پیچھے آ رہا ہے یا نہیں۔کمرے میں پہنچ کر علما بیڈ پر آئی اور کمبل اڑنے لگی حمدان کرسی پر بھیٹ کر موبایل پر نظر ڈالنے لگا جبھی وہ کسی خیال کے تحت بولی

"سنو یہی رہنا خبادار اگر یہاں سے ملے"وہ نظریں چراتی کہہ کر لیٹ گئی جبکہ حمدان نے مسکرا کر نظریں اٹھا کر اس کو دیکھا جو آنکھیں بند کر چکی تھی

"کبھی نہیں"حمدان بڑبڑیا

"جی بشیر چاچا؟"دوسری طرف بشیر چاچا کی بات سن کر حمدان کے ماتھے پر شکن آئی تھی علما کو دیکھا پھر بولا

"ٹھیک ہے صبح دیکھے گے"اس نے کہہ کر فون بند کیا اچانک بتیاں جل گئی حمدان اٹھا کھڑکیاں بند کی اور واپس کرسی پر آ کر بھیٹ گیا چہرے پر الجھن تھی اور علما کو دیکھ کر پریشانی وہ واقعی میں اب ادھر سے ملنے والا نہیں تھا سینے پر ہاتھ باندھے سر دیوار سے ٹکائے آنکھیں موند گیا

"ہیلو آپ نے اتنا اچھا موقع گوا دیا انکار کیوں کیا آخری لمحے پر" کسی آدمی نے دور جھاڑیوں کے اوٹ میں چھپ کر کان سے فون لگا کر پوچھا

"وہ اکیلا نہیں ہے یہی تو خوشی کی بات ہے" دوسری طرف سے نسوانی آواز آئ

"کیا مطلب؟ وہ ٹارگٹ پر تھا آپ نے بہترین موقع گوا دیا" الجھ کر پوچھا

"کیوں نکہ اسے بھی عمدہ موقع ہماری راہ دیکھ رہا ہے" دوسری طرف قہقہ لگا کر کال کاٹ دی گئ جبکہ وہ آدمی فون کو حیرت سے دیکھتا رہا

علما سامنے نیند کی وادیوں میں اتر چکی تھی حمدان نے آنکھیں کھولی اور اس پر دوبارہ نگاہ ڈالی۔ بشیر چاچا کہ الفاظ کانوں میں گونجنے لگے

"فیوز جان بوجھ کر اڑایا گیا تھا "

وہ جب سے آیا تھا خطرے کی بو آرہی تھی کیوں نکہ اسے شک ہوا تھا کوئ صبح سے ان کا چھپ کر پیچھا کر رہا ہے مگر کون؟

★★===========★★

"کوئ سمجھے تو ایک بات کہوں،

عشق توفیق ہے گناہ نہیں"

اس نے کروٹ بدلی اور آنکھیں زرہ سی کھول کر واپس بند کرنے والی ہوگی کہ سامنے کرسی پر بر جمان شخص پر نظریں پڑی جو سر دیوار سے لگائے آنکھیں مندے ہوئے تھا کھڑکی سے آتی روشنی اس پر پڑ رہی تھی۔ وہ مجسمہ بنی اسے دیکھنے لگی آنکھیں پوری طرح کھل گئ تھی۔ براؤن رنگ کا وہ کرتا پہنا ہوا تھا سفید پجامے کے ساتھ چوڑی پیشانی پر بکھرے بال ہمیشہ کی طرح آج بھی بکھرے تھے جیسے ان کا ایک ہی کام ہو پیشانی پر آکر بکھر جانا اس کے چہرے کو چھونا اس کے وجیہہ چہرے کی شان بڑھانا بڑے فرمابردار تھے وہ علما نے پہلی بار اس کا باریکی سے جایزہ لیا وہ کیوں اس کو غور سے دیکھ رہی تھی وہ نہیں جانتی تھی اس کے چہرے پر کسی بھی قسم کا تاثرات نہیں تھے اور آنکھوں میں تو جہاں محبت کا سایا ہونا چاہیں وہاں محبت کا نہیں۔۔۔ نفرت کا سایا تھا

"عشق" اس کے لب ہلے اور وہ تلخی سے ہنسی آنکھیں واپس بند کرلی جیسے اس کا مزاق اڑایا ہو اس کو زلیل کیا ہو جیسا کہا ہو "میں اور تمھارے حصار میں ہاہاہا" جیسے سریلی آواز سے خوفناک قہقہ گونجے ہو۔ حمدان نے مندی آنکھیں کھسیا کر کھولی اور سیدھا نظر سامنے آنکھیں بند کیے وجود پر گئ اور اسی وقت اس نے اپنی نظروں کا شکریہ کیا یا اس کی موجودگی کا شکر گزار ہوا وہ نہیں جانتا تھا بس ایک خوبصورت احساس سے وہ دوچار ہوا تھا۔ علما نے بغیر اس کی طرف دیکھے سایڈ میں پڑا موبایل کا دیدار کرنا ضروری سمجھا بلکہ یہی ضروری تھا اس کے لیے اور باقی سب غیر ضروری اس کی موجودگی سمیت

Urdu Novels Ghar

"تمھیں ٹھیک سے نیند آئی تھی؟" دوراتوں کا جاگا ہوا شخص جو پوری رات ایک ہی کرسی پر تھا اپر سے ایک دو گھنٹے بمشکل اس کی آنکھ لگی تھی اس نے اپنی نیند اچھی طرح لی ہوئی لڑکی سے پوچھا جو فریش اٹھی تھی لیکن اس لڑکی نے اس کے سوال کو صاف نظر انداز کیا

"تیار ہو جاؤ چاچا چاچی ناشتے پر انتظار کر رہے ہونگے" تھوڑی دیر بعد وہ کھڑا ہوتا کپڑے نکالتے بولا تبھی علما نے موبایل ایک طرف پھینکا اور اٹھ بھیٹی

"ایک بات بتاؤں؟" اس نے پہلی بار اسے اس طرح مخاطب کیا تھا۔ حمدان کے کپڑے نکالتے ہاتھ رکے اور خوشگوار حیرت سے بیڈ پر بھیٹی علما کو دیکھا جو نایٹ سوٹ میں ملبوس تھی اور بال بکھرے ہوئے تھے حمدان نے مسکرا کر اس کو دیکھا وہی میٹھی مسکراہٹ جیسے شیریں گھول کر گھول دیا ہو

"جی بیگم صاحبہ پوچھیے" وہی مخصوص لہجہ جو اسے بات کرتے وہ اپنا لیتا تھا کیا کوئی یقین کر سکتا تھا کہ یہ وہی شخص ہے جو اپنے آفس میں ایک سیکیٹری کو ٹکنے نہیں دیتا تھا جس کا رعب اور دبدبے سے اچھے سے اچھے لوگوں کی سٹی گھم ہو جاتی تھی

علما کو تین سال پہلے والی بات یاد آئی وہی انداز یاد آیا جب نکاح کے بعد کمرے میں داخل ہوتے حمدان نے اپنایا تھا اور اسی طرح اسے بیگم صاحبہ کہہ کر پکارا تھا جانے کیوں علما کی ریل کی ہڈی میں سنسنی دوڑ ہوئی لیکن اس نے قابو پایا اور اپنے سوال پر دوبارہ آئی

"عشق کرتے ہو؟" حمدان کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی اور آنکھوں میں رونق ہوئی جیسے اس کا انگ انگ کہہ رہا ہو

عشق ہی عشق کے بارے میں درفیات کر رہا ہے،

یہ کیسی بات کر رہا ہے،

کیا نہیں جانتا وہ عشق کے بارے میں،

جو ہم سے کلام کر رہا ہے،

کیسے بتائے تجھے اپنے عشق کے بارے میں اے عشق

بھلا یہ کوئی ہے بات ہے جو تو کر رہا ہے؟ (زینب خان)

اس کی آنکھیں اس کے ہونٹوں رقص کرتی گہری سے گہری مسکراہٹ بلکل اس کے جزباتوں کی طرح اس نے شاعری بند کی کیوں نکہ سامنے والا منتظر تھا جواب کے

"ہائے عشق منتظر ہے" حمدان کو کچھ ہوا کالی پلکے جھپک کر پھر جھپکی

"کیا واقعی جاننا ہے؟"

"مطلب؟"

"یہ کیا واقعی لاعلم ہو؟"

"میں کچھ سمجھی نہیں"

"تم سمجھتی کب ہو کبھی ہمیں سمجھی ہوتی تو آج یہ سوال نا کر بھیٹی ہوتی" حمدان نے تنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور علما کے چاروں شانے چت ہوگ ئے وہ بس خاموشی سے اسے دیکھنے لگی جو کپڑے نکالنے میں واپس مصروف ہو گیا تھا۔۔۔یا مصروف ہونے کی کوشش کر رہا تھا؟

" تم جانتے ہو تمھارا عشق جھوٹا ہے فضول ہے بلکل تمھاری طرح" وہ آج کس موڈ میں تھی؟ وہ بیڈ سے اتری اور غصہ سے چبا چبا کر بولی حمدان کے ہاتھ دوبارہ رکے اور حیرت سے اسے دیکھا جو آج پکا عشق کا تفصیلی جایزہ لینے بھیٹی تھی وہ بھی اس کے عشق کا

"تو سچا عشق کیا ہے؟" وہ ہاتھ باندھے عجیب سے انداز سے بولا

"سچا عشق اسے کہتے ہے جو اپنے عشق کو ہر سہولت فراہم کرے" علما اس طرح کہہ رہی تھی جیسے اس نے عشق پر پی ایچ ڈی کی ہو حمدان اس کے انداز پر مسکرایا جو کمر پر ہاتھ باندھے چھ فٹ حمدان کے سامنے سر اونچا کر کے بات کر رہی تھی

"تو میں نے آپ کو کونسی سہلوت سے علیحدہ کیا ہوا ہے بیگم صاحبہ؟" وہ ہنس کر بولا

"تم نے مجھے خود سے علیحدہ نہیں کیا ہوا" یک دم سنجیدگی صرف تاثرات میں نا پھیلی بلکہ پورا ماحول سنجیدگی سے بر ترار ہو گیا

"یہ ناممکن ہے"

"کیوں؟"

"کیوں نکہ تم میرے وجود کا حصہ ہو جو چاہ کر بھی الگ نہیں ہو سکتا" وہ ٹھٹک کر رکی اور وہ سنجیدگی سے گویا ہوا

"جانتی ہو تم میرے وجود کا کونسا حصہ ہو؟ "

"مجھے نہیں جاننا" وہ پلٹ کر جانے لگی تبھی حمدان نے اس کی کلائی تھامی

"تم میرا دل ہو اس دل میں ہر پل دھڑکنے والی دھڑکن جو اگر ایک بار بھی نا دھڑکیں تو انسان زندہ رہنے کے قابل نہیں ہوتا اسیلیے علما حمدان علی حیدر تم میرا عشق ہو وہ عشق جس کے بنا میں زندہ رہنے کے قابل نہیں" وہ مسکرا کر گویا ہوا تھا مگر نفرت کی موجودگی میں یہ گہری باتیں دل پر تو کیا کانوں تک نہیں رینگنے والی تھی جبھی وہ کلائی کو جھٹکے سے چڑھا کر باتھ روم کی طرف بڑھنے لگی جبھی وہ دوبارہ بولا

"اور حمدان علی حیدر کو اس کے عشق پر بے حد ناز ہے "ششش کچھ ہوا ہاں کچھ ہوا دل کی دھڑکن رکی؟ نہیں تو پھر دل کی دھڑکن دھڑکی تیرے لیے ہی تو دھڑکی اس کے لیے تو دھڑکی نہیں دل کی دھڑکنوں کو ان کی اوقات یاد دلا ؤ وہ سر جھٹک کر فضول جزباتوں کو قابو کرتی اس فضول شخص کی نظروں سے غایب ہوئی تھی

★★==========★★

"مماناشتا دیں یار "وہ کب سے ناشتے کی میز پر بھیٹا سایمہ کو آوازیں لگانے لگا جو ملازموں کی مدد سے حنین کے لیے جلدی جلدی اس کا ناشتا تیار کروا رہی تھی وہ باہر بھیٹا موبایل میں مصروف تھا جبھی وہ باہر آئ اور ملازم کے ساتھ ناشتا لگایا

"اتنی دیر لگا دی آپ نے "وہ کانٹا اٹھا کر فروٹ سیلڈ کھانے لگا

"یہ کوئ وقت ہے اٹھنے کا تمھارا بھائ کب کا آفس چلا گیا "سایمہ نے غصیلی نظروں سے دیکھ کر کہا

"سوواٹ "وہ آدھا ناشتے میں اور آدھا موبایل پر مصروف تھا

"کیا مطلب تو کیا؟ حنین تم کب اپنی زماداریاں سمبھالو گے؟ "سایمہ کو اس کی لاپرواہی شروع ہی جتنی نہیں تھی "امی پلیز "اس کے چہرے کے زویے بگڑے

"حنین اگر میرا صبر جواب دے گیا نہ تو میں کوئ بڑا فیصلہ لونگی اور پھر تم دیکھتے رہ جانا "وہ غصہ سے بولی

"بس کریں یار "اس نے کانٹا پھینکا اور غصہ سے سر اٹھا کر سایمہ کو دیکھا جو اس کی حرکت پر حیران تھی

" کیا عجیب صبح صبح لیکچر سٹارٹ کر دیے "

"حنین میں تمھارے ابو سے ۔۔۔۔۔ "سایمہ چلائ

"ارے جائے جس کو جو کہنا ہے کہے میں کسی کے باپ سے نہیں ڈرتا "وہ غصہ سے بولتا موبایل جیب میں ڈالتا ناشتا چھوڑ کر نکل گیا جبکہ پیچھے سے حفصہ کی آواز پر سایمہ نے اپنا ضبط کھو دیا اور رونے لگی

"دیکھا بھابی کتنا بدتمیز ہو گیا ہے "حفصہ نے اسے اپنے سے لگایا

"کوئ بات نہیں میں بات کرونگی نا سمجھ جائے گا "حفصہ نے پریشانی سے کہا "نہیں بھابی اب کوئ حتمی فیصلہ لینا ہو گا "سایمہ نے آنسو پوچھے جبکہ حفصہ گہری سوچ میں پڑ گئ

★★==========★★

وہ لوگ رات کے کھانے کی میز پر بھیٹے تھے جبھی ماہم ہاتھ میں کڑھائ کا پیالا لے کر آئ اور ہمنہ پر ایک نظر ڈال کر با آواز بولی

"آپ لوگ سب چھوڑے یہ ٹرائے کریں"ہمنہ نے لب کاٹتے آحد کو دیکھا جو حیرت سے کڑھائی کو دیکھنے لگا

"یہ کہاں سے آئی؟"اقرء بیگم نے پلیٹ میں نکالتے پوچھا

"یہ سرپرائز ہے"ماہم نے ہمنہ کو دیکھتے آنکھ دبائی"آہاں پھر تو ٹیسٹ کرنا ہی ہو گا"آحد نے بھی نکالی اور پہلا لقمہ لیا پھر ماہم کو دیکھا

"کس ریستوران سے منگوائی؟"آحد نے حیرت سے پوچھا

ماہم نے خوشی سے ہمنہ کو دیکھا جس کا منہ اتر گیا تھا"ہاں ماہم کب منگوائی؟"اقرء بیگم نے پوچھا

"کیوں اچھی نہیں ہے؟"ہمنہ نے سہم کر پوچھا ماہم نے سر پر ہاتھ مارا

"اتنی زائقے دار ہے"اقرء بیگم مسکرا کر بولی ہمنہ خوش ہوئی اور جلدی سے آحد کو دیکھا جو انگلیاں چاٹ رہا تھا"نوڈاؤٹ"ہمنہ کے چہرے پر مسکان آئی اور ماہم کو دیکھا جو اونچی آواز میں بولی"ہمنہ باجی آپ کی محنت وصول"اقرء بیگم اور آحد نے حیرت سے دیکھا

"کیا مطلب؟"آحد نے پوچھا

"مطلب ہمنہ باجہ نے یہ مزے دار چٹ پٹی کڑھائی بنائی ہے"ماہم نے جوش سے بتایا جبکہ وہ دونوں حیرت سے ہمنہ کو دیکھنے لگے جو ایک دم بوکھلا گئی تھی

"ماہم تمھیں تمیز نہیں تم نے بچی سے کھانا بنوایا"اقرء بیگم دبی دبی غرائی"ماہی یہ کیا میز ہے؟"آحد بھی سخت آواز میں بولا ماہم نے روتی صورت بناتے ہمنہ کو دیکھا جو جلدی سے بولی

"ارے آنٹی ماہم کی کوئی غلطی نہیں دراصل میں نے ہی زد کی تھی"ہمنہ بول کر خاموش ہو گئی ماہم نے سر اثبات میں ہلایا

"ہمنہ تم نے کیوں تکلف کیا؟"آحد نے نرمی سے پوچھا

"اس میں تکلف کیا کیا بات ہے؟"ہمنہ نے بھی ایسی جواب دیا

"لیکن پھر بھی بیٹا آپ مہمان ہو"اقرء بیگم نے ایک اچٹی نظر ماہم پر ڈال کر کہا تو وہ جلدی سے بولی"آنٹی آپ نے ہی تو کہا تھا اپنا گھر سمجھو اور ویسے بھی میں بور ہوتی ہوں زرہ سا کچھ بنا لیا تو کیا ہوا؟کیا آپ کو اچھا نہیں لگا؟"ہمنہ خود اپنی دلیری پر حیران تھی

"نہیں بیٹا بہت اچھا ہے تمھارے ہاتھ میں ماشائاللہ بلا کا زاعقہ ہے"اقرء بیگم کی تعریف پر وہ مسکرائی

"لاجواب"آحد مسکراتا ہوا دوسرا نوالہ لینے لگا"شکریہ"وہ شرماتی ہوئی سر جھکا کر بولی

"اسلام علیکم"ہبا نے آکر بلند آواز میں سلام کیا تو سب چونکے

"ارے ہبا باجی"ماہم جوش سے اٹھی اور ہبا سے ملی

"ارے آؤ بیٹا بلکل سہی وقت پر آئی ہو جلدی سے کھانے پر بھیٹ جاؤ"اقرء بیگم مسکراتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ پھرنے لگی

"ہاں ہمنہ آجاؤ" آحد مسکراتا ہوا بولا

"اسلام علیکم آحد بھائی" ہبا بولتی کرسی کھینچ کر بھیٹ گئ اور الجھ کر ہمنہ کو دیکھا

"یہ بھائی کی فرینڈ ہے ہمنہ باجی" ماہم نے اس کی الجھن دیکھ کر کہا تو وہ اوہ کرنے لگی

"اچھا وہی "

"اسلام علیکم میں ہبا" ہبا نے ہاتھ آگے بڑھایا تو ہمنہ نے مسکرا کر تھام لیا

"یہ آپی کی دوست اور ایک طریقے سے ہمارے گھر کی فرد" ماہم ہنستی ہوئی بولی تو سب مسکرا دیے

"اہو چکن کڑھائی" ہبا کے منہ میں پانی آگیا

"لیجیے نہ" ہمنہ نے جلدی سے اس کے آگے ڈش کی تو وہ مسکرا دی اور ہنستے کھیلتے سب نے ڈنر کیا ہبارات تک یہی تھی

★★==========★★

علما صبح ناشتے کے بعد گارڈن میں ٹھنڈی ہواؤں سے دوچار ہونے اس حسین موسم کا لطف اٹھانے نکل آئی تھی۔ براؤن شال میں لپٹی وہ سردی سے کانپ رہی تھی۔ صبح صبح سردی اسے زیادہ محسوس ہو رہی تھی بالوں کو پونی میں قید کیے وہ پونی ہلاتی ادھر ادھر دیکھ رہی تھی دور کھڑی آمنہ نے اسے دیکھا تو مسکراتے ہوئے چلتی اس کے پاس آگئ جو ٹہل رہی تھی

"اسلام علیکم صبح بخیر باجی" آمنہ نے اس کی پشت دیکھ کر مسکراتے ہوئے اسے مخاطب کیا تو وہ چونک کر پلٹی پھر معصوم آمنہ کو دیکھ مسکرائی اور اس کے سلام کا جواب دیا

"سردی بڑھ رہی ہے نا" آمنہ نے علما کو دیکھتے پوچھا جو ہاتھ مل رہی تھی اس کی بات پر ہنس کر اثبات میں سر ہلایا

"مجھے تو زیادہ لگ رہی ہے آدات نہیں ہے نا مجھے" وہ کنپکپاتی ہوئی گویا ہوئی تو آمنہ ہنس کر ادھر کی سردیاں اور گرمیوں کی تفصیلی معلومات دینے لگی جس کو علما بڑی دلچسپی سے سننے لگی

"ایک بات بولوں باجی؟" آمنہ اس کو غور سے دیکھ کر بولی تو علما نے مسکرا کر سر ہلایا وہ لوگ اب گارڈن میں لگی بینچ پر آکر بھیٹ گ ئے تھے

"آپ اتنی خوبصورت ہو حمدان بھیا تو آپ کو سارہ وقت دیکھنے میں گزار دیتے ہونگے" وہ مزے سے بولی تھی مگر علما کی مسکراہٹ غایب ہو گئ

"ویسے آپ کو ایک بات بتاؤں حمدان بھیا بھی بہت خوبصورت ہے آپ دونوں کی جوڑی بہت لاجواب ہے" علما نے خاموش سے سر جھکا لیا

"باجی مجھے لگتا ہے حمدان بھیا آپ کو بہت چاہتے ہیں پتا ہے میں نے آج ان سے پوچھا کہ ان کو آپ میں کیا اچھا لگا کہ انہوں نے آپ سے شادی کی تو انہوں نے پتا کیا جواب دیا" آمنہ دلچسپی سے بتا رہی تھی علما نے سر جھکائے رکھا کیونکہ اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی سننے میں

"انہوں نے کہا کہ ان کو پوری کی پوری آپ اچھی لگتی ہو اچھی نہیں بلکہ بہت اچھی "اس نے مزے سے بتایا علما سانس خارج کر کے ابھی بھی سر جھکائے اپنی بائے ہاتھ کی انگلی میں پہنی انگھوٹی سے کھیلنے لگی

"پتا ہے باجی آپ کے وقتِ زکر پر ان کی آنکھیں ان کا لہجہ ان کے الفاظ ان کی مسکراہٹ کافی تھی یہ بتانے کے لیے کہ وہ کتنا آپ کو چاہتے ہیں" علما نے سر اٹھا کر اس کو دیکھا جو اس کو غور سے دیکھ کر کہہ رہی تھی علما زبردستی مسکرائی

"میں آپ کو ایک بات کہوں جب بھی کوئی زندگی میں ایسا شخص ملے جو آپ کو ٹوٹ کر چاہے تو اسے کبھی بھی جانے مت دینا وہ شخص وہ انمول ہیرا ہوتا ہے جس کی قدر نا کی جائے تو بہت نقصان ملتا ہے اور ساتھ عمر بھر کا پچھتاوہ ایسے ہیرے اس دنیا میں بہت کم پائے جاتے ہیں اور خوش نصیب ہوتے ہیں وہ لوگ جن کو یہ انمول ہیرے ملتے ہیں" وہ بہت گہرائی سے بولی۔ علما ٹھٹکی

"مگر اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہیرے کی فطرت سخت ہوتی ہے سب سے سخت مادہ ہوتا ہے ہیرا جتنا بیرونی خوبصورتی کے جوہر دکھاتا ہے اتنا ہی اندرونی کھٹن ہوتا ہے" وہ تنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولی

"کیا مطلب؟" آمنہ کو سمجھ نا آیا

"کچھ نہیں۔۔ تم ایسی گہری باتوں میں ناپڑو تو زیادہ بہتر ہے" وہ اس کے گال کو تھپتھپا کر کھڑی ہوئی کہ اچانک اس کا فون بجا۔۔ وہ آمنہ سے دور ہٹی اور فون اٹھایا فون پر کچھ لمحے بات کر کے ہی وہ خوشی سے جھوم اٹھی تھی آخر کار اتنے دنوں سے جو اس کی کوششیں چل رہی تھی وہ کامیاب ہوئی اور وہ کاغضات تیار ہو گئے جس کو بنوانے میں تقریباً ایک ہفتہ لگ گیا تھا

★★===========★★

وہ غصہ سے گھر میں داخل ہوئی اور سیدھا کمرے میں چلی آئی اسے رہ رہ کر اس ارفان نامی آدمی پر غصہ آرہا تھا اتنی بدتمیزی پر وہ اس کا منہ توڑ دیتی اب غصہ سارم پر بھی آنے لگا تھا اف وہ کیسے تیار ہو گئی جانے کے لیے یہ جانتے ہوئے بھی کہ سارم کی صحبت کتنی گندی ہے وہ خود کتنا غلیظ ہے اور۔۔۔ اور وہ کتنا کم ظرف مرد ہے اس کی موجودگی کے باوجود کوئی آدمی اس کی بیوی پر گندی نظر ڈال کر اس کو چھیڑ رہا ہے اور وہ الٹا اسے معافی مانگنے کا کہہ رہا ہے اتنا گھٹیا شخص سمرہ نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا تھا۔ وہ سیدھا باتھ روم گئی اور چینیج کیا منہ پر پانی کی چھیٹے ماری اور خود کو پرسکون کیا۔ تھوڑی دیر بعد باتھ روم سے نکل کر آئی اور بیڈ پر آکر سر دونوں ہاتھوں میں

تھام کر بھیٹ گئ اسے اس کمرے سے بھی وحشت ہونے لگی تھی وہ چڑ کر اٹھی ہی تھی کہ نیچے گاڑی کے ہارن کی آواز آئ۔۔۔یعنی وہ آ گیا اس نے دانت پیستے سوچا

"ہم تیرے بن اب رہ نہیں سکتے۔۔۔ت۔۔۔ تیرے۔۔ب۔بنا۔۔ک۔۔کیا وج۔۔وجود میرا" پورے سنسان گھر میں سارم کی آواز گونجنے لگی۔ سمرہ نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا اور کمرے سے جلدی سے باہر آئ تو نیچے سارم لڑکھڑاتا نظر آیا۔گلابی کرتا جس کے بٹن ادھ کھلے تھے بال بکھرے تھے اور وہ گنگناتا ہوا اندر داخل ہوا تھا وہ بھی لڑکھڑا لڑکھڑا کے۔۔۔ سمرہ نے حیرانی سے دیکھا اور سیڑھیاں پھلانگتی نیچے آئ

"اب تم ہی ہو۔۔۔تم۔۔ہ۔۔ہی ہو" سمرہ اس کے پاس آئ جو ہاتھ لہرہ لہرہ کا گا رہا تھا سمرہ کو سخت بدبو آئ وہ بھی شراب کی یعنی وہ شراب پی کر آیا تھا سمرہ نے حیرانی سے دیکھا

"سارم تم نے شراب پی ہے" وہ اپنی ناک بند کرتی غصہ سے چیخی

"میں نے پ۔۔پی نہیں ہے میں نے پی نہیں ہے۔۔ہاں جی میں نو پلا دی گئ ہے زیادہ ہو گئ ہے" وہ ایک دم لڑکھڑایا

"مزا آ رہی ہے" سمرہ نے اسے بے ساختہ سمبھالا

"ان دا بات ان دا با تیرے سیاپے۔۔۔۔" وہ مزید لڑکھڑیا

"ہوش میں آؤ" سمرہ نے اس کا ہاتھ اپنے کندھے پر رکھا اور اسے ٹھیک سے کھڑا کرنے کی کوشش کی مگر وہ بے سود نشہ میں تھا

"م۔۔مجھے اپر کمرے میں۔۔جا۔۔جانا ہے" وہ منہ بنا کر بولا تو سمرہ نے ایک نظر اسے دیکھا جو معصوم چہرہ بنایا ہوا تھا پھر نفی میں سر ہلاتی اس کو سیڑھیاں چڑھانے لگی

جو قدم قدم پر لڑکھڑا رہا تھا اور وہ قدم قدم پر سمبھال رہی تھی

" تیرے لیے ہی جیا م۔۔میں خ۔۔خود کو جو یو۔۔۔" سارم کا گانا پھر شروع ہو چکا تھا

"سیدھے چلو چپ چاپ" سمرہ چیخی

"ت۔۔تیری وفا نے مجھ کو سمبھالا" سمرہ نے پھر سمبھالا

"سارم تم اپنی عاشقی بند کرو گے" سمرہ کو غصہ آیا اس نے چپ چاپ ہونٹوں پر انگلی رکھ لی

"او۔۔کے میم" وہ انگلی ہٹا کر بولا سمرہ نے غصیلی نظر اس پر ڈالی تو اس نے واپس ہونٹوں پر انگلی رکھ لی۔ سمرہ اسے تقریبا گھسیٹتے کمرے میں لائ اور بیڈ پر بھٹایا

"تھینک یو میم" سارم بتیسی نکالتا ہوا بولا سمرہ نے سانس خارج کی

"ایک بات پوچھو میم؟" وہ پھر بولا سمرہ نے نفی میں سر ہلایا

"اوکے تو یہ بت۔۔بتائے آپ کو م۔۔میں پسند ہوں؟" وہ مسکرا کر بولا سمرہ پل بھر خاموش ہو گئی "سو جاؤ" وہ بولتی سائڈ سے نکلنے لگی تب سارم نے اس کی کلائی پکڑی

"کہ۔۔ کہانی؟" وہ معصومیت سے بولا

"ایک تھا راجا ایک تھی رانی دونوں مر گۓ ختم کہانی" وہ چڑ کر بولی تو سارم کا قہقہ گونجا

"سارم سو جاؤ" سمرہ اس کے پاس نہیں رہنا چاہ رہی تھی

"ا۔۔اوکے" وہ بولا اور بھیٹے بھیٹے کمر سیدھی کر کے لیٹ گیا

"میں نے کہا ٹھیک سے لیٹو" وہ اس کے قریب آتی بولی جھٹکے سے سارم نے اسے کھیچا وہ اس کے سینے پر گری

"اوکے" جھکنے پر اس کی لٹے چہرے پر آئی سارم نے اس کی لٹے کان کے پیچھے کرتے مدہوشی سے کہا تو وہ بھی مدہوش ہوتے رہ گئی۔۔ سر جھٹک کر اٹھی اور ایک نظر اس پر ڈالی جو آنکھیں موند گیا تھا۔ وہ سارم کو کمرے میں چھوڑ کر باہر نکل گئی جبکہ وہ بے سود پڑا عاشقی کے گانے اب تک بڑبڑا رہا تھا

★★==========★★

حمدان چھت پر کھڑا فون پر بات کر رہا تھا چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی۔ فون کی اگلی طرف کی کہی بات پر اس نے غصہ سے گالی دی تھی اور شدید غصہ کے باعث فون کاٹ کر جیب میں رکھ دیا اور خود کو پر سکون کرنے کے لیے چہرہ اپر کیے صبح صبح کی تازگی اپنے اندر اتارنے لگا جبھی کوئی بھاگتے ہوئے اہر چھت پر آیا حمدان نے ہلکا سا چہرہ موڑ کر دیکھا اور آنے والے کو دیکھ کر ہی وہ چونک گیا

"حمدان حمدان" علما بھاگتے ہوئے اس کے پاس آئی اور روتے ہوئے اسے پکارنے لگی حمدان کو اپنے پیروں سے جان جاتی محسوس ہوئی

"کیا ہوا میری زندگی؟" وہ بے ساختہ اس کے دونوں رخسار پر ہاتھ رکھتا بولا جبکہ وہ روئے جا رہی تھی "حمدان وہ۔۔۔" وہ روتی ہوئی بولی اس کی حالات خراب ہو رہی تھی اور حمدان کو اپنی سانسیں بند ہوتی محسوس ہوئی

"کیا ہوا علما؟" وہ چیخا

"حمدان میم۔۔۔" وہ روتے ہوئے اس کے سینے سے لگ گئی اور حمدان سن ہو گیا

"ک۔۔ کیا ہوا؟" وہ بمشکل بولا

"حمدان میم کی طبیعت وہ ہوسپٹل میں ہے" علما نے جھٹکے سے اپنا سر اس کے سینے ہٹایا اور چہرہ اپر کرتی بولی حمدان نے اس کے آنسوں سے تر چہرہ کو دیکھا

"مجھے پلیز میم کے پاس لے چلو" وہ روتے ہوئے بولی تو حمدان نے سانس خارج کیا اور اس کو کندھوں سے پکڑ کر بے حد نرمی سے بولا

"ٹھیک ہے لیکن رونا بند کرو پہلے" حمدان نے پیار سے کہا تو وہ آنسو جلدی جلدی ہتھیلی کی پشت سے رگڑنے لگی مگر پھر بھی آہیزل آیز میں موٹے موٹے آنسو روانگی سے بہہ رہے تھے

"میں ابھی پتا کرتا ہوں تم جلدی سے چینیچ کرو ہم نکل رہے ہیں" علما سن کھڑی اس کو دیکھتی رہی جو جیب سے فون نکال کر نمبر ملا رہا تھا

"علما میری زندگی بس ہم نکل رہے ہے چلو شاباش" حمدان نے نرمی سے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلاتی جلدی سے واپس نیچے بھاگی اور حمدان بھی پیچھے پیچھے زین سے کال پر بات کرتا ہوا

★★==========★★

"مما مما" آحد کمرے سے نکلتے اقرء بیگم کو پکارنے لگا جو ہبا ماہم اور ہمنہ کے درمیان بھیٹی باتیں کر رہی تھی سب اس کے طرف متوجہ ہو گئے

"ہمیں اسلام آباد کے لیے نکلنا ہو گا" آحد نے اپنی آواز کو مضبوط کیا سب حیرت سے کھڑے ہو گے "کیا ہوا بیٹا سب خیریت؟" اقرء بیگم کے دل کو کچھ ہوا

"وہ۔۔حریم ہسپتال میں ہے" آحد نے سانس بھرتے کہا وہی اقرء بیگم یک دم بھیٹ گئ

"مما" ماہم جلدی سے ان کی طرف بڑھی

"آنٹی آرام سے رکیے میں پانی لاتی ہوں" ہبا پانی لینے بھاگی جبکہ ہمنہ حیرت سے کبھی آحد اور ماہم کو دیکھتی جو اقرء بیگم کو سمجھاتے تو کبھی ہبا کو جو پانی لے کر آئ

"مما کچھ نہیں ہوا بس اس کی طبیعت ناساز ہے" آحد نے ان کو نرمی سے سمجھایا "آحد مجھے میری بیٹی کے پاس لے چلو" اقرء بیگم روتے ہوئے بولی ماہم بھی رونے لگی

"آپ فکر کرنہ کریں میں نے آنلاین ہم سب کے ٹکٹ کروا دیے ہے" آحد بولا

"ماہم ہبا جتنی جلدی ہو سکے پیکنگ کر لو تین گھنٹے بعد ہماری فلایٹ ہے" آحد نے کہا

★★==========★★

"مما آپ فکر نہ کریں میری اریب سے بات ہوئی ہے زیادہ پریشانی کی بات نہیں ہے" آحد نے سمجھایا

"ہمنہ تمھارا بھی میں نے ٹکٹ کروایا ہے تم بھی ساتھ چل رہی ہو اپنا سامان باندھ لو" آحد نے جلدی سے ہمنہ کو کہا اور اٹھ کھڑا ہوا سب تیزی سے کام میں مصروف ہوئے جبکہ ہمنہ ہکہ بکہ انکار بھی نہ کر سکی۔اس کی گاڑی پورچ کے اندر آئی اور وہ نخوت سے باہر نکلا ملازم نے آگے بڑھ کر بیگ تھاما اور اس کے پیچھے پیچھے آنے لگا جبکہ وہ خوشی سے جھومتا حیدر ولا میں داخل ہوا اور سامنے ہی اسمہ کو کھڑا پایا

"اسلام علیکم چچی جان" حسیب جوش سے ان سے ملا جنھوں نے پریشانی سے سلام کا جواب دیا

"ارے بھئی سرپرائز دینے آیا ہوں مگر سب کدھر ہے؟" اس نے ارد گرد دیکھتے پوچھا

"بیٹا حریم کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی ہے سب ہسپتال گ ئے ہیں" اسمہ نے بتایا تو وہ حیران ہو گیا

"کیا سب ٹھیک ہے؟" اس نے پریشانی سے پوچھا

"اریب بھائی کی کال آئی ہے" حزیرہ بھاگتے ہوئے آئی اور حسیب کو دیکھ کر رک گئی

"ارے اسلام علیکم حسیب بھائی" اس نے حیرت سے سلام کیا "وعلیکم اسلام لاؤ مجھے دو کال" اس نے حزیرہ کے ہاتھ سے فون لیا اور اریب سے بات کی پھر فون حزیرہ کو واپس دے کر اسمہ سے مخاطب ہوا

"چچی جان میں ہاسپتال جارہا ہوں آپ لوگ پریشان نہیں ہو گا" وہ کہتا جانے لگا جبھی حزیرہ بولی

"حسیب بھائی میں بھی چل رہی ہوں" اس نے سر اثبات میں ہلایا اور حزیرہ کے ساتھ اجلت میں نکل گیا

"آپ یہ سامان حسیب بیٹے کے کمرے میں رکھ دیں جہاں وہ ٹھہرتے ہیں" اسمہ نے پیچھے کھڑے ملازم سے کہا تو وہ سر ہلا کر حسیب کے کمرے کی جانب چل پڑا جبکہ پیچھے اسمہ دعایں کرنے لگی

★★==========★★

"آپ لوگ کیوں اتنے پریشان ہو رہے ہیں وہ بلکل ٹھیک ہیں ڈاکٹر چیک اپ کر تو رہے ہیں نا" ایمان چل کر حفصہ اور سایمہ کے پاس آئی جو بے حد پریشان تھی

"ارے حسیب بھائی" سامنے سے آرہے حسیب اور پیچھے حزیرہ کو دیکھ کر ایمان نے حیرانگی ظاہر کی

"اسلام علیکم آنٹی کیسی ہیں آپ؟" حسیب پریشانی سے حفصہ کے پاس آیا اور پھر سایمہ کے پاس

" بیٹا حریم کو صبح سے الٹیاں آرہی ہے اور وہ جب چکر کھا کر گری نہ تو میرا دل باہر آگیا" حفصہ نے بتایا

"اریب بھائی کدھر ہے؟" زین نے آکر سب سے پوچھا

"وہ اس طرف "ایمان نے ایک جگہ اشارہ کیا تو وہ سر اثبات میں ہلا کر چلا گیا" چلیں تائی جان اور چچی جان آپ کو دادی جان اور دادا جان نے بلایا ہے ادھر ہم سب ہے پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے "حزیرہ نے کہا اور حفصہ کے اتنے انکار کرنے کے باوجود ایمان دونوں کو حسیب کے ساتھ واپس گھر لے آئی

"اریب بھائی "زین کرسی پر سر جھکائے بھیٹے حسیب کے پاس آیا جس نے چونک کر سر اٹھایا

"امی اور چچی چلی گئی ؟"زین نے اثبات میں سر ہلایا

"اریب بھائی ڈونٹ وری بھابھی بلکل ٹھیک ہو جائے گی "زین نے اریب کے پریشان زدہ چہرے کو دیکھ کر کہا تو وہ سر اثبات میں ہلانے لگا

"ہیلو "لیڈی ڈاکٹر نے باہر آکر زین اور اریب کو مخاطب کیا تو وہ جلدی سے اٹھے

"ڈاکٹر حریم کسی ہے کوئی پریشانی والی بات تو نہیں ہے ؟"اریب نے گھبراہٹ سے پوچھا

"وہ دراصل۔۔۔۔۔"ڈاکٹرنی نے دونوں کے چہرے کا جایزہ لیا جبکہ زین اور اریب بے تابی سے ان کے جواب کا انتظار کرنے لگے

★★==========★★

وہ بار بار آنسو پوچھتی کھڑکی سے باہر دیکھے جارہی تھی وہ کتنی بے تاب تھی برابر بھیٹے گاڑی چلاتے حمدان کو اندازہ ہو رہا تھا وہ منٹ منٹ پر فون کان سے لگاتی مگر دوسری طرف سے کوئی فون نہیں اٹھا رہا تھا

"ہم کب تک پہنچے گے ؟"یہ سوال اس نے تقریباً کوئی دسوی بار پوچھا تھا اور حمدان نے ہمیشہ کی طرح ایک ہی جواب دیا "علما پریشان نا ہو ہم جلدی پہنچ جائے گے "حمدان گاڑی کو ہواوں سے باتیں کروا رہا تھا

"مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے "وہ دوبارہ روتی بولی حمدان نے ہاتھ بڑا کر اس کے موٹے موٹے آنسو صاف کرنے چاہے مگر کچھ سوچ کر اس کا ہاتھ ہوا میں رہ گیا

"پانی "اس نے سر جھٹک کر ڈیش بورڈ پر رکھی پانی کی بوتل اس کے آگے کی تو اس نے تھام کر لمبے لمبے گھونٹ حلق میں اتارے اور پھر کال ملانے لگی جبکہ حمدان کبھی اس کو دیکھتا تو کبھی سامنے راستے کو

★★==========★★

"مسٹر اریب مبارک ہو یور واف از پرگننٹ "اریب نے حیرت سے زین کو دیکھا جو ڈاکٹرنی کو منہ کھولے حیرت سے دیکھ رہا تھا

"حر۔۔حریم میں زین" اریب نے یک دم خوشی سے زین کو گلے لگایا تو زین بھی خوشی سے چلایا" آہستہ "ڈاکٹرنی نے مسکرا کر کہا تو وہ سوری کرنے لگا

"م۔۔میں حریم سے مل سکتا ہوں؟" اریب کو ابھی کچھ نہیں سوج رہا تھا وہ جوش سے بولا

"جی بلکل" وہ مسکرا کر بولی تو اریب خوشی سے حریم کے پاس بھاگا

"ویل تھینک یو ڈاکٹر" زین نے شکریہ ادا کیا" اٹس اوکے" وہ مسکرا کر بولی

"ویسے میں چاچو بن جاؤ گا واؤ" وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا بولا

"ویسے آپ خوبصورت لیڈی کا نام کیا ہے؟" زین نے مسکرا کر شوخی سے پوچھا

"جی؟"

"زین؟" طلبہ کی آواز سے زین چونکہ اور جلدی سے بولا

"ارے طلبہ بھیا ہم چاچو بننے والے ہیں" اس نے طلبہ کو جا کر گلے لگایا

"آمیں تجھے ماما بناتا ہوں" طلبہ نے اسے گردن سے دبوچا

"ارے میں تو بس مزاق" وہ کھسیا کر بولا

"ہاں ہاں تو نے سوچا مزاق مزاق میں نام بھی پتا چل جائے گا تو کب سدھرے گا؟" طلبہ اسے دبوچ کر کھینچتے ہوئے لے جانے لگا جبکہ وہ منمناتا رہ گیا

★★===========★★

آخر کار حیدر ولا میں علما اور حمدان پہنچ گئے۔ گاڑی رکتے کے ساتھ ہی علما تیزی سے نیچے اتری حمدان بھی جلدی میں نکلا علما بھاگتے ہوئے اندر جانے لگی کہ باہر سجے واس سے ٹکرا کر لڑکھڑائی حمدان نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسے تھاما

"آرام سے" اس نے نرمی سے کہا

"ڈونٹ ٹچ می" وہ اس کا ہاتھ جھٹک کر تقریباً بھاگتے ہوئے اندر گئی اور حمدان اپنا ہاتھ دیکھتا رہ گیا پھر سر جھٹک کر اندر بڑھا تو علما کے ساتھ ساتھ حیران رہ گیا

"یہ کیا؟" علما نے حیرانگی سے سامنے کا منظر دیکھا جہاں حریم صوفے پر بھیٹی تھی اور اس کے ارد گرد سب جمع قہقہ لگا رہے تھے اور برابر بھیٹی حفصہ اسے اپنے ہاتھوں سے پھل کھلا رہی تھی جبکہ دوسری طرف بھیٹی ہمیدہ بیگم اس کی بلائیں لے رہی تھی اور ارد گرد بھیٹے سب مٹھایاں کھاتے قہقہ لگا رہے تھے

"ارے حمدان اور علما آگ ئے" اسمہ نے کہا تو سب کا دیھان ان دونوں کی طرف گیا جو حیرت سے سب دیکھ رہے تھے

"بھائ" ایمان بھاگتے ہوئے حمدان کے پاس آئ اور گلے لگ گئ علما نے حیرت سے اسے دیکھا

"ایما" حریم نے مسکرا کر اسے پکارا تو وہ میثال کے ہمرہ جو اس کے پاس آئ تھی حریم کے پاس۔ آئ پیچھے ایمان بھی حمدان کا ہاتھ پکڑ کر سب کے پاس لائ

"بیٹا آپ خالہ بننے والی ہو" حفسہ نے حریم کے دیکھنے پر اس کو مسکرا کر بتایا۔ حمدان کے چہرے پر مسکراہٹ آئ اس نے ایمان کو دیکھا

"جی بھیا آپ چاچو اور میں پھوپھو" ایمان چہکتی ہوئ بولی۔ علما سن کھڑی رہی اور حونکوں کی طرح حریم کو دیکھا

"بھائ" حمدان اریب کے گلے لگا سب مسکرانے لگے مگر علما کو دیکھ کر سب الجھ ہو گ ئے حمدان بھی علما کی طرف متوجہ ہوا

"میمی؟" علما نے حیرت سے حریم کو دیکھا تو اس نے کھڑے ہو کر علما کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے سب ان کو دیکھنے لگے

"جی میمی کی جان" حریم نے اس کے گال پر ہاتھ رکھ کر اثبات میں سر ہلایا

"نو" علما نے نفی میں سر ہلایا حریم نے شرما کر سر اثبات میں ہلایا

"یعنی میں خالہ میرا اچھوٹا سا نیفیو" علما یک دم حیرت سے چیخی اور حریم سے جھپٹ کر گلے لگی سب ہسنے گے حمدان مسکرایا

"اومائے گڈنیس" علما اسے الگ ہوئ اور پھر چلائ

"مٹھائ؟" حریم نے گلاب جامن اس کے سامنے کی تو اس نے پوری کھالی اور جھپ کر حریم کے گلے لگی سب کا قہقہ گونجا تھا

★★===========★★

"عزت ملیامیٹ کر کے بھاگ گئ" آج پھر ہمنہ کا ذکر چڑھا ہوا تھا جبھی اسد غصہ سے چیخا

"میں تو پہلے سے ہی جانتی تھی منحوس تھی" وہ عورت بد دعایں دینا پھر شروع ہو گئ تھی

"اور ماں اس کی اسکول میں استادنی بننے کی باد یکھا یار کے ساتھ بھاگ کر ہمارا منہ کالا کر گئ" وہ ٹی وی کا ریموٹ ایک طرف پھینک کر بولا

"ہائے مجھے کیا پتا تھا بے غیرت بدنام کر کے چھوڑے گی ہائے میں تو اپنی بہن کو منہ دکھانے لایق نہیں رہی" وہ سر پیٹنے لگی تھی

"ایک بار مل جا تو ہمنہ تیری ٹانگیں توڑ دونگا بہت شوخ ہیں نہ گھر سے بھاگنے کا" وہ چابی جیب میں ڈالتا غصہ سے گھر سے نکل گیا

"ہائے بیچارا میرا بچہ پھر سے خوار ہو گا تجھے ڈھونڈنے میں مر جا تو بیڑا اغرق ہو تیرا" اس کی بد دعا کا سلسلہ جاری تھا

★★==========★★

"میم مجھے تو یقین نہیں آرہا" ماہم نے ایک بار پھر اپنے جوش کو قابو کرتے حریم کے کان میں سرگوشی کی اور وہ پھر مسکرا دی

"یہ لیجیے نہ آپ لوگ" سائمہ نے اقرء بیگم کے آگے پلیٹ کی تو وہ بس نہیں کافی ہے کرنے لگی۔ سب ارد گرد بھیٹے باتیں کر رہے تھے جبکہ علما آحد کے کندھے پر سر رکھ کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لی ہوئی تھی۔ سامنے بھیٹے حمدان نے اس کو دیکھا جو کبھی آنکھیں بند کر رہی تھی تو کبھی اس کا ہاتھ سہلا رہی تھی اور وہ محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیر رہا تھا

"ہم تو اتنا پریشان ہو گے تھے کہ مت پوچھ" حفصہ نے کہا

"بھائی یہ ہمنہ واقعی میں آپ کی دوست ہے" علما نے سامنے بھیٹی خاموش ہمنہ کو کھوجتی نظروں سے دیکھتے کہا تو آحد چونکہ

"ہاں کیوں؟" وہ دونوں دھیرے بات کر رہے تھے

"ن۔۔ نہیں بس ایسی پہلے کبھی ملے نہیں نہ" وہ بولی

"بس کبھی ضرورت ہی نہیں پڑھی بتانے کی" آحد نے ہمنہ پر نظریں جمائے کہا جو اریشہ کو چائے کے لیے منع کر رہی تھی علما نے ایک نظر آحد پر ڈالی اور پھر ہمنہ پر پھر کندھے سے سر اٹھا لیا

"بھائی آپ ٹھیک ہے؟" اس نے آحد پر نظریں جمائے کہا وہ شاید سمرہ کی وجہ سے پوچھ رہی تھی

"مجھے کیا ہونا ہے تم بتاؤ میری ایما کیسی ہے؟" آحد نے پیار سے پوچھا تو وہ بس پھیکا سا مسکرا دی۔ آحد نے حمدان کو دیکھا جو ان دونوں کو ہی دیکھ رہا تھا دونوں کی نظریں ملی حمدان مسکرایا آحد بھی مسکرایا

"حریم بیٹا تمھیں پورا خیال کرنا ہے آئی سمجھ سیڑھیاں چڑھنا اترنا نہیں" اقرء بیگم نے کہا تو حفصہ نے سر اثبات میں ہلایا

"حریم بہو کی تو خوشخبری مل گئی" ہمیدہ بیگم کی آواز سے سب چونکے وہ علما کی طرف دیکھ کر مزید بولی وہ کچھ دیر سے اسے ہی دیکھ رہی تھی علما نے غور کیا تھا

"اب علما بہو کب دے رہی ہے؟" ہمیدہ بیگم کی بات پر علما نے چونک کر حمدان کو دیکھا جو چونک کر اسی کو دیکھ رہا تھا سب مسکرانے لگے

"بہت جلد دادی جان ابھی تو حمدان بھیا بھی" حزیرہ کی چہکتی آواز کو میثال نے کوہنی مار کر روکا۔ علما جھیپ گئی اور ساتھ بڑبڑائی "ہٹلر"

"ایما" آحد نے اسے گھورا

"کیا؟" اس نے منہ بسورا۔ اسے ہمیدہ بیگم سے امید نہیں تھی کہ وہ بھری محفل میں ایسی کوئی بات کرے گی

"آنٹی آپ کی طبعیت کیسی ہے؟" حمدان کے سوال پر اقرء بیگم نے مسکرا کر جواب دیا جبکہ تقریباً سمجھ گۓ تھے اس نے بات گھمائی ہے

"اب آپ لوگ آگۓ ہیں اب آپ لوگ ایشال اور طلحہ کے نکاح کے بعد جائے گے" حفصہ نے کہا تو ماہم خوش ہوئی مگر آحد اور اقرء بیگم نے نفی میں سر ہلا کر انکار کیا

"نہیں میں کچھ نہیں سنوں گی آپ لوگ منگنی میں بھی نہیں آسکے تھے" حفصہ نے کہا تو سب بولے

"بھائی پلیز پلیز پلیز" علما نے آحد کے بار بار انکار پر اس کا ہاتھ پکڑ کر منت بھری نگاہوں سے دیکھ کر کہا اور حریم نے اقرء بیگم کو تو وہ نا چاہتے ہوئے بھی مان گے

"چلیں سب سفر کر کے آئے ہیں بہو آرام کرنے کے لیے سب کو کمرے دکھائے جائے" حمیدہ بیگم کی بات ہر سایمہ اور حفصہ نے اثبات میں سر ہلایا

"چلو حمدان اور علما بیٹا آپ لوگ بھی آرام کرو" سایمہ بولی

"اور حریم تم بھی کمرے میں جا کر تھوڑی دیر سو جاؤ" حفصہ نے پیار سے کہا تو سب مسکرا دیے

★★==========★★

"ماہی" علما آواز لگاتی کمرے میں آئ تو ماہم ہمنہ کے ساتھ بیٹھے تفصیلی سے سب کے بارے میں بتا رہی تھی "لو آپی آگئ آپی ہمنہ باجی سے ملی ان کو آپ سے اور میم سے ملنے کی خواہش تھی" ماہم مسکرا کر بولی۔ ہمنہ بھی مسکراتے ہوئے کھڑی ہو گئ

"یہ تمھارے کمرے میں کیا کر رہی ہے؟" علما کے سنجیدگی سے پوچھنے پر ہمنہ کی مسکراہٹ غایب ہوئی اور ماہم گڑبڑائ

"م۔۔میرے ساتھ ہی روم شیر کر رہی ہے کیا ہوا؟" ماہم نے آنکھیں دکھا کر کہا

"اچھا ذرا ادھر آؤ" علما نے کہا تو وہ ہمنہ سے معزرت کرتی کمرے سے باہر آئ

"یہ کیا آنکھیں دکھا رہی تھی تم مجھے بتاؤ میں ابھی تمھیں" علما غصہ سے بولی

"او بھئی کیا ہو گیا ہے کڑوا کریلا کھا لیا ہے؟" ماہم حیرانگی سے بولی

"تمیز سے" علما غصہ سے بولی

"کیا ہو رہا ہے تم لوگ لڑ کیوں رہی ہو؟" آحد جو پاس سے گزر رہا تھا دونوں کو لڑتا دیکھ کر آیا

"بھائی دیکھ رہی ہے آپ کتنی زبان چل رہی ہے اس کی" علما دانت پیستے بولی

"ہو ہائے بھائی آپ دیکھ دہے ہیں جب سے شادی ہوئی ہے ملکہ عالیہ بنتی پھر رہی ہے" ماہم کمر پر ہاتھ رکھ کر بولی

"میں تمھے جوتی سے ماروں گی"

"بھائی دیکھے "

"ایما کیا ہو گیا" آحد نے اسے ڈانٹا

"میں بتاتی ہوں کیا ہوا ہے جان بوجھ کر اترا رہی ہے سسرال میں "ماہم مسکراہٹ دبائے بولی

"میں بھائی" علما نے روتی صورت بناتے آحد کی طرف دیکھا تو وہ مسکرایا

" آپ مسکرا رہے ہے؟" علما نے خفگی سے سے گھورا

"اتنے دنوں بعد ایسے لڑتا دیکھ رہا ہوں تم دونوں کو اسیلیے " آحد نے ماہم اور علما کے سر پر چپت ماری

"آئی مس یو سو مچ" علما منہ بناتی آحد کے گلے لگ گئ

"اور مجھے ؟"ماہم نے روتی صورت بنائ "نو بلکل نہیں کیا" علما آنکھ دباتی بولی تو آحد نے ٹوکا

"ایما "

"اچھا او کے آجا" اس نے ماہم کے لیے بھی ہاتھ بڑھایا تو وہ بھی آحد اور علما کے ساتھ گلے لگ گئ۔ کمرے کے اندر کھڑی ہمنہ دور سے ہی دیکھ کر مسکرائ کتنا پیارا تھا یہ بہن بھائ کا نوک جھوک کا منظر جو اسے نصیب نہیں ہوا تھا

قدر کریں ان رشتوں کی جو آپ کے پاس ہے کیوں نکہ کچھ لوگوں کے پاس نہ تو وہ پیارے رشتے ہوتے ہیں اور نہ ہی رشتوں کے ہوتے ہوئے بھی وہ پیار

★★============★★

سامنے رکھی چکور مہرون لکڑی کی میز پر اس نے اپنے دونوں پاؤں پھیلائے ہوئے تھے اور خود صوفے پر گری ہاتھ میں لیا ہوا موبایل کی اسکرین پر نیلے رنگ سے رنگے ناخن کو جانی پہچانی تصویر پر پھیر رہی تھی۔ پونی میں قید سنہیرے رنگ کے بال پیچھے بکھرے ہوئے تھے اور پتلے چہرے پر کاٹ دار مسکراہٹ نمودار تھی۔ اب اس نے انگلی کو دائ طرف پھیرا تو دوسری تصویر سامنے آئ اور اس کی مسکراہٹ غایب ہوئ اس نے سر اٹھا کر برابر کھڑے خاموش آدمی کو بھویں اٹھا کر دیکھا تو سوٹ پینٹ میں کھڑے شخص نے سر ہلایا

"اوہ آئی سی" واپس تصویر کو دیکھ کر وہ سوچتے ہوئے بولی

"خبر پکی ہے؟" وہ تصویر کو زوم کرتی بولی

"جی ایک ایک خبر پکی ہے اندر کی خبر ہے بلکل پکی" وہ آدمی جوش سے بولا

" آئم کمنگ ڈالرنگ ٹو میک یور لایف ہیپی فل" وہ مسکرا کر بولی اور بائ طرف انگلی پھیری تو پرانی تصویر پھر آ گی

"بی ریڈی" وہ دانت پر دانت جمائے غصہ سے تصویر دیکھتی بولی اور موبایل ایک طرف پھینک کر کھڑی ہوئ

"Its a high time"

اس کے لب شیطانی مسکراہٹ کے ہمرہ بڑبڑائے تھے

★★==========★★

"میں وہاں ہوں جہاں جہاں تم ہو،

تم کرو گے کہاں کہاں سے گریز "

"میری بیٹیاں کیسی ہے؟" اقرء بیگم نے پاس بھیٹی حریم اور علما کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے اور محبت بھری نظروں سے دیکھ کر پوچھا

"میری بچیوں کے بنا گھر سونا ہے" ان کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر حریم اور علما تڑپ گئی تھی

"مما پلیز" علما ان کی گود میں لیٹ گئی جبکہ حریم نے ان کے کندھے پر سر رکھ کر آنکھیں موند لی

"نہیں تو کیا غلط کہا میں نے۔۔۔" اقرء بیگم بول ہی رہی تھی کہ علما کا فون بج اٹھا انہوں نے رک کر اس کو دیکھا علما نے موبایل پر نظر ڈالی تو انجان نمبر سے کال آرہی تھی اس نے سایلنٹ پر لگا کر نظر انداز کیا

"بیٹا حمدان کیسا ہے تمھارے ساتھ؟" انہوں نے گہری نظروں سے علما کو دیکھ کر اچانک سوال کیا تو وہ چونکی اور نظریں چرا گئی پھر سمبھل کر بولی "سب سیٹ ہے آپ یہ بتائے یہ ہمنہ کب تک رہے گی؟ "

"ایما بری بات" حریم نے آنکھیں دکھائی

"سہی تو کہہ رہی ہوں میں" وہ منہ بسور کر بولی

"بری بات ہے وہ ہماری مہمان ہے" اقرء بیگم اس کا سر اپنی گود سے اٹھاتی بولی

"مما سمرہ" حریم نے آہستہ سے سمرہ کا نام لیا ہی تھا کہ علما فوراً سختی سے بولی "میم سمرہ نام کی کوئی لڑکی ہماری زندگی میں نہیں ہے "

"لیکن۔۔" حریم نے کچھ کہنا چاہا مگر رنگ ٹون کی آواز سے چپ ہو گئی علما نے فون دوبارہ چڑ کر کاٹا "کون ہے؟" اقرء بیگم نے پوچھا

"پتا نہیں" وہ بولتی بیڈ سے اتر کر باہر چلی گی

"سمرہ سے بات ہوئی؟" حریم کے پوچھنے پر اقرء بیگم نے نفی میں سر ہلایا تو وہ افسردہ ہو گئی

★★==========★★

حمدان فون کان سے لگائے آگے بڑھ رہا تھا جب آحد سے ٹکرایا "اوہ سوری یار" آحد نے معزرت کی کیوں نکہ حمدان کا فون نیچے گر گیا تھا حمدان نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا اور اور فون اٹھا کر واپس کھڑا ہو گیا

"کوئی نہیں"

"کیسے ہو حمدان تم سے ٹھیک سے بات ہی نہیں ہوئی" آحد نے مسکرا کر پوچھا تو حمدان بھی مسکرایا" چلو پھر آؤ اندر بھیٹ کر چائے پیتے بات کرتے ہیں" حمدان مسکراتے ہوئے اس کے ساتھ ڈرائینگ روم میں آیا اور ساتھ ہی ملازم کو چائے کا کہنے لگا تب آحد بولا

"میں چائے نہیں کافی پیتا ہوں" آحد کے کہنے پر حمدان نے آحد کے لیے کافی منگوالی پھر حیرت سے اسے دیکھتا سامنے صوفے پر بھیٹا

"چائے کو کون منع کرتا ہے؟" آحد کو اس کے حیرت زدہ لہجے سے محسوس ہوا کہ وہ چائے کا سخت شہدائی ہے وہ ہنسا پھر دلچسپ انداز سے بولا

"میں بھی نہیں پیتا اور ایما بھی ہمارے گھر میں ہم دونوں ہی نہیں پیتے" اس کی بات پر حمدان نے مسکرا کر اس کو دیکھا جو اپنی بہن کے بارے میں مسکرا کر بتا رہا تھا پھر سر جھٹکا جیسے بس بات ختم ہی ہو گئی ہو

"اور سناؤ کیسا چل رہا ہے سب؟" ملازم ٹرے میز پر رکھنے لگا تب آحد نے کافی کا کپ اٹھاتے پوچھا

"بس یار لندن سے سب کچھ ادھر شفٹ ہوا ہے یہاں وقت لگ گیا سب نظام اپنے طریقے سے کرنے میں" حمدان نے چائے کا گھونٹ بھرتے کہا

"اوہ اور لندن کا کون دیکھ رہا ہے؟"

"حسیب ہیں نا" حمدان مسکرا کر بولا

"اہو میرا ذکر ہو اور میں نہ آؤں ایسا ہو سکتا ہے؟۔۔ہائے قسم سے سو سال جیو نگا" حسیب اپنے مخصوص انداز سے کہتا اندر آیا

"شیطان کا نام لیا اور حاضر" حمدان نے افسوس سے سر ہلایا

"واہ شیطان اور اسی شیطان کے زکر پر جو مسکراہٹ تھی؟" حسیب نے باریکی سے حمدان کا جایزہ لیا تھا جو فوراً بولا

"مسکراہٹ اسیلیے تھی کیوں نکہ تم جو کر جو ٹھہرے" حاظر جوابی کا مظاہرہ تھا جبکہ حسیب منہ بنا تا رہ گیا آحد مسکرا کر دونوں کو دیکھ رہا تھا

"بھائی؟" زین اندر داخل ہو تا حمدان سے مخاطب ہوا" ارے اسلام اسلام آحد بھائی" آحد کو دیکھتا وہ چہکا آحد مسکرایا

"بھائی یار آپ کو زرہ ترس نہیں آتا مجھ پر" وہ حمدان کے پاس آکر بھیٹا" کس بات کا؟" حسیب نے پوچھا

"حسیب بھیا نہیں نہیں آپ رہنے دیں آحد بھائی آپ ہی بتائے ایک بھائی مجھے چاچو بنانے لگا ہے اور ایک بھائی بھی شادی کر کے مزے سے رہ رہا ہے اور میں بیچارا وہی کا وہی" زین نے مصنوعی آنسو صاف کیے تو آحد کا قہقہ ابلا

"مزے سے کون رہ رہا ہے؟" حسیب مسکراہٹ دبائے حمدان کی طرف دیکھ کر بولا تو اس نے آحد کی موجودگی میں گھورنے سے اکتفا کیا

"زین تمھارا ڈرامہ پھر شروع ہو گیا" حمدان نے خالی کپ میز پر رکھتے کہا تو وہ بلبلا اٹھا

"دیکھ رہے ہیں آپ آحد بھائی بولے دیکھ رہے ہیں آپ میرا دکھ افسوس احتجاج ان کو ڈرامہ لگتا ہے" وہ تڑپ کر بولا تو آحد ہنسا جبکہ حمدان نے نفی میں سر ہلا کر اس نوٹنکی کو دیکھا

"خود کی تو شادی ہوئی ہے خود تو جلد ہی ننھے منھے بچے گود میں لیے ہونگے مجھ بیچارے غریب کا کیا؟" زین نے منہ بنا کر کہا تو حسیب نے جاندار قہقہ لگایا جبکہ آحد نے مسکراہٹ دبائی

"رک کر دو نگا ایک" حمدان نے ہاتھ اٹھا کر کہا تو وہ یک دم پیچھے ہوا

"دیکھیے۔۔۔ دیکھیے بھابھی مجھ مظلوم پر اپنے شوہر کا اتیاچار ہائے" علما جو اچانک اندر داخل ہوئی تھی اس پر نظر پڑتے ہی وہ علما کے پیچھے چھپ گیا تینوں نے ایک ساتھ دیکھا

"دیکھ رہی ہے اپنے ظالم شوہر کے ظلم" وہ مزید بولا علما نے حمدان کو دیکھا جو خونخوار نظروں سے اس کے پیچھے چھپے زین کو دیکھ رہا تھا

"ارے دیکھے تو کیسے گھور رہے ہیں" وہ چیخ کر بولا علما نے اپنے کان بند کیے پھر بولی

"باہر آؤ "

"نہیں بھابھی "

"میں کہہ رہی ہوں باہر آؤں" وہ ڈر کر باہر نکلا "کچھ نہیں کہے گا تمھارا بھائی" وہ ایک نظر حمدان کو دیکھ کر بولی حمدان نے حیرانی سے اسے دیکھا جبکہ زین کی بتیسی باہر آ گئی

"بھائی؟" علما نے آحد کو پکارا جو مسکرا کر سب دیکھ رہا تھا

"میم بلا رہی ہے آپ کو" وہ بولی اور حمدان اور حسیب پر ایک نظر ڈال کر باہر چلی گئی جو حیرانی سے اسے دیکھ رہے تھے آحد بھی سر ہلا کر باہر نکلا

"واہ بھئی بھابھی کا برا رعب ہے ہیں نا حسیب بھیا" زین نے مزے سے کہتے حسیب کی طرف دیکھا جس نے اس کی بات سے مکمل طور پر اعتراف کیا

"ادھر رک" حمدان اٹھا اور اس پر لپکا جو بھابھی بھابھی چیختے باہر بھاگا تھا پیچھے حسیب کے قہقہ ایک بار پھر گونجے تھے

★★==========★★

اندر فون کے سگنل نہیں آرہے تھے اسیلیے وہ باہر لان میں نکل کر آگئ تھی اور سمرہ کو میسیج کرنے لگی تھی اسے حریم کی خوشخبری کا سمرہ کو بتانا تھا صرف ماہم کو معلوم تھا کہ وہ سمرہ کو آگاہ کر رہی ہے ماہم کو کوئی پریشانی نہیں تھی ہاں بس وہ سمرہ سے سب کی طرح خفا تھی وہ میسیج بھیج کر مڑی تو سامنے حسیب کو بتیسی نکالتے پایا وہ منہ بسور کر رہ گئ اور اس کے برابر سے جانے لگی تب وہ جلدی سے اس کا راستہ روکتے بولا

"ارے ارے کدھر؟"

"لندن نہیں جا رہی اندر جا رہی ہوں" وہ منہ بنا کر بولی

"لندن بھی جائے گے اتنی جلدی کیا ہے؟" وہ شوخی سے بولا تو ہبا نے غصہ سے گھورا

"جائے گے کا کیا مطلب؟"

"مطلب ہم ساتھ جائے گے نا" اس کی زبان پھسلی

"کیوں کس خوشی میں؟" ہبا نے غصہ سے کمر پر دونوں ہاتھ رکھ کر گھورا

"ک۔۔کچھ نہیں" حسیب گڑبڑا گیا تھا

"او مسٹر اپنی فضول بکواس اپنے پاس رکھا کرو" ہبا کا موڈ خراب ہو گیا تھا حسیب کچھ سوچ کر جلدی سے بولا

" آیم سوری اس دن کے لیے م۔۔میرا مطلب میں نے بے تکلفی سے نام پوچھ لیا تھا" ہبا نے کمر سے ہاتھ ہٹائے اور سر ہلانے لگی

"ویسے نام پوچھنے میں برائی کیا ہے؟" وہ معصومیت سے بولا تو ہبا نے ایک آبرو اٹھائی

"کیوں کسی انجان لڑکی سے نام پوچھنے کا مطلب نہیں جانتے؟ "

"کیوں کیا مطلب؟" حسیب شرارت سے بولا

"تمھارا سر مطلب" وہ اس کے سر کی طرف اشارہ کرتی پلٹ کر جانے لگی جبھی وہ پکارا

"اچھا ہاں یاد آیا ہبا کے نام کا مطلب تحفہ ہوتا ہے" وہ اونچی آواز میں بولا ہبا نے سر موڑ کر اس کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھا

"تو؟" وہ جانتی تھی مگر یہ اسے کیوں بتا رہا تھا؟

"بلکل درست ہے آپ تحفہ ہی تو ہے میرے لیے مس ہبا" وہ مسکراتے ہوئے بولا اور پہلی بار ہبا کے چہرے پر مسکراہٹ آنے میں دیر نہ لگی اسے پہلے حسیب شوخی سے اس کی مسکراہٹ دیکھ کر کچھ کہتا وہ واپس پلٹ تقریباً بھاگتی اندر گئ

"تحفہ" اس نے مسکرا کر سر جھٹکا جبکہ حسیب دل کھول کر ابھی تک مسکرا رہا تھا

★★==========★★

وہ کل رات کے بارے میں مسلسل سوچ رہی تھی وہ جاگی تھی تو سارم کمرے میں موجود نہیں تھا اب شام کا وقت تھا اور وہ ابھی تک گھر نہیں آیا تھا لیکن اسے کیا پر وہ وہ سر جھٹک کر موبایل میز سے اٹھانے لگی کہ اتفاقاً ہبا کا پیغام اسی وقت اس کو موصول ہوا اس نے میسیج کھولا اور جیسی پڑھا تو خوشی کی لہر دوڑ آئ وہ اپنی جگہ سے اچھل کر کھڑی ہوئ اور مسکرانے لگی۔ وہ حریم کی شادی کے بعد پہلی بار کھل کر مسکرائ تھی۔ وہ جلدی سے حریم کو ہنستے ہوئے کال ملانے لگی مگر رک گی کچھ سوچ کر اس نے ملی ہوئ کال جلدی سے کاٹی اور خاموشی سے سن ہو کر صوفے پر واپس بھیٹ گی خوشی مسکراہٹ سب غایب ہو گی اس نے سر جھٹکا اور دل ہی دل میں حریم کی خوشیوں کے لیے دعا مانگی علاماہم سب کا خوشی سے کیا حال ہو رہا ہو گا وہ سوچ سکتی تھی وہ پھر مسکرائ

"بی بی جی؟" اسے پہلے آحد کا خیال آتا کوثر نے آکر اسے اس کی سوچوں سے باہر نکالا تو وہ چونکی "ہاں؟" اس نے سر اٹھا کر کوثر کو دیکھا جو ہاتھ میں موبایل لیے کھڑی تھی

"بی بی جی صاحب کی کال آرہی ہے وہ اپنا فون گھر چھوڑ گئے ہیں" اس نے ایک نظر سارم کے موبایل کو دیکھا جہاں سے انجان نمبر سے کال آرہی تھی پھر کوثر کو جو فون اس کے آگے کیے کھڑی تھی

"تو میں کیا کروں رکھ دو صاحب آئے گے تو خود ہی دیکھ لیں گے" وہ بے زار سی بولی

"کافی دیر سے بج رہا ہے فون" کوثر نے پریشانی سے کہا

"کس کی ہے؟" سمرہ نے غصہ سے پوچھا "پ۔۔ پتا نہیں آپ اٹھالیں شاید صاحب خود ہو کوئ ضروری بات ہو" وہ ڈر کر بولی تو نا چاہتے ہوئے بھی سمرہ بے فون پکڑ کر اس جانے کا کہہ دیا۔ وہ خوش ہو کر چلی گئ جبکہ سمرہ نے بے زاری سے کال اٹھا کر فون کان سے لگایا

"ہیلو سویٹ ہارٹ کب سے کر رہی ہوں میں کال تم کدھر تھے تم جانتے ہو نا مجھے انتظار نہیں پسند خاص کر تمھارا" دوسری طرف سے کسی لڑکی کی آواز آئ اور اس کی بات سن کر سمرہ کو نا جانے کیوں غصہ آیا

"میں بات کر رہی ہوں" وہ تپ کر بولی تو دوسری طرف خاموشی چھا گئ پھر دھیرے سے آواز آئ "کون ہو تم اور ساری کہاں ہے؟ "

"ساری؟" سمرہ نے حیرت سے فون ہٹا کر گھورا پھر سر جھٹک کر واپس کان سے لگایا پھر کچھ سوچ کر جلدی سے بولی

"میں ساری میرا مطلب سارم کی وایف بات کر رہی ہوں آپ کی تعریف؟" سمرہ نے مسکراتے ہوئے جلانے والے انداز سے کہا تو دوسری طرف والی نے یک دم کال کاٹ دی۔ سمرہ موبایل کو میز پر رکھتے نفی میں سر ہلانے لگی

★★===========★★

"طوطی آج تم نے گرین نہیں پہنا؟" زین نے ماہم کا راستہ روک کر اس کو اوپر سے نیچے تک دیکھا جو سفید اور گلابی رنگ کی کرتی میں ملبوس تھی۔ ماہم جو علما کے کمرے میں جا رہی تھی زین کی اس حرکت اور اس سوال پر تلملا کر رہ گئ

"لنگور کہی کے میرے راستے سے ہٹ جاؤں ورنہ تمھیں ابرت کا نشان بنادونگی" وہ دبی دبی غصہ سے غرائی زین کا قہقہ ابلا

"واؤ مطلب آج طوطی نے خوب ہری مرچیں کھائی ہیں" وہ اس کو چڑاتا ہوا مزید زچ کرنے لگا

"اور اب میرا دل چاہ رہا ہے تمھیں کچا کھا جاؤں" وہ دونوں ہاتھ اس کے گلے تک خطرناک انداز سے لے کر بڑھی۔ زین دو قدم پیچھے ہوا

"میں پہلے سے ہی جانتا تھا تم ڈاین ہو خون پینے والی کچا چبا کر کھانے والی" زین کا انداز ایسا تھا جیسے واقعی میں بہت بڑا انکشاف ہوا ہو ۔ماہم تنزیہ مسکرائی

"ہاں نا آؤ زرہ تمھارا خون پیوں میں" وہ خطرناک ارادے سے اس کی طرف بڑھی تو وہ مصنوعی خوف سے تھوگ نگلتے دو قدم مزید پیچھے ہوا

"دی۔۔ دیکھو ڈاین میرا خون پینے سے اچھا ہے تم۔۔ تم جوس پی لو لا کر دوں؟" ماہم نے اسے کچا چبانے والی نظروں سے دیکھا اور اس کو ایک طرف دھکیل کر ناک آؤٹ ہو گئی

"عجیب ہے ڈاین بھی ہے اور طوطی بھی" وہ حیرت سے بولا

"میں آرہی ہوں تمھارا خون پینے" ماہم کی پیچھے سے آواز آنے پر وہ گڑبڑا کر بھاگا تھا جبکہ ماہم غصہ سے پیر پٹخ کر رہ گئی

★★===========★★

وہ ہاتھ میں پکڑا کاغذ مسکراتے ہوئے دیکھے جا رہی تھی ابھی حریم کی اتنی بڑی خوشخبری کے بعد اس کا کوریر میں کاغذات بھی آچکے تھے جس کو ایمرجنسی میں بنوانے میں ایک ہفتہ لگ گئے تھے وہ بہت خوش تھی اسی وقت مسکراتا ہوا حمدان کمرے میں داخل ہوا علما نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اس کو دیکھا اور پہلی بار وہ اس کو دیکھ کر مسکرائی حمدان کی حیرانی سے دل کی بیٹ مس ہوئی تھی وہ اپنی جگہ پر پزل ہو کر رہ گیا

"زہِ نصیب" وہ خوشگوار حیرت سے اس کی جانب بڑبڑاتے بڑھا تو وہ مسکراتی ہوئی کھڑی ہوئی

"میں خ۔۔ خواب تو نہیں دیکھ رہا" اس نے چونک کر کہا علما کی مسکراہٹ دھیمی ہوئی مگر برقرار تھی

"دھیمی سہی برقرار تھی،

مسکراہٹ تھی بے قرار سی" (زینب خان)

"نہیں بلکل نہیں یہ حقیقیت ہے" وہ مسکراتے ہوئے بولی حمدان اس کو ششدرہ رہ کر تکے جا رہا تھا

"میں تم سے آج ایک بات پوچھو؟" وہ کانوں کے پیچھے لٹ کرتی بولی حمدان کی دل کی دھڑکن پھر روٹھی

"بولوں اجازت ہے؟" علما کے چہرے پر تنزیہ مسکراہٹ تھی وہ بہت خوش تھی بہت

"اس طرح اگر قتل کرنے کے بھی جازت لو گی تو کون کمبخت انکار کرے گا" وہ بہکا تھا مدہوش لہجے میں کہتے وہ دو قدم اس کے قریب آیا علما نے آنکھیں گھمائی اور بیڈ پر پڑے کاغظات اٹھائے

"ان پر دستخط کر دو اور مجھے بخش دو" وہ سانس بھرتی بولی حمدان چونکہ۔ کاغظات پر نظر وہ تب ڈالتا جب بھوری آنکھیں اس کے خوبصورت چہرے سے ہٹنے کا نام لیتی اسیلیے وہ اس کو دیکھتے بولا

"کیسے کاغظات ہیں یہ؟" اس نے پوچھا علما مسکرائ

"ہمارے طلاق کے" وہ زرہ سا ہنستی ہوئ بولی بھوری آنکھیں اس کے چہرے سے ہٹتی ان کاغظات پر گئ جن کو وہ اپنے نازک ہاتھوں سے پکڑی لہرہ رہی تھی واپس آنکھیں اس کے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ پر آئ

"ک۔۔کیا؟" وہ بمشکل صرف ایک لفظ ادا کر پایا۔۔۔ مطلب یہ مسکرانا یہ انداز یہ باتیں سب فریب تھی اصل مقصد تو کچھ اور تھا

"وہ فریب مسکراہٹ ہمیشہ پھسا دیتی ہے،

ہم معصوموں کو بھی رلا دیتی ہے" (زینب خان)

"ہاں بھئ براہے مہربانی جلدی سے دستخط کر کے مجھے دسبر تار کر و بہت ہو گی یہ قید خالہ اپنے بھانجے سے آزاد ہو کر ملنا چاہتی ہے" وہ تالی والے انداز سے ہاتھ جوڑ کر چہکتی بولی اور حمدان سانس نہ لے سکا

"تم۔۔پاگل ہو گئ ہو؟" حمدان کو اس کے دماغی توازن پر شک ہوا تھوڑی دیر پہلے تک تو وہ ٹھیک تھی۔۔۔ علما چونکی مسکراہٹ غایب ہوئ

"ک۔۔کیا مطلب ہے تمھارا جلدی ساین کرو" اس نے کاغظات آگے کیے

"علما اگر تم جان مانگ لیتی نا تو اف تک نہ کرتا مگر جدائ میرے برداشت میں نہیں ہے" وہ اسے نزدیق ہو کر ضبط سے بولا بھوری آنکھیں لال ہو گئ تھی ہاتھ کی نسیں تن گئ تھی علما نے حیرانی سے اسے دیکھا پھر دانت پیستے بولی

"تم بعد میں مر جانا پہلے مجھے اس قید سے رہائ دو" وہ اس کی خوشی ملیامیٹ کرنے پر کیوں تلا تھا؟ اسے غصہ آنے لگا حمدان رکا کیسے وہ تو وہی کھڑا تھا۔۔ اس کی سانسیں رکی اس کی دھڑکن رکی قید، مر جانا، رہائ یہ لفظ ہتھوڑے کی طرح لگنے لگے

"مر تو میں تم سے جدا ہو کر جاؤں گا اور کونسی قید میں ہو تم؟ اصل قید میں تو میں ہوں تمھارے عشق کی قید میں جس نے مجھے اس قابل بنا دیا ہے کہ تم سے جدائ کے عالم میں مجھے اپنی روح نکلتی محسوس ہوئ تھی شاید تم یہی چاہتی ہو کہ ایک بار پھر میری روح نکل جائے اور میں مر جاؤں ہیں نا؟" اس کے الفاظ اس کا انداز اس کا لہجہ اس کی آنکھوں میں نمی چیخ چیخ کر بلکل پاس کھڑی علما کو جھنجوڑنے لگی تھی جو اس کی گرم سانسوں کو تک محسوس کر رہی تھی

وہ دو قدم پیچھے ہوئی اور غصہ سے چیخی نا جانے آنکھوں میں آنسو آنا کیوں شروع ہو گ ئے تھے "ہاں ہاں ہاں" وہ زور سے چیخی "یہی چاہتی ہوں میں مر جاؤ تم دفع ہو جاؤ تا کہ مجھے آزادی مل جائے مگر۔۔ مگر مرنے سے پہلے خدا کے واسطے اس پر دستخط کر کے مجھے چھوڑ دو" وہ روتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر بولی حمدان کے اندر کچھ ٹوٹا تھا بہت کچھ ٹوٹا تھا کانوں میں ٹوٹنے کی آواز آئی تھی جیسے ایک ساتھ ڈھیر سارے کانچ فرش پر اونچائی سے گرے ہو ان کا شور ہو جیسے وہ اتنی اونچائی سے گر کر اچھلے ہو اور وہ شیشے کے ٹکرے اس پاس کھڑے شخص پر لگے ہو اور اس کے جسم پر گھپ گ ئے ہو اور خون کی لہر بہہ گئی ہو

"اپنے ہاتھوں سے ہی مجھے مار دو ایسی زندگی کا کیا فایدہ جس میں میری زندگی ہی نا ہو" وہ نمی ضبط ہی نہیں کر رہا تھا جس کی وجہ سے آنکھ کے کونے سے آنسو نے نکلنا چاہا تھا اس کی آواز دھیمی سے دھیمی ہو گی تھی۔ علما نے بے اختیار نظریں چرائی تھی پھر آنکھیں میچتی بولی

"حمدان عشق کرتے ہو نا مجھ سے؟" حمدان کے ساتھ ساتھ ع ش ق بھی ششدر رہ گیا تھا ایک بار پھر وہ ایسی بات پوچھ رہی تھی جو کافی نازک تھی بہت پیچیدہ تھی بہت سنجیدہ تھی۔ حمدان خاموش رہا اس کے تاثرات سب کچھ بیان کر رہے تھے اس کی بھیگی آنکھیں سب کچھ بتلا رہی تھی لفظوں کی ضرورت وہاں ختم ہی ہو جاتی ہے جہاں تاثرات مکلامے پر اتر جاتے ہیں

"کیسا عشق ہے تمھارا؟" وہ چیخی حمدان چونکہ

"ارے میں نہیں مانتی ایسے عشق کو عشق تو وہ ہوتا ہے جو محبوب کو اس کی پسند کی زندگی فراہم کرے اس کے لیے آسانیاں پیدا کرے اسے سکون دے اس کی خواہشات پوری کرے۔۔۔۔" وہ بولی ہی رہی تھی جب حمدان ایک قدم آگے بڑھ کر جلدی سے بولا

"تم ابھی بتاؤ کونسی خواہش ہے کونسی تمنا ہے کونسی چاہ ہے۔۔۔ میں کرونگا پوری" اس کی آنکھوں میں وہی چھپی چمک آئی تھی علما نے اسے بڑے غور سے دیکھا پھر ایک قدم اس کے نزیق آئی

"کرو گے پوری؟" وہ بنا تاثرات کے بولی عجیب سے لہجے میں حمدان اس کے ایک قدم اور پاس آیا اور مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا اس نے چہرہ اس کے قریب کیا اور کان کے پاس گئی حمدان کو ایک بار پھر اپنی ہارٹ بیٹ مس ہوتی محسوس ہوئی وہ دونوں پاس تھے بہت پاس وہ دھیرے سے سرگوشی کرتی مسکرائی تھی

"میری چاہ میری خواہش میری تمنا تم سے جدائی ہے" پھر سر پیچھے کیا اور چہرہ اس کے پاس کر کے اس کے چہرے کے وجیہہ نقشوں کا جایزہ لیتی مسکرائی

حمدان مسکرایا۔ وہ مسکرایا؟ ہاں وہ مسکرایا اور ہاتھ بڑھا کر پیچھے اس کی کمر میں ڈالا اور اسے جھٹکے سے قریب کیا وہ جو مسکرا رہی تھی یک دم چونکی اب کی بار وہ اس کے دائی طرف کان کے پاس آیا اور دھیرے سے سرگوشی کی

"دو جسم جدا ہوتے ہیں دو روح نہیں" وہ نہایت مودوب انداز میں بولتا پیچھے ہوا اور اس کو دیکھا جو سانس روکے ہوئے تھی

"اور ہم روح سے جڑے ہے عشق اور عاشق کی ہمیشہ روح جڑی ہوتی ہے بیگم صاحبہ" وہ مسکراتا ہوا اب اس کے ایک ایک تیکھے نین نقشہ کا جایزہ لے رہا تھا جبکہ اس کے بند لب کھل گ ئے تھے اور کالی بھویں جڑ گی تھی۔ وہ پھڑ پھڑا نہیں رہی تھی وہ بس سن رہ گئ تھی

"آہم اہم" دروازے کی دستک اور مصنوری کھانسی پر علما حمدان دونوں چونکے حمدان جس نے اس کی کمر پر ہاتھ ڈال کر اسے خود سے لگایا ہوا تھا وہ دور ہٹا علما شرمندگی سے پانی پانی ہوتی دروازے پر کھڑی ماہم کی آنکھوں میں آنکھیں نہیں ڈال پا رہی تھی جو مصنوع کھانس کر ان دونوں کی توجہ لینے میں کامیاب ہو گئ تھی

"جیجو اور آپی آپ دونوں کا رومینس میں میں نے خلل تو نہیں ڈال دیا؟" وہ بے باکی سے دانے نکالتے اندر داخل ہوتی بولی۔ علما نے غصیلی نظر حمدان پر ڈال کر کھا جانے والی حد تک ماہم کو گھورا

"بلکل پورے رومینس کا ستیانس کر دیا" حمدان مسکراہٹ دبائے اپنی سالی سے مخاطب ہوا علما نے حیرانی سے اسے دیکھا جو آنکھوں کو مسل کر مسکراتے ماہم کو دیکھ رہا تھا جو سوری کرنے لگی تھی

"ماہی کیا مسلہ ہے کیوں آئی ہو؟" علما نے سخت آواز میں پوچھا

"میں آپ کے ہی نہیں اپنے جیجو کے کمرے میں آئی ہوں کیوں جیجو یہ آپ کا کمرہ نہیں؟۔۔ یا پھر کمرہ بھی ان کے حوالے کر دیا؟" وہ حمدان کی طرف دیکھتے پوچھنے لگی

"دل تو آپ کی بہن کے حوالے تھا ہی اب کمرہ بھی ہو جائے کونسی بڑی بات ہے؟" وہ مسکرا کر برابر کھڑی علما کو تپائے جا رہا تھا جو مٹھیاں بھینچ کر رہ گئ

"آئے ہائے اف۔۔۔" ماہم شروع ہوتی کہ علما بول پڑی "ماہی جاؤ یہاں سے ادھر ادھر کیوں پھر رہی کو کمرے میں جا کر سو" ماہم نے حیرانی سے دیکھا اور پھر حمدان سے بولی

"جیجو یہ کیا کڑوا کریلا روز چبائے رہتی ہے؟ "

"ماہم؟" علما نے اسے غصہ سے پکارا جو اس کو مکمل نظر انداز کی ہوئی تھی

"بس" حمدان نے اسے دیکھا جو غصہ سے ماہم کو گھور رہی تھی

"تم جا رہی ہو یا" علما نے پھر کہا

"جا رہی ہوں" وہ منہ بنا کر بولی اور پلٹنے لگی تبھی جلدی سے واپس حمدان کے پاس آئ

"یہ آپ سے بھی ایسی بھناتی رہتی ہے؟" اس کے پوچھنے پر حمدان نے معصومیت سے کندھے اچکائے "ادھر آؤ تم" علما غصہ سے اس کی طرف بڑھی جو سوری کر کے کمرے سے بھاگی تھی جبکہ پیچھے پیچھے علما بھی اس کو پکڑنے بھاگی تھی۔ حمدان مسکرایا اور پھر چلتا ہوا کاغظات کی طرف آیا جو زمین پر گرے پڑے تھے حمدان نے اٹھائے اور پھر اس نے سنجیدگی سے لائیٹر جیب سے نکالا تھا

★★==========★★

"آؤٹ" سعد نے گیند پھینک کر زین کو ناک آؤٹ کر دیا تھا پاس کھڑے حسیب اور سمی نے شور مچایا تبھی ہبا کے ساتھ جو ماہم لان میں آئی تھی زین کو سعد کے ہاتھوں آؤٹ دیکھ زور زور سے قہقہہ لگانے لگی جبکہ زین جھیپ مٹاتے فوراً بولا

"و۔۔وہ میں تو سعد کا دل رکھ رہا تھا" زین کی بنائی ہوئی بات پر سمی نے حیرت سے منہ کھول لیا جبکہ حسیب نے جیب میں ہاتھ ڈال کر بھویں اچکائی "ہیں بیٹا؟" زین نے حسیب کو آنکھیں دکھائی تو وہ نفی میں سر ہلانے لگا

"ارے جاؤ جاؤ ایک بچے سے ہار گئے لنگور" ماہم کو موقع مل گیا مزاق اڑانے کا۔۔۔ زین آخری میں لنگور کے لقب پر اچھلا جبکہ سب کا قہقہہ گونجا تھا

"لنگور بھائی مم۔۔ میرا مطلب زین بھیا" سعد کی زبان پھسلی مگر زین کی خوخار نظریں دیکھ کر وہ سمبھلا اور ساتھ بات سمبھالی جبکہ ماہم نے زوردار قہقہہ لگایا تھا اور ہبا اسے آنکھیں دکھا رہی تھی جس کو وہ کھاتے میں ہی نہیں لے رہی تھی

"او زیادہ اوور ہونے کی ضرورت نہیں ہے" زین نے ماہم کو جھاڑ پلائی "اچھا" ماہم نے اچھا کو کھنیچا

"پہلی بال پر آؤٹ ہوا ہے یہ" حسیب نے مسکراہٹ دبائے کہا تو سب کا پھر اوہ اور چ۔چ۔چ آیا۔ زین نے حسیب کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا

"حد ہے حد ایک بچے نے تمھیں ہرادیا" ماہم نے تاسف سے کہا

"اوہ تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے ۱۹۹۲ کا ورڈ لپ تم نے جتایا تھا" زین نے بلا ایک طرف پھینک کر کہا

"بیٹا تم سے تو اچھا کھیل لیتی ہوں کم از کم بچوں سے آؤٹ نہیں ہوتی" ماہم کے جواب پر سب ایک بار پھر ہنسے

"چپ کرو تم لوگ اور تم آئی بڑی بال کی سپیلنگ بھی آتی ہے "

"بی اے ڈبل ایل" ماہم نے زبان نکال کر چڑایا

"لو بھئی وہ بتا بھی رہی ہے" حسیب نے سمی سے کہا جو ہسنے لگا

"تمھیں بیٹنگ کرنا آتی بھی ہے؟" ماہم نے اس کو مزید چڑایا

"بیٹا تم سے اچھی کرلیتا ہوں تمھیں تو بلا پکڑنا بھی نہیں آتا ہو گا "

Urdu Novels Ghar

"ہاں آتا ہے پکڑنا اور پہلی ہی گیند پر ہارتی بھی نہیں"

"تو پھر مقابلہ کر کے دیکھ لو" زین نے کالر جھاڑتے کہا

"ارے۔۔۔ ارے ایک منٹ" ماہم غصہ سے آگے بڑھتی بلا اٹھا کر واقعی مقابلہ کرتی کب سے خاموش ہبا کچھ سوچ کر بولی

"م۔۔۔ میرے پاس ایک زبردست ایڈیا ہے" ہبا جوش سے بولی سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے

"کیا؟" سمی سعد نے ایک ساتھ پوچھا

"کیوں نا ہم کرکٹ میچ کا مقابلہ رکھیں" ہبا کی بات پر سمی اور سعد کی آنکھوں میں چمک آ گئی

"لو تو کیا میں باسکٹ بال کھیلنے جا رہی تھی؟" ماہم نے اس کی عقل پر افسوس کرتے بلا اٹھایا

"اہو ایسے نہیں مطلب ہم سب سارے لوگ ویسے بھی ہم بھی یہاں موجود ہے" ہبا کے آئڈیے نے سب کو سوچ میں ڈال دیا

"ناٹ بیڈ" حسیب نے سوچتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تو وہ مسکرائی

"لیکن میم کی تو طبیعت ٹھیک نہیں" ماہم نے جلدی سے کہا

"تو کوئی نہیں وہ تو آرام سے بھیٹ کر دیکھ لینگی" زین نے کہا تو سب نے ایک آواز میں ہاں کہا

"طوطی تم میں عقل نہیں ہے" زین نے اس کے پاس جھک کر سرگوشی کی تو وہ "تمھیں تو بعد میں بتاتی ہوں" کہتی رہ گی ساتھ لنگور کہنا نہ بھولی

"تو پھر ڈن ہے یار" زین جلدی سے بولا تو سب نے اثبات میں سر ہلایا سوائے حسیب کے جو کچھ سوچ رہا تھا

"اہو وو کتنا مزا آئے گا" سعد خوشی سے بولا تو سمی کی بھی آنکھیں چمکی

"لیکن ایک پروبلم ہے" حسیب نے شہادت کی انگلی اٹھا کر کہا

"کیا؟" سب نے ایک ہو کر پوچھا

"سب کو منائے گے کیسے؟"

"اف کبھی تو اچھی بات کہہ دیا کرو" ہبا نے برسا منہ بنایا جبکہ بیچارہ حسیب "میں نے کونسا پہلے بری باتیں کر لی" منمنا تا رہ گیا

"اس کا حل ہے میرے پاس" سعد چٹکی بجا کر بولا تو سب چونکے

"کیا" پھر ایک ہو کر پوچھا جبکہ سعد مسکرایا تھا

★★==========★★

نمرہ حفصہ کے کمرے سے نکل کر باورچی خانے کی طرف بڑھ رہی تھی جب حنین نے اسے دیکھا اس کے ہاتھ میں نارنگی مشروب کا گلاس تھا اس نے نمرہ کو دیکھتے ہی دیر نہیں کی اور یک دم شیشہ کا گلاس ہاتھ ہوا میں کر کے چھوڑ دیا اور وہ نیچے گر کر ٹکرے ہو گئے ساتھ ہی نارنگی مشروب فرش پر پھیل گیا۔ نمرہ آواز سے چونکی اور سامنے دیکھا جہاں حنین کا ہاتھ اب بھی ہوا میں تھا اور وہ نمرہ کو کن انکھیوں سے دیکھ کر "اوپس" کرنے لگا

"اے ادھر آؤ" اس نے سامنے مضطرب سی کھڑی نمرہ کو ہاتھ کے اشارے سے اپنی جانب بلایا تو وہ نا نا کرتی بڑی مشکل سے بغیر اسے دیکھ کر اس کی طرف آئی۔ چہرہ جھکا تھا سر پر چادر تھی

"یہ صاف کرو" نمرہ نے حیرت سے چہرہ اٹھا کر اس کو دیکھا کیوں نکہ وہ جانتی تھی یہ اس نے جان بوجھ کر گرایا ہے مگر کیا وہ اس کو ذلیل کرنے کی کوشش کر رہا تھا

"نوکر ہو تم صاف نہیں کرو گی تو کون کرے گا؟ چلو فوراً صاف کرو مجھے گندگی پسند نہیں" آخری گندگی کہتے اس نے نمرہ کو اوپر سے نیچے دیکھا تھا۔۔۔ نمرہ جیسے تیسے کرتی آنسو روکتی جھک کر گھٹنوں کے بل بھیٹی اور کانچ اٹھانے لگی

"کپڑے سے جوس بھی صاف کرنا" وہ مسکراتے ہوئے کہتا نکل گیا جبکہ نمرہ نے آنکھیں میچ کر کافی کچھ پیا تھا آنسو، غصہ، ذلت اور۔۔۔ اور کیا؟ اور محبت؟

★★===========★★

وہ ٹیرس پر اپنی کسی دوست سے بات کرتی نکل آئی تھی۔ تیز ہوا کے ٹھنڈے ٹھار جھونکے نومبر کے اس مہینے میں اپنی سرد پھیلا رہے تھے وہ شال پہن کر نہیں آئی تھی اسیلیے پچھتا رہی تھی مگر بات ہی اتنی دلچسپ چل رہی تھی کہ وہ ابھی خیر سردی نظر انداز کی ہوئی اپنی دوست سے اس کے نیے منگیتر کے بارے میں درفیات کر رہی تھی جبکہ دوسری طرف اس کی دوست شرما شرما کے بتائے جا رہی تھی اور اس کی شرماہٹ پر وہ زور دار قہقہ لگاتی آنکھوں سے نکلتا پانی صاف کرنے لگی جو ہنسنے کی وجہ سے ہلکا ہلکا رواں تھا۔ پیچھے سے مسلسل کسی کی کال آرہی تھی اور ہلکی سی ٹون کی آواز نے اسے جھنجلا کر رکھ دیا تھا آخر کار تنگ آکر اس نے اپنی دوست سے دو منٹ کی معزرت کی اور کال کاٹ کر آنے والا انون نمبر غصہ سے اٹھالیا اور چڑ کر بولی

"ہیلو کیا مسلہ ہے آپ کو" اس نے کان کے پیچھے اپنی کالی لٹیں کرتے بھنا کر کہا مگر دوسری طرف مکمل خاموشی نے اسے مزید چڑا دیا

"جب بات نہیں کرنی تھی تو کال کیوں کی اوبھائی" وہ تنگ کر بولی

"ع۔۔۔ علما" دوسری طرف سے اتنی دھیمی آواز آئی کہ اسے مشکل سے اپنا نام سنائی دیا

"جی علما بات کر رہی ہوں" علما کے تاثرات میں نرمی آئی

"پرفیکٹ" اب آواز ٹھیک آئی یعنی کوئی جایزہ لے رہا تھا کہ وہ علما بھی ہے یا نہیں۔ علما نے سر جھٹکا اور دوسری طرف سے آتی لڑکی کی آواز پر غور کیا

"آپ کون ہیں کیا میں آپ کو جانتی ہوں؟" اس نے پوچھا

"جان جائے گی پہچان جائے گی" دوسری طرف براؤن صوفے پر بھیٹی لڑکی نے اپنے نیلے اور لال رنگوں سے رنگے بالوں کی چہرے پر آتی موٹی لٹ اپنی شہادت کی انگلی میں لپیٹتے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا

"دیکھیے اگر آپ نے ٹایم پاس کے لیے فون کیا ہے تو سوری" علما نے کال کاٹنی چاہی وہ حیران ہوئی یہ لڑکیوں نے کب سے رانگ نمبر ملانے شروع کر دیے؟

"ارے ارے رکیے ڈارلنگ" وہ جانتی تھی کہ وہ یقینن فون کاٹ رہی ہو گی اسیلیے سیدھی ہو کر بھیٹی اور علما کو روکا

"کیا مصیبت ہے؟" علما کو غصہ آنے لگا

"اتنی غصیلی لڑکی آہاں نایس" وہ پھر مسکراتی ہوئی بولی

"چاہتی کیا ہو؟" علما نے پوچھا

"تمھیں" اس نے یک دم جواب دیا علما چونکی

"کیا مطلب؟"

"حمدان علی حیدر کی بیوی ہو نا؟" علما چونکی

"ہ۔۔۔ہاں تم کون؟" ناچاہتے ہوئے بھی اقرار کیا۔ آخر سچائی تھی سچائی سے جتنا بھی وہ منہ پھیر لے انکار تھوڑی کیا جاتا ہے

"میں تم سے ملنا چاہتی ہوں" اس لڑکی نے سنجیدگی سے کہا علما ٹھٹکی وہ کون تھی اور وہ کیوں ملنا چاہتی تھی؟

"کیوں میں تم سے ملوں؟" علما کے ماتھے پر بل پڑ گئے

"اچھی لڑکی تمھیں بہت بڑی خبر سنانی ہے جسے تم اب تک بے خبر ہو" اس نے اپنے پیلے رنگ سے رنگے بڑے بڑے ناخن دیکھتے کہا

"کیسی خبر؟" علما کو کچھ عجیب لگا

"آہاں" اس لڑکی نے ناخن سے نظر ہٹا کر سامنے شیشے کی میز پر لگا دی جہاں درمیان میں ایش ٹرے رکھا تھا ساتھ اس نے نفی میں سر ہلایا

"غلط بات ایسے نہیں جب ملو گی تب بتاؤ نگی "

"مجھے فون پر بتا دو اور کس متعلق ہے خبر اور میں کیوں تمھارا یقین کروں؟ کیا پتا تم کوئی چور شور ہو" علما نے سوالوں کی بھمبھار کر دی

"بس یہ سمجھ لو تمھیں اس بات سے آشنا رکھنا بہت ضروری ہے فوراً آجاناِ میں پتا تمھیں اسی نمبر پر میسیج کر دونگی لیکن کسی کو خبر نا ہو"
اس نے اس کے سوالوں کو نظر انداز کیا
"ارے بھئی ایسے کیسے میں تم سے چوری چھپے ملنے آجاؤں میں تمھے جانتی تک نہیں کیا پتا کوئی فراڈ یا ہو اور تم مجھ سے کیوں۔۔۔۔۔"
علما کی بات اس لڑکی نے چڑ کر کاٹی
"جان پہچان کا وقت نہیں ہے بس یہ سمجھ لو اگر یہ ملاقات نا ہوئی تو پھر کبھی نہیں ہو سکے گی میں بیرونِ ملک جا رہی ہوں میں مجبور ہوں میں تمھیں بس وہ بہت بڑی بات بتا کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر لونگی اور ساتھ ہی تمھیں سب بتا دونگی" اس نے ایک سانس میں کہہ کر فون رکھ دیا جبکہ علما حیرانی سے موبایل کو دیکھتی رہ گئی جہاں اتنی جلدی میسیج بھی موصول ہو گیا تھا جس میں پتا تھا

★★==========★★

آحد باتھ روم سے باہر نکلا تھا کہ ہمنا دو کافی کا کپ ٹرے میں لے کر اندر کمرے میں داخل ہوئی آحد مسکرایا اور اسے سامنے صوفے پر بھیٹنے کا کہا تو وہ بھی مسکراتے ہوئے اپنا کپ تھام کر آحد کے مقابل بھیٹ گئی جو اسے تھوڑے فاصلے پر کافی کا کپ لے کر اسے شکریہ کرنے لگا تھا وہ دونوں دیوار سے لگے ایک ہی صوفے پر آمنے سامنے بھیٹ۔گ ئے تھے
"کہو ہمنہ ؟" آحد نے پوچھا دراصل ہمنہ نے ہی تھوڑی دیر پہلے اسے کہا تھا کہ اسے آحد سے بات کرنی ہے تو آحد نے اسے کمرے میں ہی کافی کے ساتھ بلا لیا تھا
"آحد میں جانتی ہوں یہ پرسنل ہے۔۔۔ل۔۔ لیکن مجھے جاننا ہے اس بارے میں "ہمنہ نے کپ پاس پڑی میز پر رکھا اور سر جھکا انگلیاں مروڑتی بولی اس کا انداز کچھ عجیب تھا آحد نے ناسمجھی سے اسے دیکھا
"کیا جاننا ہے اور کس بارے میں ؟" آحد نے کافی کا گھونٹ لیا
"سمرہ۔۔۔ سمرہ سے آپ نے رشتہ کیوں توڑ دیا" آحد نے چونک کر ہمنہ کو دیکھا جو سر اٹھا کر اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ہمنہ کو کیسے معلوم ہوا آحد اور سمرہ کے رشتے کے بارے میں ؟
ہمنہ نے آحد کو غور سے دیکھا جو سمرہ کے زکر پر چونک گیا تھا۔سمرہ کے متعلق سب کچھ ماہم نے اسے بتایا تھا اور وہ سن کر اس کی کیفیت عجیب ہو گئی تھی یعنی آحد کا کسی سے رشتہ تھا وہ بھی دو سال تک ؟ جانے کیوں اسے برا لگا تھا
"رشتہ میں نے نہیں سمرہ نے خود توڑا تھا" آحد نے سنجیدگی سے کپ میز پر رکھتے کہا
"میں سمرہ کی وجہ تو نہیں جانتی مگر مجھے کیا اجازت ہے یہ پوچھنے کی کہ آپ سمرہ سے۔۔پیار "ہمنہ خود چپ ہو گئی اسے برا لگ رہا تھا آحد کے پرسنل سپیس میں جانا مگر وہ کیا کرے وہ اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو گئی تھی

"نہیں" آحد نے سر جھکا کر خود کو تیار کیا وہ سب کہنے کے لیے جو اس نے آج تک کسی سے کہا نہیں تھا ہمنہ ایک پل حیران ہوئی آحد کو اس کا سوال جواب کرنا برا نہیں لگ رہا تھا وہ ساتھ خوش بھی ہوئی

"ہمنہ کبھی کبھار انسان ان رشتوں سے جڑ جاتا ہے جس کا وہ تہے دل سے قدر دان نہیں ہوتا اور میرے اور سمرہ کے درمیان یہی ہوا تھا میں نہ وسمرہ کو پسند کرتا تھا نہ ہی ناپسند میں نے کتنی بار کوشش کی سمرہ میں دلچسپی لینے کی مگر میری کوشش ناکام گئی مجھے سمرہ سہی لگتی تھی اپنی بہن کی دوست کی حیثیت سے مگر منگنی کے بعد مجھے سمجھ نہیں آیا میں کیوں اسے اٹریکٹ نہیں ہو رہا" وہ تھوڑی دیر خاموش ہوا نظریں کافی کے کپ پر گئی جس میں سے بھاپ نکل رہا تھا خالی خالی سفید دھواں جو آر پار ہو جس کے درمیان کچھ نہ ہو

"ایسا نہیں تھا کہ میں کسی اور کو پسند کرتا تھا اسیلیے سمرہ کے ساتھ میں۔۔۔۔میں خود نہیں جانتا مجھے سمرہ میں دلچسپی کیوں نہیں ہوئی شاید میرے لاکھ منع کرنے کے باوجود ایما کی زد کے آگے میں نے سمرہ کے ساتھ سمجھوتا کر لیا تھا اسیلیے" اس نے کندھے اچکائے ہمنہ توجہ سے اسے سن رہی تھی

"اور جب میں نے اپنے گھر والوں کو اسے اتنا زیادہ گھلتے ملتے دیکھا تو میں خود ہی خاموشہ سے اس رشتے کو قبول کرنے کی کوشش کرنے لگا اور شاید قبول کر بھی رہا تھا کہتے ہیں ناوقت لگتا ہے میں چاہ رہا تھا میں شادی سے پہلے ہی اسے دل سے قبول کر لوں تا کہ شادی کے بعد آنے والی لڑکی کی زندگی خراب نا ہو کیونکہ میرے آگے بھی بہنیں ہیں اور اگر میں یہ چاہتا ہوں کہ میری بہنیں خوش رہے تو مجھے اگلی لڑکی کو بھی خوش رکھنا ہو گا کیوں نکہ وہ بھی کسی کی بیٹی ہے" ہمنہ مسکرائی اسے آحد کی سوچ بہت اچھی لگی تھی

" مگر جانے کیوں سمرہ نے اچانک ایما کے سارم سے نکاح پر انکار کیا اور پھر مجھ سے دو سال کی منگنی توڑ کر اسی سارم سے شادی کر لی" آحد سوچتے ہوئے بولا ہمنہ نے سر جھکا لیا

"اور آپ نے اسے کچھ نہیں پوچھا بلکہ آنٹی کو بھی منع کر دیا کچھ بات کرنے سے؟" ہمنہ نے کہا

"شاید سمرہ کو مجھ پر سارم پسند آ گیا ہو گا اور سہی بھی ہے میں نے وقت لگا دیا تھا اور بہت زیادہ" وہ گہری سوچ میں ڈوبتے ہوئے بولا

"سمرہ اور آحد ایک دوسرے کے لیے نہیں بنے تھے" آحد نے نفی میں سر ہلایا

"آحد تقدیر بھی کیا کھیل کھیلتی ہے نا ایک پل میں ہی آپ کی زندگی بدل کر رکھ دیتی ہے" ہمنہ نے سامنے غیر مری نقطے پر نظر جمائے کہا جبکہ آحد نے گردن ہلائی تھی

★★==========★★

"وہ میشال کو پسند۔۔۔۔" فریحہ بیڈ پر بھیٹی مسلسل روئے جا رہی تھی

"ایسا کیا ہے اس میں" اس نے نفرت سے آنسو پوچھے

"مجھے پہلے کیوں نہیں اندازہ ہوا" اس نے سوچا

"یہ جوس میں طہٰ کے لیے لے کر جا رہی ہوں" فریحہ نے مسکراتے ہوئے میثال کے پوچھنے پر بتایا

"ارے تم ادھر دو میں دے کر آتی ہوں" میثال نے گلاس لینا چاہا

"نہیں میں دے کر آؤنگی" فریحہ نے فوراً گلاس پیچھے کر لیا آخر اس نے طہٰ کے لیے بنایا تھا اور وہی دے کر آئے گی

"افو فرو تمھیں امی جان بلا رہی ہیں" میثال نے سر پر ہاتھ مار کر کہا

"اچھا ٹھیک ہے لیکن طہٰ کو بتا دینا میں نے بنایا ہے" فریحہ نے مرے دل سے دے کر تاکید کی

"ہاں ہاں بتا دو نگی تم جاؤ جلدی بلا رہی ہے" میثال گلاس تھام کر پلٹ کر جانے لگی

"یاد سے" فریحہ نے ایک بار پھر آواز لگائی "ہاں ہاں پتا ہے" میثال کہتی چلی گئ

"یعنی تم بہانے ڈھونڈتی تھی طہٰ سے ملنے کے لیے" اسے احساس ہوا

"میثال مجھے یقین نہیں آ رہا کہ میری بہن میری پسند کی سب سے بڑی ولن ہو گی" فریحہ نے حیرانگی سے نفی میں سر ہلایا

"کاش مجھے پہلے پتا ہوتا سب تو میں ہونے ہی نہیں دیتی" اسے طہٰ کے الفاظ کانوں میں گونج رہے تھے

"میثال میں تم سے نفرت کرتی ہوں نفرت" وہ زور سے چیخی

★★===========★★

"داداجان پلیز پلیز" سعد اور زین نے ایک بار پھر منت کی مگر علی حیدر نفی میں سر ہلانے لگے۔ حسیب نے کچھ سوچ کر ہبا اور ماہم کو اشارہ کیا تو وہ جلدی سے بولی

"داداجان آپ ہمارے بھی تو داداجان ہوئے ہماری بات نہیں مانیں گے؟" ہبا نے معصومیت سے کہا

"ارے نہیں بیٹا۔۔۔" علی حیدر نے کچھ کہنا چاہا

"نہیں مانیں گے؟" ہبا کا منہ کھل گیا

"بھئی داداجان پلیز اتنا مزہ آئے گا ہم سب کھیلنگے کتنی تفریح آئے گی" ماہم نے جوش سے کہا تو سب نے ایک ساتھ پلیز کہا

"آپ کی بہویں بھی کھیلنگی ہمارے لیے نہیں تو اپنی نئی نویلی بہو کے لیے مان جائے" زین نے کہا تو حسیب نے بھی زور دیا۔ علی حیدر نے سمی سعد کو دیکھا جنہوں نے ہاتھ جوڑ لیے تھے ان دونوں کو دیکھ سب نے ہاتھ جوڑ لیے

"ڈرامے بازوں" سایمہ نے ہنس کر کہا اور پاس بھیٹ گئ

"ٹھیک ہے بچوں جاؤ اجازت ہے" علی حیدر نے اپنی سفید داڑھی پر ہاتھ پھیر کر کہا تو سب کا شور بلند ہوا سعد تو ان سے خوشی سے جھپٹ گیا

"بچوں کے ساتھ بچے بن جاتے ہے تم لوگ" سایمہ نے ہنس کر نفی میں سر ہلایا

"لیکن میچ کب رکھیں گے؟" ہبا نے پوچھا

"آج" سمی نے جوش سے کہا تو سعد نے بھی ساتھ دیا

"تم بچیں تو چپ ہی ہو جاؤ ابھی سب کو منانا باقی ہے" ماہم نے کہا

"دادا جان ہیں نا" زین شریر مسکراہٹ کے ساتھ علی حیدر کو دیکھا تو وہ اس کو الٹا گھورنے لگے

"ایک کام کرتے پیر کا رکھ لیتے ہیں تب تک سب مان بھی جائے گے" ہبا نے حل نکالا تو سب ہاں یہ سہی ہے کہا

"اور تیاریاں بھی ہو جائے گی" حسیب نے بھی کہا

"کیسی تیاریاں؟" ماہم نے پوچھا

"ارے بھئی میچ کے ایونٹ کی اور کپڑے وغیرہ "

"اوہ ہاں" ماہم نے سر ہلایا

"کتنا مزہ آئے گا" سعد جوش سے بولا تو سب ہنسنے اور علی حیدر کو مکھن لگاتے شکریہ ادا کرنے لگے

★★============★★

"وہ کون تھی اور مجھ سے کیوں ملنا چاہ رہی ہے؟" وہ کافی دیر سے کال پر ہونے والی باتوں کے بارے میں سوچے جا رہی تھی مگر اس کے دماغ مزید خراب ہوئے جا رہا تھا۔۔۔ کیا اسے جانا چاہیے؟ اس نے سوچا۔۔۔ مگر۔۔۔ ایک بات تو نوٹس ہی نہیں کی۔۔۔ وہ راہداری عبور کرنے لگی اس نے حمدان کا پوچھا یعنی وہ حمدان کو بھی جانتی ہے۔۔۔ انہی سوچوں میں غرق وہ سامنے سے آتی لڑکی سے ٹکرائی اور ٹکر کے باعث اس لڑکی کے ہاتھ میں جو کپڑے تھے وہ نیچے گر گئے

"آیم سوری" علما نے بنا اس لڑکی کو دیکھے گھٹنوں کے بل بھٹ کر کپڑے سمیٹنے لگی

"اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے" ایمان نے لال دوپٹا اسے چھینتے کہا تو وہ چونکی

"لگتا آنکھیں بند کیے چل رہی تھی" وہ کپڑے سمیٹتے کھڑی ہوئی اور ساتھ ہی غصہ سے بڑبڑائی علما نے بڑبڑاہٹ سن لی تھی

"اگر میں آنکھیں بند کیے چل رہی تھی تو آپ کونسی اپنی دونوں آنکھیں استعمال کر رہی تھی" وہ سینے پر ہاتھ باندھتی غصہ سے بولی

"فریحہ آپی بلکل ٹھیک کہتی ہے جس طرح آپ نے میرے بھائی کو پھنسایا اسی طرح آدھے سے زیادہ گھر والوں کو پھسالیا مگر ایک بار یاد رکھیے گا میں آپ کے جال میں نہیں آنے والی" ایمان انگلی اٹھاتے وارنگ دیتی بولی تو علما کے ماتھے پر بل پڑ گئے

"میں تمھے پہلے بھی کہہ چکی ہوں میں نے نا تو تمھارے بھائی کو پھنسایا اور نا ہی کسی اور کو تو لہزہ اپنی زبان بند رکھا کرو" علما غصہ سے بولی

"میں اپنی زبان بند رکھوں؟" ایمان نے حیرت سے اپنی جانب انگلی کی

"جی" علما بول کر سایڈ سے جانے لگی جب وہ بولی

"اور خود کی زبان کا کیا آپ میں تمیز ہے جو مجھے کہہ رہی ہے بڑوں سے سلام کرنے کی....." ایمان بول ہی رہی تھی جب غصہ سے علما نے ٹوکا

"ایمان خاموش ہو جاؤ میں تمھارا لحاظ کر رہی ہوں" علما نے ضبط سے کہا۔۔ اتنی بے عزتی

"تو کس نے کہا ہے لحاظ کریں اور آپ کرے گی لحاظ میرا آپ جیسی لڑکیاں ہوتی ہے جو اپنے گھر والوں سے چھپ کر غیر مردوں کو پھنسا کر نکاح کر لیتی ہے جس طرح میرے بھائی کو امیر دیکھ۔۔۔۔۔۔۔"

"تاڑاخ" تھپڑ رسید ہوتے ہی ایمان کی زبان گنگ رہ گئی جبکہ علما اپنی جگہ سے اچھل پڑی اور حیرت سے ایمان کو دیکھا جو ایک ہاتھ گال پر رکھی آنسو بہانا شروع ہو گئی تھی

"بھائی۔۔۔" ایمان نے حیرت سے حمدان کو دیکھا جس نے غصہ سے اسے تھپڑ مارا تھا۔۔۔ ایمان کے ساتھ ساتھ علما بھی حیرت سے حمدان کا غصہ سے لال ہوتا چہرہ دیکھ رہی تھی

"ایمان تم بد تمیزی کی حدیں پار کر رہی تھیں" حمدان زور سے بولا علما نے جلدی سے اپنے آنسو پوچھے جو ایمان کی بات سے آئے تھے

"آ۔۔ آپ نے م۔۔ مجھے ان کی وجہ۔۔۔ س۔۔ سے مارا" ایمان نے حیرت سے اٹکتے پوچھا اور ساتھ ہی علما پر نفرت بھری نگاہ ڈالی

"بھابھی ہے یہ تمھاری" حمدان نے علما کی جانب اشارہ کیا

"آ۔۔ آپ نے میرے بھائی کو بھی مجھ سے چھین لیا" ایمان نے علما کو کہتے ایک جانب کپڑے پھینکے اور روتے ہوئے اپنے کمرے میں بھاگی جبکہ علما کے منہ سے بس حیرانگی سے حمدان کا نام نکلا تھا وہ بھی وہ ان سنا کر کے علما کے سایڈ سے نکل گیا تھا جبکہ علما کی ہمت نہیں ہوئی اسے روک کر اسے ڈانٹنے کی کہ اس نے ایمان پر ہاتھ کیوں اٹھایا وہ وہی مجسمہ بنی کھڑی رہی تھی

★★==========★★

"دل کے ٹانکے کھلے آج

زخم آج بھی خستہ حال ہے صاحب"

لال رنگ کی پوری فر آستینوں والی پرنٹٹ کرتی پر لال ہی اونچا پجاما پہنی ساتھ سفید نیٹ کا دوپٹا گلے میں ڈالی کمرے پر آتے سیاہ بال کھلے چھوڑ کر اس نے سادہ چہرہ سے سیاہ سن گلاسز ہٹا کر ایک ستائشی نظر اونچی عمارت پر ڈالی تھی جو آسمان کی بلندیوں کو چھو رہی تھی گلاس وال کی کھڑکیاں قطار با قطار نیچے سے اپر کی جانب جا رہی تھی۔ وہ اندر داخل ہونے کے لیے آگے بڑھی تو خود با خود شیشے کے دروازے کھلے اور ساتھ ہی اس کے وجود کی مشین سے چیننگ ہوئی ساتھ ہلکی سی ٹون کی آواز اس کے کانوں میں آئی جس میں وہ بڑے بڑے لال جھمکے پہنی ہوئی تھی۔ اس نے اندر داخل ہو کر ارد گرد نظریں دوڑائی وہ وسیع کولی ڈور میں کھڑی تھی آس پاس سب اپنی مصروفیت میں گم لوگ ہوٹل میں چہل قدمی کرتے نظر آرہے تھے کوئی آرہا تھا تو کوئی جا رہا تھا حسبِ معمل رش تھا۔ اس کی جیسی نظر سامنے ریسپشن پر پڑی تو وہ اپنی سفید ہیل کی آواز پیدا کرتی خوبصورت سے ریسپشن کے پاس آئی جہاں کوئی انگریز لڑکی بر جمان تھی اس نے کچھ انگریزی میں بات کی تو ریسپشن نے مسکرا کر انتظار کرنے کا کہا اور کسی کو کال ملانے لگی وہ جب تک ارد گرد دیکھنے لگی وہ ہوٹل باہر سے جتنا خوبصورت تھا اسے کہی زیادہ اندر سے تھا اس نے ایک نگاہ ہاتھ میں پکڑے اپنے موبایل پر کھلے میسیج پر ڈالی جہاں اس لڑکی کا پتا اور کیا ریسپشن پر پوچھنا تھا سب تفصیل سے لکھا تھا۔ وہ ایک بار پھر سوچ میں پڑ گئی وہ ہمت کر کے کسی کو نا بتا کر آتو گئی تھی مگر اندر سے خود ڈر بھی رہی تھی وہ سرخ لپسٹک سے لدے عنابی ہونٹوں کو کاٹتی پریشانی سے اس کال کے بارے میں ایک بار پھر سوچنے ہی لگی تھی جب ریسیپشنسٹ نے اسے پکارا اور اسے دائی طرف جانے کا مسکرا کر اشارہ کیا تو وہ شکریہ کرتی دائی طرف چلی آئی اور وہاں قطار سے لگی کرسیوں پر بھیٹ کر انتظار کرنے لگی جبھی تقریباً پانچ منٹ بعد کوئی پینٹ کوٹ میں آدمی چلتا اس کے عین سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور بغیر کسی تاثرات کے اس کو اپنے پیچھے آنے کا بولا یہ سب کیا تھا کیا ہو رہا تھا اسے کچھ سمجھ نہیں تھی وہ تو بس چپ چاپ اٹھ کر اس آدمی کے ہمرہ چلنے لگی جو اس کو لفٹ تک لے آیا تھا وہ اس کے ساتھ لفٹ میں داخل ہو گئی اس آدمی نے سب سے اونچے فلور کا بٹن دبایا اور ہاتھ باندھے اس کی طرف پشت کیے کھڑا ہو گیا اس نے تھوگ نگلتے اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑے موبایل پر نظر ڈالی جدھر اس نے آنے سے پہلے ہی لوکینشن کھولی ہوئی تھی مگر اسے اب اپنے آنے کے فیصلے پر پچھتاوا ہو رہا تھا وہ خود کو اندر ہی اندر بے وقوف ٹھہرانے لگی تھی۔ کسی انجان نے اسے کال کر کے بلایا اور وہ ملنے پہنچ بھی گئی اور اب بے وقوفوں کی طرح پتا نہیں کس کے پیچھے اور کدھر جا رہی ہے بس حمدان کے زکر پر اسے تجسس ہونے لگا اور اپنے تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کے مرے مرے شہر کے کونے میں سب سے بڑے ہوٹل آگئی خود کی بے کم عقلی پر رونا وہ شروع کرنے والی تھی کہ لفٹ رک گئی وہ چونکی یعنی وہ اور وہ آدمی اپنے مطالع فلور پر پہنچ چکے تھے سب سے آخری فلور پر لفٹ کا دروازہ خود با خود کھلا اور وہ آدمی باہر نکلا ساتھ مرے قدموں سے وہ بھی دل کی دھڑکنوں نے سوکی رفتار پکڑلی تھی آدمی نے نکل کر اس کو پیچھے آنے کا اشارہ کیا تو وہ ایک بار پھر اس کے ہمرہ چلنے لگی اور وہ آدمی ایک وسیع دروازے کے سامنے آکر رک گیا ساتھ وہ بھی رک گئی۔ اس آدمی نے اسے اندر جانے کا اشارہ کیا

اور خود سر جھکائے سایڈ پر کھڑا ہو گیا علما نے حیرت سے اسے دیکھا اور پھر وسیع دروازے کو اس کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی اندر جانے کی کون ہو گا اندر؟ کس نے بلایا ہو گا؟ کیوں بلایا ہو گا؟ ایک بار پھر سوالوں کے ڈھیر میں وہ دھس گئ تھی جبکہ کتنی دیر سے اس کا ایک ایک عمل اس کمرے میں بھیٹی اسے خود کے پاس بلانے والی لڑکی سی سی ٹی وی کیمرے کی آنکھ سے اپنے ٹیبلیٹ میں دیکھ رہی تھی اور ابھی اس کو باہر منتشر کھڑے

★★==========★★

اس نے کوئی پانچوی بار اونچی دیوار پر لگی وسیع کھڑی پر نگاہ ڈالی تھی اور اس بار رات کے پورے بارہ بج گ ئے تھے اور ساتھ ہی اس نے کب سے لکھے میسیج پر سینڈ کا بٹن دبا کر مخصوص شخص کو بھیج دیا تھا وہ آخرکار سکون سے بھیٹی اور ایک بار پھر موبایل پر نظر ڈال کر لمبا چوڑا میسیج پڑھنے لگی اور ساتھ مسکرانے بھی اگر جلد ہی یہ مسکراہٹ اداس مسکراہٹ میں تبدیل ہو گی تھی اس نے آنکھیں موند کے سر صوفے کر پیچھے گرایا کچھ یادگار لمحوں نے آنکھوں کے سامنے قدم رکھا

"ہیپی برتھ ڈے ٹو یو ہیپی برتھڈے ڈیر ہبا ہیپی برتھڈے ٹو یو" سمرہ کی چہکتی ہوئی آواز افسردہ بھیٹی سمرہ کو سنائی دی وہ ہر بار ہر کسی کی سالگرہ پر یہی گانا گاتی تھی اور وہ واحد ہوتی تھی جو گا رہی ہوتی ورنہ کوئی اس کا ساتھ نہیں دیتا تھا وہ ہنسی

"سرپرایز" علما کی آواز بھی کانوں میں آئی پچھلے سال ہبا کی سالگرہ پر وہ لوگ رات کے ٹھیک بارہ بجے سارے دوستوں کے گینگ لے کر ہبا کے گھر پر دھاوا بھولے تھے وہ پھر ہنسی

"یار پارٹی تو بنتی ہے" علما کا ہر کسی کی سالگرہ پر ایک ہی ڈایلوگ ہوتا تھا اور صرف ڈایلوگ ہی نہیں بلکہ وہ ساتھ کیک کا بڑا سا پیس لے کر برتھڈے گرل یا بوائے کے پاس جاتی اور اس کے منہ کا حشر برا کر دیتی پچھلی بار تو ہبا کے منہ پر کیک نہیں لگا تھا بلکہ کیک پر ہبا کا منہ لگا تھا۔۔۔ بیچاری آج تک افسوس کرتی اپنے دو گھنٹے گزارنے کے بعد مہنگا میک اپ لگانے کا جس کا ستیاناس ہو گیا تھا وہ بھی تصویروں سے پہلے ہائے بیچاری اب تک علما کو کوستی ہے جو دانت واضح کر کے اس کو سرے سے نظرانداز کر دیتی ہے اور سمرہ کئی دیر تک ہنستی رہتی ہے وہ پھر ہنسی مگر اب کی بار ہنسی میں ڈھیروں اداسیاں تھی اب کی بار وہ نہیں تھی ان کے ساتھ۔۔۔ وہ نہیں تھی اپنا مخصوص گانا گا کر سب کو پریشان کرنے والی آج وہی تھا سب کچھ وہی سالگرہ کا دن وہی لوگ بس وہی نہیں تھی اب وہ شاید ہر سال یادوں کو گلے لگانے والی تھی سمرہ کو شدت سے سب یاد آیا اور وہ آنسو پی کر رہ گئی جبکہ دوسری طرف ہبا نے میسیج پڑھ کر جس میں ڈھیر ساری دعایں اور سالگرہ کی مبارک باد تھی ساتھ ہی سمرہ اور ہبا کی پیاری سی پچھلے سال کی تصویر جس میں وہ دونوں کھڑی کیک کی جانب چاکو کیے ہوئے تھے سمرہ شاید قہقہ لگا رہی تھی اور ہبا کا چہرہ آدھا کیک سے لدا تھا مگر پھر بھی وہ سمرہ کے ساتھ پوز بنائی ہوئی تھی اور نیچے کیپشن میں سال اور "کیک مرڈر" لکھا تھا آنسو روکنے کی کوشش ناکی بلکہ بہہ دینے دیے اور سمرہ کو بھی اسی شدت سے یاد کیا جتنی شدت سے دوسری طرف بھیٹی وہ ہبا کو کر رہی تھی

★★==========★★

"واقعی میں؟"ہمنہ نے مسکرا کر پوچھا تو ماہم اور حریم نے سر اثبات میں ہلایا

"تو چلیں وش کرتے ہیں"ہمنہ اٹھ کر جانے لگی تب ماہم نے ہاتھ پکڑ کر اس کو روکا"اہو ہمنہ باجی آپ بہت بھولی ہیں"

"کیوں؟"ہمنہ نے معصومیت سے پوچھا

"ہم سپرائیس دینے کا سوچ رہے ہیں"ماہم نے حریم کو دیکھ کر کہا تو اس نے ہنس کر سر ہلایا جبکہ ہمنہ نے سمجھ کر خوشی سے ان دونوں کو دیکھا

"ہاں اور ہم بھی شامل ہیں"حزیرہ حزیفہ ییشال اور اریشہ نے اندر داخل ہوئے اور حزیرہ نے اونچی آواز میں اعلان کیا تو سب مسکرائے

"صبحان بھیا کہاں ہے؟"ماہم نے پوچھا

"وہ۔۔۔"اریشہ کچھ کہتی صبحان آگیا

"صبحان بھیا سب ہوا؟"اریشہ نے پوچھا

"بلکل سب تیاری ہو گئ"صبحان نے جوش سے کہا تو سب خوش ہوئے

"واہ صبحان بھیا ویری گڈ اور حزیفہ بھیا آپ کو یاد ہیں نا"ماہم نے انگلی اٹھا کر اکڑ کر پوچھا تو حزیفہ جلدی سے بولا

"ہاں ہاں یاد آیا تم سب کو نایٹ آوٹ پر لے جانا ہے"سب ہنس دیے جبکہ ہمنہ نے گھبرا کر حریم کی طرف دیکھا تو اس نے نفی میں سر ہلایا

"میں گھر پر ہوں یہ لوگ ہی جائے گے ہبا کو لے کر"

"میں بھی آپ کے ساتھ گھر پر رہو نگی"ہمنہ فوراً بولی

"کیوں بھئ؟"ییشال نے پوچھا

"ن۔نہیں میں نہیں جاؤ نگی"ماہم نے سر پر ہاتھ مارا"بہت ہی بورنگ ہیں آپ ابھی آپی ارے آپی کہاں ہے؟"ماہم کو علما کا یاد آیا

"ہاں میں نے کال کی تھی مگر اٹینڈ ہی نہیں کر رہی"حزیرہ نے بتایا

"اتنی رات کو کہاں ہے؟"حریم پریشان ہو گی

"اہو ٹینشن کی بات نہیں تائ جان نے بتایا ان کی حمدان بھیا سے بات ہوئ وہ ان کے ساتھ ہیں"کمرے میں داخل ہوتی شفا نے بتایا تو سب اہو کرنے لگے

"چلو چلیں سپرایز دینے؟"صبحان نے پوچھا تو سب نے مسکرا کر سر ہلایا اور باہر بھاگے

★★==========★★

"باجی کیا ہوا؟"سمی جو کافی دیر سے بھیتے آج نمرہ کو میچ کے بارے میں جوش سے بتائے جا رہا تھا کہ کتنا مزا آیا اس کو کتنی تفریح کی اس نے اور نمرہ مسکراتے ہوئے اس کو دیکھ رہی تھی کہ اچانک بری طرح کھانسے نے لگی سمی کے پریشان ہونے پر اس نے نفی میں سر ہلایا

"باجی میں کب سے دیکھ رہا ہوں تیری کھانسی بہت بڑھ رہی ہے تو کوئی دوا کیوں نہیں لے لیتی" سمی نے پریشانی سے کہا

"کچھ نہیں ہوا بس موسم کی تبدیلی کا اثر ہے"نمرہ نے لاپرواہی سے کہا

"لیکن باجی پھر بھی "

" سمی میں نے کہا نا کچھ نہیں ہوا خیر تو یہ بتا تو نے اتنا اچھا اریشہ باجی کا کیچ کیسے پکڑا؟"نمرہ نے بات تبدیل کرتے ہوئے مسکراتے پوچھا تو وہ پھر سے جوش میں آ گیا

"باجی ایک بات پوچھوں؟"تھوڑی دیر بعد وہ اچانک دھیرے سے بولا تو نمرہ نے نا سمجھی سے دیکھا

" کہو میری جان"اس نے مسکرا کر پوچھا

"باجی ہم یہاں سے واپس وہاں تو نہیں جائے گے نا؟"وہ کسی خوف کے تحت بولا نمرہ چونکی

"کہاں؟"وہ جانتی تھی پھر بھی پوچھا

"وہی جہاں تیرے ساتھ اتنا ظلم ہوتا تھا مجھے بلکل اچھا نہیں لگتا تھا باجی اور تو کتنی بار بھوکی سو جاتی تھی مجھے ایک روٹی دینے کے لیے" سمی آنکھوں میں نمی لیا بولا تو نمرہ نے امڈتے آنسوں کو قابو پایا وہ اتنی چھوٹی سی عمر میں کتنا بڑا ہو گیا تھا

"نہیں سمی ایسی کوئی بات نہیں ہے"اس نے اس کو خود سے لگا کر پیار سے کہا

"نہیں پہلے تو مجھے بتا ہم یہاں سے کہی نہیں جائے گے یہاں سب کتنے اچھے کتنے اپنے ہیں اور سعد سعد تو میرا بھائی ہے تجھے پتا ہے عباد بھیا مجھے سعد کے ساتھ اسکول میں کروانے کی بات کر رہے تھے" سمی نے جوش سے بتایا تو نمرہ دھیمے سے مسکرا دی

"یہاں سب بہت بہت بہت اچھے ہیں"نمرہ نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا" بلکل اس میں کوئی شک نہیں"وہ سوچتی ہوئی بولی

"پھر ہم نہیں جائے گے نا یہاں سے؟"سمی ابھی بھی وہی اٹکا تھا نمرہ نے نفی میں سر ہلایا تو وہ خوش ہو گیا اور نمرہ اس کی خوشی میں خوش

★★==========★★

"ایک منٹ یہ سب کیسی تیاری؟" حسیب نے اریشہ اور حزیرہ کو دیکھ کر پوچھا اریشہ کیک پر موم بتیاں لگانے میں مصروف تھی تو حزیرہ سنو سپرے ہلانے میں حسیب باورچی خانے تک آتے آتے سب کو مصروف دیکھ کر آیا تھا

"اپر کمرے میں جانے کی تیاری" حزیرہ نے مسکرا کر بتایا

"ہیں؟" حسیب نے سر کھجایا

"افو حسیب بھائی ہبا باجی کی بر تھڈے ہے بس انہی کو چھوٹا سا سپرایز دے کر وش کر رہے ہیں" اریشہ نے بتایا تو حسیب چونکہ

"ہبا کی برڈ تھدے"

"ہاں اور کیک کٹنگ کے بعد ہمیں حزیفہ کی طرف سے گرم گرم سوپ کی ٹریٹ ہیں ہم باہر جائے گے سب" حزیرہ نے جوش سے بتایا

"کون کون جا رہا ہے" حسیب سوچتے ہوئے بولا "بس میں حزیرہ آپی میثال صبحان بھیا او ہبا باجی باقی سب گھر میں" اریشہ نے مصروف سے انداز سے بتایا

"کب تک آؤ گے؟" وہ کچھ سوچتے ہوئے تفصیلی پوچھنے لگا "افو آجائے گے تھوڑی دیر تک" حزیرہ کو چڑ ہوئی

"ہوں اوکے" حسیب کے چہرے پر مسکراہٹ آئی

★★==========★★

"آپ یہاں ہے" ہمنہ آحد کو ٹیرس کی ریلنگ سے ٹیک لگائے کھڑا دیکھ اسی کے جانب آ گئی

"ہم ٹھنڈی ہوایں لینے کا دل چاہ رہا تھا" آحد ہنستے ہوئے بولا "جو بات ہے سردی بڑھتی جا رہی ہے" ہمنہ نے ارد گرد دیکھتے کہا

"آ۔۔ آحد" ہمنہ نے ہچکچاتے آحد کو پکارا جواباً اس نے اس کی طرف دیکھا "ہم گھر کب جائے گے؟" ہمنہ نے پوچھا بعد میں اپنے الفاظوں پر غور کرتی جلدی سے بولی

"میرا مطلب آپ کے گھر" اس نے نظریں چرائی آحد مسکرایا "بس کل نکل جائے گے" آحد نے سادگی سے جواب دیا تو وہ مسکرائی

"ہمنہ کیا آپ مجھ پر بھروسہ کرتی ہیں؟" آحد کسی گہری سوچ میں تھا ہمنہ نے چونک کر اثبات میں سر ہلایا

"اگر آپ پر بھروسہ نہ ہوتا تو آج میں آپ کے ساتھ نہیں ہوتی" ہمنہ نے دھیرے سے مسکرا کر کہا

"ہمنہ اصل بات کیا ہے؟" آحد نے آخر کار وہ سوال پوچھ ہی لیا جس سوال سے ہمنہ کب سے بچنے کی کوشش کر رہی تھی مگر نہ تو سوال پر اس کی دھڑکنوں نے ریل گاڑی کی رفتار پکڑی اور نا ہی وہ بری طرح چونکی بلکہ اس کے برابر میں آ کر ریلینگ کو پکڑ کر چہرہ آسمان کیا جانب کیا اور بولتی چلی گئی جبکہ آحد اس کو توجہ سے سننے لگا

"آحد میری زندگی بچپن سے حسین نہیں تھی اور شاید مکمل بھی نہیں تھی مکمل ہوتی بھی کیسے جس زندگی میں پیار محبت اپنوں کا ساتھ مان نا ہو اس زندگی سے تو جہنم اچھی ہے" وہ غصہ سے بولی اور ساتھ ہی آنسو آنکھ سے نکلا۔۔۔ آحد کے ماتھے پر بل پڑے

"ایسے نہیں کہتے" وہ بے ساختہ بولا اسے ہمنہ کا انداز لہجہ اور سب سے بڑھ کر بات اچھی نہیں لگی تھی

"آپ نہیں جانتے نا اسیلیے کہہ رہے ہیں" وہ آحد کے طرف چہرہ موڑ کر بولی

"میں کیا نہیں جانتا؟" آحد نے سر کو جنبش دیتے پوچھا

"میری زندگی" وہ بھویں اچکا کر بولی

"مجھے جاننا ہے" آحد نے آج ٹھان لیا تھا

"تو پھر سنیے" اس نے ٹھنڈی سانس بھری اور پھر دوبارہ آسمان کی طرف دیکھ کر ماضی کے صفح پلٹنے لگی اور زندگی میں پیچھے جانے لگی آحد پوری دلچسپی اور توجہ کے ساتھ اسے سننے کے لیے تیار تھا

"میں چھ سال کی تھی جب مجھے میرے پاپا چھوڑ کر اس دنیا سے چل بسے مجھے میرے پاپا کی موجودگی میں اپنے سے خوشگوار زندگی کسی کی نہیں لگتی تھی امی کا رویہ بھی ٹھیک تھا مگر وہ زیادہ تر اپنے بیٹے کی طرف متوجہ رہتی تھی جو کہ مجھ سے چار سال بڑا ہے مگر مجھے ماں کے پیار کی کمی محسوس ہی نہیں ہوئی کیوں نکہ شاید پاپا نے مجھے پیار دینے میں کمی ہی نہیں کی میں اپنے پاپا سے سب سے زیادہ قریب تھی میرا ہنسا کھیلنا رونا سب ان سے جڑا تھا وہی میری فیملی تھے اسد مجھ سے بچپن سے رعب رکھتا تھا میں اس کے ساتھ کھیلنے یا باتیں کرنے کی کوشش کرتی تو وہ مجھے مارتا اور جب میں روتی تو الٹا امی اس کی حمایت کر کے مجھے ڈانٹی تھی میں بہت روتی تھی اور جب پاپا کو پتا چلتا تو وہ امی سے جھگڑتے میری وجہ سے گھر میں جھگڑے ہو مجھے اچھا نہیں لگتا تھا اسیلیے میں نے خود کو اپنے پاپا تک محدود رکھ لیا مگر پھر ایک دن مجھے خبر ملی کہ پاپا چل بسے میں بہت روئی اتنا روئی کہ میری طبیعت بگڑ گئی اور پورے دس دن تک میں ہسپتال میں رہی تھی پھر آہستہ آہستہ میں نے خود کو خود تک محدود رکھ لیا پاپا کے جانے کے بعد امی کا رویہ اور بگڑ گیا انہیں صرف اپنا بیٹا نظر آتا بس" وہ رکی سانس فضا کے سپرد کی پھر آحد کی طرف دیکھتی بولی جو سن اسے سن رہا تھا

"میں بہت روتی تھی جانے کتنی کتنی دیر تک فجر کی آزانوں تک روتی رہتی تھی روز مجھے کوئی نہ کوئی بات تکلیف پہنچا دیتی تھی جہاں اسد کی سالگرہ اتنی زور و شور سے امی مناتی وہی مجھے کوئی وش کرنے والا نہیں ہوتا میں بہت حساس ہو گئی تھی دن با دن میری طبیعت بگڑتی جاتی پھر ایک دن میری دوست نے مجھے سمجھایا تھا کہ مجھے کسی کی بھی فکر نہیں کرنی چاہیں مجھے صرف خود پر توجہ دینی چاہیں اس کے بعد سے میں نے ٹیچینگ سٹارٹ کی اور خود کو سٹیبل کیا ایسا نہیں تھا کہ مجھے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا" وہ ٹھری آحد بے تاب ہوا وہ خاموش تھی وہ آگے کیوں نہیں بول رہی

اس کی تر آنکھوں سے آنسوں کی ندی بہی اور اس نے سر جھکالیا آحد کے دل کو کچھ ہوا

" آحد بہت تکلیف ہوتی ہے آپنوں کا کاٹ دار لہجہ اور دل کو ٹکرے ٹکرے کرنے والے سخت الفاظ آپ کو اندر ہی اندر ختم کر دیتے ہیں آحد میں محبت کو ترسی ہوئی لڑکی ہوں میرا بھی د۔۔دل چاہتا ہے کوئی مجھے سمجھے کوئی مجھے سننے کوئی مجھے گلے لگا کر صرف اتنا کہہ دے میں تمھارے ساتھ ہوں "اس کا لہجہ اس کا انداز اس کے الفاظ اس کے آنسو آحد کے دل کو چیر رہے تھے وہ کتنی تکلیف میں مبتلا تھی

" کبھی کبھار انسان کو صرف دو بول پیار کی ضرورت ہوتی ہے ہم جتنے بھی خود مختار ہوں خوش ہو دن کے آخری میں ہمیں کوئی چاہیں ہوتا ہے جو آئے پوچھے ہم سے ہمارا دن کیسا رہا ارے صرف کوئی یہی کہہ دے کہ فکر کس بات کی میں ہوں نا بس اور کچھ نہیں چاہیں ہوتا آحد الفاظوں کی بہت اہمیت ہوتی ہے خاص کر ان الفاظوں کی جو محبت سے کسی کے لیے استعمال ہوں "وہ اپنی بات ختم کر کے رونے لگی اور آحد نے پہلی بار کسی ایسے انسان کو دیکھا جو محبت کو ترسا ہوا ہے

"میں نے لوگوں کو لوگوں کی بھیڑ میں بھی لوگوں کے لیے ترستے دیکھا ہے"

ریستوان کے باہر کالے بوڑٹ پر لکھی سفید سے چاک سے یہ تحریر اس نے ایک سال پہلے پڑھی تھی برابر میں کھڑی علما نے اس کی تصویر اتاری بھی تھی مگر وہ اس تحریر میں اٹک کر رہ گیا تھا اس نے ایک نظر موبایل میں مصروف علما کو دیکھا وہ مسکرایا اس کے پاس تو بہنیں تھی ماں تھی پیار تھا محبت تھی سب تھے اپنے تھے مگر واقعی کچھ لوگوں کے پاس اپنے نہیں ہوتے محبت نہیں ہوتی وہ کتنا خوشنصیب تھا

دنیا میں رہنے والا وہ ہر شخص خوش نصیب ہے جس کے پاس وہ انمول رشتے ہیں جن کے لیے کروڑوں لوگ ترستے ہیں اسیلیے قدر کرو ہر اس رشتے کی جو تمھارے پاس موجود ہے کتنے تو ایسے ہے جن کے پاس دنیا بھر کی آسائش ہے مگر خوشیاں نہیں محبت نہیں اور کوئی اپنا نہیں

ہمنہ نے پھر ساری کہانی بتائی کیسے وہ بھاگی کیسے اس کی ماں اس کا رشتہ اس خراب لڑکے سے کرنے پر تلی تھی کیسے وہ آزاد ہوئی اس قید سے کیسے۔۔۔سب اور پھر ہمنہ کے آنسو سوکھ گۓ اور وہ آحد کے ردِ عمل کا سر جھکا کر انتظار کرنے لگی جو نچلا ہونٹ کاٹنے دکھ سے اس کے چہرے کا جایزہ لے رہا تھا

"مجھے کبھی پتا ہی نہیں چلا اتنی پیار مسکراہٹ والی لڑکی اتنی تکلیف میں ہے "آحد کی بات پر اس نے سر اٹھایا اور مسکرائی

"حالات آپ کو بناوٹی مسکراہٹوں کا ہنر سکھا دیتے ہیں "وہ ابھی بھی مسکرا رہی تھی جبکہ آحد کو لگا وہ اس چہرے نظر ہٹا نہیں پائے گا وہ مجسمہ بنے اسے دیکھ رہا تھا جو زخمی مسکراہٹ نلام کر رہی تھی

★★==========★★

"ہیپی برتھڈے" سب ایک آواز میں چلائے اور ہاتھ میں موبایل پکڑے سن بھیٹی ہبا بری طرح چونکی اس نے اتنی دیر سن کھڑے اپنے دل پر ہاتھ رکھا رہا جب تک ان سب کا اس پر سنو پھینکنا اور چلانا وغیرہ ختم نہیں ہو گیا حزیفہ نے ساتھ کیمرہ کھولا ہوا تھا اور ان کی ویڈیو بن رہی تھی جب چلانا وغیرہ ختم ہوا تو ہبا کے م "مجھے ڈرا دیا" والے شکوے شروع ہوئے پھر سر جھٹک کر سب کا شکریہ ادا کیا اور ساتھ ہی کیک وغیرہ کاٹا حزیفہ سب کو باہر گاڑی میں آنے کا کہہ کر ناک آوٹ ہو گیا جبکہ وہ سب اپنی حالت درست کرنے لگی ہبا نے جانے کیوں دروازے کی جانب دیکھا تھا حسیب نہیں تھا ہبا کی ہمت نہیں ہوئی کسی سے پوچھنے کی اف ہبا کو اس کا وش نا کرنے کا افسوس کیوں ہو رہا ہے وہ سر جھٹک گئی

وہ لوگ باہر نکل گئے تھے اور حزیفہ کی طرف سے ٹریٹ اچھی خاصی لی تھی باہر انہوں نے خوب مزے کیے مگر ہبا کی زبان پر علما کی شکایت تھی جس نے اسے وش تک نہیں کیا تھا "شادی کیا ہوئی بھول گئی" وہ رو دینے کو تھی جبکہ سب اس کو تسلیاں دینے لگے کہ شاید وہ بھول گئی ہو گی

"بات نہیں کرونگی اب اسے" اس نے منہ بسور لیا تھا

★★==========★★

آخر کار وہ دروازہ دھکیلتی اندر وسیع کمرے میں داخل ہوئی کمرہ اس کی سوچ سے بھی زیادہ وسیع تھا وہ کمرہ کم آفس شاید زیادہ تھا علما نے ارد گرد نظر دوڑائی براون اور پیلا رنگ ہوا تھا دیواروں پر اسی رنگ کے خوبصورت سادہ سے فرنیچر تھا ایک کونے میں براون لکڑی کی ٹیبل تھی جس پر کمپیوٹر فایل وغیرہ رکھی تھی اس نے کمرے کا اچھی طرح جایزہ لینے کا ارادہ ترک کیا اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی آگے بڑھی اور اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی کیوں نہ اس کے بائی طرف دیوار نہیں تھی بلکہ شیشہ لگا تھا اور باہر کا مناظر حد سے زیادہ خوصورت تھا

باہر نیلا کالا تھا اور سامنے دور دراز بلڈنگس نظر آرہی تھی نیچے جھک کر دیکھو تو سڑکیں تھیں جن پر ہزاروں گاڑیاں رواں تھا رات کے وقت پر باہر روشنیاں ہی روشنیاں تھی وہ سب سے اونچے فلور کے کمرے میں کھڑی تھی جس کے باعث نیچے دیکھتے ہی اس کو چکر محسوس ہوا نیچے گاڑیاں سڑک پر سب چیونٹی کی طرح نظر آرہے تھی اس نے ایک ستایشی نظر گلاس وال پر ڈالی اور پھر اس کے عنقریب رکھی چھوٹی سی شیشہ کی میز پر جہاں شراب کی بوتلیں رکھی تھی علما نے حیرانگی سے دیکھا۔ ساتھ ہی میز کے اس کے ارد گرد چھوٹے چھوٹے براون اور پیلے رنگ کے صوفے پڑے تھے پورا کمرہ خالی تھا اس نے ایک بار پھر ارد گرد نظر کھوج میں دوڑائی پورے کمرے میں ہر آسایش موجود تھی وہ بھی مہنگی سے مہنگی وہ سب چیزوں کا جایزہ ہی لے رہی تھی جب ہیل کی ٹک ٹک آواز آئی

اس نے چونک کر مڑ کر دیکھا کالے رنگ کی آدھی آستینوں والی شرٹ پر جس کو اوپر رنگ برنگی رنگ چھڑکے ہوئے تھے اس شرٹ کے اوپر نیلی جینس ٹکن کیے لڑکی چلتی ہوئی علا کی جانب آئی علا نے اس کا باریقی سے جایزہ لیا بال جو کئی طرح کے رنگ میں رنگے تھے ان کو بن کی صورت میں بنایا ہوا تھا اس لڑکی کا سنولا رنگ تھا ہونٹوں پر لال لپسٹک لگی تھی کانوں میں کڑئے جیسے بڑے بڑے بندے تھے وہ مسکرا رہی تھی اس نے اپنی مسکراہٹ کو برقرار رکھ کر علا کی جانب اپنا ہاتھ بڑھایا

"ہیلو مسز علا حمدان علی حیدر "اس کا لہجہ جتنا عجیب تھا اسے کہی زیادہ اس کی مسکراہٹ۔۔۔علا نے اس کے بڑھے ہاتھ کو دیکھا اس کی کلائی پر ڈریگن ٹیوٹو بنے تھے اور پھر اس کے چہرے کو جس پر اب بھی مسکراہٹ برقرار تھی

★★==========★★

"فروتم نے مس کر دیا یار اتنا مزا آیا کہ مت پوچھو "میثال اپنی دھن میں بولتی فریحہ کے کمرے میں آئی اور بیڈ پر سن بھیٹی فریحہ کو ہبا کے سپرایز کے بارے میں الف ی بتانے لگی جبکہ وہ غصہ سے میثال کا جایزہ لیتی رہی

"تمھیں پتا ہے زین نے سب کو پکڑ لیا باہر بیچارہ ایک ہی شکوہ کیے جا رہا ہے کہ اس کو پلین میں کیوں نہیں لیا یار ہم تو لے رہے تھے مگر ماہم نے منع کر دیا ہاہاہاہا "میثال نے مزید باہر ماہم اور زین میں ہوتی لڑائی بتانی چاہی مگر فریحہ ایک دم چیخی

"کیا مسلہ ہے تمھارے ساتھ میثال نہیں سننا مجھے تمھیں "اس کے بدتمیزی سے کہنے پر میثال ہقہ بقہ اسے دیکھنے لگی

"فریحہ "اس نے منہ کھولے فریحہ کو حیرت سے دیکھا

"کیا فریحہ فریحہ لگائے رکھا ہے کہا نا نہیں بات کرنی مجھے ہر وقت میرے سر پر سوار نا رہا کرو "میثال کو سمجھ نہیں آرہا تھا اچانک اسے کیا ہو گیا ہے اس نے کچھ کہنا چاہا

"مجھے بخش دو اور نکل جاؤ یہاں سے تم نے میری زندگی عذاب کی ہوئی ہے "وہ غصہ سے چیخی میثال کی آنکھوں میں آنسو بہنا شروع ہو گ ئے وہ جلدی سے کمرے سے نکل کر بھاگی ایسا نہیں تھا فریحہ نے پہلے کبھی اسے لڑائی نہیں کی تھی مگر اس نے آج تک اس طرح کے نا تو الفاظوں کا استعمال کیا تھا اور نا ہی لہجے کا اس کے کمرے سے نکلنے کے بعد میثال نے سکھ کا سانس لیا تھا میثال اسے زہر لگنے لگی تھی سخت زہر یہی تو تھی وہ لڑکی جس کی وجہ سے طہٰ نے اسے دھتکار دیا تھا

★★==========★★

"حسیب کہاں ہو؟" ہبا موبایل کی سکرین پر نظریں جمائے ٹیرس کے سب سے آخری حصے پر حسیب کی تلاش میں آئی اسے حسیب نے میسیج کر کے اسی جگہ بلایا تھا جب وہ لوگ گھر واپس لوٹے تھے اسی وقت میسیج آگیا تھا حسیب کہی بھی نہیں تھا ٹیرس پر نیم اندھیرا تھا ہبا سر جھٹک کر جانے لگی وہ پلٹی تھی کہ سامنے حسیب کو دانت نکالے کھڑا پایا وہ یک دم ڈر گئ

"ہائے" وہ دل پر ہاتھ رکھتی دہائی دینے لگی

"سپرایز" حسیب چلایا

"افو بیڑا غرق ہو تمھارا ابھی مجھے کچھ ہو جاتا" اس کی اتنی جلدی سانسیں بھی پھول چکی تھی

"ارے کچھ نہیں ہوتا میرے ہوتے ہوئے" حسیب نے آنکھ دبا کر کہا تو ہبا نے نفی میں سر ہلایا

"ہاں جیسے تم میرے بوڈی گارڈ ہو خیر کیا سپرایز ہے" ہبا نے حسیب کے پیچھے جھانک کر کہا جہاں اس نے دونوں ہاتھ کیے ہوئے تھے جبھی حسیب آگے بڑھا اور اس کو جامنی پنی سے لپٹا تحفہ بڑھایا

"یہ کیا ہے؟" ہبا نے الجھ کر اس کے بڑے ہاتھ کو دیکھا

"تحفہ کو تحفہ" ہبا مسکرائی

"ہبی برڈے" وہ بھی مسکرایا ہبا نے شکریہ کرتے تحفہ تھاما اور اس کو کھولنے لگیحسیب بھی بے صبری سے اس کو دیکھنے لگا جس نے ریپر کھول لیا تھا اور اندر سے نکلنے والے خوبصورت ہیل کو دیکھ کر حیران رہ گئ

"واؤ یہ میرے لیے" اس نے جامنی سٹریپس والی ہیل کو دیکھا وہ بلاشبہ خوبصورت تھی حسیب نے سر اثبات میں ہلایا تو وہ مسکرا دی

"ایک منٹ تمھیں میرے پاؤں کا سایز کیسے معلوم ہوا؟" ہبا نے کچھ سوچ کر جلدی سے پوچھا

"وہ تمھاری چپلوں سے" اس نے سر کھجاتے ہوئے کہا تو ہبا حیران رہ گی

"تم نے اتنی محنت کی مجھے یہ سپرایز دینے کے لیے" ہبا نے خوبصورت ہیل کا جایزہ لیتے کہا

"ہاں کیونکہ۔۔۔۔" اس کی بات ادھوری رہ گئ کیوں نکہ سمی اس کو بلانے آیا تھا کہ نیچے حریم بھا بھی بلا رہی ہے ہبا جلدی سے ہیل کو واپس ڈبے رکھ کر سمی کے پیچھے بھاگی مگر حسیب کو ایک پیاری مسکراہٹ نا دینا بھولی تھی

★★==========★★

حمدان نے گاڑی خالی سڑک پر روکی اور ایک بار پھر علما کو کال ملائی اس کے چہرے پر کہئ طرح کے تاثرات تھے ابھی حفصہ کی کال پر اس نے جھوٹ کہہ دیا تھا کہ علما اس کے ساتھ ہے تاکہ کوئی علما کی طرف سے پریشان نا ہو علما فون نہیں اٹھا رہی تھی اس نے کال کاٹ

کر موبایل پر کچھ کیا لوڈنگ۔۔۔لوڈنگ حمدان کے چہرے پر تاثرات آرہے تھے جارہے تھے لوڈنگ ختم ہوئی اور جو نتیجہ سامنے آیا اس کو دیکھ کر اس نے پریشانی سے کھڑکی طرف چہرہ موڑلیا اور وہ کسی گہری سوچ میں چلا گیا
پھر کچھ ہی دیر بعد دوبارہ فون پر کسی کو کال ملائی مگر۔۔۔۔ مگر یہ کال علما کو نہیں تھی بلکہ کسی اور شخص کو تھی پہلی بیل پر کال اٹھالی گی اور اسے تقریباً پندرہ منٹ بات کرکے اس نے کال کاٹ دی اور بیک سیٹ پر سر ٹکائے پھر کسی سوچ میں ڈوب گیا اسے علما کے بارے میں کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا

★★==========★★

"آپ کون؟" علما نے جھجکتے ہوئے اپنا ہاتھ بڑھا کر اسے مصافحہ کیا وہ اس کے سوال پر مسکرائی پھر اس کے برابر سے گزر کر پیلے چھوٹے صوفے کی طرف آئی اور نزاقت سے بھیٹ گی علما حیرانگی سے مڑی اور اس کو دیکھا جو ٹانگ پر ٹانگ جمائے بھیٹ چکی تھی اور علما کا بھرپور جایزہ لے رہی تھی اس نے ہاتھ اٹھا کر اسے سامنے براون صوفے پر بھیٹنے کا اشارہ کیا تو وہ نا چاہتے ہوئے بھی اس کے مقابل بھیٹ گئ
"جوس؟" اس لڑکی نے بھویں اچکا کر اسے پوچھا تو علما نے جلدی سے نفی میں سر ہلا کر نو تھینکس کہا
"آپ مجھے بتایے آپ کون ہے اور مجھے یہاں کیوں بلایا ہے؟" علما نے بے تابی سے پوچھا
"میں جو بھی ہوں وہ تمھیں معلوم ہو جائے گا بس اتنا سمجھ لو کہ میں تمھارے فایدہ کے لیے یہاں ہوں" وہ لڑکی دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے سے پھنسا کر بولی علما نے نا سمجھی سے دیکھا
"حمدان علی حیدر کی بیوی ہو؟"
"ہاں"
"تین سال پہلے نکاح ہوا تھا؟"
"ہاں"
"اب رخصتی ہوئی؟"
"ہاں"
"نفرت کرتی ہو؟"
"ہا۔۔۔" علما ایک دم چونکی جبکہ وہ جو سنجیدگی سے سوال پر سوال پوچھ رہی تھی بڑی ادا سے مسکرائی وہ مسکراہٹ جیسے کوئی چوری پکڑ لی ہو علما نے بے ساختہ نظریں چرائی

"میں سب جانتی ہوں" وہ چبا چبا کر بولی علما پھر حیران ہوئی وہ کون تھی کیوں یہ سب کہہ رہی تھی اور کیا چاہتی تھی؟

"تمھارا کیا تعلق ہے حمدان سے؟" علما نے پوچھ ہی لیا

"بہت گہرہ" وہ آنکھیں مندے بولی اس کا لہجہ جانے کیوں علما کو تنگ کر رہا تھا

"نفرت کرتی ہونا؟" اس نے ایک بار پھر پوچھا علما نے تنگ کر اثبات میں غصہ سے سر ہلایا

"میں بھی" علما چونکی وہ بھی؟ یعنی اس دنیا میں علما اکیلی نہیں جو اس شخص سے نفرت کرتی ہے وہ بھی کرتی ہے مگر وہ ہے کون؟

"تمھاری نفرت کی وجہ؟" علما کو معاملا حد سے زیادہ سنجیدہ اور سب سے بڑھ کر پیچیدہ لگا

"وجہ؟" وہ ہنسی علما نے غور سے اسے دیکھا جس کی ہنسی بھی اسی کی طرح عجیب تھی

"وجہ کیا کیا بتاؤں" اس لڑکی نے ایک ٹھنڈی آہ بھری

"ہم دونوں ہی اسے نفرت کرتے ہیں آؤ چلو مل کر اس کا کچھ کرتے ہیں" وہ دانت پر دانت جمائے بولی علما چونکی

"کیا؟" نا سمجھی سے دیکھا

"قتل" وہ زرا سا اٹھی اور علما کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دھیرے سے بولی جبکہ علما کے رونٹھے کھڑے ہوگئے کتنی آسانی سے اس نے کہہ دیا تھا نفرت کی کس حد پر تھی وہ؟ علما کو اپنا دماغ معاف ہوتا محسوس ہوا

"ک۔۔۔کون ہو تم؟" اس نے لرزتی آواز سے پوچھا

"حمدان کی موت" وہ ہلک کے بل چیخی جبکہ سامنے بھیٹی علما کو لگا کہ اس کا دل بند ہوگیا ہے اسے کچھ غلط ہونے کا خدشہ محسوس ہوا اور کسی اور کے ہاتھوں نہیں اپنے ہاتھوں شاید وہ وقت آگیا تھا۔ جب نفرت اور عشق کا کھیل تمام ہونے والا تھا اور اس کھیل کو اختتام پر پہچانے والی صرف اور صرف علما حمدان علی حیدر تھا۔ کیا فرق پڑتا اگر کسی کی جان بھی جاتی نفرت تو سکون میں آجاتی

★★===========★★

"عشق تجھے تاوان میں کیا چاہیں،
میری بازیابی کے لیے کیا جان چاہیں"

وہ ششدرہ بھیٹی سامنے پچھلے دو منٹ سے خاموشی سے ٹہلتی لڑکی کو تکے جا رہی تھی جبکہ وہ لڑکی اپنا غصہ قابو کرتی چکر لگائے جا رہی تھی آخر کار علما نے اپنے آپ پر قابو پاتے کانپتی ہوئی آواز سے پوچھ ہی لیا

"تمھاری کیا دشمنی ہے حمدان سے؟" علما کا دماغ الجھتا ہی الجھتا جا رہا تھا اس کے سوال پر وہ لڑکی یک دم رکی اور پلٹی ساتھ ہی ایک کاٹ دار نظر علما پر ڈالتی وہ واپس اس صوفے پر بھیٹ گئی جہاں دو منٹ پہلے وہ براجمان تھی

"میری دشمنی؟" اس نے شہادت کی انگلی اٹھا کر خود کو اشارہ کیا تو علما نے سر اثبات میں ہلایا آنکھوں میں ایک عجیب سا خوف تھا وہ لڑکی کافی عجیب اور خوفناک تھی

"اس نے میری زندگی برباد کی ہے" اچانک ہی اس لڑکی کے تاثرات تبدیل ہوئے اور چہرہ جھکا کر وہ غمگین انداز سے گویا ہوئی علما چونکی اور اس کے جھکے چہرے پر نظر ڈالی جہاں آنسوؤں کی آمد جاری ہو گئی تھی وہ پل بھر میں تبدیل ہو گئی تھی وہ غصہ وہ پاگل پن کا جنون نفرت کا جنون سب اڑھ گیا تھا چہرہ پر مایوسی چھا گئی تھی

"کیا مطلب کیا ہے تمھارا اور حمدان کا ماضی؟" علما نے گہری نظر اس کے جھکے چہرے پر ڈال کر لہجہ کو سخت رکھا اس لڑکی نے چہرہ اٹھایا اور آنسوؤں سے تر آنکھیں گھمائی

"کیا بتاؤں تمھیں؟" وہ ٹھنڈی آہ بھر کر بولی علما کو الجھن ہوئی

"مجھے جاننا ہے آخر کیا ہے تم دونوں کے درمیان کہ تم اس کی جان لینے پر تلی ہو؟" علما کو تجسس ہوا ہونا لازمی تھا ایک لڑکی اچانک آتی ہے اور اس شخص کی بیوی کو بلا کر اس شخص کو مارنے کے منصوبے بنانا چاہتی ہے آخر کون حیران پریشان نہیں ہو گا

"تو پھر سنو" اس لڑکی نے آنسو پوچھے علما نے خود کو تسلی سے اس کی بات سننے کے لیے تیار کیا ورنہ اس کا دماغ پھٹا جا رہا تھا خود کو پرسکون کرنا ضروری تھا

"حمدان مجھ سے چار سال پہلے لندن میں ملا تھا۔۔ میں لندن میں پلی بڑھی ہوں مام ڈیڈ کی ڈیتھ کے بعد میرا کوئی نہیں تھا میں ایک رینٹ کے گھر میں رہتی تھی مالی حالات بہت بدتر ہوتے جا رہے تھے اسیلیے میں نے جاب کرنے کا سوچا حمدان کی بڑی سی کمپنی دیکھ کر میں نے اس میں ٹرائے کرنا چاہا اور مجھے معلوم ہوا کہ ان کو حمدان علی حیدر کے لیے سیکیٹری کی ضرورت ہے مجھے لگا یہ میری خوش نصیبی ہے مگر اصل میں یہ میری بدنصیبی تھی" وہ خاموش ہوئی علما جو سانس روکے سن رہی تھی فوراً بولی

"پھر؟"

"پھر کیا میں خوشی خوشی چلی گئی انٹرویو حمدان نے لینا تھا میں خوشی سے کانفیڈنٹ ہو کر گئی میری اچھی پڑھائی تھی ہاں مجھے ایکسپیرینس نہیں تھا مگر وہ تو ہو جانا تھا میری کولیفیکشن دیکھ کر ہی مجھے اپاینٹ کیا تھا میرا آخری انٹرویع حمدان نے لینا تھا جب آخری انٹرویو کی باری آئی تو میں خوشی سے گئی کیوں نکہ میں آل موسٹ ڈن ہو گئی تھی لیکن" وہ پھر خاموش ہوئی نظریں اٹھا کر علما کو دیکھا جو بے چینی سے اس کی آگے کی کہانی سننے کے لیے بے تاب تھی

"لیکن انٹرویو لینے کے بجائے اس نے مجھے ایک غلط لڑکی سمجھا۔۔ اور مجھے پیسے دے کر آفر کی اس کے ساتھ رات۔۔۔۔۔" وہ لڑکی آدھی ادھوری بات چھوڑ کر رونے لگی جبکہ علما حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھنے لگی

"حمدان ایسا کیسے کر سکتا ہے؟" علما نے نفی میں سر ہلایا اس کی بے یقینی عروج پر تھی وہ جیسا بھی اس کو سمجھتی تھی مگر اتنا گھٹیا تو کبھی نہیں کیونکہ اس نے حمدان کی ماں بہن اور اعلی خاندان دیکھا تھا اور سب سے بڑھ کر اس کی تربیعت جس میں کوئی کھوٹ نہیں تھا

"ہاں وہ ایسا کر سکتا ہے علما اور بس یہی نہیں جب میں نے صاف صاف انکار کر دیا تو مجھے دھمکی دینے لگا کہ وہ مجھے تباہ کر دیگا میں نے پھر بھی اپنی عزت کا صودا نہیں کیا اور اس پر اور اس کی اعلٰی کمپنی پر لات ماری مگر اس نے بدلہ لیا مجھے بدنام کر کے سڑک پر لے آیا مجھے جیل کروادی میرے ساتھ اتنا بدتر سلوک ہوا ایک سال تک کہ تم سنو گی تو بے ہوش ہو جاؤ گی" وہ اب پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی علما شاک کے عالم میں سن بھیٹی اس کو دیکھتی رہی جو روئے جا رہی تھی

"ل۔۔لیکن یہ سب" علما کو شک ہوا اس نے ارد گرد دیکھا جیسے جتا رہی ہو کہ تمھارے پاس تو سب کچھ ہے اور کہی سے نہیں لگتا کہ تم اتنے بدتر حالات سے گزری ہو وہ لڑکی اور چونکی اور جلدی سے بولی

"میرے ماموں تھے آسٹریلیہ میں ان کو جب معلوم ہوا تو وہ دوڑے دوڑے آئے اور مجھے رہا کروایا اور مجھے واپس آسٹریلہ لے گ ئے میں تو جانتی ہی نہیں تھی کہ مام ڈیڈ کے علاوہ کوئی اپنا ہے دراصل مام ڈیڈ نے بھاگ کر شادی کی تھی اسیلیے ان کے تمام تعلقات سب سے منتقع ہو گ ئے تھے لیکن جب میری ماموں کو میرے برے حالات اور مام ڈید کے انتقال کی خبر ہوئی تو وہ بھاگے بھاگے آگ ئے" اس نے اپنے آنسو پوچھتے سب بتایا علما خاموش ہو گئی وہ ابھی بھی بے یقین تھی

"میں چار سال تک بدلے کی آگ میں سلگتی رہی ہوں" وہ غصہ سے بولی

"اور میں نفرت کی آگ میں" علما نے عجیب سے انداز سے کہا وہ لڑکی چونکی

"علما وقت آگیا ہے اپنی اپنی آگ بجھانے کا" اس کی بات پر علما نے آنکھیں مندی تھی وہ اب تک بے یقین اور الجھی ہوئی تھی اسے اپنا دماغ شل ہوتا محسوس ہو رہا تھا

★★==========★★

"اریب بھیا یہ دیکھیے بیٹ چیک کیجیے آپ" صبحان نے بلا اٹھا کر حریم کے پاس کرسیوں پر براجمان اریب کو مخاطب کیا جو وسیع لان میں ہونے والی کرکٹ میچ کی تیاریاں دیکھ رہا تھا ساتھ ناشتا حریم کے ساتھ کر رہا تھا اس نے صبحان کے بلے کا جایزہ لیا اور اسے باتیں کرنے لگا جبھی سعد بھی بھاگتا آیا

"بھابھی آپ نے میری بال دیکھی اس پر مشہور کرکٹر کی ساین بھی ہوئی ہے" سعد کے فخریا انداز سے بتانے پر حریم نے واہ کر کے بال دیکھی اور اس کی تعریف کرنے لگی

"میچ کب تک شروع ہو گا؟" اریشہ نے آکر پوچھا تو صبحان نے آٹھ بجے کا بتایا

"سب تیار ہیں نا؟" صبحان نے اسے پوچھا

"ہاں سب تیاری تو ہے بس ایک آدھ گھنٹے پہلے سب تیار ہو جائے گے" اریشہ نے بتایا

"ویسے یہ میچ کا آیڈیہ ہے کس کا؟" حریم نے ٹوسٹ لگاتے پوچھا تو جلدی سے سعد نے کہا

"ہم سب کا" سعد کے پرجوش سے بتانے پر اریب بولا

"آیڈیا واقعی میں اچھا ہے چلو کوئی تفریح تو ہو جائے گی" اریب کی بات پر سب نے استفسار کیا

★★==========★★

"کیا میں اندر آسکتا ہوں؟" اس نے دروازے پر کھڑے ہو کر مسکراتے ہوئے اندر بیڈ پر گھٹنوں میں سر دیے بھیٹی روتی ہوئی ایمان کو پکارا جو اپنے بھائی کے تھپڑ مارنے پر بے یقین تھی کیوں نکہ آج تک ہاتھ اٹھانے کی تو دور کی بات ہے حمدان نے اسے اونچی آواز میں بات نہیں کی تھی اور آج صرف اور صرف علما کی وجہ سے اسے اتنی زور سے تھپڑ رسید ہو گیا تھا علما جو اسے پہلے ہی بری لگتی تھی اب اسے نفرت محسوس ہونے لگی تھی ایمان کو معلوم تھا کہ دروازے پر کون ہے لیکن اس نے سر تک نہیں آٹھایا تھا وہ اسی طرح بھیٹی تھی البتہ رونا بند ہو گیا تھا

"ایمان بھائی کیا گڑیا" حمدان اس کو یو ہنی خفا بھیٹا دیکھ اندر آیا اور چلتے ہوئے اس کو پاس آ کر برابر میں بھیٹ گیا جس نے سر تو اٹھالیا تھا مگر چہرہ موڑ لیا تھا۔ آنکھیں آنسوں سے بھیگی تھی

"گڑیا اپنے بھائی کو معاف نہیں کرے گی؟" حمدان نے افسردگی سے پوچھا جب سے اس نے ایمان پر ہاتھ اٹھایا تھا اسے خود پر غصہ آرہا تھا۔۔۔ وہ اپنے آپ سے بے قابو ہو گیا تھا جبھی اس نے ایمان کے علما کے لیے استعمال کیے ہوئے غلط لفظوں پر اسے تھپڑ مارا تھا وہ ایمان سے بے حد پیار کرتا تھا اور اب خود سے اس کو تکلیف دے کر وہ پچھتا رہا تھا

"بھائی اس میں آپ کا قصور ہے ہی نہیں اس میں تو سارا کا سارا قصور اس علما کا ہے" ایمان نے چہرہ موڑ کر اس کو دیکھتے غصہ سے کہا حمدان جو اسے پھر کچھ کہنے لگا تھا اسے روتا دیکھ خاموش ہو گیا اور اسے اپنے سینے سے لگالیا ایمان بھی اس کے سینے سے لگی روتی رہی جب تمام آنسوں بہالیے تو سر ہٹایا اور ہتھیلی کی پشت سے گیلا چہرہ پوچھا حمدان اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا اور اسے محبت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگا

"آیم سوری" حمدان نے اسے ماتھے پر بوسا دیا

"بھائی میں آپ کو ایک شرت پر معاف کرونگی" ایمان نے کچھ سوچ کر جلدی سے کہا۔ حمدان مسکرایا

"مجھے اپنی گڑیا کی ہر شرت منظور ہے" اس نے مسکرا کر کہا تو ایمان جلدی سے بولی

"آپ اس علما کو چھوڑ دیں" ایمان نے کتنی آسانی سے وہ الفاظ کہہ دیے تھے جس کا تصور بھی حمدان کی دھڑکنیں بے قابو کرنے کے لیے کافی ہوتا ہے حمدان نے حیرانی سے اسے دیکھا جو آس لگائی اسے دیکھ رہی تھی

"یہ ناممکن ہے چندا" اس کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے جبکہ ایمان کو پھر غصہ آیا

"بھائی آپ کیوں انہیں نہیں چھوڑ دیتے؟ وہ کتنی بری ہے انہوں نے آپ کو پھسایا ہے اور۔۔۔۔" ایمان کی بات حمدان کے ٹوکنے پر ادھوری رہ گئی

"نہیں گڑیا علما کی کوئی غلطی نہیں ہے اس بیچاری کو تو میں نے اپنے عشق کے ہاتھوں مجبور ہو کر پھسادیا" وہ تکلیف سے بولا ایمان چونکی

"کیا مطلب؟" اس نے ناسمجھی سے دیکھا

"ایمان تین سال پہلے میں نے علما سے زبردستی نکاح کیا تھا وہ تو انکار پر تلی تھی مگر میں نے اسے زبردستی خود سے باندھا تھا اور تین سال بعد بھی ماضی نے خود کو دوہرایا اور میں نے پھر اس کے ساتھ زبردستی کی اور اسے شادی کرلی" حمدان کی باتیں ایمان کو شاک پر شاک دے جا رہی تھی وہ تو علما کو قصوروار سمجھ رہی تھی

"ایمان گڑیا آپ کی بھابھی بہت اچھی ہے سارہ گناہ میرا ہے میں ہی ہوں قصوروار۔۔ میں خود غرض ہو گیا تھا میں نے خود کے لیے اسے ناچاہتے ہوئے بھی اس رشتے میں باندھ دیا اس کا غصہ اس کی نفرت جایز ہے اور میں اس کی دی ہوئی ہر سزا کا حق دار ہوں" وہ کتنے تکلیف سے بول رہا تھا اس کا ایک ایک لفظ اس کی تکلیف بیان کر رہا تھا آخر یہی تو ہوتا آ رہا تھا شروع سے اس کے لفظ اس کی تکلیف درد غم سب بیان کرتے تھے جبکہ اس کی خاموشی تک اس کا عشق بیان کر دیا کرتی تھی

"بھائی آپ نے اتنی بڑی بات ہم سب سے چھپائی" ایمان نے حیرت سے کہا

"بھائی مجھے شرمندگی ہو رہی ہے میں نے بھابھی کو کتنا برا بھلا کہا" ایمان رونے لگی

"بھائی آپ نے ایسا کیوں کیا ایسی کیا مجبوری تھی؟" ایمان نے شکوہ کیا

"عشق۔۔۔ عشق میری کمزوری اور عشق ہی میری طاقت رہا ہے" وہ جس لہجہ میں بولا تو ایمان کے لب مجبور ہو گئے تھے مسکرانے کے لیے جبکہ باہر کھڑا آحد بے یقینی سے اپنے کانوں سے جو سنا اس کو حیرت سے تسلیم کر رہا تھا

★★==========★★

"میں یقین نہیں کر پا رہی کہ حمدان اتنا گر سکتا ہے" اس کی ہیزل آیز میں سے موتی کی طرح ایک آنسو لڑھکا کر گرا یہ آنسو کیوں گرا؟ اسے تو کوئی مان کوئی بھروسہ کوئی پیار نہیں تھا پھر تو یہ آنسو بے جا تھا بے معنی تھا اس کی نفرت دور کھڑی قہقہ لگا رہی تھی اور اس

کے آنکھ سے گرنے والے آنسو کو مسکراتے ہوئے دیکھ چکی تھی اور کہہ رہی تھی چلا رہی تھی کہ کہا تھا نا حمدان علی حیدر گھٹیا انسان ہے کہا تھا نا وہ کتنا گرا ہوا پنچ ہے اس کے اندر سلگتی آگ اور بھڑک گئی تھی سامنے بھیٹی لڑکی کے آنسوں سے تر آنکھوں کو دیکھ کر وہ شخص کتنا بے حس تھا اس نے صرف ایک لڑکی کی ہی زندگی برباد نہیں کی تھی اس نے تو جانے کتنی لڑکیوں کی خوشیوں کا گلا گھوٹا ہو گا

"تم بدلہ لو اپنا تمھارا حق ہے اس جیسے شخص کو تکلیف ملنی چاہیں ہر وہ درد اس کا مقدر بننا چاہیں جو وہ دوسروں کو دیتا آرہا ہے" علما نے چبا چبا کر کہا سامنے بھیٹی لڑکی نے حیرت سے اسے دیکھا پھر مسکرائ

"میں کب سے وہی تو کہہ رہی ہوں علما ہمیں اس کی زندگی برباد کر دینی چاہیں" وہ لڑکی جلدی سے بولی علما نفی میں سر ہلا کر کھڑی ہوئ

"تمھیں جو کرنا ہے کرو میرا اس انسان سے کوئ تعلق نہیں میں جلد ہی خلا لے لونگی" علما مضبوط لہجہ میں کہہ کر جانے لگی جب وہ لڑکی چونکی اور بھاگتے ہوئے اس کے سامنے آئ اور اس کا راستہ روکا

"واہ طلاق لے لو گی اور چھوڑ کر چلی جاؤ گی" اس لڑکی نے تالیاں بجائ علما نے ناسمجھی سے دیکھا

"لڑکی عقل کا استعمال کرو تم ایک لڑکی ہو اگر سامنے سے اس کو چھوڑ کر جاؤ گی تو ہزار باتیں تم پر اور تمھارے گھر والوں پر اٹھے گی یہ دنیا تو تمھیں غلط سمجھے گی اور اسے سہی اس کو تمھارے جانے سے کوئ فرق نہیں پڑے گا بلکہ وہ تو دنیا کی نظر میں اور تمھارے گھر والوں کی نظر میں مزید اچھا بن جائے گا" اس نے اس کو سمجھایا علما چونکی اس نے تو یہ سب سوچا ہی نہیں تھا

"بھول گئ کیسے اس شخص نے تم سے زبردستی نکاح کیا تھا؟" وہ لڑکی اب عجیب سے تاثرات کے ساتھ علما کے گرد چکر لگانے لگی تھی

"بھول گئ کیسے اس گھٹیا شخص نے تمھارے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی تھی؟" علما سن کھڑی تھی ماضی کی کتاب کے پنے اس کے الفاظوں کے جھونکوں پر تیزی سے پھڑک رہے تھے اور کھلتے جا رہے تھے

"بھول گئ کیسے اس نے تمھارا نکاح رکوا کر تمھیں دنیا کی نظروں میں گرا کر رخصتی کر لی تھی؟ "

"بھائ پلیز مجھے معاف کر دیں" کانوں میں خود کی ہچکیوں سے بھری آواز آئ کیسے اس نے زندگی میں پہلی بار اپنے بھائ کے آگے ہاتھ جوڑے تھے صرف اور صرف اس شخص کی وجہ سے

"ارے تم کتنا یاد کرو گی تھک جاؤ گی اس شخص نے پل پل تمھیں درد دیا ہے پل پل تمھیں عزیت پہنچائ ہے پل پل تمھیں زلیل کیا ہے پل پل تمھیں اپنوں کی نظروں سے گرایا ہے کیا بھول گئ سب؟" وہ لڑکی اب چکر لگاتی رک گئ کیوں نکہ علما چیخی تھی

"ہاں ہاں ہاں سب یاد ہے مجھے" اس کی آنکھوں سے آنسو تیرنا شروع ہوئے

"سب یاد ہے مجھے کچھ نہیں بھولی میں جانتی ہوں وہ شخص جو میری نفرت کے قابل بھی نہیں ہے اس نے مجھے ہمیشہ ایسے مقام پر لا کر کھڑا کیا ہے جہاں مجھے خود سے گھن آنے لگتی ہے وہ شخص میری خوشیوں کا قاتل میرے سکون غارت کرنے کی وجہ میری جان کا دشمن ہے" وہ رونے لگی تھی۔۔۔ جبکہ وہ لڑکی سینے پر ہاتھ باندھے خاموشی سے اسے اپنا سارہ غم و غصہ نکالتے دیکھ رہی تھی

"میں تنگ آگئی ہوں تم نہیں جانتی اس کی موجودگی مجھے کاٹنے کو دوڑتی ہے اس کی چلتی سانسیں میرے وجود کو ٹھیس پہنچا" وہ رکی وہ جو جزباتوں سے ہاری روتے ہوئے دل کا حال بیان کر رہی تھی دل کا نہیں نفرت کے حال بیان جس نے دل میں جگہ بنالی تھی اور محبت اب تک اس بند دروازے کے پیچھے تھی جس پر ڈھیروں تالے لگے تھے نفرت کی ایک ایک وجہ کے تالے اتنے مضبوط تھے کہ وہ محبت دروازہ پیٹتے پیٹتے تھک جاتی مگر کوئی اسے رہا نہیں کرتا

"ہاں کہو رک کیوں گئی سانسیں اس کی چلتی سانسیں مجھے بھی چبتی ہے علما" اس نے موقع پا کر جلدی جلدی کہنا شروع کیا جبکہ علما خالی نظروں سے اسے دیکھنے لگی

"علما وہ لایق ہی نہیں ہے اس کا کوئی حق نہیں ہے جینے کا ہم مظلوم کو درد دے کر کیسے وہ آرام سے جی سکتا ہے؟ بتاؤ کیا تمھاری نفرت یہ گوارہ کرتی ہے؟" اس نے علما کو دونوں کندھوں سے پکڑ کر جھنجوڑا علما نے دھیرے سے سر اٹھایا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دھیمے سے بولی

"میں یہ گناہ نہیں کر سکتی بہت بڑا گناہ ہے کسی کی جان لینا اور میرے اندر ہمت نہیں ہے کسی کے خون کو اپنے ہاتھوں سے رنگنے کی" علما اس کے ہاتھوں کو جھٹک کر دو قدم پیچھے ہوئی جبکہ اس لڑکی کے ماتھے پر بل آئے اس نے سانس بھری شاید غصہ قابو کر رہی تھی پھر علما کی طرف بڑھی

"ٹھیک ہے ہم اس کو نہیں مارتے" علما نے سر اثبات میں ہلایا

"ہم اس کو اس مقام پر تو پہنچا سکتے ہیں جہاں وہ بستر سے اٹھ بھی نہ پائے" اس لڑکی کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ پھر آگئی تھی علما نے حیرت سے اسے دیکھا

"وہ زندہ لاش بن کر رہ جائے وہ۔۔۔ وہ اپنی موت کی بھیگ مانگے مگر اسے موت ہی نہ ملے وہ اپنی چلتی سانسوں سے نفرت کرے اور۔۔۔ اور وہ خود کو گناہ گار سمجھے خود سے اتنی نفرت کرے کہ ہمیں نفرت کی ضرورت ہی نہ ہو" وہ لڑکی جنونیت سے بولی

"تمھیں اس مقام پر لے آؤنگی جہاں تم موت کی فریاد کروگے مگر موت نصیب نہ ہوگی" علما چونکی

"میں تمھے ختم کر دونگی" اپنے الفاظ یاد آئے

"چھوڑو مجھے"

"مجھے ہاتھ مت لگانا"
روتے ہوئے اس کی سسکیاں خود کے کانوں میں گونج رہی تھی دل ڈوبتا جا رہا تھا وہ کیفیت کتنی تکلیف دہ تھی علما نے خود کے آنسو پونچھے اور اس لڑکی کی طرف دیکھا جو بھویں اچکا کر اس کی کیفیت کو جان رہی تھی
"کیا کرنا ہوگا مجھے؟" وہ خالی خالی نظروں سے دیکھ کر بولی جبکہ اس لڑکی کے چہرے پر چمک آ گئی اور علما کی نفرت نے ایک بار پھر قہقہہ لگائے تھے

★★==========★★

"کہاں تھی تم؟" علما حیدر ولا کے اندر سن چلتی داخل ہوئی جب حمدان اس کی طرف آیا اور سخت لہجے سے پوچھا صبح کے چھ بج گئے تھے اور آسمان روشنی بکھیرنے والا تھا علما نے ایک نظر اسے دیکھا جو اس کو غصہ سے گھور رہا تھا اس لڑکی کی باتیں دماغ میں گھومنے لگی وہ نفی میں سر ہلا کر آگے بڑھنے لگی جب حمدان نے اس کو کندھے سے پکڑ کر اسے واپس پیچھے کھیچا اس نے حیرانگی سے پہلے اپنے کندھے کو دیکھا جہاں پر حمدان کے مضبوط ہاتھوں کی مضبوط گرفت تھی پھر اس شخص کو جسے اس وقت علما کو سخت گھن آ رہی تھی
"میرے سوال کا جواب دیے بغیر کہاں جا رہی ہو؟" علما نے تیوری چڑھا کر اسے دیکھا پھر ضبط سے لہجہ دھیما کر کے بولی
"کمرے میں جا رہی ہوں ہاتھ چھوڑو" اس نے بھی سخت لہجہ کا استعمال رکھا
"کدھر تھی تم فون بھی نہیں اٹھا رہی تھی؟" جانے حمدان اس کے چہرے کے تاثرات گہرائی سے دیکھ رہا تھا شاید وہ کچھ کھوج رہا تھا
"میں تمھارے کسی بھی جواب دینے کی قایل نہیں ہوں" اس نے اپنا بازو جھٹک کر اس کے ہاتھ کی گرفت سے آزاد کیا اور انگلی اٹھا کر تشبیہہ کرتی بولی
"مگر میں تمھارے سے سوال کرنے کا قایل ہوں" حمدان ایک قدم اس کے نزدیق بڑھ کر بولا
"اپنا وجود میرے سامنے سے غایب کر لو سخت گھن آ رہی ہے مجھے تمھارے پاس سے" وہ دانت پر دانت جمائے اسے حیران چھوڑ کر بڑے بڑے قدم اٹھاتی حیدر ولا کے اندر چلی گئی جبکہ حمدان حیرانگی سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا رہ گیا
★★==========★★

"بھائی آیے نا" حریم نے آحد کو اپنی طرف آتا دیکھ جلدی سے سامنے پڑی کرسی کی طرف اشارہ کیا تو وہ جو حریم سے بات کرنے آیا تھا اس کے ارد گرد اریب صبحان اریشہ کو دیکھ کر خاموش ہو گیا اور مسکراتے ہوئے کرسی پر بھیٹ گیا اور اریب سے باتیں کرنے لگا جب حمدان بھی اسی طرف سب کے پاس آ گیا

"حمدان بھیا تیار ہے آپ" صبحان نے بلا ہوا میں اڑا کر حمدان سے پوچھا جو آحد کے برابر میں ہی بھیٹ گیا تھا تو اس نے مسکرا کر سر ہلایا مگر ذہن علما کی طرف تھا آحد نے ایک نظر منتشر حمدان کو دیکھا اور ایک ٹھنڈی سانس فضا کے سپرد کی

"اور حمدان بھیا مزا آیا گاؤں میں؟" اریشہ نے کرسی پر بھیٹتے پوچھا تو حمدان نے آحد کو دیکھا پھر اریشہ کو دیکھ کر مسکرایا اور سر ہلایا

"ویسے حمدان تمھیں وہ دن یاد ہے جب ہم سب کرکٹ کھیلا کرتے تھے کتنا مزا آتا تھا نا" اریب نے پر سوچ انداز سے پرانے دنوں کو یاد کرتے کہا تو حمدان بھی ماضی میں کھو گیا جب کوئی عشق کوئی درد نہیں ہوتا تھا کسی کو پانے کی چاہ نہیں کسی کو کھونے کا ڈر نہیں بس اپنے میں مگن وہ وقت واقعی میں قابلِ یاد تھا

"اریب آپ پرانے دنوں کی بات کر رہے ہے بھائی اریب کو بتائے زرہ ہم تو اب تک کرکٹ کھیلتے تھے" حریم نے جوش سے کہا تو آحد مسکرایا

"کیا واقعی؟" اریشہ نے حیرانگی سے پوچھا

"ہاں نامیں بھائی ماہی اور ایما ہم لوگ نیچے بلڈنگ کے ٹیرس پر جاتے اور خوب سارہ کھیلتے یہاں تک کے رات ہو جاتی اور جب کزن وغیرہ آتے تب تو پوچھو ہی نا یہ لوگ گھر جانے کا نام ہی نہیں لیتے تھے" حریم نے اتنے مزے سے بتایا کہ سب کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی

"اور یاد ہے حریم ایک بار پکنک پر بال سمندر میں چلی گئی تھی پھر ہم نے دوسرے گروپ سے بال چرائی تھی" آحد نے یاد کرتے سوچا تو حریم نے ہاں کر کے جلدی سے وہ قصہ بھی بتایا

"اور وہ سارہ قصور ایما کا تھا بھلا سمندر کی طرف کوئی شارٹ مارتا ہے" حمدان کا سر جھکا تھا آحد وقفے وقفے سے حمدان کو دیکھ رہا تھا

"ویسے علما بھابھی سے یاد آیا وہ کہاں ہے؟" صبحان نے یاد آتے حمدان سے پوچھا تو وہ چونکا

"وہ اندر سو رہی ہے" حمدان نے جواب دیا اسے محسوس ہوا آحد کی نظریں اس پر تھیں

"تو جا کے اٹھایے بھیا پھر میچ شروع ہو جائے گا" اریشہ بولی

"ہاں اس نے ناشتا بھی کرنا ہے" حریم کو بھی خیال آیا تو حمدان نے دھیرے سر ہلایا

"میں جا کر دیکھتا ہوں" آحد سنجیدگی سے اٹھا تو سب چونکے پھر مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا سوائے حمدان جو آنکھیں موند کر سر دونوں ہاتھ میں لے گیا تھا

"حمدان چائے" حریم نے چائے کا کپ اس کی طرف بڑھایا تو اس نے دھیمے سے مسکرا کر تھام لیا اسے اس وقت طلب تھی

★★==========★★

"حسیب؟" ہبانے کرسی پر بھیٹے فایل کا مطالع کرتے حسیب کو پکارہ جو شدید حیرت سے سامنے کھڑی مضرب سی ہبا کو دیکھ چونک گیا

"پھر کہو؟" حسیب نے مسکراہٹ دبائے کہا

"کیا؟"

"میرا نام"

"یہاں پر ۱۹۹۲ کی فلم چل رہی ہے جس میں ہیرون نے کہا کہیے نا ایک بار پھر میرا نام اپنی زبان سے۔۔۔اور ہیرو نے بڑے ہی جزبات میں آکر اس کا نام کہا تو وہ پھر کہنے لگی بس کیجیے میرے دل کی دھڑکنیں بے قابو ہو رہی ہیں" ہبا نے باقعدہ اداکاری کی اور حسیب قہقہ لگا تارہ گیا

"تمھیں تو اداکارہ ہونا چاہیں تھا" حسیب نے دلچسپی سے کہا

"ہیں نا میں بھی یہی کہتی ہوں مگر اس ملک کو قدر ہی نہیں میری ہونہہ" اس نے منہ بسور لیا حسیب کا پھر قہقہ فوارے کی طرح ابلا

"ویسے تھینک یو کل سپرایز دینے کے لیے۔۔لیکن سپرایز کیوں دیا سب کے ساتھ شامل کیوں نہیں ہوئے؟" ہبا نے نا سمجھی سے پوچھا

"شاید خاص دوستی کی وجہ سے؟" حسیب نے کہا نہیں بلکہ پوچھا تھا جبھی وہ بولی "ہم کب سے خاص دوست ہو گے؟" اس نے کمر پر ہاتھ رکھے پوچھا

"چلو اب ہو جاتے ہیں تو مس اداکارہ مجھ سے دوستی کرینگی؟" اس نے نہایت موودب انداز سے پوچھا

"مجھے میرے نام سے پکار سکتے ہیں آپ" وہ منہ بناتی ہوئی بولی

"مطلب دوستی؟" وہ دوستی ہر اٹکا تھا

"ہم ٹھیک ہے" وہ بولی تو حسیب خوشی سے مسکرایا اور جوش سے شکریہ کیا ہبا اس کے جوشیلے انداز پر مسکرانے لگی

★★==========★★

"لنگور مجھے پتا ہے تم چیٹنگ کروگے اسیلیے ہم ہار بھی گئے تو تمھاری غلطی ہوگی" ماہم نے ہاتھ اٹھا کر صاف صاف کہہ دیا جبکہ زین کا حیرت سے منہ کھل گیا

"واہ یہ سہی خود ہارو ہو اسیلیے پہلے سے سوچا اس بیچارے پر الزام لگا دوں "

"ہاہاہاہا بس کرو اتنا نا ہنساؤں بیچارہ لفظ تمھیں زیب نہیں دیتا" ماہم نے ناک سے مکھی اڑائی

"ہاں ہاں جیسے۔۔۔۔" زین مزید کچھ کہتا کہ سعد اور سمی آگئے اور جلدی ان دونوں کی چلتی لڑائی کو روکا

"یہ سب چھوڑے زین بھائی یہ سوچیں ہارنے والی ٹیم کو کیا کرنا ہوگا؟" سعد کی بات پر ماہم اور زین چونکے

Urdu Novels Ghar

"اوئے ہاں یہ تو سوچا ہی نہیں" زین نے سر کھجایا "تم سے کچھ اچھا سوچنے کی امید ہی نہیں ہے" ماہم فوراً بولی "ہاں تو تم نے بڑا سوچ لیا" آخر زین بغیر جواب دیے سکون سے بھیٹ سکتا تھا؟

"آپ لوگ پھر لڑائی کرنا شروع ہوگ ئے؟" سمی چڑ گیا تھا

"اچھا سوری یہ شروع کرتا ہے" ماہم نے دانت پیستے کہا

"استغفار طوطی تم کتنی جھوٹی ہو سعد سمی بتاؤ سچ سچ میں نے شروع کیا ہے؟" زین پر کوئی واقعی بڑی تہمت لگی تھ

"تو آپ ختم کر دینا" سمی نے جنھجلا کر کہا

"اف آپ لوگ اس پر دھیان دیں جو میں نے کہا ہے" سعد چلایا

"ہاں ہاں سوچو سوچو ہارنے والی ٹیم کو بہت بڑی سزا ملنی چاہیں" ماہم نے ایک نظر زین کو دیکھ کر جتاجتا کر کہا

"ہاں بہت بڑی" زین نے بھی اسے اسی انداز سے دیکھا

"ایک کام کرتے ہیں ہارنے والی ٹیم ایک بڑی سی ٹریٹ دے گی" ایشال نے چائے کے کپ میز پر سجاتے کہا تو سب چونکے

"ارے واہ یہ آیڈیا اچھا ہے ہارنے والی ٹیم کی جیب خالی ہوگی" زین نے ماہم پر نظر ڈال کر جوش سے کہا تو سب نے سر اثبات میں ہلایا

"وہ تو وقت ہی بتائے گا کس کی جیب خالی ہوگی فلحال میں تو چلوں تم لوگوں کو ال دا ببیسٹ" ایشال مسکراتے ہوئے اٹھ کر جانے لگی جبھی ماہم پکاری

"آپ بھی کھیلتی تو اچھا ہوتا"

"نہیں بھئی مجھے تو کرکٹ کی اے بی سی بھی نہیں پتا مجھے تو دور ہی رکھو" ایشال کرکٹ کے نام سے ہی گھبرا جاتی تھی اس کے خوف والے انداز پر سب نے قہقہ لگایا تھا

★★==========★★

علا کمرے میں آتے کے ساتھ ہی سو گئ تھی کیوں نکہ اس کا سر پھٹا جا رہا تھا اس لڑکی نے اسے اپنے پلین کے بارے میں بتانے کے لیے پھر ملنے بلایا تھا وہ ابھی سو کر اٹھی ہی تھی اس نے موبائل پر وقت دیکھا تو سات بجنے والے تھے وہ اس لڑکی کے ساتھ ہونے والی ملاقات کے بارے میں ایک بار پھر سوچنے لگی اسے حمدان زہر لگنے لگا تھا وہ کتنا بے حس اور کتنا گھٹیا نکلے گا اس کی سوچ سے بھی پرے وہ تو سمجھتی تھی اس نے صرف اس کے ساتھ برا کیا ہے بلکہ اس نے تو کتنی معصوم لڑکیوں کی زندگی برباد کی ہوگی اور وہ اس شخص کے نکاح میں اس کے ساتھ ہے کتنی شرم کا مقام ہے

وہ انہی سب سوچوں میں گھری تھی جب دروازے پر کسی کے کھٹکھٹانے کی آواز سے چونکی اور سیدھی ہو کر بھیٹی ساتھ اندر آنے کا کہاتو سامنے آحد کو اندر داخل ہوتے دیکھ چونک گئ

"بھائی آپ" وہ بیڈ سے اترنے لگی جبھی آحد نے ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا اور اس کے پاس آکر بھیٹ گیا وہ علما کو دیکھنے لگا جو مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی اس کی بہن نے کتنا کچھ سہا تھا اور بغیر کسی کو بھنک ہوئے بھی آحد کو اس وقت خود پر غصہ آرہا تھا وہ کیسا بھائی تھا اس کی بہن کے ساتھ دوسرے ملک اتنا بڑا حادثا ہوا اور اسے کوئی پروہ ہی نہیں

"کیا ہوا؟" علما نے اسے خاموشی سے خود کو تکتے دیکھ الجھ کر پوچھا تو وہ دکھی لہجہ سے گویا ہوا

"اتنا کچھ برداشت کیا کب سے اتنی بڑی ہو گئ؟" علما چونکی اور ناسمجھی سے اسے دیکھا وہ کیا کہہ رہا تھا؟

"علما میں جان گیا ہوں تمھارے ساتھ لندن میں کیا ہوا تھا" علما نے حیرت سے آحد کو چونک کر دیکھا جو اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اسے شرمندگی کے سمندر میں ڈبو رہا تھا

"ب۔۔بھائی وہ ایسا نہیں" وہ کوئی صفایاں دیتی آحد بول پڑا "کیوں چھپای اتنی بڑی بات ہاں؟" علما نے خاموشی سے سر جھکا لیا

"ایک شخص نے تم سے زبردستی نکاح کر لیا اور تم نے اپنے بھائی کو بتانا بھی گوارہ نا کیا ایسی کیا بات ہے علما کیا میں تمھاری زندگی میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا؟" اس کا لہجہ دکھی پر دکھی ہوئے جا رہا تھا علما رونے لگی تھی اس کی آخری بات پر وہ تڑپ کر رہ گئ اور جلدی سے نفی میں سر ہلا کر بولی

"نہیں بھائی آپ میری زندگی میں سب سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں بھلا کوئی بہن اپنے بھائی سے محبت نہیں کرتی ہو گی؟ آپ جانتے ہیں میں کتنا پیار کرتی ہوں آپ سے" اس نے آحد کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر روتے ہوئے کہا

"دیکھ لیا میں نے تمھارا پیار علما تم نے مجھ پر بھروسہ تک نہیں کیا اور تین سال۔۔۔ تین سال تک تم کسی کے نکاح میں رہی اور تم نے کسی کو خبر بھی نہیں ہونے دی ساری عزیت خود سہی؟" آحد کی آنکھوں میں نمی آگئ تھی علما تڑپ گئ

"بھائی بات بھروسے کی نہیں ہے میں آپ میں سے کسی کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی اور ویسے بھی میں اس نکاح کو نہیں مانتی تھی میں تو خود سے جنگ لڑ رہی تھی" آحد نے نفی میں سر ہلایا

"پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی واہ علما یہ تمھاری زندگی کا اہم معاملا تھا تم نے بہت غلط کیا ہے" علما نے نفی میں سر ہلا کر آنسو قابو کرتے جلدی سے بولی

"میں جانتی ہوں بھائی میں نے بہت غلط کیا ہے اور اس کی سزا مجھے مل گئ ہے" آحد اس کو کچھ دیر دیکھتا رہا پھر آہستہ سے بولا

"تم خوش ہو؟" علما نے چونک کر آحد کو دیکھا

"اس بار میں کسی جھوٹ کی گنجایش نہیں چاہتا" اس نے وارنگ والے انداز سے بولا علمانے نظریں چرائ

"وہ خوش ہے" دروازے پر کھڑی حریم جو کب سے ساری باتیں سن رہی تھی جلدی سے بولی علما آحد نے چونک کر حریم کو دیکھا جو چل کر ان کے پاس آئ

"بھائ جو ہو گیا وہ ہو گیا بس جانے دیجیے ایما اب خوش ہے" حریم نے ایک نظر سر جھکائ بھیٹی علما کو دیکھ کر کہا

"حریم مجھے تم سے امید نہیں تھی" آحد نے افسوس سے کہا

"اتنی بڑی بات تم نے بھی چھپائ رکھی" حریم نے علما کو دیکھا جو آحد کی بات پر اسی کو دیکھنے لگی تھی

"بھائ ہمیں معاف کر دیں میں ایما کے آگے مجبور تھی" حریم نے سر جھکا کر شرمندگی سے کہا

"اچھا پلیز نا اب بس بھی کریں" تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد علمانے کہا تو آحد نے اسے پھر وہی سوال پوچھا

"تم خوش ہو؟ "

"ہاں میں خوش ہوں اور ویسے بھی جو ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے نصیب کے آگے کس کی چلتی ہے" آخری بات میں افسردگی تھی

"ٹھیک ہے لیکن اگر آیندہ کوئ بات مجھ سے چھپائ تو مجھ سے برا کوئ نہیں ہو گا" آحد نے سختی سے کہا تو ان دونوں نے ہنس کر سر اثبات میں ہلایا

"اچھا چلیں میچ نہیں کھیلنا؟" حریم نے پوچھا تو آحد کا دماغ بٹانے کے لیے علمانے بھی اسرار کیا ورنہ اس نے طے کر لیا تھا کہ وہ کوئ میچ نہیں کھیلے گی

★★==========★★

"یہ تو بہت اچھی بات ہے صبحان اپنا ہی بیٹا ہے" حفصہ نے خوشی سے فضل علی حیدر کی طرف دیکھ کر کہا جنہوں نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا

"ہاں اور گھر کے بچے کے ہوتے ہوئے اپنی بیٹی کو باہر کیوں دیں" فضل علی حیدر نے مسکراتے ہوئے حمیدہ بیگم کی طرف دیکھ کر کہا تو انہوں نے سر ہلایا

"ایمان تو اپنی بچی ہے اسے زیادہ خوشی کی کیا بات ہو گی کہ میرے صبحان کے لیے ایمان ہو" اسمہ نے بھی دل سے کہا

"تو پھر طے ہوا جلد ہی صبحان اور ایمان کا نکاح شفا اور عماد کے ساتھ کر دینگے" حمیدہ بیگم کے حکم پر گھر کے سارے بڑھوں نے خوشی سے تعمیل کرنا کا فیصلہ کیا۔ میز پر چائے سرف کرتی نمرہ دل سے مسکرائ تھی

★★===========★★

علما سفید رنگ کی شرٹ اور سفید رنگ کا ٹراؤزر سب کی طرح پہنی بالوں کو پونی میں قید کی ہوئی آحد کے ہمرہ لان میں آئی جہاں سب ایک ہی لباس پہنے تیار کھڑے تھے حریم اریب ہمنہ اور ایشال وغیرہ جن کو نہیں کھیلنا تھا وہ سایڈ پر بھیٹے شروع ہونے والا میچ دلچسپی سے دیکھ رہے تھے وہ ایک طرح سے آڈینس تھے اور آڈینس کی جگہ بھی اچھے سے سجا کر بنائی ہوئی تھی لان سے ساری کرسیاں میز سب غایب تھیں پورا وسیع لان کرکٹ کا میدان لگ رہا تھا

"آ گئی آپی بھائی" ماہم نے جوش سے چلا کر کہا تو سب مسکراتے ہوئے بات کرتے آ رہے آحد اور علما کی طرف متوجہ ہو گئے

"حمدان بھیا بھی آگئے" علما اور آحد سب کے پاس جوم میں پہنچے تو پیچھے سے حمدان بھی کال پر بات کرتا ہوا چھوٹے چھوٹے قدم بڑھاتا آ رہا تھا۔ علما نے ایک نظر اس پر ڈالی پھر نظریں پھیر لی

وہ بھی سب کی طرح کپڑے پہنا تھا سر پر کیپ تھی دائے ہاتھ میں سفید رنگ کا بینڈ تھا سب کی طرح سفید جوگرز پہنے وہ ایک بار پھر ہینڈسم لگ رہا تھا جبھی ایمان سعد اور سمی سے بولی

"یور ہینڈسم کرکٹر از بیک" سعد اسے اسی نام سے شروع سے پکارتا تھا ابھی بھی ایمان کی بات پر وہ خوشی سے سر ہلانے لگا اور سمی کو بتانے لگا کہ کس طرح حمدان بھیا اس کے ساتھ کرکٹ کھیلتے تھے

"بس بھائی ابھی یہ فون ایک طرف رکھ دے" زین جلدی سے بولا تو سب نے فوراً تاکید کی۔۔۔ علما نے خود کو اپنی پونی ٹایٹ کرنے میں مصروف کر لیا۔۔۔ حمدان نے ایک نظر اس کو دیکھا پھر مسکرا کر سر ہلایا اور میشال جو ہاتھ بڑھا کر کھڑی تھی اس کو موبایل تھما دیا تو وہ جلدی سے آڈینس کی طرف گی اور بینچ پر رکھ کر آ گئی

"شفا باجی اور فریحہ مس کر دینگے" حزیرہ نے کہا تو سب نے سر ہلایا "کوئی بات نہیں وہاں دیکھو حریم بھابھی ویڈیو بنا رہی ہے نا فکر نا کرو پورا لایو میچ دیکھنگی وہ اپنے نانی کے گھر پر بھیٹ کر" حزیفہ نے حریم کی طرف اشارہ کیا جہاں وہ سن گلاسز لگائے ویڈیو بنا رہی تھی ان کے دیکھنے پر ہاتھ ہلانے لگی

"ہائے میم آئی لو یو" ماہم نے حریم کو دیکھ کر پیار سے کہا "کچھ کہا مجھ سے ؟" زین نے جلدی سے پوچھا تو ماہم فوراً بولی "تم سے نہیں کہا بہرے ہو گیا" سب کا قہقہ گونجا

"اب ٹیم ڈیسایڈ کر لیں ؟" طلحہ کے پوچھنے پر سب نے سر ہلایا

"اوکے سو ایک کیپٹن ہے حمدان بھیا اور ایک آحد بھیا" سب نے ایک ساتھ شور مچایا

"چلیں اپنی اپنی ٹیم سیلیکٹ کریں" ہبا نے کہا تو حمدان اور آحد آمنے سامنے آئے علی حیدر بھی باہر آڈینس میں آ کر بھیٹ گیے تھے

"بھائی میں آپ کی ٹیم میں ہونگی آپ کو پتا ہے نا" علما نے حمدان کو دیکھتے جتا کر کہا تو وہ مسکرایا۔ آحد نے سر ہلایا

"ایمان "حمدان اونچی آواز میں بولا تو ایمان خوشی سے حمدان کی طرف آ گئی

"علما آجاؤ" آحد نے کہا تو علما بھی خوشی سے اس کی طرف آ گئی

"صبحان، حزیفہ، میشال "حمدان نے کہا

"ماہم، ہبا، طلحہ، طہٰ " آحد نے کہا

"حسیب، اریشہ، سعد اور زین "حمدان نے کہا

" سمی " آحد نے مسکرا کر کہا تو سمی بھاگتے ہوئے آحد کی طرف آیا

" حنین "حمدان نے کہا تو حنین حمدان کی طرف آ گیا

سب نے زور دار تالیاں بجائی۔ اور پھر ٹوس ہوا جس میں آحد جیتا اور پہلے بیٹنگ کرنے کا فیصلہ کیا

★★==========★★

اس کا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا وہ بالوں میں ہاتھ پھیرے اپنی مدہوش آنکھیں لیے نیچے آیا وہ کل رات پھر شراب پی کر آیا تھا مگر پرسوں جتنی زیادہ نہیں۔۔ سامنے ڈائنگ ٹیبل پر سمرہ کو ناشتا کرتے دیکھ ٹھٹک کر رک گیا اسے پرسوں رات میں پارٹی میں ہوا سارہ واقع یاد آ گیا سمرہ کے جانے کے بعد اس نے ارفان سے پوچھا تھا تو اس نے نظریں چرالی تھی سارم کو سمرہ کی بات پر یقین ہوا اور پھر اس نے ارفان کو خوب لتاڑا تو اس نے معافی مانگ لی تھی اس کے بعد سارم کے دوستوں نے بامشکل ارفان کو سارم سے رہا کروایا اور اس کا غصہ کم کرنے کے لیے باہر لے گئے اور ساتھ ہی انہوں نے اتنی شراب پی لی کہ وہ سر چڑھ گئی تھی۔ وہ سب سوچتے ہوئے سمرہ تک آن پہنچا تھا سمرہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا جو کہی سے بھی فریش دکھائی نہیں دے رہا تھا سمرہ نے ناچاہتے ہوئے بھی ملازمہ کو اس کے لیے لیمو پانی لانے کے لیے کہا سارم کو اچھا لگا سمرہ کا یوں فکر کرنا جانے کیوں؟

"وہ مجھے تم سے بات کرنی ہے" وہ ماتھے پر بکھرے بالوں کو پیشانی سے پیچھے کرتے ہوئے جھجھکتے ہوئے بولا سمرہ نے پلیٹ کھسکائی پھر ہاتھ باندھتے اس کو بغور دیکھتے سر ہلانے لگی

" کہو میں سن رہی ہوں" ملازمہ لیمو پانی سے بھرا گلاس سارم کے آگے رکھ کر چلی گئی تھی

"سوری" وہ سادگی سے بغیر نظریں ملائے بولا سمرہ چونکی پھر ایک تپا دینے والی مسکراہٹ ہونٹوں پر آئی

"کس لیے؟" وہ جانتی تھی کس لیے مگر پھر بھی پوچھنا ضروری تھا

"تم جانتی ہو پرسوں رات کے لیے" وہ اب بھی اسے نہیں دیکھ رہا تھا اس نے گلاس اٹھا کر لمبے لمبے گھونٹ حلق میں اتارے

Urdu Novels Ghar

"سارم منور سمرہ سے معافی مانگ رہا ہے امیزنگ" سمرہ تپا دینے والی مسکراہٹ ملسلسل دے رہی تھی

"کیوں سارم سمرہ سارم منور سے معافی نہیں مانگ سکتا؟" اور یہ پل تھا جب سمرہ کی مسکراہٹ غایب ہوئی اور دل ایک دم سے دھڑکا سامنے والے کا انداز لہجہ اور سب سے بڑھ کر الفاظ ہی کچھ ایسے تھے۔۔ حیرانگی لازم تھی

"کوثر سارم بابا کے لیے ناشتا لگاؤں" وہ نظریں چرا کر اٹھی اور ساتھ اونچی آواز میں حکم بھی دیا

سارم مسکرایا

"پکی بیوی لگ رہی ہو" سمرہ کے قدم رکے اور پلٹ کر اسے دیکھا

"بیوی ہوں تو بیوی لگونگی نا ایک مہینہ ہی کی سہی" وہ کندھے اچکا کر بولی

اور اسی پل سارم کی مسکراہٹ غایب بھی ہوئی تھی اور سمرہ اس کو نظر انداز کر کے کمرے میں چلی گئی جبکہ سارم حیران پریشان اپنی کیفیت پر رہ گیا

★★==========★★

"حنین بھیا آپ نے اچھا نہیں کیا" میشال جوس پیتے حنین کے پاس آئی جو حمدان کو

"آرہا ہوں" کہہ کر جلدی جلدی گھونٹ بھرنے لگا

"کیوں میں نے کیا کر دیا؟" وہ حیرانگی سے بولا

"آپ نے ہمیں نمرہ باجی کو ہمارے ساتھ کھلانے کے لیے منع کیوں کیا؟" میشال نے پوچھا

"کیوں اب گھر کے افراد کے ساتھ باہر کے لوگ بھی کھیلنگے؟" حنین تلخی سے بولا

"حنین بھیا کیا ہو گیا وہ ہمارے گھر کی فرد بن گئی ہے" میشال حیران ہوئی

"ملازم ملازم ہوتا ہے" حنین نے دور آڈینس میں بھیٹی نمرہ کو دیکھا جو ایشال کے کان میں سرگوشی کر رہی تھی اور ایشال مسکرا رہی تھی

"ایسے تو مت کہے" میشال کو برا لگا

"میشو تنگ نا کرو چلو حمدان بھیا بلا رہے ہیں ٹیم ڈسکشن کرنا ہے چلو" میشال اور کچھ کہتی وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر حمدان اور سب کی طرف لے گیا جو جوم بنائے کھڑے تھے وہ زیادہ کچھ نا بولی کیوں نکہ نمرہ نے پہلے ہی منع کر دیا تھا اور اس کو اسرار حنین کی وجہ سے کوئی نا کر سکا

★★==========★★

میچ شروع ہو چکا تھا پہلے بیٹنگ کرنے طہٰ اور طلحہ گئے تھے چاروں طرف حمدان کی ٹیم فلڈنگ کے لیے کھڑی ہو گئی تھی پہلا اوور حزیفہ کروا رہا تھا علما ہبا کے برابر بھیٹی کب سے اس کا کندھا ہلا کر سوری سوری کر رہی تھی مگر وہ کوئی جواب نہیں دے رہی تھی بلکہ ایسے بنی تھی جیسے ارد گرد کوئی ہو ہی نا علما نے ہبا کو زبردستی خود سے لگایا تو وہ چڑ کو چیخی

"چھوڑو مجھے مجھے تم سے بات نہیں کرنی" ہبا نے غصہ سے اس کو پرے کیا

"جنم دن مبارک ہو" وہ اس کے کان میں سرگوشی کرتی پھر بولی

"بہت جلدی نہیں یاد آگیا؟" ہبا نے غصہ سے اسے۔ گھورا

"ایم سوری یار" علما نے افسردگی سے کہا

"اچھا اتنی معصوم شکل نا بناؤ پہلی اور آخری بار معاف کر رہی ہوں" ہبا نے وارنگ دینے والے انداز سے کہا

"مطلب معاف کر دیا؟" علما جوش سے چیخی

"جا تجھے معاف کیا سالگرہ پر ناوش کرنے والے" ہبا اداکاری کرتی جھوٹے آنسو پوچھتی گانے لگی

"ستم ہے خدایا یہ آپی کو بھلایا جو پھر سے ہبا باجی کو رلایا" ماہم نے جھک کر مزے سے گایا تو وہ دونوں ہسنے لگی

"چلو چلو پہلی گیند کروا رہا ہے حزیفہ" ایشال نے کہا تو سب جوش سے سامنے متوجہ ہو گئے

"پہلی بال پر ہٹ کر دینا" ایشال طلحہ کو آواز لگاتی بولی تو سب کا اہووو کا نعرہ بلند ہوا حزیفہ نے گیند پھینکی اور طلحہ نے تھوڑی دور شارٹ مار کر جلدی سے رن لیے۔۔۔ ایسی حزیفہ کا اوور ختم ہونے کو آیا اب بس دو آخری بال رہ گئی تھی۔۔ وہ لوگ اب تک رن بنا رہے تھے "یہ چوکہ "طہٰ کے شارٹ پر سب کا شور بلند ہوا۔۔۔ پھر آخری بال کروائی تو پھر سے چوکا مارا سب کا جوش بڑھ گیا۔۔۔ حمدان نے پریشانی سے صبحان کی طرف دیکھا جو بال روکنے میں کامیاب نہیں ہو رہا تھا اور اسی کی وجہ سے دو چوکے لگانے میں مقابل ٹیم کامیاب ہو گئی تھی۔ اوور ختم ہونے کے بعد حمدان بھاگتا آیا اور اسے کچھ سمجھایا پھر کچھ جگہ تبدیل کروائی

"میں آتی ہوں" علما مسکراتے ہوئے اٹھی اور حیدر ولا کے اندر چلی گئی اب اگلا اوور صبحان کو ملا تھا اور اب تک ان کے پندرہ رن ہو گئے تھے یعنی ایک اوور میں طلحہ اور طہٰ نے پندرہ رن بنائے تھے

★★==========★★

وہ کمرے میں آئی اور واشروم گھس گئی منہ پر چھیٹے مار کر باہر نکلی اور اپنی لپسٹک سہی کرنے لگی جب اس کا صوفے پر پڑا فون بجا وہ گنگناتی ہوئی صوفے کے پاس آئی اور کال اٹھائی تو کوئی کچھ نا بولا

"ہیلو کون؟" وہ صوفے پر بیٹھ کر اپنے جوتے کے تسمے باندھنے لگی جو بن ہی نہیں رہے تھے ہمیشہ کی طرح

"ہیلو؟" اس نے ایک بار پھر پکارا

"دشمن کا دشمن دوست" دوسری طرف سے کسی لڑکی کی آواز آئی علما چونکی اور موبائل کو کندھے سے اٹکائے ہوئے تھی ہاتھ میں پکڑ کر سہی سے کان سے لگایا اور ناسمجھی سے بولی

"میں پہچانی نہیں"

"اتنی جلدی بھول گئی؟" علما پہچان چکی تھی

"دیکھیے مجھے آپ سے ہمدردی ہے لیکن مجھے اس انسان سے کوئی سروکار نہیں ہے وہ مرے یا جیے مجھے بس خود کو اس کی قید سے آزاد کرنا ہے وہ بھی اپنا دامن پاک لیے "

"اگر خود کو رہائی دلانی ہے لڑکی تو پھر سروکار رکھنا پڑے گا" علما نے سر جھکا لیا پھر سر اٹھا کر بولی

"مجھے کرنا کیا ہو گا آخر؟" وہ تنگ کر بولی

"آج رات ملو مجھ سے سب بتاتی ہوں ایڈرس وہی ہے بائے" علما کچھ کہتی اس نے فون رکھ دیا وہ کچھ دیر سکرین کو دیکھتی رہی پھر ہیزل آیز بند کی اور گہری سانس لی

"شاید وہ سہی ہے مجھے ایسے آزادی نہیں ملنے والی اور ویسے بھی آزادی ملتی کہاں ہے لینی پڑتی ہے کچھ بڑا کر کے" وہ پرسوچ انداز سے بڑبڑائی پھر مسکراتے ہوئے اٹھی اور باہر نکل گئی۔ حمدان سے علحیدگی کی سوچ بھی اس کے چہرے پر مسکراہٹ لے آتی تھی

★★==========★★

وہ کمرے میں آئی اور سارم کے بارے میں سوچنے لگی اسے سارم کی کچھ حرکتیں عجیب لگنے لگی تھی سارم کیا ہوتا جا رہا تھا؟ خیر وہ سر جھٹکتی بیڈ پر پڑے فون کے پاس آئی اور اسے کھول کر دیکھا اور سوشل میڈیا کھول لیا کھول کر ہی سامنے ہبا کی تصویر آئی اور ساتھ علما ماہم اور حریم تھی سمرہ نے جلدی سے مضبوطی سے فون کو پکڑا اور مسکراتے ہوئے آنکھوں میں نمی آئی وہ سب کو زوم کر کے دیکھنے لگی ان سب نے ایک جیسے لباس پہنے تھے۔۔۔ علما کے ہاتھ میں بلا تھا جبکہ ماہم کے ہاتھ میں بال حریم کے ہاتھ میں جوس کا گلاس تھا وہ ساری پوز دیے لان میں کھڑی تھی سمرہ نے ناسمجھی سے دیکھا پھر نیچے ہبا کا لکھا کیپشن پڑھا جس پر "کرکٹ سین" لکھا تھا اور ساتھ ہی اتنے سارے ہیشٹیگ لگے تھے مزے اچانک ٹیم آحد ٹیم حمدان سب انگریزی میں لکھا تھا سمرہ بیڈ پر بیٹھ گئی اور دھیمی مسکراہٹ سے سب کی مسکراہٹیں دیکھنے لگی وہ لوگ کتنے خوش تھے کیا علما کو اس کی یاد نہیں آ رہی تھی؟۔۔ اس نے آنکھوں کا پانی اندر اتارہ اور موبائل ایک جانب پھینک دیا

"سمرہ" سارم نے اندر داخل ہوتے ہوئے اسے پکارا تو چونکی پھر منہ پھیر لیا شاید وہ سارم کو خود کی کیفیت سے آشنا نہیں کروانا چاہتی تھی

"کیا ہوا ہے؟" سارم کو کیسے معلوم ہوا کہ کچھ ہوا ہے؟ وہ پھر چونکی پھر جلدی سے خود پر قابو پاتے سارم کو دیکھا جو اس کے برابر میں آکر بھیٹ گیا تھا اور پریشانی سے اسے دیکھ رہا تھا

"کچھ بھی نہیں ہوا" اس نے نظریں چرائی۔۔۔ سارم خاموش ہو گیا

"میں نے تمھاری بات مانی پارٹی میں جاکر اب تمھیں اصول کے مطابق میری بات ماننی ہو گی" وہ پہلو بدل کر بولی اور بات بدل کر بھی

"کہو؟" اس نے دھیما لہجہ استعمال کیا وہ خود حیران تھا

"تم شراب نہیں پیوگے" وہ سخت لہجہ میں بولی "تم جانتے نہیں ہو شراب حرام ہے پھر کیوں اللہ کو ناراض کرنا؟" اب کی بار سارم نے نظریں چرائی

"سارم ہم مسلمان ہیں ہاں گناہگار ہے جیسے بھی ہے مگر ہم مسلمان ہیں لیکن اگر ہم حرام چیزیں کرے گے تو کیسے مسلمان ہوئے؟" اس نے سارم سے پوچھا جس نے سر جھکا لیا تھا

"تمھیں پتا ہے شیطان کے پسندیدہ بندے میں شمار ہوتا ہے شراب پینے والا شخص" سارم نے چہرہ اٹھا کر اس کو دیکھا جو نہایت نرم لہجہ میں اسے سمجھا رہی تھی

"سارم حرام حرام ہوتا ہے اور حلال حلال ہم حرام کر کے حلال کی امید نہیں رکھ سکتے" سارم نے واپس چہرہ جھکا لیا

"تمھیں معلوم ہے جو شخص ہمیشہ شراب پیتا ہو اور اسے موت آجائے اس کا حساب مشرکین کے ساتھ ہو گا جیسے کہ اس نے بت کی عبادت کی اور ہمارے نبی نے فرمایا ہے جو دنیا میں شراب پیتا یا نشا کرتا اسے ایک ڈرنک پلایا جائے گا اور تم جانتے ہو وہ ڈرنک کیا ہے؟ وہ ڈرنک جہنم کی آگ سے نکلنے والا خون پیپ اور گندگی ہے" سارم چونکہ تھا جبکہ اس نے سر اثبات میں ہلائے مزید اپنی بات جاری رکھی

"شراب کا پینا حرام ہے اور وہ کبیرہ گناہ ہے اس سے دوری اختیار کرنا اور پرہیز کرنا لازم ہے تمھیں پتا ہے ارشاد الٰہی ہے: یاٰیھا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون انما یرید الشطیان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلاۃ فھل انتم منتھون یہ سورۃ المائدۃ: 91-90 سے ہے اور اس کا ترجمہ ہے اے

ایمان والو! بیشک شراب اور جوا اور نصب کئے گئے بت اور فال کے تیر (سب) ناپاک شیطانی کام ہیں، سو تم ان سے بچو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

شیطان یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اور کینہ ڈلوادے اور تمہیں اللہ کے ذکر سے اور نماز سے روک دے۔ کیا تم ان سب باتوں سے باز آؤ گے ؟" سمرہ نے تفصیل سے بات ختم کر کے اس کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا جو حیرانی اسے دیکھ رہا تھا

"تمھیں یہ سب کیسے معلوم ؟" سارم نے حیرانی سے پوچھا

"کیوں نکہ میں نے معلوم کیا ہے ہم ماں کے پیٹ سے سب کچھ سیکھ کر نہیں آتے ہم ساری زندگی دنیاوی تعلیم اچھی سے اچھی لیتے ہیں اور میں جانتی ہوں تم بھی کسی بڑے اسکول سے ہایر سٹڈی کیے ہو گے مگر کیا تم نے کبھی اپنے دین کو جاننے کی کوشش کی ہے ؟ کیا دین کی بنیادی باتیں بھی جاننے کی کوشش کی ہے ؟" سارم سخت شرمندہ ہو گیا تھا

"سارم ہمارا دین ہمیں بہت پابندیوں والا نظر آتا ہے مگر اگر سچ پوچھو تو ہمارا دین سب سے آسان ہے سب سے مہربان ہے سب سے خوبصورت اور سب سے اچھا ہے ہم خود ہی اس کو مشکل بنا دیتے ہیں" وہ مسکرا کر بولی

"لیکن سمرہ میں نے تو بہت شراب پی ہے بہت گناہ کیے ہے میں تو بہت گناہگار ہوں میری معافی قبول ہو گی ؟" اس نے پوچھا۔۔۔ وہ مایوس نظر آرہا تھا سمرہ زرہ سا ہنسی پھر بولی

"اللہ ہی تو معاف کرنے والا ہے وہی تو ہے جو ساری زندگی کے گناہ ایک پل میں معاف کر دیتا ہے باشرت کہ وہ گناہ واپس نا ہو سچے دل سے معافی مانگو گے اور وہ معافی واپس پلٹ کر آجائے میں نہیں مانتی" اس نے نفی میں سر ہلایا سارم مسکرایا

"سارم انسان معاف نہیں کرتا مگر وہ رب معاف کر دیتا ہے کتنے عجیب ہیں نا یہ انسان" وہ افسردگی سے کسی گہری سوچ میں ڈوبتے ہوئے بولی

"کیا تم کسی کو معاف کر سکتی ہو ؟" سارم نے فوراً سوال کیا کتنا عجیب انداز تھا اس کا سمرہ چونکی

"نہیں سارم میرے پاس وہ بڑا دل ہی نہیں ہے شاید میں بھی بدقسمتی سے ان عجیب انسانوں کی فہرست میں آتی ہوں مگر میں کوشش کرتی ہوں لیکن معاف کرنا ہمارے لیے آسان نہیں ہوتا وہ تو رب ہے اس کا ہمارا کیا جوڑ" وہ نفی میں سر ہلا کر کھڑی ہو گئی

"کہاں جا رہی ہو ؟" سارم نے جلدی سے پوچھا

"نماز کا وقت ہو گیا ہے" اس نے بغیر سارم کو دیکھ کر کہا

"میں نے بھی پڑھنی ہے مجھے تو یاد بھی نہیں آخری بار میں نے نماز کب پڑھی تھی" وہ افسوس اور شرمندگی کے ملے جلے تاثرات سے بولا

"اب سے شروع کرلو پھر کبھی چھوڑنا ہی نہیں یاد کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی" وہ مسکرا کر بولی تو وہ بھی مسکرایا

★★==========★★

وہ باہر آئی تو معلوم ہوا طٰہٰ آؤٹ ہو چکا ہے اس نے افسوس سے آحد کو دیکھا جو مسکرا کر "کوئی بات نہیں" کہنے لگا طٰہٰ کی جگہ ہبا گئی تھی بیٹنگ کرنے کے لیے علما حریم کے برابر آکر بیٹھ گئی اور دلچسپی سے میچ دیکھنے لگی حسیب کا اوور شروع ہوا تھا اور سامنے ہبا کو بیٹنگ کرتے دیکھ اس نے اتنی ہلکی بال پھینکنا شروع کی کے ہبا نے دو چوکے اور دوران تین بال میں لے لیے سب کا شور بلند ہو رہا تھا

"حسیب یہ کیا کر رہا ہے تو؟" حمدان غصہ سے حسیب کے پاس آیا جو ہبا کے شکریہ کے اشارے پر فرضی کالر جھاڑ رہا تھا چونکہ

"م۔۔میں کیا کر رہا ہوں" وہ گڑبڑا گیا "بس اگلا اوور تو نہیں لے گا" وہ جو ڈیسایڈ ہوا تھا کہ دو اوور حسیب لے گا حمدان نے فیصلہ بدل دیا حسیب اپنی جگہ سے اچھل پڑا

"ک۔۔کیوں بھئی؟ "

"کیونکہ میں جانتا ہوں کس کو امپریس کیا جا رہا ہے" حمدان نے ہاتھ باندھ کر ہبا کی جانب اشارہ کیا تو وہ گھبرا گیا

" بلکل سہی فیصلہ کیا ہے حمدان بھیا اگلا اوور میں لونگا" حنین بھاگتے ہوئے آیا اور حسیب کے ہاتھ سے بال لے کر کہا تو حمدان نے اس کے کندھے کو تھپتھپا کر سب کو اپنی جگہ لینے کا کہا۔ حسیب نے آخری کی دو بال منہ بنا کر کروائی اور پھر حنین کی باری آئی اور اس نے پہلی بال پر ہبا کو آؤٹ کر دیا جس پر آحد کی ٹیم نے حنین کو خار کھانے والی نظروں سے گھورا جبکہ حمدان کی ٹیم کا شور بلند ہوا

"یار میں نہیں کھیل رہی" ہبا غم و غصہ سے ہارے ہوئے کھلاڑی کی طرح لوٹی

"ہاہاہاہا بیٹا کچھ نہیں ہوتا" علی حیدر نے ہنس کر سمجھایا

"داداجان مجھے ابھی آؤٹ نہیں ہونا تھا" ہبا کی روتی صورت ہو گئی تھی

"کوئی بات نہیں ان کی باری پر تم حنین کو آؤٹ کر دینا" علی حیدر نے سمجھایا تو نمرہ کے برابر وہ بیٹھ کر غصہ سے سرگوشی کرنے لگی

"میں چھوڑونگی نہیں اس حنین کے بچے کو" نمرہ خاموش ہی تھی ہبا کے بدلے اب ماہم کو بھیجا گیا تھا

"آل دی بیسٹ ماہیی" حریم اور علما خوشی سے چلائی جبکہ وہ ہاتھ ہلا ہلا کر ماہر کھلاڑیوں کی طرح اتر کر پچ کی طرف جانے لگی

★★==========★★

میچ جاری تھا اب تک آحد کی ٹیم کے سکور پچاس کو پار کر گئے تھے ماہم اور طلحہ آوٹ ہو چکے تھے اور مزے کی بات یہ تھی کہ ماہم کو آوٹ کرنے والا ازین تھا وہ بھی کیچ پکڑ کر ماہم اس کو لنگور کہہ کر سلواتیں سنا رہی تھی جبکہ وہ ماہم کا مزاق پر مزاق بنائے جا رہا تھا کیوں نکہ جس کانفیڈنس سے وہ میدان میں ائی تھی اتنی ہی بھیگی بلی بن کر میدان سے واپس گئی تھی اب آخری کے دو کھلاڑی رہ گئے تھے اور خوشنصیبی سے علما اور آحد دونوں بہن بھائی ایک ساتھ میدان میں اترے تھے۔ ہیثال کا اوور ختم ہو چکا تھا تقریباً سب کا اوور ہو گیا تھا سوائے حمدان اور سعد کے سعد چونکے بلا بازی میں بہتر تھا تو حمدان نے خود آخری کے دو اوور کرنے کا فیصلہ کیا تھا آحد پہلے ہی پچ پر پہنچ چکا تھا مگر آتے آتے علما بری طرح لڑکھڑائی تھی کیوں نکہ اس کے جوتیں کے فیتے کھل گئے تھے وہ جھنجھلا گئی اسے ویسی یہ فیتے والے جوتے برے لگتے تھے کیوں نکہ اسے باننا نہیں آتے تھے مگر وہ جبھی پہنتی آحد بانتا ابھی بھی وہ آحد کو آواز لگانے ہی والی تھی

کہ کسی کا ہاتھ اپنے جوتوں پر لگا محسوس ہوا اس نے چونک کر سر نیچے کر کے دیکھا تو حمدان ایک گھٹنے کے بل بھیٹا اس کے سنجیدگی سے فیتے باندھ رہا تھا جو پورے کھلے پڑے تھے علما نے حیرت سے اسے دیکھا اسے پہلے وہ اسے ٹوکتی کہ دور سے سب کا شور بلند ہوا سب شوخ نظروں سے ان کو دیکھ رہے تھے حریم نے مسکراتے ہوئے آحد کو دیکھا جو اس کو دیکھ کر مسکرا دیا ایمان نے نظریں چرا کر ایثال کو دیکھا جو طلحہ سے کچھ مسکراتے ہوئے سرگوشیاں کر رہی تھی ایمان مسکرائی

"اس عشق کو کیا نام دوں؟" حسیب نے سوچتے ہوئے تھوڑی پر انگلی رکھ کر کہا تو پاس کھڑا ازین شوخی سے بولا

"چاہت دیوانگی" وہ اتنے مزے سے بولا کہ حسیب قہقہ لگا کر ہنسا دور کھڑے وہ دونوں تھے جو با آسانی سب کی شوخ نظریں خود پر محسوس کر رہے تھے حمدان نے ایک جوتے کے باندھ کر دوسرے پیر کی طرف بڑھا تو علما جلدی سے پیچھے کیا

"م۔۔میں باندھ چکی ہوں بندھا ہوا ہے" وہ جلدی سے بولی اسے خاصا عجیب لگ رہا تھا

"وہ تو دکھ رہا ہے کتنے اچھے سے بندھا ہے" حمدان نے ایک نظر اس کے دھوپ میں پڑتی ہیزل آئز میں ڈال کر آگے بڑھا اور اس کے دوسرے جوتے کے فیتے کھول کر دوبارہ ٹھیک سے باندھے اور پھر ہاتھ جھاڑتے کھڑا ہو گیا

"ہنہہ بس سب کو دکھانے کے لیے" علما نے آنکھیں گھمائی

"حمدان بھیا سنا تو تھا محبوب آپ کے قدموں میں لیکن ہمیشہ سے چاہ تھی دیکھنے کی کہ آخر کیسا لگتا ہے آج آپ نے میری چاہ پوری کر دی" اریشہ کے شرارتی انداز پر علما سلگ کر رہ گئی مگر کچھ نہ بولی کیونکہ آحد نے اسے خود کے پاس بلا لیا تھا جبھی وہ ہاتھ میں بلا لہراتی بھاگتی ہوئی اس کے پاس چلی گئی

"کیا گھول کے پلا دیا بھابھی نے؟" ہیثال کے مستی سے پوچھنے پر اسے حمدان کی گھوری ملی تھی

★★==========★★

"سمرہ یہ کیا ہو گیا" وہ تقریباً بھاگتا ہوا سمرہ کے پاس آیا جو صوفے پر بھیٹی اپنے ہلکے سے جلے ہاتھ پر کریم لگا رہی تھی اچانک بری طرح چونکی

"یہ۔۔۔یہ کیسے ہوا؟" سارم نے حیرت سے پوچھا

"کچھ نہیں ہوا بس زرہ سا کچن میں ہاتھ جل گیا" سمرہ نے ہاتھ پیچھے کرتے کہا

"تم کچن میں کیوں گئ سارے ملازم کہاں ہے؟۔۔۔کوثر کوثر کہاں مر گۓ تم لوگ" وہ یک دم چلایا۔۔۔ سمرہ نے حیرت سے اسے دیکھا وہ کیوں اتنا اوورری ایکٹ کر رہا تھا

"سارم کیا ہو گیا ہے میں ٹھیک ہوں" سمرہ نے اسے گھورتے ہوئے کہا

" بلکل ٹھیک نہیں ہو ادھر دو کریم پہلے کریم لگائے گے پھر ڈاکٹر کیا جائے گے" اس نے جھک کر اس کے پیچھے سے کریم اٹھائ پھر اس کی دائ ہاتھ کی کلائ نرمی سے پکڑ کر آگے کی اور ہلکا ہلکا لگانے لگا سمرہ کی سسکی نکلی "زیادہ درد ہو رہا ہے؟" وہ پھونک مارتے ہوئے اس کی طرف دیکھ کر پریشانی سے بولا سمرہ سن بھیٹی اس کے آنکھوں میں جھاکنے لگی جو کچھ اور ہی بیان کر رہی تھی

"سارم؟" اس نے اسے پکارہ جو ہلکے ہلکے اپنے انگلیوں کے پوروں سے کریم لگا رہا تھا

"ہمم؟"

"تم واقعی پریشان ہو گۓ؟" اس نے اس پر نظریں جمائے کہا جو سر جھکائے کریم لگا رہا تھا

"میں پریشان نہیں ہونگا تو کون ہو گا؟" اس نے مصروف سے انداز سے کہا

"کیوں تم کون ہو؟" سمرہ کے لہجہ میں سختی آئ

"میں۔۔۔میں تمھارا سر تاج ہوں" سارم بول کر ہنسنے لگا ساتھ سمرہ بھی مسکرائ

"چھوڑو میرا ہاتھ" سمرہ نے ہاتھ پیچھے کیا

"چھوڑنے کے لیے تھوڑی پکڑا ہے" سارم نے واپس کلائ تھام کر کہا جبکہ سمرہ کی دل کی ہارٹ بیٹ مس ہوئ تھی

★★==========★★

حمدان نے پہلا اوور نہیں لیا تھا پہلا اوور سعد کی زد پر سعد نے پورا کیا تھا اور آحد اور علما کی بہت سمجھداری سے پارٹنر شپ چل رہی تھی اب تک ان کے رن ستر ہو چکے تھے اب آخری اوور آ گیا تھا جو حمدان کا تھا آحد بیٹنگ پر تھا حمدان نے بھاگتے ہوئے روانگی سے اسے بال کروائ اس نے چوکہ مارنے کی غرض سے زین کی طرف گیند پھینکی مگر زین نے بانڈری کے پار جانے نہیں دیا مگر ساتھ ان

کے ایک رن بن گ ئے تھے علما اب بیٹنگ پر آ گئ تھی اس نے پہلے سعد کو تو کہہ کر رکھ دیا تھا کہ ہاتھ ہلکا رکھے اسیلے سعد کی بال بڑی آسان تھی مگر اب حمدان کو کون کہے؟ اور حمدان کی اتنی تیز بالنگ پر وہ دل پر قابو کر گئ وہ تھوگ نگلتے بڑی ہمت سے آحد کی طرف دیکھتی حمدان کو سنانے کے غرض سے بولی جو بال کو اپنی شرٹ سے صاف کر رہا تھا اور تیار تھا بال کروانے کے لیے

"بھائ آرام سے اگر میں زخمی وخمی ہو گئ تو؟۔۔ بلکل آرام سے" وہ حمدان پر چھپکے سے نظر ڈال کر ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولی آحد نے تو دھوپ کے باعث ہاتھ کا چھجہ بنا کر اسے دلاسہ دے دیا تھا مگر حمدان نے اس کی طرف نا دیکھا بلکہ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی

"یہ پکا مجھ سے سارے بدلے لینے والا ہے" وہ حمدان کو دور جاتا دیکھ بولی جو تیزی سے بھاگنے کے لیے پیچھے ہو رہا تھا

"یا اللہ میاں بچا لینا مجھے ابھی تو میں نے اپنی زندگی نہیں دیکھی" اس نے دل ہی دل میں دعایں کی آڈینس میں بھیٹے لوگ بھی چوکندہ ہسموگ ئے تھے ان کے لیے میچ مزید دلچسپ ہو گیا تھا سب علما علما کے نعرے لگانے لگے حمدان بھاگتے ہوئے تو آیا مگر اپنی رفتار پہلے ہی کم کر دی اور بڑی ہی سادہ بال کروائ جس پر علما نے بے اختیار لمبا شارٹ مارا اور سیدھا

"سکس" سب کا شور بلند ہوا جبکہ علما سن کھڑی اپنے ہاتھ میں پکڑے بلے کو دیکھنے لگی پھر حمدان کو جو واپس بال منگوا رہا تھا

اگلی دو بال بھی اتنی سادہ تھی کہ علما نے دو چوکے تو با آسانی لگا دیے اور خود کو کسی ماہر کھلاڑی سے کم نہیں سمجھنے لگی اور پھر آحد کی باری آئ اور اس کی باری میں پھر بال مشکل ہوئ مگر جیسے تیسے کر کے انہوں نے رن بنا لیے اور ایسے آحد کی ٹیم نے کل ٹوٹل نوے رن کا ٹارگٹ دیا

"ادھر آ تو" حسیب نے ایک نظر آحد کی ٹیم کے جوش سے بھرے ملے گلے کو دیکھ کر صبحان سے بات کرتے حمدان کو جا کر پکڑا

"مجھے بڑی سنا رہا تھا ہبا کو ہلکی بال کروانے پر اور خود بھابھی کو بچوں کی طرح ٹریٹ کیا واہ بھئ واہ" حسیب خوخار نظروں سے دیکھ کر بولا تو حمدان بے ساختہ گھبرایا

"وہ تو اس کو ڈر لگتا ہے نا" اس نے جلدی سے کہا "آہاں ڈر لگتا ہے میری والی تو ورلڈ کپ کھیل کر آ رہی ہے نا؟" حسیب نے بے اختیار کہا

"میری والی کیا مطلب؟" حمدان نے اسے پکڑا تو وہ گڑبڑایا "و۔۔وہ جی بھابھی حمدان کو بلا رہی ہے جا جا" اس نے جھوٹا اشارہ کیا اور وہاں سے ناک آؤٹ ہو گیا جبکہ حمدان نفی میں سر ہلا کر رہ گیا

★★==========★★

حمدان کی ٹیم نے اب تک ۸۰ رن بنا لیے تھے سب کی کارکردگی اچھی تھی ۹ آؤٹ ہو چکے تھے آحد کی ٹیم بھی زبردست چل رہی تھی میچ بڑا دلچسپ ہو گیا تھا کیوں نکہ آخری اوور تھا اور دس رن آخری وکٹ سب کا دل دھڑکنیں لگا تھا اور حمدان کی ٹیم سے حمدان کیپٹن

اور ساتھ حسیب میدان میں اتر آیا تھا جبکہ آحد کی ٹیم سے آحد لاسٹ اوور کرہا تھا۔پہلے کی دو بال حسیب کے حصے میں آئی تھی جس پر اس نے کم از کم تین رن بنا لیے تھے ایک میں دو رن لیے تھے اور ایک میں ایک اب حمدان بیٹنگ پر آ گیا تھا چار بال بچی تھی سات رن چاہیں تھے سب دل تھامے میدان کے قریب کھڑے ہوئے حمدان حمدان چیر اپ کر رہے تھے

"بھائی بھائی پلیز آؤٹ" علما نے چلا چلا کر پورا حیدر ولا سر پر کھڑا لیا تھا ایسا نہیں تھا وہ اکیلے ہی آحد کو چیر اپ کر رہی تھی سب اپنی اپنی جگہ فیلڈنگ پر کھڑے تھے پوری ٹیم آحد کی اس کو جوش دلا رہی تھی مگر علما کچھ زیادہ ہی حمدان کی ناکامی کا بے صبری سے انتظار کر رہی تھی

"بھائی کلین بولڈ" وہ جوش سے اچھلتی بولی حمدان نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا پھر سامنے آحد کو جو بھاگتے ہوئے تیسری بال کروانے آرہا تھا حمدان نے اس بال پر چھکہ مارا تھا اور یہ حمدان کی ٹیم کا شور بلند ہوا جبکہ آحد کی ٹیم افسوس کرتی رہ گئی علما لب کاٹے دعایں پڑھنے لگی

اب تین بال پر ایک رن چاہیے تھا حمدان کی ٹیم جوش سے اچھل رہی تھی "بھائی پلیز آپ کو میری قسم ہے کچھ تو کریں" علما روتی صورت بناتی چیخی

"پلیز بھائی ہرا دیں" حمدان کے کانوں میں اس کی آواز گونجنے لگی اس نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا جو ہاتھ جوڑے منت کرنے پر اتر آئی تھی وہ اس کا شدت سے ہارنے کا انتظار کر رہی تھی حمدان نے گہری سانس لی "مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا" ایمان نے زین کو کوہنی مار کر کہا جو نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا

آحد نے کندھے سے پسینہ پوچھا اور تیزی سے بھاگتے ہوئے آیا اور بال پھینکی اور حمدان تھوڑا سا وکٹ سے ہٹا اور ڈیرکٹ وکٹ گر گئی اور جو سب کا شور بلند ہوا سب میدان میں آحد کے پاس آ گئے اور جھپٹ کر اس کے گلے ملے اور سب سے زیادہ خوش علما تھی حمدان نے بلا ایک طرف پھینکا اور مسکرا کر اس کو دیکھا جو اچھل اچھل کر آحد سے لپٹ رہی تھی آحد نے حیرانگی سے حمدان کو دیکھا جس نے اب آحد سے نظریں ملائی اور کندھے اچکاتا ایک محبت بھری نظر علما پر ڈال کر ناک آؤٹ ہو گیا جبکہ آحد کے لب دھیمے سے مسکرائے تھے

★★==========★★

"تجھ سے بڑھ کر کوئی عزاب نہیں،

اے عشق تیرا کوئی جواب نہیں"

شام کے آدھے پہر وہ ایک بار پھر اسی جگہ اسی طرح اسی انداز اسی طریقے سے اس کے مقابل بھیٹی تھی جو میز پر جھک کر مشروب گلاس میں انڈیل رہی تھی علما بار بار موبایل کی جانب دیکھ رہی تھی جہاں پر حریم کی کال پر کال آ رہی تھی مگر نا تو یہ وقت مناسب تھا اور

ناہی یہ جگہ کال اٹھانے کے لیے سامنے والی لڑکی نے اس کے سامنے گلاس کیا تو اس نے تھام لیا اور ایک دو گھونٹ بھر کر واپس میز پر رکھ دیا جبکہ وہ لڑکی واپس صوفے سے لگ گئی اور ساتھ ہی آنکھیں موند گئی ٹانگ پر ٹانگ جمائی بھیٹی وہ لڑکی کچھ منتشر نظر آ رہی تھی بیچاری اتنی عزیت سے جو گزری علما کو ایک بار پھر اسے ہمدردی ہوئی

"تم نے خلا لینے کے بارے میں کیا سوچا؟" آنکھیں کھول کر وہ بولی مگر علما کو بغیر دیکھے اس کی نظریں اپنی ہوا میں لہرائی انگلیوں کے لمبے ناخنوں پر تھی جو ہمیشہ کسی نا کسی رنگ سے رنگے ہوتے تھے

"مجھے اس شخص کی چلاکی سمجھ آ گئی ہے وہ جان بوجھ کر سب کے سامنے اچھا بنتا ہے تا کہ اگر کل کو میں چھوڑوں تو سارہ الزام مجھ پر آئے وہ ایک بار مجھے میرے اپنوں کے سامنے گرانا چاہتا ہے" اس نے افسردگی سے کہتے گلاس وال پر نظریں جمائی جہاں سامنے سورج ڈوب بھی چکا تھا اور رات کے سائے سر پر منڈلا رہے تھے دن کی روشنی چھپ گئی تھی اندھیرا ہو گیا تھا بلکل اس کی زندگی کی طرح وہ لڑکی سیدھی ہوئی اور مسکرائی وہی عجیب مسکراہٹ پھر سانس بھر کر کہنے لگی "میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا وہ شخص گھٹیا پن کی ساری حدیں پار کر دینے والا ہے" علما نے واپس اسے دیکھا

"میں کیا کروں؟" وہ تنگ آ گئی تھی

"جو میں کہوں" اس لڑکی کی مسکراہٹ برقرار تھی

"اور وہ کیا ہے؟" علما نے ناسمجھی سے دیکھا

"اس کو اس مقام پر پہنچا دینگے جس مقام کا وہ حق دار ہے" وہ لڑکی دانت پیستے بولی

"مگر یہ کیسے ممکن ہے؟" علما الرٹ ہوئی

"تم کرو گی یہ" اس نے علما کی طرف شہادت کی انگلی کی "میں؟" علما نے پھر ناسمجھی سے دیکھا

"مگر کیسے؟"

"اپنی محبت کے جال میں پھسا کر" اس لڑکی کے کنچے جیسے دانت واضح ہو گئے تھے جبکہ علما شاک رہ گئی

"ک۔۔کیا مطلب؟" اس کا دل تھمنے کو آ گیا

"جو تم نے سنا" وہ لڑکی اب اپنے رنگے بالوں کی موٹی لٹ انگلی میں لپیٹ کر اس کے آتے جاتے حونک تاثرات دلچپسی سے دیکھ رہی تھی

"یہ ناممکن ہے تم کیسے کہہ سکتی ہو میں اس شخص سے نفرت کرتی ہوں اور تم کہہ رہی ہو محبت کرنے لگ جاوں" علما کو سمجھ نا آیا وہ کیا کہہ رہی ہے

Urdu Novels Ghar

"میں نے کب کہا محبت کرو میں تو کہہ رہی ہوں محبت کا ڈھونگ رچو۔۔۔۔" علما نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے

"جیسے وہ عشق کا ڈھونگ رچتا ہے" اور اسی پل کھلے لب بند ہو گئے

"تم اس کو اپنے محبت کے جال میں نہیں پھساؤ گی تو وہ ہماری مطلوبہ جگہ کیسے پہنچے گا وہ اس مقام پر کیسے پہنچے گا؟ تم ہی ہو جو کر سکتی ہو"

علما خاموش تھی

"تمھیں بس اس کو تڑپانا ہے پہلے محبت کر کے اس کو بہلانا ہے پھر اچانک پینترا بدل کر اس کو زخمی کر دینا ہے" وہ اس کو پوری طرح رضامند کرنا چاہ رہی تھی جو دل و دماغ کی جنگ کے آگے کھڑی ہو گئی تھی جیسے ہر بار ہو جاتی ہے

"زخمی شیر خطرناک ہوتا ہے" وہ خوف سے بولی اس کو ڈر محسوس ہوا یہ سب خطرناک تھا یہ سب کچھ بہت پیچیدہ تھا

"وہ تو جب نا جب وہ اپنی جگہ سے اٹھنے کے بھی قابل ہو گا" وہ ہنس کر بولی اس کی ہنسی بھی عجیب تھی وہ کیوں اتنی عجیب تھی؟

"م۔۔ مطلب؟ "

"تمھیں بس کسی بھی طرح اس کے ساتھ دسمبر کا مہینہ گزارنا ہے وہ بھی بڑی محبت سے اور پھر اس کو میری بتائی ہوئی جگہ پر لے آنا ہے وہاں پر ہم اس کے ساتھ حادثا کر دینگے تم اس کے ساتھ ہو گی مگر تمھیں کچھ نہیں ہو گا حادثا گاڑی میں ہو گا وہ گاڑی چلا رہا ہو گا تمھیں گاڑی سے تھوڑی سی دیر کے لیے نکلنا ہے اور اسی وقت اس گاڑی کو۔ چٹکی دو نگی میں بس پھر کام تمام" اس نے تفصیل سے اپنی پلیننگ بتائی علما کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا

"وہ مر جائے گا" وہ بے ساختہ بولی

"نہیں مرے گا نہیں مگر اس قابل بنا دینگے کہ اپنے مرنے کی دعایں کرے گا" وہ اٹھی اور اب ٹہلنے لگی علما اپنی جگہ سے اچھل کر کھڑی ہوئی

"م۔۔ میں وہاں میں کیا" علما کے پاس لفظ ختم ہو گئے اس کو اپنا دماغ شل ہوتا محسوس ہوا

"ہاں تم وہاں ہو گی اور سب کو یہ حادثا ہی معلوم ہو گا سب کچھ پرفیکٹ ہو گا بلکل پلیننگ کے مطابق" اس نے علما کو یقین دلایا

"سوچو علما سوچو جب وہ معزور ہو جائے گا تو کون اس کے ساتھ زندگی گزارے گا تمھارے پاس اس کو چھوڑنے کا حق ہو گا اور تمھیں کوئی نہیں روکے گا بلکہ تمھارے گھر والے تمھارا ساتھ دینگے آخر اپنی جوان بیٹی کو ساری زندگی ایسے شخص سے منسوب تو نہیں کر سکتے جو خود اپنا خیال نہیں رکھ سکتا" وہ کتنی آسانی سے کہہ رہی تھی جبکہ علما ششدر اسے سن رہی تھی

"تم اسے آزاد ہو جاؤ گی اور وہ پل پل تمھیں یاد کر کے تڑپے گا خود کو بے آسرا دیکھ کر جلے گا خود کی موت کی دعایں مانگے گا اسے بڑی اور کیا سزا ملے گی کہ وہ زندہ رہ کر بھی وہ زندہ لاش بن جائے گا؟" علما سن ہو گئی جبکہ وہ ایک ایک لفظ پر زور دیے بولے جا رہی تھی

"تمھاری نفرت اس کھیل میں جیت جائے گی اور اس کا جھوٹا عشق ہار جائے گا تم جیت جاؤ گی وہ ہار جائے گا تمھاری جیت ہو گی اور اس کی مات" اس کا ایک ایک لفظ اس کے کانوں میں سائے سائے کر رہا تھا

"تمھاری جیت ہو گی" وہ صوفے پر دھپ کر کے بھیٹی

"اس کی مات"

"وہ ہار جائے گا"

"تم جیت جاؤ گی"

"نہیں" وہ تھوک نگلتی نفی میں سر ہلانے لگی

"یہ خطرناک ہے" وہ ڈر کر بولی

"خطرناک کام میں ہی تو مزا ہے" اور وہ مسکرا کر بولی

"سوچو یاد کرو وہ وقت جب اس نے تمھیں زلیل کیا تھا تمھیں رسوا کر دیا تھا تمھیں اپنوں کی نظروں میں گرا دیا تھا کیا اب بھی تم اس شخص کا برا نہیں سوچو گی؟" وہ لڑکی اس کے پاس آ کر گھٹنوں کے بل بھیٹ گئ جبکہ علما کی آنکھوں کے سامنے تین سال پہلے کا دردناک ماضی لہرائے

"تمھاری بہن بھی ہیں نہ کیا ہوا اگر تمھاری بہن کو کچھ ہو جائے؟"

"قبول ہے قبول ہے قبول ہے" سب کچھ یاد آ رہا تھا اس کے رونٹھے کھڑے ہو رہے تھے

"علما؟" اس لڑکی نے اس کا کندھا ہلایا علما چونکی

"کیا ہوا کیا اب بھی تم اس کی حمایت کرو گی؟" وہ بولی

"اس نے میرے ساتھ جو کیا وہ کیا تمھارے ساتھ اتنا گھلونا اف مجھے تو سوچ کر ہی خوف آتا ہے تم نے وہ رات کیسے کاٹی ہو گی جب وہ۔۔۔" وہ لڑکی خود خاموش ہو گئ

"انصاف ملنا چاہیں ہمیں تم" اس کی بات علما کے اچانک اٹھنے پر ادھوری رہ گئ

"کہاں جا رہی ہو؟" وہ باہر جانے لگی جبھی وہ لڑکی جلدی سے بولی

"یہ غ۔۔غلط ہے" علما نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا۔۔۔وہ لڑکی غصہ پیتی خاموش ہو گئ

"تمھارا نام کیا ہے؟" علما کو اچانک کچھ یاد آیا

"افرہ ولید" افرا نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ تب تک مسکراتی رہی جب تک علما چلی نا گئ

"میں جانتی ہوں تم واپس ادھر ہی آؤ گی" وہ مسکراتے ہوئے بڑبڑائی

"میرا کام ہو گیا اب تمھاری باری ہے علما حمدان علی حیدر" وہ سانس بھرتی بولی

"کہا تھا نا حمدان علی حیدر افرا ولید واپس آئے گی اپنا بدلا لینے اور بدلا اتنا بھیانک ہو گا کہ تم سانس لینے کے قابل بھی نہیں رہو گے تمھیں تمھارے ہی عشق کے ہاتھوں زلت ملے گی" وہ قہقہ لگانے لگی تھی

★★==========★★

پیچھے سے ماہم اس کو آوازیں لگاتی رہ گئی مگر اسے کچھ سنائی نا دیا اس کا دماغ معاف ہو رہا تھا وہ مرے قدموں سے چلتی کمرے میں داخل ہوئی اور سامنے بیڈ پر جا کر دھپ کر کے بھیٹ گئی اور دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا افرا کی پلیننگ افرا کی ساری باتیں سب دماغ میں گھوم رہی تھی اور وہ کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی یہ سب بہت خطرناک تھا اور اس کے اندر اتنی ہمت نہیں تھی وہ کچھ دیر ایسی شل ہوتے دماغ کے ساتھ بھیٹی رہی جب کسی کی آہٹ سے اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو سامنے اس شخص کو پایا جس کی وجہ سے سب کچھ ہو رہا تھا۔ حمدان اندر آتے ہی اس کی طرف آیا اور نرمی سے مخاطب ہوا "کہاں گئی تھی علما تم؟" اس نے پوچھا

"تم سے مطلب" علما نے آنکھیں گھما کر کہا اس کا سر ویسے درد ہو رہا تھا اوپر سے اس کے سوال ختم نہیں ہو رہے تھے

"علما تم کل بھی کہی گئی تھی اور آج بھی بات کیا ہے؟" حمدان نے اس کے چہرے پر گہری نظریں ڈال کر پوچھا علما کو ایک بار پھر اس کی نظروں کی تپش سے الجھن ہوئی

"کیا مسلہ ہے تمھارے ساتھ آج تم مجھے بتا ہی دو۔ ہاں جب دیکھو پیچھے پڑے رہتے ہو میری مرضی میں جہاں بھی جاؤں تمھیں اسے کیا ہے؟" وہ غصہ سے بولی حمدان خاموش رہا علما کو اس کی خاموشی بھی چبنے لگی جبھی وہ اس کے برابر سے گزر کر جانے لگی تب حمدان نے اس کی کلائی تھامی

"کیا ہوا ہے؟" اس نے سنجیدگی سے بھویں اٹھا کر پوچھا۔۔۔ علما نے ایک نظر اپنی کلائی پر ڈالی جس کو وہ مضبوطی سے تھاما ہوا تھا پھر اس کے چہرے پر جو اس کے باریقی سے دیکھ رہا تھا علما نے ایک آبرو اٹھائی "ہاتھ چھوڑو میرا" اس نے حد سے زیادہ سنجدیدگی سے لہجہ دھیما کر کے کہا

"اور اگر میں نا چھوڑوں تو؟" گرفت اور بھی مضبوط ہو گئی

"مجھے درد ہو رہا ہے ہاتھ چھوڑو میرا" علما نے چڑ کر اپنی نازک کلائی اس کی مضبوط گرفت سے آزاد کروانی چاہی

"پہلے میرے سوال کا جواب دو" حمدان کی سنجیدگی بر قرار تھی

"حمدان میں بتا رہی ہوں تم حد پار کر رہے ہو" اس نے دانت پیستے کہا

"ابھی میں نے حد پار کی کہاں ہے ؟" حمدان پہلو بدل کر اس کے عین سامنے آیا علما نے منہ پھیر لیا مگر کوشش جاری رکھی اپنی کلائی چھڑوانے کی

"علما تم صاف صاف بتا کیوں نہیں دیتی کدھر گئی تھی ؟" اب نرمی سے پوچھا

"کیوں تم میرے کون لگتے ہو جو میں تمھیں اپنی پرسنل باتیں بتاؤں ؟" اس کو غصہ آیا

"بتانے کی ضروت ہے کہ میں کون ہوں ؟" حمدان مسکرایا

"کتنے بیچ ہو تم گھٹیا انسان کتنا کوئی اتنا کیسے گر سکتا ہے" علما نے افرا کو یاد کرتے افسوس سے کہا حمدان کی مسکراہٹ غایب ہوئی اور ماتھے پر بل پڑے

"علما زبان سمبھال کر" وہ سخت لہجے میں بولا

"اوہ واہ اب موصوف کے ساتھ میں تمیز سے بات کروں لایق ہو تم ؟" گرفت ڈھیلی ہو گئی تھی جبھی اس نے ایک جھٹکے سے اپنی کلائی آزاد کروا کر کہا

"لفظوں کا چناؤ سہی کرو بعد میں پچھتانا نا پڑے" وہ بہت گہرائی سے بولا اس کے لہجہ میں کچھ تو تھا کیا تھا ؟ کچھ تو جس نے علما کو چونکہ دینے پر مجبور کر دیا تھا کیا لہجوں میں بھی کچھ چھپا ہوتا ہے ؟ ہاں لفظ لہجہ انداز یہی تو مکالمے کرتے ہیں جبھی تو جھوٹ اور سچ تعیل میں آتا ہے اور جہاں جھوٹ سچ کا کوئی وجود نا ہو ؟ وہ پھر آنکھیں ہوتی ہے جسے سید ھا دل کے اندر جھانکا جا سکتا ہے جہاں کوئی فریب نہیں ہوتا اور اگر ہوتا ہے تو معلوم پڑ جاتا ہے

"تم واقعی میں لوگوں کو جال میں بڑی آسانی سے پھسا لیتے ہو" علما تاسف سے نفی میں سر ہلاتی بولی

"اچھا اگر ایسا ہے تو اب تک تم میرے گن گا رہی ہوتی" وہ بھویں اچکاتا بولا

"کیوں نکہ میں تمھاری سچائی سے واقف ہوں بے وقوف تو وہ بنتے ہیں جو تمھاری اصلیت سے نا آشنا ہو زندگی تو ان کی برباد ہوتی ہے جیسے میری ہوئی تھی جب میں بھی نا آشنا تھی" اس کا لہجہ افسردہ ہو گیا تھا اور حمدان کو پھر اس کے ماضی نے اوقات یاد دلا دی تھی

"تم جانتے ہو ؟ تم ایک گھٹیا انسان ہو جو صرف دوسروں کی عزت کے ساتھ کھیلنا جانتا ہے جو دوسروں کی لڑکیوں کی عزت کا جنازا نکالنا جانتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔" علما آنکھوں میں نمی لیے بول رہی تھی جب وہ دھاڑا

"علما ؟" وہ چیخا

"کیا علما ہاں ؟ میرا نام اپنی گندی زبان سے مت نکالو تم ایک نمبر کے فراڈ ہو جو اپنی گندی نظریں دوسری لڑکیوں پر جما کر ان کو بے آسرا کر دیتا ۔۔۔۔۔ "

"تاڑاخ" اور یہ علما بولتے بولتے وہی رک گئ اور زور دار تھپڑ رسید ہوتے ہی اس کی زبان گنگ رہ گئ اور وہ گال پر ہاتھ رکھی جھٹکے سے مارنے والے کو دیکھتے ہی حیران رہ گئ کیونکہ وہ اور کوئ نہیں اس کی اپنی میںیم تھی حریم تھی جس نے غصہ سے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا حمدان شاک رہ گیا تھا

"م۔۔ میں۔۔ میںیم" آنکھوں سے آنسو تیرنے لگے بمشکل لفظ نکلے کنپکپاتے ہونٹوں سے حمدان نے علما کو دیکھا جو گال پر ہاتھ رکھی آنسو بہاتے حریم کو بے یقینی سے دیکھ رہی تھی

"یہ کیا بدتمیزی ہے علما یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا؟؟" حریم غصہ سے چیخی

"بھابھی" حمدان حریم کی طرف آیا

"نہیں حمدان تم بیچ میں مت آؤ یہ میرا اور میری بہن کا معاملہ ہے" حریم نے سختی سے ہاتھ اٹھا کر کہا تو حمدان وہی خاموش ہو گیا

"بند کمرے میں تم اس طرح پیش آتی ہو اپنے شوہر کے ساتھ؟" حریم حیرانگی سے بولی

"آ۔۔ آپ نے مجھ پرہ۔۔ ہاتھ اٹھایا؟" علما سسکیوں میں بولی حمدان نے لب کاٹتے تڑپ کر اسے دیکھا

"ہاں اٹھایا کیوں میرا حق نہیں ہے؟"

"ا۔۔ اس کے ل۔۔ لیے اٹھایا" علما نے ہاتھ اٹھا کر انگلی حمدان کی طرف کی

"تم نے میری بہن کو بھی چھین لیا ہے مجھ سے" وہ یک دم حمدان کی طرف دیکھتی اپنی آنکھوں سے نکلتا پانی کا سمندر پیتی غصہ سے چیخی حمدان نے نفی میں سر ہلایا مگر وہ بھاگتی ہوئی کمرے سے نکل گئ جبکہ حریم سر پکڑ کر بیڈ پر بھیٹ گئ حمدان علما کے پیچھے جانے لگا جبھی وہ پکاری

"نہیں حمدان چھوڑ دو اس کو" وہ آنکھیں موند کر بولی تھی

★★==========★★

"آحد آج تو آپ نے کمال کر دیا کیا کیا کھیلا ہے" ہمنہ آحد کی مسکراتے ہوئے دل سے تعریف کرنے لگی وہ دونوں بھیٹے آج صبح میں ہونے والے میچ کے بارے میں باتیں کر رہے تھے

"ہاں ہم جیت گئے" آحد پر سوچ انداز سے بولا

"جی بلکل اتنا مزا آیا" ہمنہ نے جوش سے کہا آحد نے کچھ کہنا چاہا مگر ہمنہ کا فون بج اٹھا ادھر آنے سے پہلے ہمنہ نے ایک فون خرید لیا تھا وہ بھی نئ سم کے ساتھ جبھی وہ آسانی سے اپنے اسکول والوں سے رابطے میں تھی ہمنہ نے کال اٹھائ کسی انون نمبر سے تھی

"اوہ سر کاشف آپ "ہمنہ فوراً چونکندہ ہوئی اور سر کاشف کا حال احوال پوچھنے لگی احد بڑے غور سے اسے دیکھ رہا تھا وہ کسے بات کر رہی تھی؟

" آپ کو زیادہ چوٹ تو نہیں ائی نا آیم سوری میں جیسی واپس آؤنگی آپ کے ہاں چکر لگاؤنگی۔۔۔جی" آحد نے پہلو بدلا ہمنہ اب تک مکمل طور پر سر کاشف سے بات کرنے میں مصروف تھی

"جی جی میں بلکل ٹھیک ہوں آپ میری فکر نا کریں "اس نے مسکراتے ہوئے کہا پھر چند اور باتیں کر کے فون رکھ دیا آحد جو انتظار کر رہا تھا بات ختم ہونے کا وہ فورا بولا

"کون تھا؟ "

"وہ میرے اسکول کے سر تھے ان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا "ہمنہ نے بتایا آحد سر ہلا کر خاموش ہو گیا

★★==========★★

"ہائے تم لوگ ہار گئے لوزر لوزر لوزر "ماہم اور ہبا کب سے سعد اور زین کو چڑا رہی تھی جو بار بار کچھ کہنا چاہ رہے تھے مگر ان کو موقع ہی نہیں مل رہا تھا ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی ہاری ہوئی ٹیم نے ٹریٹ دی تھی اب باری تھی مزاق اڑانے کی جو باخوبی سب اڑا رہے تھے

"اوئے ہم لوگ جان بوجھ کر ہارے ہیں "حسیب نے آتے کے ساتھ ہی اونچی آواز میں کہا تو سب چونکے

"ہاں میں بھی کب سے یہی کہنا چاہ رہا ہوں "زین نے بھی جلدی سے کہا

"ایک منٹ جان بوجھ کر مطلب "ہبا نے ٹوکا

"مطلب حمدان بھیا جان بوجھ کر آوٹ ہوئے تھے دیکھا نہیں تھا صاف پتا چل گیا تھا کس طرح وہ وکٹ کے سامنے سے ہٹ کر پیچھے ہو گ ئے تھے یہ بات تمھارے ٹیم کا کپتان بھی اچھی طرح جانتا ہے "زین نے تفصیل سے بتایا جبکہ ہبا اور ماہم حیران رہ گ ئے

" مگر حمدان بھیا نے ایسا کیوں کیا؟ "سعد نے پوچھا

"بھابھی کی وجہ سے "حسیب بولا

"کیا مطلب؟ "ہبا حیران ہوئی

"بس تم لوگوں کو سمجھ نہیں آئے گا جانے دو "زین نے ناک سے مکھی اڑائی

"یار یہ کیا بات ہوئی "ماہم نے منہ بنایا

"ہاں ساری جیت کا مزا کرکرا ہو گیا "ہبا نے بھی افسوس سے کہا

"چلو چھوڑو ہمارا مقصد تھا میچ کھیلنا تھا ہار جیت کو جانے دو مزا تو آیا نا" حسیب نے سمجھایا تو سب نے سر اثبات میں ہلایا

" آپ لوگوں نے ویڈیو دیکھی میچ کی" سعد جوش سے موبائل جیب سے نکالتے بولا تو سب نے نفی میں سر ہلایا

"اہو ولاؤ دکھاؤ" ماہم کے کہنے پر اس نے ویڈیو چلائی اور سب ایک دوسرے کا پھر سے مزاق اڑاتے قہقے لگاتے ویڈیو دیکھنے لگے جس میں پورے میچ کی لایو کاسٹینگ تھی

★★==========★★

"سمرہ" سارم نے چہرہ موڑ کر خاموش بھیٹی سمرہ کو پکارا جس نے بس سر ہلا کر جواب دیا سارم نے سانس بھرتے دوبارہ نظریں سامنے سڑک پر جمائی وہ لوگ ڈاکٹر کیاسے واپس گھر آ رہے تھے

"اب کیسا محسوس ہو رہا ہے" سارم کی آواز میں فکر مندی تھی جو سمرہ جو بہت تنگ کر رہی تھی

"ٹھیک" اس نے سختی سے کہا

"تم مجھ سے ناراض ہو؟" سارم نے پھر پوچھا سمرہ کا رویہ اکھڑا اکھڑا الگ رہا تھا

"میں تم سے ناراض کیوں ہو نگی ناراض تو اپنوں سے ہوا جاتا ہے" سمرہ کی آواز میں سختی بر قرار تھی سارم کو برا لگا تھا اس کا انداز اس کے الفاظ اور اس کا سخت لہجہ جانے کیوں؟

"ڈاکٹر نے تمھیں آرام کا کہا ہے اب تم صرف آرام کرنا" سارم نے تھوڑی دیر بعد پھر تاکید کی

"سارم تمھارے ساتھ مسلہ کیا ہے ہاں اتنا زیادہ فکر نا کرو میری کون لگتی ہوں میں تمھاری؟" سمرہ نے غصہ سے کہا

"بیوی" سارم بے ساختہ بولا

"ایک مہینہ کی بیوی بیوی نہیں ہوتی یاد رکھو ایک مہینہ کے بعد ہمیں الگ ہو جانا ہے لہازہ اپنے لیے اور میرے لیے مشکل ناپیدا کرو" سمرہ نے چہرہ موڑ کر باہر ونڈ سکرین کی طرف کر لیا سارم نے نا سمجھی سے اسے دیکھا

" ُکیسی مشکلات؟" اس نے پوچھا

"یہی کہ ہمیں الگ ہونے میں دشواری پیدا ہو" سارم خاموش ہو گیا اس نے جو کہا وہ سہی تھا ایک مہینہ کا تو ایگریمنٹ تھا صرف ایک مہینہ کا اور وہ جس جانب جا رہا تھا وہ خود کے لیے مصیبت پیدا کر رہا تھا سمرہ اب تک چہرہ موڑے بھیٹی تھی مگر سارم کی نظریں نا چاہتے ہوئے بار بار اس کی طرف بھٹک رہی تھی شاید ابتداء ہو چکی تھی اور دونوں جانتے تھے مگر اختتام کرنے پر تلے تھے

★★==========★★

وہ باہر لان کے کونے میں سر گھٹنوں میں دیے بھیگی جانے کتنی دیر سے روئے جا رہی تھی روئے جا رہی تھی آج حریم نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا وہ بھی اس شخص کے سامنے اور سب سے بڑھ اس شخص کی وجہ سے وہ واقعی اس کا سب سے بڑا دشمن ہے اس کی خوشیاں اس کا سکون اس کا پیار اس کے اپنے سب چھین لیا اس نے اسے سب کچھ اس نے چہرہ اٹھایا اور آنسوؤں سے تر چہرہ صاف کرنے لگی ہیزل آیز لال ہو چکی تھی کھڑی مغرور ناک بھی گلابی ہو چکی تھی وہ اپنے دوپٹے سے بار بار آنسو پوچھے جا رہی تھی۔اس نے سامنے غیر مرئی نقطے پر اپنی نظریں جمائے کسی گہری سوچ میں جانے کا سفر طے کیا اور کچھ ہی دیر میں وہ اس گہری سوچ کے مقام پر پہنچ گئ جہاں اسے اپنی زندگی کا فیصلہ لینا تھا وہ غصہ نفرت حقارت سب کو سن رہی تھی وہ سب صرف یک زبان میں ایک ہی بات کہہ رہے تھے

"اس شخص کو تباہ کر دو" سالوں سے جلتی اندر بدلے کی آگ نے طوفان کا منہ اختیار کر لیا تھا وہ جلتی کڑھتی اسے جان سے مار دینے کو تیار تھی اس کو خود کے الفاظ یاد تھے اس نے اس شخص سے کہا تھا کہ وہ اسے اس مقام پر لا کھڑا کر دیگی پھر آج جب اس کے پاس سہنیری موقع ہے تو وہ کیوں پیچھے ہٹ گئ کتنی بڑی بے وقوفی کی اس نے انکار کر کے صرف اپنی انسایت کے خاطر وہ شخص انسانیت کے بھی قابل نہیں تھا یہی وقت تھا جب اسے اپنی زندگی کا سب سے بڑا فیصلہ چنا تھا یا تو آر یا پار ایک فیصلہ سے کیا کچھ بدل جائے گا وہ آزاد ہو جائے گی اس جہنم سے اس شخص سے اس نے سر اثبات میں ہلایا

"بس بہت ہو گیا اب وقت آ گیا ہے" وہ کھڑی ہوئ

"اس کھیل کو تین سال پہلے تم نے شروع کیا تھا اب اس کا اختتام میں کرونگی" ہوا کا پرزور جھونکا اسے ٹکرایا

"چاہے مجھے تمھارے ساتھ محبت کا ڈھونگ یا اپنے پن کا فریب ہی کیوں نا کرنا پڑے" وہ مضبوط لہجہ میں بولی وہ اب نہیں روئے گی وہ اب نہیں روئے گی یہ الفاظ کافی تھے اس کے امڈتے آنسوؤں کو روکنے کے لیے اور اس کا فیصلہ کافی تھا اس کی نفرت کو پروان چڑھانے کے لیے

★★==========★★

گھر میں ہر طرف تیاریاں چل رہی تھی وہ بھی آج حد سے زیادہ مصروف تھی

"بھیا یہ یہاں نہیں وہاں لگے لگا" نمرہ نے ہاتھ کے اشارے سے سیڑھیوں کے اپر کھڑے آدمی کو پھولوں کی لڑی اتار کر دوسری طرف لگانے کا کہا تو وہ سر ہلا کر ویسا کرنے لگا اب نمرہ پلٹی اور میز کی طرف آئ مٹھایوں کے ٹوکرے اٹھائے اور باورچی خانے کی طرف جا کر ملازمہ کا دیے پھر واپس میز کی طرف آنے لگی تو اسے چکر محسوس ہوئے یہ چکر اسے دو دن سے لگا تار آرہے تھے مگر وہ نظر انداز کر رہی تھی اور آج صبح سے تو الٹیاں متلی سب ہو رہا تھا

وہ سر جھٹک کر میز کی طرف گئی اور دوسرا ٹو کرا اٹھا کر واپس ملازمہ کو دیا پھر وہ باہر لان میں سارے کام دیکھنے آئی کہ اچانک آنکھوں کے سامنے اندھیرا آیا اور وہ لڑکھڑا کر گری اسے کسی نے فوراً تھاما تھا مگر اس کا دماغ اتنا معاف ہو گیا کہ اس نے اس شخص کو دیکھا ہی نہیں اور جلد ہی اندھیرے میں ڈوبتی چلی گئی پھر کیا ہوا اسے معلوم نہیں

★★==========★★

اس نے فون کان سے ہٹایا اور ایک زور دار قہقہ لگایا وہ ہنستی چلی گئی ہنستی چلی گئی سامنے کوٹ پینٹ میں مودوب انداز میں کھڑا آدمی مسکرانے لگا یعنی وہ ہو گیا تھا جس کے لیے وہ یہاں موجود تھے یعنی کھیل شروع ہو گیا تھا یعنی مقصد کا پہلا پڑاؤ پار ہو گیا تھا افرا چلتی ہوئی گلاس ڈور کے پاس آئی اور باہر کالے آسمان پر نظریں جما گئی ابھی ابھی جو دوسری پار علما سے سنا تھا وہ اس کی خوشی کو پروان چھڑانے کے لیے کافی تھا

"علما میرے لیے وہ مہرا ہے جو مجھے میرے مقصد تک آسانی سے پہنچائے گا جو کام میں نہیں کر سکتی وہ کام وہ کریگی" وہ اپنی نازک انگلیاں شیشہ پر رکھتی ادا سے بولی

"ہم مقصد کے قریب آگئے میم" وہ آدمی جوش سے بولا

"بلکل اب ہمیں مقصد پانے سے کوئی نہیں روک سکتا اب حمدان علی حیدر اپنے ہی عشق کے ہاتھوں ٹھوکر کھائے گا" وہ انگلیوں سے شیشہ پر کچھ بنانے لگی

"میم کیا آپ کو لگتا ہے وہ کامیاب ہو جائے گی؟" اس آدمی کو اچانک کسی وسوسے نے گھیرا

"نفرت کی موجودگی میں وہ شکست کھائے یہ ناممکن ہے وہ مجھ سے بھی زیادہ اسے نفرت کرتی ہے میرا انتخاب سب سے عمدہ ہے" وہ بنا چکی تھی مگر کیا بنایا تھا اس نے؟ کچھ تو انگلیاں پھیر کر بنایا تھا اس نے کچھ تو ہاں اس نے دو کانٹے بنائے تھے جس کا صاف مطلب تھا خطرہ

★★==========★★

حمدان کمرے میں داخل ہوا تو سامنے ایمان کو گھبراہٹ میں بھیٹے پایا وہ مسکراتے ہوئے چلتا اس کے پاس آیا جو اس کو دیکھ کر اس کے سینے سے لگ گئی حمدان نے پیار سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور پھر نرمی سے پوچھا

"کیسی ہے میری گڑیا؟" ایمان نے سر اٹھا کر اس کس دیکھا اور معصومیت سے آنکھوں میں نمی پوچھنے لگی حمدان گھبرا گیا

"کیا ہوا گڑیا رو کیوں رہی ہو آپ؟" اس نے پریشانی سے پوچھا

"بھائی مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا" ایمان کے موٹے موٹے آنسو اڈ آئے

"آپ کو صبحان پسند نہیں؟"

"ایسی بات نہیں ہے" ایمان نے زبردستی آنسو پوچھے

"بس میں نے کبھی اس طریقے سے سوچا نہیں" ایمان نے معصومیت سے کہا تو حمدان سانس خارج کر کے مسکرایا

"بس اتنی سی بات ہے" ایمان نے جلدی سے سر ہلایا

"بھائی میں بہت الجھی ہوئی ہوں مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا "

"ایمان میری جان اپنے دل سے پوچھو دل جو کہے وہ کرو وہی فیصلہ اور تمھارا بھائی تمھارے ہر فیصلہ میں ساتھ ہے" حمدان نے پیار سے کہا تو وہ مسکرادی

"ٹھیک ہے پھر جیسا آپ لوگوں کا فیصلہ "ایمان نے شرما کر سر جھکا لیا اور حمدان نے اسے پیار سے خود سے لگا لیا

"ہمیشہ خوش رہو" حمدان نے اس کے سر پر پیار کیا تو وہ مسکرادی تھوڑی دیر بعد حمدان کمرے سے نکلا تو صبحان کو باہر دانت نکالے پایا جو حد سے زیادہ خوش نظر آرہا تھا

"وہ ح۔۔ حمدان بھیا میں "صبحان نے سر کھجایا۔۔ حمدان نے مسکراہٹ دبائی پھر سختی سے بولا

"ایمان کو اگر زرا سی بھی تکلیف پہنچی نا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا" وہ وارنگ دینے ولے انداز سے گویا ہوا

"ارے ارے حمدان بھیا آپ تو بلکل پرانی فلموں کے ہیروین کے غنڈے بھائی لگ رہے ہے" صبحان نے مصنوعی حیرت سے کہا تو حمدان ہنس دیا

"ڈرامے باز" اس نے اس کے سر پر چپت لگائی

"خوش رہو اور میری بہن کو خوش رکھو" وہ مسکراتے ہوئے بولا تو صبحان نے شرما کر سر ہلایا تھا

★★==========★★

وہ اپنی کلائی پر بندھی پٹھی مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی سارم کی فکرمندی جانے کیوں اسے بہا رہی تھی اس کا فکرمند ہونا اس کا ڈاکٹر کیا حد سے زیادہ پریشان ہونا بار بار ڈاکٹر سے اس کے ہاتھ کے بارے میں پوچھنا یہاں تک کہ ایک نرس تو اسے کہہ دیا تھا کہ

"آپ کے شوہر آپ سے بہت پیار کرتے ہیں ایک جگہ سکون سے بھیٹ ہی نہیں رہے بار بار کہے جا رہے ہے دھیرے سے کریے گا بینڈج زیادہ درد نا ہو" اور اس وقت سمرہ بس خاموشی سے سر جھکا گئی تھی

سارم کو کیا ہو رہا تھا اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا لیکن اسے اچھا لگ رہا تھا اور اپنے اسی جزبات کی وجہ سے اس نے آج سارم کو جھڑک بھی دیا تھا وہ کیوں ایک دوسرے کے ساتھ کھلے ملے جب ان کے رشتے کا اختتام لاحق ہے وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں لیے بھیٹ گئ یہ ان دونوں کے ساتھ کیا ہو رہا تھا کیا واقعی نکاح میں اتنی بڑی طاقت ہوتی ہے؟ کہ وہ ناپسندیگی کو پسند میں بدل دیتے ہے نکاح کے تین بول آپ کے احساسات آپ کے جزبات بدلنے کے لیے کافی ہوتے ہے

وہ ان سب سوچوں میں بری طرح گھری تھی دماغ الجھنوں کا شکار ہو رہا تھا کہ کوئی دندناتی لڑکی لاونچ میں سارم کو آوازیں لگاتی داخل ہوئی سمرہ نے چونک کر اس لڑکی کو دیکھا جو کافی ماڈرن دکھ رہی تھی ہالف اسکٹ پر حد سے زیادہ شارٹ سلیولیس ٹاپ پر گردن تک آتے چھوٹے چھوٹے بال ہائی ہیل کی ٹک ٹک آواز کے ساتھ اس کے ڈارک میک اپ سے بھرے چہرے کے تاثرات کچھ غصیلے تھے سمرہ نا سمجھی سے کھڑی ہوئی

"آپ کون؟" سمرہ نے نرمی سے پوچھا

"میں سارم کی گرل فرینڈ ہوں" وہ لڑکی بغیر اسے دیکھے لاپرواہی سے بولی جبکہ سمرہ حیران رہ گئ پھر اپنی حیرانگی مٹاتے دو قدم پیچھے ہوئی اور پلٹ کر جانے لگی وہ خود کے احساسات اور ابھرتے جزباتوں کو کوس رہی تھی

★★==========★★

سب کے ہنستے مسکراتے چہرے نظر آ رہے تھے اس کو جو ابھی ماہم کے خالی کمرے سے نکلی تھی سب کیسے مسکرا رہے تھے؟ اسے اپنی زندگی میں پہلی بار عجیب لگ رہا تھا شاید سب کے پاس خوشیاں تھی سکون تھا جو اس کے پاس نہیں تھا اور اس کی وجہ ہی وہ شخص تھا کاش وہ شخص اسے دور چلا جائے تو وہ بھی اس ہنستے مسکراتے چہروں میں خود کو پالے مگر یہ کرنے کے لیے اس کی ہمت ضروری تھی اور یہ ہمت نفرت سے آنی تھی جبھی وہ افرہ کو فون کر کے اس کی بات مان چکی تھی

ہر طرف ہر کوئی کام میں مصروف تھا علما نا سمجھی سے حزیرہ کی طرف آئی جو اریشہ کو کچھ سونے کے ہار تھما رہی تھی اریشہ اسے ڈبے لے کر چلی گئ تو وہ پلٹی اور علما کو الجھن میں کھڑا پایا

"یہ سب کیا ہو رہا ہے؟" علما نے حیدر ولا میں نظریں گھماتے پوچھا

"آپ کو نہیں پتا؟ مزاق کر رہی ہے؟" حزیرہ ہنس کر بولی علما نے کوئی جواب نا دیا

"بھئ ایمان اور صبحان اور شفا باجی اور عباد بھائی کا نکاح کی تیاری" حزیرہ جوش سے بولی علما کو بہر حال کوئی دلچسپی نہیں تھی اسیلیے سر ہلا کر رہ گئ

"ارے میشو" حزیرہ میشال کو آواز لگاتی اسی کی جانب چلی گئ جبکہ علما نے خالی خالی نظریں حیدر ولا کی خوشیوں پر ڈالی پھر اپنے غم پر اور تلخی سے ہنسی

★★==========★★

"سارم کہاں تھے تم اور میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہے تھے جانتے ہو کتنی کال اور میسیج کیے تمھیں" سارم جو نیچے اس لڑکی کو کھڑا دیکھ چونک گیا تھا وہاں سمرہ کی موجوگی کو دیکھتے دھیرے دھیرے نیچے اتر کر آیا تھا جبھی وہ لڑکی خفگی سے اس کے پاس جا کر شکوے کرنے لگی جبکہ سمرہ جو پلٹ کر جانے لگی تھی واپس مڑ کر سارم اور اس لڑکی کو تلخ مسکراہٹ کے ساتھ دیکھنے لگی

"یو نو آئی مس یو سو مچ" وہ گلے لگنے کے لیے آگے بڑھی سمرہ نے چہرہ موڑ لیا سارم نے سمرہ کو دیکھا پھر اس لڑکی کو غصہ سے اور دو قدم پیچھے ہوا

"آنا یا جاؤ یہاں سے" سارم نے غصہ کو قابو کیا آنایا نے حیرت سے دیکھا

"یہ کیا کہہ رہے ہو؟ "

"میں نے کہا جاؤں یہاں سے کیوں آئی ہو؟" سمرہ نے آنکھیں گھمائی آنایا حیرت میں مبتلا ہو گئ

"آج سے پہلے تو کبھی اس طرح نہیں بات کی تم نے؟" وہ رونے والی ہو گئ تھی

"آج سے پہلے میری شادی بھی نہیں ہوئ تھی" آنایا کا حیرت سے منہ کھل گیا

"شادی کب کہاں کسے؟ "

"میٹ مائے ڈیر وائف سمرہ سارم منور" سارم نے سمرہ کی طرف مسکراتے ہوئے اشارہ کیا سمرہ جو ادھر ادھر دیکھ رہی تھی چونکی اور سارم کو دیکھا پھر آنایا کو جس نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تھا

"تم بہت بہت بڑے دوکھے باز ہو آیندہ مجھے کال مت کرنا" آنایا ہلک کے بل چلائی اور روتی ہوئ نکل گئ جبکہ سمرہ نے ہمدردی سے جاتی آنایا کو دیکھا اور پھر سارم کو جس نے سانس فضا میں خارج کی تھی سارم نے سمرہ کو دیکھا جو نفی میں سر ہلا کر تاسف سے چلی گئ

★★==========★★

"اب تو ہماری واپسی نکاح کے ایونٹ کے بعد ہی ہو گی" ہمنہ کے کہنے پر آحد نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا وہ دونوں لان میں بھیٹے باتیں کر رہے تھے اور ساتھ لان میں ہوتی روشنیاں لگتی دیکھ رہے تھے ہر طرف بھاگا دوڑی کا عالم تھا ہوتا بھی نہیں تو کیسے دادی جان نے جلد سے جلد نکاح کا حکم دے دیا تھا اسیلیے ہر طرف افراتفری تھی

"آحد آپ کی بہنیں بہت اچھی ہے اور ان کو کتنا پیارا سسرال ملا ہے لگ رہا ہے ہم اپنے گھر بھیٹے ہیں" ہمنہ دور کھڑی حزیرہ اور حزیفہ کو شفا اور عباد کی ٹانگ کھیچتے دیکھتے مسکرا کر بولی تو آحد نے بھی اسی جانب دیکھ کر مسکرا کر سر ہلایا

"اس بات سے واقعی انکار نہیں کیا جاسکتا "

"حریم کو کہاں پسند کیا تھا انہوں نے؟" ہمنہ نے پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ کیسے حریم کو ایک شادی میں ہمیدہ بیگم نے پسند کیا اور پھر اس کا رشتہ آیا

"اور علما کو" آحد ایک دم چونکہ وہ کیا جواب دے؟ ہمنہ علما اور حمدان کے قصے سے ناواقف تھی آحد نے اس کو ناواقف رکھنے کا فیصلہ کرتے ویسے ہی جھوٹ کہہ دیا

"علما کو بھی حمدان نے پسند کیا تھا حریم کی مہندی میں" اس نے کسی طرح بات بنائی ہمنہ مسکرانے لگی

"بہت پیارا جوڑا ہے ان کا" وہ سوچتے ہوئے بولی پھر کچھ کہنے کے لیے لب کھولنے لگی کہ اس کا فون بج اٹھا اس نے فون اٹھا کر کان سے لگایا تو دوسری طرف سر کاشف کو سنا "اسلام علیکم سر کاشف جی کیسی طبیت ہے آپ کی؟" ہمنہ مصروف ہو گئی آحد نے ایک ناپسندیگی نظر اس کے کان سے لگے فون پر ڈالی اور پھر اس کے چہرے پر جہاں وہ مسکرا کر دوسری طرف سر کاشف سے بات کر رہی تھی جانے کیوں اس کو برا لگا تھا اور غصہ بھی آیا تھا وہ کاشف ہر وقت اسے کال کیوں کر تا رہتا ہے؟ وہ خود کے جزبات پر حیران رہ گیا اور سر جھٹک کر اٹھ کر چلا گیا جبکہ پیچھے ہمنہ نے حیرت سے اس کی پشت دیکھی تھی

★★===========★★

"ڈاکٹر از شی فاین؟" ڈاکٹرنی کو باہر آتا دیکھ وہ جلدی سے ان کی طرف بڑھا اور فوراً اندر بے ہوش پڑی نمرہ کے بارے میں پوچھا ڈاکٹرنی نے اس کو اوپر سے نیچے دیکھ پھر نا سمجھی سے پوچھا

"آپ کون ہے ان کے؟" حنین ٹھٹکا وہ کون تھا؟ وہ تو اس کا مالک اور وہ اس کی ملازمہ تھی کیا حنین علی حیدر کو یہ گوارہ ہے کہ وہ دنیا جہاں میں بتاتے پھر کہ انسانی ہمدردی کے خاطر وہ نمرہ کو بے ہوش ہوتے دیکھ ہاسپتال لے آیا ہے اس نے ایک ملازمہ کی پروہ کی؟ حنین نے اپنا سر جھٹکا کیوں نکہ ڈاکٹرنی نے پھر وہی سوال دوھرایا تھا

"م۔۔میں کزن ہوں ان کا حنین علی حیدر" اس نے بہانا گڑھا اب وہ کیا کہتا

"دراصل مسٹر حنین آپ کی کزن کو ٹی بی ہو گئی ہے" حنین نے چونک کر اندر کمرے کے دروازے کو دیکھا

"ک۔۔کب کیسے؟" وہ حیران رہ گیا

"میرا مطلب وہ ٹھیک ہے؟" اس نے اپنی حیرانگی پر قابو پایا "جی ابھی تو ٹھیک ہے لیکن بہت جلد ہمیں علاج شروع کرنا ہو گا ابھی تو پہلی سٹیج ہے اس بیماری کو ہمیں انتظار نہیں کروانا" ڈاکٹرنی تفصیل سے اسے نمرہ کے علاج کے بارے میں بتانے لگی جس کو وہ توجہ سے سننے لگا پھر ان سے اجازت لے کر سر اثبات میں ہلا کر اندر کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں نمرہ بے ہوش پڑی تھی

★★==========★★

اس کو اپنے قدم بھاری محسوس ہو رہے تھے دل چاہ رہا تھا ان سیڑھیوں کا اختتام نا ہو اور وہ کمرہ نا آئے جس میں وہ جا رہی ہے وہ سب شروع کرنے جس کا اختتام کسی کی زندگی چھین سکتا ہے وہ سب شروع کرنے جس کا اختتام ایک نہیں دو نہیں کئی زندگیاں بدل کر رکھ سکتا ہے اس کے اندر جتنی بھی ہمت ہوا بھی جتنا بھی حوصلہ ہو مگر دل ڈوب رہا تھا وہ کیسے اس گھٹیا شخص سے محبت کا ناٹک کر سکتی ہے ہاں وہ جانتی ہے صرف ناٹک ہے دکھاوا ہے اداکاری ہے مگر ہے تو نا جو بھی ہے اس انسان کو تو اصلی لگے لگا ساری سوچوں کو اس نے کمرے کے باہر چھوڑ کر وہ دل کی دھڑکنیں قابو پاتے ہینڈل گھماتے اندر داخل ہوئی مگر یہ کیا اندر گھپ اندھیرا پایا اور ساتھ ہی بہت سارا دھواں بے اختیار وہ کھانسے لگی کہ اچانک کوئی چونکہ اور جلدی سے سوئچ پر ہاتھ مار کر ایک ساری بتیاں روشن کی اور ساتھ ہی وسیع کھڑکی کے پٹ کھولے تا کہ اندر جمع دھواں باہر جا سکے علما کھانسے کھانسے بیڈ پر بھیٹی اور سر اٹھا کر دیکھا تو وہ پانی کا گلاس اس کے سامنے فکرمندی سے کیا ہوا تھا دل تو چاہا وہی گلاس زور سے فرش پر پھینکے اور گلاس کے ٹکرے ٹکرے اسی طرح ہو جس طرح اس کے دل کے ہوتے ہیں مگر اپنے پلین کا یاد آتے ہی اس نے غصہ قابو کیا اور چہرے پر بمشکل نرمی لاتے گلاس تھاما اور پانی کے گھونٹ حلق میں اتارے اس کی نظر میز پر رکھے ایش ٹرے میں گئی جہاں کئی ساری سیگرٹ بجھی پڑی تھی اس کا مطلب وہ لگاتار سیگرٹ سلگا تا آ رہا تھا علما نے واپس حمدان کو دیکھا جو خود بھی پانی پی رہا تھا وہ اٹھی اس کے پاس گئی گلاس ٹیبل پر رکھا اور اس کو دیکھا جو نا سمجھی سے بھویں اچکا کر اسے دیکھ رہا تھا

"تم سیگریٹ پیتے ہو؟" حیرانگی سے سوال کیا

"ہاں کیوں؟" حیرانگی سے سوال آیا

"تمھیں شرم نہیں آتی؟" علما نے کمر پر ہاتھ باندھے پوچھنا چاہتے ہوئے بھی لہجہ کی سختی کم نا کر پا رہی تھی حمدان نے الجھ کر اسے دیکھا

"کیسی شرم؟" اس نے نا سمجھی سے پوچھا

"زہر لگتے ہیں مجھے وہ مرد جو سیگرٹ پیتے ہیں" علما نے اس کو اوپر سے نیچے تک گھورا

"میں کونسا پہلے سے تمھیں شہد لگتا ہوں؟" حمدان نے مسکراتے ہوئے کہا پھر پلٹ کر واڈراب میں جانے لگا جبھی وہ چونکی اور اس کے پیچھے پیچھے آئی

"تم سگریٹ چھوڑ دو" وہ بے اختیار بولی۔۔۔ حمدان چونکہ اور حیرانگی سے اسے دیکھا

"کیوں؟"

"کینسر ہوتا ہے "

"فکر ہو رہی ہے؟" مسکراہٹ دبائے پوچھا

"ہنہہ میری بلا سے سگریٹ پیے یا زہر" اس نے صرف دل میں سوچا

"ہ۔۔ہاں ظاہر سی بات ہے شوہر ہو میرے" اف کتنی مشکل سے اس نے کہا وہی جانتی تھی جبکہ حمدان کو لگا اس نے غلط سنا ہے

"کیا کیا؟" وہ چونک کر اس کے سامنے آیا

"ہاں ک۔۔کچھ غلط کہا میں نے؟" علما نے نظریں چرائی کتنا مشکل تھا یہ صرف وہی جانتی تھی جس کے وجود سے ہی گھن آتی ہے اسی سے محبت کی کہانی بنانی ہے

"تمھاری طبیعت ٹھیک ہے؟" اس نے حیرت سے پوچھا

"مزاق اڑا رہے ہو میرا؟" لہجہ کی مخصوص تلخی لوٹ چکی تھی

"نہیں میں سنجیدہ ہوں" وہ ایمان داری سے بولا

" بلکل ٹھیک ہے میری طبیعت مجھے نیند آ رہی ہے" وہ گڑبڑا کر باتھ روم چلی گئ چینج کرنے جبکہ حمدان باتھ روم کے دروازے کو کہی دیر تک گہری سوچ میں ڈوبتا دیکھتا رہا کہ اچانک جیب میں پڑا موبایل بجا اس نے موبایل نکالا تو ایک میسیج موصول تھا

"پرسوں تک سر" اس کے سوال کا جواب آیا ہوا تھا

"ایک دن اور" اس نے بالوں میں پریشانی سے ہاتھ پھیرا علما کا اچانک بدلہ رویہ اسے خوشی دینے کے بجائے پریشانی میں مبتلا کر رہا تھا

★★==========★★

"کیا کہوں تم سے میں کہ کیا ہے عشق
جان کا روگ ہے بلا ہے عشق"

"حمدان؟" انگلیاں مروڑتی نچلا لب کاٹتی گھبرائی ہوئی علما نے بیڈ پر بیٹھے پیروں میں سفید کھوسے ڈالتے حمدان کو پکارا جس نے چونک کر چہرہ موڑ کر دیکھا تو وہ سر کو جنبش بھی نا دے سکا اور ایک مرتبہ پھر بھوری آنکھوں کی بیرونی پلکوں نے بے رخی کا مظاہرہ کیا اور

جھپکنے سے صاف مکر گئی مگر کس کو پروہ تھی؟ یہ بے رخی تو سکون بخش رہی تھی یہ مکرنا تو جزادے رہا تھا ہیزل آیز جھکی ہوئی تھی۔ وہ سفید رنگ کی ساڑھی زندگی میں پہلی بار زیب تن کیے ہوئی تھی آدھی آستینیں تھی جن پر سنیہری موتی بیل لگی تھی سفید ساڑھی پر سنہیری چمک دار کام ہوئے ہوا تھا ایک ہاتھ سے پلو کو سمبھالے دوسرے ہاتھ سے منہ پر آتے بالوں کو پیچھے جھٹکتی وہ نظریں چرانے میں ناکامیاب ہورہی تھی شکست کھاتی بھی تو کیسے نہیں وہ پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھا کمر پر آتے بال کھلے چھوڑے رکھے تھے نیچے سے کرل دیا ہوا تھا ہلکے سے ہلکے بھی ہلکا میک اپ ہوا تھا سفید کرتا پجاما میں وہ بھیٹا حونکوں کی طرح اسے مزید دیکھتا علما اس کی نظروں سے ہٹی اور چلتی اس کے عین سامنے آئی وہ یک دم چونکہ اور پھر مضرب سا ہو کر کھڑا ہو گیا سر جھکالیا تھا علما نے کچھ کہنا چاہا مگر کیا؟ وہ خود نہیں جانتی تھی۔ افرا کے مطابق اسے حمدان کی توجہ کھیچنی تھی اسیلیے تو وہ اتنا تیار ہوئی تھی۔۔۔ اونچی ہیل کی آواز پیدا کرتے وہ تھوڑا اور حمدان کے قریب آئی اور چہرے پر نرمی کے تاثرات رکھ کر کچھ کہنا چاہا کہ حمدان ایک قدم پیچھے ہو کر خود بول پڑا

"نیچے ہمارا سب انتظار کر رہے ہیں" وہ سر جھکائے ہی بولا اور اس کے برابر سے گزر کر نکل گیا علما حیرت اور غصہ کے ملے جلے تاثرات سے دانت پیستی رہ گئی اب جب وہ اس کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتی ہے تو وہ نظریں پھیر کر اسے نظر انداز کر رہا ہے وہ غصہ سے پیر پٹختی رہ گئی اس کی توہین ہوئی تھی وہ بھی اس شخص کے ہاتھوں؟ اس کا فون بجا اس نے اکتا کر فون اٹھایا تو دوسری جانب سے افرا ولید کا میسیج جگمگا رہا تھا وہ سوال پر سوال پوچھ رہی تھی کہ سب کیسا ہے پلین میں کیا علما کامیاب ہو رہی ہے علما نے گہری سانس لی اور پھر اس کو میسیج لکھ دیا

"Wroking is progress"

وہ میسیج بھیج کر پلو سمبھالتی باہر نکل گئی

★★==========★★

اس نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھولی آہستہ آہستہ وہ ہوش کی دنیا میں آئی نیم مردہ وہ بستر پر پڑی تھی کمرے میں اندھیرا تھا سورج کی روشنی کھڑکی پر لگے پردے پوری طرح روکنے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ پردوں کی جالی سے چھن کر شعاوں کی صورت اختیار کر کے اندر داخل ہو رہی تھی ہوا کے باعث جیسی پردے اڑتے پوری روشنی سے کمرہ نہا جاتا وہ کسمندی سے سب دیکھ رہی تھی

جب دروازہ کی آواز سے سنسان کمرہ چیخ اٹھا کسی کے بھاری جوتے کی آواز آئی وہ آواز اور قریب ہوتی جا رہی تھی اس نے آنکھیں زرہ سی کھولی تو کوئی شخص نظر آیا مگر دھندلا

"نمرہ؟" اور ساتھ ہی دھند ختم ہو گئی اور وہ شخص نظر آ گیا جس نے پہلی بار نرمی سے اس کا نام پکارا تھا نمرہ کی آنکھوں میں دنیا جہاں کی حیرت سمیٹ آئی اسے لگا شاید وہ غلط دنیا میں آ گئی شاید یہ دنیا تو خوابوں کی دنیا ہے جہاں آنکھیں کھلے بھی انسان رہتا ہے شاید اصل حقیقی دنیا جو تکلیف کے سوا کچھ نہیں دیتی نمرہ کو وہ دنیا نہیں ہے

"نمرہ؟" اس نے پھر اس کا نام پکارا جبکہ وہ اس کو بغیر پلک جھپکائے تصدیق کیے جا رہی تھی کہ کس دنیا میں موجود ہے؟ اس کی تصدیق کا اختتام نہیں ہوا مگر آنکھوں کی تکلیف کی شروعات ہو گئی اس کی آنکھیں بھاری ہونے لگی پلکوں نے سارا زور لگا دیا جھکنے کے لیے مگر بھوری معصوم آنکھیں منت کرنے لگی ان پلکوں سے مگر وہ پلکیں کہاں سننے والی تھی وہ جھپک گئی اور نمرہ نے ایک بار پھر آنکھیں موند لی نیند کی دوایوں کے زیرِ اثر وہ ایک بار پھر سو گئی

★★==========★★

افرا نے غصہ سے اپنے ہاتھ میں پکڑا فون صوفے پر پھینکا اور خود اپنے بال نوچتی ٹہلنے لگی وہ گہری گہری سانس لے کر غصہ قابو کر رہی تھی سامنے مودوب انداز میں کھڑا آدمی نے ہچکچاتے ہوئے کہا "میم مجھے نہیں لگتا یہ کوئی کام آ سکتی ہے ہمارے" اس کی بات پر افرا کے قدم رکے اور غصہ سے سر اٹھا کر اسے گھورا تو وہ فوراً جھیپ گیا اور سر جھکا لیا

"ایسے نہیں چلے گا" اس نے نفی میں سر ہلایا اور صوفے پر آ کر بھیٹ گئی

"کچھ تو سوچنا پڑے گا" وہ لب کاٹتے کسی سوچ میں پڑ گئی

"میم کچھ تو ایسا سولڈ آئیڈیا چاہیں جسے حمدان علی حیدر اس کے جال میں پھنس جائے" وہ آدمی پھر بولا افرا نے یک دم اب کے مسکرا کر اس کو دیکھا اس کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ تھی جس کا صاف صاف مطلب وہ آدمی سمجھ گیا تھا

افرا نے واپس فون اٹھا کر کچھ ٹایپ کیا اور علا کو بھیج دیا

"میم کیا آپ کا نیا آیڈیا وہ مانے گی؟" اس آدمی نے پھر پوچھا

"بلکل مانے گی اس میں اس کا فایدہ بھی ہے اور کس کو اپنے فایدہ پسند نہیں؟" وہ قہقہ لگانے لگی تھی

★★==========★★

اس نے پھر آنکھیں کھولی ایک بار پھر وہ جاگی مگر اب اس شخص کو آنکھوں کے سامنے ناپایا جس کو پہلے پایا تھا اب کوئی لڑکی تھی گلابی رنگ کے کوٹ میں لڑکی تھی اس نے ہوش سمبھالا تو معلوم ہوا وہ ایک نرس تھی اس نے اٹھنا چاہا تو وہ جلدی سے آگے بڑھی اور اس کو سہارہ دے کر بٹھایا

"میں کہاں ہوں؟" نمرہ نے ارد گرد دیکھتے پریشانی سے پوچھا

"آپ فکر نا کریں اپ ہوسپیٹل میں ہیں" وہ لڑکی دھیما سا مسکرائی

"ہو۔۔ ہوسپیٹل ک۔۔۔ کیسے کون لایا مجھے" دماغ پر زور ڈال کر اسے یاد آیا آخری بار وہ بے ہوش لان میں ہوئی تھی اور پھر اسے کچھ یاد نہیں تھا

"آپ کو آپ کے کزن لائے ہیں آپ ویٹ کریں میں بھیجتی ہوں" وہ لڑکی کہہ کر باہر نکل گئی جبکہ نمرہ یہی سوچ میں پڑ گئی کہ اس کا تو کوئی کزن ہی نہیں ہے وہ گھبراتے ہوئے دماغ پر مزید بوجھ ڈالنے لگی جبھی حنین اندر آیا اور نمرہ کی نظر پڑتے ہی وہ مسکرایا نمرہ حیرت سے سن رہ گئی

"کیسی طبیعت ہے اب؟" اتنی نرمی؟ یہ سب کیا ہو رہا تھا؟ اس کی زبان گنگ رہ گئی تھی

"وہ دراصل تم بے ہوش ہو گئی تھی میں ہوسپیٹل لے آیا زیادہ ٹینشن کی بات نہیں بس کمزوری ہے" حنین نے جھوٹ کہا وہ نمرہ سے اس کی بیماری کے بارے میں فلحال چھپانا چاہتا تھا نمرہ نے لب کھولنے چاہے مگر الفاظ تھے کہ کہی کھو گئے تھے وہ بس سر جھکائے منتشر رہ گئی جب حنین اس کی کیفیت سے وابستہ بولا

"گھر میں نکاح ہے آج چلیں؟" حنین خود عجیب محسوس کر رہا تھا کیونکہ ان دونوں کے درمیان اب تک جو کچھ رہا ہے اس کی وجہ سے دونوں اپنی اپنی جگہ مضرب سے تھے

★★==========★★

"چھوارے مجھے بھی دو؟" ماہم جو بچوں میں نکاح کے بعد نکاح کے چھوارے تقسیم کر رہی تھی اچانک زین کو سامنے ہاتھ بڑھا کر دیکھ چونک گئی اور تنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ اس کے ہاتھ میں چھوارے کی چھوٹی سی رنگ برنگی پوٹلی رکھتی بولی

"تم خود ایک چھوارے ہو" وہ بول کر خود ہی ہنسنے لگی۔۔ جبکہ زین جو مزے سے پوٹلی کھول رہا تھا اس کے ہاتھ رک گئے اور غصہ سے اس کو دیکھا جو ہنسے جا رہی تھی

"اور خود کے بارے میں کیا خیال ہے ؟" وہ بھویں اچکا تا بولا تو ماہم فوراً بالوں کو جھٹکتی بولی "حسنِ جاناں کی تعریف ممکن نہیں" وہ سفید گھیر والی پنڈلیوں تک آتی فراک زین تن کیے ہوئے تھی

"ہاہاہاہا یار قسم سے اتنی خوش فہمی میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھی" وہ مصنوعی ہنسی کے ساتھ بولا

"تم نے اتنی حسین لڑکی بھی زندگی میں نہیں دیکھی ہوگی" ماہم اب بھی ادا سے کہہ رہی تھی

"لڑکی کون لڑکی یہاں تو کوئی ڈاین کھڑی ہے جو سفید رنگ پہن کر کسی وقت بھی اپنے شکاری پر جھپٹنے والی ہے" وہ انجان بنتے بولا

"ہاں اور وہ شکاری تم ہو" ماہم نے دونوں ہاتھوں سے فراک اٹھائی اور دانت پر دانت جمائے اس کے پیچھے بھاگی جو اچانک حملے سے گھبرا کر لوگوں کے جھرمٹ سے بھاگنے لگا ماہم بھی پوری رفتار سے اس کو جھپٹنا چاہ رہی تھی ارد گرد کے لوگ چیخ مار کر ہٹ رہے تھے زین بھاگتے ہوئے ڈرائینگ روم آگیا اور پھولی سانسوں کے ساتھ ماہم بھی اور دونوں صوفے پر ڈھے گئے دونوں نے ایک دوسرے کی شکل دیکھی اور جاندار قہقہ یک دم ابلا اور پھر وہ ہنسے چلے گئے

"آنٹی کے کپڑوں پر جوس گر گیا تھا ہاہا" زین نے ہنسی کے درمیان لال کپڑوں میں سجی سنوری آنٹی جو پاس کھڑی دو عورتوں کو اپنے مہنگے کپڑوں کا رعب جما رہی تھی کیسے پاس کھڑی ملازمہ جو ان کی طرف جوس دینے آئی تھی زین کا بھاگتے ہوئے دھکا لگتے ہی جوس ان کے اپر گر گیا اور سارے کپڑوں کا ستیاناز ہوا

"ہاہاہاہاں اور وہ لڑکی اس کا فون گر گیا" ماہم نے بھی ہنسی کے درمیان اس لڑکی کے بارے میں بتایا جو ٹشن سے کان پر فون لگائے کھڑی اتراتے ہوئے کسی سے بات کرنے میں مصروف تھی اور کیسے ماہم کا دھکا لگتے ہوئے اس کا فون گرا اور وہ چلاتی رہ گئی جبکہ ماہم زین کو چیس کرتے آگے بھاگ گئی۔ وہ دونوں کہی دیر تک قہقہ لگاتے رہ گئے پھر جب جبڑے دکھ گئے تو بمشکل رکے

"ویسے ایک بات تو ہے مزا آیا" زین نے ماہم کو دیکھتے کہا تو اس نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا

"لیکن زین اگر ان آنٹی اور اس لڑکی نے ہماری شکایت حفصہ آنٹی اور مما سے لگا دی تو ؟" ماہم یک دم پریشانی سے اٹھ کر بھیٹی وہ دونوں اس وقت کسی چھوٹے بچوں کی طرح لگ رہے تھے جو شاندار شرارت کرنے کے بعد شکایت کے ڈر سے سہم جاتے ہیں

"پہلے وہ اپنے دکھ سے تو نکل جائے ابھی تک سوگ منا رہی ہونگی" زین مکمل چِل تھا

"پکا؟" ماہم کا ڈر اب بھی موجود تھا

"اہو میرے ہوتے ہوئے کیوں ڈر رہی ہو؟" زین کو الجھن ہوئی

"اچھا او کے چلو دوبارہ کچھ کریں؟" زین دانت نکالتے ہوئے پھر شرارت سے بولا

"زین تم آج کی دلھن کے بھائی ہو شرم آنی چاہیں ابھی ابھی بہن کا نکاح ہوا ہے اور تمھیں شرارتیں سوجھ رہی ہے اریب سہی کہتا ہیں تم کبھی بڑے نہیں ہو گے" دروازے پر کھڑی اسمہ نے اسے شرم دلانی چاہی تو وہ دونوں چونکے

"وہ میں تو بس" زین نے سر کھجایا

"چلو بعد میں کھیلنا ایمان بلا رہی ہے" اسمہ نے ایک نظر ماہم کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو وہ دونوں سر جھکائے ہنسنے لگے اور پھر اسمہ کو بتانے لگے کہ کیسے ابھی انہوں نے دو لوگوں کا سریح نقصان کیا ہے جبکہ اسمہ افسوس سے ان کا بچپنا دیکھنے لگی جو کم ہونے کے بجائے بڑھتا جا رہا تھا

★★==========★★

"کیا میں خواب تو نہیں دیکھ رہا؟" حسیب نے خوشگوار حیرت سے حریم کے برابر سجی سنوری ٹانگ پر ٹانگ جمائے بھیٹی ہبا کو دیکھا جو جو سامنے بھیٹے شفا اور عباد کی تصویریں بنا رہی تھی حسیب کی آواز سے چونک کر حریم اور ہبا نے اس کی طرف دیکھا جو ان کے سامنے بھیٹ کر دلچسپی سے ہبا کے پاؤں کو دیکھ رہا تھا ہبا نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تو وہ بولا

"ہبا میڈم نے ہمارا دیا ہوا تحفہ پہنا ہے" اس کا اشارہ ہبا کے پاؤں میں پہنی جامنی ہیل پر تھا اس نے اپنی جامنی شلوار کرتی والے کپڑوں پر وہی ہیل پہنی تھی

"ہاں کیوں نہیں پہن سکتی مجھے ہی دیا تھا نا تو میرا ہوا نا اب میری مرضی میں جبھی پہنوں" ہبا نے گردن اکڑ کر کہا تو حسیب کے ساتھ ساتھ حریم بھی مسکرائی

"بلکل میں نے اپنے دوست کو دیا تھا اور مجھے اچھا لگا دیکھ کر کہ آپ کو پسند آیا "

"اچھا تو ڈیر دوست تمھیں معلوم ہے میرے پاس ایسی ہیل پہلے بھی تھی مگر دوسرے رنگ میں" ہبا اسے باتیں کرنے لگی وہ بھی دلچسپی سے اسے باتیں کرنے میں مصروف ہو گیا حریم نے مسکرا کر دونوں کو دیکھا پھر سر جھکا لیا اسے اس وقت سمرہ یاد آ رہی تھی کاش وہ بھی ساتھ ہوتی وہ افسردگی سے ادھر ادھر دیکھنے لگی جب دور کھڑے آحد پر نظر ڈالی تو سمرہ کی یاد پھر سے تازہ ہوئی مگر اس کے برابر کھڑی ہمنہ جو مسکراتے ہوئے آحد سے کچھ کہہ رہی تھی بدلے میں آحد زور سے ہنسا تھا ان پر نظر پڑی تو وہ کسی سوچ میں چلی گئی وہ دونوں پوری طرح بے گانے کھڑے باتیں کر رہے تھے حریم نے ایک گہری سانس لی اور تھوڑی دور بھیٹی اقرء بیگم کو دیکھا جو آحد اور ہمنہ کو دیکھ کر اس کو ہی دیکھنے لگی تھی وہ دونوں مسکرائی

★★==========★★

سب کی نظریں شفا کے برابر بھیٹی علما پر تھی جو سفید اور سنہیری ساڑھی میں نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی دور اریب اور کچھ مہمانوں کے ساتھ کھڑا احمدان کی نظریں بھی اسی کے چہرے کا طواف کر رہی تھی جو ہر کوئ محسوس کر رہا تھا سوائے اس کے جو مکمل بے گانی شفا کے ساتھ تصویر بنا رہی تھی۔۔۔ حریم کے اشارے پر وہ بے زاری سے اٹھ کر اب ایمان کی طرف گئ جو صبحان کے برابر بھیٹی اریشہ کے چھیڑنے پر شرما رہی تھی۔ اپنی جانب ساڑھی کا پلو سمبھالے علما کو آتے دیکھ اسے شرمندگی سے آن گھیرہ وہ کتنی بری طرح پیش آئ تھی اپنی بھابھی سے اسے تو سب سے زیادہ محبت ہونی چاہیں تھی کیونکہ اسے اپنے حمدان بھائ سے محبت تھی اس نے کتنے غلط الفاظوں کا استعمال کر کے علما کو زلیل کرنے کی کوشش کی تھی وہ سر جھکا گئ علما آئ اور اس کے برابر بھیٹ گئ اور مسکرا کر مبارک باد دینے لگی وہ خود بھی عجیب محسوس کر رہی تھی مگر وہ زبردستی مسکرا رہی تھی کیوں نکہ سارے مہمانوں کے نظریں حمدان کی بیوی تھی اس گھر کی نی نویلی بہو پر

"بھابھی۔" صبحان جب اٹھ کر حزیفہ کے پاس گیا اور ارد گرد سے لوگ ہٹے علما بھی اٹھ کر جانے لگی جب ایمان نے پکارا

"ہاں" علما حیران ہوئ اور واپس بھیٹ گئ

"آیم سوری میں نے آپ کے ساتھ بہت بدتمیزی کی ہے" اس کا سر جھکا تھا مگر علما اس کے چہرہ پر شرمندگی کے تاثرات باآسانی دیکھ سکتی تھی

"اٹس اوکے" وہ چہرے پر آتی کالی لٹ کو کان کے پیچھے کرتی سنجیدگی سے بولی

"بھابھی مجھے حمدان بھائ نے سب کچھ بتادیا ہے آپ تو بہت اچھی ہے میں نے بلاوجہ آپ کو کتنا برا بھلا کہا" اس کی روتی صورت ہو گئ تھی

"کوئ بات نہیں ایمان اچھا اپنا موڈ ٹھیک کر لو سب تمھیں ہی دیکھ رہے ہے کیسا لگے گا دلھن ہی منہ پھلائے بھیٹی ہے ایسا لگے گا تمھیں زبردستی بھٹایا ہوا ہے" وہ ہنس کر بولی تو ایمان بھی سر اٹھا کر ہنسے لگی

"اس کا مطلب آپ نے میرا سوری قبول کر لیا؟" ایمان نے جوش سے پوچھا

"ہاں کر لیا" وہ نرم مسکراہٹ کے ساتھ بولی تو ایمان خوشی سے چلائ مگر حفصہ کی آنکھیں دیکھ کر پھر سے سر جھکا گئ

"مجھے پتا ہی نہیں تھا میں دلھن ہوں" وہ زبان دانتوں میں دبا کر سر گوشی کرتی بولی تو علما ہنسے لگی

"ایسی خوش رہنا آمین" علما نے مسکراتے ہوئے دعا دی دور کھڑا احمدان دونوں کو ہنستے مسکراتے باتیں کرتا دیکھ گہری سانس لیتے شکر ادا کر گیا

ایمان سے باتیں کرتے علما کے موبایل پر ٹون بجی اس نے خاموش ہو کر مسکراتے ہوئے موبایل کھول کر دیکھا تو افرا کا پیغام تھا علما نے جلدی سے ہیزل آئز گھما کر ایک ایک لفظ غور سے پڑھا تو وہ حیران رہ گئ اور کچھ دیر تک سن رہی اور چہرے کی مسکراہٹ غایب ہو گئ اب وہ کیا جواب دے؟ کیا کرے وہ؟ اس کا دماغ پھر سے شل ہونے لگا

★★==========★★

"سمرہ وہ میری گرل فرینڈ تھی انفیکٹ جتنی بھی میری زندگی میں لڑکیاں تھی وہ سب تھی ہے نہیں اب کوئی بھی تمھارے بعد میں نے سب سے تعلاقات ختم کر دیے ہیں" وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے سمرہ کو ایک ہی بات بتائے جا رہا تھا کہ اس کا اب کسی لڑکی کے ساتھ کوئی چکر نہیں ہے اور کسی بھی قسم کا تعلق نہیں رہا یہاں تک کہ اس نے اپنی سم بھی چینج کر دی ہے

"سارم تم مجھے کیوں بتا رہے ہو؟" سمرہ تنگ کر بولی

"تا کہ تم کسی بھی قسم کی غلط فہمی میں نا آجاؤ" اسے ڈر تھا

"مجھے کیوں کوئی غلط فہمی ہو گی مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا اگر تمھارا ان لڑکیوں سے کوئی تعلق بھی ہے تو آئی ڈون کیر" وہ دبے غصہ سے بولی سارم کو برا لگا

"تمھیں کوئی فرق نہیں پڑتا؟" وہ دکھ سے بولا

"نہیں مجھے تو بس افسوس ہو رہا ہے ان بیچاری لڑکیوں پر جن کے ساتھ تم ایک ہی وقت میں کھیلتے ہو" وہ نخوت سے کہہ کر کمرے سے باہر نکل گئ جبکہ سارم افسردگی سے اس کی پشت دیکھتے رہ گیا

"لیکن سمرہ مجھے فرق پڑتا ہے۔۔۔ہاں مجھے فرق پڑتا ہے کیوں نکہ تم میری بیوی ہو اور میں تم سے۔۔۔۔۔" وہ یک دم رکا وہ اسے؟ ارد گرد موجود بے جان چیزیں بھی بول اٹھی وہ اسے؟ اندر سے آواز آئی وہ اسے؟ ہر جگہ ایک ہی سوال گونجنے لگا

"ہاں میں اسے پیار کرنے لگا ہوں" اور آخر کار اس نے اپنے دل میں اڈتے جزباتوں کا اقرار کر لیا اور جواب دے دیا اس سوال کا جس میں ایک ڈر تھا ایک خوف کا اندیشہ تھا جو پورا ہو گیا

"پیار میں ہے اور درد نا ملے،

دنیا میں ایسا کوئی فرد نا ملے،

جزباتوں کا اقرار کر لیا ہے،

اس نے پیار کر لیا ہے،

اس احساس کا ساتھی تکلیف ہے،

اس پیار کا ہم راہی غم ہے،

جو کرتے ہے اس کو دل و جان سے،

وہ مٹتے ہے ہر جہاں سے "(زینب خان)

★★==========★★

"شکریہ" آخری کار اس کے لبوں سے الفاظ نکل ہی گئے تھے ورنہ تو وہ اپنی بولنے کی قوت ہی کھو چکی تھی اس نے کافی دھیمے سے کہا تھا مگر گاڑی میں مکمل خاموشی کے باعث با آسانی حنین کے کانوں تک آواز پہنچ چکی تھی اس نے چہرہ موڑ کر برابر بھیٹی نمرہ کو دیکھا جو پریشانی، گبھراہٹ، ہچکچاہٹ جانے کتنے احساس تلے دبے سانس روکے بھیٹی تھی

"اٹس اوکے" حنین نے نرمی سے کہا وہ خود بھی اپنے اپر حیران تھا اس نے کیسے ہمدردی کرلی وہ بھی اپنے گھر کی نوکر کے ساتھ اور اپر سے وہ جسے وہ شروع سے ناپسند کرتا ہے خیر اس نے اپنا سر جھٹک کر سارا دیھان سامنے سڑک پر لگا دیا

"یہ سب کیا ہو رہا ہے ہم ایک ہی گاڑی میں بھیٹے سفر کر رہے ہے میں اس کے ساتھ ہوں جس کے ساتھ محبت میرا سب سے بڑا گناہ ہے "نمرہ نے زور سے آنکھیں میچی اس کو اپنا دماغ معاف ہوتا محسوس ہو رہا تھا

"دوائی ٹائم پر لینا ہم پھر جائے گے ڈاکٹر کیا" حنین نے جھجکتے ہوئے کہا نمرہ چونکی پھر؟ اس کے ساتھ یہ ہمدردی یہ عنایت آخر کس لیے وہ بھی ایک ملازمہ کو جس کا درجہ یہی انسان دکھتا آرہا ہے جس کی اوقات یہی انسان بتاتا آرہا ہے جسے ناچاہتے ہوئے بھی محبت ہے

"کیا یہ سب فریب ہے جو میں سمجھ نہیں پارہی" اس نے حیرت سے خود سے پوچھا

"کیا پھر سے مجھے پچھتاوہ ہونے والا ہے" چوری نظر برابر بھیٹے حنین پر ڈالی جس نے حیدر ولا کے آگے گاڑی روک لی تھی

"میں انکار کیوں نہیں کرپارہی ہوں میرے الفاظ میرا ساتھ کیوں چھوڑ رہے ہیں یہ کیسی صورتحال ہے مجھے کچھ سجھ نہیں آرہا" وہ آنکھیں بند کرتی نئی پیتی سوچنے لگی جب حنین نے اسے پکارا

"اتر جاؤ آگیا" وہ بولتے دروازہ کھول کر اترا تو ساتھ نمرہ بھی چونک کر جلدی سے اتری۔۔۔ وہ دونوں اب ساتھ چلتے حیدر ولا میں داخل ہونے لگے جہاں نکاح کی تقریب جاری تھی حین آگے آگے تھا اور مضرب نمرہ سر جھکائے پیچھے پیچھے

"وہ احسان کر رہا ہے مجھ پر رحم کھا کر؟" اس کے دل و دماغ میں اب ایک کے بعد ایک سوال آنے لگا تھا اب اس کا دماغ الجھتا جا رہا تھا اس کی سوچ محدود ہو کر رہ گئ تھی اس کے خیالات اس انسان تک محدود ہوگۓ تھے جو آج بلکل مختلف تھا بلکل اس انسان جیسا جس کو اس نے پہلی بار دیکھا تھا اور اس کی چاہت میں گرفتار ہوئ تھی

"وعلیکم اسلام کہاں تھے بھئ نکاح بھی ہو گیا؟"حفصہ اور سایمہ چلتی ہوئ حنین کے پاس آئ حفصہ نے اس کے سلام کا جواب دے کر فوراً سوال کیا

"میں نمرہ کے ساتھ تھا"حنین نے پیچھے کھڑی نمرہ کی طرف اشارہ کیا تو حفصہ سایمہ کے ساتھ نمرہ بھی چونکی

"نمرہ کے ساتھ ؟"سایمہ نے کنفیوزن سے پوچھا

"و۔۔وہ ہاں ہم لوگ سی کے ایڈمیشن کے لیے گ ۓ تھے اور واپس میں پھر بھوک لگ رہی تھی تو ریسٹورینٹ چلے گ ۓ جبھی دیر ہو گئ"حنین نے صاف جھوٹ بولا حفصہ اور سایمہ تو حیران تھی ہی تھی نمرہ بھی حیرانگی سے اس کے چہرے پر صفائ سے جھوٹ بول کر اطمینان سے بھرپور مسکراہٹ دیکھنے لگی

"اچھا چلیں میں چینچ کر لوں"حنین کہہ کر کمرے کی جانب چلا گیا جبکہ وہ تینوں ایک دوسرے کو دیکھتی رہ گئ نمرہ نے شرمندگی سے سر جھکا لیا جبکہ حفصہ اور سایمہ ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرای

★★==========★★

"اتنی حسین لگ رہی ہے آپ آپی اف"ماہم نے پھر علما کی تعریف کی تو وہ مسکرا دی

"میری ایما ہے ہی اتنی حسین"حریم نے پیچھے سے آکر کہا تو وہ دونوں چونک کر پلٹی ماہم مسکرائ جبکہ علما نے سنجیدگی سے چہرہ موڑ لیا

"میری ایما اب تک ناراض ہے؟"ماہم کو حزیرہ سے باتیں کرتے مصروف دیکھ حریم نے اس کے پاس آکر اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے محبت سے پوچھا تو اس نے ہاتھ جھٹک دیے

"اہو ناراضگی تو زیادہ لگ رہی ہے"حریم نے اس کے خفا چہرے کو دیکھ کر پھر کہا

"آیم سوری ایما آپ جانتی ہو نا مجھے آپ کی ناراضگی برداشت نہیں"حریم کی آواز میں نمی آگئ تھی

"تو میں کیا کروں میم آپ نے مجھ ہر ہاتھ اٹھایا یہ کوئ چھوٹی بات ہے"علما کی آواز بھی بھاری ہو گئ تھی

"آیم سوری چندہ میں کیا کرتی مجھے غصہ آگیا"

"وہ بھی اس انسان کے خاطر"علما کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی

"نہیں تمھارے خاطر میری ایما کی ایسی تو تربیعت نہیں ہے کہ وہ اس طرح سے کسی کے ساتھ بدتمیزی کرے جس طرح تم حمدان کو ذلیل کر رہی تھی"حریم نے جان بوجھ کر شوہر نہیں کہا

"جو جس لایق ہو گا وہ۔۔۔"وہ بولتے بولتے رکی نہیں افرا نے کیا کہا تھا سارہ پلین حمدان کے ساتھ اچھا بنا۔۔۔اس رشتے کو قبول کرنے کا ناٹک اسے سب یاد آیا اس نے چونک کر حریم کو دیکھا جو اس کی آدھی ادھوری بات پر حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی

"وہ میم آپ سہی تھی مجھے اس طرح سے بات نہیں کرنی چاہیں تھی وہ بھی اپنے شوہر سے" اس نے جلدی سے بات سمبھالی جبکہ حریم کی حیرت مزید بڑھ گئ

"کیا واقعی تمھیں احساس ہے؟" حریم خوشگوار حیرت سے جو شیلی انداز میں بولی

"ہاں میم مجھے احساس ہو گیا ہے" اس کی اداکاری اداکاری نہیں دکھ رہی تھی

"میری جان میں بہت خوش ہوں" حریم نے اس کو جوش سے گلے لگا لیا جبکہ وہ جھوٹا مسکرانے لگی

" اکیلے اکیلے" ماہم نے آکر دونوں کو دیکھ کہا خفگی سے کہا حریم الگ ہوئ اور ہنس کر اس کے سر پر چپٹ ماری

"کوئ بات نہیں میں اپنے پارٹنر کو بلاتی ہوں بھائ" آحد جو پاس سے گزر رہا تھا وہ ماہم کی آواز پر رکا اور مسکراتے ہوئے بہنوں کے پاس چلتا آیا

"میں بھائ کے ساتھ" وہ زبان چڑھاتی آحد کے گلے لگے گئ

"یہ کیا بات ہوئ؟" حریم نے پاؤٹ بنا کر علما کو دیکھا تو وہ ہنس دی

"ہمیں بھی اپنے گروپ میں شامل کرو" وہ خفگی سے آحد سے بولی تو آحد نے ہاتھ بڑھا کر اسے خود سے لگا یا

" آپی آپ کونسا نقشہ بنانے کی سوچ میں ہے؟" علما کو سن کھڑا دیکھ ماہم نے پکارا تو وہ چونکی اور نفی میں سر ہلاتی آحد حریم اور ماہم کے ساتھ لگ گئ ان چاروں نے گھیر ا بنا لیا

"اس موقع پر ایک تصویر تو ہونی چاہیں" ماہم نے موبایل کا کیمرہ کھولتے کہا

"ہاں ہیش ٹیگ سبلینگ گولس" حریم نے آنکھ دبا کر کہا تو آحد اور علما مسکرائے اور کیمرے کی آنکھ میں دیکھا جہاں وہ چاروں خوبصورتی سے قید ہو گئے تھے۔ ارد گرد کے لوگ بھی ان کو دلچپسی سے دیکھ رہے تھے

★★===========★★

"سلام بی بی جی" ملازمہ نے حیرت سے اسے دیکھا جو ایک ہاتھ میں ہینڈ کیری بیگ لیے سنجیدگی سے اچانک گھر میں داخل ہوئ

"بی بی جی وہ صاحب۔۔۔۔"

"معلوم ہے مجھے تم ایک کام کرو چھٹی پر جاؤ میں آگئ ہوں یہی رہنگی" وہ ملازمہ کو حکم دے کر بیگ وہی لاونچ میں چھوڑ کر سیڑھیاں پھیلانگتی اپنے کمرے میں چلی گئ جبکہ ملازمہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی جو شادی کے بعد پہلے بار آئ وہ بھی ایسے

"ان بڑے لوگوں کا تو سمجھ نہیں آتا" وہ سر جھٹکتی خوشی سے چھٹی پر جانے کے لیے اپنے کوٹیج اپنا سامان لینے چلی گئ سمرہ کمرے میں آکر بے چینی سے ٹہلنے لگی وہ بنا بتائے آگئ تھی

ایک مہینہ پورے ہونے میں ابھی پندرہ دن تھے اور وہ اب پندرہ دن بھی اس کے ساتھ گزار نہیں سکتی تھی کیوں نکہ وہ خود سے ڈرنے لگی تھی خود کے اُمڈتے بے جاجزباتوں سے جو اس کو اور سارم کو ایک الگ راہ میں لے جاتے جو سب کچھ بدل دیتے اسے پہلے سارم اور وہ کسی محبت کے چکر میں پڑے ایک دوسرے سے مانوس ہوں وہ سب کچھ ختم کر دیگی وہ خود کے گھر آ گئ تھی مام سے کل بات ہائ تھی مام اور ڈیڈ بیرونِ ملک کسی کام سے گ ئے ہوئے تھے

ان کے آنے سے پہلے وہ سارم سے طلاق لے کر اس رشتے کو ختم کر دے دی جو بلاوجہ بچکانے طریقے سے بنایا گیا تھا آخر نکاح کیا بچوں کا کھیل تھا؟ جو ان دونوں نے ایک دوسرے کو ہرانے کے لیے کیا تھا کون ہارا تھا اب تک؟ وہ دونوں ہار گ ئے تھے

"ہیلو جی۔۔۔جی بلکل مجھے ارجنٹ ڈائے وارس پیپر تیار چاہیں اوکے میں آپ کے آفس آج ہی آجاتی ہوں اوکے بائے" وکیل سے بات کر کے اس نے گہری سانس بھری اور اپنے بیڈ پر آکر بھیٹ گئ بس بہت ہوا یہ سب اسے سب کچھ جلد سے جلد ختم کرنا ہو گا سارم منور کو اپنی زندگی سے نکالنا ہو گا کہی دیر نا ہو جائے

وہ اس کا گھر چھوڑ کر آ گئ تھی وہ اسے چھوڑ کر آ گئ تھی

★★==========★★

حمدان صوفے پر بھیٹی ایمان کے پاس مسکراتے ہوئے آیا جہاں آخر کار مہمانوں کا مکھیوں کی طرح جھمگھٹا ختم ہو چکا تھا کیوں نکہ سارے مہمان رخصت ہو گے تھے اور اب صرف گھر والے ارد گرد بھیٹے ایمان صبحان شفا اور عباد کو چھیڑ رہے تھے

صبحان جو ایمان کے برابر بھیٹا بتیسی نکال کر شوخیاں مار رہا تھا حمدان کو آتے دیکھ جگہ سے اٹھ گیا تا کہ حمدان بھیٹ سکے کیوں نکہ ایمان کی دوسری طرف علا بھیٹی تھی علا حمدان کو دیکھتی مسکراہٹ چھپا گئ جو ابھی ابھی طلہ کے چٹکلے سے آئ تھی

"بھائ آپ اب آرہے ہیں" ایمان نے خفگی سے پوچھا سب ان دونوں کی طرف متوجہ ہو گ ئے تھے علا اپنے گود میں رکھے ہاتھوں کے ساتھ کھیلنے میں مصروف ہو گئ

"گڑیا موقع ہی نہیں ملا"

"اچھا میرا تحفہ کہاں ہے؟" ایمان نے ہاتھ آگے کیا

"ہاں حمدان بھیا بھابھی اور آپ نے کچھ دیا ہی نہیں" صبحان بے باکی سے بولا مگر اسمہ کی گھوری پڑتے ہی زبان دانتوں تلے دبا گیا جبکہ سب ہنسنے لگے علا نے صبحان کو دیکھا اور پھر حمدان کو جو اسی کو دیکھ رہا تھا پھر نظریں ہٹا کر ایمان کو دیکھا اور مسکرایا

"ایسا ہو سکتا ہے میں تحفہ نا دوں؟" حمدان نے ایک آئ برو اچکاتے ہوئے پوچھا تو ایمان نے معصومیت سے نفی میں سر ہلایا

"آپ بتاؤں کیا چاہیں؟" حمدان نے پوچھا۔۔ آحد بھی لاؤنج میں آکر علما کے برابر میں بھیٹ گیا علما نے اپنا سر اس کے کندھے پر رکھ دیا اور مسکرا کر ایمان کو دیکھنے لگی جو لب کاٹے جو شیلے انداز سے اپنی خواہش بتانے لگی تھی

"میں جو مانگو نگی دینگے؟" ایمان کی آنکھوں میں چمک تھی

"بلکل" حمدان نے سر کو جنبش دی سب دلچسپی سے کچھ نا کچھ کہتے ہوئے متوجہ ہو گئے

"وعدہ کریں؟" ایمان نے ہاتھ آگے کیا

"ایمان ہنی مون ٹرپ مانگنا" صبحان پھر بے شرموں کی طرح بولا اور اس کو پھر اسمہ سے گھوری ملی جبکہ سب کا قہقہ گونجا

"کچھ زیادہ نہیں ہواوں میں اڑھ رہے آپ؟" زین نے اس کے کندھے پر ہاتھ ڈال کر کہا تو وہ دانت نکالنے لگا

"ابھی رخصتی نہیں ہوئی ہنی مون کے بچے" طہٰ جو پیچھے صوفے پر براجمان تھا فوراً بولا سب ہنسے

"وعدہ میں نے کبھی انکار کیا ہے؟" حمدان نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر پیار سے کہا تو وہ مسکرا دی

"پھر مجھے اپنے لیے بھتیجا یا بھتیجی چاہیں" ایمان نے مسکراتے ہوئے جوش سے کہا جبکہ علما جو مسکراتے ہوئے صبحان اور ایمان کو دیکھ رہی تھی آحد کے کندھے سے سر اٹھا کر کھانسے لگی

"پانی" آحد نے پانی کی بوتل اس کے آگے کی تو وہ نظریں چراتی انکار کر گئی سب مسکراہٹ دبانے لگے

"ایمان" حفصہ نے اسے ٹوکا تو وہ منہ بنائے حمدان کو دیکھنے لگی جو خود گھبرا گیا تھا اسے ایمان سے اس چیز کی ڈیمانڈ کی توقع نہیں تھی

"بھائی آپ نے وعدہ کیا ہے" ایمان نے جلدی سے کہا

"ارے واہ ایمان" صبحان نے ایک آنکھ دبائی۔۔۔ سب بے صبری سے حمدان اور علما کے چہرے کے تاثرات دیکھنے لگے جو نظریں چرا رہے تھے

"بولے بھائی؟" ایمان نے حمدان کا کندھا ہلایا تو اس نے ایک نظر علما کو دیکھا کو اسی کو دیکھ رہی تھی علما نے گھبرا کر نظریں چرای

"ہاں ٹھیک ہے تم ایک کام کرو چینج کر لو تھک گئی ہو گی" علما نے چونک کر اس کو دیکھا اور پھر سب کو جن کا اہو کا شوخی سے نعرہ گونجا تھا

"تھینک یو بھائی" وہ اس کے جھپٹ کر گلے لگ گئی حمدان مسکراتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ پھیرنا لگا علما کو دیکھا جو منہ کھولے اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی اس نے آنکھیں جھپکی جیسے کچھ کہا ہو اور اس کچھ کو علما نے سمجھ بھی لیا جبھی سر ہلا کر خاموشی سے چہرہ جھکا گئی

"چلو ہو گیا تمھارا بچپنا چلو سب چینج کرو اور سونے جاؤ تھک گئے ہیں سب" حفصہ نے سب کو کہا تو سب قہقہ لگاتے کھڑے ہو گئے

"آپی آپ کا میسج آیا ہے" ماہم نے لاپرواہی سے موبایل اس کی طرف بڑھایا تو وہ چونکی اور جلدی سے دل کو تھام کر موبایل اس کے ہاتھ سے لیا اور میسج دیکھا تو افرا کا تھا جہاں وہ اس کا جواب مانگ رہی تھی

"اوکے مجھے منظور ہے" علما نے ٹایپ کر کے بھیج دیا اور ایک گہری سانس لے کر حمدان کو دیکھا جو ایمان کے لہنگے کی تعریف کر رہا تھا کیونکہ وہ اسے مسلسل پوچھ رہی تھی کہ اس کا ڈزایرنر لہنگہ کیسا ہے

★★==========★★

"شوقِ وفانہ سہی

خوفِ خدا تو رکھ"

"سمرہ سمرہ" سارم نے کمرے سے نکل کر سمرہ کو آوازیں لگائی کیونکہ وہ کمرے میں موجود نہیں تھی اس کے ہاتھ میں پیلے پنی والا باکس تھا اس کے اطراف میں لال ربن لگی تھی وہ بلاشبہ تحفہ نظر آرہا تھا ایک ہاتھ میں تحفہ اور دوسرے ہاتھ میں سفید پھولوں سے لدا اگلدستہ تھا وہ سمرہ کو تلاش کر رہا تھا اس کے چہرے پر ایک خوبصورت مسکراہٹ تھی اس نے سوچ لیا تھا آج سمرہ سے اپنے دل کا حال بیان کرنے کا وہ دل کا حال جو وہ خود سے بیان نہیں کر پایا تھا۔وہ حد سے زیادہ نروس اور جوشیلا تھا سمرہ کیسے ردِعمل دے گی؟ یہ سوچ سوچ کر ہی اس کا جوش بڑھتا جا رہا تھا وہ جانتا تھا اسے لگتا تھا کہ سمرہ اس کے منہ سے خود کے لیے پیار کا اقرار سن کر اس کے گلے لگ جائے گی اور خود بھی شاید اپنے جزباتوں کا اقرار کرے گی کیونکہ اسے محسوس ہوا تھا کہ سمرہ بھی وہی احساسات رکھتی ہے جو سارم اس کے لیے رکھتا ہے اسے نہیں معلوم تھا کہ اچانک وہ سمرہ جو اس کو سخت ناپسند تھی وہ اس کی پسند میں کیسے تبدیل ہو گئی شاید ان کے درمیان خوبصورت نکاح کی وجہ سے وہ مسکرایا

"سمرہ کدھر ہو یار" جب اسے پورے گھر میں ڈھونڈ لیا تو وہ کسی خیال کے تحت باورچی خانے میں آیا مگر وہاں صرف کوثر کو پایا

"کوثر سمرہ کو دیکھا ہے؟" سارم نے ادھر ادھر دیکھتے پوچھا کوثر نے چونک کر اس کو دیکھا پھر ڈر کر بولی

"وہ سارم بابا وہ کہہ کر گئی ہے کہ وہ چلی گی" اس نے ڈر کر بتایا

"چلی گی؟" سارم نے ناسمجھی سے دیکھا

"پتا نہیں سارم بابا ان کے ہاتھ میں بہت بڑا سوکیس تھا ش۔۔شاید وہ گھر چھوڑ" سارم کے ہاتھ سے پھول اور ڈبہ گرا کوثر نے گھبرا کر اس کو دیکھا

"وہ سارم بابا آپ کے لیے کوریر بھی آیا ہے سمرہ بی بی کی طرف سے" وہ مزید بولی سمرہ اسے تاکید کر کے گئی تھی کہ ایک کوریر آئے گا وہ سارم کو دے دینا جبھی وہ بولی ابھی تھوڑی دیر پہلے سارم کے نام کا سمرہ کی طرف سے کوریر آگیا تھا۔وہ مرے قدموں سے کچن

سے نکلا اور لاؤنج میں واپس آیا نظریں دوبارہ میز پر پڑے خاکی لفافے پر گئ جو پہلے اس نے دیکھا تھا مگر نظر انداز کر کے سمرہ کو ڈھونڈ رہا تھا اس نے دھیرے سے وہ لفافا اٹھایا اور اندر سفید کاغظات نکالے اس کے ہاتھ جانے کیوں کنپکپانے لگے تھے ایک ڈر تھا ایک اندیشہ ایک خوف۔ کسی کے دور جانے کا کسی کے ناواپس آنے کا سب کچھ ختم ہونے کا جبھی تو دل تیزی سے دھڑک رہا تھا اس نے کاغظات کے صفحے پلٹے اور سب سے اپر کالے ورق سے موٹے لفظ انگریزی کے پڑھتے ہی وہ اپنی جگہ مجسمہ بن گیا ان موٹے لفظوں پر صاف صاف وہ لکھا تھا جو سارم کے چاروں طبق روشن کرنے کے لیے کافی تھا

"DIVORCE PAPER"

سارم کے لب بھی نا ہل سکے

★★==========★★

"حمدان کیا میں اندر آسکتی ہوں" وہ آدھی رات کو لائبریری میں بھیٹا لیپ ٹاپ پر کچھ کام کر رہا تھا جب دور دروازے سے ہی حریم نے مسکرا کر پوچھا تو وہ چونک کر جلدی سے کھڑا ہوا

"آئے نا بھابھی" وہ دھیمے سے مسکرایا حریم اندر چل کر آئ

"بھیٹیے" وہ اپنے سامنے کرسی کی طرف اشارہ کرتے بولا تو حریم سر اثبات میں ہلا کر مقابل بھیٹ گئ

"کیا کر رہے تھے سوئے نہیں؟" حریم نے ایک نظر پاس پڑی ڈھیر ساری کھلی فائیل کاغظات اور ساتھ لیپ ٹاپ پر ڈال کر پوچھا

"بس کام کر رہا تھا آج آفس نہیں گیا تھا نا" وہ مسکرا کر بولا

"کتنا کام کرتے ہو اریب بتاتے ہے مجھے تمھیں صرف کام ہی سوجتا رہتا ہے کبھی میری بہن کو بھی وقت دے دیا کرو وہ شکوے نہیں کرتی؟" حریم ہنستی ہوئ بولی حمدان مسکرایا

"جس دن شکوے کرے گی اس دن کام کو خدا حافظ" وہ سادگی سے بولا حریم بے اختیار مسکرائ

"علما سو رہی ہے؟" حریم نے پوچھا تو حمدان سے سر ہلایا

"آپ نہیں سوئ سب تھک گ ئے ہے؟"

"ہاں بس مجھے تم سے ضروری بات کرنی تھی موقع ہی نہیں مل رہا تھا اسیلیے سب کے سونے کے بعد آگئ پتا تھا یہاں پر دیر رات کام کر رہے ہو گے" وہ مسکرا کر بولی

"جی بولیے؟" حمدان نے پوچھا

"حمدان وہ علما کا رویہ ٹھیک ہوتا جا رہا ہے ہیں نا؟" حمدان نے پرسوچ انداز سے سر ہلایا

"میں سوچ رہی تھی یہی وقت ہے اس کی نفرت کو ختم کرنے کا" حمدان نے نا سمجھی سے دیکھا

"میں سمجھا نہیں بھابھی؟"

"حمدان تم علما کو لندن لے جاؤ" حمدان چونکہ حریم نے سر اثبات میں سر ہلایا

"اسی جگہ جس جگہ سب کچھ شروع ہوا تھا" حمدان حیرانگی سے اسے دیکھنے لگا جبکہ وہ کافی نارمل انداز سے کہہ رہی تھی

"بھابھی آپ جانتی ہے اس جگہ سے میری اور علما کی اچھی یادیں نہیں جڑی" اس کے لہجہ میں درد آ گیا تھا

"میں جانتی ہوں حمدان جبھی کہہ رہی ہوں نفرت کو جڑ سے ختم کرنے کے لیے تمھیں اس مقام پر دوبارہ جانا ہو گا جہاں سے نفرت شروع ہوئی تھی" حمدان نے نفی میں سر ہلا کر کچھ کہنا چاہا

"نفرت کی شروعات جہاں تھی ہوئی تھی نفرت کا اختتام بھی وہی سے ہو گا" اس کی بات میں گہرائی تھی پل بھر حمدان خاموش ہو گیا

"حمدان زرہ غور کرو جہاں سے سب کچھ شروع ہوا تم وہاں علما کو لے جاؤ ساری باتوں کو ختم کرو میں مانتی ہوں تکلیف ہو گی مگر راحت کے لیے تھوڑی سی تکلیف سہنا کوئی بڑی بات نہیں تمھیں وہ سب قصے چھیڑنے ہونگے تمھیں وہ سب یادیں تازہ کرنی ہونگی" وہ سر جھکا گیا

"ہم وقت کو واپس نہیں لا سکتے ہم ماضی میں بھی نہیں جا سکتے مگر ہم وہ سب دہرا ضرور سکتے ہے وہ سب جو پچھلی بار غلط ہوا اس بار سب کچھ ویسے ہی کرو مگر ٹھیک تین سال پہلے جو کچھ ہوا اسی جگہ کتنی خوفناک یادیں ہیں اسی جگہ جاؤں اور ان یادوں کو جڑ سے ختم کر کے ایک نئی زندگی ایک نیا سفر ایک نئی کہانی اور ایک نیا کردار کو تعمیل دو ایک نیے رشتے سے" اس نے لمبے لمبے ڈگ بھرے

"اگر اس کا سب کچھ الٹ ہو گیا؟ اگر سب کچھ سورنے کے بجائے سب کچھ بگڑ گیا؟" دل میں وسوسہ جایز تھا یہ سب آسان نہیں تھا بلکہ بہت مشکل تھا بہت

"حمدان یہ رسک لینا تو پڑے گا ایسے سب کچھ ٹھیک نہیں ہو گا دل کبھی صاف نہیں ہو گا نفرت کا بیج ہمیشہ رہے گا" حمدان نے آنکھیں بند کی چہرہ اپر کیا پھر آنکھیں کھلی اور حریم کو دیکھا

"ہاں حمدان کہانی میں نفرت جہاں سے شروع ہوئی تھی ختم بھی وہی ہونی چاہیں تین سال پہلے جو ہوا تین سال بعد بھی وہی ہو گا فرق صرف اتنا ہو گا پہلے بچھڑے تھے اور اب ملے گے" حمدان کو واقعی حریم گہری سوچ میں ڈال کر چلی گئی تھی

"ہیلو" سایلنٹ ہر لگا فون پر نظریں جیسی گئی وہاں کال آتی دکھی کال آٹینڈ کرتے ہی دوسری طرف کے شخص نے جو خبر دی وہ سن کر وہ کچھ لمحے سن ہو گیا پھر بولا تو صرف اتنا

"ابھی کے ابھی سینڈ کرو" اس نے کال کاٹی ایک بار پھر حریم کی باتوں کی طرف دھیان گیا وہ گہری سانس لے کر کھڑا ہوا اور لیپ ٹاپ کی جانب آ گی

★★==========★★

"اریبہ مجھے بہت اچھا لگا کہ تو خالہ کے ساتھ مجھ سے ملنے آئی" وہ کوٹیج میں بیڈ اریبہ کو لے کر بھیٹی اسے باتیں کرنے میں مگن تھی جبکہ اریبہ خاموشی سے مسکرا کر اس کے چہرے کا جایزہ لے رہی تھی جب وہ چونک کر بولی

"میری شکل دیکھتی رہے گی یا کچھ بولے گی بھی؟

"نمرہ تو کتنی بدل گئی ہے" اریبہ نے دل میں ہی اس ہی نظر اتاری نمرہ نے نا سمجھی سے دیکھا

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ تو پہلے جیسی پریشان نمرہ نہیں رہی تیرے چہرے کی چمک سب کچھ بتا رہی ہے" وہ مسکرا کر بولی تو نمرہ بھی دھیمے سے مسکرائی

"تجھے پتا ہے اریبہ یہاں آنے کا فیصلہ میرا سب سے بہترین فیصلہ تھا یہاں سب بہت اچھے ہے لگتا ہی نہیں کہ میں ایک ملازم ہوں سب نے مجھے گھر کا فرد بنا کر رکھا ہے اور تو اور کل سایمہ آنٹی کہہ رہی تھی کہ کوٹیج سے حیدر ولا شفٹ کروانا کا مجھے اور سمی کو" وہ خوشی سے بتا رہی تھی

"نمرہ تیرے صبر کا پھل میٹھا نکلا تو نے کتنی عزیت اٹھائی تھی" وہ افسردگی سے بولی تو نمرہ نے اچانک پوچھا

"اب۔۔ ابا کیسے ہیں؟ "

"وہ دراصل چودری صاحب کے لوگ تیرے ابا کے پیچھے پڑ گئے تھے وہ نشے میں رات کو کدھر نکلا پتا نہیں چلا۔۔۔ اور رخشیدہ چودری صاحب کیا کام کرتی ہے" اریبہ نے سنجیدگی سے بتایا نمرہ حیرت سے رہ گئی

"م۔۔ مطلب ابا لاپتا ہے؟" وہ حیرت سے بولی

"ہاں تجھے کیا پر وہ رخشیدہ اور تیرے ابا کو سمی اور تجھ پر ظلم کرنے کی سزا مل گئی ہے "

"ل۔۔ لیکن اریبہ وہ جیسا بھی ہے سمی کا ابا ہے" نمرہ کی آنکھوں میں نمی آ گئی تھی

"فکر نا کر سب کو پتا ہے چودری صاحب کے بندوں بے اٹھایا ہوا ہے اب وہ جانے ان کا کام جانے تو بے فکر ہو جا" اریبہ نے است سمجھایا بہر حال اس نے سر تو ہلا لیا لیکن وہ افسردہ ہو گئی تھی

"مجھ سے میرے میاں کے بارے میں نہیں پوچھے گی؟" اریبہ اس کا موڈ ٹھیک کرنے کے لیے اچانک بولی تو وہ چونکی

"ہ۔ہاں بتانا" نمرہ نے کہا تو اس نے اپنی خوش و خرم شادی کے بارے میں بتایا اور اس کے چہرے سے جلکھتی خوشی دیکھ کر نمرہ مسکراتی رہ گئی

★★==========★★

صبح کا سورج طلوع ہو گیا تھا وہ انگڑائی لے کر کروٹ بدلنے لگی جب تھوڑی سی کھلی آنکھیں سامنے صوفے پر گئی اور خالی صوفے کو دیکھ کر پوری آنکھیں کھل گئی وہ کسمندی سے اٹھی اور نا سمجھی سے خالی صوفے کو دیکھنے لگی تھی حمدان پوری رات کمرے میں نہیں آیا تھا اس کی بیچ بیچ میں آنکھ کھلی تھی مگر وہ کمرے میں موجود نہیں تھا کیا رات بھر وہ کام کرتا رہا ہے؟ اس نے سوچا پھر سر جھٹک دیا وہ افرا کے نیے پلین کے بارے میں سوچنے لگی اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کس طرح حمدان سے سامنے سے بات کرے یہ کافی مشکل تھا ۔۔وہ سب سوچوں میں گھری تھی جب دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سے چونکی اور اونچی آواز میں باہر کھڑے شخص کو اندر آنے کی اجازت دی تو ماہم اچھلی اچھلی آئی

"اف آپی آپ ابھی اٹھی ہے اف جلدی کرے" ماہم نے جلدی جلدی کمبل اسے چھینا

"کیوں؟" اس نے نا سمجھی سے پوچھا

"ارے پتا نہیں ہماری تھوڑی دیر میں ہی فلائیٹ ہے بائے نہیں کرنا؟" ماہم کے یاد دلانے پر وہ افسردہ ہو گئی اور منہ بنا کر اسے دیکھا کو کمبل طے کر رہی تھی

"یار اتنی جلدی کیا ہے؟" وہ اکتا کر بولی

"کیا ہو گیا؟ میرا کالج سٹارٹ ہے بھائی کا آفس کی لیو ختم ہو گئی ہے" ماہم نے بتایا

"چلیں باہر" وہ سر اثبات میں ہلا کر اٹھی اور فریش ہونے گئی فریش ہو کر اس نے گلابی رنگ کی کرتی اور ٹراوزر پہنا اور بالوں کو پونی کی صورت میں باندھ کر وہ ماہم کے ساتھ کمرے سے نکل کر باہر لاونج میں اگئی جہاں سب اس کی راہ دیکھ رہے تھے

"اسلام علکیم" اس نے با آواز سلام کیا اور آحد اور اقرء بیگم کے گلے لگی تھوڑی دیر سب کے ساتھ چائے وغیرہ پینے کے بعد جانے کا وقت آیا تو سب کھڑے ہو کر خدا حافظ کرنے لگے

"اچھا ایما اپنا خیال رکھنا" آحد نے سر پر چپٹ مار کر کہا تو وہ روتے ہوئے اس کے گلے لگ گئی۔۔۔ حریم کی بھی آنکھوں میں نمی آ گئی اچھی طرح سب سے مل کر اس نے اور حریم نے بمشکل سب کو خدا حافظ کیا

"ہمنہ بائے اچھا لگا تم سے مل کر اپنا خیال رکھنا" جاتے جاتے اس نے ہمنہ نے بھی نرم مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو ہمنہ خوشی سے گلے لگ گئی علما پہلے تو حیران ہوئی پھر ہنس کر اسے سب کے ساتھ خدا حافظ کیا

"علما حمدان کہاں ہے؟" اریب جو آفس کے لیے نکل رہا تھا حمدان کو نا پا کر علما سے پوچھنے لگا جو خود ہڑ بڑا گئی

"پتا نہیں جیجو" اس نے کندھے اچکائے

"وہ تو پہلے ہی صبح صبح جاگنگ کے بعد آفس نکل گیا" حفصہ نے بتایا

"اوہ سہی" اریب نے سر اثبات میں ہلایا

★★==========★★

"اوئے طوطی ایرپورٹ پہنچ گئ؟" زین کی کال اٹھاتے ہی اگلی طرف سے اس کا مخصوص دیا ہوا نام سن کر ماہم غصہ پی کر رہ گئ پھر دبی دبی چلائی

"لنگور تم کہاں تھے سب تھے تم کہاں تھے؟" ماہم نے پوچھا سب سے ملتے وقت زین غایب تھا ماہم کی نظروں نے اسے کھوجا تھا مگر اس کا اتا پتا نہیں تھا اب جب وہ لوگ ایرپورٹ میں موجود تھے جب اس کی کال آئ تھی

"یار میں نا بس یہ سب چھوڑو لمبی کہانی ہے تم یہ بتاؤں واپس کب آؤ گی؟ "

"ابھی جانے تو دو "

"نہیں یار مس کر رہا ہوں اپنی ڈاین کو" ماہم کے چہرے پر پہلی بار لفظ ڈاین اپنے لیے سن کر مسکراہٹ آئ تھی

"ابھی سے مس کرنے لگے" وہ مسکرا کر بولی

"تو میرا خون کون پیے گا؟" زین کو اس بات کر بڑھا دکھ تھا

"مچھر" وہ بول کر خود قہقہ لگانے لگی۔۔جب ہمنہ اور ہبا نے اسے چونک کر دیکھا تو اس نے جلدی سے منہ پر انگلی رکھی

"بڑا ہی لیم تھا" زین نے ناک سے مکھی اڑائ

"بلکل تمھاری پیدایش کی طرح" وہ اپنی ہنسی دبائ ہوئ تھی زین جل بھن کر رہ گیا

"اچھا ہے چلی گئ طوطی" وہ غصہ سے بولا

"واہ ابھی تو بڑی یاد آرہی تھی" ماہم نے مصنوعی حیرت دکھائ

"تم یاد نہیں آرہی تھی تمھاری طوطی جسی شکل یاد آرہی تھی لیکن کوئ نہیں تصویر دیکھ کر کام چلا لونگا" ماہم یک دم چونکی پھر سمجھ کر مسکرائ

"لنگور" اس نے بڑبڑاتے ہوئے کال کاٹ دی کیوں نکہ ان کا فلایٹ کا ٹایم ہو گیا تھا اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی جبکہ حیدر ولا میں بھیٹے زین کا سڑا ہوا منہ بنا تھا کیونکہ اس کی ڈاین اور طوطی جو چلی گئ تھی

★★==========★★

"یہ لے جاؤ اور ادرک والا کہوہ لے آؤ" ہمیدہ بیگم نے ملازمہ کو ٹرے تھما کر حکم دیا اور لیٹنے والے انداز سے بیڈ کے کراؤن سے ٹیک لگا دیا ملازمہ ان کو کمبل اڑھاتی سر ہلا کر باہر نکل گئ اسی وقت دروازے پر دستک ہوئ ہمیدہ بیگم نے دیکھا تو ان کا لاڈلا پوتا حمدان کو کھڑا پایا وہ مسکرائ

"آؤ میاں آج دادی کے کمرے کا رستہ کیسے بھول گ ئے؟" انہوں نے تنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا تو حمدان شرمندگی سے چلتا ان کے پاس آیا اور ہاتھ چوم کر ان کے پاس کرسی کھینچ کر بھیٹ گیا

"دادی جان کیسی ہے آپ؟" اس نے محبت سے پوچھا

"بڑی جلدی یاد آ گئ؟" وہ خفگی سے بولی تو حمدان مسکرایا اور ان کے ضعیف ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے

"دادا جان کدھر ہے؟" اس نے ارد گرد دیکھتے پوچھا

"سعد اور سمی کو سیر پر لے کر گ ئے ہے" انہوں نے بتایا

"اچھا آپ نے کھانا کھایا؟" اس نے پوچھا "ہاں ابھی کھایا" ہمیدہ بیگم نے بتایا

"دادی جان آپ سے ایک اجازت لینی تھی" حمدان سیدھی بات پر آیا یہی خوبی ہمیدہ بیگم کو اپنے پوتے کی بہاتی تھی وہ بات کو گھماتا نہیں تھا بلکہ سیدھے مدعے پر آتا تھا

"کہو بیٹا؟ "

"دادی جان میں علما کے ساتھ لندن جانا چاہ رہا ہوں کچھ دنوں کے لیے گھومنے" وہ بولا ہمیدہ بیگم مسکرائ

"اچھا اسی وجہ سے دادی جان کی یاد آئ"

"ایسی بات نہیں ہے دادی جان" اب وہ کیا کہتا کہ کس طرح وہ خود اس عشق نفرت کے کھیل میں پھنسا ہے وہ تو ادھر تھا مگر اس کا دماغ صرف ایک جگہ تھا

"ٹھیک ہے چلے جاؤ" ہمیدہ بیگم نے پیار سے کہا تو اس نے مسکرا کر ان کے ہاتھ چومے۔۔۔ اب وہ سوچ میں پڑ گیا کہ علما کو کیسے منایا جائے گا جو ناممکن کے قریب ہے حریم جو کہوہ لے کر اندر آئ تھی وہ حمدان کو دیکھ کر مسکرائ تو وہ بھی سر اثبات میں ہلا گیا

★★==========★★

شام کے سائے ڈھلنے آئے تھے رات کی آمد تھی روشنی نے الوداع کہہ دیا تھا مگر وہ ویسے ہی اسی پوزیشن میں بنا کوئ حرکت کیے مجسمہ بنی بھیٹی رہی تھی بھیگی پلکیں اس بات کا ثبوت تھی کہ وہ روتی رہی ہے نا چاہتے ہوئے بھی یہ گھر یہ کمرہ سب کاٹ کھانے کو آرہا تھا اس نے طلاق کے کاغظات سارم کو پہنچا دیے تھے ابھی تک وہاں سے کوئ ردِ عمل نہیں آیا تھا شاید سارم خوش ہو گا۔۔؟؟ یہ خیال ہی اس

Urdu Novels Ghar

کو چپ رہا تھا. وہ بھوکی پیاسی ایسے بھیٹی تھی جیسے اس کا سب لٹ گیا ہو وہ خود پر حیران ہونے لگی تھی خود کی حالات پر حیران وہ تو سمجھی تھی ابھی دیر نہیں ہوئی مگر وہ غلط تھی دیر ہو چکی تھی. سارم کی باتیں سارم کی فکر مندی سارم کی مسکراہٹ سب آنکھوں کے سامنے لہرا رہا تھا کیوں آخر کیوں وہ دونوں اس کھیل میں پڑے اس ایک مہینہ کے اگریمنٹ میں جس نے ان کی زندگی بدل کر رکھ دی اس کی ایک غلطی کی سزا وہ اب بھگت رہی تھی وہ سارم سے دور رہے گی کیونکہ وہ تو آحد یہ سب کیا ہے؟ اس نے حرکت کی اپنا سر گھٹنوں میں دیے بھیٹ گئی ایک طرف آحد تو دوسری طرف سارم وہ چاہ کر بھی ایک کو نہیں پسند کر پا رہی تھی دل میں سارم تھا تو خیالات میں آحد وہ اب تک آحد کی جدائی کے غم سے باہر نہیں آئی تھی کہ اب سارم اس کے ساتھ ہی سب کچھ کیوں ہوتا ہے آخر اس کو ہی کسی کی محبت کسی کا ساتھ کیوں نہیں ملتا؟ اسے اپنا دل خالی ویران لگ رہا تھا کو مکمل سنسان ہو جدھر اس کی سسکیوں کی آواز گونج رہی ہو

★★==========★★

وہ خوشی سے تقریباً بھاگتے ہوئے آحد کے پاس آئی جو اپنے کمرے میں بھیٹا فون پر بات کر رہا تھا ہمنہ کی آمد پر اور اس کے چہرے پر ایک خوبصورت مسکراہٹ کو دیکھتے وہ چونکہ اور ساتھ ہی دوسری طرف والے سے معزرت کرتا کال کاٹ کر کھڑا ہوا اور ہمنہ سے مخاطب ہوا جو پر تول رہی تھی اسے خوشخبری بتانے کے لیے جو خود اسے ابھی ابھی مس ایمن نے دی تھی

"کیا ہوا؟" آحد نے مسکراتے ہوئے پوچھا وہ کافی خوش دکھ رہی تھی

"آحد میں جب آپ سے پہلے بار ملی تھی تو میں نے آپ کو بتایا تھا کہ میری ایک دوست مجھے اپنے ساتھ باہر یوکے لے جا رہی ہے" آحد نے سر ہلایا اسے یاد تھا

"اور اس کا ایڈرس میرے موبایل میں تھا جو ٹوٹ گیا تھا" آحد نے پھر سر ہلایا اسے سمجھ نا آیا اس وقت وہ اس رات کی بات کیوں کر رہی تھی

"آحد وہ فرینڈ صرف میری ہی نہیں میرے اسکول میں مس ایمن ہے ان کی بھی فرینڈ ہے مس ایمن نے اسکول چھوڑ دیا تھا مگر آج میری ان سے ملاقات ہو گئی اور ان سے میں نے اپنی فرینڈ کا ایڈرس لے لیا" وہ بڑی ہی مسرت سے چہک کر بتا رہی تھی آحد چونکہ اور پھر مسکرایا

"گڑیہ تو اچھا ہو گیا"

"میں نے اپنی یوکے والی فرینڈ سے کانٹیکٹ کر لیا ہے میں اس کے ساتھ جلد ہی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یوکے چلی جاؤں گی" وہ خوشی سے بولی مگر آحد یک دم چونکہ اس کی مسکراہٹ یک دم غایب ہوئی

"ی۔یعنی تم چلی جاؤ گی؟" اس نے سہم کر پوچھا

"ہاں اسی لیے تو میں گھر سے نکلی تھی" وہ افسردگی سے بولی

"آحد آپ کا بہت شکریہ آپ نے مجھے اپنے گھر اور آپ سب نے مجھے اپنے دل میں جگہ دی میں ساری زندگی آپ لوگوں کو نہیں بھولونگی آگر اس رات آپ نا آتے تو شاید میرا سب لٹ جاتا آپ میرے مہربان ہے میں ساری زندگی بھی چاہوں تو آپ کا احسان نہیں اتار سکتی" وہ دھیمی سی مسکراہٹ سے شکرگزار ہو کر بولی آحد نے سر جھکا لیا اسے صرف اس وقت یہی فکر کھائے جارہی تھی کہ ہمنہ چلی جائے گی وہ کیوں اتنا گھبرا گیا تھا کیوں اس کی دھڑکنیں بے قابو ہو گئ تھی اس کے جانے کا سن کر؟ کیا جزبات پنپ رہے تھے؟ وہ خود حیران پریشان اپنی کیفیت میں منتشر تھا

"میں ماہم کو بتادوں" وہ جھجکتے ہوئے بولی اور کمرے سے نکل گئ اس بات کو وہ جھٹلا نہیں سکتی کہ اس کی کیفیت آحد سے مختلف نہیں ہے

★★==========★★

"میں کس طرح سے خود کے ہنی مون کی بات کروں وہ بھی اس شخص سے؟" وہ اپنا سر پکڑ کر کتنی دیر سے بھیٹی افرا کے نیے دیے ہوئے پلین کے بارے میں سوچ رہی تھی اپنے آپ کو اتنا حوصلہ دے کر بھی وہ ہمت نہیں جٹا پا رہی تھی یہ کس صورتِحال میں پھنس گئ تھی اور سلجھنے کے بجائے اور الجھتی جارہی تھی پہلے اس شخص کو برداشت کرنا پھر اسے محبت کا ڈھونگ رچنا اور اب ہنی مون کی ضد نہیں نہیں اس گھٹیا شخص کی مسکراہٹ اس کے سامنے آگئ اس نے جھرجھری لی

وہ مسکراہٹ اسے اب زہر لگتی تھی جو تین سال پہلے اسے بھاتی تھی سب کچھ ہی تو بدل گیا تھا تین سال پہلے اور تین سال بعد میں اس کی پوری زندگی بدل گئ تھی وہ خود بدل گئ تھی وہ علما جو کسی کو ناپسند بھی نہیں کرتی تھی وہ کسی سے آج اتنی نفرت کر رہی ہے کہ اس کی جان بھی جائے اسے کوئ پروہ نہیں اس کی انسایت نے بھی نفرت کے آگے گھٹنے ٹیک دیے

محبت اندھی ہو یا نا ہو نفرت ضرور اندھی ہوتی ہے

"علما؟" وہ چونک کر ساری سوچوں سے باہر آئ اور سر اٹھا کر دیکھا تو حمدان کھڑا اس کو مخاطب کر رہا تھا اس نے اداکاری کا لباس اڑھا اور کھڑی ہوئ وہ لباس جو اس کو اب حمدان کے سامنے آتے ہی اڑھنا تھا

"ہاں" اس نے بمشکل لہجہ میں نرمی پیدا کی

"وہ دراصل" حمدان کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کہاں سے بات شروع کرے اسے کہی نا کہی علما کے ردِعمل کا پتا تھا

"کہو؟" علما غور سے اس کے تاثرات دیکھ رہی تھی

"میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم کچھ دنوں کے لیے لندن گھومنے جا رہے ہیں" اس نے ایک سانس میں کہا اور اب نچلا لب کاٹے علما کے غصیلے ردِ عمل کا انتظار کرنے لگا علما حیران ہوئ

"اگر تمھیں نہیں جانا تو۔۔۔۔۔" حمدان کی بات علما نے جلدی سے کاٹی

"نہیں نہیں ٹھیک ہے ویسے بھی ہمارا ہنی مون نہیں ہوا" وہ بے ساختہ بولی جبکہ حمدان اس کو دیکھتا رہ گیا پھر شرمندگی مٹاتے ہوئے جلدی سے بولی

"و۔۔وہ سب کی نظروں میں" چہرے پر آتی لٹوں کو کان کے پیچھے کرتی وہ نظریں چرا کر گویا ہوئ

"ہمم" حمدان اس کے چہرے کے تاثرات باریکی سے دیکھ رہا تھا

"ٹھیک ہے تم پیکنگ سٹارٹ کر لو" وہ بول کر علما کو شرمندہ چھوڑ کر کمرے سے باہر آیا اور جیب سے فون نکالا اور کسی کا نمبر عجلت میں ملایا دوسری بیل پر فون اٹھالیا گیا

"وعلیکم اسلام مجھے اب تک ویڈیو نہیں ملی؟" وہ سیڑھیاں اترتے ایک ہاتھ جیب میں ڈالے اور دوسرے ہاتھ میں موبایل کان سے لگائے سنجیدگی سے بولا تو دوسری طرف سے فوراً جواب آیا جس کو سن کر اس کے تاثرات نرم پڑے

"ٹھیک ہے جلدی" اس نے کہہ کر فون رکھ دیا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتے حیدر ولا سے نکلا اس کے چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی

★★===========★★

وہ تقریباً بھاگتے ہوئے گھر میں داخل ہونے لگا جب چوکیدار نے اسے جلدی سے روکا "کدھر گھسے آرہے ہو؟" چوکیدار نیا تھا اسیلیے سارم کو آسانی سے نہیں پہچان سکا سارم نے دانت پیستے اس کو دیکھا اور ضبط سے بولا "مجھے سمرہ سے ملنا ہے" اس کا ضبط جواب دے رہا تھا

"بی بی گھر پر نہیں ہے" چوکیدار نے تحمل سے بتایا

"کہاں ہے؟" سارم نے چونک کر بے چینی سے پوچھا

"ہمیں کیا خبر؟" چوکیدار نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے

"ڈیمیڈ" وہ دانت پر دانت جمائے جتنی تیزی سے اندر داخل ہوا تھا اتنی تیز سے باہر آیا گاڑی میں بھیٹا اور فراٹے سے گاڑی زن کرتا سڑک پر لے آیا وہ مستقل سمرہ کو کال کر رہا تھا مگر اس کا فون بند جا رہا تھا

"بی بی جی ہم نے کہہ دیا آپ گھر پر نہیں ہے" چوکیدار نے اندر لاؤنج میں باہر دروازے سے ہی جھانک کر صوفے پر دونوں ہاتھ سر میں دیے سمرہ کو اطلاع دی

"ٹھیک کیا" سمرہ نے آنکھیں مندے کہا تو وہ سر ہلا کر چلا گیا اسے ہی سمرہ نے کہا تھا کہ جو بھی آئے اسے کہہ دے کہ وہ گھر پر موجود نہیں ہے

"سارم سوری اب میں تم سے کبھی نہیں ملونگی" اس کے آنکھ کے کنارے سے ایک آنسو تیر تا ہوا نکلا یہ بولنا ہی اس کے لیے تکلیف دہ تھی تو اس ہر عمل کر کے کیا حال ہو گا؟

★★==========★★

ایک دن بعد اس کی اس کی دوست کے ساتھ یو کے کی فلایٹ تھی وہ آج ہی اپنی دوست سے ماہم کے ساتھ مل کر آئی تھی اب ٹھیک ایک دن بعد رات کے وقت اس کی فلایٹ تھی اسے تو خوش ہونا چاہیں آخر اسی خواب کو لے کر تو اس کے قدم خود کے گھر سے نکلے تھے مگر وہ چاہ کر بھی خوش نہیں ہو پا رہی تھی وہ خود حیران تھی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا آحد ماہم اقرء بیگم سب چھوٹ جائے گے اور سب سے بڑھ کر آحد اس نے یک دم سوچوں کو جھٹکا یہ اسے کیا ہو تا جا رہا تھا؟ یہ یہ سب کیا سوچ رہی تھی وہ؟ نہیں یہ سب غلط ہے اس نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا اسے کیا ہو رہا ہے؟ نہیں ایسا نہیں ہونا چاہیں وہ آحد کے لیے محض ایک دوست سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے آحد نے اس انجان لڑکی کو بس سہارہ دیا ہے اسے ہمدردی کی ہے وہ اتنے احسان اس پر کر چکا ہے اور وہ۔۔۔ وہ اسے اچانک کیا امید لگانے جا رہی تھی بس اب آگے کچھ نہیں ہو سکتا وہ بس چلی جائے گی باہر آحد سے دور سب سے دور پھر وہ بھول جائے گی۔ وقت بہت بڑا امر ہم ہو تا ہے وقت گزرے گا اور وہ بھول جائے گی سب بھول جائے گے کون ہمنہ تھی کسی کو یاد رہے گا ایک ہمنہ رستے سے ملی تھی بے سہارہ اس کو اپنے گھر اپنے دلوں میں پناہ دی تھی یار رہے گا تو صرف یہ اور کچھ نہیں

دوسری طرف آحد کو جب ماہم سے معلوم ہوا کہ ایک دن بعد ہمنہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چلی جائے گی تو اس کی پریشانی مزید بڑھ گئ وہ چلی جائے گی کیا وہ آسانی سے اس کو جانے دیگا؟ ابھی بھی وقت ہے کیا اس کے اندر اتنی ہمت ہے کہ وہ کھل کر اپنے جزباتوں کا اقرار کر سکے جزبات؟ کیسے جزبات؟ وہی جزبات جو ہمنہ کے لیے اس کے دل میں پہلے دن سے ہی پنپنے شروع ہو گئے تھے لیکن وہ نظر انداز کر تا آیا تھا اسیلیے اسے کاشف نامی شخص سے بھی جلن محسوس ہونے لگی پھر اس نے جانا تھا کہ وہ ہمنہ کو پسند کرنے لگا اس نے یہ بات صرف اپنے دل تک محدود رکھی تھی۔ اسے کیا معلوم تھا اتنی جلدی ہمنہ سے دور ہونے کا وقت آ جائے گا؟ وہ بری طرح پریشان تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیسے روکے ہمنہ کو کیا پتا ہمنہ اسے پسند نا کرتی ہو کیوں نکہ اس کے چہرے کی خوشی سے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ باہر جانا چاہتی ہے ہاں وہ کیسے کل کے ملے ہوئے لڑکے سے اچانک پسند کرنے لگ جائے؟ لیکن ایک بار پوچھنے میں کیا جائے گا؟ کم از کم اس بات کا پچھتاوہ تو نہیں ہو گا ساری عمر کے پوچھا نہیں اس کے سامنے اقرار نہیں کیا ہاں اس نے سر اثبات میں ہلایا وہ ہمنہ سے بات کریگا اور پھر ہمنہ کا جو فیصلہ ہو گا وہ اسے دل سے منظور ہو گا

Urdu Novels Ghar

لیکن اسے پہلے وہ اقرء بیگم سے اجازت لے گا اس نے سوچ لیا تھا

★★===========★★

"حمدان آل دا بیسٹ" حمدان اور علما کی فلائیٹ کا وقت ہو گیا تھا وہ دونوں گھر سے نکلنے ست پہلے ایک ایک سے مل رہے تھے جب حریم نے مسکرا کر حمدان کو کہا تو وہ دھیمے سے مسکرا دیا اس کا انداز اس کے تاثرات کچھ عجیب تھے اور یہ برابر میں کھڑی سایمہ سے گلے ملتی علما کو اچھی طرح محسوس ہوا تھا جب سے وہ واپس لوٹا تھا کچھ عجیب لگ رہا تھا علما کو دیکھنے سے گریز کرتا اور کبھی دیکھتا تو عجیب سی نظروں سے گہرائی سے اس کو دیکھتا رہتا کہی اس کو شک تو نہیں ہو گیا؟ یہ پہلا خیال علما کے دماغ میں آیا اور وہ اچانک ڈر گئی پھر نفی میں سر ہلایا نہیں وہ بلکل ٹھیک جا رہی تھی پلین کے مطابق سب کچھ ہو رہا تھا اس نے خود کو گویا تسلی دی

"ویسے میں بھابھی کی فیملی سے بھی مل لونگا" حسیب دانت نکال کر بولا تو ایشال نے ہنستے ہوئے شفا کو اشارہ کیا

"ہاں ہاں دوسرے شہر جا کر کام کا سلسلہ تو بہانا ہے اصل میں تو موصوف کسی اور سے ہی ملنے جا رہے ہیں" شفا نے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو حسیب جھینپ گیا

"ک۔۔کوئی نہیں" وہ ہڑبڑیا سب کا قہقہ گونجا

"تم سارے کام دیکھ لینا میں وہاں جا کر سب کچھ سمبھال لونگا" حمدان نے سنجیدگی سے اس کو تاکید کی

"او بھئی تو ہنی مون پر جا رہا ہے کوئی کام کو مت دیکھنا" حسیب فوراً بولا

"ہاں صرف بھابھی کو دیکھنا" یشال نے بیچ میں کہا تو سب مسکرانے لگے علما نظر انداز کر کے حریم سے ملی جو اس کو اپنا خیال کرنے کی تاکید کر رہی تھی

"تجھے جتنا کہا ہے اتنا کر" حمدان نے اسے گھورا تو وہ کچھ بولتے بولتے رہ گیا حمدان اور علما ایر پورٹ کے لیے نکل گیے علما نے گاڑی میں ہی افرا کو میسیج کر دیا تھا اور گہری سانس لیتی آنکھیں موندلی جبکہ برابر میں بھیٹے حمدان نے اس پر ایک نگاہ ڈالی اور پھر باہر ونڈ سکرین پر نظریں جمالی

وہ کسی گہری سوچ میں تھا

★★===========★★

ٹیلی وزن پر بجتے میوزک کی آواز پر وہ آنکھیں بند کیے سر کو ہلکے ہلکے جنبش دیتے میزوک سے بھرپور لطف اٹھا رہی تھی اور بار بار مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر آ رہی تھی پھر جا رہی تھی تھوڑے فاصلے پر کھڑے کالے سوٹ پینٹ والے شخص نے مسکرا کر اس کو

دیکھا جو صوفے پر بھیٹی ٹانگیں سامنے شیشہ کی میز کے اپر کیے سر کو پیچھے جھکائ اونچی آواز میں میوزک سن رہی تھی وہ آدمی ابھی ابھی اندر آیا تھا

"میم "اس نے دھیرے سے پکارا مگر اتنے شور میں بھی اس آدمی کی آواز اس کے کانوں میں آ گی یا اسے اندازہ تھا سمجھ نا آیا اس نے برابر میں پڑا ریموٹ اٹھایا اور اپنی نازک انگھوٹے سے اس پر لال بٹن دبا کر ٹی وی بند کر دیا اچانک پورا کمرہ خاموشی میں ڈوب گیا ایسی خاموشی کہ سوئ بھی گرے تو آواز پیدا ہو

"وہ نکل گئ "وہ اٹھ کر بھیٹی اور اپنے رنگ برنگے بالوں کو جوڑے کی شکل دیتی میسی بند میں قید کرنے لگی چہرے پر خفیف مسکراہٹ تھی

"میم کیا آپ کو لگتا ہے یہ ٹرپ اس کو ٹریپ کر سکے گی ؟"اس آدمی نے کالی گھنی بھویں جوڑ کر سوال پوچھا جو قطعی افرا کو نا گوار نا گزرا بلکہ وہ ہنستے ہوئے اٹھی اور ادا سے چلتی اس آدمی کی طرف آئ

"بلکل یہ ہماری آخری منزل ہے جو کامیاب ہو گی "وہ اپنی نظریں ہنوز کسی غیر مری نقطے پر جما کر پر سوچ انداز میں بولی جبکہ اس آدمی نے جواب میں سمجھتے ہوئے سر ہلایا

"اگر وہ لڑکی۔۔۔۔۔"وہ رکا اسے شاید خود کے نیے اندیشے پر افرا کے رُدِ عمل کا ڈر تھا افرا جو پلٹ کر چھوٹے چھوٹے قدم بڑھاتی چہل قدمی کر رہی تھی اس نے ہاتھ اٹھا کر اسے اپنی بات جاری رکھنے کا کہا تو وہ بولا

"اگر وہ لڑکی پلٹ گئ تو یعنی پیچھے ہٹ گئ یا کسی وجہ سے اس میں حمدان علی حیدر کے لیے ہمدردی جاگ گئ تو ؟"اسے وسوسہ تھا افرا نے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا

"جو ایک بار افرا ولید کے بنائے ہوئے دلدل میں پھنس گ ئے اس کا نکلنا آسان نہیں "وہ ہنستی ہوئ بولی اور اس کی ہنسی کے ساتھ ہی اس آدمی نے مسکراتے ہوئے اس کے بات کی پیروی کی تھی

★★==========★★

دے کے دل ہم جو ہو گ ئے مجبور

اس میں کیا اختیار ہے اپنا

ڈرایور آگے بھیٹے گاڑی چلا رہا تھا پیچھے وہ دونوں منتشر اپنی تکلیف دہ کیفیت میں بھیٹے تھے ایک پچھتاوے سے لبریز تھا تو دوسری صبر کی آخری حدوں کو چھو رہی تھی وہ دونوں کافی فاصلے پر بھیٹے تھے علما کی لب کاٹتے بھیگی آنکھیں ونڈ سکرین کے باہر لندن کے شام کا منظر دیکھ رہی تھی جبکہ حمدان آنکھیں مندے شرمندگی کے سمندر میں غوطے کھا رہا تھا تین سال بعد تقدیر نے پھر ایک زبردست

کھیل کھیلا تھا اور ان کو واپس اسی مقام پر لے آئی تھی جہاں سے ایک کا عشق جنون اور ایک کی محبت اور نفرت شروع ہوئی تھی۔ دونوں کا دل اپنی اپنی جگہ تیزی سے دھڑک رہا تھا ماضی کی یاد وہ یاد جسے دونوں بھاگتے آئے تھے وہ ایک بار پھر آنکھوں کے سامنے آکر تن کر کھڑی ہو گئی تھی وہ کٹھور ماضی تین سال پہلے کا ماضی اب ان دونوں کے سامنے تھا جسے وہ چاہ کر بھی نظریں نہیں پھیر سکتے تھے۔ گاڑی ایک شاندار بنگلے کے آگے رکی حمدان ہوش میں آیا اور گاڑی سے اترا انگریز ملازم جو شاید پہلے سے ہی ان کی راہ دیکھ رہا تھا وہ دوڑتا ہوا آیا حمدان سے ملا اور متعدی سے آگے بڑھ کر ان کا ڈگی سے سامان نکالا علما ہوش کی دنیا میں جب آئی جب حمدان نے اس کی سیٹ کا دروازہ کھولا تو وہ چونکی اور خاموشی سے اتر گئی حمدان بنگلے کے اندر بڑھنے لگا جبکہ وہ پیچھے پیچھے بڑھنے لگی یہ وہ جگہ نہیں تھی جہاں علما کو کڈنیپ کیا گیا تھا۔ اس نے ایک سرسری سی نگاہ ڈالنے کے غرض سے نظریں اٹھا کر ارد گرد دیکھا ہی ہو گا کہ وہ چونک سی گئی اتنا خوبصورت اور لگجری بنگلا اس نے آج تک صرف ٹی وی میں دیکھا تھا۔۔ خوبصورت لان خوبصورت بیک سائیڈ پر وسیع سویمنگ پول وہ ہر ایک چیز کا باریکی سے جایزہ لینے پر مجبور ہو گئی وہ لوگ اندر داخل ہوئے تو جتنا باہر سے عالیشان تھا اتنا ہی اندر سے تھا یونیک فرنیچر بڑی بڑی پینٹنگ جو کافی قیمتی لگتی تھی اتنے سارے کمرے الگ الگ طرح کے جم کا کمرہ میوزک کا کمرہ پینٹنگ کا کمرہ ڈریسنگ کا کمرہ وہ بس دیکھتی رہ گئی جب حمدان کی آواز سے چونکی

اور وہ مزید حیران ہو گئی جب حمدان نے انگریزی میں ملازمہ کو اپنا سامان اپنے کمرے میں اور علما کا سامان الگ گیسٹ روم میں رکھنے کی تلقین کی اسے عجیب لگا پھر جیسی سر جھٹکنے لگی افرا سے کال پر کی ہوئی بات یاد آئی

"افرا لندن سے میری بہت بھیانک یادیں جڑی ہے میں نہیں جاسکتی" وہ بمشکل آنسو قابو کرتے ہوئے بولی

"جانا تمھیں ہو گا مقصد میں کامیاب نہیں ہونا؟"

"لیکن ہمیں جتنا آسان لگ رہا ہے یہ اتنا ہی مشکل ہے میرے بدلے رویہ دیکھ کر وہ بہت شاک ہے اسے کہی شک نا ہو جائے" وہ سر پکڑ کر بھیٹ گئی

"تم کیوں فکر کر رہی ہو؟ اسے شک نہیں ہو گا تم بس اچھے سے اس کے قریب آنے کی کوشش کرو جتنا تم اس کے قریب جاؤ گی اتنا وہ ہمارے جال میں پھنسے گا" وہ معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ بولی

"کیا یہ ڈرامہ کرنا ضروری ہے؟ تم جانتی ہو یہ میرے لیے بہت مشکل ہے میں اسے نفرت کرتی ہوں" آنکھوں کی قید سے آنسو آزاد ہو چکے تھے

"نفرت کرتی ہو تو یہ ڈرامہ بھی کرنے سے انکار نہیں کر سکتی تم سوچو اس کو ڈبل تکلیف پہنچے گی جب تم اپنے راز سے پردہ اٹھائے گی اب تک وہ دوسروں کی آنکھوں میں دھول جھونکتا آرہا ہے اب اسے دھوکے ملنے کی باری ہے" وہ پوری طرح اس کو رضامند کرنے پر تلی تھی

"کیا یہ راز اس کے ایکسیڈنٹ سے پہلے کھلے گا؟ "

"نہیں جب کھلے گا جب تم اس کو اس کی حالت دیکھ کر چھوڑنے جا رہی ہو گی جب وہ تمھیں تڑپتا ہوا پکارے گا اور تم مڑنا بھی گوارہ نہیں کرو گی"

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو میں اسے اس مقام پر پہنچا دونگی اور میری نفرت کی جیت ہو گی چاہے اس کے لیے مجھے کسی بھی حد تک جانا پڑے" نفرت کی پٹی بندھ چکی تھی بہت پہلے سے ہی دو طرح کی نفرت ہوتی ایک طرح کی میں تو وہ مبتلا ہو چکی تھی اب دوسری طرح میں ہو گئی تھی

"علما؟" حمدان کے دوسری بار پکارنے پر وہ چونکی سامنے کھڑا احمدان اسے کھوجتی نظروں سے دیکھتے مخاطب کر رہا تھا

"کیا ہوا؟" حمدان نے پوچھا جانے کیوں لہجہ روکھا سا تھا

"و۔۔وہ میرا سامان تمھارے کمرے میں کیوں نہیں جا رہا؟" اس نے بے اختیار پوچھا حمدان چونکہ

"کیونکہ ہم یہاں پر ہے اور ادھر کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کی وجہ سے تمھیں زبردستی میرے ساتھ رہنا پڑے یہاں پر تمھیں علیحدہ کمرہ باآسانی مل سکتا ہے" اس کے لہجے میں تنز تھا

"نہیں میں تمھارے کمرے میں رہونگی" اس نے جلدی سے نفی میں سر ہلا کر کہا حمدان نے بھویں جوڑ کر اسے گھورا جس پر وہ مزید سٹپٹا گئی

"میں تمھاری بیوی ہوں الگ کمرے میں رہ کر اچھی لگونگی؟" لہجہ میں خفگی تھی جو حمدان کو بار بار چونکنے پر مجبور کر رہی تھی وہ نظریں چراتی اس انگریز ملازمہ کے پاس چلی گئی جبکہ حمدان اپنی جگہ کھڑے مجسمہ کی صورت میں علما کی باتوں کو غور کرتے رہ گیا

★★==========★★

"ارے ارے کہاں اندر گھسے آ رہے ہو؟" اس کو دندناتے اندر گھستے دیکھ کر سی پر نیم دراز غنودگی میں بھیٹا چوکیدار چونکہ اور تیزی سے اس کے پیچھے بھاگا جواب غصہ سے لاؤنج میں داخل ہو چکا تھا اور ارد گرد اس کو کھوج رہا تھا وہ وہی شخص تھا جو پہلے بھی آ چکا تھا

"تم کو کہاں تو ہے گھر پر کوئی بھی نہیں ہے" وہ رات کے اس پہر کیوں واپس دیوانہ وار آ گیا تھا چوکیدار کو سخت چڑ ہوئی

"مجھے پتا ہے سمرہ یہی ہے" وہ غصہ سے چبا چبا کر بولا اور چوکیدار کو ایک طرف دھکیلتا مزید اندر بڑھا اور اونچی آواز میں سمرہ کو پکارنے لگا جو کمرے میں سوتی ہوئی یک دم جاگ بھیٹی

"سمرہ سمرہ" اس کی آواز پورے گھر میں گونج رہی تھی چوکیدار نے تھوک نگلا اور واپس کچھ کہنے کے لیے آگے بڑھا سارم نے ایک کڑک دار نظر اس پڑ ڈال کر اس کے بڑھتے قدم روک دیے

"سمرہ میں جانتا ہوں تم یہی ہو باہر آؤ" وہ دھاڑا۔۔ سمرہ دل کی دھڑکنوں پر قابو پاتے سائڈ پر دوپٹا اٹھانے لگی پھر جلدی سے شانوں پر پھیلایا اور تقریباً بھاگتے ہوئے نیچے آئی سارم کی نظر جیسے ہی سیڑھیوں سے نیچے اترتی سمرہ پر پڑی وہ چونکا اور غصہ یک دم ہوا میں اڑ گیا

"تم جاؤ" چوکیدار کو اشارہ کرتی وہ اس کے مقابل تھوڑے فاصلے پر آکر کھڑی ہوگئ۔۔ چوکیدار سر ہلا کر باہر چلا گیا تو وہ سینے پر ہاتھ باندھتی سارم کو سننے لگی جو تیزی سے بولنے لگا

"تم نے جھوٹ کیوں بولا تم یہاں پر نہیں ہو اور گھر چھوڑ کر کیوں آئی میرے سے کیا غلطی ہوگئ تھی کہ یوں اچانک گھر چھوڑ کر آگئ اور ابھی تو ایگریمنٹ بھی ختم نہیں ہوا تھا کیا ہوا سمرہ میں نے کچھ غلط کیا؟" وہ تیزی سے بولتا ایک قدم اس کے نزدیک آیا تو وہ فوراً دو قدم پیچھے ہوئی اور مضبوط لہجے میں بولی

"مجھے طلاق چاہیں" تین لفظ اس نے بول کر اسے تین لفظ مانگے جبکہ سارم کو لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے دل برداشتہ ہو کر اس نے سر کو دھیرے سے جنبش دیتے کنکپاتے لفظوں کو ہونٹوں کے پار دکھا دیا

"ک۔۔کیا؟" اسے اپنی سماعتوں پر یقین آیا نہیں یا اس نے کیا نہیں سمجھ نہیں آیا

"سارم مجھے طلاق چاہیں وہ ابھی کے ابھی" سمرہ چلاتی ہوئی شہادت کی انگلی اٹھا کر فرش کی جانب کرتی غصیلے لہجہ میں بولی البتہ بھیگی آنکھوں میں نظریں کچھ اور بیان کر رہی تھی

"ک۔۔۔کیوں؟" وہ ابھی بھی مجسمہ بنا شاک میں کے عالم میں تھا

"کیا مطلب کیوں؟ تم نہیں جانتے کیسی ہوئی ہے ہماری شادی اور پلیز یہ بات تم بھی جانتے ہو اور میں بھی کہ ہم ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں ہمارا کوئی جوڑ نہیں وی ہیٹ ایچ ادر" آخری انگریزی حرف کافی جتا کر بولے تھے

"نہیں سمرہ نہیں" سارم فوراً بولا

"کیا نہیں؟" وہ چیخی

"میں تمھیں طلاق نہیں دونگا" اس نے نظریں چراتے ہوئے کہا

"کیوں نہیں دو گے" سمرہ حیران ہوئی

"بس میں نہیں دونگا" وہ وارنگ والے انداز سے گویا ہوا

"میں پوچھتی ہوں کیوں نہیں دو گے کیا مسلہ ہے؟" وہ جھنجلا کر چیخی

"کیونکہ میں تم سے پیار کرتا ہوں" وہ تقریباً چیخا اور اسی اقرار یا اظہار کے پل سمرہ کو اپنا وجود سن ہوتا محسوس ہوا

"ک۔۔کیا؟" وہ اتنا کہہ سکی

"ہاں سمرہ میں نہیں جانتا کب ہوا کیسے ہوا مگر میں تمھارے پیار میں پاگل ہو چکا ہوں کل تک وہ سارم منور جو ایک لڑکی کو ایک ہفتہ سے زیادہ برداشت نہیں کر سکتا تھا وہ سارم منور آج ایک لڑکی کے علاوہ کسی کی طرف نظریں اٹھا بھی نہیں پا رہا" سمرہ کی آنکھ کے کنارے سے آنسو تیزی سے نکلا

"سمرہ پلیز پلیز تم مجھے ایک موقع دو میں خود کو تمھارے لیے بدل کر رکھ دونگا میں نے زندگی میں محبت کو وقت گزاری سمجھا ہے مگر محبت کے اصل معنی تو مجھے آج معلوم ہوئے ہیں" آنسو گرتے جا رہے تھے گرتے جا رہے تھے اور وہ بولتا جا رہا بولتا جا رہا تھا

"محبت تو ایک قیمتی احساس ہے محبت اتنی انمول ہے اتنی پاک ہے بلکل آبِ زم زم جیسی" وہ بھیگی آواز سے مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ سمرہ بغیر آواز کے رو رہی تھی

"کیا تم ایک موقع دو گی مجھے کیا میری محبت کو ایک موقع فراہم کرو گی؟" وہ ایک گھٹنے کے بل بھیٹا اور اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا

"سمرہ سارم منور کیا تم اس ہاتھ کو تھامنا چاہو گی؟" محبت بھرا لہجہ اس کو پگھلا رہا تھا

★★===========★★

"آحد بیٹا تم نے میری منہ کی بات چھین لی" اقرء بیگم خوشی سے بولی تو آحد کھل کر مسکرایا اس کے دل سے ایک بوجھ تو ہٹ گیا اس نے ابھی ابھی ماہم اور اقرء بیگم کو ہمنہ کو حوالے سے بڑے ہی جھجکتے پوچھا تھا اور اقرء بیگم ماہم حد سے زیادہ خوش ہو گئی تھی

"جی بھائی ہمنہ باجی اور آپ کی جوڑی بیسٹ ہے" ماہم جوش سے بولی

"بیٹا ہمنہ سے بات کی؟" اقرء بیگم نے پوچھا تو آحد نے نفی میں سر ہلایا

"کیا ہو گیا بھائی کب بات کرینگے ہمنہ باجی کی فلایٹ ہے" ماہم پریشانی سے بولی

"ہاں کہی دیر نا ہو جائے" اقرء بیگم نے کہا تو آحد نے سر ہلایا

"مما آپ جانتی ہے سمرہ سے میرا رشتہ رہ چکا ہے کیا پھر بھی آپ ہمنہ کو سمرہ کی جگہ تسلیم کر سکتی ہے؟" آحد کو ابھی بھی وسوسے نے گھیرا تھا اس کی بات پر اقرء بیگم ماہم کی طرف دیکھ کر مسکرائی جو مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلانے لگی

"بیٹاہمنہ بہت اچھی ہے اور اس کے بیگ گراؤنڈ کو جان کر ہمیں اندازہ ہے کہ وہ محبت کی ترسی ہوئی بچی ہے ہمیں وہ دل سے قبول ہے "اقرء بیگم کی بات سے آحد کو تسلی ہوئی

"اور جہاں تک بات ہے بھائی سمرہ باجی کی تو وہ تو نصیب میں تھی ہی نہیں سمرہ باجی کے نصیب میں سارم بھائی تھے اور آپ کے نصیب ہمنہ باجی ہمیں اللہ کا فیصلہ تہِ دل سے منظور ہے کیونکہ وہ جو کرتا ہے اس میں ہماری بھلائی ہوتی ہے" آحد اور اقرء بیگم نے ایک آواز میں بے شک کہا

"اور ویسے بھی جوڑے آسمان پر بنتے ہیں" اقرء بیگم کی مسکراہٹ پر وہ دونوں مسکرائے اور سر اثبات میں ہلایا بس اب آحد کو ہمنہ سے اپنے جزباتوں کا اظہار کرنا تھا کیونکہ اقرار تو وہ کر چکا تھا

★★==========★★

وہ کیفے میں بھیٹی کافی دیر سے اپنی دوست کا انتظار کر رہی تھی مگر اس کا آتا پتا نہیں تھا اب تک اس نے دو کافی کے کپ پی لیے تھے اب اس کی صبر برداشت دے گئی وہ آنکھیں گھماتی اٹھی اور نیچے رکھا بیگ پکڑا اور باہر کی طرف جانے لگی جب سامنے انٹرنس سے کوئی شخص آتا دکھا اس کی آنکھوں میں حیرت سماگئی اس نے اپنے سر کو جنبش دی وہ سمجھی اس کا وہم ہے لیکن وہ شخص چلتا ہوا اس کی دائی طرف والی رو میں کرسی پر براجمان ہو گیا جب وہ ہوش کی دنیا میں آئی اور جلدی سے قدم بڑھا کر اس کے سامنے کھڑی ہو گئی

"تم" اس نے حیرت سے پوچھا۔ سامنے والے شخص کی آنکھوں میں بھی ہو بہو اس کی طرح حیرت اتر آئی لیکن حیرت کی جگہ اب خوشی بھی آنکھوں میں سماگئی وہ چہک کر اٹھا اور کافی اونچی آواز میں تقریباً چیخا

"ہبا" اس نے ہبا کا سر تا پیر جایزہ لیا

"آہستہ" لوگوں کو اپنی طرف متوجہ دیکھ ادرگرد دیکھ کر دانت پیستی بولی تو وہ سوری کہنے لگا

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" ہبا نے سینے پر ہاتھ باندھے پوچھا

"کیوں یہ شہر صرف آپ کا ہے ہم نہیں آسکتے؟" اس نے بات کو مزاحیہ رنگ دیا

"نہیں کیوں نہیں آسکتے میں اس کیفے کی بات کر رہی ہوں ایڈیٹ" وہ سر پر ہاتھ مارتی بولی تو وہ چونکہ

"اوہ ہاں میں دراصل کراچی کام کے سلسلے میں آیا ہوں اور یہاں اپنے کلاینٹ کا ویٹ کر رہا تھا" حسیب نے بتایا

"کدھر ٹھہرے ہو؟"

"یہی ہوٹل میں" اس نے مسکرا کر بتایا

"ہم اچھا چلو پھر ملتے ہیں ابھی تو تم ہوں نا" ہبا کے پوچھنے کی دیر تھی اس نے جلدی سے سر ہلایا

"ٹھیک ہے مجھے کال کر لیا پھر کیٔ آرام سے ملینگے جب تک تم اپنی میٹنگ سرانجام دو" وہ مسکراتی ہوئی بولتی پلٹ کر واپس نکل گیٔ جبکہ حسیب مسکراتا ہوا اس کی پشت دیکھتے رہ گیا کہی نا کہی اس کے آنے کا مقصد ہبا سے ملاقات تھی وہ ہبا کو اپنے دل کی کیفیت کا اظہار کرنا چاہتا تھا

★★==========★★

"تم کام کر رہی ہو؟" وہ باورچی خانے سے گزر رہا تھا جب نمرہ کو پیاز کاٹتے دیکھا تو وہ چونک کر اس کے پاس گیا اور حیرت سے پوچھا اس کی حیرت نمرہ کی حیرت کے سامنے کچھ نہیں تھی کیونکہ وہ بری طرح چونک کر اس کو دیکھنے لگی تھی اور جھجک کر فوری طور پر سر سے سرکی ہوئی چادر اڑھی حنین نے مسکرا کر اس کو دیکھا پھر خود کی مسکراہٹ پر حیران ہوتے سر جھٹک دیا

"ت۔۔ تمھاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے" وہ چونک کر واپس خیال میں آیا جس کے تحت وہ اس کے پاس آیا تھا

"مم۔مم۔۔ میری طبیعت ٹ۔۔ ٹھیک ہے" وہ ہچکچاتے ہوئے بولی اسے معلوم نہیں تھا کب وہ اس کی عزت افزائی کر دے

"جی نہیں تمھاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے رکھو یہ کام وغیرہ" اس نے اس کے ہاتھ سے چری چھین کر ہٹائی نمرہ منہ کھولے اسے حیرانی سے دیکھنے لگی جس کے آنکھوں میں کٹی ہوئی پیاز کی وجہ سے آنسو آنا شروع ہو گۓ تھے

"اف میری آنکھیں" اس کی آنکھیں جلنے لگی نمرہ یک دم چونکی اور فرج کے پاس گیٔ اور آیس کیوب نکالی اور اس کی طرف بڑھائی

"ی۔۔ یہ لگا لیں" وہ پریشانی سے بولی

"مجھے نظر نہیں آرہا میری آنکھیں" وہ بچوں کی طرح اچھل رہا تھا نمرہ نے گبھرا کر پیاز فرج میں رکھی پھر ہچکچاتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر آیس کیوب اس کی آنکھوں پر رکھ دی جس پر وہ یک دم خاموشی سے کھڑا ہو گیا آنکھیں ہنوز بند تھی

"اب ک۔۔ کیسا لگ رہا ہے" وہ اسے فاصلے پر کھڑی تھی مگر ہاتھ اس کی دائی آنکھ پر تھا وہ لب کاٹے اس کو دیکھتی ہلکے ہلکے آیس کیوب مل رہی تھی۔۔۔ حنین مسکرایا

"ٹھنڈک مل رہی ہے" وہ جس انداز سے بولا نمرہ نے مسکراہٹ دبائی کال کی آواز سے وہ دونوں چونکے نمرہ نے اپنا ہاتھ پیچھے کھیچا تو حنین آنکھیں زرا سی کھول کر سکرین کو دیکھا جہاں ندا کی کال آرہی تھی نمرہ کی نظر "بے بی" لفظ پر پڑ چکی تھی اور اس نام کے آگے کس والے اموجی بھی بنے تھے نمرہ نے نظریں چرائی شاید خود سے حنین نے کال کاٹی اور نمرہ کو مخاطب کیا

"لگاؤ جلن ہو رہی ہے" وہ اونچی آواز میں بولا تو نمرہ نے چونک کر اسے دیکھا جو آنکھیں بند کیے چہرہ اس کے آگے کیے ہوا تھا

"آپ خود لگا لیں" وہ کہتی برف سلپ پر رکھ کر پھرتی سے باہر کی جانب بھاگی جبکہ حنین نے آنکھیں کھول کر حیرت سے دروازے کی طرف دیکھا

★★==========★★

"کہو سمرہ کیا تم مجھے موقع دو گی؟" وہ ابھی تک ایک گھٹنے پر بھیٹا اس کی طرف ہاتھ بڑھا کر مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا جبکہ وہ پزل کھڑی نا تو اثبات میں سر ہلا رہی تھی اور نا ہی نفی میں وہ سر کو جنبش بھی نہیں دے پا رہی تھی دل و دماغ کی جنگ کے آگے وہ بری طرح گھری تھی

"ن۔۔ن۔۔ نہیں" اس نے اٹکتے ہوئے کہا اور دو قدم پیچھے ہوئی سارم کی مسکراہٹ غایب ہوئی اسے اس طرح کے جواب کی امید نہیں تھی شاید

"لیکن کیوں؟" وہ اٹھا اور حیرت سے پوچھا

"سارم تم یہاں سے چلے جاؤ" وہ بمشکل لہجہ سخت کرتی بولی

"میں یہاں سے تب تک نہیں جاؤنگا جب تک تم مجھے انکار کرنے کی وجہ بتا نہیں دیتی" وہ غصہ سے دو قدم مزید پاس آتے بولا

"میں نے کہا جاؤ یہاں سے" وہ چیخی

"نہیں جاؤنگا" وہ بھی چیخا

"وجہ جاننا چاہتے ہو نا تم؟" سارم نے جلدی سے سر ہلایا

"تو سنو" وہ دو قدم اس کے نزدیق آئی

"تم کس قابل ہو؟ ہاں کس؟ ماں باپ کی اکلوتی بگڑی اولاد جسے صرف دوسری لڑکیوں کو استعمال کرنا آتا ہے جسے اپنی عیاشی سے غرض ہے جس کا جو جی میں آئے وہ کرتا ہے وہ انسان کیا کسی کے ساتھ زندگی گزارے گا؟" اس کی باتیں سچ تھی جھوٹ نہیں تھیں اس کے سارے لفظ سچائی سے بھرپور تھے کسی بھی بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا تھا سارم آنکھوں میں نمی لیے نفی میں سر ہلانے لگا

"تمھارا کیا ہے مشکل سے ایک سال بھی میرے ساتھ رہ کر مجھے چھوڑ دو جیسے اپنی گرل فرین کو چھوڑتے ہو بور ہونے کے بعد" اس کی تنزیہ گفتگو اس کے دل پر ہتھوڑے برسا رہی تھی

"جاؤ یہاں سے" اس نے ہاتھ اٹھا کر مین گیٹ کی طرف اشارہ کیا اور غصہ سے اس کو گھور کے واپس سیڑھیاں پھیلا نگتی اپنے کمرے میں جا کر بند ہو گئی جبکہ وہ وہی مجسمہ بنا کھڑا تھا اس کی آنکھوں سے زندگی میں پہلی بار آنسوں نکلے تھے

زندگی میں دوسری لڑکیوں کو ٹھکرانا صرف اس کا حق تھا آج کسی لڑکی نے اس کو ٹھکرہ دیا تھا جانے کس کی بد دعا لگی تھی یا اس کے اعمال تھے وہ شرمندگی سے خود سے بھی نظریں نہیں ملا رہا تھا آج جس کے ہاتھوں وہ زندگی میں پہلی بار زلیل ہوا وہ اس کا پیار ہی تو تھا

★★==========★★

"حمدان؟" وہ سنگھار میز کے سامنے بھیٹی ہاتھوں میں لوشن لگا رہی تھی جب صوفے پر پاؤں پھیلائے اپنے اپر لیپ ٹاپ رکھے وہ گرے شرٹ اور سفید ٹراؤزر میں مکمل مصروف نظر آرہا تھا اس کے پکارنے پر وہ چونکہ ایک نظر اس کو دیکھا جو گلابی ٹخنوں تک آتا سلیپنگ گاؤن پہنی تھی بال کھلے کمر پر چھوڑے ہوئے تھے وہ مصروف دکھائی دے رہی تھی اس نے واپس نظریں سکرین پر جمالی

"تم یہاں سوگے؟" اس نے سادگی سے پوچھا لیکن حمدان چونکہ نہیں وہ اب بھی ٹاپینگ کرنے میں مصروف تھا بس سر کو جنبش دی

"بیڈ پر آکر سوجاؤ" وہ بولتی اپنی سائڈ آئی اور بھیٹ گئی اب کی بار حمدان چونکہ اور اس کو دیکھا جو اسی کو غور سے دیکھ رہی تھی اس کے حیرانگی سے دیکھنے پر سر اثبات میں ہلایا

"مجھے ڈر لگ رہا ہے" اس نے کندھے اچکائے حمدان نے نظریں پھیر کر واپس سکرین کو دیکھا اور گہری سانس بھر کے بولا

"سوجاؤ مجھے کام ہے میں آکر سوجاؤنگا" نظریں ہنوز سکرین پر جمی تھی علما پل بھر حیران ہوئی اتنا ایٹیٹیوڈ؟ اس نے آنکھیں گھمائی اور لیٹ گئی کمبل سینے تک اڑھا اور حمدان کی طرف پشت کیے آنکھیں بند کرکے سوگئی کچھ دیر بعد جب اس کا کام ختم ہوا تو وہ اٹھا لیپ ٹاپ بند کرکے میز پر رکھا اور شرٹ سیدھی کرتے وسیع بیڈ کے دوسری جانب آیا اور ایک بھرپور نظر علما پر ڈالی جو آنکھیں بند کیے معصومیت نیند کی وادیوں میں شاید اتر چکی تھی وہ اس کی معصومیت دیکھ کر دھیمے سے مسکرایا پھر سر جھٹک کر اسے فاصلے پر کروٹ بدل کر لیٹ گیا اور ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر لیمپ بند کر دیا کچھ لمحے بند علما کی بند کی ہوئی آنکھیں کھلی اور اس کی پشت کو دیکھا

"حمدان؟" اس نے پکارا لب کاٹتے

"ہمم" دوسری طرف سے سرسری سی آواز آئی

"تم مجھ سے ناراض ہو؟" الجھ کر کچھ جاچنا چاہا حمدان پلٹا اور اس کی طرف کروٹ کی جو ویسے ہی دونوں ہاتھ سر کے نیچے کیے لیٹی تھی اور اس کو الجھ کر دیکھ رہی تھی حمدان مسکرایا

"تم سے کس نے کہا؟"

"تمھارے انداز نے" وہ بے ساختہ بولی حمدان کے لب پھر مسکرائے

"م۔۔میرا مطلب تم نے مجھے آج تک نظر انداز نہیں کیا" دل کی دھڑکنیں قابو کرتی بولی تو سادگی سے تھی مگر دل میں طوفان اٹھ رہا تھا سامنے لیٹے شخص سے گھن سی آرہی تھی وہ برداشت کے آخری مرحلے پر تھی اس سب سے انجان مقابل شخص نے آج جی بھر کے مسکرانے کی ٹھان لی تھی

لیکن۔۔۔لیکن کیا لیکن؟ لیکن اس شخص کی مسکراہٹ میں کچھ تو تھا کیا مطلب؟ کچھ تو؟ کیا۔۔۔ کیا مسکراہٹ میں بھی کچھ ہوتا ہے؟ ہاں اجنبی پن بے رخی اور جانے کیا کچھ دیکھنے والی آنکھ ہونی چاہیں

"تمھیں میرا نظر انداز کرنا تو سکون بخشتا ہے؟" وہ اب سیدھا ہوا اور آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔۔۔ علما نے چونک کر اسے دیکھا

"لیکن اب نہیں لگتا" اس کی اداکاری قابلِ دید تھی

"کیوں؟" بازو ابھی بھی آنکھوں پر تھا

"پتا نہیں" اس کے پاس واقعی جواب نہیں تھا

"ایک بات بولوں؟" علما نے سر اپر کیا کوہنی کے بل سر کو سہارا دیا اور دلچسپی سے اس کو دیکھتی بولی

"ہمم" اس کا ہمم علما کو تنگ کر رہا تھا

"اگر میں تمھیں ایک موقع دوں تو؟" وہ مسکراتی ہوئی بھویں اچکا کر بولی تھی اس نے اپنا داؤ چل دیا تھا

"مجھے اچھا لگے گا" اس نے بازو ہٹایا اور اسی کے انداز کو ہنی کے بل سر اٹھالیا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا

"صرف اچھا؟" علما کو اس سادہ سے جواب کی امید نہیں تھی اسے تو لگا حمدان خوشی سے پاگل ہو جائے گا

"نہیں مجھے خوشی ہوگی کہ تم نے مجھے ایک موقع دینے کے قابل سمجھا" اس کا انداز اس کا لہجہ کیوں اتنا عجیب محسوس ہو رہا تھا علما نے سر جھٹکا

"تو جاؤ میں نے تمھیں ایک موقع دیا" وہ جلدی سے بولی

"کیا مطلب؟" اس نے الجھ کر دیکھا

"حمدان میں اس رشتے کو ایک موقع دینا چاہتی ہوں تمھیں ایک موقع دینا چاہتی ہوں تمھارے عشق کو ایک موقع دینا چاہتی ہوں" وہ نرمی سے بولی حمدان پھر مسکرایا

"میں تمھارے دیے ہوئے موقع کو ضایع نہیں ہونے دونگا تہِ دل سے قدر کرونگا" وہ بولتا واپس لیٹ گیا علما بھی ٹھیک سے سونے لیٹی

"علما؟" اب کی بار وہ پکارا علما نے جلدی سے زرا سا اٹھ کر اس کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھا

"موقع دے ہی دیا ہے تو فاصلہ مٹا دوں؟" وہ سادگی سے علما اور اس کے درمیان تھوڑے سے فاصلے کی جانب دیکھ کر بولا تو علما کے چہرہ کا رنگ فق اڑھ گیا جس کو باخوبی اس نے نوٹ کیا وہ واپس لیٹی اور کروٹ بدل گئ جبکہ حمدان نے مسکراہٹ دبائی تھی

"بے ہودہ انسان" وہ آنکھیں میچتی غصہ سے بڑبڑائی تھی

★★==========★★

وہ تقریباً بھاگتی ہوئی کوٹیج میں آئی وہ پھولی سانسیں بحال کرتی حنین کے بارے میں سوچنے لگی یہ ابھی کیا ہوا تھا؟ حنین اس کے ساتھ کیسے اتنے اچھے سے پیش آرہا تھا؟ یہ تو وہی شخص تھا جو نمرہ کو اس کی اوقات یاد دلانے میں دیر نا کرتا تھا آج وہی شخص نمرہ کے ساتھ اتنا دوستانہ رویہ رکھا ہوا ہے کیا وہ بھول گیا کہ وہ ایک ملازمہ ہے؟ یا پھر حنین علی حیدر کی انا ختم ہو گئی ہے؟ ڈھیروں سوال اس کے ذہن میں گردش کرنے لگے تھے ناچاہتے ہوئے بھی بار بار سوچیں حنین کا رخ کر رہی تھی اس نے خود سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس شخص کے بارے میں نہیں سوچے گی اس کو سوچ کر اسے یاد کر کے اپنے قیمتی آنسو نہیں بہائے گی جس کو نا تو اس کی پروہ نا ہی اس کے آنسوں کی مگر۔۔۔ مگر اچانک حنین کا بدلہ رویہ اسے حنین کی طرف متوجہ کر رہا تھا دل تو پھر دل ہے دبے محبت کے جزبات اٹھ کر کھلنا چاہ رہے تھے ایک نیے سرے سے مچل رہے تھے ناچاہتے ہوئے بھی چہرے پر مسکراہٹ آرہی تھی بلکل اسی طرح جب اس نے پہلی بار حنین کو دیکھا تھا اور پھر مخصوص مسکراہٹ ہونٹوں سے الودع کرنے کا نام نہیں لے رہی تھی وہی سب تو پھر سے ہو رہا تھا کیا یہ وہی حنین ہے اصل حنین سچا حنین جس کو اس نے پہلی بار دیکھا تھا اور پہلی بار محبت میں گرفتار ہوئی تھی اور جو اتنے دن سے حنین تھا وہ کڑھوس غصہ ناک پر رکھنے والا امیر غریب میں فرق کرنے والا بگڑا ہوا لاڈلہ حنین فریب تھا وہ کوئی اور ہی روپ تھا جس نے نمرہ کو اسے نفرت کرنے پر مجبور کر دیا تھا

"یاخدا کیا کروں میں" وہ دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر بھیٹ گئی

اس نے فیصلہ کر لیا وہ حنین سے صاف بات کرے گی اور اسے پوچھے گی کہ اس کا اصل روپ کونسا ہے وہ اچھا والا یا پھر برا والا ہاں اس نے سوچ لیا ہے وہ آج ہی بات کرے گی آخر اس شخص کے دماغ میں چل کیا رہا ہے کہی پھر سے تو نمرہ کو۔تکلیف دینے کی سازش تو نہیں ہے؟ یا محض ہمدردی ہے اس بیچاری غریب ملازمہ پر کیونکہ وہ بیمار ہے

★★==========★★

اس نے نیند سے کروٹ بدلی تو برابر میں حمدان کو نا پا کر اس کی آنکھیں کھل گئی اس نے زرا سا اٹھ کر بند کھلی آنکھوں سے ارد گرد دیکھا تو وہ کہی موجود نہیں تھا اس نے تکیہ کے نیچے سے اپنی نازک گھڑی نکال کر وقت دیکھا تو صبح کے دس بج رہے تھے وہ کسمندی سے بیڈ سے اتر گئی اور باتھ روم کی جانب بڑھ گئی وہ شاور لے کر نکلی تب بھی حمدان کمرے میں موجود نہیں تھا اس نے ٹاول ایک جانب پھینک کر دروازے کی طرف دیکھا اور وہی سے نیچے سیڑھیاں اترتی آگئی

"حمدان" لاؤنج بھی خالی پڑا تھا وہ ابھی اس کا نام پکار ہی رہی تھی جب کچن سے کچھ کھٹ پھٹ کی آواز آئی تو وہ کچن میں ہی آگئی تو اسے حیرت کا جھٹکا لگا اور وہ حمدان کو آنکھیں پھاڑے دیکھتی چلی گئی۔ اپرین پہنے سفید پوری آستینوں والی شرٹ کی آستینیں کوہنی تک

موڑے وہ کٹنگ بورڈ پر مہارت سے سبزیاں رکھ کر کاٹ رہا تھا بال اس کے ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے بھوری آنکھیں جھکی تھی علما اس کو دیکھتی ہی گئی جب وہ چونکا اور اس کو دیکھ کر ٹھٹکا

"اٹھ گئی گڈ مارننگ" وہ مسکراتے ہوئے بولا علما چونکی

"ت۔۔ تم کھانا بنا رہے ہو؟" اس نے حیرت سے پتیلی میں چڑھی چکن کو دیکھا جس کو ساتھ وہ بھون رہا تھا

"ہاں کیوں" وہ ابھی بھی مسکرا رہا تھا

"تمھیں بنانا آتا ہے؟" اس نے منہ کھولے پوچھا تو وہ ہنسا اور سلیپ سے ٹیک لگائے ہاتھ باندھے بغور اس کا چہرہ دیکھا پھر نرمی سے بولا

"مجھے سب آتا ہے آج میں نے پورے سٹاف کی چھٹی کر دی میں نے سوچا کیوں نا اپنی بیگم کو اپنے ہاتھ کا کچھ کھلایا جائے" وہ بول کر مڑا اور چمچ چلانے لگا پھر واپس سبزی کاٹنے لگا

"بس تھوڑی سی دیر انتظار کرو تمھارا پسندیدہ لنچ بننے والا ہے" وہ فرِج کے پاس گیا کھول کر جوس کی بوتل نکالی گلاس میں جوس انڈیلا اور اس کی طرف بڑھایا جس کو اس نے ہکہ بکہ تھام لیا

"بھیٹ جاؤ" اس کا مسلسل اپنے سر پر کھڑا حیرت سے دیکھ وہ جھنجلا کر بولا تو وہ چونکی اور سر جھٹکتی پاس پڑی ٹیبل پر بھیٹ کر گھونٹ پینے لگی

"تم کب اٹھے؟" اس نے پوچھا

"چھ بجے" اس نے مصروف سے انداز میں جواب دیا" جاگنگ پر جانا تھا نا" وہ مزید بولا شاید جان بوجھ کر علما کو تین سال پہلے والا منظر یاد آیا جاگنگ سے ہی تو سب شروع ہوا تھا

"تیار ہو گیا" اس کی آواز سے وہ چونک کر اپنی سوچوں سے باہر آئی اور دلچسپی سے اسے نفاست سے میز پر لوازمات سجاتے دیکھنے لگی اس کے سگھڑ پنے پر علما کو شرمندگی محسوس ہوئی تھی پھر جھینپ مٹاتی فوراً بولی

"کیا ضرورت تھی اس سب کی؟" حمدان رکا ایپرن اتاری اور کرسی کھینچ کر بھیٹ گیا اور مسکراتے ہوئے اسے دیکھا

"ضرورت تھی" وہ جس لہجہ اور انداز سے بولا لمحے بھر علما کو اسی انجانے احساس نے گھیر ا وہ سر جھٹک گئی

"چاینز" اس نے حیرانی سے حمدان کو پلیٹ میں سرو کرتے میکرونی کو دیکھا اور پھر اس کو جو زیرِ لب مسکرا رہا تھا تین سال پہلے کا ماضی پھر آنکھوں کے سامنے آیا وہ گہری سانس بھر کر رہ گئی

"میں جانتا ہوں تمھیں بہت پسند ہے" وہ علما کی طرف پلیٹ کھسکاتے بولا

"لیکن اب نہیں" وہ یک دم بولی

"کیوں؟"اس نے ناسمجھی سے بغور اسے دیکھا

"کیوں کیا حمدان علی حیدر پسند ناپسند تو تبدیل ہو جایا کرتی ہے" وہ تنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولی حمدان خاموش رہا پھر اچانک بولا

"میرے لیے چکھ لو"اس نے پر امید نظروں سے دیکھ کر کہا تو وہ سر ہلا گئی اور کانٹے سے کھانے لگی جبکہ حمدان اس کو غور سے دیکھنے لگا

"تمھیں نہیں کھانا؟"وہ آبرو اٹھا کر بولی

"کھلا دو" وہ تھوڑی پر ہتھیلی رکھے جھکے ہوئے انداز سے اسے نروس کر رہا تھا

"کیوں تمھارے ہاتھوں میں مہندی لگی ہے؟"ناچاہتے ہوئے بھی لہجہ میں تلخی تھی حمدان نے ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلایا

"تو پھر؟"وہ پہلا لقمہ لیتی بولی اور ساتھ چونکی بھی چاینز واقعی میں بے حد لزیز تھا اس کی بھوگ دوبالا ہو گئی

"دل چاہ رہا ہے"

"کیا؟"

"تمھارے ہاتھ سے کھانے کا"اس کا انداز عجیب تھا

"نشہ تو نہیں کر لیا ہے؟"وہ چونک کر بولی جبکہ حمدان کا قہقہ بے ساختہ ابلا تھا

"ہاں تمھارے عشق کا"وہ سنجیدہ ہوتے بولا مگر ہونٹوں پر ہنوز مسکراہٹ اور نظریں مسکراہٹ کی وجہ پر موجود تھی

"انگلی پکڑاؤ ہاتھ پکڑ لیتا ہے"وہ دل ہی دل میں اسے القبات نوازتی کھانے کے ساتھ انصاف کر رہی تھی جبکہ حمدان اسے مصروفیت سے کھاتا دیکھ رہا تھا

"علما؟"اچانک وہ پکارا

"تمھارے منہ پر کیچ اپ لگی ہے"اس نے مسکراہٹ دبائے اس کے ہونٹوں کے اپر کیچ اپ دیکھتے کہا بلاشبہ وہ بچوں کی طرح کھاتی تھی اس نے سر ہلا کر صاف کی مگر صاف نا ہوئی وہ جنھجھلا گئی جب حمدان آگے بڑھا اور وہ سن ہو گئی

کیونکہ اس نے ہاتھ بڑھا کر انگھوٹے سے اس کے ہونٹوں کے اپر لگی کیچ اپ ہٹائی اور نظریں اس کی ہیزل آیز میں جمائی وہ اس کے بے حد قریب تھا علما کو خود کی سانس بند ہوتی محسوس ہوئی اس نے زور سے اس کا ہاتھ جھٹکنا چاہا اسے غصہ آنے لگا لیکن اس نے ناچاہتے ہوئے بھی برداشت کیا حمدان کی نظریں اس کے گلابی ہونٹوں پر گئی علما کو اپنی سانس بند ہوتی محسوس ہو رہی تھی کیونکہ وہ اس پر مزید جھک رہا تھا اور گھنٹی کی آواز سے وہ دونوں چونکے حمدان کے فون کی بیل پر حمدان نے ایک غصیلی نظر کسی کی آتی کال پر ڈالی پھر علما پر جو ہچکچاتے نظریں چرا رہی تھی

"تم تیار ہو جاؤ ہم ڈنر باہر کرینگے" وہ اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے اٹھا اور فون کان سے لگائے باہر نکل گیا جبکہ علما نے حیرت سے اپنے رخسار کو چھوا جہاں کچھ دیر پہلے حمدان چھو کر گیا تھا اور پھر اس کی پشت دیکھی اس نے بے ساختہ نظریں چرائی تھی وہ بھی خود سے

★★==========★★

"سمرہ پلیز پلیز تم مجھے ایک موقع دو میں خود کو تمھارے لیے بدل کر رکھ دونگا میں نے زندگی میں محبت کو وقت گزاری سمجھا ہے مگر محبت کے اصل معنی تو مجھے آج معلوم ہوئے ہیں" وہ مرے قدموں سے کمرے میں داخل ہوئی سارم سارم سارم اور اس کی باتیں اس کے دل ودماغ میں گردش کرنے لگی اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپ۔۔ٹپ بہنے لگے اور وہ بیڈ کے کنارے سر گھٹنوں میں دیے بھیٹ گئی

"کیا تم ایک موقع دو گی مجھے کیا میری محبت کو ایک موقع فراہم کرو گی؟" اس کا بڑھا ہوا ہاتھ جس کو چاہتے ہوئے بھی تھامنے کی ہمت اسے نا ہوئی وہ آنکھوں کے پردوں کے سامنے آنے لگا اس کا نرم لہجہ اس کی محبت بھری نظروں کی تپش اس کے وجود کو جھنجوڑنے لگی

"اتنی ظالم کیسے ہو سکتی ہو سمرہ تم" وہ روتے ہوئے خود کو مخاطب کرتی چیخی

"معافی تو ہر ایک کا حق ہوتا ہے ایک۔۔۔ایک موقع نادینا کہی یہ میری زندگی کا سے بڑا پچھتاوہ نا بن جائے" وہ نفی میں سر ہلاتی روتے ہوئے اٹھی

"کیوں سارم سمرہ سارم منور سے معافی نہیں مانگ سکتا؟ وہ اچانک مسکرائی سارم کی باتیں اسے یاد آنے لگی

"میں۔۔۔میں تمھارا سر تاج ہوں" وہ ہنسی پھر سنجیدہ ہوتے ہتھیلی کی پشت سے اپنے رخسار رگڑے۔مجھے کیا کرنا چاہیں؟ یہ سوال اس کے زہن میں آیا

"اپنی دل کی سنی چاہیں" جواب دل سے دیا

"اور میرا دل کیا کہتا ہے؟" اس نے کھوئے ہوئے انداز سے کہا اور دل کو سننے لگی۔بڑے غور سے اور اسے اسی پل جواب مل گیا اب وہ اتنی سمجھدار تھی کہ اسے کیا اور کیوں کرنا ہے اس نے سر اثبات میں ہلایا۔کبھی کبھار دل کی سن لینی چاہیے،دل کی آواز سے زندگی بدل بھی جاتی ہیں

★★==========★★

"تم چین ہو قرار ہو

میرا عشق ہو میرا جنون ہو

برسوں کیا جس کا میں نے

تم یارا وہی بہار ہو"

کب سے بند پڑا فون اس نے آخر کار کھول کر دیکھا تو لا تعداد مس کالز تھی وہ بھی ہر کسی کی اس کی ساری دوستوں سے لے کر آحد ماہم ہبا سب اپنوں کی کال میسجز آئے ہوئے تھے اسے پہلے وہ وائی فائے کھول کر آن لائن آتی نوٹیفکشن بار میں آج کی تاریخ دیکھ وہ چونک گئی

Sunday, December 15

آج تو.... آج تو اس کی سالگرہ تھی وہ بری طرح چونکی آج تک ایسا نا ہوا تھا کہ وہ خود کی سالگرہ بھول جائے مگر آج ایسا ہو گیا تھا کل رات سے سب کے میسجز اور کال آرہے تھے۔ اسے پہلے اور کسی کی کال آتی اس نے فوراً فون بند کر دیا اور گہری سانسیں بھرتی بیڈ کے کونے میں بھیٹ گئی. ہبا کی سالگرہ کے کچھ دن بعد ہی دسمبر میں اس کی سالگرہ آتی تھی۔ اس نے سر جھٹکا اس کا رتی بھر بھی دل اپنی سالگرہ کی مبارک باد یا خود کی سالگرہ منا کر خوشیوں کو جینے کا دل نہیں تھا ہوتا بھی تو کیسے وہ اس شخص کے ساتھ تھی شادی کے بعد پہلی بار اس کی سالگرہ آئی تھی اور وہ۔۔۔ وہ چونکی وہ عشق عشق کرنے والا جو اس کو حفظ کرنے کے دعوے کرتا ہے جو کہتا ہے کہ وہ اس کو حفظ کر چکا ہے اسے بے پناہ عشق کر چکا ہے اسے اس کے اس دنیا میں آنے کا دن ہی نہیں معلوم؟ وہ تلخی سے مسکرائی اور سر جھٹک کر اٹھ گئی اسے آج حمدان کے ساتھ سوکالڈ ہنی مون منانے باہر گھومنے جانا تھا وہ باتھ روم شاور لینے گھس گئی مگر۔۔۔ مگر ایک عجیب سی چڑ ہو رہی تھی ایک عجیب سا غصہ آرہا تھا ایک فکر ستا رہی تھی ایک حیرانگی سر پر منڈلا رہی تھی کہ اسے اس کی سالگرہ یاد نہیں؟

★★===========★★

دوسری طرف تیسری بیل پر فون اٹھالیا گیا تھا اور دونوں طرف کی خاموشی یہ بیان کر رہی تھی کہ وہ جانتا ہے کہ دوسری طرف کون ہے اس کا نمبر اب تک اس کے فون میں سیو جو تھا بھلے ہی وہ اس کے دل میں سیو نا تھی اسے پہلے خاموشی کاٹنے کو دوڑتی آحد نے توڑنا ضروری سمجھی اور بھاری آواز سے ہیلو کہا جس کو سن کر سمرہ اپنی پل بھر آنکھیں بند کرنے پر مجبور ہو گئی کیونکہ کافی کچھ یاد آیا تعلق۔۔۔ لا تعلق۔ وہ کیسے بات کریگی؟ کیا کہے گی؟ کس منہ سے بات بڑھائے گی وہ نہیں جانتی وہ بس بغیر سوچے سمجھے اپنی دل کی سنے گی اس نے دھیرے سے ہیلو آحد کہہ کر اس کا نام پکارا جب آحد نے سانس بھر کر کہا

"سمرہ میں سن رہا ہوں" آواز میں نرمی دوستانہ رویہ بیان کر رہی تھی؟ لیکن آج سے پہلے تو نہیں ہوا ایسا؟ شاید آج سے پہلے والا تعلق نہیں رہا نا

"آحد مجھے آپ سے مل کر ضروری بات کرنی ہے" چاہ کر بھی وہ اپنی آنکھوں سے ظالم آنسو کو قید نا کر سکی اسیلیے وہ رہائی حاصل کر گ ئے

"اب کچھ کہنے کو باقی ہے؟" یہ تنز تھا؟ہاں تنز تھا مگر انداز لہجہ تو تنز والا نا تھا یعنی یہ تنز نہیں تھا تو پھر کیا تھا؟ یہی سوالات اس کے ذہن میں گردش کرنے لگے اچانک ہی وہ الجھ گئی

"کہاں ملنا ہے؟" اس کے الجھے ہوئے دماغ پر زیادہ زور ڈلتا آحد کی آواز نے مداخلت کر دیا

"میں آپ کو ایڈرس میسیج کرتی ہوں تھوڑی دیر میں ملتے ہیں" اس نے دوسری طرف کا جواب سنے بغیر ہی کال کاٹ دی جبکہ آحد نے کافی الجھ کر اپنے ہاتھ میں پکڑے اپنے فون کی سکرین کا جایزہ لیا تھا جہاں سمرہ سے بمشکل ایک منٹ بات کی تفصیلات ظاہر ہو رہی تھی

★★==========★★

"تم کس قابل ہو؟" اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کا سر چکرا رہا ہے وہ جس طرح رش ڈرایونگ کرتے بمشکل اس جگہ پر رک سکا تھا وہ بھی گاڑی میں سی این جی ختم ہونے کے باعث وہی جانتا تھا ورنہ اس کا دل کر رہا تھا کہ بس وہ گاڑی کو ہواؤں سے باتیں کرواتا رہے اس شہر اس ملک اس دنیا سے باہر بھاگ جائے وہ خود سے دور چلا جائے اسے خود سے گھن آرہی تھی خود سے شرمندگی محسوس ہو رہی تھی

"ماں باپ کی اکلوتی بگڑی اولاد جسے صرف دوسری لڑکیوں کو استعمال کرنا آتا ہے جسے اپنی عیاشی سے غرض ہے جس کا جو جی میں آئے وہ کرتا ہے" سمرہ کا ایک ایک لفظ اسے چپ نہیں رہا تھا اسے دھتکار رہا تھا خود سے اس پر ہنس رہا تھا اسے سچائی دکھا رہا تھا اب تک اس نے یہی تو کیا تھا ہاں وہ ایک بگڑا ہوا امیر باپ کا بیٹا تھا ہاں وہ لڑکیوں کو اپنی عیاشی کا سامان سمجھتا تھا یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس کی ماں بھی ایک عورت ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ اسے بھی ایک عورت نے جنا ہے۔ ہر وہ لڑکا جو لڑکیوں کی عزت کرنا نہیں جانتا کیا اسے معلوم نہیں جس نے اسے پیدا کیا وہ بھی ایک عورت ہے جس نے اسے پالا وہ بھی ایک عورت ہے عورت کا مقام جو نہیں سمجھ سکتا جو عورت کو اپنے آرام کا سمجھتا ہے جو عورت کو ایک بے کار بے مول چیز سمجھتا ہے جو عورت کے آگے جھکنے کو اپنی مردانگی کی توہین سمجھتا ہے جو عورت والے کام جو ہم معاشرے نے عورت والے کام کا نام دیے ہے اس کو کرنے سے اپنی مردانگی ختم ہونا محسوس کرتا ہے تو وہ مرد بلانے کے بھی قابل نہیں ہے۔ آج اسے سب سمجھ آرہا تھا آج اسے سمجھ آرہا تھا کہ وہ اتنا پڑھا لکھا ہونے کے باوجود اتنی چھوٹی سوچ رکھتا آیا ہے آج اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ جتنا اترا کر اپنے آپ کو مال دار کہتا ہے امیر کہتا ہے اصل میں وہ بکھاری ہے۔ ہم مال دار دولت کی وجہ سے نہیں ہوتے ہم مال دار ہماری سوچ کی وجہ سے ہوتے ہیں ہمارے اخلاق کی وجہ سے ہوتے

ہیں جتنی وسیع ہماری سوچ اور جتنا خوبصورت ہمارا اخلاق ہو گا ہم اتنے ہی مال دار اور بڑے ظرف کے لوگوں میں شمار ہوتے جائے گے۔اصل خوبصوتی چہروں کی نہیں ہوتی اصل خوبصورتی تو آپ کے کردار کی ہوتی ہے جس کا جتنا خوبصورت کردار ہو گا اتنا ہی وہ حسین ہو گا اور جتنا جس کا بدصورت کردار ہو گا اگر وہ شکل وصورت سے بھی حسین ہو تو اسے زیادہ بدصورت کوئی نہیں۔ہاں آج اسے ایسا لگ رہا تھا کہ نا تو اس کا کردار اچھا ہے نا ہی اس کی سوچ آج وہ بہت برا بہت بدصورت ہے اس کی آنکھیں آنسوں سے تر ہو رہی تھی آج اسے ایک لڑکی نے اس کی سچائی سے آشنا کروا دیا ہاں وہ برا ہے برا ہے۔۔۔برا ہے زور سے زور سے مضبوط سٹیرنگ پر اس نے مکے مار کر اپنی بڑھاس نکالنی چاہی اور اپنے گناہوں کی معافی مانگی صرف یہ سوچ کر

"بے شک وہ معاف کرنے والا ہے" ہم چاہے جتنے بھی گناہ گار سیاہ کار ہو معافی ہماری آخری سانسوں تک ملے گی

وہ آنسو پوچھ کر گھٹن کے باعث گاڑی سے نکل کر کھلی فضا میں کھڑا ہو گیا اور چہرہ آسمان کی جانب کیے آنکھیں موندلی جب کسی کی آواز پر چونکا

"سارم آپ" اس نے چونک کر سامنے دیکھا تو مقابل ایک لڑکی کھڑی حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی جبکہ اس کے پیچھے اسے آوازیں لگاتا ایک لڑکا بھاگتے ہوئے آیا

"ہبا" سارم کے لب ملے

"ہبا کیا ہوا؟" حسیب ہانپتا ہوا اسے پوچھنے لگا پھر سارم کو الجھ کر دیکھا دماغ پر زور ڈال کر اس جانی پہچانی شکل کو یاد کیا تو چونکا

"اوہ سارم" وہی سارم جسے اس کے جگری دوست حمدان کے عشق سے نکاح ہونے والا تھا وہی سارم منور جو حمدان علی حیدر کا عشق چھیننے والا تھا

"اسلام علیکم سمرہ کہاں ہے" اس نے جلدی سے سلام کر کے گاڑی کے اس پار دیکھنا چاہا وہ ترس گئی تھی سمرہ سے ملے اور یہ اس کا انداز بتا رہا تھا

"میں اکیلا ہوں" اور شاید ہمیشہ رہنا بھی ہے دل نے سوچا

"کیوں سمرہ کدھر ہے؟" ہبا کا سوال اسے تنگ کرنے لگا وہ کیسے بتائے؟ یہی تو تکلیف ہے

"تم یہاں کیسے؟" اس نے ہبا کے سوال کو نظر انداز کر کے پوچھا

"یہ پیچھے شاپنگ مال آئی تھی حسیب سے ملنے جبھی آپ کو گاڑی میں دیکھا تو آ گئی سمرہ سے ملنے" آخری جملہ دھیرے سے دھیرے بول کر افسوس ظاہر کیا سارم نے اس کی بات سے چونک کر سر اٹھا کر سامنے بلڈنگس میں دیکھا تو واقع میں وہ مال ہی تھا اور جہاں وہ تھا اس کے تھوڑے آگے پارکنگ اریا جہاں سے ہبا نے اس کو دیکھا تھا

"چلیں سمرہ کو میری طرف سے پوچھیے گا کیسی ہے وہ؟ "

"اچھی بہت اچھی" وہ سوچ میں ڈوبے بولا تو ہبا مسکرائی

"چلیں سمرہ کو میری طرف سے سلام کہیے گا میں کال کرونگی" وہ بولتی افسردگی سے مڑ گئی جب حسیب بھی خدا حافظ کہہ کر ہبا کے پیچھے چل دیا جبکہ سارم آنکھیں مندے گہری سانس فضا کے سپرد کیے واپس گاڑی میں بھیٹ گیا

وہ انسان کیا کسی کے ساتھ زندگی گزارے گا؟"

"تمھارا کیا ہے مشکل سے ایک سال بھی میرے ساتھ رہ کر مجھے چھوڑ دو" اس نے نفی میں سر ہلایا

"میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں سمرہ پلیز مجھے ایک موقع دے دو میں بدل گیا ہوں" وہ پھر سے رونے لگا وہ چیخ چیخ کر کہنا چاہتا تھا وہ بدل گیا ہے مگر۔۔۔ مگر دیر ہو گئی تھی اور ساری زندگی پچھتاوہ رہنا تھا

★★==========★★

"نمرہ؟" وہ جولان میں رات کے کھانے کے بعد چہل قدمی کے باعث نکلی تھی پیچھے سے آواز سن کر چونکی اور تیزی سے پلٹی تو حنین کو اپنے قریب آتا پایا آنکھوں پر سن گلازس لگائے وہ مسکراتا چل کر اسے کی جانب آرہا تھا نمرہ نے ارد گرد دیکھا پھر اس کو اس نے ٹھیک سے اپنے سر پر چادر جمائی

"وہ میں تمھیں بتانے آیا ہوں ہمیں کل ڈاکٹر کیا جانا ہے تمھاری اپاؤنٹمنٹ لی ہے" اس نے مسکراتے ہوئے کہا نمرہ چونکی پھر لہجہ کو سخت کرتی بولی

"میں اتنا مہنگا ہسپتال افورڈ نہیں کر سکتی" نظریں ادھر ادھر بھٹک رہی تھی اب کی بار حنین چونکا

"تو تمھیں کس نے کہا ہے افورڈ کرو میں ہوں تو" وہ معمولی انداز سے نمرہ کو چونکہ دینے پر مجبور کر رہا تھا

"کیوں آپ کیوں کرینگے؟" اس نے حیرانی سے پوچھا وہ حق لفظ کا بھی استعمال کرنا چاہ رہی تھی آخر وہ کس حق سے اس کی فیس دیگا اس کی بات سن کر حنین کو سمجھ نا آیا کیا جواب دے تو وہ بات بدل کر فوراً بولا

"سردی بڑھ رہی ہے نا" اس نے آسمان کی طرف دیکھتے کہا جبکہ نمرہ ہکہ بکہ اس کے سوال کا نظر انداز ہونا دیکھتی رہ گئی

"آج آپ مجھے بتای دے کیا ہو گیا ہے آپ کو؟ کل تو بڑے مجھے اوقات یاد دلاتے رہتے تھے ملازمہ کہنے کا کوئی موقع نہیں چھوڑ رہے تھے اور آج اچانک ساری ہمدردیاں ہو گئی مجھ سے۔۔۔ ایک منٹ کیا آپ مجھے استعمال کرنا چاہ رہے ہیں؟" وہ اپنی دھن میں بولتی جارہی تھی بنا پرواہ کیے۔۔۔ کہ وہ کن جملوں کا استعمال کر رہی ہے جب حنین کے چہرے پر آخری جملہ سن کر ناگوار تاثرات آئے

"ٹھیک کہہ رہی ہو تم میں ہی پاگل ہوں ورنہ میں تو تمھیں زہر لگتا ہوں نا" اس نے سر ہلاتے گویا خود سے کہا اور اس کے سائیڈ سے نکل کر غصہ میں چلا۔ گیا جبکہ نمرہ اپنے جملے پر غور کرتی شرمندہ ہو گئی اور خود کو ملامت کرنے لگی اس نے چاہا حنین کو آواز لگائے معافی مانگے مگر۔۔ مگر وہ جا چکا تھا

★★==========★★

وہ حیران پریشان چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا ابھی جو دادی جان کے کمرے کے باہر کھڑے جو اس نے سنا وہ اسے چونکا دیا تھا حفصہ سایمہ ہمیدہ بیگم سے حنین کے رشتے کی بات کر رہی تھی اور وہ بھی وہ بھی نمرہ سے وہ ششدر رہ گیا لیکن ان کی بات سے زیادہ حیرانی خود پر تھی وہ حنین علی حیدر کسی ملازمہ سے شادی کیسے کر سکتا ہے جو کسی ملازمہ کو منہ تک نا لگائے وہ چاہتا تو اندر جا کے اپنا ردِ عمل دیتا مگر۔۔۔ مگر اس کے اندر ہمت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ اس کا دل اس فیصلے پر کچھ محسوس نہیں کر رہا تھا

"عزت راز ہے جبھی واپس کر رہی ہوں اگر عزت کی کوئی اہمیت نہ ہوتی تو یہ پیسے خوشی خوشی لے لیتی دیکھیے آپ ہونگے بڑے آدمی مگر میری نظر میں اللہ نے کسی کو چھوٹا بڑا نہیں بنایا نہ ہی کسی عجمی کو عربی پر نہ ہی کسی امیر کو غریب پر کوئی فوقیت حاصل ہے میں نوکر ضرور ہوں مگر بکھاری نہیں میں اپنی محنت سے حلال کماتی ہوں مجھے آپ کے بھیک میں دیے ہوئے مفت پیسوں کی نہ تو قدر ہے اور نہ ہی ضرورت" اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔ کیا وہ بدل گیا ہے؟ کیا اس لڑکی نے اسے بدل دیا؟ وہ حد سے زیادہ کنفیوز تھا اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے ہاں وہ نمرہ سے بات کرے گا ابھی تو وہ روٹھ کر آ گیا تھا مگر وہ بہت جلد اسے بات کرے گا

★★==========★★

وہ سامان پیک کر چکی تھی آج رات ہی اس کی فلائیٹ تھی اسے تو خوشی سے جھوم جانا چاہیے تھا مگر دل تھا کہ افسردہ ہوا جا رہا تھا وہ سب سے اتنا مانوس ہو گئی تھی کہ سب کو چھوڑ کر جانا کسی کٹھن مراحل کو طے کرنے جیسا محسوس ہو رہا تھا اور سب سے بڑھ کر آحد کو اسے آحد کے روپ میں کوئی اپنا ملا تھا دوست ملا تھا جسے وہ اپنے دل کا حال بیان کر پاتی تھی۔ وہ محبت کو ترسی ہوئی لڑکی کو اچانک اتنی محبتیں مل گئی تھی کوئی اپنا مل گیا تھا وہی اپنا وہی آئیڈل جسے ہر لڑکی چاہتی ہے اور اس کے نصیب میں تو وہ تھا مگر پھر بھی وہ اپنے نصیب سے نظریں چرا رہی تھی وہ کیوں ایسا کر رہی تھی؟ کیا۔۔۔ کیا وہ آحد کو پسند نہیں کرتی؟ کیا آحد اس کے لیے سب سے بہترین انتخاب نہیں؟ وہ کسی اور کو اپنا ہمسفر تصور نہیں کر پا رہی تھی اس کی سوچ آحد پر آ کر رک جاتی تھی اس کے دل و دماغ میں آحد کی باتیں چلتی تھی اپنے وہ قہقہہ کانوں کی سماعت سے ٹکراتے تھے جو آحد کے ساتھ فضا کے سپرد ہوتے تھے۔ آج اس کی فلائیٹ ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ

کے لیے چلی جائے گی پھر وہ کبھی آحد سے نہیں مل سکے گی اور اگر اس مصروف زندگی میں رسمی سا بھی تعلق باقی رہا تو وہ شاید آحد کی شادی میں آئے گی بطورے دوست آنسو پیتی وہ نفی میں سر ہلانے لگی اور دماغ کی الجھنوں سے تھک کر دونوں سر میں دیے بھیٹ گئ پھر جھٹکے سے سر اٹھایا نہیں وہ دیر نہیں ہونے دیگی وہ آحد۔۔۔۔۔وہ آحد سے ایک بار تو ضرور بات کریگی جانے گی کہ کیا آحد کے دل میں بھی اس کے لیے وہی جزبات ہے جو اس کے دل میں ہیں پہلے دن سے ؟اور اگر ایسا نہیں تو وہ آحد کے فیصلے کی عزت کرے گی اور مسکراتے ہوئے الودع کہہ دے گی

★★===========★★

لال ساڑھی میں ملبوث ڈارک میک اپ سرخ لپسٹک ہونٹوں پر سجی ہوئی گھنی جھارلیں سیاہ پلکے ہیزل آئیز کے باہر اپنا دیدار کروا رہی اونچی ریڈ ہیل بال جوڑے میں مقید قید چہرے پر کچھ جان بوجھ کر آوارہ لٹ چھوڑے ہوئے وہ اپنا دھڑکتا دل تھامے آہستہ آہستہ سیڑھیوں سے اتر رہی تھی اس نے ایسا کچھ پہنے کا سوچا تک نہیں تھا مگر۔۔۔ مگر کمرے میں جاتے ہی بیڈ پر شاپر میں یہ ساڑھی رکھی تھی اور وہ سمجھ گئ وہ کون لایا ہے اور کیوں لایا ہے افرا کے خاطر اس نے بڑی مشکل سے خود کو قابو کرتے اس شخص کے لیے بناؤ سنگھار پہلی بار کیا تھا جس کے لیے وہ ایک مسکراہٹ نا دے۔وہ آہستہ آہستہ چلتی بنگلو سے باہر نکلی تو تھوڑی ہی دور کالی گاڑی میں حمدان کو بھیٹا اس کا انتظار کرتا پایا اس کی ہیل کی آواز سے جب وہ چونک کر اپنے پاس آتی حسینہ کی طرف متوجہ ہوا تو وہ ایک بار اپنی پلکیں جھپکانا بھول گیا اور تب تک بھولا رہا جب تک وہ دروازہ کھول کر سنجیدگی سے بھیٹ نہیں گئ۔۔۔جب بھی اس کی نظریں اس کے چہرے سے طواف کرتی نہیں ہٹی تب وہ پلو سمبھالتی کنکھاری تو وہ چونکا کالی فل آستینوں والی شرٹ پر وہ ڈارک بلو پینٹ پہنا تھا آستینوں کو حسبِ معامل کوہنی تک چڑھا رکھا تھا جبکہ سیٹ کے پیچھے بلو کوٹ لٹکا تھا مضبوط ہاتھوں میں رسٹ واچ تھی اور چہرے پر سنجیدگی جو وجیہہ چہرے کی شان رعب اور دبدبا بڑھاتی تھی

"ہم کہاں جارہے ہیں ؟"اس نے چہرہ موڑ کر حمدان کو دیکھ کر پوچھا جو لندن کی سڑک پر شام کے اس حسین موسم میں گاڑی چلارہا تھا ۔۔۔۔نظریں ہنوز سڑک پر تھی لیکن چہرے پر مسکراہٹ آگئ تھی لیکن بہت دھیمی وہ آہستہ سے بولا جیسے۔۔۔جیسے سرگوشی کی ہو

"سپرایز" علما چونکی کیا اسے اس کی سالگرہ کا پتا ہے ؟ہنہہ پتا ہوتا تو اب تک وش کر دیتا لیکن۔۔۔ لیکن اسے کیا پر وہ پتا ہو یا نا ہو ویسے بھی وہ کوئی دلچسپی نہیں رکھتی وہ اب باہر ونڈ سکرین کے پار دیکھ رہی تھی بیگ گراؤنڈ میں انگلش میوزک مدھم سا چل رہا تھا باہر موسم حسین ہو رہا تھا لیکن اس کے برابر بھیٹی دوشیز اسے زیادہ نہیں

"کیا سپرایز ہو گا؟"وہ لب کاٹتی سوچ میں پڑ گئ جانے کیوں ایک عجیب سا خوف آرہا تھا

★★===========★★

وہ دونوں مضرب سے ایک دوسرے کے مقابل ریستوان کے اندر جگمگاتی روشنیوں میں بھیٹے ایک دوسرے کو سننے کے منتظر تھے مگر کسی کی بھی چپ ختم نہیں ہو رہی تھی ہوتی بھی تو کیسے مہینے بعد وہ ملے تھے پہلے جیسے حالات نہیں تھے وہ ایک دوسرے کے منگیتر نہیں تھے وہ تو کسی اور کے ساتھی تھے ایک تو کسی اور کی ہمسفر بن بھی چکی تھی اپنی مرضی سے اپنا فیصلہ سنا کر اپنے تین سال کی منگنی تمام تعلاقات منتقع کر کے لیکن وہ شکوہ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ شاید اسی نے اس کو موقع دیا تھا

"آحد" سمرہ سے آخر کار انتظار کے مزید لمحے برداشت نا ہوئے جبھی اکتا کر اسے پکارا جو اسی کو دیکھ رہا تھا تو اسی کی طرف پوری طرح متوجہ تھا

"میں جانتی ہوں ہمارے درمیان جو کچھ تھا اس کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ابھی ہم اپنی اپنی جگہ کنفیوز ہیں" وہ رکی آحد کو دیکھا جو اسی کو سن رہا تھا اور چہرے کے تاثرات میں نرمی تھی

"لیکن ہم دونوں کا دل صاف ہے میرے دل میں آپ کے لیے پہلے بھی عزت تھی اور اب بھی" وہ سر ہلا کر بولی

"آحد میں سمرہ سارم منور ہوں میری شادی ہو چکی ہے میں پرانی تمام باتوں کا بھلا چکی ہوں "

"میں جانتا ہوں سمرہ میرے دل میں بھی ایسی کوئی بات نہیں ہے مگر" آحد کے رکنے پر اس نے نا سمجھی سے دیکھا

" مگر میں نکاح والے دن کے لیے معزرت چاہتا ہوں میں کچھ زیادہ ہی روڈ ہو گیا تھا میرا مقصد تمھیں تکلیف پہچانا نہیں تھا" یہ ان کی پہلی گفتگو ہو رہی تھی جس میں ساری غلط فہمیاں ختم ہو رہی تھی سمرہ نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا

"نہیں آحد میں تو اس دن میں ہمارے درمیان ہونے والی ایک ایک بات کی شکر گزار ہوں" آحد نے نا سمجھی سے دیکھا

"اگر اس دن وہ سب آپ نہیں کہتے تو آج میری آپ سے زبردستی شادی ہوئی ہوتی جس میں نا آپ خوش رہتے اور نا میں" آحد نے سر جھکا لیا

"مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ میرے لیے کیا بہتر تھا میرے لیے سارم تھا میری زندگی کا ساتھی جسے میں نے کسی اور غرض سے شادی کی تھی مگر۔۔۔ مگر تقدیر کو کچھ اور منظور تھا جبھی وہی شخص جو مجھے کل تک زہر لگتا تھا آج اس کے لیے میرے دل میں بے پناہ محبت ہے" وہ مسکراتی ہوئی سوچ میں ڈوبی بولی اور آحد دل سے خوش ہوا اس کے چہرے پر مطمعین مسکراہٹ آ گئی

"سمرہ تمھیں معلوم ہے میرے لیے بھی کوئی اور ہی تھی اور جانتی ہو وہ کون ہے جسے میں دل سے پسند کرنے لگا ہوں؟" آحد کے دوستانہ رویے سے پوچھے جانے والا سوال پر سمرہ نے نا سمجھی سے دیکھا

"ہمنہ ایک رات اچانک ملنے والی لڑکی" سمرہ کو لگا اس کے دل سے ایک بہت بڑا بوجھ ہٹ چکا ہے وہی بوجھ جس کے تلے وہ سارم کو نا چاہتے ہوئے بھی خود سے دور کر رہی تھی علحیدگی اختیار کر رہی تھی اسے اتنی خوشی آج سے پہلے نہیں ہوئی جتنی ابھی آحد کو سن کر ہو رہی تھی

"سمرہ کتنا عجیب ہے نا نصیب ہمارا تین سال تک ایک دوسرے سے منسوب رہے بغیر یہ جانے کہ ہمارے اپنے ساتھی تو کوئی اور ہیں" وہ سوچتے ہوئے حیرت سے بولا تو سمرہ نے سر اثبات میں ہلایا

"اور دیکھے نا تقدیر نے کیسا کھیل کھیلا اور کس طرح ہمیں جدا کر کے اپنے ساتھیوں سے ملایا" وہ بھی اتنی ہی حیرت زدہ تھی

"تم خوش ہو؟" آحد نے پوچھا

"اب تو بہت ہوں اور آپ؟" سمرہ نے جواباً پوچھا

"پہلے سے زیادہ" آحد کے مسکرا کر کہنے پر سمرہ بھی کھل کر مسکرائی دونوں کے دل میں کہی نا کہی بوجھ تھا جو ہٹ چکا تھا اگر آج بات نا ہوتی تو ساری زندگی وہ خوش نہیں رہ پاتے تقدیر کا یہ کھیل جو پہلے تو دونوں کو پسند نہیں آیا تھا ایک کا تو بری طرح دل ٹوٹا تھا مگر اب وہ دل جڑ گیا تھا اور یہ کھیل بہا گیا تھا

کبھی کبھار ہم اپنی زندگی میں ہونے والے حادثات سے بری طرح ٹوٹ جاتے ہیں بغیر یہ جانے کہ اس کے پیچھے ایسا کونسا مقصد ہے جس کے تحت ہمیں یہ آزمایش میں ڈالا گیا ہے، بے شک ہر حالات کے پیچھے ایک وجہ ہوتی ہے۔ جو آج آحد اور سمرہ کو سمجھ آگئی تھی

★★===========★★

"تم مجھے آخر بتا کیوں نہیں دیتی تم مجھ سے کیوں خفا ہو؟" میثال نے تنگ آکر فریحہ سے پوچھ ہی لیا جو کبھی بھی اس پر برسنے کے لیے تیار رہتی تھی

"میثال مجھے تنگ نہیں کرو جاؤ یہاں سے" وہ نخوت سے چلائی

"نہیں میں تب تک نہیں جاؤں گی جب تک تم مجھے بتا نہیں دیتی آخر بات کیا ہے؟" میثال نے ٹھان لی تھی

"ٹھیک ہے تو پھر سنو تم میری خوشیوں پیار سب کی دشمن ہو" وہ اچانک چلاتے چلاتے رونے لگی جبکہ میثال حیرت سے دنگ رہ گئی

"ک۔۔کیا مطلب؟" وہ اس کے پاس چل کر آئی

"ہاں تم جانتی تھی میثال میں طحہ سے پیار کرتی ہوں پ۔۔پھر بھی تم نے طحہ کو مجھ سے چھین لیا" فریحہ رونے کے درمیان غصہ سے چیخی جبکہ میثال ہک بکہ کھڑی سن رہ گئی

"م۔۔میں نے تم کیا کہہ رہی ہو فریحہ میں طحہ کو کیوں تم سے چھینو گی ؟"وہ اس الزام پر رونے والی ہو گئی تھی اپر سے فریحہ کی سسکیاں اسے اور دکھ دے رہی تھی

"ہاں تم نے چھین لیا طحہ نے خود کہا ہے کہ وہ مجھے نہیں تم سے پیار کرتے ہیں کیونکہ تم بہت سویٹ ہو اور میری بری"اس نے آج اپنا سارا غبار نکال دیا تھا فریحہ کی باتیں اپر سے اس کا تلخ لہجہ میثال کو دنگ کر گیا تھا وہ بس سن کھڑی اس کی سسکیاں سن رہی تھی پھر نفی میں سر ہلا کر کچھ کہنا چاہا مگر فریحہ اس کے پرے دھکیلتی کمرے سے نکل کر بھاگ گئی اور اسی وقت میثال نے فیصلہ کر لیا کہ وہ طحہ سے اسی وقت بات کرے گی

★★==========★★

"آحد ہم دوست ہمیشہ رہینگے"سمرہ نے مسکراتے ہوئے وارنگ والے انداز سے کہا تو آحد ہنس دیا پھر سر اثبات میں ہلایا

"ویسے یہ ہمنہ کون ہے مجھے ملایے تو؟"وہ تھوڑا جھک کر آبرو اچکا کر پوچھنے لگی تبھی آحد کوئی جواب دیتا اس کا فون بج اٹھا اور اسکرین پر ہمنہ کا نام جگمگاتے ہی اس کی آنکھیں چمک اٹھی اس نے نظریں اٹھا کر سمرہ کو دیکھا

"ہمنہ"وہ دھیرے سے بولا تو وہ مسکرا دی آحد نے فون کان سے لگایا تو دوسری طرف ہمنہ کی جلد بازی میں آواز آئی جیسے اس کی ٹرین چھوٹ رہی ہو

"سلام آحد آپ کہاں ہے ابھی گھر آسکتے ہیں دراصل مجھے آپ سے ملنا ہے"وہ ایک سانس میں کہہ گئی

"ہاں ہاں ضرور ہمنہ"آحد نے مسکراتے ہوئے کہا نظریں سمرہ پر تھی جو شوخی سے اسے دیکھ رہی تھی

"جی اوکے"دوسری طرف اس نے کہا تو آحد نے فون رکھ دیا مگر وہ کال کاٹنا بھول گیا اور دوسری طرف ہمنہ کو یاد آیا کہ اسے گھر میں نہیں ملنا کہی باہر ملنا ہے تو وہ فوراً پکاری

"آحد؟"موبایل میز پر رکھا تھا آحد اب سمرہ کی متوجہ ہو گیا جو مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی

"سمرہ آرڈر تو کچھ کیا نہیں"وہ مینو اٹھاتے بولا تو سمرہ نے سر ہلا کر کہا

"ہاں بہت بھوک لگ رہی ہے میں نے کل سے کچھ نہیں کھایا"سمرہ افسردگی سے سارم کو یاد کرتی بولی جس کی وجہ سے اس کی بھوک پیاس سب مٹ گئی تھی بس اب وہ آحد سے مل کر سارم سے ملے گی اس نے مسکراتے ہوئے سوچا اور ویٹر کو بلا کر آرڈر دینے لگی تبھی آحد بولا

"کیوں کل سے سمرہ پاگل ہو گئی ہو کل سے بھوکی ہو تم اپنا خیال۔۔۔۔۔"اور خیال کے آگے ہمنہ سے کچھ سنانا گیا اور اس نے کال کاٹ دی رخسار پر موٹے موٹے آنسو گر رہے تھے

"خیال نہیں رکھتی بلکل ایما کی طرح ہو تم دونوں واقع میں ایک ہو" وہ ہنستے ہوئے علما کو یاد کرتے بولا تو سمرہ افسردہ ہو گئ

"میں آج ہی علما کو کال کرونگی" اس نے دل میں سوچ لیا اور سر جھٹک کر آرڈر دینے لگی جبکہ آحد نے صرف جوس پر اکتفا کیا کیونکہ ہمنہ نے بلایا تھا اسے جانا تھا جلدی

"میں غلط تھی وہ صرف میرے ساتھ ہمدردی کر رہے تھے انہوں نے صرف مجھ بے سہارہ کو سہارہ دیا تھا اور میں۔۔میں پتا نہیں کی سوچ بھیٹی"۔وہ تلخی سے ہنسی اور آنسو پوچھتی کھڑی ہو گئ

"مجھے ان کو سمرہ کے ساتھ خوش رہنے دینا چاہیں اور یہ پسند وغیرہ بھلا کر چلے جانا چاہیں" وہ سر ہلاتی ہوئ بولی اور کپڑے تبدیل کرنے چلی گئ کچھ گھنٹے بعد اس کی فلایٹ تھی

★★==========★★

"آحد شکریہ" وہ کھانے سے فارغ ہو کر لبوں سے گلاس لگائے آحد سے بولی جو نیلا مشروب پی رہا تھا اس کے شکریہ پر اس نے گلاس میز پر رکھا اور مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تو سمرہ بھی مسکرائ وہ لوگ اب اٹھ کھڑے ہوئے

"کیسے آئ تھی تم؟" آحد نے پوچھا

"میں تو رکشے میں آئ تھی" اس نے بتایا

"چلو آؤ میں ڈراپ کر دوں" آحد کی آفر پر اس نے انکار نہیں کیا اور سر ہلا کر اس کے ساتھ ریستوان سے باہر نکل گئ جب آحد کا فون بجا تو ماہم کی کال آرہی تھی اس نے کال اٹھا کر کان سے فون لگایا تو ماہم کی پریشانی سے ڈوبے آواز گونجی

"کیا ہوا ماہی؟" آحد رک کر پوچھنے لگا تو سمرہ نے بھی چونک کر دیکھا اور رک کر اس کو دیکھنے لگی

"بھائ ہمنہ باجی تو چلی گئ وہ ایرپورٹ کے لیے نکل گئ" ماہم نے پریشانی سے بتایا تو آحد چونکا

"نکل گئ؟لیکن میری ابھی کچھ دیر پہلے بات ہوئ تھی وہ تو مجھے بلا رہی کچھ کام تھا اس کو" آحد نے بتایا وہ ابھی سمرہ کو ڈراپ کر کے ہمنہ کے پاس جا رہا تھا تا کہ اپنے دل کا حال بھی بیان ساتھ کر لے کیونکہ کچھ گھنٹے بعد ہمنہ کی فلایٹ تھی

"پتا نہیں بھائ" ماہم کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا

"تم نے جانے کیسے دیا روکتی تو اور مما کہاں ہے؟ "

"م۔۔میں کیا کہہ کے روکتی ان کی فلایٹ کا ٹائم ہو گیا تھا اور مما خالہ کیا گئ ہے ہمنہ باجی شام کو مل لی تھی ان سے ہاں میں نے یہ کہا تھا بھائ کا ویٹ کر لے تو کہتی بھائ سے بات ہو گئ" ماہم نے بتایا آحد نے پریشانی سے کنپٹی مسلی سمرہ کو دیکھا جو سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی

" بھائی وہ کچھ ناراض سی لگ رہی تھی" ماہم نے کہا

"اچھا چلو تم رکھو فون میں ایر پورٹ جاتا ہوں" اس نے گھڑی دیکھتے جلدی سے کہا اور پاکٹ میں فون ڈالا اس کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا اگر ابھی ہمنہ سے ملاقات نہیں ہوئی تو کبھی نہیں ہو گی

"کیا ہوا آحد" سمرہ اس کے ساتھ چلتے گاڑی کے پاس آئی

"سمرہ یار ہمنہ ایک منٹ" آحد کو کچھ یاد آیا اس نے فون نکالا اور ہمنہ کی کال ڈیٹیل چیک کی اور کچھ دیر کچھ سمجھ کر اس کے منہ سے او شٹ بے ساختہ نکلا

"سمرہ ہمنہ کو غلط فہمی ہو گئی ہے" آحد نے گھبراتے ہوئے کہا

"کیسی غلط فہمی؟"

"وہ سمجھ رہی ہے ہم لوگ دوبارہ سے مل گئے" آحد کی بات پر سمرہ نے الجھن سے دیکھا

"تم گاڑی میں بھیٹو میں راستے میں بتاتا ہوں" وہ کہتا جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بھیٹا جبکہ سمرہ بھی نا سمجھی سے دروازہ کھول کر بھیٹ گئی وہ گاڑی ہواؤں سے باتیں کرواتا ایر پورٹ پہنچنے کی جلد سے جلد کوشش میں تھا جہاں فلائیٹ بس کچھ ہی دیر میں یو کے کے لیے روانہ تھی

★★==========★★

شام سرمئی آنچل پھیلا چکی تھی۔ دور افق پر غروب ہوتے سورج کہ گہری سرخی میں گویا آگ دہک رہی تھی۔ پرندوں کی قطاریں بہت سرعت سے اپنے آشیانوں کی طرف محوسفر تھی بدلتے موسم کے اثرات ظاہر ہو رہے تھے ہوا میں خنکی رچی ہوئی تھی سردیوں کا مخصوص خشک وسرد سناٹا اور ویرانی دھیرے دھیرے پھیل رہا تھا۔ لندن کی گہما گہمی سے وہ اسے بہت دور لے آیا تھا گاڑی جھٹکے سے روک کر بنا کچھ کہے وہ نیچے اتر گیا تھا وہ بھی الجھ کر نیچے اتر گئی اور اس کے پیچھے سر جھکائے چلنے لگی تیز ہوا کے باعث ساڑھی کا پلو سمبھالتی وہ چل رہی تھی بال بھی جانے کونسی سرد ہواؤں کے ساتھ گپ شپ کر رہے تھے حمدان جب رکا تو وہ بھی رک گئی اور الجھ کر سر اٹھایا تو نظریں جیسے مجسمہ بن گئی سامنے کا منظر بلاشبہ breathtaking تھا حیرت سے لب جدا ہو گئے جبکہ حمدان مسکرا کر اسے چہرہ موڑ کر دیکھنے لگا جو سامنے قدرت کو دیکھ رہی تھی۔ سامنے وسیع ٹھہرہ ہوا نیلا سمندر تھا اتنا وسیع کے اس کی کوئی حدود نظر نہیں آرہی تھی شروع تو وہ یہاں سے ہو رہا تھا لیکن ختم جانے کہاں ہو رہا تھا۔۔۔ آسمان لال ہوتا جا رہا تھا کیونکہ سامنے غروبِ آفتاب ہو رہا تھا سامنے سورج ڈوب رہا تھا دن ڈھل رہا تھا شام کے سائے الوداع کہہ رہے تھے وہ حیرت سے اس حسین منظر کو دیکھتی چھوٹے چھوٹے

قدم اٹھاتی چھوٹے چھوٹے پتھروں پر اپنی ہیل کے باعث سنبھل کر چلتی حمدان کے برابر آکر کھڑی ہو گئی جواب اسے فرصت سے دیکھنے میں محو تھا کیونکہ وہ سامنے دیکھنے میں محو تھی

"شام کے سائے رنگوں کے عکس میں ڈھلتے دلفریب لگتے ہیں نا؟" وہ کھوئے ہوئے انداز سے دھیمے سے بولی تو حمدان کے لب مسکرائے نظریں ہنوز اس پر جمی تھی جیسے وہ اس کے چہرے کا ایک ایک نقش پڑھ رہا تھا ہو جانچ رہا ہو اس میں کھو رہا ہو

"ان رنگوں سے مجھے محبت ہے" اس نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی پھر آنکھیں کھول کر غروبِ آفتاب کو دیکھا

"اور مجھے ان رنگوں کی محبت میں مبتلا لڑکی سے عشق ہے" وہ اس کو گہرائی سے دیکھتے بولا تو وہ چونکی اور اس کو دیکھا جو بھوری آنکھوں سے اس کو تک رہا تھا جیسے اس کی روح میں جھانک رہا تھا اس کی نظروں سے وہ پردہ نہیں کر سکتی یہاں تک کہ روح کا پردہ بھی۔ اچانک ہلکی ہلکی بوندا باندی برسنے لگی اور دونون نے چونک کر آسمان کی جانب دیکھا جہاں آسمان لال سے نیلا ہونے لگا تھا ایسا لگ رہا تھا کوئی مصور اپنے رنگ ایک دوجے رنگ میں چڑھک رہا ہو اور آسمان پر کوئی دلکش تصویر بنا رہا ہو

"ہمیں چلنا چاہیں" یک دم اسے گھبراہٹ ہونے لگی کیونکہ ماضی یاد آنے لگا ایسی تو بارش ہوئی تھی ایسی تو عشق ہوا تھا ایسی تو محبت ہوئی تھی سب کچھ ویسا ہی تو تھا وہ نظریں چرا کر کہتی پلٹنے لگی جب اس نے اس کی کلائی کو پکڑ کو زور سے کھینچا اور وہ اس کے سینے سے جا لگی نیلے اور لال رنگ میں گھلتا شرابی آسمان سامنے نیلے شفاف پانی سے بھرا سمندر سامنے غروبِ آفتاب ہو چکا سورج اپر کالے بادلوں سے گرتی بوندے سب اس کی بے باکی دیکھ رہی تھی۔ وہ دونوں بے حد قریب کھڑے تھے اس کی ساڑھی کا پلو ہوا سے باتیں کر رہا تھا تو اس کے بال چوڑی پیشانی پر آکر بکھر گئے تھے لیکن کسے پروہ تھی اسے تو اس کی سیاہ زلفوں کی پروہ تھی جبھی تو اپنی انگلیوں سے اس کی لٹوں کو کان کے پیچھے کرتے وہ مسکرا کر سر جھکائے اسے دیکھ رہا تھا جو مضطرب سی سر اٹھائے اس کی آنکھوں میں جھانک رہی تھی اس کی تیز سانسوں کا تسلسل وہ محسوس کر رہا تھا جبکہ اس کی گرم سانسیں وہ اندر سما رہی تھی موٹی بوندا باندی کے باعث دونوں کے چہرے ہلکے ہلکے بھیگے ہوئے تھے اور بال بھی نم ہو گئے تھے

"میری خواہش ہے کہ یہ غروبِ آفتاب میں روز دیکھو" علانے چہرہ موڑ کر سامنے وسیع سمندر کو دیکھ مسکراتے کہا۔ غروبِ آفتاب کا وقت گزر گیا تھا

"اور میری خواہش ہے کہ جب تم غروبِ آفتاب کے لمحے دیکھو تب میں تمھارے چہرے پر طلوعِ آغاز جسی سورج کی کرنیں دیکھوں" اور اسی پل اس نے جھٹکے سے موڑ کر اسے سر اٹھا کر دیکھا جو مسکراتے ہوئے اس پر جھک رہا تھا اس نے اپنی ہیزل آیز خوف سے بند کر لی لیکن۔۔۔ لیکن اس نے اپنے لب اس کے ماتھے پر رکھ دیے تھے اور اس کو بوسہ دیا تھا محرم کی طرف سے دیا

جانے والے پہلے مخمور لمحوں نے اسے سرشار کر دیا تھا ایک اجنبی سا سکون تھا جو روح تک اترا تھا وہ اسے الگ ہو گیا تھا اس نے نرمی سے اس کی کلائی بھی چھوڑ دی تھی لیکن وہ مجسمہ بنی اب تک اس کے دیے جانے والے بوسے کے سحر میں لاپتا تھا

★★==========★★

"کراچی سے جانے والی یو کے کی فلایٹ ایک گھنٹہ ملتوی کر دی گئی ہے" ایرپورٹ پر ہونے والے آناؤنسمنٹ نے اس کا دل دہلا دیا تھا وہ جو پر تول رہی تھی جلد سے جلد یہاں سے جانے کے لیے اتنا ہی قسمت اسے جانے نہیں دے رہی تھی وہ آحد سے دور جانا چاہتی تھی اس کی یاد سے اس کی چاہ سے جبھی وہ فوراً اپنی دوست کے ساتھ ایرپورٹ پہنچ گئی تھی وہ بھی دو گھنٹے پہلے ہی ابھی ابھی اس کی دوست باتھ روم کی طرف گئی تھی جبکہ وہ سن بھیٹی آحد کو نا چاہتے ہوئے بھی یاد کر رہی تھی

"ہمنہ" کسی کی جانی پہچانی آواز پر وہ بری طرح چونکی اور جب سامنے آحد کو کھڑا دیکھا تو اسے لگا وہ خواب دیکھ رہی ہے وہ کتنا اچھا تھا ایرپورٹ اسے ملنے آگیا تھا مگر۔۔ مگر وہ اکیلے نہیں اس کے ساتھ آیا تھا پیچھے سے سمرہ کو نکلتا دیکھ اس نے اپنے بند ہوتے دل کو قابو کیا اور سر جھکا لیا اس نے سمرہ کو تصویروں میں دیکھا تھا خاص کر آحد اور سمرہ کی منگنی کی تصویریں جو ماہم نے شوخ سے دکھائی تھی

"ہمنہ تمھیں غلط فہمی ہوئی ہے آحد اور میرے درمیان کچھ نہیں ہے میں تو سارم سے پیار کرتی ہوں وہ میرا ہسبینڈ ہے اور جہاں تک بات ہے آحد کی تو وہ محض میرے دوست ہیں آحد تم سے پیار کرتے ہیں ہمنہ" سمرہ سیدھا سیدھا اس کی پاس آئی اور سیدھے اصل بات پر گئی جبکہ وہ شاک سے سنتی رہ گئی اور آخری بات پر ایک جھٹکے سے آحد کو دیکھا جس نے سر ہلایا جیسے کہہ رہا ہو سمرہ جو کچھ کہہ رہی ہے سچ ہے ہمنہ کی آنکھیں بھر آئی تھی

"اور ہم لوگ تو آج صرف ملن۔۔۔" یک دم اس کی بات ادھوری رہ گئی کیونکہ اس کا فون بجنے لگا سمرہ نے فون کان سے لگایا لیکن دوسری طرف سے جو سنا وہ اس کے چودہ طبق روشن کرنے کے لیے کافی تھا اس نے جلدی سے فون رکھا اور آحد سے مخاطب ہوئی

"آح۔۔ آحد ایمرجنسی ہے مجھے جانا ہو تا میں۔۔ میں ٹیکسی میں چلی جاؤنگی آپ کو بعد میں مل کر بتاتی ہوں می۔۔ میرا جانا ضروری ہے" وہ گبھراتے ہوئے کہتی جلدی سے نکل گئی جبکہ آحد حیرت سے اس کو آوازیں لگاتا رہ گیا لیکن جیسی نظر ہمنہ پر پڑی تو حیران رہ گیا کیونکہ وہ رونے لگی تھی

"ہ۔۔ ہمنہ رو مت" آحد نے جلدی سے ہمنہ کو شانوں سے تھام کر بینچ پر بٹھایا اور خود بھی پریشانی سے اس کے برابر بھی گیا

"یہ لو" اس نے جیب سے رومال اس کی طرف بڑھایا تو اس نے تھام لیا اور سسکنے کے درمیان اپنی ناک پوچھنے لگی جس پر آحد ہنس دیا

"آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ آپ بھی مجھ سے۔۔۔۔۔۔۔" وہ خفگی سے رومال اس پر پھینکتی بولی تو وہ چونکا

"بھی مطلب؟" اس کی آنکھیں چمک اٹھی لیکن ہمنہ نے چہرہ جھکا لیا

"ہمنہ تم بھی تھینک یو" اسے سمجھ نا آیا وہ کیا کہے البتہ اس کی خوشی دیکھنے کے لائق تھی

" آحد ایم سوری" اس نے سر اٹھا کر بھیگی آنکھوں کے ساتھ کہا تو آحد نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا

" اگر میری فلائیٹ نکل جاتی تو؟ "

" تو میں یو کے تک آ جاتا" وہ دونوں مسکرا دیے

" آحد مجھے نہیں معلوم تھا کہ ایک انجان اتنی جلدی اپنا بن جائے گا" وہ مسکراتی ہوئی اس کو دیکھتی بولی تو وہ بھی مسکرا دیا

" مجھے بھی نہیں معلوم تھا" اس نے جیسے گہری سانس بھری

" کیا تم میرے ساتھ زندگی گزارنا چاہو گی" اچانک وہ پوچھ بیٹھا

" باخوشی" وہ شرما کر بولی تو وہ ہنس دی

" ہمنہ چلے؟" اس کی دوست اس کے پاس آئی تو ہمنہ نے آحد کو دیکھا پھر اس کو

" کیا ہوا؟" اس کی دوست نے نا سمجھی سے دیکھا

" سوری" ہمنہ نے کان پکڑ لیے تھے اس کی دوست کو اب تک سمجھ نا آیا جبکہ آحد کا بے ساختہ قہقہ ابلا تھا

★★==========★★

چھاجو مینا برس رہا تھا بارش کے منہ زور قطرے دور دور تک زمین کو سیراب کر رہے تھے وہ دونوں وہی علما کی ضد پر پتھروں پر بھیٹ کر سامنے وسیع سمندر اور سرد موسم سے لطف اٹھا رہے تھے دونوں کے درمیان خاموشی برقرار تھی وہ اس حسین موسم اس دلفریب بارش کی بوندوں میں لاپتا تھی تو وہ وقفے وقفے سے اس کو دیکھنے میں لاپتا تھا جب محبوب برابر میں ہو تو کون کمبخت ارد گرد دیکھے گا؟ وہ اس کی نظریں اپنے اپر محسوس کر سکتی تھی لیکن اسے کوئی فرق نہی پڑ رہا تھا وہ تو منظر میں ہی کھو چکی تھی کہ اچانک بولی

" ایک بات پوچھوں؟" اس نے دھیرے سے چہرے موڑ کر بھوری آنکھیں دیکھتے اجازت مانگی سیاہ زلفیں تیز ہواؤں کے باعث کبھی چہرے سے آ کر محبت سے لپٹ جاتی تو کبھی بے رخی سے ہوا سے گھل جاتی۔ حمدان نے مسکرا کر سر ہلایا

" تمھیں میرے اپنی زندگی سے جانے کے بعد کسی اور سے عشق نہیں ہوا مطلب کوئی اور نہیں ملی؟" اس نے جیسے بات کو مزاحیہ رنگ دے کر تلخی سے کہا تھا نا چاہتے ہوئے بھی اور اسی وقت وہ سرد ہوائیں جو سکون بخش رہی تھی وہ اس کو چبنے لگی یہ دلفریب بارش کی بوندیں اسے کانٹے جیسی محسوس ہوئی وہ سحر جو قایم تھا وہ سحر کی لڑی ٹوٹ سی گ ئے اور لڑی جیسی ٹوٹی تو محبت اور سکون کے جزبات کے موتی بکھر سے گ ئے لیکن خود کو کمپوز کرتے اس نے جواب دینا مناسب سمجھا

"عشق کفن ہوتا ہے پہن کر اتارہ نہیں جاتا" اور اس کا جملہ ختم بھی نا ہوا تھا وہ چونک گئ وہ کسی اجنبی احساس سے دوچار ہوئی تھی وہ نظریں چرانے پر مجبور ہوئی تھی ایسا کیوں ہوتا تھا اس کے ساتھ شاید اس کے الفاظ جتنے گہرے ہوتے تھے اسے بڑھ کر اس کا لہجہ اس کا انداز اور سب سے بڑھ کر اس کی بھوری آنکھیں جو زبان کے ساتھ کلام کرتی تھی

"م۔۔میں ایسی کہہ رہی تھی" غلطی کا احساس ہوا تو وہ جھجک کر بولی اور بے اختیار آنکھیں موندے اپنا سر اس کے کندھے پر رکھ دیا اور حمدان وہ تو وہی جیسے بچھ گیا جیسے سب کچھ بھول گیا جیسے اس کے لمس اس پر مہربان ہو رہے ہو جیسے یہ آسمان یہ موسم یہ نیلا سمندر یہ سرد ہوایں یہ بارش یہ ماحول عشق اور عاشق کے ساتھ ہمدردی دکھا رہا تھا۔کچھ دیر خاموشی کے نظر ہو گۓ

"تم جانتے ہو میں آسمان کو چھو سکتی ہوں" اچانک آنکھیں کھول کر وہ مسکراتے ہوئے اپنا سر اس کے کندھے سے اٹھا کر بولی تو وہ دلچسپی لیتا بولا

"کیسے یہ تو ناممکن ہے؟" مصنوعی حیرانگی دکھائ

"نہیں کس نے کہا یہ تو ممکن ہے" اس نے اٹل لہجہ میں کہا

"کیسے؟" اسے سمجھ نا آیا

"یہ دیکھو" اس نے حمدان کا ہاتھ پکڑا اور آگے پہلایا ساتھ اس کو اس کے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا جہاں موٹی موٹی بوندے گر رہی تھی حمدان نے اس کو دیکھا پھر ہاتھ کو جو اس کی نازک گرفت میں تھا

"یہ بوندیں ہم محسوس کر سکتے ہیں ان بوندوں کو ہم چھو سکتے ہیں اور یہ بوندیں کہاں سے گر رہی ہے بادلوں سے سفید روئ جیسے بادلوں سے ہم پر عنایت ہو رہی ہیں اور وہ سفید روئ مخمل جیسے بادلوں کا بسیرا آسمان پر ہے تو ہم آسمان کو چھو رہے ہیں کیونکہ ہم آسمان سے گرنے والی بوندوں کو چھو سکتے ہیں" وہ جس دھن میں بولتی جا رہی تھی وہ اسی دھن میں سنتا جا رہا تھا جیسے۔۔۔جیسے صرف اسے زندگی میں یہی کام ہو اسے توجہ سے سننا اس نادان لڑکی کی گہری باتیں سمجھنا

"آیا سمجھ میں؟" وہ رکی پھر اس کو دیکھتی بولی تو اس نے مسکرا کر سر ہلایا علما نے بھی مسکرا کر اس کا ہاتھ نرمی سے چھوڑ دیا

"چلیں؟" وہ اٹھ کر بولا تو علما نے سر اٹھا کر نا سمجھی سے دیکھا

"کہاں؟" علما نے بھویں اچکا کر پوچھا تو وہ مسکرایا۔بارش ختم ہو چکی تھی رات کے سائے پوری طرح منڈلانے لگے تھے سحر ٹوٹ چکا تھا کیونکہ وقت گزر گیا تھا لیکن ان گزرے ہوئے آیام کا وہ شکر گزار تھا

★★==========★★

"میشال تم رونا تو بند کرو" طحہ نے اکتا کر سامنے کھڑی میشال سے کہا جو رونے کا شغل جاری رکھی ہوئی تھی

"تم نے فریحہ سے کیوں کہا کہ آپ مجھے پسند کرتے ہیں؟" اس نے آنسو پوچھتے غصہ سے کہا

"یار اسے جان چڑھانے کے لیے "

"کیا؟؟ وہ کوئی بے مول شہہ جس سے جان چڑھانے کے لیے آپ کچھ بھی کہہ دینگے؟" میشال نے حیرت سے اسے دیکھا

"تم جانتی ہو ناوہ کتنی بد تمیز ہے اور مجھے یہی آدات اس پسند نہیں ہے اسیلیے بس۔۔۔" وہ خود ہی خاموش ہو گیا

"اگر آدات پسند نہیں ہے تو اس کو بول دیتے ایسے کسی کا دل توڑنے کا کیا فایدہ؟" طحہ شرمندہ ہو گیا تھا

"طحہ فریحہ تم سے پیار کرتی ہے وہ ضرور خود کو تمھارے لیے بدلے گی اس کو ایک موقع تو دو" طحہ نے شرمندگی سے سر جھکا لیا

"جاؤ طحہ بات کرو اسے وہ تم سے پیار کرتی ہے" میشال کے کہنے پر اس نے سوچتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا

★★==========★★

یہ وہی توریستوان تھا یہ وہی تو جگہ تھی جدھر تین سال پہلے اس کی محبت کی داستان شروع ہوئی تھی جہاں تین سال پہلے اس کو عشق ہوا تھا جہاں سے کہانی کی شروعات ہوئی تھی اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ تلخ ماضی کی یادیں کیوں تازہ کر رہا ہے کیوں زخموں پر نمک چڑھک رہا ہے تھوڑی پر ہتھیلی جمائے وہ باہر گلاس ڈور پر نظریں جمائے بھیٹی تھی اور لندن کی جگمگ رات کا فرسٹ جایزہ لے رہی تھی جبکہ حمدان آرڈر دے رہا تھا ریستوان میں زیادہ لوگ موجود نہیں تھے وہ آرڈر دے کر فارغ ہوا تھا تو علما کو دیکھا جو خاموشی سے نظریں باہر جمائے کسی گہری سوچ میں تھی اور وہ جان گیا کہ وہ ماضی میں کھوئی ہوئی ہے

"علما؟" اس نے نرمی سے اس کا نام پکارا تو اس نے چونک کر اپنے مقابل بھیٹے شخص کو دیکھا

"سنو اس دسمبر کے آخری عشرے میں،

ہم بھیٹ کر تنہا،

کسی ویران گوشے میں،

ہوا کو دکھ سنائے گے،

تجھے ہم بھول جاینگے"

باہر سرد ہوایں تھی دسمبر کا آخری عشرہ تھا تنہا تھے ویران گوشے میں تھے لیکن۔۔ لیکن بھول نا پائے تھے شاید بھولنا ہی نہیں چاہتے تھے علما نے نظریں جھکا لی تب وہ گہری سانس بھرتے ہوئے بولا

Urdu Novels Ghar

"ماضی کی قید میں مت رہو بھول جاؤ اپنی زندگی مسرت سے جیو" علما نے چونک کر نظریں اٹھائی اور اسے دیکھا جو جانے کیوں یہ باتیں کر رہا تھا

"ماضی بھولنے کے قابل ہے بھی؟" وہ تلخی سے بولی جانے کیوں اس کو سامنے اداکاری کا لباس جسم سے سرکتا محسوس ہوتا تھا

"جانتا ہوں" وہ جیسے نادم ہو کر سر جھکا گیا

"حمدان کیوں کیا تم نے کیوں مجھے خود سے نفرت کرنے پر مجبور کرتے ہو" اچانک اداکاری پرے رکھ دی اور دل سے نکلے الفاظ جزباتوں کے آگے بہہ گۓ۔۔ حمدان نے چونک کر سر اٹھایا یک دم اسے اپنے کہے الفاظوں کا احساس ہوا تھا تو وہ بولی

"م۔۔ میرا مطلب کیوں مجھے مجبور کیا تھا" اب وہ کیا کہتی کہ نفرت اب تک ہے لیکن اداکاری کی وجہ سے نفرت تھی یہ کہنا ضروری تھا

"میں خود مجبور تھا اپنے جنون کے ہاتھوں" وہ جیسے نظر انداز کرتے بولا

"حمدان کسی سے عشق کرنا آپ کے اختیار میں ہوتا ہے لیکن کسی کو زبردستی خود سے کروانا نہیں" اس نے تین سال پہلے کی یاد تازہ کرتے تنز کیا اسے آج بھی یہاں تک کہ کس طرح اس بھیانک رات کو اس نے اس کا بازو دبوچ کہ یہ سوال کیا تھا کہ وہ اسے عشق کیوں نہیں کرتی وہ اسے کرے عشق وہی جنون سے بھری خراٹ آنکھیں وہ بھولی نا تھی

"علما کسی سے عشق کرنا اگر آپ کے اختیار میں ہوتا نا تو آج اتنے عاشق خون کے آنسو نہیں رو رہے ہوتے یہ تو مقدر کا دیا ہوا ایسا روگ ہے کہ جسے لگ جائے وہ برباد ہو جائے" وہ بس اس کو دیکھتی رہ گئ

"جانتی ہو وہ تین سال میں نے کس عزیت سے گزار" اس کی بھوری آنکھوں میں نمی چیخ چیخ کر بیان کر رہی تھی کہ وہ کس درد تکلیف سے مخاطب ہے علما نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا جانے کیوں آج اسے اس کے تین سال کے گزرے ہوئے وقت کے بارے میں سننے کی دلچسپی تھی وہ ہمیشہ سوچا کرتی تھی کہ وہ جہاں بھی ان تین سال ہو گا عیش سے زندگی گزار رہا ہو گا علما کو تباہ کر کے اپنی زندگی میں مگن ہو گا لیکن اسے ملنے کے بعد تو کہانی کچھ اور ہی بیان کر رہی تھی اور جھوٹ جھوٹ تو آنکھوں میں عیاں ہو جاتا ہے لیکن جھوٹ کا نام و نشان نہیں تھا اس کے لفظ سچائی بیان کر رہے تھے

"الفاظوں میں ہر اس گزرتے لمحے کو بیان کرنا ناممکن ہے جو میں نے تمھاری جدائی میں کاٹنے" اور مقابل بھیٹے عشق کو لگا کہ اس عاشق کے جملے نے اس کو جھنجھوڑا ہے

"تم سے بچھڑ کر سانسیں تو چلتی رہی تھی لیکن میں خود کو زندہ دیکھ حیرت سے مر گیا تھا" اور اب جھنجھوڑ کر اس کے منہ پر تمانچہ مارا ہو سچ کا تمانچہ اسیلیے تا کہ وہ جو کب سے سن تھی وہ ہوش میں آئے وہ جو سن کسی اور ہی خیالوں میں نفرت کے دیپ جلا رہی تھی بدگامنی

سے اس جلتے دیپ کو بچا رہی تھی وہ دیپ بجھا دیے جائے اسے ہوش میں لے آیا جائے اور اس کے ایک ایک لفظ اس کو ہوش میں لا رہا تھا

"اگر دیکھ سکتی ہو تو برا ہے مہربانی مجھے خدا میں مرتا دیکھ لو" بھوری آنکھیں سرخ آنگرا ئیں کی مانند ہو گئ تھی لہجہ ٹوٹ کر چور ہو گیا تھا بھاری مدہوش کر دینے والی آواز کو سوں دور سے آتی معلوم ہو رہی تھی اور وہ لرزتی پلکوں سے اس کی عشق کو بیان کرتی حالات مزید نا دیکھ سکی جبھی کنکپاتے نچلا ہونٹ کاٹتی چہرہ موڑ کر گلاس ڈور پر نظریں جمالی جہاں سڑک پر ہلا گلا شور مچا تھا لیکن اس کے اندر ویرانی تھی

"لحاظِ عشق نا ہوتا تو تجھ سے رنجشیں ہوتیں اے عشق شکایت صرف اتنی ہے کہ تو سمجھا نہیں مجھ کو" وہ جیسے اس کے چہرہ موڑنے پر تڑپ کر رہ گیا تھا جبھی خود کو کمپوز کرتے گہری سانس لیتے شاعری کرنے لگا اور میز پر رکھا پانی کا گلاس لبوں سے لگا لیا جبکہ وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی

"کاش تمھارا جنون تم پر حاوی نا ہوتا" وہ آنسو بہاتے بے بسی سے بولی اس نے دکھ سے واپس میز پر گلاس رکھا اور بولا

"اور کاش تم نے میرے عشق کو دھتکارہ نا ہوتا" کیا وہ لاجواب کرنے کا ہنر جانتا تھا؟ کیا اسے زرہ بھی تمیز نا تھی کہ تھوڑی سی مروت کر لے اور عشق کے سامنے خاموش رہ لے لیکن نہیں آج جیسے وہ خاموش رہنے کے موڈ میں نہیں تھا آج جیسے اس نے اس کو تنز مارا تھا ہاں اس کو قصوروار وہ اب تک ٹھہراتی لیکن کیا کبھی اس نے اپنے گربان میں جھانکا تھا؟ تالی تو دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے نا تو پھر کیوں وہ یہ جان نا پائی تھی کہ غلطی جانے انجانے میں اس کی بھی تھی نا اس رات وہ اس کے پرپوزل کو بری طرح ٹھکراتی اور نا ہی اس کا جنون اس پر حاوی ہوتا لیکن۔۔۔ لیکن شاید قسمت میں سب پہلے سے طے تھا۔ بس وہ دونوں اس کاش میں دب کر رہ گ ئے تھے

★★==========★★

اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا پاؤں تھے کے بھاری ہو گ ئے تھے سارے راستے وہ لب کاٹتے دعایں مانگتے آئ تھی اور ڈرائیور کے اتنے سپیڈ سے چلانے پر بھی وہ اتنی بات کہہ چکی تھی کہ تیز چلائے آنسو بھی رخسار پر بہے جا رہے تھے خبر ہی کچھ ایسی تھی۔ سارم کا ایکسیڈنٹ اسے لگا وہ چکر کھا کے گر جائے گی وہ بھاری قدموں سے گھر کے اندر داخل ہوئ تھی لیکن سامنے کا منظر دیکھ کر چونک گئ۔ وہ صوفے پر بھیٹا تھا ایک ہاتھ میں بینڈج ہوا تھا پاؤں میز پر پھیلائے ہوئے تھے سر پر بھی پٹھی بندھی تھی اس کی حالات دیکھ کر سمرہ کا دل مانو کسی نے جکڑ لیا اسے پہلے وہ آگے بڑھ کر اس کے پاس جاتی ارد گرد کا جھمگٹا دیکھ رک گئ اس کے چار پانچ دوست گھرہ

بنائے بھیٹے تھے ایک دوست کی جیسی نظر سمرہ پر پڑی تو وہ مودوب انداز میں کھڑا ہو گیا اور پھر سب کو اشارہ کیا تو سب کھڑے ہو گ ئے

"اچھا سارم اپنا خیال رکھنا ملتے ہیں سلام بھابی" وہ سارم کو کہہ کر سمرہ کو سلام کرتے نکل گ ئے سارم نے سامنے کھڑی سمرہ کو دیکھا جس کی حالات بری دکھ رہی تھی اس نے گہری سانس لے کر خود کو کمپوز کیا اور سمبھل کر کھڑا ہو گیا سمرہ فوراًاس کی طرف بڑھی "سا۔۔سارم" سمرہ نے روتے ہوئے پکارا لیکن وہ نظر انداز کرتا اپر کمرے کی جانب چلا گیا جبکہ وہ حیرت سے اس کی پشت دیکھتی رہ گئ وہ تو ایسا ظاہر کر رہا تھا جیسے سمرہ کا وجود یہاں پر نا ہو۔۔۔سمرہ کو تکلیف ہوئ تھی اس کے دل میں شکوہ آئے تھے لیکن کچھ سوچتے ہوئے اس نے سر جھٹکا وہ جانتی تھی اب اسے کیا کرنا ہے

★★==========★★

رات کے گیارہ بج رہے تھے۔گاڑی کو وہی چھوڑ کر انہوں نے پیدل گھر جانے کا طے کیا تھا وہ بھی علما کی ضد پر وہ دونوں خاموشی سے چہل قدمی کرتے کچھ منٹ کے فاصلے پر اپنے بنگو جا رہے تھے جو ریستوان سے قریب تھا اور یہاں سے وہ پارک بھی قریب تھا جہاں پہلی بار وہ ملے تھے علما نے سرد ہواؤں سے کنکپکا کر سینے پر ہاتھ باندھ لیے وہ سرخ ساڑھی میں جو مبلوس تھی سردی لگنا جایز تھی حمدان کب سے خاموش تھا ان دونوں نے کھانا بھی برائے نام خاموشی میں کھایا تھا بات ہی ایسی چھڑ گئ تھی ماضی کی پنے جو سر سراتے کھل گ ئے تھے دونوں کی کیفیت عجیب تھی دونوں کے زخم ابھرے تھے۔علما تو اپنی کیفیت سے انجان تھی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کیوں وہ اپنے آپ کو ملزم محسوس کر رہی ہے وہ حمدان سے نظریں کیوں نہیں ملا پا رہی چہل قدمی کرنے کی بھی ضد کیا اس نے صرف کہا تھا وہ بھی سر جھکائے لب کاٹتے اور اسی وقت حمدان کے گاڑی کی بڑھتے قدم رک گ ئے تھے اس نے اس کی خواہش کا مانو احترام کیا تھا۔لندن کی سڑک پر شور سا تھا اپنے آپ میں مگن لوگ آ رہے تھے جا رہے تھے وہ دونوں سٹریٹ لائٹس کے نیچے سر جھکائے چل رہے تھے جب حمدان نے اس کو چور نظروں سے دیکھا جس کے لب بھی سردی کے باعث کانپنے لگے تھے وہ رکا تو علما بھی رکی اور چونک کر اسے دیکھا جو اپنا کوٹ اتار رہا تھا علما نے حیرانگی سے اسے دیکھا جس نے اپنا کوٹ اس کی طرف بڑھایا وہ کچھ پل کوٹ کو دیکھتی رہ گئ پھر کچھ سوچ کر خاموشی سے تھام لیا اور اپنے شانوں پر پہن لیا

"شکریہ" وہ دوبارہ اس کے ساتھ قدم سے قدم چلتی ہوئ بولی لمحے بھر اس کی آنکھیں بھی بند ہوئ کوٹ سے اٹھتی وہ اس کے پرفیوم کی مہک اس نے اندر اتاری اس کے شکریہ پر شاید وہ مسکرایا تھا لیکن اس کی مخصوص دھیمی مسکراہٹ بہت دھیمی مسکراہٹ اچانک حمدان کی نظر اپنی مضبوط کلائی پر پہنی گھڑی پر اٹھی تو وہ چونکا اور جیسے اسے کچھ بہت بڑا یاد آیا

"علما جلدی چلو" اس کی رفتار تیز ہو گئ علما چونکی

"کیا ہوا؟" وہ بمشکل اس کے قدم قدم ملاتی چلتی بولی۔اس نے جواب نہیں دیا

"حمد۔۔۔" وہ اس کی طرف دیکھتی کچھ بول ہی رہی تھی کہ اچانک کسی سے ٹکرائ اور بمشکل سمبھلی حمدان بھی یک دم رک گیا

("Merda" اوشٹ)

سامنے دس گیارہ سال کا انگریز سنہیری بالوں والا بچا غم و غصہ سے علما سے ٹکر کے باعث اپنے ہاتھ سے گری ہوئ سڑک پر آیس کریم دیکھ رہا تھا

"او آیم سوری آئ جسٹ دون۔۔۔" علما افسوس سے معافی مانگنے لگی

("sei cieco?" کیا تم اندھی ہو؟)

وہ اس کو انگاروں بھری آنکھوں سے اٹیلین میں دیکھتا غرایا تو حمدان آگے بڑھا

("va bene, comprerò un altro gelato per te" کوئ بات نہیں میں آپ کو دوسری آیس کریم دلا دیتا ہوں)

حمدان نے جیسے بات ختم کرنی چاہی جبکہ علما کو تو سب اپنے سر کے اپر سے گزرتا محسوس ہو رہا تھا

("no grazie" نہیں بہت شکریہ)

اس نے علما کو خوخار نظروں سے دیکھ نفی میں سر ہلایا وہ اس کے جملہ کا مطلب تو نہیں سمجھ سکی لیکن اس کا لہجہ اور نظریں دیکھ تلملا گئ

"ایک سیکنڈ دس از یور مسٹیک کانٹ یو سی" وہ انگریزی میں اسے سنانے لگی جب حمدان بولا

"علما وہ اٹیلین ہے اسے سمجھ نہیں آرہا تم کیا کہہ رہی ہو"

"ہاں تو تم اٹیلین جانتے ہو نا تو کہو اس پدے کو کہ غلطی میری نہیں اس کی تھی" وہ غصہ سے بولی اس بچے نے ان دونوں کو باتوں میں مصروف دیکھا تو آنکھیں گھماتا واپس مڑ گیا پھر کچھ یاد آنے پر پلٹا اور علما کو گھور کر بولا

("e tu ... usi gentilmente i tuoi occhi stupidi" اور تم مہربانی کر کے اپنی آنکھوں کا استعمال کرو بے وقوف)

وہ غصہ سے چلاتا چلا گیا جبکہ حمدان نے امڈتی مسکراہٹ کا گلا گھوٹا تھا ارد گرد کے کچھ اٹیلین گزرتے لوگ رکے علما کو دیکھا پھر مسکرا کر آگے بڑھ گۓ علما کو لگا اس نے اپنی زبان میں اس کی توہین کی ہے

"حم۔حمدان کیا کیا کہہ کر گیا تھا وہ پدا؟" اس نے حمدان کا کندھا ہلایا

"ک۔۔کچھ نہیں" وہ اپنی مسکراہٹ دبائے ہوئے تھا

"نہیں کچھ تو کہا ہے یہ لوگ ایسے کیوں دیکھ رہے تھے بولو کیا کہا ہے ضرور کچھ برا کہا ہے" اسے جیسے جاننے کی جستجو ہو گئی تھی آخر وہ پداسا بچا اس کی کیا بے عزتی کر کے گیا تھا؟

"علما ہمیں چلنا ہے" وہ کلائی پر گھڑی دیکھتا اس کی کلائی پکڑ کر آگے بڑھنے لگا

"نہیں پہلے بتاؤ مجھے" وہ ابھی بھی وہی اٹکی تھی

"کہہ رہا تھا تم بہت حسین لگ رہی ہو" وہ مسکراہٹ دبائے اس کو تقریباً گھسیٹتے ہوئے بولا

"بلکل جھوٹ یہ تم کہہ رہے ہو" اس نے دائے بائے سر ہلایا کیسے حمدان اس کو بنگلو تک اس کے جواب دیتے آیا تھا وہی جانتا تھا کیونکہ اس کی سوئی اس بچے پر اٹکی تھی

★★==========★★

"اب کیسی طبیعت ہے تمھاری؟" دوسری طرف سے زین کی فکرمند آواز پر اس کے ہونٹ زیرِلب مسکرائے تھے۔ صبح سے اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی بخار تو تھا ہی تھا زخام بھی سر چڑھ گیا تھا اسی وجہ سے کالج کی الگ چھٹی ہو گئی تھی

"ٹھیک ہے اب دوائی لی ہے" اس نے زخام سے دبی آواز میں کہا تو وہ مطمعین ہوا

"ویسے میں نے سنا ہے حسیب بھیا کراچی آئے ہوئے ہیں" ماہم کو اچانک یاد آیا

"ہاں ہاں تم لوگ کیا آئے؟" زین نے پوچھا

"نہیں ابھی تک تو نہیں آئے" ماہم نے نفی میں سر ہلایا

"اوہ ان کو ہبا باجی سے فرصت کہاں مل رہی ہو گی" زین کے ہنس کر کہنے پر ماہم بھی سمجھ کر قہقہ لگانے لگی تھی پھر وہ دونوں باتوں میں مشغول ہو گئے جبکہ دوسری طرف ایک دوسرے کے وہ دونوں مقابل بھیٹے تھے۔ ہبا دانت نکال کر ہنس رہی تھی جبکہ اس کے برعکس حسیب شرما رہا تھا۔۔۔ اس نے ہبا کو ابھی ابھی پرپوز کیا تھا جس کے جواب میں ہبا نے اس کا پرپوزل قبول کر لیا تھا

"میرے ممی پاپا سے کب ملو گے؟" اچانک ہبا کو یاد آیا

"آپ کہے تو ابھی مل لیں؟" حسیب شوخی سے بولا لیکن ہبا سر ہلا کر کھڑی ہو گئی

"ہاں چلو؟"

"کہاں؟"

"ممی پاپا سے ملنے"

"ابھی؟"

"تم نے ہی تو کہا آپ کہے تو ابھی مل لیں" اس کی بات پر حسیب گڑبڑا گیا تھا جبکہ وہ واپس قہقہ لگا کر بھیٹ گی تھی

"حد ہے اپنا چہرہ دیکھو" وہ ہسنے کے درمیان بولی تو وہ منہ بنا گیا ہبانے مسکرا کر اسے دیکھا اس کی یہی تو خواہش تھی کہ شوہر کے روپ میں اسے کوئ دوست ملے اور اس کی یہ خواہش بھی پوری ہو گئ تھی وہ خوش تھی جتنا حسیب خوش تھا

★★==========★★

وہ دونوں سنسان بنگلے میں داخل ہوئے تھے کیونکہ آج تو حمدان نے سارے نوکروں کی چھٹی جو کر دی تھی اسیلیے بنگلو سونا پڑا تھا اور حیرانی کی بات یہ تھی کہ بتیاں بھی ساری بند تھی بس کوری ایڈر میں جلتے لیمپ کی وجہ سے تھوڑی روشنی لاؤنچ میں آ رہی تھی اسے پہلے علما کوئ سوال کرتی حمدان نے خود سے اسے مخاطب کیا

"تم دو منٹ یہاں بھیٹو میں آتا ہوں" وہ کہتا جلدی سے سیڑھیاں پھیلانگتے اپر کمرے میں چلا گیا جبکہ پیچھے سے وہ آوازیں لگاتی رہ گئ پھر کندھے اچکاتے پاس پڑے صوفے پر کوٹ اتارتے نیم دراز ہو گئ پورا دن گزر گیا تھا پتا ہی نہیں چلا تھا حمدان کے ساتھ گزرا یہ پورا دن مانوریت کی طرح ہاتھوں سے پھسل گیا تھا وقت کا معلوم ہی نہیں ہوا آج اسے احساس ہوا کہ وقت ہماری سوچ بھی زیادہ تیزی سے گزرتا ہے وہ آنکھیں مندے حمدان کے کوٹ سے آنے والی خوشبو اپنے اندر اتارنے لگا اچانک اس خوشبو سے اپنایت کا احساس ہوا تھا

"علما؟" اچانک وہ چونکی اٹھ کر ٹھیک سے بھیٹی اور سر اٹھا کر اس کو دیکھا جو مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا اف اس کی مسکراہٹ وہ سر جھٹک کر رہ گئ

"چلیں؟" علما نے الجھ کر اسے دیکھا اور اٹھ کھڑی ہوئ حمدان اس کے پیچھے آیا اور اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیے وہ یک دم چونک گئ

"حمدان یہ کیا کر رہے ہو؟" وہ جھنجھلا گئ

"بس ایک سپرایز باقی ہے" اس نے جیسے کان کے قریب سرگوشی کی تو وہ خاموش ہو گئ البتہ دل کی خاموش دھڑکنیں چیخ اٹھی اس کے سپرایز سے اسے ڈر لگتا تھا تین سال پہلے بھی ایک سپرایز دیا تھا اور کیا کچھ ہو گیا تھا وہ سہارہ دے کر اسے سیڑھیاں چڑھا کر کمرے میں لے آیا اور جب تک اس کی آنکھوں سے ہاتھ نا ہٹائے جب تک وہ دونوں پوری طرح کمرے میں داخل نا ہو گۓ

"حمدان اب تو چھوڑو" وہ اپنی بند آنکھوں پر اس کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ رکھتی بولی تو وہ اس کے دوبارہ کان کے قریب آیا اور گنتی گننے لگا جسے وہ اور الجھ کر رہ گئ

"ایک "دل کی دھڑکنیں منتشر ہو رہی تھی

"دو "اس نے آہستہ سے اپنے ہاتھ ہٹائے

" تین "اور اب اس نے آہستہ سے گھنی سیاہ جھالریں پلکیں اٹھائی بھوری نظریں ہیزل آیز پر باریقی سے تھیں اور ہیزل آیز جیسے منجمد ہو گئی سامنے ٹرالی پر سٹرابری کیک سجا تھا جس پر

"Happy birthday Elma Hamdan Ali Haider"

لکھا تھا ساتھ ہی کیک کے اطراف میں چھوٹی چھوٹی رنگ برنگی موم بتیاں جل رہی تھیں باقی کا پورا حصہ گلاب کے پھولوں سے سجا تھا

"ہیپی برتھڈے "حمدان نے مسکرا کر آنکھیں مندی اور اپنی ناک اس کی سلور بالی سے مس کر کے وش کیا علما مسکرائی اسے تو یاد ہی نہیں تھا کہ آج اس کی سالگرہ ہے اور اسے تو لگا تھا حمدان کو بھی یاد نہیں ہو گا لیکن اسے تو یاد تھا

" تمھیں یاد تھا؟ "اس نے سرعت سے گردن گھما کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا تو وہ مسکرا دیا جیسے۔۔۔ جیسے اس کے سوال پر ہنسا ہو قہقہ لگائے ہو جیسے کہہ رہا ہو کہ مجھے یاد نہیں ہو گا لیکن بولا تو بس اتنا

"میں بھولا کب تھا؟ "اور اس کی مسکراتی گیت گاتی نظریں جھک گئی جبکہ اس کی بھوری آنکھیں تو رقص کرنے پر اتر آئی تھیں

"سالگرہ ختم ہونے میں پانچ منٹ رہ گۓ ہیں کیک کاٹنے؟ "اس کی اطلاع پر وہ چونکی اور سر اثبات میں ہلایا اور قدم بڑھاتے کیک کی طرف بڑھ گئی اور ایک بھرپور نظر کیک پر ڈالی

"آیم سوری اتنے کم وقت میں صرف اتنا ہو سکا "اس نے معزرت کی تو اس نے تاسف سے سر ہلایا

"یہ میرے لیے اتنا کم نہیں جانے کتنا زیادہ ہے "وہ اس کو دیکھتی بولی تو وہ مسکرا دیا پھر وہ موم بتیوں پر جھکی اور پھونک مار کر بجھائی ساتھ ہی برابر پڑی ربن والی چھری سے کیک کاٹا اتنے میں حمدان بھی چل کر اس کے پاس آ گیا

"ہیپی برتھڈے ٹو می "اس کو کیک کا پیس دکھا کر اس نے خود کھا لیا جبکہ حمدان ہنس کر نفی میں سر ہلانے لگا پھر کچھ سوچ کر چھری اٹھائی

"تم میرا قتل کرنے والے ہو؟ "وہ جو کیک کھانے میں مگن تھی اچانک شرارت سے پوچھا

"یہ اختیار تمھارے حسن کو حاصل ہے مجھے نہیں "اس نے زیرِلب مسکرا کر کہا تو اس نے نظریں جھکا لی جانے کیوں پھر اس نے چھری کے اپر لگی کیک کی کریم انگلی سے اٹھائی اور اس کی تھیکی ناک پر لگا دی جس پر وہ بلبلا اٹھی

"نہیں حمدان یہ حرکت نہیں "اس نے غصہ سے ٹرالی کے نیچے رکھا اور ٹشو باکس سے ٹشو نکال کر کریم صاف کی تو وہ شرارت سے مسکرا دیا

"ختم بارہ بج گ ئے" حمدان نے چھری رکھتے کہا

"زندگی میں پہلی بار کسی ایسے عجیب و غریب شوہر کو دیکھ رہی ہوں جو اپنی بیوی کی برتھڈے سالگرہ کے لگنے سے پہلے نہیں سالگرہ کے ختم ہونے سے چند منٹ پہلے منا رہا ہے" وہ ہنس کر بولی یہ کافی عجیب تھا

"پھر تو تمھیں شکر کے نفل ادا کرنے چاہیں کیونکہ ایسے عجیب و غریب شوہر کی بیوی تم ہوں" وہ بھویں اچکا تا فخریہ انداز سے بولا

"اور پاگل عاشق بھی" اس نے اپنی دھن میں جلدی سے اضافہ کیا تو وہ دھیمے سے مسکرا دیا

"تمھیں میرا عشق واقعی میں پاگل جھوٹا لگتا ہے؟" اچانک وہ سنجیدگی سے بولا تو وہ چونکی

"م۔۔ میرا وہ مطلب نہیں تھا" وہ ڈر گئی تھی

"تو پھر کیا مطلب تھا؟" وہ دو قدم مزید قریب اس کی طرف بڑھا تو وہ جیسے دم بخود رہ گئ

"آیم سوری" اس نے سر جھکا لیا جبکہ حمدان نے مسکراہٹ دبائی

"معافی صرف ایک صورت ملے گی" اس کی نظریں اٹھانے پر چہرے کے تاثرات سخت کر لیے البتہ نظریں پر شوخ تھی

"کیسی صورت؟"

"میری شرت ماننی ہوگی؟"

"کیسی شرت؟" وہ واقعی ڈر گئی تھی

"ادھر آؤ" اس کے سنجیدگی سے بلانے پر جب وہ بھیگی بلی کی طرح اس کے مزید قریب آ بھی گئی تو حمدان نے امڈنے والی مسکراہٹ کا قتل کیا

"کیا؟" نرمی سے پوچھا لیکن آنکھوں میں خفگی چھائی تھی کیونکہ وہ اس کے ساتھ سختی سے پیش آ رہا تھا حمدان نے مسکراہٹ دبائے اس کی کمر پر ہاتھ ڈال کر خود کے مزید قریب کر دیا تو وہ چونک گئی اب اس کی گرم سانسیں اس کے وجود میں سنسنی پھیلا رہی تھی وہ نروس الگ ہو گئی تھی

"یہ" اس نے جھک کر اس کے کان کے پاس سرگوشی کی تو وہ الجھی لیکن اگلے پل ہی جب اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بندھا جوڑا کھول دیا اور اس کے بال کسی آبشار کی طرح کمر پر گرے تب وہ اس کی شرت کا مطلب سمجھ گئی اور یک دم دل کی دھڑنیں بے قابو ہو گئی یعنی۔۔۔ یعنی وہ بہک رہا تھا

"حمدان ن۔ نہیں پل۔۔ پلیز چھ۔۔ چھوڑو" اس نے الگ ہونے کی کوشش کی مگر جان بوجھ کر ایک جھٹکے سے دور نا ہوئی شاید وہ خود اس کی قربت میں تحفظ محسوس کر رہی تھی شاید اس کی قربت اسکا حصار اس کی باہیں اس کے بند دوروازے کے پیچھے سوئی محبت کو انگڑائی دلا رہی تھی شاید اس کی گرم سانسیں اس کو کسی سحر میں مبتلا کر رہی تھی

"آ۔۔ آج نہ۔۔ نہیں علما پل۔۔ پلیز" اس کا التجا سے بھرپور مخمور لہجہ نے اسے پگھلا کر رکھ دیا تھا اور اس کی بے باک نظروں کی تپش نے اس کو نظریں چرانے پر مجبور کر دیا تھا اس نے جیسے خود سے ہار مان کر پلکیں جھکا لی جس کا اشارہ تھا کہ اجازت ہے ہاں اجازت ہے اپنا حق وصول کرنے کی ہاں اجازت ہے خود کو اس کے حوالے کرنے کی ہاں اجازت ہے اور اسی پل بنا کوئی لمحہ ضائع کیے اس نے اپنے لب اس کے ماتھے پر رکھے پھر اس کی آنکھوں پر ستارے نچھاور کرتا گیا اور اور اس کے عشق کے برستے پھولوں سے دبی وہ خود کو کسی محفوظ احساس میں محسوس کرنے لگی جیسے وہ قربان ہوتا جا رہا تھا اس کے ایک ایک نقوش پر جیسے جزبات سر چڑھ گئے تھے وہ بے ایمان ہو گیا تھا اور اس نے ہونے دیا تھا۔ باہر اصل محفلِ انجم جم گئی تھی باہر سرد ہوائیں پر زور ہو گئی تھی باہر ستارے آسمان پر رقص کرنے لگے تھے چاند بھیٹا تعریف کر رہا تھا ع ش ق نے آنکھیں موند کر پر سکون سانس خارج کی تھی بند دروازے کے پیچھے انگڑائی لیتی محبت جاگ اٹھی تھی نفرت کی وجہ کے تالے اس طرح ٹوٹ کر نکلے تھے جیسے طوفان آگیا ہو ایک جھٹکے سے جو اب تک نا ہو پایا تھا وہ اب ہو گیا تھا۔ اندر جتنا سحر قایم تھا اتنا باہر کالی رات میں تھا اندر عشق محبت مکالمے کر رہے تھے تو باہر ستارے اور چاند ہمہ تن گوش تھے اندر وہ دونوں مل رہے تھے جو بچھڑ گئے تھے جن کے درمیان پاس ہو کر بھی میلوں کے فاصلے تھے وہ طے ہو رہے تھے اسی وقت کا انتظار کہانی نے کیا تھا اور یہ وقت آ گیا تھا جنون تھا جو تھم گیا تھا عشق تھا جو جنونی ہو گیا تھا محبت تھی جو کھل کر ظاہر ہو گئی تھی نفرت تھی جو دبک کر پیچھے ہو گئی تھی۔ مسحور کن ماحول تھا دلفریب رات تھی حسین عشق تھا تو خوبصورت محبت تھی اور وہ تھے جو ایک دوجے کے تھے جن کے عشق اور محبت کے گواہ ہر شہ تھیں

★★==========★★

"مل جائے تیری قربت کے کچھ لمحے،
باقی کی ساری زندگی میں خیرات کر دوں"

اس نے زرہ سی آنکھیں کھولی تو خود کو کسی کی مضبوط بانہوں میں محسوس کیا وہ پوری طرح بوجھل آنکھیں لیے اٹھی اور سر اٹھا کر دیکھا تو حمدان آنکھیں بند کیے بے گانہ سو رہا تھا ماتھے پر بال بکھرے تھے بھوری آنکھیں دیدار نہیں کروا رہی تھی یک دم اسے اس پر پیار آیا اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے بال پیچھے کیے وہ اکثر نوٹ کرتی تھی کہ اس بال ماتھے پر بہت بکھرتے ہیں اور اس کے وجیہہ چہرے کی شان بڑھا دیتے ہیں اس نے واپس آنکھیں موند کر اپنا سر اس کے سینے پر رکھ دیا وہ اسے لپٹی اس کی بہاہوں میں تھی۔ کل رات کو

یاد کرتے ہی اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیسے ردِ عمل دے کل وہ تو بہکا ہی تھا وہ بھی بہک گئی تھی سارے شکوے شکایت مٹا کر وہ اس کی دسترس میں آ گئی تھی اس نے خود کو اس کے حوالے کر دیا تھا رات بھر اس کے خوبصورت عشق نے اسے نہال کر دیا تھا وہ کافی تازگی محسوس کر رہی تھی اس کے لمس اس کو سکون بخش رہے تھے۔ فون کی بجتی آواز سے جہاں وہ چونک کر اسے الگ ہوئی تھی وہی بے خبر سوتا حمدان کھسیایا تھا اس نے جلدی سے اپنا موبائل اٹھایا اور سکرین پر نظریں پڑتے ہی وہ فریز ہو گئی افرا کی کل رات سے کم از کم پچاس کالز اور ڈھیروں میسج آئے ہوئے تھے اسے یک دم سارا پلین یاد آیا اور خود سے شرمندگی محسوس ہوئی خود سے گھن آنے لگی اسے پہلے اس کے آنکھوں سے ندامت کے آنسو گرتے حمدان نے اسے پکارا تو وہ چونکی

"

ک۔۔ کیا ہوا؟" وہ آنکھیں رگڑتا بولا۔۔ علما نے اسے محبت بھری نگاہوں سے دیکھا اور نمی اندر اتارتی نفی میں سر ہلانے لگی

"میں نے ایک بار ایک بار بھی حمدان سے نہیں پوچھا ایک طرفہ کہانی سن کر میں اس کی زندگی ختم کرنے چلی تھی" وہ غصہ سے خود سے دل ہی دل میں بولی جب حمدان اسے گہری نظروں سے دیکھتا بولا

"علما تم ٹھیک ہو؟ "

"ہ۔۔ ہاں" اس نے جیسے موبائل رکھ کر نظریں چرائی

"ادھر آؤ" حمدان نے اسے واپس اپنے مضبوط شانے سے لگایا تو وہ بھی آنکھیں موندے اسے لگ گئی

"کافی پیو گی؟" حمدان کے پوچھنے پر اس نے سر ہلایا

" چلو تیار ہو جاؤ" وہ اس کے ماتھے پر بوسہ دیتا کمبل ایک طرف پھینک کر اٹھا اور باتھ روم فریش ہونے چلا گیا جبکہ علما نے واپس موبائل اٹھاتے سب سے پہلے کام افرا کو بلاک کرنے کا کیا اب اسے حمدان سے بات کرنی تھی اس نے سوچ لیا تھا

ابھی وہ سب سوچوں میں غرق تھی جب دوبارہ موبائل پر کال آئی تو اس نے دیکھا اور اس بار وہ مسکرائی کیونکہ حریم کی کال آ رہی تھی اس نے مسکرا کر اٹھایا فون تو حریم کی شکوے سے بھرپور آواز آئی

"میم کو بھول گئی ہیں نا کون میم کون کیسی میم؟" علما نے مسکرا کر آنسو صاف کیے

"میں کبھی اپنی میم کو بھول سکتی ہوں؟" علما نے ہنس کر کہا تو حریم مسکرائی اور اس کا حال احوال پوچھنے لگی کہ حریم کو یاد آیا

"برتھڈے منائی تم نے؟"

"ہاں حمدان نے سرپرائز دیا تھا" وہ رات کے بارے میں سوچتی شرماتی بولی تو حریم چونکی اور پھر مسکرا کر پوچھنے لگی

"حمدان کیسا ہے؟"

"بہت اچھا ہے" اس نے باتھ روم کے بند دروازے کو دیکھتے مسکرا کر کہا

"تم دونوں کے درمیان سب ٹھیک ہے؟ "

"جی میم اب سب کچھ ٹھیک ہے" وہ مسکرا کر بولی تو حریم کو لگا اس کے دل سے ایک بوجھ ہٹ گیا ہو اس نے خوشی سے علما کے لیے دعا مانگی کہ وہ ہمیشہ حمدان کے ساتھ ایسی ہی خوش رہے اور پھر وہ دونوں باتیں کرنے میں اتنا غرق ہوئی کہ حمدان باہر بھی نکل گیا اور نیچے بھی چلا گیا کافی بنالی اسے اندازہ نا ہوا حریم نے اسے بتایا کہ اسے گھر جانے کی اجازت مل گئی ہے کیونکہ اس کا آخری مہینہ چل رہا تھا

★★===========★★

"کھانا کھالو پھر دوائیں بھی لینی ہے" وہ ٹرے ہاتھ میں پکڑی معاملی انداز سے اندر داخل ہوتی سنجیدگی سے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آنکھیں مندے سارم سے مخاطب ہوئی جو نا چاہتے ہوئے بھی چونک اٹھا وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگا جس نے سائیڈ ٹیبل پر کھانے کی ٹرے رکھ دی تھی اور اب اس کے اپر سے کمبل ہٹا رہی تھی سارم سے غصہ سے کمبل اس کے ہاتھ سے کھیچا مگر وہ نظر انداز کرتی بیڈ کی دوسری جانب آئی اور سائیڈ ٹیبل کی چھوٹی سی دراز کھولتی اس کی دوائیں نکالنے میں مصروف ہوگئ

"کھانا کھا سکتے ہو یا میں کھلاؤں؟" وہ نرمی سے بولی تو سارم کے چہرے پر نا گوار تاثرات آگۓ وہ ایسے ردِ عمل دے رہی تھی جیسے کچھ ہوا ہی نا ہو سب نارمل معامل کے انداز پر چل رہا ہو یا نہیں اسے زیادہ خوشگوار چل رہا ہو

"کمرے سے جاؤ" وہ چاہ کر بھی لہجہ میں سختی نا برت سکا

"کیوں؟" سمرہ نے چونک کر بھویں اچکائ

"یہ میرا کمرا ہے" وہ چبا چبا کر بولا

"سارم جو تمھارا ہے وہ میرا ہے" اس نے نرمی سے کہا اور رخ اس کی طرف کیا

"اور میں؟" وہ بے اختیار پوچھ بھیٹا

"ظاہر سی بات ہے تم بھی میرے ہو" وہ مسکرا کر بولی جبکہ سارم حیرت میں مبتلا رہ گیا

"ت۔۔ تمھارا تو وہ آحد ہیں نا" اچانک وہ غصہ سے اٹھ بھیٹا سمرہ چونکی آحد کا ذکر یہاں؟ کیسے؟ اور لہجہ میں اتنی کرواہٹ کیوں؟

"کیا مطلب؟" اس نے نا سمجھی سے دیکھا

"اس کے ساتھ لونگ ڈراوینگ پر نکلی تھی مزا آیا ہو گا نا؟" سمرہ نے حیرت سے اسے دیکھا جو تنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہہ رہا تھا ایک منٹ کیا۔۔ کیا اسے بھی ہمنہ کی طرح غلط فہمی ہوگئ یا خدا اس نے بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ مارا

"س۔۔سارم تم جیسے سمجھ رہے ہو ویسا نہیں ہے" وہ سارے گلے شکوے مٹا کر جلدی سے اس کے پاس آئی اور اس کے قریب بھیٹ کر اس کے گال پر ہاتھ رکھتی بولی جب سارم نے غصہ سے اس کا ہاتھ جھٹکا

"جھوٹ مت بولو سمرہ میں نے اپنی آنکھوں سے تمھیں اور آحد کو سنگنل پر ایک ساتھ گاڑی میں بھیٹا ایک دوسرے باتیں کرتے دیکھا تھا" سمرہ چونکی اوہ تو سارم کو غلط فہمی اس وجہ سے ہوئی ہے اس نے نفی میں سر ہلایا

"ایسی بات نہیں ہے سارم رکو میں تمھیں سب بتات۔۔۔۔" سمری کی پریشانی میں ڈوبی آواز سارم نے غصہ سے کانٹی

"سننے کے لیے اب باقی کیارہ گیا ہے سمرہ میں جان گیا ہوں کہ تم نے مجھے اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ آحد کے لیے کیا تھا تم اسے شادی کرنا چاہتی ہوں ارے تم تو اسے بھولی نہیں تھی وہ تو تمھارا پہلا پیار تھا تم جانتی ہو مجھے کتنی تکلیف محسوس ہوئی تھی اور اسی وجہ سے میری گاڑی کا بری طرح اکسیڈنٹ ہو گیا تھا بٹ یور بیڈ لک کے میں بچ گیا ورنہ تو سیدھا اپر۔۔۔۔۔۔" اس کی کڑوی باتیں سمرہ سے سہی نا گئی اس نے چیخ کر اسے روکا جبھی وہ چونک کر رکا

"بس سارم بس میرے کردار پر تم انگلی اٹھا رہے ہو؟" آنسو تھے کہ ٹپ ٹپ گال پر لڑکھنا شروع ہو گئے تھے

"ار۔۔۔ارے میں تو تم سے پیار کرنے لگی تھی میں آحد سے اسیلیے ملی تھی تاکہ ان کے ساتھ میں سارے اپنے وسوسے دور کرلوں اور جانتے ہو وہ بھی بہت خوش ہے ان کو بھی ایک پیار ہمسفر مل چکا ہے میں نے تو سوچا تھا میں واپس آکر تم سے گلے لگ کر تمھاری ہو جاوگی تمھیں ایک موقع دونگی کیونکہ میں تم سے پیا۔۔۔۔۔۔" وہ رکی اور ہچکیوں سے رونے لگی جبکہ سارم کو دھچکہ لگا شرمندی کے تاثرات چہرے پر عیاں ہو گئے۔۔۔اس نے کیسے؟ اس نے کیسے سمرہ پر شک کر لیا؟

"س۔۔سمرہ" وہ بے اختیار آگے بڑھا اور اسے خود سے لگانا چاہا جب وہ اس کے بازو جھٹکتی اٹھی اور روتے ہوئے بولی

"سارم تم نے اچھا نہیں کیا" وہ روتے ہوئے کہنے لگی جب وہ تڑپ کر کھڑا ہوا

"سم۔۔سمرہ مجھے معاف کردو پلیز ایک بار پھر مجھے معاف کردو میں نے پھر تمھیں دکھ پہنچائے میں جانتا ہوں میں معافی کے قابل نہیں ہوں میں میں کیا کرتا میرا خون کھول گیا تھا میں تم سے بے حد پیار کرتا ہوں اور کسی کے ساتھ دیکھنا گوارہ نہیں مجھے" اس کے روتے ہوئے کہنے پر سمرہ چونک کر روتے ہوئے رکی اور محبت بھری نظروں سے اس مرد کو دیکھا جو اس کے لیے آنسو بہا رہا تھا

"ن۔نہیں سارم معافی تو مجھے مانگنی چاہیں میں نے بہت غلط۔۔۔" سارم نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھی تو وہ خاموش ہو گئی بس بہتی آنکھوں سے اسے ٹکر ٹکر دیکھنے لگی

"پرانی باتیں اب کوئی نہیں کریگا دیر آئے درست آئے اب اسی وقت اسی لمحے سے ہم اپنی نئی خوشگوار زندگی ایک دوسرے کے ساتھ شروع کرینگے" وہ مسکرا کر بولا تو سمرہ نے اس کی انگلی نرمی سے پکڑی اور اپنی آنکھوں کے پاس لے کر گئی اور اپنے آنسو صاف کیے اور مسکرائی

"میں تیار ہوں تمھارے ساتھ اپنی پوری زندگی بتانے کے لیے کیا تم تیار ہو؟" سارم نے مسکرا کر اس کے نزدیق آکر پوچھا تو وہ سرخ پڑتا چہرہ جھکا گئی اور سر ہلانے لگی جس پر سارم کی بے ساختہ مسکراہٹ امڈی

"آئندہ مجھے پریشان کیا نا۔۔۔۔" وہ اس کے بازو پر مکہ برساتی خفگی سے بولی ہی تھی جب سارم کی چیخ نکلی

"یار چوٹ لگی ہے" اس نے معصومیت سے اپنے بازو پر لگی بینڈج کو دیکھتے کہا تو سمرہ بے ساختہ سوری کہہ گئی

"ایک منٹ میں سوری کیوں کہوں؟ تم بھی کہو" یاد آنے پر وہ بولی تو سارم نے اپنی مسکراہٹ دبائی

"سوری سوری سوری اور کچھ" وہ باقعدہ کان پکڑتے معصومیت سے بولا تو سمرہ نے اڈتی مسکراہٹ دبائی اور سر ہلا کر گڈ بوائے کہا جس پر وہ منہ کھولے حیران ہوا

"اچھا ابھی بتاتا ہوں گڈ بوائے" وہ اس کو اپنے بازوں کے حصار میں لیتا شوخی سے بولا تو سمرہ کا بلش کرنا جایز ہو گیا تھا آخر کار وہ دونوں مل گئے تھے جن کا ملنا تقدیر نے طے کر دیا تھا کتنی حیرانی والی بات تھی نا جو لڑکی تین سال کسی اور سے منسوب رہی اس کا محرم کوئی اور تھا یہ تقدیر کے کھیل آپ کو شروع میں تکلیف ضرور دیتے ہیں مگر آخری میں آپ کو سمجھ آجاتا ہے یہ بھلائی کے لیے تھا کیونکہ تقدیر اللہ لکھتا ہے اور وہ کبھی بھی اپنے بندوں کے لیے برا لکھ نہیں سکتا کیونکہ بے شک وہ اپنے گناہگار بندوں سے محبت کرتا ہے بس کبھی کبھار ہمیں سمجھنے میں دیر لگ جاتی ہے

★★==========★★

"ویسے علما پر کافی انکشاف ہونے والے ہیں" حریم نے سموسہ اٹھاتے ہوئے مسکراتے کہا تو آحد نے اسے ٹوکتے ہوئے واپس سموسہ پلیٹ میں رکھ دیا جبکہ وہ بیچاری حیرت سے اسے دیکھنے لگی

"اس حالات میں تلی ہوئی چیزیں نہیں" آحد نے نفی میں سر ہلا کر کہا تو وہ منہ بنا کر رہ گئی

"ہاں بیٹا احتیاط کرو آخری مہینہ چل رہا ہے" اقرء بیگم نے سموسے کی پلیٹ اس کے آگے سے اٹھاتے کہا جبکہ ماہم نے فروٹ سیلڈ اس کے آگے کر دیا

"ویسے آپ نے ٹھیک کہا میم بھائی اور ہمنہ باجی کا تو سمجھ آتا ہے مگر ہبابا جی اور حسیب بھیا کا سن کر بیچاری کو شاک لگنے والا ہے" ماہم ہبا اور حسیب کو چھیڑتے ہوئے بولی تو ہبا نے جوس پیتے اسے گھوری سے نوازہ

"جو بات ہے" حسیب نے سر ہلایا

"مجھ سے تو انتظار نہیں ہو رہا کب ایما اور حمدان کی ہنی مون سے واپسی ہو گی" حریم نے ایکسائٹمنٹ سے کہا

"ہاں بس جلدی سے آجائے" ہبا نے کہا

"ویسے ہمنہ کب تک آئے گی؟" حریم نے آحد سے پوچھا تو وہ گڑبڑا گیا سب دبی دبی ہنسی ہنسے لگے

"م۔۔مجھے کیا پتا؟" اقرء بیگم کی موجودگی میں وہ جھجکتے حریم کو گھور کر بولا تو اس نے مسکراہٹ دبائی

"ابھی تو آپ سے مل کر ایک گھنٹا پہلے گئی ہے ابھی سے بھابھی کی یاد آنے لگی آپ کو میم؟" ماہم ہنستی ہوئی بولی

"ہاں تو میری ہونے والی ڈیر بھابھی ہیں" حریم آحد کو چھیڑتی ہوئی بولی تو وہ تاسف سے سر ہلا کر رہ گیا

"ویسے حسیب بھیا آپ کو ہبا باجی ہی ملی تھی؟" ماہم نے ہبا کو چڑاتے ہوئے کہا تو وہ سلواتیں سنانے لگی جس پر سب کا قہقہ گونجا

"اب کیا بتاؤں ماہم پیار اندھا ہوتا ہے" حسیب نے ایک آنکھ دبا کر کہا تو ہبا کے علاوہ سب پھر ہنسے

"یہ سمرہ کب تک آئی گی ہبا؟" حریم نے موبایل اٹھاتے پوچھا تو ہبا اسے کال ملانے لگی

"آخر کار سمرہ باجی سے ملاقات ہو ہی جائے گی" ماہم نے جوش سے تالی بجاتے کہا تو سب کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑ گئی

★★==========★★

"کافی؟" حمدان نے مسکراتے ہوئے کافی کا مگ اس کی طرف بڑھایا تو اس نے پھولتے ہاتھوں کے ساتھ تھام لیا پھر سایڈ ٹیبل پر رکھ کر بمشکل بولی

"حمدان؟" حمدان نے کپ لبوں سے لگاتے بھویں اچکائی علما کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کس طرح وہ افراکا ذکر حمدان کے سامنے کرے مگر اس کو جاننا تھا ایک طرفہ کی کہانی سن کر اس نے بے وقوفی کر لی تھی مگر اسے دوسری طرفہ کہانی بھی سننی تھی دل مطمعین تھا کیونکہ جانتا تھا کہ حمدان سہی ہو گا

"تم کسی ا۔۔افراولید کو جانتے ہو؟" علما نے نچلا لب دانتوں میں دباتے ہچکچاتے ہوئے پوچھا اور یہ حمدان کا لبوں کے قریب جاتا ہاتھ میں پکڑ کپ رک گیا نظریں اٹھ کر علما پر گئی جو اس کے جواب اور ردِ عمل کی منتظر تھی ساتھ ہی آنکھوں کی پیتلوں گھما گھما کر اس کے تاثرات کا غیر محسوس انداز سے جایزہ لے رہی تھی

"تم کیسے جانتی ہو اس کو؟" حمدان نے کپ سایڈ ٹیبل پر رکھا اور معاملی انداز سے پوچھا اب کی بار غیر محسوس انداز سے وہ اس کے تاثرات کھوج رہا تھا

"سوال پہلے میں نے تم سے پوچھا ہے" اس کے پاس شاید جواب تیار تھا حمدان مسکرایا پھر گہری سانس بھرتا بولا

"لندن کی نامور بزنس وومین کی بیٹی ہے" وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے سکون سے گویا ہوا

"مطلب ؟" علما کو جھٹکا لگا

"کچھ مہینے پہلے وہ ہماری کمپنی آئی تھی آپوینٹ ہونے ایز آسیکیٹری مگر اس کا ارادہ کمپنی کے مالک کو پھنسانا تھا یہی کرتی آرہی تھی اب تک وہ اور اس کی ماں مگر جب میں نے اس کو نکال لیا تب دوبارہ آئی اور مجھ پر ہیرسمنٹ کا الزام لگایا مگر ٹھیک وقت پر حسیب نے اس کو پولس کے حوالے کر دیا" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اطمعینان سے بول رہا تھا جبکہ علما کو اپنا آپ سن ہوتا محسوس ہوا وہ مجسمہ بن گئی تھی حیرت تو چہرے پر واضح تھی لیکن شرمندگی کے آثار تھے جو آنکھوں میں آگ ئے تھے ایک توہین محسوس ہو رہی تھی۔ کیا وہ اتنی گری پڑی کم عقل لڑکی ہے جو اس انجان لڑکی کی باتوں میں آگئی اس کی باتوں کو سچ مان کر اپنی محبت کے خلاف ہو گئی اتنی خلاف کے اس کے جان لینے پر تل گئی وہ بھی صرف کل کو آئی لڑکی کے کہنے پر اس کی ہمت جواب دے گئی اس نے نظریں چرا لی ہمت نہیں رہی نظریں ملانے کی ہمت نہیں رہی اس کو دیکھنے کی بھی جو سنجدیدگی سے اس کے چہرے پر آتے جاتے سارے رنگ دیکھ رہا تھا

"علما؟" حمدان اچانک اٹھ کر بھیٹا اور اس کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے اور اسی پل علما کا ضبط ختم ہو گیا اور وہ اس کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی جبکہ حمدان خاموشی سے اس کے بالوں کو سہلانے لگے

"ح۔۔م۔۔ حمدان مجھے معاف کر دو آیم سوری" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی اور رونے کے درمیان معافی مانگ رہی تھی حمدان نے جیسے تڑپ کر آنکھیں بند کی اور پھر کھول کر اسے بمشکل خود سے الگ کیا اس کے شرمندہ ورنجیدہ لہجے میں کوئی بناوٹ وکھوٹ نہ تھی اس کی بے لوث چاہت، بے غرض محبت، ہمت و استقلال، عصمت و مفاہمت آمیز سلوک نے اس کے اندر سے تمام نفرت اور بغض کو صاف کر دیا تھا کیونکہ وہ جان گئی تھی کہ حمدان کی الفت کھری و پاکیزہ ہے

"شش۔۔ خاموش" اس نے اس کے بال کانوں کے پیچھے کرتے اسے خاموش کروایا جو ہچکیوں پر آگئی تھی

"میں خو۔۔ خود کی نظ۔۔۔ نظروں میں گر گئی ہ۔۔ ہوں" وہ شرمندگی سے سر جھکا کر بولی

"اور جو میں اب تک ماضی کو یاد کر کے خود سے نظریں نہیں ملاتا اس کا کیا؟" وہ سنجدیگی سے بولا تو چونکی

"ت۔۔ تمھیں سب پتا تھا؟" اچانک کچھ یاد آنے پر وہ اس کی بات نظر انداز کرتی بولی تو حمدان مسکرایا

"جو ہو گیا وہ ہو گیا" اس نے اس کے آنسو پوچھتے کہا تو علما نے حیرت سے اس کے ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹائے

"ح۔۔ حمدان تم۔۔ تمھیں کیسے پتا تھا؟ اس کا دل زور سے دھڑکنے لگا یعنی اب تک سارا پیار کا ڈرامہ سب سے واقف تھا وہ

"اس رات سیون سٹار ہوٹل میں۔۔۔میں بھی موجود تھا" حمدان نے سانس بھرتے کہا اور آگے اس کو کیسے معلوم ہوا ہو گا وہ پوچھ بھی نا سکی اس کا دل چاہا یہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے اتنی شرمندگی

"علا مجھے دیکھو" اس کے نظریں چرانے پر حمدان نے آگے بڑھ کر اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھاما اور نرمی سے بولا مگر وہ خاموشی سے آنسو بہاتی دیکھ بھی نہیں پا رہی تھی جھکی جھکی لرزاں پلکیں دھیرے دھیرے کانپتا وجود گلابی لبوں کو دانتوں سے گھائل کرتی ہوئی وہ بدحواس نظر آ رہی تھی

"علا ادھر دیکھو" وہ سختی سے بولا تو علا کی نظریں اس کی بھوری نظروں پر جا ٹھہری اور وقت تھا جیسے تھم گیا

"میں جانتا ہوں تم اس وقت کیسا محسوس کر رہی ہو مجھ سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا لیکن علا اس میں تمھاری غلطی نہیں ہے جیسے میری غلطی نہیں تھی تمھیں پتا ہے تین سال پہلے اور تین سال بعد کس کی غلطی ہے؟" علا جیسے پلک جھپکانا ہی بھول چکی تھی

"جنون کی" اور تھما وقت چل پڑا آنکھیں تھی جھک گئی دل کی تھمی دھڑکنیں تیز دوڑ اٹھی

"فرق بس اتنا تھا تمھاری نفرت کا جنون تھا اور میرے عشق کا" واپس نظریں اٹھی اور بھوری آنکھوں میں سما گئی جملہ تھا جو دل پر لگا تھا جیسے اس جملے میں ہی ساری کہانی آ کر سما گئی ہو جیسے اس جملے میں ہی سارے سوالوں کے جواب مل گئے ہو

"م۔۔مجھے معاف کر دو حمدان میں نے آج تک تمھیں کتنی تکلیف دی ہے کتنا تڑپایا ہے تمھیں درد دینے کے سوا میں نے کچھ نہیں کیا میں نے خود کے معیار کو گرا دیا میں نے خود کے کردار پر دھبا لگا دیا میں نے انصاف نہیں کیا نا ہی تمھارے ساتھ اور نا ہی اپنے کردار کے ساتھ" اچانک آنسوں کو سیلاب آبشار بن کر سیاہ پلکوں کے باڑ سے جھلک گیا اعصاب ڈھیلے پڑ گئے دل میں ایک درد سا اٹھا اس کے بھی اور مقابل کے بھی بات ہی کچھ ایسی کی تھی اتنے بھاری الفاظ استعمال ہوئے تھے

"تم ایسا کیوں سوچ رہی ہو؟ تم جانتی ہو انصاف تو میں نے نہیں کیا تمھارے ساتھ تمھاری محبت کے ساتھ" اور اچانک علا کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا اس نے چونک کر جھکی پلکیں اٹھائی اب تک چہرہ حمدان کے ہاتھوں میں تھا اور وہ نم آنکھوں سے کہہ رہا تھا

"م۔۔محبت؟" اس کو کیسے معلوم ہوا؟ یہ احساس تو اس کے دل کے بند دروازے کے پیچھے پڑا تھا نا تو اس کو کیسے خبر ہوئی؟ یہ کس نے اعلان کر دیا یہ کس نے اس کی محبت کو شایع کر دیا یہ کس نے اس کی محبت کو مشہور کر دیا؟

"اس رات کے بعد جب مجھے تمھاری اور افرا کا سارہ منصوبے کے متعلق خبر ہوئی تھی تو مجھے بہت تکلیف ہوئی تھی بلکل اس رات کی طرح جس رات کو تم مجھے چھوڑ کر گئی تھی میرا دل تم سے ڈھیروں شکوے کرنے کا چاہا بلکل اس رات کی طرح جس رات تم کسی اور کے ساتھ نکاح کرنے چلی تھی میں غصہ سے تمھاری پاس آ رہا تھا تم سے پوچھنے کے میرے عشق میں کیا کمی رہ گئی تھی مجھ سے اتنی نفرت کی کیا وجہ تھی لیکن مجھے بھابھی مل گئی اور انہوں نے جانے انجانے میں مجھے لندن کی اس صبح کے بارے میں بتایا جب تم مجھ دل

وجان سے قبول کرنے پارک آئی تھی مگر وہی سے میں نے تمھیں اغوا کروالیا تھا" جزباتی ہوتے وہ جو بتا رہا تھا آخری بات پر آکر ٹھہر گیا شرمندگی چہرے پر عیاں ہو گئ

"گناہگار تو میں ہوں علما آخر میں نے تمھیں دیا ہی کیا ہے صرف اور صرف تکلیف کے سوا؟ میں چاہتا تو تمھیں اپنی دسترس سے باعزت بری کر دیتا لیکن نہیں میں خود غرض ہو گیا تھا مجھے اس عشق نے خود غرض بنا دیا تھا مجھے ہر پل ہر لمحہ تم چاہیں تھی صرف تم" اور اسی لمحے علما نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا اور اپنا ماتھا اس کو ماتھے سے لگا دیا اور ایسے وہ صرف ظاہری نہیں قریب آئے وہ دل و جان سے نزدیق آگۓ اور حمدان نے اسے اپنی مضبوط باہنوں کے حصار میں لے لیا۔ خاموشی چھا گئ کچھ بولنے کے لیے باقی نا رہا مزید معافی مانگ کر ایک دوسرے کو شرمندہ نا کیا گیا صرف خاموشی سے ایک دوسرے کی سانسیں اور دل کی دھڑکنیں سننے لگی جو ہر لمحے دھڑک کر ایک دوسرے کر ورد کر رہی تھیں۔ خاموشی جب بولنے پر اتر آئ تو الفاظوں نے سر جھکا کر توجہ سے سننے میں بھلائ سمجھی

★★==========★★

"میں اندر آسکتا ہوں؟" طہٰ نے دروازے پر دستک دیتے ساتھ اس کے دل میں بھی دستک بجائ تھی کمرے کا تو بہانا تھا اصل میں تو اجازت دل کی لی جا رہی تھی مگر کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ پہلے سے ہی فریحہ کے دل میں داخل ہو چکا ہے وہ بھی بغیر اجازت لیے آخر۔۔۔ آخر دل میں داخل ہونے والا انسان اجازت کیوں نہیں لیتا کاش اگر اجازت لینے کا رواج ہوتا تو یوں کسی کو کسی سے محبت نہیں ہو جاتی اور بعد میں پھر اس محبت کی قربانی نا دینی پڑتی لیکن ضروری نہیں ہر محبت میں قربانی دی جائے۔ فریحہ کی پشت اس کی طرف تھی وہ چاہ کر بھی نہیں پلٹی تھی شاید ناراض تھی خفا تھی اسیلیے طہٰ مسکرایا اور دو قدم چلتا اس کے قریب آیا اور بے حد نرمی سے اس کا نام پکارا جس پر وہ پگھل کر رہ گئ اور تیزی سے پلٹی

"آیم سوری" وہ معافی مانگنے لگا مگر فریحہ نے نفی میں سر ہلا دیا جس پر وہ حیران ہوا تھا

"غلطی میری ہے میں ہی اپنی بد تمیزی کی وجہ دے کسی کے دلوں میں جگہ نہیں بنا سکی" وہ افسردگی سے دھیمے لہجہ میں بولی

"نہیں فریحہ سب تم سے بے حد پیار کرتے ہیں"

"اور آپ؟" وہ چونکا پھر مسکرایا

"کیا مجھ سے شادی کرو گی؟" وہ جواب دینے کے بجائے مزید اس کے قریب آیا اور اس کے دونوں ہاتھ نرمی سے اپنے ہاتھوں میں لیے وہ پرپوز کر گیا تھا

"لیکن میں۔۔۔" وہ بوکھلا گئ

"فریحہ خامیاں ہر کسی میں ہوتی ہے میرے اندر بھی کوئی خامی ہو گی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان خامیوں کی وجہ سے انسان برا ہے نہیں فریحہ انسان برا نہیں ہوتا اس کی خامیاں اسے برا بناتی ہے اور اسی کی اچھائی اسے اچھا بناتی ہے کوئی بھی پرفیکٹ نہیں ہوتا"

وہ مسکرا کر اسے سمجھا رہا تھا جو بے یقینی سے سن رہی تھی پھر یک دم مسکرائی

"میں وعدہ کرتی ہوں طہٰ آپ کو کبھی خفا ہونے کا موقع نہیں دونگی"

"اور میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ میں تم سے کبھی خفا نہیں ہونگا" وہ دونوں مسکرا دیے اور پھر فریحہ نے دھیرے سے ہاتھ پیچھے کیے اور شرماتی ہوئی کمرے سے نکل گئی اس کے لیے مزید کمرے میں رہنا مشکل ہو رہا تھا وہ بس اپنے خدا کا شکر ادا کرنے گئی تھی جس کی وجہ سے اسے اس کا پیار مل گیا تھا اور طہٰ۔۔۔۔طہٰ نے بھی اپنی اکڑو سی کزن کو دیکھا جو بہت بدل گئی تھی اور یہ بدلاؤں اس کے دل کو چھو گیا تھا وہ فریحہ سے اتنی جلدی پیار نہیں کر بیٹھا تھا مگر اس کو پسند ضرور کرنے لگا تھا۔ باہر کھڑی میثال نے سکون کا سانس لیا تھا آخر کار فریحہ اور طہٰ ایک ہو گئے تھے وہ دل سے خوش تھی

★★===========★★

"سارم تم سے ایک کام ٹھیک سے نہیں ہوتا" وہ چڑ کر کانوں میں بندے پہنتی تقریباً چیخی جبکہ پیچھے کھڑا سارم ہاتھ میں باکس لیے لال پنی کو ادھر سے ادھر کر رہا اور مزید الجھتا جا رہا تھا

"اف سارم تم سے ایک گفٹ پر ریپر نہیں چڑھ رہا" وہ جھمکے پہن کر پلٹی اور اسے ڈبہ چھینا اور جلدی جلدی چڑھانے لگی

"ہم ویسی لیٹ ہو رہے ہیں کب جائینگے کب آحد اور ہمنہ کو دینگے کب میں سب سے ملونگی ہا کی کال اتنی آچکی ہیں" وہ بڑبڑاتے ہوئے ریپر باندھ رہی تھی جبکہ سارم اسے دیکھنے میں محو تھا جب وہ چونکی

"سارم تم تیار نہیں ہوئے ہو مجھے گھورنا بند کرو جاؤ تیار ہو" وہ تنگ آ کر بے بسی سے بولی تو وہ چونکا

"یار سمرہ کیا ضرورت ہے پیکنگ چڑھانے کی ہم ایسے بھی تو دے سکتے ہیں نا" وہ ایک نظر ڈبے پر ڈال کر مڑا اور اپنا سفید کرتا اٹھایا

"سارم کچھ سگھڑ پنا بھی ہوتا ہے" وہ آخر کار ریپر چڑھا چکی تھی پھر جتا کر بولی تو سارم نے آنکھیں گھمائی

"مجھے نہیں سمجھ آتی یہ سب چیزیں" اس نے کرتا پہن لیا تھا

"تمھیں سمجھ ہی کیا آتا ہے" وہ اس کے پاس آئی اور اس کے کرتے کے بٹن باندھتی بولی جب اس کا بالوں کا سنورتا ہاتھ رکا اور رومنینٹک انداز سے اس کے بٹن باندھے ہاتھوں کو پکڑ مزید خود کی طرف کھینچا اور مسکرا کر بولا

"تم" سمرہ یک دم گھبرائی پھر جلدی سے ہاتھ جھٹک کر بولی

"ہمیں دیر ہو رہی ہے" وہ دوپٹا بیڈ سے اٹھاتی گلے میں ڈالتی بولی تو اس نے پھر سے آنکھیں گھمائی

"تم قسم سے بیوی بن گئ ہو" وہ منہ بنا کر بولا

"بیوی ہوں تو بیوی بنو گی نا" وہ مسکراہٹ دبائ بولی

"ویری فنی" وہ منہ بناتا شیشے کے سامنے آیا اور فرمیوم چڑھکنے لگا

"ویسے سارم کتنا عجیب ہیں نا ایک وقت تھا جب ہمیں ایک دوسرے خار آتی تھی ایک دوسرے کو ناپسند کرنا پسندیدہ مشغلا تھا کیسے سب کچھ پل بھر میں بدل گیانا" وہ کسی گہری سوچ میں جاتی بولی جب سارم چونکا

"میں نے کتنی بار کہا ہے سمرہ پرانی باتیں مت دہرائے کروہ ماضی تھا یہ حال ہے" سارم نے فوراً ٹوکا

"اچھا اب دیر نہیں ہو رہی" اس کو یوہنی سوچوں میں گھرا دیکھ وہ بات بدلتے بولا تو وہ چونکی اور سر ہلا کر تقریباً کمرے سے باہر بھاگی جبکہ سارم مسکراتا ہوا گفٹ اٹھاتے نفی میں سر ہلاتے کمرے سے اس کے پیچھے نکلا

★★==========★★

سارم اور سمرہ کو سب سے مل کر دو منٹ بھی بھیٹے ہوئے نہیں ہونگے جبھی حریم کی اچانک خراب ہو گئ تھی اسیلیے اس کو جلدی سے ہسپتال لے کر سب بھاگے تھے علا احمد ان کو جب خبر ہوئ تو وہ بھی پریشانی میں وقت سے پہلے اپنے ہنی مون کو ملتوی کرتے لندن سے پہلی فلایٹ لے کر کراچی پہنچ گ ئے اسلام آباد سے صرف اریب آیا باقی سب حریم اور بچے کی خیر و آفیت کی دعایں کرنے میں مصروف ہو گ ئے۔ علا احمد ان تقریباً اگلے دن کی صبح سویرے پہنچے تھے اور ایرپورٹ پر آحد لینے آیا تھا اور ادھر سے ہی وہ لوگ علا کی ضد پر سیدھا ہسپتال آئے۔۔۔ علا کی تو خوشگوار حیرت دیکھنے کے لائق تھی کیونکہ حریم کے ہاں بیٹا ہوا تھا سب بہت خوش تھے کچھ دیر پہلے ہی اللہ نے اسے بیٹے کی نعمت سے نوازا تھا

"کتنا پیارا ہے ماشاللہ" ماہم گود میں ننھے سے صحت مند بچے کو لی ہوئ تھی سب گھیر ابنائے بس اس کو اپنی گود میں لینے کے لیے بے تاب تھے علا حریم کے پاس بھیٹی اسے آرام کرنے کی تلقین کر رہی تھی ساتھ فیصلہ سنا رہی تھی کہ آج کی رات وہ ہسپتال میں ہی اس کے ساتھ سٹے کریگی

"یار مجھے بھی دے دو اب" ہبا غصہ سے ماہم سے بولی جو سننے سے قاصر تھی

"ایک منٹ ہمیں اریب بھیا اور حریم بھابھی کو اپنے چھوٹو کے ساتھ اکیلے چھوڑ دینا چاہیں" حسیب کے جتانے پر سب چونکے اور سر اثبات میں ہلا کر اریب کو بچہ دے کر ان دونوں کو چھوڑ کر باہر نکل گ ئے۔۔۔ اور پھر حریم کو پیار کر کے اریب اپنے بیٹے کو خود پر جانے کا کہتے اس کو چڑانے لگا دونوں ہنسے مسکراتے باتوں میں مصروف ہو گ ئے

"سارم سمرہ کہاں ہے؟" اچانک علما نے سارم کو پکارا تو وہ چونکا ایک نظر تھوڑی دور کھڑے حسیب آحد اور حمدان کو باتوں میں مصروف دیکھا پھر علما کو دیکھ کر مسکرایا اور باہر کی طرف اشارہ کیا تو وہ سر اثباث میں ہلاتی جانے لگی جب وہ پکارا

"علما؟" علما نے پیچھے مڑ کر دیکھا

"آیم سوری" وہ افسردگی سے بولا

"اٹس اوکے جو ہوا سو ہوا بھول جاؤ" علما نے مسکراتے ہوئے کہا تو سارم کھل کر مسکرایا علما بھی مسکراتے ہوئے باہر نکل گئ

"ویسے سارم بھیا آپ اور سمرہ باجی کب گلاب جامن کھلا رہے ہیں؟" ماہم ہبا کے ہاتھ میں پکڑے ڈبے میں سے گلاب جامن نکالتی بولی تو سارم نے اس کے ہاتھ سے مٹھائی لے کر منہ پر رکھ کر مزے سے جواب دیا

"بہت جلد" جس پر ہبا اور ماہم کا قہقہہ ایسے گونجا کہ پاس کھڑے حمدان آحد اور حسیب متوجہ ہو گئے

★★==========★★

"میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں؟" وہ جو گھاس توڑتی ہسپتال کی بینچ پر بیٹھی سوچوں میں گم تھی نسوانی آواز پر چونکی اور یک دم کھڑی ہو گئ آنکھوں میں اچانک نمی آ گئ تھی پھر خود کو کمپوز کرتی سر ہلا کر ایک کونے میں ٹک کر بیٹھ گئ علما بھی مسکراتی ہوئی بیٹھ گئ

"کیسی ہو؟" علما نے ہی پہل کی

"اچھی اور تم؟" اس نے بغیر اسے دیکھ کر کہا

"بہت اچھی" سمرہ مسکرائی

"ناراض ہو اب تک؟" علما نے اسے دیکھتے کہا جو کھلے بالوں کو باندھ رہی تھی رک گئ پھر نفی میں سر ہلایا

"کیوں اصولن تو ہونا چاہیں "

"ناراض تو اپنوں سے ہویا جاتا ہیں نا"

"کس نے سکھائی یہ بات؟"

"سارم نے"

"ہنہہ فلاسفر سارم کو تو بعد میں دیکھ لونگی تم یہ بتاؤں میں اپنی نہیں؟"

"تم نے خود ہی تو مجھ سے رشتہ ختم کر دیا تھا"

"میں نے غصہ میں کیا تھا سب سمرہ" وہ پہلو بدل کر دکھ سے بولی سمرہ کچھ نا بولی

"علما مجھے معاف کر دو لیکن اس وقت صورتحال ایسی تھی مجھے سارم سے شادی کرنے کا قدم اٹھانا پڑا ل۔۔ لیکن تم جانتی ہو وہ فیصلہ میری زندگی سب سے خوبصورت فیصلہ تھا" اس کے آنکھ سے ضرور آنسو نکلا مگر ہونٹوں نے مسکرا کر علما کو مسکرانے پر مجبور کر دیا

"تم خوش ہو؟" علما نے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے پوچھا

"بہت بہت بہت شاید میں آحد کے ساتھ خوش نا رہ پاتی" علما نے مسکرا کر اس کے آنسو صاف کیے

"سمرہ مجھے معاف کر دو میں نے جزباتی ہو کر کافی فیصلے لیے تھے اور سارے فیصلے غلط تھے مجھے اچھی طرح اندازہ ہو گیا ہے" وہ گہری سوچ میں دوبی پھر سر جھٹک کر بولی

"ویسے مجھے اتنی ہنسی آ رہی ہے یونی میں تو سارم منور زہر لگتا تھا اور اب" وہ اپنی بات ختم کر کے قہقہ لگانے لگی جبکہ سمرہ نے غصہ سے ہاتھ میں پکڑا کیچر اسے چبایا جس پر وہ قہقہ لگاتی چیخی مگر اچانک ایمبولنس کی آواز پر وہ دونوں چونک کر خاموش ہو گئے وہ دونوں بھول ہی گئے تھے کہ ہسپتال میں وہ موجود ہیں

"ارے ارے مجھے بھول گئے؟" ہبا انہیں گلے لگتی دیکھ تقریباً بھاگتے ہوئے آئی

"تجھے پتا ہے علما یہ میڈم بھی چار ہاتھ آگے نکلی" سمرہ اچانک یاد آنے پر اٹھ کر بھیٹی علما نے نا سمجھی سے دیکھا

"حسیب اور ہبا" سمرہ کے آنکھ دبا کر کہنے پر جہاں علما نے حیرت سے ہبا کو دیکھا وہی وہ بلش کرتی ادھر ادھر دیکھنے لگی

"چھپی رستم" علما چیخی

"ایک ایک منٹ تم دونوں بھی چھپی رستم ہو مت بھولو" ہبا کیا کم تھی اس نے بھی حساب برابر کیا تو وہ دونوں کھسیا کر رہ گئی

"اوہ حسیب" علما اور سمرہ نے ایک ساتھ پیچھے دیکھ کر کہا تو ہبا اچھلی اور سمرہ اور علما کا قہقہ گونجا کافی دنوں بعد وہ دونوں ایک ساتھ کھلا کر ہنسی تھی

★★==========★★

"کیسی لگ رہی ہوں میں؟" علما نے شیشے کے پیچھے کھڑے حمدان کو مسکرا کر پکارا آج ایک ہفتہ گزر گیا تھا اور آج ہی دھوم دھام سے طہٰ فریحہ اور ایشال طلحہ کا نکاح تھا۔ وہ حریم کی مہندی میں پہنا ہوا شرارہ زیب تن کی ہوئی تھی وہ بھی حمدان کی فرمائش پر بالوں کو کھلا چھوڑا اس نے ویسے ہی نیچے سے کرل دیے تھے اور دل لگا کر میک اب بھی کیا تھا اور اب وہ حمدان کے منہ سے اپنی تعریف سننے کے لیے بے تاب تھی جو دو منٹ سے اسے جی بھر کر دیکھے جا رہا تھا

"بولو؟" حمدان مسکراتا ہوا چلتا اس کے قریب آیا دونوں ہاتھ سے اس کو اپنے بازوں کے حصار میں قید کرتے اپنی تھوڑی اس کے کندھے پر رکھے وہ آینہ میں اس کی آنکھوں کو دیکھتے دھیمے سے سر گوشی کرتے بولا

"تعریف کے لیے لفظ کم پڑ جائینگے" علما نے بلش کرتے نظریں جھکالیا پھر سر کو جنبش دیتی لاڈ سے بولی

"مجھے سننی ہیں "

"الفاظ کہاں سے لاؤں"

"حیرت ہے"

"کیا؟"

"اس شخص کے پاس الفاظوں کا ذخیرہ ختم ہو گیا جو عشق کے تین لفظ پر پوری کہانی پڑھ کر سنا دے" اور حمدان مسکرا دیا

"بیگم صاحبہ آپ کے حسن کے آگے اچھے سے اچھوں کی بولتی بند ہو جائے" وہ دلکشی سے کہتا اسے الگ ہوا

"اوہ تو وہ صاحب کہہ رہے ہیں جو الفاظوں کا چناؤں اعلیٰ درجے کا کرتے ہیں" وہ مصنوعی حیرت سے سینے پر ہاتھ باندھتی بولی

"لگتا ہے کافی متاثر ہیں آپ ہماری زبان کلامی سے" وہ بھی اس کے انداز سے سینے پر ہاتھ باندھتے بولا

"ہنہہ، میں کیوں کسی سے متاثر ہونے لگی" وہ بالوں کو جھٹکتی ادا سے بولی

"اس کا مطلب میں کسی ہو گیا" کسی لفظ پر حیرت سے کافی زور دیا گیا

"اوور ایکٹنگ تو کوئی تم سے سیکھے" وہ دراز کھولتی کچھ ڈھونڈتی ہوئی مسکراہٹ دبائی بولی

"ہاں ہاں دے دیجیے سارے الزام آپ کا غلام حاضر ہے" سینے پر ایک ہاتھ رکھے نہایت مودوب انداز سے کہا

"تو پھر ڈیر غلام میرے لیے ایک کپ کافی بنائی جائے وہ بھی ابھی کے ابھی" وہ ہاتھ اٹھاتی حکم صادر کرتی بولی تو وہ حیرت سے اسے دیکھتا وہ گیا کیا وہ سنجیدہ ہو گئی تھی؟ کالی شلوار کمیز پر بھوری شال ڈالے وہ اسے گھور رہا تھا

"جاؤ غلام ہمیں انکار پسند نہیں" مسکراہٹ دبائے وہ اونچی آواز میں بھڑکی

"ٹھیک ہے انکار تو ہمیں بھی نہیں پسند" اس نے جھٹکے سے اسے کلائی سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور اس پر جھکتے ہوئے شوخ لہجہ سے بول کر علما کی ساری شوخیاں ختم کر دی تھی

"م۔۔میں تو مزاق کر رہی تھی" وہ مچھلی کی طرح اس کے حصار سے مچلنے لگی

"لیکن اس غلام کو مزاق نہیں پسند" وہ اسے تنگ کر رہا تھا

"ح۔۔حمدان ابھی نہیں نیچے سب مہمان ہیں" وہ جھجکتے ہوئے بولی تو حمدان اسے الگ ہوتے مصنوعی حیرت سے دیکھنے لگا

"کیا ابھی نہیں؟" شوخ نگاہیں حسین چہرے کا طواف کرتی بے ایمان کرنے پر مجبور کر رہی تھی

"وہی جو تم کرنے والے تھے" اس کے انداز پر وہ سلگ کر رہ گئی

"میں کیا کرنے والا تھا؟"معصومیت کی انتہا تھی

"دفع ہو جاؤ تم بے ہودہ انسان" سرخ پڑتے چہرے پر لاجواب ہوتی وہ شرارہ اٹھاتی کمرے سے باہر نکل گئی جبکہ حمدان قہقہہ لگاتے اس کے پیچھے نکلا تھا

★★==========★★

سفید غرارہ سفید لانگ قمیض پر پہنی وہ اچھی طرح سر پر نیٹ کا سفید دوپٹالی ہوئی سادہ چہرے کی مسکراہٹ میں ہی خوبصورت لگ رہی تھی حنین کی نظریں جیسے اس پر جا ٹھہری تھی کوئی سادہ بھی اتنا حسین لگ سکتا ہے؟وہ بس اس کو دیکھنے میں محو تھا مگر چونکا جب ۔۔جب وہ اسی کی طرف آ رہی تھی

"حنین مجھے آپ سے بات کرنی ہے"اس نے آتے کے ساتھ ہی ایک ہی سانس میں کہا وہ کافی گھبرائی ہوئی دکھ رہی تھی حنین سے سر اثبات میں ہلایا تو وہ بولی

"ادھر نہیں کہی اکیلے میں"اس نے ارد گرد مہمانوں کو دیکھتے کہا تو حنین نے سر ہلایا اور ٹیرس پر نمرہ کے ساتھ آ گیا

"ح۔۔حنین ہماری شاد۔۔"وہ جھجکتے جھجکتے کہہ رہی تھی جب حنین نے ٹوکا

"مجھے معلوم ہے"

"میں جانتی ہوں آپ پر زبردستی یہ رشتہ مسلط کیا جارہا ہے"وہ کہی نا کہی جانتی تھی ورنہ حنین علی حیدر کل کی آئی ہوئی ملازمہ سے کیسے شادی کر سکتا ہے؟

"تم سے کس نے کہا؟"حنین نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔نمرہ چونکی وہ پل بھر لاجواب ہوئی

"ی۔۔یعنی آپ کی خوشی ہے اس میں؟"اس نے حیرت سے پوچھا تو حنین مسکرایا

"اور اگر میں ہاں کہوں تو؟"نمرہ کا دل زور سے دھڑکا اسے اپنی قسمت پر یقین نہیں آ رہا تھا

"نمرہ میں جانتا ہوں کہ ہمارے درمیان کیا کچھ ہوا ہے لیکن میں چاہتا ہوں اب سب بھلا کر ایک نئی زندگی شروع کرے تم نے سب کو اپنا مان لیا ہے کیا مجھے نہیں مانو گی؟"نمرہ کی آنکھیں بھر آئی تھی

"میں یہ بھی جان گیا ہوں کہ امیر غریب کا امتیاز ہم انسانوں سے بنایا ہے اور تم جانتی ہو اصل میں تم امیر ہو اور میں غریب دولت سے نہیں دل سے کردار سے سوچ سے"نمرہ نے محبت بھری نظروں سے اسے دیکھا جو شرمندہ نظر آ رہا تھا

"آیم سوری نمرہ۔۔۔کیا مجھے تمھاری معافی کے بدلے ہاں ملے گی؟"اس نے التجائی نظروں سے دیکھ کر کہا نمرہ مسکرائی اور شرماتی ہوئی ٹیرس سے باہر نکل گئی جبکہ حنین اس کی شرماہٹ کو اقرار سمجھ کر دل کھول کر خوش ہوا تھا ادھر نمرہ حنین بھی ایک ہو گئے

تھے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ کون ہیں کہاں سے تعلق ہیں ان کا؟ آخر ہر انسان کو مٹی کے نیچے ہی تو جانا ہے تو ذات پات حسن دولت اس سب سے کیا فرق پڑتا ہے؟ اصل میں تو نیک انسان اہم ہوتا ہے

★★==========★★

"آنی کا آرو آرو میرے جان ادھر" وہ گود میں لیے ہوئے ننھے آریان سے باتیں کرنے میں مصروف تھی جبکہ پاس بیٹھی حریم فیڈر بناتی مسکراتی ہوئی اسے دیکھ رہی تھی دو ہفتہ گزر گیا تھا مگر علما اب تک پاگل تھی بس سارا دن اسی کے ساتھ باقی ساری لڑکیوں کا بھی گزرتا تھا اور جب حمدان آتا تو وہ بھی آریان کے ساتھ مصروف ہو جاتا ماہم تو وڈیو کال پر آ کر اتنی بے سری آواز میں کہانیاں سناتی کہ علما "کنیکشن گیا" کہہ کر کال کاٹ دے دیتی

"بس کرو ایما نیند آ رہی ہے اس کو" حریم نے اس کی گود سے آریان کو لیتے کہا جو بار بار اپنی آنکھیں بند کر رہا تھا اور ایسے تھکا ہوا خود کو دکھا رہا تھا جیسے صبح سے بیچارہ کام پر گیا ہوا اور ابھی لوٹا ہو علما سوچ کر ہی ہنسے لگی

"ویسے میم آپ کو کیسے پتا نیند آ رہے ہے یا بھوک لگ رہی ہے؟" علما نے دلچسپی سے ہوچھا

"جب تم ماں بنو گی تب پتا چل جائے گا" وہ آنکھ دباتی بولی تو علما کا چہرہ سرخ ہو گیا پھر جلدی سے بولی

"ک۔۔کوئی نہیں "

"کیا کوئی نہیں؟ "

"کچھ نہیں؟"

"کیا کچھ نہیں"

"افففف کیا ہو گیا؟" وہ جھنجلا کر بولی تو حریم ہنسی پھر نفی میں سر ہلایا

"آرو کب بڑا ہو گا" اب اس کو نئی ٹینشن لگ گئی تھی

"وقت کے ساتھ" حریم نے اس کو کوٹ میں لٹاتے کہا

"اور وقت کب گزرے گا؟" اب حریم نے اپنا سر پیٹ لیا اسے پہلے علما قہقہہ لگاتی اچانک اسے متلی محسوس ہونے لگی وہ یک دم اٹھی

"کیا ہوا؟" حریم نے پریشانی سے پوچھا

"پ۔۔پتا نہیں" وہ باتھ روم بھاگی حریم بھی پریشانی سے اس کے پیچھے آئی تو حیران رہ گئی وہ پوری قوت سے الٹیاں کر رہی تھی حریم جب چیخی جب وہ بے ہوش ہونے کے قریب ہو گئی

★★==========★★

"آحدن۔۔۔ نہیں ہ۔۔م ہم کیسے و۔۔واپس جاسکتے ہیں؟" ابھی ابھی آحد نے جو کہا وہ ہمنہ کے چاروں طبق روشن کردینے کے لیے کافی تھا یہاں تک کہ اس کی زبان بھی لڑکھڑا گئی تھی آحد نے کیسے اتنی آسانی سے کہہ دیا تھا جس کا سوچ کر ہی اس کو ہول آتے تھے

"کیوں ہم نہیں جاسکتے تمھارا وہ گھر ہے" آحد نے الٹا اسے سوال پوچھ ڈالا

"آپ جا۔۔ جانتے ہیں آحد وہ میرا گھر نہیں رہا اب اسی گھر سے میں اپنی ہونے والی شادی سے ایک دن پہلے بھاگی تھی" ناچاہتے ہوئے بھی خود کے لیے تلخی آگئی تھی

"ہمنہ گھر گھر ہوتا ہے جزبات میں کیے گ ئے فیصلوں سے اپنے نہیں بدل جاتے وہ جیسے بھی ہیں تمھارے اپنے ہیں تمھاری ماں تمھارا بھائی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ہم دونوں کی شادی میں وہ باخوشی شریک ہو" آحد نے اسے سمجھایا جبکہ وہ حیرت سے تھوک نگلتے نفی میں سر ہلانے لگی

"آپ ایسا سوچیے گا بھی مت۔۔۔ آپ نہیں جانتے اماں اور اسد کو "

"بے فکر رہو میں سوچونگا نہیں کرونگا تم بس تیاری کرو چلنے کی" آحد جگہ سے کھڑے ہوتے بولا

"آحد آپ سمجھنے کی کیوں کوشش نہیں کر رہے میری ہمت نہیں ہے" وہ رونے والی ہوگئی تھی

"ہمنہ میں ہوں تمھارے ساتھ تمھاری فیملی ہی کیا اگر یہ پوری دنیا بھی تمھارے خلاف ہو جائے گی تو میں تمھارے ساتھ کھڑا ہونگا" وہ مسکراتے ہوئے بولا تو ہمنہ نہال ہوگئی اور چاہ کر بھی آگے کچھ نا کہہ سکی

★★==========★★

"جی اکبر صاحب مجھے یہ آج ہی کام چاہیں" حمدان آفس میں بھیٹا مکمل مصروف تھا آج کا دن کافی ٹف تھا کل وہ آفس نہیں آیا تھا کیونکہ وہ اور علما باہر گھومنے گ ئے تھے مگر آج آفس آیا تو پتا چلا سارے کام پینڈنگ پر چلے گ ئے ہیں وہ سارے کام میں مصروف تھا جبھی اس کا فون بجا اس نے سرسری سی نگاہ ڈال کر مصروف سے انداز میں موبایل کان سے لگا کر ہیلو کہا مگر دوسری طرف والی گھبرائی ہوئی آواز سن کر وہ چونک بھیٹا

"اچانک طبیعت خراب ہوگئی مگر کیا ہوا؟" وہ بری طرح گھبرا گیا تھا

"علما اب کیسی ہے؟" وہ اٹھا ساتھ کرسی پر رکھا کوٹ اٹھایا اور متعدی سے کال پر بات کرتا آفس سے نکل گیا

★★==========★★

وہ دل کو مضبوطی سے تھامے آنکھوں سے نکلنے والے سیلاب پر پابندی لگائے بھاری بھاری قدم اٹھاتی اپنے ہمراہ آحد کے ساتھ اندر داخل ہوئی تھی اپنے گھر میں اپنے باپ کے گھر میں اسی گھر میں جہاں وہ پیدا ہوئی جہاں اس کا بچپن گزرا اور جہاں اس کے اپنے اسے چھوڑ کر چلے گئے اور اسی گھر میں جہاں شادی تھی اور وہ اس شادی کی دلھن ایک دن پہلے رات کو دبے پیر بھاگی تھی ہاں وہ گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی تھی ہاں اس کے ماں بھائی جیسے بھی تھے لیکن اس نے غلط قدم اٹھایا تھا اس نے اپنے ماں اور بھائی کو تکلیف پہنچائی تھی۔ اگرچہ قسمت اس پر مہربان ہوئی تھی مگر اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں تھا کہ اس نے بہت ہی زبردست کارنامہ انجام دیا ہے وہ خود شرمندہ تھی وہ خود معافی مانگنا چاہتی تھی اگر۔۔۔ اگر قسمت اس کا ساتھ نا دیتی اور وہ ان درندوں کے ہاتھ لگ جاتی اس رات کو آحد نا ہوتا تو کیا ہو جاتا اس نے جیسے نمی اندر اتاری تھی

"ہمنہ" آحد نے اس کا ہاتھ پکڑ کر آنکھیں بند کیے تسلی دی جس پر وہ مسکرا کر رہ گئی اور اس کے ساتھ لاونج میں آ گئی جو پورا خالی تھا۔۔۔ آحد اس کے گھر کا جائزہ لینے لگا ہمنہ کا دل زور سے دھڑک رہا تھا پتا نہیں اسد اور اماں کیسے ردِ عمل دینگے کہی نا کہی اسے معلوم تھا کہ وہ ہمنہ کو تو مار ہی ڈالینگے مگر آحد کی موجودگی اسے دھارس دے رہی تھی ویسے بھی آحد اسے پورے راستے سمجھاتے ہوئے لایا تھا

"ہ۔۔ہمنہ" اسد جو کچن سے جوس کا گلاس پکڑے نکلا تھا سامنے اسے اور آحد کو کھڑا دیکھ منہ حیرت سے کھل گیا اور یک دم جوس کا گلاس ہاتھوں سے گر گیا آواز سے جہاں ہمنہ اور آحد چونک کر متوجہ ہوئے تھے وہی کوئی کمرے سے چیختے ہوئے نکلا تھا

"کیا ہوا بیٹا" ہمنہ اور آحد نے کمرے سے نکلتی عورت کو دیکھا تو ہمنہ کی آنکھیں بھر آئی یہ اس کی ماں ہی تو تھی آحد نے ہمنہ کو مسکرا کر دیکھا

"ہ۔۔ہمنہ" وہ عورت بھی حیرت سے ہمنہ کو دیکھنے لگی ہمنہ مسکرا کر جلدی سے اس عورت کے پاس بھاگی اور روتے ہوئے گلے لگ گئی

"اماں آیم سوری" وہ رونے کے درمیان ساتھ معافی بھی مانگ رہی تھی جبکہ وہ عورت ہکا بکا کھڑی تھی اسد نے آحد کو دیکھا جو مسکراتے ہوئے ہمنہ کو اس عورت کے گلے لگتے دیکھ رہا تھا پھر اسد نے ہمنہ کو دیکھا وہ غصہ سے اس کی طرف بڑھا تھا

★★==========★★

"نہ۔۔نہیں نہیں نہیں" جو چیز ہاتھ میں آ رہی تھی وہ چیز سامنے دیوار کی نظر ہو رہی تھی وہ غصہ سے پاگل ہو رہی تھی اور اب تک پورے کمرے کا ہشر نشر بگاڑ چکی تھی مگر اب بھی غصہ اس کا نکل نہیں رہا تھا جبھی وہ پھولی سانسوں سے ایک ایک چیز کو توڑ پھوڑ کر رہی تھی اور ساتھ زور زور سے چلا رہی تھی اس کا بس نہیں چلا رہا تھا کہ وہ ہر جگہ آگ لگا دے

"م۔۔میم سمبھالیے خود کو" وہی مخصوص شخص جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا وہ تیزی سے بڑھا مگر افرا نے چیخ کر اس کو دکھا دے دیا اور خود بال نوچتی بھیٹ گئی

"ای۔۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے وہ۔۔۔وہ دو ٹکے کی لڑکی افرا ولید کو دھوکا کیسے دے سکتی ہے "وہ پوری قوت سے چلائی

"وہ اور حمدان علی حیدر خود کو سمجھتے کیا ہیں پہلے اس شخص نے پہلی بار افرا کو انکار کیا افرا ولید کی بے عزتی کی اور اب ا۔۔اب اس لڑکی نے میرے بنائے ہوئے جال کو ختم کر ڈالا "وہ پاگل ہو رہی تھی کسی بھوکی شیرنی کی طرح وہ شخص سر جھکائے کھڑا اسے صبح سے سن رہا تھا

"ن۔۔نہیں بہت ہو گیا بہت انتظار کر لیا اب میں خود ان دونوں کا وہ حال کرونگی۔۔۔"وہ بولتے بولتے رکی چونک کر اس آدمی کو دیکھا اور یک دم مسکرائی خطرناک مسکراہٹ بکھرے بال پھیلا ہوا میک اپ وہ کافی حد تک خطرناک سائیکو لگ رہی تھی

"حمدان علی حیدر ڈیڈی بننے کی خوشخبری مبارک ہو "وہ اچانک قہقہ لگانے لگی جبکہ اس بندے نے چونک کر سر اٹھا کر نا سمجھی سے اسے دیکھا

"چھوٹا سا بچا پیارا سا بچا"وہ گنگناتی ہوئی اٹھی

"اگر وہ اس دنیا میں آنے سے پہلے ہی مر جائے تو؟"وہ اس شخص کے الجھے ہوئے تاثرات کو دیکھتی بولی تو اس شخص کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا جبکہ وہ پھر قہقہ لگانے لگی تھی

★★==========★★

"ہر بار میرے سامنے آتی رہی ہو تم،
ہر بار تم سے مل کر بچھڑ تا رہا ہوں میں"

"دور ہٹو منحوس لڑکی "وہ جو سسکیاں بھری اماں سے لپٹی تھی جھٹکے سے کسی نے بازو سے پکڑ کر اسے اماں سے الگ کیا اور چلایا جہاں وہ چونک کر سمبھلی تھی وہی آحد اور اماں چونکے تھے اور اسد کو دیکھا جس کی آنکھیں غصہ سے سرخ ہو رہی تھی

"منہ پر کالک مل کے چلی گئی بھگوڑی "ہمنہ اور آحد حیرت سے دیکھنے لگے اسے جو انگاریں چبا رہا تھا ہمنہ نفی میں سر ہلاتی روتے ہوئے اسد کی طرف بڑھی لیکن اسے نے زور دار اسے دھکا دیا آحد بھاگتے ہوئے اس کے پاس آیا اور اسے سہارہ دیا

"یہ کیا طریقہ ہے اپنی بہن سے بات کرنے کا؟"آحد غصہ سے بولا

"اوہ تو تو ہے جس کے ساتھ یہ بھاگی تھی جبھی میں کہوں اتنے پر کیسے لگ گئے اس بدزات کو "آحد نے غصہ سے اسے دیکھا اور اس کی طرف بڑھنے لگا جب ہمنہ نے اس کی شرٹ پکڑ کر تیزی سے نفی میں سر ہلایا اماں اب تک سن کھڑی تھی

"دفع ہو جا ہماری نظروں کے سامنے سے تو ہمارے لیے مر چکی ہے "وہ چیخا ہمنہ نے بمشکل اپنے آنسو صاف کیے اور آحد کو واپس جانے کے لیے گھسیٹنے لگی مگر آحد حیرت سے وہی کھڑا رہا

"ہمنہ تم۔۔۔تم صفائی دو تمھیں بولنے کا حق ہے" آحد نے حیرت سے کہا تو ہمنہ نے نفی میں سر ہلایا اور بمشکل بولی

"آ۔۔آحد چلیے" اس کی حالات کافی خراب ہو گئی تھی

"لیکن ؟" آحد نے کچھ کہنا چاہا اماں خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی

"آحد میں نے کہا چلیے" وہ پھر سے بری طرح رونے لگی تھی مجوراً آحد اس کو سہارہ دیتے گھر سے نکل گیا لیکن جاتے جاتے ایک کاٹ دار نظر اسد پر ڈالنا نا بھولا جو غصہ سے ہمنہ کو مستقل گھور رہا تھا

"بدزات کنجر زمانے میں رسوا کر کے منہ اٹھا کر آ رہی ہے" وہ پیچھے سے اپنی ماں کو دیکھ کے چلایا

"آیندہ آئے نا گھسیٹ کے نکال باہر کرے گا" وہ غصہ سے تن فن کہتا کمرے میں نکل گیا جبکہ اماں اب تک اسی جگہ مجسمہ بنی کھڑی تھی

★★==========★★

"علما علما؟" وہ تقریباً پاگل ہو رہا تھا خوشی سے مسرت سے اس کا بس نہیں چل رہا تھا پورے شہر میں ڈھنڈورا پیٹ دے ابھی ابھی جو خبر ملی تھی وہ اس کے چودہ طبق روشن کر گئی تھی وہ جزباتی ہو رہا تھا خوش ہو رہا تھا اسے بس علما کو دیکھنا تھا اس ملنا تھا جو کمرے میں موجود ہی نہیں تھی اچانک باتھ روم سے وہ نکلی تو حمدان تیزی سے اس کے پاس گیا اور اسے جھٹکے سے اپنے گلے لگا لیا پہلے تو علما چونک گئی پھر سمجھ آنے پر مسکرائی

"ح۔۔حمدان بس چھوڑ دو" جب وہ گلے لگا رہا تب علما نے ہنس کر کہا تو وہ ایک جھٹکے سے الگ ہوا اور اس کے قریب آیا علما نے مسکرا کر آنکھیں موندی اور اس نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا پھر اس کا ہاتھ پکڑ بیڈ تک لایا اور اسے بٹھا کر خود گھٹنوں کے بل بھیٹ گیا اور اس کے گود میں رکھے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے اور آنکھوں سے لگا کر آنکھیں موندلی

"شکریہ مجھے میری زندگی کی اتنی بڑی خوشی دینے کے لیے" اس نے دھیمے لہجے میں کہہ کر علما کو سرشار کر دیا وہ بس خاموشی سے سر جھکا گئی

"تم خوش ہو؟" اس نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھتے کہا تو وہ مسکرائی اور سر اثبات میں ہلایا

"لیکن حمدان مجھے ڈر لگ رہا ہے" وہ یک دم پریشانی سے بولی تو حمدان اپر بیڈ پر اس کے برابر میں بھیٹا

"میرے ہوتے ہوئے ؟" ابرو اچکا کر جیسے شکوہ کیا تو وہ مسکرا کر اسے لگ گئی اور اپنا سر اس کے سینے میں رکھ دیے حمدان نے بھی اس کو اپنے بازوؤں کے حصار میں لے کر اپنی تھوڑی اس کے سر پر رکھ دی

"علما؟" حمدان نے پکارا تو وہ جو اس کا اپنے ہاتھ میں لیے اپنی انگلیاں پھیر رہی تھی سرسری سا جواب دیا

"شکریہ عورت کی طرف سے یہ دیا ہوا تحفہ مرد کے لیے بہت اہم ہوتا ہے" علما نے دھیرے سے اس کے سینے سر اٹھایا اور چہرہ اٹھا کر اس کو دیکھا

"لیکن اس تحفہ کی اہمیت ہر کسی کو نہیں ہوتی "

"بد نصیب ہوتے ہیں وہ لوگ جو قدر نہیں کرتے" علما افسردگی سے سر ہلا کر اسے الگ ہوئی

"ایک وعدہ کروگی؟" اچانک حمدان سنجیدگی سے گویا ہوا تو وہ چونکی

"کیا؟ "

"اگر میں اپنے بچے کو اس دنیا میں آنے سے پہلے دیکھ نا سکو اور مجھے کچھ ہو جائے تو تم اس کا خیال اور اپنا خیال رکھو گی میرے خاطر "

اس کی بات پر جہاں وہ حیران ہوئی اتنا ہی تڑپ کر چیخ اٹھی

"حمدان تم ک۔۔ کیا فضول بکواس کر رہے ہو؟" یک دم آنکھوں میں نمی آگئ

"م۔۔ میں بس ایک جرنل بات کر رہا ہوں زندگی موت کا اختیار تو صرف اللہ کے پاس ہیں نا" وہ سنجیدگی سے علما کے ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا اس نے جھٹکے سے ہاتھ پیچھے کر لیے

"اتنی مبارک دن پر تم یہ فضول کیوں بک رہے ہو۔۔۔ کچھ ہوا ہے کیا؟" وہ پریشانی سے بولی تو حمدان نے ہنس کر نفی میں سر ہلایا

"بس دیکھنا چاہ رہا تھا کہ کتنی محبت کرتی ہو مجھ سے" وہ اس کے بالوں میں ہاتھ ڈالتا ہوا بولا تو علما نے اس کا ہاتھ جھٹکا

"نفرت کرتی ہوں ہٹو" وہ چڑ کر کھڑی ہو کر جانے لگی جب حمدان نے اس کا بازو پکڑ کر اسے واپس بھٹایا

"اچھا سوری ایک شعر سناؤ؟" اب اس کے تنگ ہونے سے وہ لطف اٹھا رہا تھا علما نے اس کو غصہ سے دیکھا پھر انگلی اٹھا کر تشبیہ کرتی بولی

"کوئ فضول شعر نہیں" حمدان نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا تو وہ آنکھیں گھمائ

"ارشاد؟" پھر مسکرا کر بولی

"سن کر میرے موت کی خبر، سن کر میرے موت کی خبر تم ننگے پاؤں چلے آنا" اور اسی وقت علما نے برابر میں پڑا تکیہ اسے اٹھا کر مارا جس پر وہ سوری کر تارہ گیا پھر اچانک وہ رونے لگی تب مزے لیتا حمدان یک دم چونکا

"آئم سوری علمام۔۔ میں مزاق کر رہا تھا" اس نے جلدی سے اس کے آنسو پوچھے

"یہ مزاق ہے کیا میں بتا رہی ہوں حمدان اگر آیندہ تم نے یہ موت ووت کیا نا تو۔۔۔ تو میں بھی خود کو مار دونگی" وہ غم و غصہ سے بولی تو حمدان نے جلدی سے اسے خود سے لگا لیا اور اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا

"اچھایار اب بس بھی کرو اس ننھی جان پر ہی رحم کھاؤ جو تمھارے اندر پل رہا ہے" وہ اس کے مسلسل رونے سے تنگ کر بولا

"اور اس کا کیا جو تم ہمارے بے بی کے سامنے موت کی باتیں کر رہے تھے اس بیچارے معصوم پر کیا اثر پڑے گا" اس نے جھٹکے سے خود کو الگ کرتے اسے سنائی تو اس نے کان پکڑ کر سوری کیا علما نے مسکراہٹ دبائی تھی

★★==========★★

اس نے بلا آخر آحد کی آفر کی ہوئی پانی کی بوتل منہ سے لگائی اور سسکیاں بھرتی وہ کافی حد تک سمبھل گئی جو پورے راستے روتے آئی تھی اور اب بھی وہ بلڈنگ کے نیچے پارکنگ ایریا میں گاڑی کے اندر بھیٹے تھے آحد اس کا غم سمجھ سکتا اور اسے کہی نا کہی خود کی غلطی لگ رہی تھی نا وہ اس کو لے کر جاتا اور نا ہی اس کے ساتھ ایسا سب کچھ ہوتا لیکن اسے حیرت اس بات پر ہو رہی تھی کہ کوئی ماں اور بیٹا اپنی سگی بیٹی بہن کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا ہے؟ ہاں اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہمنہ نے بہت بڑی غلطی سر د کی ہے مگر اس کا مطلب اس کے اس طرح کا رویہ کہاں کی سمجھداری ہے

"ہمنہ خود کو سمبھالو" اس نے ہمنہ سے پانی کے بوتل لیتے نرمی سے کہا تو وہ آنسو پوچھتی آحد سے مخاطب ہوئی

"آحد میں نے آ۔۔ آپ کو کہا تھا کہ مت لے کر جائے مجھے مگر آپ نے میری سنی ہی نہیں" وہ شکایت کرتی بولی تو آحد نے سر جھکا لیا

"اب میں کیا کرونگی؟" وہ دونوں ہاتھ چہرے میں کیے پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی جب آحد نے نفی میں سر ہلایا

"بھول جاؤ سب" ہمنہ نے گیلا چہرہ اٹھا کر اس کو دیکھا

"ہمنہ ہم اب نئی زندگی شروع کرتے ہیں مت بھولو تمھارا ایک اور گھر ہے کیا تم ہمیں اپنا نہیں مانتی؟ "

"اگر میں آپ لوگوں کو اپنا نہیں مانتی ہوتی تو آج آپ کے ساتھ نا ہوتی"

"تو بس بھول جاؤ اور ایک نئی زندگی کی شروعات کرو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا" آحد نے مسکرا کر اسے گویا تسلی دی تو وہ گہری سانس بھرتی سر اثبات میں ہلا کر گاڑی سے اتر گئی پھر وہ دونوں گھر چلے آئے جہاں سب کافی خوش دکھ رہے تھے اور جب آحد اور ہمنہ کو خوشی کی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ علما پریگننٹ ہے تو وہ بھی سب دکھ درد بھول کر اپنوں کی خوشیوں کے ساتھ خوش ہو گئے

"علما کو کال ملاؤ جلدی" آحد نے فون کان سے بے تاب ہو ہر لگایا اسے علما سے بات کرنے کی بے حد جلدی تھی جبکہ ہمنہ نے جہاں ماہم کے ہاتھ سے مٹھائی کھائی وہی اقرء بیگم کو کھلائی اب تک سب کو خوشخبری کا معلوم ہو گیا تھا سب سے پہلے کال کرنے والی ہبا اور سمرہ تھی اور حمدان کو سارم اور حسیب ایک خوشیوں کی لہر تھی جو چھا گئی تھی۔اب سب کی زندگی میں خوشیاں تھی غم کی گنجایش نا تھی لیکن پھر وہی بات ہو گئی ناضروری تھوڑی زندگی سے ہم جو چاہے وہی ہمیں میسر ہوں تقدیر کو تو کچھ اور ہی منظور ہوتا ہے نصیب میں تو کچھ اور ہی ہوتا ہے جسے سب بے خبر ہوتے ہیں

★★===========★★

وہ جیسی کمرے میں داخل ہوئی تو سامنے بیڈ پر بڑا سا گلابی بھالو کو دیکھ چونک گئی اور حیرت سے چلتی ہوئی اس کے قریب آئی اور ایک جھٹکے سے اسے اٹھایا تین سال پہلے کا منظر آنکھوں کے سامنے آیا تھا

" یہ تمھارے لیے ہے میری طرف سے "

"میرے لیئے ؟ "

"نہیں نہیں میں اسے کیسے لے سکتی ہوں؟"

"مجھ سے کیوں نہیں لے سکتی ؟ "

"کیونکہ تم انجان ہو میرے لیے اور میری بہن کہتی ہے انجان لوگوں سے کوئی چیز نہیں لیتے"

"لیکن اگر آپ میرے دوست بن جائے تو میں دوست کے ناطے یہ گفٹ سمجھ کر لے سکتی ہوں "

"ٹھیک ہے اگر اسے تم میرا دیا ہوا گفٹ رکھ لوگی تو ٹھیک ہے "

"یاد ہے تمھیں؟"کسی نے اس کے کان میں سرگوشی کی تو وہ چونک کر ماضی سے باہر آئی اور پلٹ کر اسے دیکھا جو مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا

"کیسے بھول سکتی ہوں؟"وہ دھیمے سے مسکرا کر بولی

"اچھا جبھی تین سال سے سٹور میں پڑا رہا"حمدان نے مصنوعی خفگی سے کہا تو وہ چونکی

"ہاں لندن سے واپس آکر وہ بیگ کہاں گیا پتا ہی نہیں چلا لیکن ایک منٹ تمھیں کیسے ملا یہ ؟ "

" حریم بھابھی کی مدد سے "حمدان نے مسکرا کر کہا تو وہ سر ہلا کر بھالو کی طرف بڑھی اور اسے بانہوں میں لے لیا

"حمدان ایک بات پوچھوں؟"وہ بھالو کو ایک طرف کرتی حمدان سے مخاطب ہوئی جو جواباً متوجہ ہو کر اس کے برابر بھیٹ گیا

"اگر بیٹی ہوئی تو؟"

"اللہ کی رحمت "

"اور اگر بیٹا؟"

"اللہ کی نعمت"وہ مسکرا کر بولا

"لیکن تم یہ کیوں پوچھ رہی ہوں؟"اس نے نا سمجھی سے پوچھا

"وہ مرد بیٹے کی ڈیمانڈ کرتے ہیں نا"علما کے لہجہ میں تنز تھا

"افسوس لیکن یہ اختیار اللہ کو حاصل ہے اور تمھیں پتا ہے علما بیٹیاں تو اللہ کی رحمت ہوتی ہے اور خوش نصیب لوگوں کو ہی اس رحمت سے وہ نوازتا ہے" وہ مسکرا کر بولا تو وہ بھی مسکرا دی

"لیکن آج بھی ہمارے معاشرے میں ایسے لوگ ہیں جو بیٹیوں کو بوجھ سمجھتے ہیں جو صرف اور صرف بیٹا چاہتے ہیں کیونکہ انہیں لگتا ہے کہ صرف بیٹا ہی ان کی نسل کو چلا سکتا ہے "

"نسل چلانا صرف مرد کے اختیار میں نہیں ہوتا عورت کا بھی پورا کردار ہوتا ہے اور اولاد مرد کے نصیبب سے ہوتی ہے" علما اس کی باتوں پر ہی نہیں اس کی سوچ پر مسکرائی تھی

"بے بی آپ کے ڈیڈی کتنی سمجھداری باتیں کرتے ہیں" اس نے شرارت سے کہا تو حمدان جو سنجیدگی سے بات کر رہا تھا یک دم ہنس دیا

"بے بی آپ کی مما کتنی بے وقوفوں والی باتیں کرتی ہیں" وہ بھی اسی کے انداز سے بولا تو علما کا حیرت سے منہ کھل گیا

"بے بی اپنے ڈیڈی سے کہہ دو مجھ سے بات نا کریں" اس نے غصہ سے چہرہ موڑ لیا

"بے بی اپنی مما سے کہہ دو وہ غصہ میں بہت حسین لگتی ہے" اور اسی پل علما بے ساختہ مسکرا دی جس پر حمدان نے قہقہ لگایا تھا

"واقعی میں تم عورتوں کو اپنی تعریف سے بڑا پیار ہے" اس نے تاسف میں نفی میں سر ہلایا جبکہ علما "عورت" کا لفظ سن کر ہکہ بکہ رہ گئ تھی اب اصل میں جنگ چھڑ گئی تھی

★★===========★★

"دیکھو ہم کیوں لڑ رہے ہیں یہ ایک رسم ہے ہماریاں کی کہ خالہ بھانجہ یا بھانجی کا نام رکھتی ہے" آخر کار ان کی چلتی لڑائی کو ماہم کی ابھی ابھی بنائی ہوئی رسم نے ختم ہی کر دیا تھا جبکہ زین بھی یک دم خاموش ہو گیا تھا اچانک کچھ یاد آنے پر وہ بولا

"تو پھر آریان کو نام تم نے کیوں نہیں رکھا؟" وہ دانت نکال کر بولا تو دوسری طرف ویڈیو کال پر ماہم دو پل تو لاجواب ہوئی پھر بات بنا کر بولی

"ارے پاگل اسیلیے تا کہ میں آپی کے بے بی کا نام رکھ سکوں" زین نے سر کھجایا

"یہ رسم واقعی میں ہے؟" وہ افسردگی سے بولا بیچارہ کب سے ماہم سے ایک ہی بحث کر رہا تھا کہ علما اور حمدان کے ہونے والے بچے کا نام وہ رکھے گا

"ہاں نا افسوس" وہ مصنوعی سنجیدگی سے بولی

"تو تم نے کوئی نام سوچا؟"

"نام تو بہت سوچے ہیں اب دیکھو کیا ہوتا ہے" وہ پر سوچ انداز سے بولی

"ہاں دیکھو کیا نیا نام ایجاد کرتی ہوں میں" وہ فخریہ کالر جھاڑ کر بولی

"اچھا زین میں بعد میں بات کرتی ہوں خدا حافظ" اس نے ویڈیو کال ڈسکنیکٹ کرتے کہا تو زین نے بھی سر ہلا کر کال کاٹ دی

"ارے حریم بھابھی ادھر آئے گا" سامنے حریم میشال اور حزیرہ کو بات کرتا دیکھ وہ جلدی سے ان تینوں کی طرف بھاگا

"حریم بھابھی کیا آپ لوگوں کی خاندانی رسم ہے کہ خالہ ہی بھانجہ یا بھانجی کا نام رکھتی ہے؟" زین نے حیرت سے پوچھا میشال اور حزیرہ بھی حریم کی طرف دیکھنے لگی

"نہیں تو کس نے کہا؟" حریم نے نفی میں سر ہلایا

"ک۔۔کیا مطلب یہ جھوٹ ہے؟" زین تقریباً چلایا پھر ماہم کی باتیں بتائی جس کو سن کر سب قہقہ لگا کر ہنسے تھے

"کوئی بات نہیں زین تم اپنے بچوں کا نام رکھ لینا" حزیرہ نے گویا تسلی دی

"لیکن وہ طوطی رکھنے نہیں دے گی" زین نے منہ بنا کر بے اختیار کہا جس پر میشال کا اہووو کا نعرہ کافی بلند تھا جبکہ حریم اور حزیرہ نے حیرت سے مسکراہٹ دبائی تھی

"بھابھی آریان رو رہا ہے" ایمان پریشانی سے ننھے آریان کو گود میں لے کر آئی جو بری طرح رو رہا تھا

"اف اس کو تو بھوک لگی تھی دیکھا باتوں میں کیسے بھول گئی میں" وہ جلدی سے اس کو گود میں لیتی چپ کرواتی ہوئی بولی تو وہ چاروں ہنس کر اسے حریم کے ساتھ بہلانے لگے تھے جس نے چپ نا ہونے کی قسم کھائی ہوئی تھی

"بھوک برداشت نہیں ہے بلکل زین بھائی پر گیا ہے" ایمان کی بات پر جہاں تینوں ہنسے تھے وہی زین نے حیرت سے ایمان کو دیکھا جسے اصل میں خود بھوک برداشت نہیں تھی اور الزام اس معصوم پر سراسر ناانصافی تھی بہر حال کسی کو اسے ہمدردی ہو یا نا ہو آریان کو اپنے چھوٹے چاچو سے تھی کیونکہ وہ چپ ہو گیا تھا اور اس کی اچانک چپ پر سب کی ہنسی کی گونج حیدر ولا میں گونجی تھی

★★==========★★

آٹھ مہینے گزر گئے تھے کافی کچھ بدل گیا تھا سب جو منگنی اور صرف نکاح میں منسوب تھے ان سب کی رخصتی ہو گئی تھی حیدر ولا میں آٹھ مہینے دھوم دھام سے کوئی نا کوئی فنکشن چلتا رہا تھا سب اپنی اپنی شادی شدہ زندگی میں خوش و خرم تھے حریم اور اریب اپنے ننھے آریان کے ساتھ مکمل تھے تو زین اور ماہم کی بھی منگنی ہو چکی تھی لیکن اب تک ان کا لڑنا طوطی لنگور ڈا ین ایک دوسرے کو کہنا جاری تھا آحد جبھی اقرء بیگم علا حریم اور ماہم کے ساتھ بھیٹ کر پرانے دن یاد کرتا تو ایک ہی بات کہتا

"حریم نے کہا تھا کہ یہ دونوں چوزیاں ہمیشہ میرے ساتھ رہینگی اور دیکھو قسمت کا کھیل تینوں اب ایک ساتھ ہی رہینگی" اور وہ تینوں ہنس دیتی جتنا کچھ بدل گیا ہو لیکن سب کے درمیان پیار محبت سب موجود تھا ہمنہ آحد کا بھی سادگی سے نکاح ہو گیا تھا اور وہ دونوں اپنی شادی شدہ زندگی مسرت سے گزار رہے تھے اقرء بیگم کو بہو نہیں بیٹی ملی تھی اور ہمنہ کو ساس نہیں ماں ملی تھی اور نندیں نہیں بہنیں اور سہیلیاں ملی تھی۔۔۔ نمرہ اور حنین کی بھی منگنی ہو چکی تھی اور وہ بھی بے حد خوش تھے سارم اور سمرہ اپنی خوشگوار زندگی میں مصروف تھے لیکن رابطہ سب سے تھا اکثر سب ملتے تو خوب ہلا گلا کرتے ہبا اور حسیب بھی ایک دوسرے کے ہو گئے تھے اور لندن میں رہائش پزیر تھے وہ چھٹیوں میں آجاتے تھے۔ یہ آٹھ مہینے ویسے تو بہت مختصر وقت ہے لیکن اس مختصر وقت میں بہت جلدی سب کچھ ہو گیا تھا بلکل پلک جھپکتے بلکل بھی دیر نا ہوئی تھی کچھ بھی ادھورہ نا رہ گیا تھا۔ وہ آنکھیں بند کیے سینے پر ہاتھ باندھے سب کچھ سوچ رہی تھی اپنوں کے باروں میں ان کی زندگی کے بارے میں گہرائی سے سوچ رہی تھی اسے سب کچھ ہی تو حسین لگ رہا تھا اور جہاں تک بات تھی اس کی خود کی زندگی کی وہ تو کوئی پھول جیسی تھی صرف مہکتی تھی بظاہر جتنی خوبصورت تھی اتنی ہی اندرونی مضبوط بس یہ زندگی کا پھول کبھی نا مرجھائے اسی کی دعا لب پر رہتی تھی۔ حمدان کا عشق اب تک ویسی تھا وہ اب تک خود سے پہلے اس کو یاد رکھتا تھا وہ اس کو کسی بچے کی طرح ٹریٹ کرتا تھا اور وہ بھی بچوں کی طرح اسے لاڈ دکھاتی تھی کیونکہ وہ اس کے ناز نخرے اٹھانا پسند کرتا تھا علما کی محبت اس کا عشق دیکھ کر ہی جوش مار دیتی تھی۔ وہ روزرات کو اس کو سینے پر سر رکھ کر ایک ہی بات کہتی تھی کہ

"شکریہ مجھ سے اتنا عشق کرنے کے لیے" اور وہ جواباً اپنی دلکش مسکراہٹ اور مخمور لہجے سے صرف اتنا کہتا

"شکریہ میرے عشق کو قبول کرنے کے لیے" جیسے وہ ہر پل ہر لمحہ کوئی تحفہ دے رہا ہو اور وہ ہر پل ہر لمحہ اس تحفہ کو قبول کر رہی ہو دل و جان سے اپنی ہر دھڑکن پر اس کا نام لکھ رہی ہو اور وہ دھڑکن جب دھڑکتی ہو تو اس کا نام گونجتا ہو اور صرف اسے سنائی دیتا ہو صرف اور صرف اسے سنائی دیتا ہو

★★==========★★

"آحد مجھے ایسا لگ رہا ہے آج میں کھل کر خوش ہوئی ہوں کوئی غم کوئی پچھتاوہ باقی نا رہا ہے" وہ ہسپتال کے واپسی کے سفر میں مسکراتی ہوئی کہہ رہی تھی جبکہ آحد کے دل کو اس کے چہرے کی خوشی دیکھتے ہی چین مل گیا تھا وہ جانتا تھا کہ وہ بظاہری جتنا بھی خوش کو دکھا دے لیکن کہی نا کہی وہ اپنے بھائی اور ماں کو یاد کرتی دکھی ضرور ہوتی تھی

"مجھے لگا تھا اماں بھائی مجھے کبھی معاف نہیں کرینگے"

"میں نے کہا تھا ہمنہ مایوس مت ہو ضرور ایک نا ایک دن سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا" آحد نے اپنا اس کے ہاتھ میں رکھتے ہوئے کہا تو وہ آحد کو دیکھتی مسکرا کر بولی

"آحد سچ میں میں خود کو بہت خوش نصیب سمجھتی ہوں کیونکہ ایک شوہر میں جو خوبیاں ایک لڑکی مانگتی وہ سب آپ میں ہیں" وہ کافی بار دل سے آحد کو کہہ چکی تھی وہ کبھی بھی تعریف کرنے اپنی چاہت کا اظہار کرنے میں بخیل نا تھی

"ویسے آنٹی کو کب دسچارچ کر رہے ہیں" آحد کو یاد آیا

"بس مشکل سے ایک ہفتہ "ہمنہ نے مسکرا کر جواب دیا اماں کی حالات پہلے سے کافی بہتر ہو گئی تھی اور خاص طور پر جب سے انہوں نے ہمنہ کو دیکھ لیا تھا انہیں اپنی غلطیوں ہمنہ کے ساتھ کیے ظلم کا تب احساس ہوا تھا جب ہمنہ گھر سے بھاگی تھی۔ شروع شروع میں تو وہ بھی اسد کے ساتھ اس کو سناتی تھی لیکن آہستہ اہستہ آنہیں احساس ہو گیا تھا کہ بیٹی کتنی بڑی نعمت ہے اور جب سے اسد نے ہمنہ کو گھر سے نکال دیا تھا اس دن سے وہ ہمنہ کے لیے تڑپنے لگی تھی ان کی طبیعت دن با دن خراب ہونے لگی تھی اور کل تو انہیں سیدھا ہارٹ اٹیک ہو گیا تھا لیکن ان کے لبوں پر ایک ہی نام تھا ہمنہ تھا وہ اسے معافی مانگنا چاہتی تھی۔ اسد سے ماں کی اتنی بری حالات دیکھی نا گئی اس نے شرمندگی سے ہمنہ کو جیسے تیسے ڈھونڈ کر بلا لیا اور آحد اور اسے معافی بھی مانگی دیکھتے دیکھتے سب کچھ ٹھیک ہو گیا اب اماں اور اسد ہمنہ کو پیار دینے لگے جو اسے پہلے نصیب نا ہوا تھا۔ ہمنہ کو اب اپنی زندگی آخر کار خوبصورت لگ رہی تھی کل تک وہی زندگی اسے قید لگتی شکوے کرتی وہ لیکن اب زبان سے صرف شکریہ کلمات ادا ہوتے

"بے شک اللہ کیا دیر ہے اندھیر نہیں" وہ جان گئی تھی اس کی دعایں رنگ لے آئی تھی

★★===========★★

"حمدان" وہ منہ بسورتی ہوئی اسے چیخ کر پکاری جو بالوں پر برش پھیر تا چونکا اور مڑ کر اس کے غصیلے چہرے پر نظر ڈالی جو اس کو منہ بنائے گھور رہی تھی حمدان سمجھ گیا ضرور کوئی نئی فرمائش ہو گی کیونکہ جب سے ماں بننے کی خوشخبری ملی تھی روز اس کی کوئی نئی عجیب و غریب خواہش حمدان کو پوری کرنی پڑتی کبھی وہ آدھی رات کو اٹھ کر کہتی کہ مجھے پیزا کھانا ہے وہ بھی باہر جا کر تو وہ بیچارہ اپنی نیند کو خدا حافظ کہتا پیزا آرڈر کرتا اور کئی باہر لے جاتا اور نیند سے بوجھل آنکھیں لیے اسے پیزا کھاتا دیکھتا تو کبھی کہتی اسے گانا سناؤ تو وہ بیچارہ گٹار پکڑے اسے گانا سناتا احتجاج تو وہ کر ہی نہیں سکتا تھا کیونکہ بڑوں نے صاف کہہ دیا تھا کہ ایسے وقت میں مزاج ایسی ہی بدلتے ہیں اور وہ یہ کہتا کہ حریم بھابھی کہ وقت تو پتا ہی نہیں چلا تو اریب فوراً کہتا" کوئی مجھ معصوم کی پکار سنو" اور جواباً حریم گھوری سے نواز کر علما کی طرف داری کرتی

"کہاں کھو گئے ؟" اس کو سوچ میں ڈوبا دیکھ چڑ کر وہ بولی تو چونکہ پھر برش ٹیبل پر رکھ اس کے پاس آیا اور اس کے چبی گالوں کو نوچتے ہوئے کہا

"بولو جانِ حمدان "

"مانا تھوڑی سی صحت مند ہو گئی ہوں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ میرے ساتھ ایسے پیش آؤ" وہ گالوں کو سہلاتی ہوئی چڑ کر بولی

حمدان مسکرا کر کچھ کہتا اس کا فون بج اٹھا اس نے کال اٹھائی اور کچھ کام کے سلسلے میں بات کرنے لگا علما جو بےزاری سے ادھر ادھر دیکھنے لگی جب چونکی جب اس نے کسی لڑکی کو بائے کہہ کر فون رکھا

"کون تھی یہ؟" اس نے گہری نظروں سے دیکھ کر کہا حمدان سادگی سے جواب دیتا کہ چونکا پھر مسکراہٹ دبائے بولا

"میری دوسری بیوی" علما نے حیرت سے اسے دیکھا پھر جلدی سے بولی

"ہنہہ، میں نہیں مانتی" اس نے آنکھیں گھمائی

"کیوں نہیں مانتی دیکھو بھئی چار شادیاں تو جائز ہیں نا پھر؟" وہ اس کو تنگ کرنے کے موڈ میں تھا جو پہلو بدل کر رہ گئی

"تمھاری چار شادیوں سے پہلے تمھارا قتل نا کر دوں؟" تنزیہ مسکراہٹ سے وہ بولی

"چار نہیں باقی کی دو" اس نے برجستہ کہا

"ہاں نا ایک کام کرو چار رہنے دو میری بلا سے آٹھ کرو" وہ جل بھن کر رہ گئی جبھی چہرہ خفگی سے موڑتی بولی

"واقعی میں اجازت ہے؟" اس نے مصنوعی سنجیدگی سے پوچھا

"حمدان میں نے تمھارا قتل کر دینا ہے" وہ یک دم چیخی تو وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا

"علما تمھاری کب سے خواہش ہے مجھے مارنے کا ایک بار مار ہی دو" وہ اس کی خونخوار نظریں دیکھ شرارت سے بولا

"حمدان" وہ تنگ کر چیخی تو اس نے جلدی سے معزرت کی اسے پہلے اس کا مزید موڈ بگڑ تا وہ سیدھا ہو گیا

"اچھا بولو کیوں بلا رہی تھی" اس نے مسکرا کر پوچھا

"یار مجھے کوئی ملنے ہی نہیں دیتا بور ہو گئی ہوں آخری بار بھائی کے نکاح میں کراچی گئی تھی مجھے یاد آ رہی سب کی مجھے جانا ہے مگر حفصہ امی اجازت نہیں دے رہی" اس نے اپنا مسلہ بتایا حمدان نے پر سوچ انداز سے سر ہلایا

"تم نے کراچی بتایا کسی کو؟" اس نے پوچھا

"نہیں میں سرپرائز دینا چاہتی ہوں جیسے میم نے دیا تھا جب وہ گئی تھی لاسٹ منتھ پریگننسی کے" وہ آنکھوں میں چمک لیے بولی

"لیکن علما۔۔۔" حمدان نے سمجھانا چاہا

"لیکن ویکن کچھ نہیں بس جانا ہے تو جانا ہے" وہ ضدی لہجہ میں بولی

"علما ضد نہیں کرو" حمدان نے منع کیا

"تم ہی تو کہتے ہو حمدان علی حیدر کے عشق پر ضدی پناہ جچتا ہے" اس کا گریبان پکڑ کر اپنی طرف کھینچتی معنی خیز انداز سے بولی

"بے شک "اس نے مسکراتے ہوئے اپنا کالر اس کی نازک گرفت سے چڑھوایا

"پلیز صرف دو دن "وہ منت پر اتر آئی

"میں جانتی ہوں تمھیں اپنی دوسری بیوی سے ملنے جانا ہے لیکن۔۔۔۔"وہ شرارت سے بولتی کہ حمدان بے اختیار بول اٹھا

"لاحول ولا قوۃ لڑکی میں نے مزاق کیا تھا"وہ شاید برامان گیا تھا

"میں بھی مزاق کر رہی ہوں اب پلیز چلیں ؟"وہ ہنس کر بولی تو حمدان نے گہری سانس بھرتے ہار مان لی اور سر اثبات میں ہلایا جس پر وہ خوشی سے چیخ اٹھی

★★==========★★

"سنیے ؟"نمرہ نے حنین کو پکارا جو پاپ کارن کھانے میں مصروف تھا وہ چونکا اور جلدی سے اس کے پاس آیا جو بوتیک میں کھڑی کپڑے پسند کر رہی تھی

"یہ ایمان کے لیے کیسا رہے گا؟"اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا تو حنین نے ایک نظر کڑھائی والے سوٹ پر ڈالی اور پھر نمرہ پر شلوار قمیض میں ملبوث نیٹ کا دوپٹہ اچھی طرح اڑھی اچھی سی شال شانوں کے گرد لپیٹی وہ سادہ چہرے کے ساتھ پیاری مسکراہٹ لیے پوچھ رہی تھی

"ڈن "اس نے انگھوٹا دکھایا تو اس نے وہی سوٹ پیک کروالیا

"بس ہو گئی شاپنگ ؟"حنین نے حیرت سے پوچھا تو اس نے سر اثبات میں ہلایا نمرہ کاؤنٹر سے شاپر لے کر اس کے ساتھ باہر نکلی جب وہ پیسے دے کر فارغ ہوا اب وہ دونوں ساتھ چلتے شاپنگ مال سے باہر نکل رہے تھے

"واہ کچھ زیادہ جلدی نہیں ہو گئی ؟"حنین نے حیرت سے پوچھا

"بس ایمان کی اپ کمنگ بر دڈے کے لیے ہی تو تحفہ لینا تھا"نمرہ نے چادر سہی کرتے کہا

"وی۔۔وسے مجھے آپ کو شکریہ کہنا تھا"وہ جھجکتی ہوئی بولی تو حنین چونکا

"کس بات کا؟"

"آپ نے دادی جان سے میری پڑھائی مکمل کرنے کی بات کی شکریہ حنین مجھے بہت شوق تھا اپنی ادھوری پڑھائی مکمل کرنے کا"وہ جوش سے بولی

"میں جانتا ہوں نمرہ علم کی پیاس تمھاری آنکھوں میں دکھتی ہے اور آئی مسٹ سے تم کافی برایٹ سٹوڈنٹ ہو "اپنی تعریف پر وہ مسکرادی

"میں آپ سب کا جتنا شکریہ ادا کروں میرا علاج کروایا اتنا کم تھا کہ میرے ماضی سے واقف ہوتے ہوئے بھی مجھے اپنے گھر کی بہو نہیں بیٹی بنایا اتنی عزت پیار دیا یہ جانتے ہوئے بھی کہ میرے اصل ماں باپ کون یہ میں خود نہیں جانتی۔۔۔۔۔"نمرہ کی بات حنین نے کاٹی

"نمرہ ہم سب تمھیں کتنی بار سمجھا چکے ہیں پرانی باتیں کرنے کا کوئی فایدہ نہیں ہو ہم اس نمرہ کو جانتے ہیں جو ہمارے گھر کی بیٹی اور میری منگیتر ہے بس"نمرہ نے اس کے غصہ سے کہنے پر مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا تو وہ بھی مسکرا دیا

نمرہ کو آج محسوس ہو رہا تھا کہ صبر کی کتنی طاقت ہے صبر کا پھل واقعی میں میٹھا ہوتا ہے اس نے آج دیکھ لیا تھا وہ جتنی حنین سے محبت کرتی تھی اتنی حنین اسے کرنے لگا تھا وہ دونوں ایک دوسرے کے ہو گئے تھے ایک دوسرے کی ماضی کو مٹا کر انہوں نے نیا سفر شروع کیا تھا نئی سوچ کے ساتھ پھر خوشیوں کا دستک دینا تو لازم تھا

★★==========★★

"مجھے یقین نہیں آرہا اتنی آسانی سے اجازت مل گئی"وہ خوشی سے پھولے نا سما رہی تھی جبکہ وہ اس کی بچپنا دیکھ ہنس رہا تھا گاڑی ابھی شہر کی حدود میں تھی اب تک وہ لوگ ہائے وے نہیں پہنچے تھے انہوں نے علما کی ضد پر بائے روڈ کا پروگرام بنایا تھا

"حمدان مجھے بھوک لگ رہی ہے"اس نے چونک کر علما کو دیکھا جو برا سا منہ بنائے دیکھ رہی تھی

"ابھی نمکو تھے تو"اس نے گاڑی کی رفتار ہلکی کی اور ادھر ادھر دیکھا

"وہ تو میں نے کھا لیے نا اسے کیا ہوتا ہے"وہ خالی ریپر دکھاتی بولی تو حمدان اس کو دیکھتا رہ گیا

"اچھا رکو ابھی کسی ریستوان پر روکتا ہوں"اس نے اس کا دلاسا دیا

"بے بی کو بھی بھوک لگ رہی ہے"وہ بڑبڑائی تو حمدان زیر لب مسکرایا

"تمھارا کتنا جلدی موڈ بدلتا ہے علما"وہ اکتا کر بولا

"واہ اتنی جلدی تنگ آگئے مجھ سے ویسے تو بڑے عشق عشق کے دعوے ہوتے ہیں پتا ہے مرد نا ہوتے ہی ایسے ایک بار لڑکی مل جائے پھر کیا محبت کیا عشق"وہ کنکھیوں سے اسے دیکھتی جتا کر بولی تو وہ نفی میں سر ہلانے لگا

"مس ڈرامہ کوین"اس نے اس کے گال کو پھر نوچا جبھی وہ چیخی

"کیا مسلہ ہے تمھارے ساتھ"وہ چڑ کر اپنا رخسار مسلنے لگی جو سرخ ہو گیا تھا

"اچھا سوری"حمدان نے مسکراہٹ دبا کر گاڑی سڑک کے کنارے لگایا

"تم بھیٹو میں ابھی کچھ پیک کروا کر لاتا ہوں" وہ گاڑی سے اتر کر جاتے ہوئے بولا تو وہ سر ہلا کر ونڈ سکرین پر نظریں جمائی سامنے ریستوان دیکھنے لگی

"اٹیک" کسی کی آواز گاڑی میں بھیٹے شخص کو بلو تھوڈ کے زریعے سنائی دی تو اس نے اوکے کہہ کر سر اثبات میں ہلایا اور گاڑی کا انجن سٹارٹ کرتا بلکل الرٹ ہو گیا

" آرام سے" شیشے کے پار اس کو سڑک کراس کرتی دیکھ وہ جلدی سے بولی جہاں تیزی سے گاڑیاں دوڑ رہی تھی دل کی کچھ عجیب حالات ہونے لگی اس نے سر جھٹکا

" ارے والٹ تو بھول گیا" ڈیش بورڈ پر والٹ دیکھ اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی پھر کچھ سوچ کر اچھی طرح شال لیے اتری اور حمدان کے پیچھے چل دی

اچانک تیزی سے گاڑی تقریباً درمیان میں ہی سڑک پار کرتے حمدان کو اڑاتی گئی تھی

"حمدا۔۔۔۔" علما کی چیخ نکلی ہاتھ سے والٹ گرا سامنے وہ زمین پر خون کا فوارہ نکلا جائے واردات پر مجمع لگ گیا اور اس شور و ہنگامے ساتھ اپنے معاف ہوتے دماغ کے درمیان صرف ایک آواز گونجی تھی

"میں تمھیں ختم کردونگی "

اور اس کا جواب تھا

"اجازت ہے"

★★==========★★

"عشق کیا ہے؟"

"ہاں"

"کیا ملا؟"

"درد تکالیف"

"کیا ملنا چاہیں؟"

"عمر بھر کا ساتھ"

"امید چھوڑ دی؟"

"شاید"

"کیوں؟"

"عشق کا نام ہی تکلیف ہے عشق میں صرف جدائی ملتی ہے"

"اتنی بدگمانی اچھی نہیں"

"اتنے یقین سے کیسے کہہ رہے ہیں؟"

"عشق کا دوسرا پہلو ابھی باقی ہے"

"پہلا پہلو کیا ہے؟"

"درد جدائی تکالیف مسایب"

"اور دوسرا؟"

"تمھاری کہانی کے اختتام میں معلوم ہو جائے گا"

گہری سانس۔۔۔ طویل خاموشی۔۔ پھر گہری سانس اور پھر خاموشی، دماغ معاف آوازیں آنا بند اور وہ۔۔ وہ چلا گیا گہری نیند میں۔۔ سب ختم نہیں سب شروع ہوا تھا

★★==========★★

آئی سی یو کے خشک اور بوجھل سکوت میں گہرے گہرے سانس بھرنے کی مدھم آوازیں ابھر رہی تھیں۔ موت جیسی خاموشی میں ان سانسوں کے زیر و بم ہی زندگی کے آثار موجود ہونے کا ثبوت تھے۔ سفید چادر میں چھپا اس کا وجود جانے کب سے غافل تھا مگر اب آہستہ آہستہ حد سے زیادہ متورم آنکھوں کی بند پلکوں میں ہوتی لرزش اشارہ کر رہی تھی کہ اس کی غفلت کا اختتام ہو رہا ہے۔ آکسیجن ماسک میں جکڑے اس کے چہرے کو اضطرابی نظروں سے دیکھتے ہوئے اس نے اپنا ہاتھ چھوٹے سے گول شیشہ پر پھر کر اپنی موجودگی کا یقین دیا تھا۔ مدھم کراہوں کے ساتھ اس نے اپنی آنکھیں موندلی پسینہ سے چہرہ بھیگ چکا تھا، پیاس کی شدت سے اس کا سر چکرانے لگا تھا

"علاعلا سمبھالو خود کو" آخر کار حریم اٹھ کر اس کے پاس آئی اور اس کے سن ہوتے وجود کو دھیرے سے جھنجوڑا جو مجسمہ بنی صرف اندر دنیا سے بے پروہ کسی اور ہی دنیا میں موجود شخص کو تک رہی تھی

"ڈاکٹر کو اپنا کام کرنے دو تم بس خود کو سمبھالو اپنے لیے نا سہی اپنے اور حمد ان کے بچے کے لیے جو تمھارے اندر پل رہا ہے" ابھی بھی کوئی جواب نا آیا وہ جیسے پتھر بن چکی تھی صرف پلکیں تھی جو لرز رہی تھی کانپ رہی تھی آنسو تھے جو ٹپ ٹپ گر رہے تھے آنکھیں

جو اتنی بو جھل ہو گئ تھی غم کی شدت جو بڑھ رہی تھی ہر گزرتا پل سے اس کو وحشت محسوس ہو رہی تھ کیونکہ ڈاکٹر نے صاف کہہ دیا تھا کہ وہ لوگ کوشش کرینگے کیونکہ اس کی حالات ٹھیک نہیں حادثہ بھیانک جو ہوا تھا

"ادھر بھیٹو تم" حریم نے اسے قطار با قطار لگی کرسیوں پر بھٹا دیا صرف وہ دونوں ابھی کویرڈر میں موجود تھی جو سنسان پڑا تھا ایک سناٹا تھا جو اس کے دل کو ہولا رہا تھا اندر۔۔۔ اندر وہ موا اور زندگی کی جنگ جو لڑ رہا تھا

"میری جان اللہ سے دعا کرو بس حمدان ٹھیک ہو جائے گا" اس نے اپنے سینے سے اس کا سر لگا کر گویا تسلی دی لیکن وہ ویسے ہی سن بھیٹی تھی یہاں تک کہ آنکھوں کی پتلیاں بھی نہیں ہل رہی تھی غیر مرئی نقطے پر نظر جمائے جیسے وہ یہاں اپنا جسم چھوڑ چکی تھی اور روح کئ اور معلوم ہو رہی تھی

"یا اللہ میری ایما کو صبر دے" حریم نے بھیگی آنکھیں میچتے دل میں دعا کی تھی

"اسلام علیکم" نمرہ کی آواز سے حریم چونکی اور علما سے الگ ہوتی کھڑی ہوئ پھر نمرہ کو کچھ کہتی متعدی سے باہر نکل گی نمرہ نے ایک نظر سن چادر میں لپٹی علما کو دیکھا پھر باہر کی جانب وہ سانس بھرتی اس کے برابر آکر بھیٹ گی

"سب ٹھیک ہو جائے گا بس مایوس نا ہونا کیونکہ مایوسی کفر ہے" اس نے علما کے نرم ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے دھیرے سے کہا تو پہلی بار علما کے سر کو جنبس ہوئ اور ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر نمرہ کی بھوری آنکھوں میں دیکھا جہاں ایک عجیب سا سکون تھا شاید وہ اللہ پر کافی یقین رکھتی تھی وہ یقین وہ اعتبار اس کی آنکھوں سے جھلکتا تھا

"کیا ہمارے پاس کوئ جادو ہو سکتا ہے؟" اس کے کھوئے ہوئے انداز نے نمرہ کو چونکنے پر مجبور کر دیا تھا اس کی آواز جیسے اکھڑی اکھڑی لگ رہی تھی۔۔۔ اس نے اب تک اتنے آنسوں بہائے تھے کہ اس کی آنکھیں مرجھا گئ تھی وہ ہیزل آیز کی چمک کئ کھو گئ تھی

"ہاں بلکل ہم سب کے پاس جادو ہے" اس نے جواباً مسکراتے ہوئے نرمی سے اس کا ہاتھ دباتے کہا تو اس کی مرجھائ آنکھوں میں سوال آگیا

"کیا وہ جادو معجزہ کر سکتا ہے؟" اس نے نیا سوال پوچھا

"بلکل"

"کیسے؟"

"دعا"

"کیا مطلب؟"

"ہمارے ہاتھ میں جادو ہے دعا کا جادو اگر ہم اس جادو کو استعمال کریں تو معجزہ ہو گا اور وہ معجزہ خدا کرے گا ہمیں تو بس جادو کی چھڑی گھمانی ہے" وہ زیرِلب مسکرا کر بول رہی تھی اور وہ سب کچھ اپنی زندگی میں پہلی بار سن رہی تھی

"علما دن کے ہر پل جادوئی ہوتے ہیں ہر پل دعایں قبول ہوتی ہیں لیکن تہجد کا وقت کچھ خاص سا ہوتا ہے میں نہیں جانتی کیوں لیکن اس وقت صرف آپ ہوتے ہیں اور آپ کا رب علما ابھی یہ وقت چل رہا ہے سب سے قیمتی وقت ہے یہ اسے ضایع مت ہونے دو مانگ لو جو مانگنا ہے" اس نے اس کا گال تھپتھپاتے کہا اور علما اسی وقت اٹھی اور سر اثبات میں ہلانے لگی۔اگر تم سے کوئی کہے کہ تہجد کے قیمتی وقت میں کوئی دعا رد نہیں ہوتی تو مان لینا کیونکہ وہ عبادت کے ایسے لمحے ہوتے ہیں جہاں دعایں زبان پر آنے سے پہلے قبول ہوتی ہیں جہاں معجزے ہوتے ہیں جہاں ناممکن کے لفظ کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی وہاں سب ممکن ہوتا ہے سب ممکن ہوتا ہے

★★==========★★

"افرا ولید کا کیا بنا؟" حسیب کو اندر داخل ہوتے دیکھ اریب اور زین اس کی طرف آئے

"سلاخوں کے پیچھے ہے" حسیب نے دانت پر دانت جمائے کہا افرا ولید کا نام ہی اس کا خون کھولا دیتا تھا کیونکہ آج اس کا جگری دوست جس حالات میں تھا اسی کی وجہ سے تھا

"حسیب بھیا پچھلی بار بھی تو آپ نے اس کو جیل کروائی تھی پھر بھی وہ بچ گئی تھی کہی اس بار پھر۔۔۔۔" زین کی بات اریب نے نفی میں سر ہلا کر کاٹی

"اس بار وہ چاہ کر بھی نہیں نکل پائے گی"

"اور آپ اتنے یقین سے کیسے کہہ رہے ہیں؟"

"میں بتاتا ہوں" حسیب نے زین کی طرف رخ کیا پھر بولا "پچھلی بار جس ثبوت کے تحت ہم نے اسے جیل کروائی تھی وہ اتنا پختہ نہیں تھا اور اس کا رہا اس کی ماں نے وکیل پر پیسہ پھینک کر کیا تھا اور اس وکیل نے لالچ میں ایسا کھیل کھیلا کہ پولس کو لگا کہ وہ ویڈیو جو ہم نے حمدان کے آفس میں بنائی تھی وہ ایڈیٹنگ ہے" زین نے حیرت سے اریب کو دیکھا پھر حسیب کو جو مزید بولا

"اب کی بار ہمارے پاس صرف ثبوت ہی نہیں گواہ بھی موجود ہے "

"کونسا گواہ؟"

"افرا ولید کا خاص آدمی اس کو ہم نے خرید لیا ہے اب وہ سچ اگلے گا صرف سچ" زین کو سمجھ آکر بھی زیادہ کچھ سمجھ نا آیا کیونکہ ابھی فلحال اس کا دماغ حمدان پر اٹکا تھا وہ سر جھٹک کر کچھ یاد آنے پر جلدی سے بولا

"وہ اریب بھائی امی جان ہاسپتال جانے کے لیے باضد ہیں اور دادی جان کی الگ طبیعت بگڑ گئی ہے" زین کی اطلاع پر وہ دونوں چونکے

"ایک کام کروزین تم ساری لڑکیوں کو کھو گھ میں بڑوں کو سمبھالے اور لڑکوں کو کھوگھر میں ہی رہیں ہاسپتال میں زیادہ رش ممکن نہیں ہے میں کچھ کر تاہوں پھر امی جان کو تھوڑی دیر کو لے جاؤ نگا حسیب چل ہم ہسپتال چلتے ہیں" اریب زین کو تاکید کر تا حسیب کے ساتھ حیدر ولا سے نکل گیا اب پورے راستے وہ افرا کے کیس کے متعلق بات کر رہے تھے بلا آخر افرا کا صفحہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا تھا

★★==========★★

جانماز پر وہ بھیٹی تھی سفید چادر اچھی طرح سر پر اڑھی ہوئی تھی صرف اس کا چاند جیسا دمکتا چہرہ نظر آرہا تھا دونوں ہاتھوں کو دعا کی صورت میں اٹھائے وہ اپنے رب سے روبہرو تھی اور اندر وہ موت اور زندگی کے درمیان گہرہ تھا وہی شخص جو اس کی پہلی محبت تھا وہی اس کی زندگی میں آنے والا پہلا مرد جس نے اس کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا جو اس کا محرم تھا جو اس کا سب کچھ تھا جسے نفرت تو ہوئی تھی لیکن نفرت کے بعد والی محبت نفرت سے پہلی والی محبت سے زیادہ طاقت ور تھی

"یا اللہ " صرف نام پکارا تھا التجا سے۔۔۔صرف سر گوشی کی تھی لیکن ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ چیخی ہے اتنی زور سے چیخی ہے کہ جیسے باہر چلتی سر دہوائیں سہم گئی ہوں جیسے کائنات متوجہ ہو گئی ہو جیسے سب چونک گئے ہو جاندار بے جان سب۔اس نے اپنا دل کا غبار نکالا ہو جیسے آسمان کی طرف چہرہ کیے وہ بھیگی آنکھوں سے کالے آسمان پر خدا کو کھوج رہی ہو اور اسے خدا نظر نہیں آرہا ہو اور پھر وہ جائے نماز میں بھیٹی خدا سے آخر کار روبہرو ہو گئی ہو جیسے خدا بلکل اس کی طرف متوجہ ہو جو توجہ سے اسے سن رہا ہو جو اسے مخاطب ہو اور وہ۔۔۔وہ اسی وقت کا فایدہ اٹھاتی اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر رہی ہو

"اس کو بچالیں آپ یا۔۔۔یا اللہ پلیز اس کو بچالیں" وہ یک دم گڑ گڑانے لگی جیسے کوئی چھوٹی بچی ہو جو ضد کر رہی کہ بس اس کو بچائے تو بچائے جیسے لاڈ دکھا رہی ہو جیسے اپنے رب کے سامنے بے بسی سے کہہ رہی ہو کہ "آپ کے سوا ہے کون جسے مانگا جائے؟ "

"میں اسے محبت کرتی ہوں می۔۔میں نے سنا ہے کہ محبت میں جدائی لازم ہیں محبت آپ کو توڑ دیتی ہے محبت آپ کے نصیب میں نہیں لکھی ہوتی محبت صرف کہانیوں میں مکمل ہوتی ہیں اور جب کبھی کوئی ایسی کہانی پڑھتی ہوں جس میں وہ دونوں جدا ہو جاتے ہیں تو مجھے بہت برا لگتا ہے لیکن اب اصل میں محبت سے جدائی کا سوچنا ہی تکلیف دے رہا ہے۔۔۔وہ میری کمزوری نہیں وہ میری طاقت ہے پھر کیوں یہی طاقت جدائی کے لفظ پر آکر کمزوری بن جاتی ہے یا خدا جدائی لفظ مجھ پر حرام کر دے" وہ کہہ رہی تھی وہ سن رہا تھا اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وہ سن رہا ہے اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے لفظ رایگہ نہیں جارہے اسے یقین تھا کہ ایک ایک لفظ وہ پوری توجہ سے سن رہا ہے یہ اس کا یقین تھا یہ ہر مسلمان کا یقین ہے کوئی مانے یا نا مانے لیکن ہم جانتے ہیں کہ وہ سنتا ہے وہ سنے گا وہ سنتا تھا وہ سنتا رہے گا ایک وہی تو ہے جسے ہم بغیر کسی خوف کے ہر بات کر لیتے ہیں سب مانگ لیتے ہیں بنا کوئی ڈر کے کہ ہمیں بدلے

میں کچھ دیناہو گاوہ تو بغیر مفاد کہ ہماری سنتاہے تو کیا ہم بغیر مفاد کے اس کو سنا نہیں سکتے ؟کسی انسان کے آگے ہاتھ پھلانے سے بہتر اس کے آگے ہاتھ پہلائے جائے۔۔۔اس کے آگے جھولی پہلائی جائے کیونکہ پھر شرمندگی محسوس نہیں ہوتی پھر جھجک نہیں ہوتی پھر انکار سننے کاڈر نہیں ہوتا پھر بس اس کے "کن "کا انتظار ہوتا ہے اور پھر جب وہ کہتا" کن فیاکن "تو اس لفظ سے جیسے محبت ہو جاتی ہے کیونکہ اس لفظ پر ہی تو جھولیاں بھر دی جاتی ہیں۔اس کے در سے واپس لوٹنے والا کبھی خالی جھولی لے کر نہیں لوٹتا یا تو اسے مل جاتا ہے یا اس کی خواہش سے بھی بہتر اطاہو تاہے لیکن خالی ہاتھ وہ کبھی لوٹنے نہیں دیتایہی تو سچ ہے

"کم از کم میری محبت نہیں تو اس کے عشق کے صدقہ ہی میری دعا کو سن لیجیے"وہ سسکیاں بھر رہی تھی وہ عشق کا صدقہ دے رہی تھی وہ عشق کا واستہ دے رہی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی اس کا عشق پھر تو عشق ہیں نااس کے عشق میں کوئی کھوٹ تھوڑی ہے اس کی محبت ضرور قید ہوگئی تھی لیکن اس کا عشق۔۔۔اس کا عشق ناتو قید ہوا تھااور ناہی وہ اس عشق سے رہاہوا تھا

"یااللہ زندگی موت کا صرف آپ کو اختیار ہے اسے میری زندگی بھی دے دیں"وہ زندگی بھی اس کے لیے قربان کر رہی تھی کیونکہ وہ اس پر قربان ہو چکی تھی رات سناٹے سے بھرپور تھی آئی سی یو میں مسلسل ڈاکٹر کی کوشش جاری تھی وہ جائے نماز پر بھیٹی سکسیاں بہاتی اس کے کن کا انتظار کر رہی تھی

★★==========★★

"ایمان بس خاموش ہو جاؤ تم روتی رہو گی تو تائی جان کو کون حوصلہ دے گا"صبحان نے ایمان کو خود سے لگاتے بے بسی سے کہا تو وہ ہچکیاں بھرتی چپ ہو گئی

"صبحان پلیز مجھے بھائی سے ملا دیجیے"وہ اسے الگ ہوتی بولی تو صبحان نے نفی میں سر ہلایا

"ابھی نہیں ابھی پہلے تائی جان کو دیکھو"وہ اس کے آنسو پوچھتا ہوا بولا

"بھائی کی گڑیا کو اپنے ہینڈسم بھائی کے پاس جانا ہے"وہ پھر رو پڑی

"کیا ہو گیا ایمان کیوں رو رہی ہو کیوں ایساماحول بنایا ہوا ہے حمدان ٹھیک ہو جائے گا بس صرف دعایں مانگو"اسمہ اندر داخل ہوتی بولی تو ایمان نے آنسو پوچھے

"جاؤ میرا بچا امی کے پاس جاؤ سمبھالو ان کو میں نے سب لڑکیوں سے کہہ دیا ہے وضو کر کے کھڑی ہو وہ جانماز پر اللہ سب بہتر کرے گا"وہ اس کے سر پر ہاتھ پہرتی بولی تو وہ سر اثبات میں ہلاتی بیڈ سے اتر کر باہر حفسہ کے پاس چلی گئی

"بیٹا طلحہ یا حنین کا فون آیا ہسپتال سے ؟"اسمہ نے صبحان سے پوچھا تو وہ نمبر ڈایل کرتے نفی میں سر ہلانے لگا

★★==========★★

"علما تمھیں حمدان کو دیکھنے کی اجازت مل گئ ہے" وہ جو گھٹنوں کو سینے سے لگائ چہرہ جھکائ اپنے خشک آنسوں کو لیے تصبیح پڑھنے میں مصروف تھی آحد کا جملہ سن کر بری طرح چونکی اور سر اٹھا کر آحد کو دیکھا جو بہن کے زرد پڑتے چہرے کو دیکھتے ہی تکلیف سے دوچار ہو گیا تھا اس نے سر ہلایا اور مسکراتی ہوئ اٹھی آخرکار وہ حمدان سے مل سکے گی صبح سے وہ آئ سی یو میں تھا اور صبح سے ہی اس کے لبوں پر حمدان سے ملنے کی خواہش تھی۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ اندر داخل ہوئ آحد اسے دروازے تک چھوڑ کر پلٹ گیا تھا اس نے ضبط سے جھکا چہرہ اٹھا کر سامنے وجود کو دیکھا تو آنسو رفتار سے گرنے لگے وہ آنکھیں بند کیے سفید چادر تک سینے تک اڑھا بے ہوش تھا آکسیجن ماسک ہٹ چکا تھا کمرے میں زیادہ روشنی نہیں تھی وہ آنسو بہاتی دھیرے سے اس کے پاس آئ اور پاس پڑی کرسی پر بھیٹ گئ اور کئ لمحے اسے خاموشی سے دیکھتی رہی۔ وجیہہ چہرے پر کچھ زخم کے نشان تھے جو اب تک بھرے نہیں تھے بھوری آنکھیں خفا تھی جبھی بند تھی نرم وملائم بال جو ماتھے پر آکر بکھرے ہوئے تھے اس نے دھیرے سے ہاتھ اٹھا کر اس کے بال چوڑی پیشانی سے پیچھے کیے آنسو بہاتی وہ لب کاٹنے لگی تھی اس کی حالات اسے برداشت نہیں ہو رہی تھی

"اگر بیٹی ہوئ تو؟"

"اللہ کی رحمت "

"اور اگر بیٹا؟"

"اللہ کی نعمت" اچانک حمدان کی باتیں کانوں میں گوجنے لگی اس نے بے اختیار اپنا ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھا پھر حمدان کو دیکھا جو کافی گہری بے ہوشی میں تھا اس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں حمدان کے دونوں ہاتھ لیے اور سسکتی ہوئ بولی

"ح۔۔حمدان اٹھ جاؤ دیکھو بے بی تمھیں دیکھ رہی ہے" اس کے گرم آنسو حمدان کے ہاتھ پر گرنے لگے

"ہمیں تو نام بھی ڈیسایڈ کرنا تھانا" وہ جلدی سے اپنے آنسو پوچھتی ہوئ بولی لیکن حمدان بلکل بے سود پڑا تھا

"اگر تم ٹھیک نا ہوئے نا تو میں اور بے بی دونوں خفا ہو جاینگے" وہ چہرہ موڑ کر بولی پھر یک دم سرخ آنکھیں میچتی نفی میں سر ہلایا

"ک۔۔کیسا عشق ہے تمھارا؟ ہاں مجھ سے عشق کرتے ہو نا تو میری بات کو کیوں نہیں سن رہے؟" وہ چیخی پورے کمرے میں اس کی آواز گونجی لیکن وہ ویسے ہی مجسمہ بنا رہا

"تم کہتے ہو نا کہ میری سانسیں تمھاری سانسوں سے جڑی ہے تم کہتے ہو نا عشق اور عاشق کے جسم نہیں روح جڑی ہوتی ہے تو خبادار مجھ سے دور ہوئے ورنہ تم جانتے ہو میں بھی اسی لمحے دور چلی جاؤنگی اس دنیا سے سب سے" وہ روتی ہوئ اسے تشبیہہ کرتی چیخ رہی تھی کہ آحد بھاگتا ہوا اندر داخل ہوا اور اسے کندھوں سے پکڑ کر اٹھایا

"بھائی اس کو کہے نا اٹھ جائے" وہ آحد کے سامنے گڑ گڑا کر بولی تو وہ تڑپ اٹھا

"ایما ہوش میں آؤ" آحد نے اسے پیار سے خود سے لگایا تو وہ حمدان کو تکتی خاموش ہو گئی جو ایسے ہی مجسمہ بنے لیٹا تھا آحد اسے اپنے ساتھ لگائے باہر لے آیا اور اسے بٹھا کر پانی پلانے لگا ساتھ وہ تسلی دے رہا تھا کہ وہ بہت جلد ہوش میں آ جائے گا

★★==========★★

"علما کچھ تو کھا لو پلیز اپنے لیے نا سہی اس ننھی سی جان کے لیے ہی" ہمنہ نوالہ بنائے کب سے سن بھیٹی علما کو راضی کر رہی تھی لیکن اس کی طرف سے نا تو کوئی جواب آ رہا تھا نا ہی کوئی ردِ عمل سب حمدان کی وجہ سے پریشان تھے ہی تھے علما کی وجہ سے بھی بری طرح پریشان ہو گئے تھے

"کیا ہوا کچھ کھایا؟" سمرہ نے اندر آ کر پوچھا تو ہمنہ نے بے بسی سے نفی میں سر ہلایا

"اچھا ہمنہ رہنے دو کچھ وقت دو شاید پھر کچھ کھا لے" سمرہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے ایک نظر علما کو دیکھ کر کہا جو کسی غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائی کسی اور ہی دنیا میں گم تھی

"جاؤ آحد بلا رہے ہیں" اس نے بتایا تو ہمنہ کھانے کی ٹرے اٹھائی باہر نکل گئی جبکہ پیچھے سے وہ اس کی کرسی پر بیٹھ کر علما کو دیکھنے لگی جس کی حالات منتشر نظر آ رہی تھی

"ایما حمدان بھی تو یہی چاہتا ہے نا کہ تم اپنا خیال رکھو اپنے ہونے والے بچے کا خیال رکھو" سمرہ نے اس کا ٹھنڈا پڑتا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے نرمی سے کہا تو اچانک وہ چونکی

"اگر میں اپنے بچے کو اس دنیا میں آنے سے پہلے دیکھ نا سکو اور مجھے کچھ ہو جائے تو تم اس کا خیال اور اپنا خیال رکھو گی میرے خاطر" آنسو گال پر اس کے ایک بار پھر لڑکھنے لگے تھے سمرہ نے آنکھیں بند کیے اس کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا جبکہ وہ خاموشی سے آنسو بہائے جا رہی تھی

"علما پلیز اپنی حالات درست کرو" سمرہ نے آنکھیں کھول کر اس کے چہرے کا جائزہ لیے اس کے بکھرے بال دیکھے اس کی حالات واقعی میں خراب ہو رہی تھی

"رکو تم۔۔۔" وہ اٹھی اور برابر پڑے اپنے پرس سے شیشہ نکال کر اس کے آگے کیا

"کم از کم منہ تو دھو لو سارہ کا جل پھیل گیا ہے" اس نے دھیرے سے شیشہ تھاما اور اس میں اپنا چہرہ دیکھا

"بیگم صاحبہ آپ کے حسن کے آگے اچھے سے اچھوں کی بولتی بند ہو جائے" یک دم اس نے نمکین پانی سے بھری آنکھیں میچ لی

"خود کو سمبھالو میری جان" سمرہ نے آگے بڑھ کر اسے خود سے لگالیا جو پھوٹ پھوٹ کر وہ پڑی۔۔۔اچانک کمرے میں سارم داخل ہوا۔۔وہ لوگ ہاسپتال کے ہی ایک کمرے میں تھے

"س۔۔سارم حمدان کیسا ہے اس کا علاج ہو گیا؟" وہ سمرہ سے الگ ہوتی تیزی سے پوچھنے لگی سارم نے سمرہ کو دیکھا جس کی آنکھیں بھی بھر آئی تھی پھر علما کو جو بے تابی سے جو اس کا جواب کا انتظار کر رہی تھی

"ہاں ابھی ہو رہا ہے تم پریشان نہیں ہو سمرہ میں مام ڈیڈ کو لینے ایرپورٹ جا رہا ہوں تم علما کو لے کر باہر آجاؤں حریم اور آحد وہی ہیں"

سارم نے بمشکل مسکراتے علما کو گویا تسلی دی پھر سمرہ کو دیکھ کر کہا تو وہ سر ہلا گئی

"چلو علما آرام سے" وہ اٹھ کر علما کو سہارہ دینے لگی تھی

★★==========★★

سارے علما کے سامنے خود کو مضبوط بنائے ہوئے تھے ورنہ سب کی حالات خراب ہو رہی تھی اندر حمدان ڈاکٹر کی نگرانی میں تھا اسے اب تک ہوش نہیں آیا تھا علما کے پاس ابھی آحد حریم اریب سمرہ موجود تھے باقی سب آرہے تھے جا رہے تھے کیونکہ ہسپتال میں رش آلاوڈ نہیں تھا وہ آحد کے سینے سے لگی خاموش آنکھیں مندے ہوئے تھی جب آچانک ڈاکٹر باہر نکلے تو وہ چونک کر اٹھ بیٹھی سب ڈاکٹر کی طرف متوجہ ہو گئے

"ڈ۔ڈاکٹر حمدان کیسا ہے اب ٹھیک ہیں ناوہ؟" حریم نے سب سے پہلے بڑھ کر سوال پوچھا لیکن ڈاکٹر کے تاثرات تو کچھ اور بیان کر رہے تھے جبھی ان کے فوری جواب نا دینے پر علما جلدی سے حریم کو سائیڈ کرتی ڈاکٹر سے مخاطب ہوئ

"میں جان۔۔جانتی ہوں وہ ٹھیک ہے کب تک اسے ہوش آجائے گا؟ کب تک ہم گھر لے جاینگے اس کو؟ کیا میں اسے مل سکتی ہوں" وہ مسکرا کر جوش سے پوچھنے لگی لیکن ڈاکٹر کی طرف سے ملنے والے جواب نے اسے سکتے میں آنے پر مجبور کر دیا

"سو۔۔سوری ان کی حالات کافی بگڑ گئ ہے کافی بلڈ بہہ چکا ہے مشکل ہے آپ لوگ دعا کیجیے" وہ آحد کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہہ کر واپس اندر چلے بھی گۓ جبکہ علما وہی مجسمہ بنی کھڑی رہی جب حریم نے اسے اپنے سے لگانے کی کوشش کی تب وہ بولی

"وہ۔۔۔وہ میم وہ کہہ رہے ہیں سوری" یک دم وہ رو پڑی آحد سمرہ اریب سب چونک گۓ حریم بھی اسے تڑپتا دیکھ رو پڑی اریب اسے پکڑ کر باہر لے گیا ورنہ حریم کو روتا دیکھ علما کی حالات سنورنے کے بجائے بگڑ جاتی

"علما کچھ نہیں ہوا۔۔۔۔" سمرہ نے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھ کر سختی سے سمجھایا

"ن۔۔نہیں وہ کہہ رہے ہیں حمدان کو بچانا مشک۔۔۔" وہ نفی میں سر ہلاتی پیچھے ہوتی گئ آحد سمرہ جلدی سے اس کی طرف بڑھا

"ایسے کیسے نہیں ایسا نہیں ہو سکتا" وہ کانوں پر ہاتھ رکھتی بری طرح بے قابو ہو رہی تھی آحد نے اسے پکڑنا چاہا لیکن وہ مچلتی اس کے ہاتھوں سے نکل رہی تھی سارا اسٹاف جمع ہو گیا تھا سب افسوس سے اسے دیکھنے لگے

"وہ۔۔۔وہ میری محبت ہے وہ میرا ہے وہ چلا جائے گا تو۔۔۔تو میں کیسے زندہ رہونگی حمدان۔۔۔حمدان" وہ روتی چلاتی اس کو آوازیں لگانے لگی اسے پکارنے لگی

"علما کیا ہو گیا" آحد نے اسے کھینچ کر تھپڑ مارا تو وہ یک دم خاموش ہو گئ جبکہ پورا اسٹاف کے ساتھ سمرہ نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا

"ب۔۔۔بھائی" وہ آحد کے سینے سے لگ گئ تو وہ تڑپ کر اس کے ماتھے پر پیار کرتے اس کے بال سہلانے لگا جب وہ الگ ہوئی اسے اور یک دم چیخی

"ب۔بھائی مجھ۔۔۔مجھے درد۔۔۔۔آہ" وہ کراہتی ہوئی اس کے ہاتھوں سے پھسلتی فرش پر گرنے لگی سمرہ چیخ مار کر اس کو سمبھالنے لگی جس کا سر بھاری ہونے لگا آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا اور وہ۔۔۔۔وہ بہت جلد دنیا سے غافل ہو گئ

★★===========★★

رونے کی آوازیں آرہی تھی جیسے ہر طرف ماتم ہو رہا ہو کوئی روتے سسکتے دہائی دے رہا تھا ہائے ہائے آوازیں آرہی تھی اس کی نیند میں جیسے خلل پیدا ہو رہا تھا اس نے جھٹکے سے اپنی آنکھیں کھولی اور اٹھ بھیٹی ایک نظر دروازے کو دیکھا جس کے پار سے آوازیں آرہی تھی اسے وحشت ہونے لگی وہ اٹھی اور دھیرے دھیرے چلتی دروازے کے پاس آیا اسے اپنا جسم کمزور لگ رہا تھا اسے محسوس ہو رہا تھا اسے چکر آرہے ہیں سر بھی الگ بھاری ہو رہا تھا وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی باہر آئی تو دیکھا سفید کپڑوں پہنی کچھ عورتیں اپنا سینا پیٹ رہی تھی وہ دم بخود رہ گئ اسے اچانک خوف سا محسوس ہونے لگا اس نے ڈر کر ارد گرد دیکھا

"ح۔۔حمدان؟ اس نے حمدان کو پکارا مگر وہ وہاں نہیں تھا ہاں وہ تو ہاسپتال میں اسے یک دم حمدان کا حادثہ یاد آیا اسے حمدان کے پاس جانا تھا یہاں سے جانا تھا جہاں کوئی سوگ ہو رہا تھا

"میم" اچانک حریم کو کونے میں کھڑا دیکھ وہ چونکی اور بھاگتے ہوئے اس کے پاس آئی جو اسے عجیب سی نظروں میں دیکھنے لگی

"میم یہ ہم کہاں ہے یہ سب کیا ہو رہا ہے چلیے ہوسپیٹل حمدان کے پاس" اس نے ارد گرد دیکھتے جنجھلا کر کہا

"وہ تو مر گیا" یک دم اس کے سارا جسم سے خون نچوڑ کر چہرے پر آ گیا اس کا وجود کانپنے لگا وہ سرد لہجے میں علما کو سن کر گئ تھی

"وہ دیکھو" حریم نے انگلی کر سامنے کی طرف اشارہ کیا تو وہ چونکی اور تیزی سے پلٹ کر دیکھا تو اسے لگا وہ سانس نہیں لے پائے گی۔۔۔ سامنے چارپائی پر کفن میں لپٹا وجود حمدان کا تھا

"سن کر میرے موت کی خبر سن کر میرے موت کی خبر تم ننگے پاؤں چلے آنا" اس کی آواز ہر طرف گونجنے لگی۔۔۔ ننگے پیر بکھرے بال سرخ پڑتی آنکھیں سفید پھٹی چادر میں وہ ملبوس تھی

"ہائے حمدان میرے بچے" حفصہ کی رونے کی آواز آنے لگی وہ ششدرہ چلتی اس کفن میں لپٹے وجود کے پاس آئی اور حیرت سے سر اٹھا کر حفصہ کو دیکھا جو ایمان سے لپٹی رو رہی تھی

"نہیں۔۔۔ نہیں" اس نے زور زور سے نفی میں سر ہلایا

"حمدان کیسے مر سکتا ہے اس کی سانسیں کیسے چھن سکتی ہے اگر وہ مر چکا ہوتا تو میں زندہ کیسے ہوتی؟" اسے اپنی چلتی تنفس پر شک ہونے لگا اس نے حیرت سے اپنی نفس پر ہاتھ رکھ کر اپنے زندہ ہونے کی تصدیق کی لیکن۔۔۔ لیکن یہ کیا وہ زندہ نہیں تھی؟ وہ تیزی سے اس مردہ جسم سے دور ہوئی

"علما تم بیوہ ہو چکی ہو" سمرہ کے جھنجوڑنے پر وہ بری طرح چونکی اور روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا

"یہ سچ نہیں ہے" اس کا جسم تھر تھر کانپنے لگا تھا

"یہ سچ ہے تم نے حمدان کو مار دیا" ایشال کے جھٹکے سے خود کی طرف متوجہ کرنے پر وہ چونک اٹھی اور اس کے لفظوں پر ششدرہ رہ گئی

"یہی چاہتی تھی نا تم موت تک لے جاؤں گی اس کو ختم کر دوں گی اس کے مرنے سے تمھیں تو سکون مل رہا ہو گا نا دیکھو اس کی لاش پڑی ہے" ایشال نے اس کا چہرہ مردہ جسم کی طرف زبردستی کرنا چاہا لیکن وہ چیخ کر پیچھے ہوئے

"میں تمھیں اس مقام پر لے آؤں گی جہاں تم موت کی فریاد کرو گے مگر موت نصیب نا ہو گی" موت اسے نصیب ہو گئی

"علما تمھاری کب سے خواہش ہے مجھے مارنے کی ایک بار مار ہی دو" اور خواہش پوری ہو گئی

"میں مر جاؤں گا" اس نے کہا تھا وہ مر جائے گا

"خدا کرے" اور وہ مر بھی گیا

"نہیں نہیں" وہ نفی میں سر ہلا کر پلٹ کر بھاگ کر واپس اس کمرے میں آ گئی جہاں سے وہ بیدار ہوئی تھی ذہن میں اپنی پرانی نفرت میں کہی ہوئی ساری باتیں گونجنے لگی

پورا کمرا اندھیرے میں ڈوب چکا تھا ہلکی ہلکی کھڑکی سے آتی سورج کی کرن روشنی کے روپ میں کمرے کو نہلا رہی تھی جس سے ہلکی ہلکی چیزیں واضح کر رہی تھی وہ ساکت کھڑی تھی ہوش تو وہ کھو بھیٹی تھی ابھی ابھی جو باہر سنا وہ کسی زہر کی طرح اسکی روح کو تڑپا رہا

تھاوہ پل پل اپناہاتھ اپنے پیٹ پر رکھتی آنسو شدت سے رخسار کو بھگارہے تھے اس خالی کمرے میں جہاں سوئی بھی گرے تو آواز آئے ایک آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی ہوا کا ایک پرجوش جھوکا نے دروازہ تیزی سے بند کر دیا

"کیا ہوا جو چاہتی تھی وہ تو ہو گیا" کوئی اسے مخاطب کر رہا تھا بہت پاس ہو کر مگر کون ادھر تو اس کے وجود کے علاوہ کوئی موجود نہیں تھا

"کیا ہوا" ایک بار پھر آواز کانوں کی سماعت سے ٹکرای آواز اس کے پیچھے سے آرہی تھی وہ تیزی سے پلٹی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی سامنے اسکا وجود کھڑا تھا وہ خود کھڑی تھی

"تم جو چاہتی تھی وہ ہو گیا جشن مناؤں ہاہاہاہا" اسکا وجود اس کے مقابل کھرے ہو کر اس پر ہنس رہا تھا

"کک۔۔۔کون ہو تم" پسینے سے چہرا بھیگ چکا تھا کاپتی ہوئی آواز نکلی

"وہ پہنچ گیا" اچانک سے سامنے سے اسکا وجود غائب ہو گیا مگر آواز اس کے پیچھے سے آنے لگی وہ دوبارہ تیزی سے پلٹی

"وہ پہنچ گیا موت کے قریب موت اس کے سامنے ہے تمہاری جیت ہوئی" وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی یہ اسکا وجود ہی تھا

"نہیں" اس نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے

"کیا ہوا یہی چاہتی تھی نا تم موت اس کے سامنے کھڑی ہے جشن مناؤ تلیاں بجاؤ تمھارے والفاظ نے کر دیکھایا تمہاری نفرت اس کے عشق سے جیت گئی" وہ اپنے وجود کو یک ٹک دیکھ رہی تھی وہ اس کو سچائی دیکھا رہی تھی

"نہیں سب جھوٹ ہے کچھ نہیں ہوا" وہ کانوں پر ہاتھ رکھتی آنکھیں بند کیے تیزی سے پلٹی اسکی حالت بہت خراب ہو چکی تھی

"موت نے اسے بلا لیا الوداع کہو اسے جا کر خوشیاں مناؤ اسکی حالت دیکھو" اس نے تیزی سے آنکھیں کھولی سامنے شیشے میں اسکا عکس اسے ہم کلام تھا۔وہ پاگل ہو رہی تھی نہیں وہ پاگل نہیں ہو سکتی اس نے بے ساختا اپنا ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھا

"نہیں یہ نہیں ہو سکتا میں مر جاؤ گی" وہ چیختی چلاتی گرتی چلی گئ

آوازیں آنا بند ہو گئی تھی روشنی کمرے میں تیزی سے پھل رہی تھی مگر اسکا دِماغ اسکو بند ہوتا محسوس ہوا آنکھوں میں اندھیرا نظر آیا تکلیف سے سسکیاں نکلی پل بھر میں سب کچھ ختم ہو گیا وہ گر گئی اور کانپتے ہونٹوں سے بمشکل الفاظ ادا کر پائی

"لا اِلٰہ اِلا اللہ محمد رسول اللہ"

★★==========★★

رونے کی آواز اب تک آرہی تھی کوئی رو رہا تھا بہت قریب سے اس کی کان کی سماعت وہ آواز سن سکتی تھی کوئی بری طرح رو رہا تھا نہیں وہ کون تھا وہ پھر سے کیوں رو رہا تھا اس کا حمدان کیا اس کا حمدان جدا ہو گیا؟ کیا اس کا عاشق اپنے عشق کو الودع کہہ گیا؟ کیا اس

کی کہانی کا اختتام دکھ بھرا ہو گیا؟ کیا سیڈ اینڈنگ کی فہرست میں اس کے عشق اور اس کی محبت کی کہانی شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہو کر اول نمبر پر آ جائے گی؟ نہیں وہ تیزی سے نفی میں سر ہلانے لگی پسینے سے چہرہ پورا بھیگ گیا تھا تنفس تیز ہو گئی تھی دل کی دھڑکنیں ریل کی رفتار سے بھاگ رہی تھی جسم کنپکپا رہا تھا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ چکے تھے زرد پڑتا چہرہ سن ہو رہا تھا نہیں لب ایک دوسرے میں پیوست ہو گئے تھے نہیں بس نہیں نہیں صرف لبوں سے نکل آ رہا تھا رونے کی آواز اب تیز ہو گئی تھی نہیں اس نے اپنی آنکھیں زور سے بند کر لی نہیں

"حمدان" وہ چیخ کر اٹھی اور یک دم سناٹا چھا گیا رونے کی آواز آنا بند ہو گئی اس نے جھٹکے سے آنکھیں کھول اردگرد دیکھا تو ششدر رہ گئی وہ ہاسپتال کے ایک روشن کمرے کے بستر پر تھی اس نے ہانپتے ہوئے اپنا سر تھام لیا یعنی۔۔۔یعنی وہ خواب میں تھی وہ پھولی سانسیں بحال کرنے لگی

"ایما۔۔۔ایما کیا ہوا؟" حریم تیزی سے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی اور گھبرا کر علما کی طرف بڑھی جو اس کے سینے سے لگ کر چکراتا ہوا سر کو سمبھالنے لگی

"پ۔۔۔پانی" حریم نے جلدی سے پانی کی بوتل اس کی طرف بڑھائی تو اس نے فوری طور پر ایک ہی سانس میں گھٹا گھٹ پی لی وہ کب سے پیاسی تھی پیاس سے ہلک خشک ہو رہا تھا

"ایما میری جان یہ دیکھو" اچانک سمرہ مسکراتی ہوئی داخل ہوئی علما نے چونک کر اسے دیکھا پھر اس کی گود میں کمبل سے لپٹے کسی وجود کو اس کا دماغ الجھنے لگا یعنی اس بچے کی رونے کی آوازیں آ رہی تھی؟

"آپی مبارک ہو آپ کی بیٹی ہوئی ہے" ماہم جوش سے مسکراتی ہوئی بھاگ کر اس کے گلے لگ گئی جبکہ علما کچھ دیر تک اس کے لفظوں پر غور کرنے لگی

"ب۔۔۔بیٹی؟" اس نے حیرت سے خود کو دیکھا پھر اردگرد اور پھر حریم کو جو مسکرا کر سر اثبات میں ہلا رہی تھی

"جی اور اتنی پیاری اور گولو ہے ماشاللہ" ماہم نے سمرہ کی گود میں صحت مند گلابی بچی کی دیکھتے کہا جو آنکھیں بند کیے گہری نیند میں سو بھی گئی تھی لیکن علما نے اس کو دیکھا تک نہیں اس کو صرف ایک ہی آواز آنے لگی

"شکریہ۔۔۔عورت کی طرف سے یہ دیا ہوا تحفہ مرد کے لیے بہت اہم ہوتا ہے" وہ اچانک سے پھر رونا شروع ہو گئی سب چونک گئے

"میم۔۔۔حمدان وہ۔۔وہ کیسا ہے؟" وہ گھبرا کر حریم کے ہاتھ پکڑ کر پوچھنے لگی تو حریم نے سمرہ اور ماہم کو دیکھا پھر علما کو اور دھیرے سے مسکرائی

"ڈاکٹر کامیاب ہوگئے ہیں وہ پہلے سے بہتر ہے اسے آئی سی یو سے شفٹ کر دیا گیا ہے جلدی ہوش میں آنے والا ہے" اور اسے ایسا محسوس ہوا جیسے ساتوے آسمان پر ڈھکے پردے کے دوسری جانب سے کوئی کہہ رہا ہو

"بے شک دینے والی ذات اس کی ہے بے شک وہ کبھی بھی اپنے بندوں کو رسوا نہیں کرتا اور بے شک ہر رات کے بعد سویرا ہے"

اس کا دل چاہا وہ اسی وقت سجدے میں گر جائے اس نے آنکھیں موندے دل سے بغیر الفاظوں کے سب سے پہلے شکر ادا کیا پھر جب آنکھیں کھولی تو خوشی کے آنسو گرنے لگے جس کو وہ چاہ کر بھی روک نا پائی

"م۔۔مجھے اسے ملنا ہے" وہ روتے ہوئے مسکرائی اور بیڈ سے اترنے لگی جبھی سمرہ نے اسے ٹوکا

"نہیں علما ابھی کچھ گھنٹے پہلے ہی تو تمھاری ڈیلیوری ہوئی ہے" سمرہ کے انکار پر ماہم اور حریم نے بھی نفی میں سر ہلایا لیکن جیسے وہ تو کچھ سننے کو راضی ہی نہیں تھی

"پلیز میم پلیز پلیز میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں پلیز" وہ باقعدہ ہاتھ جوڑ گئی تھی حریم نے بے بسی سے سمرہ کو دیکھا جس نے کندھے اچکا دیے

"اچھا چلو آؤ لیکن سہارے سے بلکل آرام سے" اس نے دھیرے سے علما کا ہاتھ پکڑا اور اسے بیڈ سے اتارا۔ ننھی سی جان پر ابھی بھی اس کی نگاہ نہیں گئی تھی

★★===========★★

اس کے ہوش میں آتے ہی سب اسے مل کر جا چکے تھے ابھی اتنی دیر تو حفصہ رہ کر گئی تھی زین حسیب نے تو اسے بیماری سے اٹھنے سے پہلے ہی قہقہ لگانے پر مجبور کر دیا تھا وہ اللہ کا شکر گزار تھا کہ اسے اتنا بڑا محبت کرنے والا خاندان ملا اتنے پیار کرنے والے رشتے ملے وہ بس خود کی اہمیت پر حیران رہ گیا تھا موت زندگی کے اس کھیل سے وہ ہمت جتا کر اپنوں کی دعاؤں سے باہر تو آگیا تھا لیکن ابھی بھی دل میں سکون سا نہیں مل رہا تھا دل بے چین ہو رہا تھا کیونکہ۔۔۔کیونکہ اس نے اب تک اس کو نہیں دیکھا تھا اس نے اب تک اپنے عشق کو نہیں دیکھا تھا وہ اس کا انتظار ہی تو کر رہا تھا جو انتظار کی یہ ناپسندیدہ گھڑیاں طویل کیے جا رہی تھی اس نے گہری سانس بھرتے آنکھیں موندلی جسم میں بھی الگ درد ہو رہا تھا اور ڈاکٹر کے مطابق اچھی دیکھ بھال پر کم از کم ایک مہینے میں اسے ٹھیک ہونا تھا ورنہ وہ ابھی ٹھیک سے چل بھی نہیں سکتا تھا اسے سٹک کا سہارا لینا ضروری تھا۔ اچانک کمرے کا دروازہ کھولا اور وہ اندر آنے والے شخص کو پہچان گیا زخمی ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی تھی اس کا حادثے میں ہونٹ بھی پھٹا تھا جبھی ابھی زخمی ہونٹوں سے زخمی نہیں بلکے شیریں مسکراہٹ تھی وہی مسکراہٹ جو اس کے سامنے آجاتی تھی وہی مسکراہٹ جو اس کے تلخ لہجے پر بھی اطمینان سے رہ جاتی تھی کوئی اندر چل کر آہستہ سے آیا اور اس کے قریب پڑی کرسی پر بھیٹ گیا اور کچھ نا بولا وہ انتظار کرنے لگا شاید چھوئے گی شاید کچھ کہے گی شاید۔۔۔شاید مگر نہیں کوئی آواز نہیں آرہی تھی بس کوئی بہت پاس بھیٹا تھا

"ساری عمر خاموش رہنا کا ارادہ ہے؟" وہ آنکھیں کھول کر زیرِ لب مسکراتے ہوئے بولا ہی تھا کہ بھوری آنکھیں جب مرجھائی ہیزل آئز میں جا ٹھہر تو اسے لگا اس کا دل بند ہو جائے گا آنکھوں میں ویرانی تھی آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے تھے چہرہ بے تحاشہ رونے کی وجہ سے سوج چکا تھا لال رخسار پر آنسوں کے دھبے لگ چکے تھے سیاہ کمر تک گرتے بال آدھے جوڑے میں مقید تھی اور آدھے گردن تک گرے تھے رنگ تھا کہ کالا پڑ گیا تھا خون جیسے نچوڑ گیا تھا وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا جو خاموشی سے اسے تک رہی تھی

"ع۔۔علما" اس نے ٹوٹے ہوئے لہجہ سے محبت سے اس کا نام پکارا تو وہ خفگی سے چہرہ موڑ گئی حمدان جیسے تڑپ کر رہ گیا

"بات مت کرو تم مجھ سے" اس کی آنکھیں جیسے سمندر تھی پانی تھا کہ ختم ہی نہیں ہوتا تھا پھر لبالب بھر گئی تھی

"جانِ حمدان" اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی لیکن اس نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا

"میرا قصور تو بتاؤ؟" وہ پریشانی سے بولا تو اس نے جھٹکے سے چہرہ اس کے طرف کیے اسے گھورا پھر لب بھینچ کر بولی

"قصور پاگل کر دیا مجھے" آنسوں سے تر ہو گئی تھی آنکھیں

"اتنی بھی کیا بے رخی کہ پکارنے پر کوئی جواب ہی نہیں دے رہو عشق عشق کرتے ہو اور عشق کو ہی رلاتے ہو شرم نہیں آتی" اس کی تر آنکھیں دیکھ اس کی آنکھیں بھر نا جائے یہ ممکن نہیں تھا جبھی وہ بھیگی آنکھوں کے ساتھ مسکراتا ہوا بولا

"میں نے پاگل کیا اور تم پاگل ہو گئی؟" اس کی خوخار نظریں دیکھ اس نے وہ مسکراہٹ دبالی تھی

"تم نے میری محبت کا آج حد سے زیادہ امتحان لے لیا حمدان" وہ بے بسی سے ظالم آنسوں کو ہیزل آیز سے آزاد کرتی تھک کر بولی

"اور تم نے جو میرے عشق کا امتحان لیا تھا؟" اب کی بار اس کی آنکھوں میں شکوے اتر آئے تھے

"میری محبت کو اپنے عشق سے مت جوڑا کرو"

"کیوں؟"

"کیونکہ میری محبت تمھارے عشق کے سامنے کچھ نہیں ہے" وہ سر جھکا گئی تھی

"تمھاری محبت میرے عشق سے بہت بڑھ کر ہے جانتی ہو کیوں؟" اس نے اب اس کے نرم ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں لے کر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تو وہ نا سمجھی سے دیکھنے لگی

"کیونکہ تمھاری محبت میں جنون نہیں ہے اور میرے عشق میں جنون ہے اگر مجھے کچھ ہو جاتا تو تمھیں دیر سے سہی صبر آ جاتا لیکن اگر میری جگہ تم ہوتی تو میں اسی لمحے خود کو تمھاری قبر کے برابر میں دفنا دیتا" اس نے جس لہجہ میں جس لفظوں کا استعمال کیا تھا علما کو لگا کہ اس کی سانسیں بند ہو جائے گی اسے یک دم اس کے الفاظوں سے گھٹن محسوس ہونے لگی اس نے غصہ سے اپنے ہاتھ پیچھے کیے

"تم ایسی باتیں کر کے کیوں مجھے تکلیف دیتے ہو؟" وہ چڑ کر بولی ساتھ رونا جاری تھا حمدان کو لگا وہ سمجھی نہیں اسیلیے وہ نفی میں سر ہلا کر کچھ کہتا کہ خود ہی خاموش ہو گیا پھر اس کی ذہنی کیفیت سمجھ کر مسکراتے ہوئے بولا

"آیم سوری علما اگر تمھیں میری ان باتوں سے تکلیف ہوتی ہے تو میں آیندہ گریز کرونگا" علما نے اپنے مخصوص آنداز سے آنکھیں گھمائیں وہ مسکرایا

"اچھا ایسی ناراض رہو گی" اس کے کچھ دیر نا کہنے پر اس نے کہا تو وہ جیسے سب خفگی بھول کر اس کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے بولی

"حمدان مجھے تم سے اور تمھارے جنون سے بھرے عشق سے محبت ہے" وہ جیسے دل کی کییفیت کا اطراف کرنے لگی

"اور علما مجھے تم سے اور تمھاری معصوم محبت سے عشق ہے" اور جیسے اس نے لاکھوں بار کے بعد ایک بار پھر اطراف کیا تھا

"کوئی انہیں تو یاد کر لیں جو جاگ چکی ہیں" اچانک کمرے میں ماہم گود میں لیے ہوئی ننھی سی بچی کو لے کر داخل ہوئی تو حمدان چونکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے اس کی ننھی سی جان اس کے پاس ہی تھی

"علما تم نے ہماری بیٹی کو دیکھا بلکل تم پر گئی ہے" حمدان نے اس کو گود میں لے کر علما سے مسکرا کر کہا تو وہ یک دم شرمندہ ہو گئی

"جیجو آپی نے تو ایک نظر بھی نہیں دیکھا" ماہم بے اختیار بولی پھر علما کی کھا جانے والی نظریں دیکھ فوری طور پر کمرے سے بھاگی

"علما؟" اس جھجک کر لب کاٹتے حمدان کو دیکھا جو اسے کڑی نظروں سے گھور رہا تھا

"مجھے خیال نہیں رہا" اس نے جیسے شرمندگی سے سر جھکا لیا حمدان نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا پھر اس کی طرف ننھی سی بیٹی بڑھائی تو وہ چونکی اور مسکراتے ہوئے لیا اس کو دیکھتے ہی وہ جیسے چونک گئی

"ہیزل آیز" اس نے حیرانگی سے حمدان کو دیکھ کر کہا تو وہ ہنس کر سر ہلانے لگا علما کی گود میں وہ گلابی سی ننھی جان ٹکر ٹکر آنکھیں کھولے علما کے چہرے کا جایزہ لے رہی تھی اور بلاشبہ اس کی آنکھیں ہیزل آیز تھی جو اپنی ماں پر گئی تھی

"حمدان اس کی می۔۔میں" علما جوش سے ہنستے ہوئے بولی تو حمدان نے اس کی خوشی دیکھ سر ہلایا علما بے اختیار اس کا معصوم چھوٹا سا گول مٹول چہرہ چومنے لگی

"حمدان یہ تو تمھاری مشابہت کر رہی ہے" یک دم حیرانی سے اسے دیکھ کر کہا

"ہاں ماں بھی یہی کہہ رہی تھی کہ بچپن میں ایسا ہی تھا" وہ بھی جوش سے بولا وہ دونوں ہنستے ہوئے اس کو پیار کرنے لگے جو کبھی اپنے اپر جھکے حمدان کو دیکھتی تو کبھی علما کے چہرے پر جھولتی زلفوں کو علما حمدان نے مسکرا کر ایک دوسرے کو دیکھا

"میری پری ہے یہ تو" علما نے اس کا ننھا سا ہاتھ چومتے کہا تو حمدان نے اسے گود میں لیا اور سینے سے لگا لیا

"اور ڈیڈی کی سنو وایٹ" وہ مسکرا کر بولا تو علما ہنس دی اور خود بھی اس کے سینے سے لگ کر اپنی ننھی سی گڑیا کو دیکھنے لگی جس کی معصوم نظریں حمدان پر تھی اور اسی پل اچانک وہ مسکرائی یا ان دونوں کو محسوس ہوا تو وہ دونوں چیخ اٹھے لیکن اگلے ہی پل وہ ان کی چیخ سے خوفزدہ ہو کر رونے لگی اور وہ دونوں پریشان ہو گئے پھر قہقہ لگا کر ہنس دیے

ایسا ان کی زندگی میں پہلی اور آخری بار تھا کہ وہ رو رہی تھی وہ دونوں ہنس رہے تھے کیونکہ آگے سے وہ تو ان کے دل کا ٹکرا جو بننے والی تھی

★★==========★★

"مجھے اس کے ہونٹوں کے نیچے چھپا ننھا تل اچھا لگتا تھا،

اور مجھے اس کی سارے جہاں میں رقص کرتی مسکراہٹ،

مجھے اس کا ضد کرنا بہاتا تھا،

اور مجھے اس کی برداشت قوت،

مجھے اس کے لمس سے اپنایت تھی،

اور مجھے اس کے انگ انگ سے چاہت،

مجھے اسے عشق تھا،

اور مجھے اسے محبت،

میں اس کا اپنا حمدان تھا،

اور میں اس کی زندگی تھی علما،"

★★==========★★

پانچ سال بعد:

"میں نے سارے تحفے رکھ دیے ہیں آپ جا کر گاڑی میں رکھ دیں" وہ کسی خاتون کو کہہ کر پلٹ کر صوفے کی طرف آئی اور سارا انظام دیکھ چکرا ہی گئی۔ٹی وی کھلا پڑا تھا پاپ کارن ہر جگہ بکھرے پڑے تھے تکیے گرے پڑے تھے جوس آدھا میز سے گر کر ٹپک رہا تھا اس

نے اپنا سر ہی پیٹ لیا تھا بالوں کو جوڑے میں قید کرتی وہ کسی ملازم کو آواز دینے لگی اور جب وہ ملازم آیا تو اس کے ساتھ صفائی کرنے لگی گلابی کھلا فلیپر پر شارٹ سفید پرنٹڈ فل آستینوں کی قمیض تھی چہرہ اب بھی ویسا تھا بلکہ اور کھل گیا تھا تبدیلی آئی تھی تو ناک میں پہنی سلور بالی میں آئی تھی جس کا رنگ سنہری ہو گیا تھا جو پانچ سال پہلے کبھی نا ہوا تھا گلابی ناک پر ابھی غصہ تھا اور وہ تیش میں جب آئی جب صوفے کے نیچے سے اس کا سٹالر ملا جس کو وہ تقریباً دس دن سے ڈھونڈ رہی تھی

"ان باپ بیٹی کو تو میں چھوڑونگی نہیں" وہ غضب کا غصہ لیے ملازم کو وہی چھوڑ اپر چھوٹی سیڑھیاں پھیلانتی پوشن میں آئی اور غصہ سے باربی کے سٹیکر سے ڈھکا دروازہ کھولے اندر داخل ہوئی اور تقریباً بیڈ پر لیٹے دونوں کو دیکھ چیخی

"ہالے نور" اس کی آواز پر جہاں کمبل کے اندر لپٹی چھوٹی سی بچی چونک کر اٹھی تھی وہی آنکھوں پر بازور کھا وہ کھسیا گیا تھا

"ڈیڈی" گوری چٹی وہ بچی دکھنے میں انگریز لگ رہی تھی سامنے اس کو غصہ سے کھڑا دیکھ اس کا رنگ گلابی پڑ گیا تھا اس نے ہاتھ بڑھا کر برابر میں لیٹے اس شخص کو جھنجوڑا جو اٹھنے کا نام نہیں لے رہا تھا

"ڈیڈی گیٹ اپ" وہ پوری قوت سے اس کو جھنجوڑ کر چلائی۔ گردن تک آتے چھوٹے چھوٹے بھورے بالوں کا ہشر بگڑا ہوا تھا باربی کے چھوٹے سے نایٹ سوٹ میں ملبوس وہ پانچ سال کی معلوم ہو رہی تھی

"واٹ ہیپنڈ سنو وایٹ" وہ اس کی سنو وایٹ تھی ابھی سے نہیں پانچ سال پہلے سے اور وہ سنو وایٹ اسے اپنی بیوی سے زیادہ عزیز تھی ایسا اس کی بیوی کا ماننا تھا

"ڈیڈی مما از ہیر" وہ اپنی چھوٹی چھوٹی ہیزل آیز سے کنکھیوں سے سامنے کھڑی سینے پر ہاتھ باندھے غصہ میں تلملائی لڑکی کو دیکھ بولی تو وہ چونک اٹھا

"اوہ میرے کانوں میں کاٹن تھی" وہ جیسے ہالے نور کے سرگوشی کرتے بولا تو بدلے میں وہ بھی جلدی سے بولی

"میری کاٹن مما نے چھپا دی" دونوں کی سرگوشیوں کی آواز اس کا صاف سنائی دے رہی تھی جبھی وہ چلائی

"وقت دیکھا ہے" وہ دیوار پر لگی گھڑی کو دیکھتی دونوں سے بولی تو دونوں ایک ساتھ بے اختیار بولے

"وہ تو روز ہی دیکھتے ہیں" پھر دونوں نے منہ پر ہاتھ رکھ لیے کیونکہ وہ گھورنے جو لگی تھی

"حمدان تم نے ہالے نور کو بگاڑ کر رکھ دیا ہے" یہ کوئی بات وہ دن میں دسوی بار کہتی تھی

"ڈیڈی بگاڑ کیا ہوتا ہے؟" اس نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر حمدان کو دیکھا تو اس نے مسکراہٹ دبائے اسے نفی میں سر ہلا کر سینے سے لگا لیا

"چلو دوبارہ سوتے ہیں" وہ دونوں نیند کے شدائی واپس لیٹنے لگے جبھی وہ دوبارہ چلائی

"میں مزاق میں کھڑی ہوں کیا؟" وہ خفگی سے دونوں باپ بیٹی کو گھورتی بولی تو ان دونوں نے کندھے اچکا دیے

"یار علما آج سنڈے ہے" حمدان نے تنگ کر کہا یہ ہر اتوار کی کہانی ہوتی تھی

"جانتی ہوں جو باہر رات کو سیٹرڈے نایٹ کا بہانا بنا کر دونوں باپ بیٹی نے جو کباڑ خانہ کیا ہے نا گھر کا وہی سمیٹ کر آ رہی ہوں "

"واٹ از کب۔کبار خانہ" ہالے نور نے یک دم حمدان کی طرف دیکھتے چھوٹی سی ناک کو تیڑھا کر کے پوچھے کہا

"نتھنگ سنو وایٹ جسٹ آسلینگ ورڈ" حمدان نے جیسے سرگوشی کی تو اس نے سر ہلایا

"حمدان آج رات کی ہماری پاکستان کی فلایٹ ہے" علما بیڈ پر بھیٹتی ان دونوں کو دیکھتی تنگ آ کر بولی تو حمدان نے اوہ کیا جبکہ ہالے نور جوش سے اچھلی

"میم کا فون آیا" وہ گھٹنوں سے چلتی علما کے پاس آئ اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتی بھویں اچکا کر پوچھنے لگی حمدان نے یک دم مسکراہٹ دبائ

"اماں دادی آپ کی میم کا فون صبح ہی آ گیا تھا" وہ جیسے اسی کے انداز میں بولی

"ہنہہ، میری بات کروانی تھی نا" وہ منہ بنا کر بولی جہاں علما کا حیرت سے منہ کھلا تھا وہی حمدان کا بے ساختہ قہقہ ابلا تھا

"ہالے نور آپ بہت پکی ہوتی جا رہی ہے" وہ انگلی اٹھاتی تشبیہہ کرتی بولی ہالے اور نور یہ دو نام تھے ہالے علما کو رکھنا تھا جبکہ نور حمدان کو تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ دونوں نام کو ایک ساتھ کر دینگے اسیلیے اس کا نام ہالے نور رکھا گیا علما کی ہالے اور حمدان کا نور

"نو مما آیم ناٹ پکی" وہ جلدی سے نفی میں سر ہلا کر بولی تو علما نے اپنا سر پیٹ لیا

"میں آپ کی فرینڈ پکی کی بات نہیں کر رہی" اس نے اسے سمجھایا

"اوہ واٹ ایور" وہ آنکھیں گھماتی واپس حمدان کی گود میں آ کر بھیٹی گئ جبکہ علما نے بے اختیار حمدان کو دیکھا جو بھویں اچکتا جیسے اس کو کچھ جتا رہا تھا اس نے نظریں چرائ۔اب تو اس نے آنکھیں گھمانا چھوڑ دی تھی مگر وہ ڈرامہ کوین نہیں چھوڑنے والی تھی

"ڈیڈی مما کو زرہ کول کریں میں ٹیت برش کر کے آتی ہوں" وہ کہتی بیڈ سے چھلانگ مار کر اتری اور اتراتی ہوئ چلتی باہر نکل گئ

"حمدان دیکھا تم نے دیکھا کتنا بگاڑ دیا ہے تم نے اس کو بلکل اپنے باپ کی زبان بولتی ہے اوور ایکٹر" علما پاس پڑا تکیہ اسے اٹھا کر مارتی بولی تو حمدان نے تکیہ ایک طرف پھینک اسے بانہوں میں لیتے خاموش کروا دیا

"ہماری بیٹی ہے الگ تو ہو گی نا" وہ اس کے کان میں سرگوشی کرتے بولا

"چھوڑو مجھے" وہ خود کو چڑھاتی غرائ لیکن وہ کان بند کر چکا تھا شاید جبھی اطمینان سے اس کی گردن پر جھکا اپنے لب رکھا ہوا تھا جب وہ دندناتی ہوئ داخل ہوئ

"ون مور تن۔۔۔"وہ دونوں یک دم چونکے اور ایک دوسرے سے الگ ہوئے

"ڈیڈی یہ آپ مما کی نیک پر کیا ڈھونڈ رہے تھے"ہالے نور کمر پر ہاتھ رکھے بھویں اچکاتی بولی تو علما نے مسکراہٹ دبائے حمدان کو دیکھا جو اس کے سوال پر ہڑبڑا گیا تھا

"بتاؤ اپنی بیٹی کو"وہ اٹھتی ہوئی بولی

"نتھنگ سنووایٹ کم"اس نے علما کو گھور کر اپنے ہاتھ کھولے اس کو بلایا تو وہ سر جھٹک کر بھاگتی ہوئی اس کے پاس آنے لگی کہ علما نے اسے راستے میں ہی روک لیا اور اپنی گود میں لیے اس کا چہرہ چومنے لگی

"میری پری"وہ اس کے گالوں پر پیار کرتی بولی تو ہالے نور کا منہ ہی بن گیا

"مما ڈونٹ کال می پری"اس نے منہ بسورتے کہا تو علما نے حیرت سے اسے دیکھا جبکہ حمدان محفوظ ہوا

"بٹ وائے؟"

"بیکوز پری از ویری اولڈ فیشن کال می ایماویسٹن"اس نے اپنے چھوٹے سے لیرز کی صورت میں کٹے بھورے بال کو جھٹکتے کہا تو جہاں علما حیران ہوئی وہی حمدان قہقہہ لگاتے ہنسنے لگا

"مس ڈرامہ کوین"وہ اس کو بیڈ پر بٹھاتی گدگدی کرتی بولی تو وہ حمدان سے جا لگی لیکن حمدان بھی اس کو بچانے کے بجائے گدگدی کرنے لگا تو وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگی جبکہ اس کی ہنسی پر حمدان علما ایک دوسرے کو دیکھ مسکرانے لگے

"کم ہیر ایماویسٹن"حمدان نے دانت پر دانت جمائے مزے سے کہا تو وہ چہک کر اس کے گلے لگ گئی

"اور مما کو بھول گئے؟"علما منہ پھلائی بولی تو حمدان نے اپنی بہایں پھیلا کر اسے بھی خود سے لگا لیا اب حمدان اور اس کی سنووایٹ جانے کونسی باتیں کرنے لگے جو علما کے سر پر سے گزر جاتی اور جبھی وہ پوچھتی تو ڈرامہ کوین ہاتھ اٹھا کر صاف کہہ دیتی"مما اٹس اوور پی ٹی"اور جب وہ پی ٹی کا مطلب پوچھتی تو دونوں باپ بیٹی سر پر ہاتھ مار کر ایک آواز میں کہتے"پرنسل ٹاکنگ اتنا بھی نہیں پتا لول" اور وہ اپنا سر پیٹ لیتی۔وہ سب سوچتی ہوئی دونوں کو دیکھنے لگی جو جانے کیا باتیں کر رہے تھے اور پھر جہاں حمدان قہقہہ لگاتا وہی ہالے نور کھلکھلا کر ہنستی علما کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی اسے اپنی زندگی حسین جب لگی جب حمدان کو اسے پھر محبت ہوئی اور اپنی زندگی مکمل جب محسوس ہوئی جب ہالے نور ان دونوں کی زندگی کا حصہ بن گئی

اب ہالے نور علما کی گود میں آ گئی اور اسے وضاحت دینے لگی کہ کیوں وہ پری پر ایماویسٹن کو فوقیت دیتی ہے اور اس کی لمبی چوڑی وضاحتیں سن کر تو علما کو چکر ہی آ گئے تھے حمدان نے مسکرا کر اپنی دونوں زندگیوں کو دیکھا جو ایک دوسرے کے ساتھ سر کھپا رہی تھیں۔وہ جتنا علما کو چاہتا تھا اتنا ہی ہالے نور کو چاہنے لگا تھا نا اسے کم نا زیادہ بلکل برابر پانچ سال بعد بھی اس کے عشق میں کوئی تبدیلی

نہیں آئی تھی ہاں جنون ضرور تھم گیا تھا اس کی دنیا صرف علما اور ہالے نور کے ارد گرد گھومتی تھی وہی اس کا آشیانا تھی وہ خود سے زیادہ ان دونوں کو چاہتا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ عشق کا دوسرا پہلو واقعی میں ہے یا نہیں لیکن اس کی کہانی میں تو دوسرا پہلو تھا اور اس دوسرے پہلو میں ملن تھا خوشیاں تھیں راحت تھی عشق تھا اور بس اس کا علما کے ساتھ رشتہ ہالے نور کے بعد اور مضبوط ہو گیا تھا۔ اس کی کہانی میں کتنا کچھ ہوا تھا آج تک وہ جبھی وہ ماضی کو لے کر بھیٹتے تو کبھی ہنستے چلے جاتے تو کبھی دکھی ہو جاتے ماضی میں انہوں نے کافی تکلیفیں اٹھائی تھیں کافی درد سہا تھا تین سال کی جدائی سہی تھی ایک دوسرے کے لیے نفرت سہی تھی جنون کو بے حد قریب سے جانا تھا لیکن کہانی جتنی بھی ہولا دینے والی ہو جتنا بھی شور ہو لیکن اختتام میں ٹھہر جاتی ہے تھم جاتی ہے

عشق تھا محبت تھی اور جنون تھا جبھی تو کہانی کا نام کچھ یوں تھا۔ اچانک کسی بات پر حمدان چونکا اور پھر سمجھ کر تینوں کے قہقے ایک ساتھ گونجے تھے

"عشق محبت اور جنون،

اس نے دے دیا سکون،

وہ عشق تھا روٹھنا جایز تھا،

ہم عاشق تھے آداب کرنا فرض تھا،

رنجشیں مٹی فاصلے مٹے،

قریب آئے تو گئے جان ہمیں،

نفرت تھی زور و شور،

مگر محبت تھی ہر روز،

جھکنا پڑا نفرت کو محبت کے آگے،

جو جان گئی عشق کے سارے معاہدے،

عشق کے مرض کی دوا ہی مرض میں ہیں،

شب و روز وہ ہمیں تو ہم اس میں ہیں،

یہ ڈھلتی چاہت قیام کر گئی،

کیا کہانی تھی یہ بیان کر گئی،(زینب خان)

(ختم شدہ)

Urdu Novels Ghar